# سُنَنِ نسائی









تالیف
امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ

ترجمہ وفوائد: فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ

تحقیق وتخریج: حافظ ابوطاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

دار العلم ممبئی




قرآن لرننگ اینڈ ریسرچ فاونڈیشن

حافظ بابا نگر، حیدرآباد، دکن۔

www.qlrf.net

QLRF Islamic Library

گلشن اقبال کالونی، حیدرآباد، دکن۔

www.qlrf.net


QURAN LEARNING & RESEARCH FOUNDATION
HYD. INDIA


مترجم
سنن نسائی
جلد پنجم

سلسلہ اشاعت نمبر 139

نام کتاب : مترجم سنن نسائی

نام مولف : امام ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی

نام مترجم : فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین

جلد : پنجم

طبع اول : اپریل ۲۰۱۲ء

تعداد اشاعت : ایک ہزار

طابع : محمد اکرم مختار

ناشر : دارالعلم، ممبئی








دارالعلم ممبئی

DARUL ILM

PUBLISHERS & DISTRIBUTORS

242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel.: (+91-22) 2308 8989, 2308 2231
fax :(+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

# سنن نسائی

مترجم

## جلد پنجم

كتاب الجهاد — كتاب المزارعة أحاديث: 3087 – 3970


تالیف

امام ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ

ترجمہ و فوائد

فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج

حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

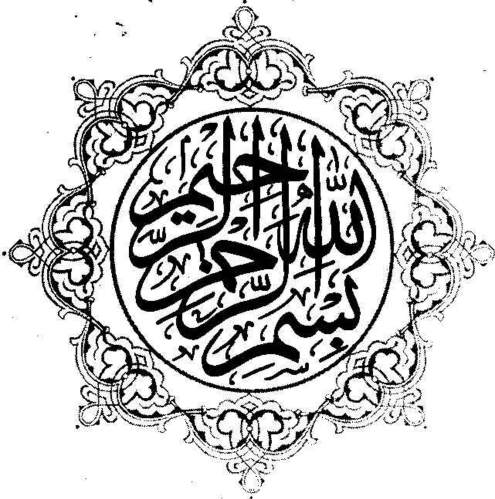
نظر ثانی، تصحیح و تنقیح اور اضافات

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ



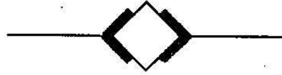

دار العلم ممبئی



www.qlrf.net

# فہرست مضامین (جلد پنجم)






QURAN LEARNING & RESEARCH FOUNDATION
HYD. INDIA



بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

## (المعجم ٢٥) - كِتَابُ الْجِهَادِ (التحفة ٧)

## جہاد سے متعلق احکام ومسائل

### (المعجم ١) - بَابُ وُجُوبِ الْجِهَادِ (التحفة ١)

٣٠٨٧- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا أُخْرِجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ مَكَّةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَخْرَجُوا نَبِيَّهُمْ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ لَيَهْلِكُنَّ فَنَزَلَتْ: ﴿أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ﴾ [الحج: ٣٩]. فَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَكُونُ قِتَالٌ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَهِيَ أَوَّلُ آيَةٍ نَزَلَتْ فِي الْقِتَالِ.

### باب:١- جہاد فرض ہے

٣٠٨٧- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ مکہ مکرمہ سے نکالے گئے تو حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا: ان لوگوں (مشرکین مکہ) نے اپنے نبی کو نکال دیا: اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ. اب یہ لوگ ضرور تباہ و برباد ہوں گے' پھر یہ آیت اتری: ﴿اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ ...... عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرٌ﴾ ''جن لوگوں سے بلاوجہ لڑائی کی جاتی ہے' انھیں بھی لڑنے (جہاد) کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ وہ مظلوم ہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرنے پر ضرور قادر ہے۔'' حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا: مجھے یقین ہوگیا کہ اب عنقریب کافروں سے لڑائی ہوگی۔ حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ لڑائی کے (جواز کے) بارے میں یہ سب سے پہلی آیت تھی جو اتری۔

---

٣٠٨٧ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة الحج، ح: ٣١٧١ من حديث إسحاق بن يوسف الأزرق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٢٩٢، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٨٧، والحاكم: ٢/ ٦٦، ٢٤٦، ٣٩٠.
* سفيان هو الثوري، وتابعه شعبة (المستدرك للحاكم: ٣/ ٧، ٨)، وصححه على شرط الشيخين)، وقيس بن الربيع أيضًا: ٢/ ٢٤٦.

فوائد ومسائل: ① جہاد اسلام کے فرائض میں سے ایک فریضہ ہے مگر یہ دیگر ارکان اسلام سے بعض شرائط میں مختلف ہے: ❁ ارکان خمسہ یعنی توحید و رسالت کی گواہی' نماز' زکاۃ' روزہ اور حج فرض عین ہیں مگر جہاد عام حالات میں فرض عین نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے۔ ❁ ارکان خمسہ انفرادی عبادات ہیں جب کہ جہاد حکومت کے فرائض میں شامل ہے۔ ❁ جہاد ضرورت کے مطابق ہے۔ ضرورت نہ پڑے تو جہاد بھی نہیں ہوگا جب کہ دیگر عبادات ضرورت پر موقوف نہیں۔ مکی زندگی میں چونکہ مسلمان کمزور بھی تھے اور تعداد میں بھی بہت تھوڑے' لہٰذا جہاد نہیں ہوا۔ مدینہ منورہ میں بھی جب ضرورت پڑی' جہاد کیا گیا جیسے جنگ بدر' احد اور خندق کے واقعات ہیں۔ یا جب کفار کی شرانگیزی حد سے بڑھ گئی اور اسلامی مملکت کے لیے ناقابل برداشت بن گئی بلکہ اسلامی مملکت کے لیے خطرہ بن گئی تو حملہ کیا گیا جیسے خیبر اور فتح مکہ کے واقعات ہیں' البتہ اگر کفار امن سے رہیں' مسلمانوں پر جنگ مسلط نہ کریں اور نہ ان کی مملکت کے خلاف تباہ کن سازشیں کریں تو ان سے لڑائی نہیں لڑی جائے گی بلکہ ان سے معاہدہ کر کے صلح رکھی جائے گی جیسے یہودیوں کے ساتھ میثاق مدینہ اور قریش کے ساتھ صلح حدیبیہ ہوئی۔ ❁ جہاد کے لیے ہر شخص کا نکلنا ضروری نہیں بلکہ امیر جن لوگوں کی ضرورت سمجھے' ان پر جانا فرض ہو گا۔ اور اگر حکومت نے شعبۂ فوج الگ سے قائم کر رکھا ہے تو انھی پر جہاد فرض ہے۔ دوسرے لوگ اپنے اپنے کام کریں تاکہ معیشت کی گاڑی بھی چلتی رہے' تاہم امیر حسب ضرورت و حالات سب لوگوں کو نکلنے کا لازمی حکم دے سکتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں غزوۂ تبوک کے موقع پر ہوا۔ ❁ یہ سمجھنا کہ جہاد سے مراد ہر وقت شمشیر بکف رہنا اور بلاوجہ مار دھاڑ کرتے رہنا اور نہ امن سے رہنا نہ رہنے دینا ہے' جہاد کے معنی میں تحریف ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کے خلاف ہے اور قرآن مجید سے غلط استدلال ہے۔ ② نبی کا کسی قوم سے نکل جانا اس قوم کی بدنصیبی اور اس کے لیے ہلاکت کا پیغام ہے، جب کہ نبی کا وجود رحمت الٰہی ہے اور عذاب سے تحفظ کی ضمانت ہے۔ جب تک کوئی نبی اپنی قوم میں رہا' عذاب نہیں آیا' خواہ کفر کتنا ہی عام تھا۔

۳۰۸۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَأَصْحَابًا لَهُ أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ بِمَكَّةَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا

۳۰۸۸- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ اور ان کے کچھ ساتھی مکہ مکرمہ میں نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہم کافر مشرک تھے تو عزت والے تھے' جب ہم مسلمان ہوئے تو ذلیل ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: ''(فی الحال) مجھے معاف اور درگزر کرنے کا حکم دیا

۳۰۸۸- [إسناده صحيح] أخرجه الطبري في تفسيره: ٥/ ١٠٨ عن محمد بن علي بن الحسن به، وهو في الكبرى، ح: ٤٢٩٣، وصححه الحاكم: ٢/ ٦٦، ٣٠٧، ووافقه الذهبي.

كُنَّا فِي عِزٍّ وَنَحْنُ مُشْرِكُونَ فَلَمَّا آمَنَّا صِرْنَا أَذِلَّةً فَقَالَ: «إِنِّي أُمِرْتُ بِالْعَفْوِ فَلَا تُقَاتِلُوا». فَلَمَّا حَوَّلَنَا اللهُ إِلَى الْمَدِينَةِ أَمَرَنَا بِالْقِتَالِ فَكَفُّوا فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ﴾ [النساء: ٧٧].

گیا ہے لہٰذا تم لڑائی نہ لڑو۔'' پھر جب ہم اللہ تعالیٰ کے حکم سے مدینہ منورہ پہنچ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں لڑنے کا حکم دیا' لیکن بعض مسلمان لڑائی سے رکے رہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَ أَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ﴾ ''(اے نبی!) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن سے کہا گیا تھا کہ تم اپنے ہاتھ (لڑائی سے) روکے رکھو اور نماز قائم کرو۔''

فائدہ: ''ذلیل ہو گئے'' یعنی ہم کفر کی حالت میں تو ظلم کا بدلہ لے لیا کرتے تھے۔ اب ہمیں ظالم کے سامنے ہاتھ اٹھانے اور ظلم کا بدلہ لینے کی اجازت نہیں۔ اور ظاہراً یہ ذلالت والی حالت ہے کہ انسان دوسروں کے لیے تختۂ مشق بنا رہے' لیکن شریعت کا یہ حکم ایک عظیم مصلحت کی بنا پر تھا۔ اگر اس وقت مسلمانوں کو مزاحمت یا جوابی جارحیت کی اجازت دی جاتی تو اسلام کی نوزائیدہ تحریک اور اس کے قیمتی کارکن ختم ہو جاتے جب کہ صبر و عفو کا حکم دے کر ان کی قوت برداشت کو انتہائی حد تک بڑھا دیا گیا اور وہ آئندہ دور میں جنگوں کی سختی کو حیران کن حد تک برداشت کرنے کے قابل بن گئے اور ان کی اخلاقی تربیت بھی درجۂ کمال کو پہنچ گئی۔

٣٠٨٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ مَعْمَرًا عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: قُلْتُ: عَنْ سَعِيدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لِأَحْمَدَ - قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

٣٠٨٩- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے جامع کلمات دے کر بھیجا گیا ہے اور مجھے رعب دے کر میری مدد کی گئی ہے۔ ایک دفعہ میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں۔'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ تو (دنیا سے) چلے گئے' تم ان خزانوں کو نکال رہے ہو۔

---

٣٠٨٩- أخرجه مسلم، المساجد، باب المساجد ومواضع الصلاة، ح: ٦/٥٢٣ عن أحمد بن عمرو بن السرح به، وهو في الكبرى، ح: ٤٢٩٤، ٤٢٩٥.




اللهِ ﷺ: «بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي». قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَذَهَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنْتُمْ تَنْتَثِلُونَهَا.

**فوائد ومسائل:** ① "جامع کلمات" یعنی الفاظ کم ہوں مگر معانی زیادہ ہوں، جیسے [إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ] (صحيح البخاري، بدء الوحي، حديث:١) ② "رعب دے کر" یعنی مخالفین کے دل میں میرا رعب ڈال دیا گیا ہے۔ وہ آپ کا سامنا کرنے سے کتراتے تھے۔ صرف اپنی عزت رکھنے کے لیے حملے کرتے تھے یا اپنی جان بچانے کے لیے، مگر دلجمعی سے نہیں لڑتے تھے۔ نتیجتاً شکست کھاتے تھے۔ ③ چابیوں کا ہاتھ میں رکھنا اشارہ ہے ان فتوحات کی طرف جو مستقبل قریب میں ہوئیں اور ان سے مسلمانوں کو حیران کن خزانے ملے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اشارہ بھی اسی طرف ہے۔ چونکہ یہ فتوحات جہاد کے ذریعے سے ہوئیں، لہٰذا اس روایت کو جہاد کے باب میں لانا مناسب ہے۔

٣٠٩٠- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ نِزَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مَبْرُورٍ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَحْوَهُ.

٣٠٩٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی (سابقہ حدیث کی) طرح فرماتے سنا۔

٣٠٩١- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «بُعِثْتُ

٣٠٩١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "مجھے جامع کلمات دے کر بھیجا گیا ہے اور رعب دے کر میری مدد کی گئی ہے۔ اور ایک دفعہ میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ پر

٣٠٩٠ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٤٢٩٦، وانظر الحديث الآتي.

٣٠٩١ـ أخرجه مسلم من حديث محمد بن حرب به، انظر الحديث المتقدم:٣٠٨٩، وهو في الكبرٰى، ح:٤٢٩٧.

بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي». قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقَدْ ذَهَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنْتُمْ تَنْتَثِلُونَهَا.

رکھ دی گئیں۔" حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تو (دنیا سے) تشریف لے گئے لیکن تم ان خزانوں کو نکال رہے ہو۔

٣٠٩٢- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ».

٣٠٩٢- حضرت ابوہریرہ ؓ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑائی لڑوں حتیٰ کہ وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ پڑھ لیں۔ جس آدمی نے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ پڑھ لیا' اس نے مجھ سے اپنی جان و مال کو محفوظ کر لیا۔ الا یہ کہ اس کے ذمے کسی کا حق واجب الادا ہو۔ باقی رہا اس کا حقیقی حساب تو وہ اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔"

فوائد ومسائل: ① "حتیٰ کہ" یعنی کسی کے کلمہ طیبہ پڑھ لینے کے بعد اس سے لڑائی جائز نہیں۔ ہم ظاہر کو دیکھیں گے۔ باقی رہا کہ وہ کس نیت سے کلمہ پڑھ رہا ہے تو یہ حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ ہمیں اس میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کام اس کے لیے ہی چھوڑ دیے جائیں۔ دخل اندازی مناسب نہیں۔ ② "کسی کا حق" اسلام کسی سابقہ حق کو ختم نہیں کرتا بلکہ اس کی مزید تاکید کرتا ہے۔ اسلام لانے سے سابقہ حقوق اللہ تو معاف ہو جاتے ہیں مگر حقوق العباد کی ادائیگی لازم رہتی ہے۔ ③ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ جب تک کوئی شخص مسلمان نہ ہو' اس سے لڑائی جاری رکھی جائے یا اسے قتل کر دیا جائے اور اس کا مال لوٹ لیا جائے' کیونکہ یہ مفہوم رسول اللہ ﷺ کی تئیس سالہ زندگی' نبوت کے طرز عمل کے بالکل خلاف ہے۔ اسلامی مملکت میں ذمیوں کا وجود متفقہ چیز ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں بھی اور اس کے بعد کے ادوار میں بھی۔ اس کا انکار ممکن نہیں' لہٰذا اس حدیث سے مراد وہ لوگ ہیں جو خود مسلمانوں سے لڑائی شروع کریں۔ پھر انھیں اللہ تعالیٰ ہدایت دے دے اور وہ کلمہ' اسلام پڑھ لیں۔

---

٣٠٩٢- أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب دعاء النبي ﷺ إلى الإسلام والنبوة ... الخ، ح: ٢٩٤٦، ومسلم، الإيمان، باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله محمد رسول الله .... الخ، ح: ٢١ من حديث ابن شهاب به، أخرجه مسلم من حديث عبدالله بن وهب به؛ وهو في الكبرى، ح: ٤٢٩٨.

٣٠٩٣- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ! وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ: يَا أَبَا بَكْرٍ! كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَمَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ عَصَمَ مِنِّي نَفْسَهُ وَمَالَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ؟» قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: وَاللّٰهِ! لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، وَاللّٰهِ! لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهَا، فَوَاللّٰهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ وَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

٣٠٩٣- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے اور بعض عرب لوگوں نے کفر کیا (اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑائی کا ارادہ فرمایا) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوبکر! آپ ان لوگوں سے کیسے لڑائی لڑیں گے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے حتیٰ کہ وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه پڑھ لیں؟ جو شخص لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه پڑھ لے اس نے مجھ سے اپنی جان و مال کو بچا لیا الا یہ کہ اس پر کسی کا حق بنتا ہو۔ اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں ان لوگوں سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکاۃ میں فرق کرتے ہیں کیونکہ زکاۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے بکری کا بچہ دینے سے انکار کریں جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں اس بات پر بھی ان سے لڑوں گا۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:) اللہ کی قسم! مجھے صاف سمجھ میں آ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ لڑائی کے لیے کھول دیا ہے اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہی بات برحق ہے۔

**فوائد و مسائل:** ① یہ حدیث اور اس کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ (دیکھیے، حدیث: ۲۴۴۵) البتہ اس حدیث میں عِقَال (رسی) کا لفظ تھا اور یہاں عَنَاق (بکری کا بچہ) آیا ہے۔ مقصود مبالغہ ہے، ظاہر مراد نہیں، کیونکہ زکاۃ میں نہ عقال دی جاتی ہے نہ عناق بلکہ پوری بکری دینا لازم ہے۔ مطلب ان کا یہ تھا کہ میں زکاۃ کے مسئلے میں ذرہ بھر کمی بیشی یا تبدیلی کی اجازت نہیں دوں گا۔ اس مفہوم کی ادائیگی کے لیے مندرجہ بالا دو ناممکن صورتیں ذکر کی گئیں۔ عرف عام میں یہ انداز کلام عام استعمال ہوتا ہے۔ ② ابوالعباس مبرد [لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا] کے متعلق

٣٠٩٣- [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٤٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٢٩٩.

لکھتے ہیں کہ صدقہ وصول کرنے والا اسی مال کی جنس سے وصول کرے جس کی زکاۃ دی جا رہی ہو اور قیمت وصول نہ کرے تو اس وقت کہتے ہیں: أَخَذَ عِقَالًا اور جب اصل چیز کے بجائے قیمت وصول کرے تو بولتے ہیں أَخَذَ نَقْدًا. گویا ان کے نزدیک عقال سے مراد ''زکاۃ'' ہے یعنی اگر وہ مجھ سے کسی قسم کا صدقہ روکیں گے جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں ان سے لڑوں گا۔ (الکامل للمبرد: ٢/٥٠٨)

٣٠٩٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُغِيرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَا أَبَا بَكْرٍ! كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ». قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، وَاللّٰهِ! لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا، قَالَ عُمَرُ: فَوَاللّٰهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ

٣٠٩٤- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دور آیا اور بہت سے عرب لوگ کافر بن گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوبکر! آپ ان لوگوں سے کیسے لڑائی کریں گے جب کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے حتیٰ کہ وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه پڑھ لیں۔ جس شخص نے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه پڑھ لیا' اس نے مجھ سے اپنا جان و مال محفوظ کر لیا' الا یہ کہ اس پر کسی کا حق بنتا ہو۔ باقی رہا اس کا حساب تو وہ اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ان لوگوں سے ضرور لڑوں گا جنھوں نے نماز اور زکاۃ میں تفریق کر دی ہے کیونکہ زکاۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے بکری کا بچہ نہ دیں جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تب بھی میں ان سے لڑوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ لڑائی کے لیے کھول دیا ہے' تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہی بات برحق ہے۔

---

٣٠٩٤- [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٤٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٠٠.

فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ، وَاللَّفْظُ لِأَحْمَدَ.

(امام نسائی نے کہا: حدیث کے یہ مذکورہ) الفاظ (استاد) احمد (بن محمد بن مغیرہ) کے ہیں۔ (جبکہ امام نسائی کے دوسرے استاد کثیر بن عبید نے اسے بالمعنی روایت کیا ہے۔)

**۳۰۹۵- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ** قَالَ: حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنِي شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَذَكَرَ آخَرَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا جَمَعَ أَبُو بَكْرٍ لِقِتَالِهِمْ فَقَالَ عُمَرُ: يَا أَبَا بَكْرٍ! كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَإِذَا قَالُوهَا عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا؟» قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، وَاللهِ! لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهَا. قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: فَوَاللهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ أَنَّ اللهَ تَعَالَى قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِقِتَالِهِمْ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

**۳۰۹۵- حضرت ابوہریرہ** رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان (مانعین زکاۃ) سے لڑائی کرنے کا عزم کر لیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ابوبکر! آپ ان لوگوں سے کیسے لڑ سکتے ہیں جب کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان گرامی ہے: ''مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے حتی کہ وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ پڑھ لیں۔ چنانچہ جب وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ پڑھ لیں تو انھوں نے اپنے خون اور مال مجھ سے بچا لیے مگر یہ کہ ان پر کسی کا حق بنتا ہو۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس شخص سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکاۃ میں تفریق کرے گا (یعنی نماز پڑھے گا مگر زکاۃ نہ دے گا)۔ اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے بکری کا ایک بچہ بھی نہ دیں جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں اس بات پر بھی ان سے لڑوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ ان لوگوں سے لڑائی کے لیے کھول دیا ہے۔ اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ بات بالکل صحیح ہے۔

**۳۰۹۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ** قَالَ:

**۳۰۹۶- حضرت انس بن مالک** رضی اللہ عنہ سے روایت

---

**۳۰۹۵_[صحيح]** تقدم، ح: ۲٤٤٥، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٠١.

**۳۰۹٦_[صحيح]** وهو في الكبرى، ح: ٤٣٠٢، وللحديث طرق عن أنس، انظر، ح: ۳۹۷۱، ۳۹۷۲، ۵۰۰٦ وغيرها.

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ أَبُو الْعَوَّامِ الْقَطَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اِرْتَدَّتِ الْعَرَبُ، قَالَ عُمَرُ: يَا أَبَا بَكْرٍ! كَيْفَ تُقَاتِلُ الْعَرَبَ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ» وَاللّٰهِ! لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا مِمَّا كَانُوا يُعْطُونَ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَيْهِ، قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: فَلَمَّا رَأَيْتُ رَأْيَ [أَبِي] بَكْرٍ قَدْ شُرِحَ عَلِمْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے تو بہت سے عرب مرتد ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوبکر! آپ ان عربوں سے کس بنیاد پر لڑیں گے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''مجھے حکم دیا گیا کہ میں لوگوں سے لڑائی جاری رکھوں حتیٰ کہ وہ گواہی دے دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں۔'' اللہ کی قسم! اگر وہ بکری کا ایک بچہ بھی روک لیں جو وہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں دیا کرتے تھے تو میں اس پر بھی ان سے لڑوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے پر غور کیا (اور دیکھا کہ) ان کا سینہ اللہ کی طرف سے کھول دیا گیا ہے' تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہی بات برحق ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: عِمْرَانُ الْقَطَّانُ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ، وَهٰذَا الْحَدِيثُ خَطَأٌ، وَالَّذِي قَبْلَهُ الصَّوَابُ حَدِيثُ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ راوی عمران قطان علم حدیث میں قوی نہیں اور یہ حدیث (سند کے لحاظ سے) غلط ہے۔ صحیح روایت پہلی (۳۰۹۳، ۳۰۹۴) ہے' یعنی حدیث زهري عن عبيدالله بن عبدالله بن عتبة عن أبي هريره.

**فوائد ومسائل:** ① امام نسائی رحمہ اللہ یہاں یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ مذکورہ روایت میں عمران ابوالعوام قطان علم حدیث میں قوی نہیں ہیں۔ وہ اس روایت کو حضرت انس کی مسند بناتے ہیں جبکہ دیگر راوی اس حدیث کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مسند بناتے ہیں جیسا کہ گزشتہ احادیث: ۳۰۹۳ اور ۳۰۹۴ سے واضح ہے اور درست بھی یہی ہے۔ تاہم اس اختلاف سے حدیث کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا' حدیث دوسری اسناد کے ساتھ بالکل صحیح ہے۔ واللہ أعلم. ② ''مرتد ہو گئے'' مرتدین کی کئی قسمیں ہیں مگر یہاں اختلاف مانعین زکاۃ کے بارے میں ہے جن کا موقف تھا کہ زکاۃ صرف رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص تھی' کوئی دوسرا وصول نہیں کر سکتا' حالانکہ آپ نے

زکاۃ بطور امیر یا حاکم وصول فرمائی تھی ورنہ آپ کے لیے تو جائز ہی نہ تھی' لہٰذا اب جو نبی ﷺ کا نائب بنے گا وہ بھی بطور حاکم وصول کرے گا ورنہ افراتفری پھیل جائے گی' زکاۃ کا فریضہ ترک ہو جائے گا' حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے نماز اور زکاۃ دونوں کو مسلمان ہونے کے لیے شرط قرار دیا ہے' نیز زکاۃ نہ دینے والا حکومت کا باغی ہے اور باغی سے لڑائی بالاتفاق جائز ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ یہ کلمہ گو ہیں۔ ان سے لڑائی جائز نہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دلائل سے ان کی سمجھ میں آ گیا کہ مسلمان ہونے کے لیے صرف کلمہ ہی کافی نہیں کچھ دوسرے امور بھی ضروری ہیں جیسا کہ حدیث مذکور میں وضاحت ہے۔

**۳۰۹۷- أَخْبَرَنَا** أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي نَفْسَهُ وَمَالَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ».

۳۰۹۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے لوگوں سے لڑنے کو کہا گیا ہے یہاں تک کہ وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ پڑھ لیں۔ جس شخص نے یہ پڑھ لیا' اس نے مجھ سے اپنا جان و مال بچا لیا' البتہ اسے حقوق دینے پڑیں گے۔ ہاں! اس کا حقیقی حساب اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری ہے۔''

**۳۰۹۸- أَخْبَرَنَا** هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۳۰۹۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم مشرکین کے ساتھ اپنے مالوں' ہاتھوں اور اپنی زبانوں کے ساتھ جہاد کرو۔''

---

**۳۰۹۷ـ** أخرجه البخاري، الجهاد، باب دعاء النبي ﷺ إلى الإسلام والنبوة . . . الخ، ح: ۲۹۴۶ من حديث شعيب به، وهو في الكبرى، ح: ۴۳۰۳.

**۳۰۹۸ـ [إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، الجهاد، باب كراهية ترك الغزو، ح: ۲۵۰۴ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ۴۳۰۴، وصححه ابن حبان، ح: ۱۶۱۸، والنووي في رياض الصالحين، والحاكم: ۸۱/۲ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي. * حميد الطويل عنعن، تقدم، ح: ۷۲۹، وللحديث شواهد معنوية.

قَالَ: «جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ».

فوائد ومسائل: ① امام نسائی بڑالٹ نے مندرجہ بالا (۱۲) احادیث سے جہاد کے وجوب وفرضیت پر استدلال کیا ہے کیونکہ ان میں جہاد کا حکم صراحتاً مذکور ہے' البتہ اس وجوب کی شرعی حیثیت سمجھنے کے لیے حدیث ۳۰۸۷ کی تفصیل وتشریح مدنظر رہنی چاہیے۔ ② جہاد نفس کے ساتھ بھی فرض ہے اور مال کے ساتھ بھی' یعنی ملکی ضروریات کے تقاضے پورے کرنے کے لیے حکومت کے ساتھ مکمل طور پر تعاون کیا جائے تاکہ حکومت دفاع کو مضبوط بنائے' نیز جنگی تیاری قائم رہے جسے دیکھ کر دشمن شرارت سے باز رہے۔ ③ زبان کے ساتھ جہاد یہ ہے کہ کافروں کو تبلیغ کرے' مسلمانوں کو جہاد پر ابھارے' اسلامی فوج کی تعریف کر کے ان کا حوصلہ بڑھائے اور دشمن کی ہجو کر کے ان کو بددل کرے۔ ④ مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے صحیح قرار دیا ہے۔ محققین کی تفصیلی بحث سے تصحیح حدیث والی رائے ہی أقرب إلی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحدیثیة مسند الإمام أحمد: ۲۷۲/۱۹' و صحیح سنن أبي داود (مفصل) للألباني: ۲۶۵/۷' رقم: ۲۲۶۲)

## (المعجم ۲) - اَلتَّشْدِيدُ فِي تَرْكِ الْجِهَادِ (التحفة ۲)

## باب: ۲- جہاد چھوڑنا سخت گناہ ہے

۳۰۹۹- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِالرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ - يَعْنِي ابْنَ الْوَرْدِ - قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِغَزْوٍ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةِ نِفَاقٍ».

۳۰۹۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس حال میں فوت ہوا کہ وہ کبھی جہاد کو نہیں گیا' نہ کبھی جہاد کی خواہش کی' تو وہ نفاق کے ایک شعبے پر مرا۔''

فائدہ: اس سے جہاد کی اہمیت واضح ہے' نیز اس سے یہ معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کو کفر اور کفار کے خلاف دل

---

۳۰۹۹- أخرجه مسلم، الإمارة، باب ذم من مات ولم يغزو ولم يحدث نفسه بالغزو، ح: ۱۹۱۰ من حديث عبدالله ابن المبارك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٠٥.

میں بغض رکھنا اور یہ جذبہ رکھنا چاہیے کہ جب بھی جہاد کا مرحلہ پیش آیا تو میں جان و مال کی قربانی سے گریز نہیں کروں گا۔

(المعجم ٣) - اَلرُّخْصَةُ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ السَّرِيَّةِ (التحفة ٣)

باب:۳-لشکر سے پیچھے رہنے کی اجازت

٣١٠٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَزِيرِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ عُفَيْرٍ، عَنِ اللَّيْثِ، عَنِ ابْنِ الْمُسَافِرِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْلَا أَنَّ رِجَالًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لَا تَطِيبُ أَنْفُسُهُمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ».

۳۱۰۰- حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر یہ بات نہ ہوتی کہ بہت سے مومن مجھ سے پیچھے رہنا گوارا نہیں کریں گے اور مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ میں ان سب کو سواریاں (اور سامان جنگ) مہیا کر سکوں تو میں کسی لشکر سے پیچھے نہ رہتا جو اللہ کے راستے میں جہاد کرنے جاتا۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میری خواہش ہے کہ میں اللہ کے راستے میں شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں۔“

فوائد ومسائل: ① یہ صرف خواہش ہے مقصد شہادت کی فضیلت بیان کرنا ہے ورنہ ایسا ہونا ممکن نہیں ہے۔ کبھی کوئی شہید زندہ نہیں ہوا۔ شہدائے احد نے اللہ تعالیٰ سے زندگی کی درخواست کی تھی مگر منظور نہ ہوئی۔ (صحيح مسلم، الإمارة، حديث:١٨٨٧) ② شہادت کی خواہش کا فائدہ یہ ہے کہ اسے ثواب مل جائے گا خواہ بستر ہی پر فوت ہو نیز اللہ تعالیٰ اسے شہادت کا مرتبہ عطا فرما دے گا۔ ③ معلوم ہوا ہر شخص کا میدان جنگ میں جانا ضروری نہیں بلکہ حالات وسائل اور ضرورت کا لحاظ ضروری ہے۔

---

٣١٠٠ـ أخرجه البخاري، التمني، باب ماجاء في التمني ومن تمنى الشهادة، ح:٧٢٢٦ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرى، ح:٤٣٠٦.

(المعجم ٤) - **فَضْلُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ** (التحفة ٤)

٣١٠١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ - يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ - قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: رَأَيْتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ جَالِسًا فَجِئْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ إِلَيْهِ فَحَدَّثَنَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُنْزِلَ عَلَيْهِ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ﴾ فَجَاءَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهُوَ يُمِلُّهَا عَلَيَّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! لَوْ أَسْتَطِيعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُّ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ وَفَخِذُهُ عَلٰى فَخِذِي فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنْ سَتُرَضَّ فَخِذِي ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ [النساء: ٩٥].

باب: ۴- (جہاد سے پیچھے) بیٹھ رہنے والوں پر مجاہدین کی فضیلت کا بیان

۳۱۰۱- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مروان بن حکم کو بیٹھے دیکھا تو میں بھی آ کر ان کے پاس بیٹھ گیا۔ انھوں نے ہمیں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے واسطے سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت اتری: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ ”گھروں میں بیٹھ رہنے والے مومن اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔“ تو حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے جب کہ آپ ﷺ یہ آیت مجھے لکھوا رہے تھے۔ وہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! اگر میں جہاد کرنے کی طاقت رکھتا تو ضرور جہاد کرتا۔ اللہ عزوجل نے یہ الفاظ اتار دیے: ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ ”بشرطیکہ وہ معذور نہ ہوں۔“ اس وقت رسول اللہ ﷺ کی ران مبارک میری ران پر تھی (وحی کی حالت کی وجہ سے) مجھ پر اس قدر بوجھ پڑا کہ مجھے خطرہ پیدا ہوا کہ میری ران ٹوٹ جائے گی، پھر آپ سے وحی کی حالت ختم ہوئی تو آپ نے یہ الفاظ پڑھے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحَاقَ هٰذَا لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ إِسْحَاقَ يَرْوِي عَنْهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنِ النُّعْمَانِ

ابو عبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ یہ عبدالرحمٰن بن اسحاق (سند میں مذکور امام زہری رحمہ اللہ کا شاگرد) معتبر ہے، اس میں کوئی خرابی نہیں اور وہ عبدالرحمٰن بن اسحاق جس سے علی بن مسہر، ابو معاویہ اور

٣١٠١- أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب قول الله عزوجل: "لا يستوي القاعدون من المؤمنين غير أولي الضرر ... الخ"، ح: ٢٨٣٢ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٠٧.

ابْنِ سَعْدٍ لَيْسَ بِثِقَةٍ.

عبدالواحد بن زیاد روایت کرتے ہیں اور وہ خود نعمان بن سعد سے بیان کرتا ہے' ثقہ اور معتبر نہیں۔

فوائد ومسائل: ① خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنی جان خطرے میں ڈالنا بلکہ قربان کر دینا کوئی معمولی نیکی نہیں۔ اسی لیے مجاہدین کو دوسرے نیک لوگوں پر بہت زیادہ فضیلت حاصل ہے مگر معذور شخص جہاد کی نیت رکھے تو اسے بھی جہاد کا ثواب ملے گا۔ ② حضرت ابن مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا تھے۔ عربی زبان میں ''مکتوم'' نابینے کو کہتے ہیں۔ ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ اکثر محققین نے عبداللہ بتلایا ہے۔ بعض نے عمرو بھی کہا ہے۔ واللہ أعلم. ③ ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ (النساء ٤:٩٥) کے الفاظ بعد میں اترنے پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ اگر یہ الفاظ نہ ہوتے تب بھی شرعی اصول کی رو سے معذور کو رخصت ہے اور نیت کا اجر ملنا بھی قطعی مسئلہ ہے' تاہم جہاد کی اہمیت کے پیش نظر وضاحت کی ضرورت محسوس ہوئی تو وضاحت کر دی گئی۔

٣١٠٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: رَأَيْتُ مَرْوَانَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلْتُ حَتَّى جَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَأَخْبَرَنَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمْلَى عَلَيْهِ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ﴾ قَالَ: فَجَاءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهُوَ يُمِلُّهَا عَلَيَّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! لَوْ أَسْتَطِيعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ وَكَانَ رَجُلًا أَعْمٰى، فَأَنْزَلَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ وَفَخِذُهُ عَلَى فَخِذِي حَتَّى هَمَّتْ تَرُضُّ فَخِذِي ثُمَّ

٣١٠٢- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مروان کو مسجد میں بیٹھے دیکھا۔ میں آیا اور ان کے پاس بیٹھ گیا' تو انھوں نے ہمیں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے واسطے سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ آیت لکھوائی: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ﴾ ''جہاد کو نہ جانے والے مومن اور جہاد کرنے والے مومن برابر نہیں ہو سکتے۔'' آپ مجھے یہ آیت لکھوا رہے تھے کہ اس دوران حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آ گئے۔ وہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! اگر مجھ میں جہاد کی طاقت ہوتی تو میں ضرور جہاد کرتا۔ وہ نابینا شخص تھے' پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر وحی اتاری جب کہ آپ کی ران مبارک میری ران پر تھی (مجھ پر اس قدر بوجھ پڑا کہ) قریب تھا میری ران ٹوٹ جاتی۔ پھر آپ

---

٣١٠٢- أخرجه البخاري من حديث إبراهيم بن سعد به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:٤٣٠٨. * صالح هو ابن كيسان.

سُرِّيَ عَنْهُ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿غَيْرُ أُوْلِي الضَّرَرِ﴾ [النساء: ٩٥].

سے کیفیت وحی دور ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ الفاظ اتارے تھے: ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ "بشرطیکہ وہ (جہاد سے پیچھے بیٹھ رہنے والے) معذور نہ ہوں۔"

٣١٠٣- أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا [مُعْتَمِرٌ] عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا قَالَ: «اِئْتُونِي بِالْكَتِفِ وَاللَّوْحِ فَكَتَبَ ﴿لَّا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [النساء: ٩٥] وَعَمْرُو بْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ خَلْفَهُ فَقَالَ: هَلْ - يَعْنِي - لِي رُخْصَةٌ؟ فَنَزَلَتْ ﴿غَيْرُ أُوْلِي الضَّرَرِ﴾.

٣١٠٣- حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "میرے پاس کندھے کی ہڈی یا کوئی تختی لاؤ۔" پھر آپ نے لکھوایا: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ......﴾ "(جہاد سے پیچھے) بیٹھ رہنے والے مومن اور جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔" حضرت عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے بیٹھے تھے۔ کہنے لگے: (اے اللہ کے نبی!) کیا مجھے رخصت ہے؟ پھر یہ الفاظ اترے: ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ "جو معذور نہ ہوں۔"

فائدہ: "کندھے کی ہڈی" اس دور میں لکھنے کے لیے اس قسم کی چیزیں ہی استعمال ہوتی تھیں۔ کندھے کی ہڈی چونکہ باریک ہوتی ہے لہٰذا لکھنے کے لیے موزوں تھی۔ "لوح" سے مراد پتھر یا لوہے یا لکڑی کی تختی ہے۔ رسول اللہ ﷺ خود لکھنا نہیں جانتے تھے۔ کاتب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو لکھوایا کرتے تھے۔ آپ خود اور دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم زبانی یاد رکھتے تھے۔

٣١٠٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَّا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ جَاءَ ابْنُ أُمِّ

٣١٠٤- حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ "(جہاد سے پیچھے) بیٹھ رہنے والے مومن (اور مجاہدین) برابر نہیں ہو سکتے۔" تو حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جو کہ

---

٣١٠٣- [صحيح] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في أهل العذر في القعود، ح: ١٦٧٠ عن نصر بن علي الجهضمي به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣١٠، وأخرجه البخاري، ح: ٢٨٣١، ٤٥٩٣، ٤٥٩٤، ٤٩٩٠، ومسلم، ح: ١٨٩٨/ ١٤١ من حديث أبي إسحاق به، وصرح بالسماع. * المعتمر هو ابن سليمان التيمي.

٣١٠٤- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٠٩. * أبوبكر بن عياش تابعه الثوري وشعبة وغيرهما، انظر الحديث السابق.

مَكْتُومٍ وَكَانَ أَعْمٰى، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! فَكَيْفَ فِيَّ وَأَنَا أَعْمٰى قَالَ: فَمَا بَرِحَ حَتّٰى نَزَلَتْ ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ [النساء: ٩٥].

ایک نابینا شخص تھے' حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے بارے میں کیا حکم ہے؟ جبکہ میں تو نابینا ہوں (جہاد نہیں کر سکتا) وہ پوچھتے رہے حتیٰ کہ یہ الفاظ اترے: ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ "بشرطیکہ وہ معذور نہ ہوں۔"

(المعجم ٥) - اَلرُّخْصَةُ فِي التَّخَلُّفِ لِمَنْ لَهُ وَالِدَانِ (التحفة ٥)

باب:٥- جس شخص کے والدین (حاجت مند) ہوں اسے پیچھے رہنے کی اجازت ہے

٣١٠٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ يَسْتَأْذِنُهُ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ: «أَحَيٌّ وَالِدَاكَ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ».

٣١٠٥- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ وہ آپ سے جہاد کی اجازت طلب کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تیرے والدین زندہ ہیں؟" اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: "پھر تو ان کی خدمت کر۔ یہی جہاد ہے۔"

**فائدہ:** باب اور حدیث کا مقصد یہ ہے کہ جہاد فرض عین نہیں' فرض کفایہ ہے' لہٰذا اگر کسی شخص کا گھر رہنا ضروری ہو' مثلاً: والدین کی خدمت وغیرہ کے لیے' تو وہ جہاد کو نہ جائے۔ گھر رہ کر والدین اور بیوی بچوں کے حقوق ادا کرے۔ اس کے لیے یہی جہاد ہے۔ ہاں جس شخص پر جہاد فرض عین ہو جائے' مثلاً: سرکاری فوجی یا جب امیر سب کو نکلنے کا حکم دے تو پھر اسے بھی جانا پڑے گا۔

(المعجم ٦) - اَلرُّخْصَةُ فِي التَّخَلُّفِ لِمَنْ لَهُ وَالِدَةٌ (التحفة ٦)

باب:٦- جس شخص کی والدہ ہو' اسے بھی جنگ سے پیچھے رہنے کی اجازت ہے

٣١٠٦- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ

٣١٠٦- حضرت معاویہ بن جاہمہ سلمی سے روایت

---

٣١٠٥- أخرجه البخاري، الأدب، باب: لا يجاهد إلا بإذن الأبوين، ح: ٥٩٧٢ من حديث يحيى بن سعيد، ومسلم، البر والصلة، باب بر الوالدين وأيهما أحق به، ح: ٢٥٤٩ عن محمد بن المثنى من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣١١.

٣١٠٦- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب الرجل يغزو وله أبوان، ح: ٢٧٨١ من حديث حجاج بن ◀◀

الْحَكَمِ الْوَرَّاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - عَنْ أَبِيهِ طَلْحَةَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ السُّلَمِيِّ أَنَّ جَاهِمَةَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَدْتُ أَنْ أَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ أَسْتَشِيرُكَ فَقَالَ: «هَلْ لَكَ مِنْ أُمٍّ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَالْزَمْهَا فَإِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ رِجْلَيْهَا».

ہے کہ (میرے والد محترم) حضرت جاہمہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! میرا ارادہ جنگ کو جانے کا ہے جبکہ میں آپ سے مشورہ لینے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری والدہ ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''اس کے پاس ہی رہ (اور خدمت کر)۔ جنت اس کے پاؤں تلے ہے۔''

فائدہ: ''جنت اس کے پاؤں تلے ہے'' یہ ایک محاورہ ہے۔ مقصود یہ ہے کہ اس کی خدمت کرنے سے تجھے جنت حاصل ہوگی، پھر اس کی خدمت تیرا فرض بھی ہے۔ جہاد سے بھی جنت ہی حاصل ہوگی مگر وہ تجھ پر فرض نہیں، لہٰذا اپنا فرض ادا کر کے جنت حاصل کر۔

## (المعجم ٧) - فَضْلُ مَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ (التحفة ٧)

## باب: ٧- جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنی جان و مال کے ساتھ جہاد کرے اس کی فضیلت؟

٣١٠٧- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ قَالَ:

٣١٠٧- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! سب لوگوں میں سے کون افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے نفس و مال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرے۔'' اس نے

---

◄ محمد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣١٢.

٣١٠٧- أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل الجهاد والرباط، ح: ١٨٨٨ من حديث محمد بن الوليد الزبيدي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣١٣، وعلقه البخاري، ح: ٦٤٩٤ من حديث الزبيدي به، وأخرجه البخاري، الجهاد، باب: أفضل الناس مؤمن مجاهد بنفسه وماله في سبيل الله، ح: ٢٧٨٦ من حديث الزهري به.

«مَنْ جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ» قَالَ: ثُمَّ مَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: «ثُمَّ مُؤْمِنٌ فِي شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَتَّقِي اللهَ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ».

کہا: اللہ کے رسول! پھر کون؟ آپ نے فرمایا: ”پھر وہ مومن جو کسی پہاڑی وادی میں فروکش ہو گیا ہو‘ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھتا ہو۔“

**فوائد ومسائل:** ① ”اللہ تعالیٰ کے راستے میں“ یعنی خالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے۔ ریاکاری‘ شہرت یا دنیوی مقاصد کا حصول مدنظر ہو نہ اس کی بنیاد عصبیت ہو۔ ② ”پہاڑی وادی“ یہ مخصوص حالات کی بات ہے وگرنہ عام حالات میں گوشہ نشینی اور مسلم معاشرے سے علیحدگی جائز نہیں۔ نماز باجماعت اور جمعہ فرض ہیں۔ بیماروں کی بیمار پرسی کرنا اور ضعیفوں کی مدد کرنا بھی مسلمانوں کے حقوق میں سے ہے۔ یہ سب کچھ معاشرے کے اندر رہ کر ہی ممکن ہے۔ اکیلا شخص ان سب فرائض اور حقوق کا تارک ہوگا۔ وہ افضل کیسے ہو سکتا ہے؟ البتہ جب معاشرے میں رہ کر دین کے ضائع ہونے کا قوی امکان اور خطرہ موجود ہو تو گوشہ نشینی بہتر ہے‘ مگر موہوم خطرات کے پیش نظر جائز نہیں۔ صحابۂ کرام ؓ نے انتہائی تکالیف برداشت کر کے بھی معاشرے کو نہیں چھوڑا بلکہ اصلاح کی کوشش کرتے رہے‘ نیز تبلیغ بھی تو ایک فریضہ ہے اور یہ معاشرے میں رہ کر ہی ممکن ہے‘ لہٰذا مندرجہ بالا حدیث انتہائی حالات کے ساتھ مخصوص ہے۔

(المعجم ٨) - **فَضْلُ مَنْ عَمِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ عَلٰى قَدَمِهِ** (التحفة ٨)

**باب:۸- جو شخص پیدل اللہ تعالیٰ کے راستے میں کام کرے‘ اس کی فضیلت**

٣١٠٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ أَبِي الْخَطَّابِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَامَ تَبُوكَ يَخْطُبُ النَّاسَ وَهُوَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهُ إِلٰى رَاحِلَتِهِ فَقَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ وَشَرِّ النَّاسِ؟ إِنَّ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ رَجُلًا

۳۱۰۸- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک والے سال لوگوں کو خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ نے اپنی سواری سے ٹیک لگا رکھی تھی۔ آپ نے فرمایا: ”کیا میں تمھیں بہترین اور بدترین انسان کے بارے میں نہ بتاؤں؟ بلاشبہ بہترین انسان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں گھوڑے پر سوار ہو کر یا اونٹ پر سوار ہو کر یا پیدل کام

---

٣١٠٨- [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٧، ٤١، ٤٢، ٥٧، ٥٨ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣١٤، وصححه الحاكم: ٢/ ٦٧، ٦٨، ووافقه الذهبي.

عَمِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ عَلٰى ظَهْرِ فَرَسِه أَوْ عَلٰى ظَهْرِ بَعِيرِهِ أَوْ عَلٰى قَدَمِهِ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمَوْتُ، وَإِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ رَجُلًا فَاجِرًا يَقْرَأُ كِتَابَ اللهِ لَا يَرْعَوِي إِلٰى شَيْءٍ مِنْهُ».

کرتا رہے حتیٰ کہ اسے موت آ جائے۔ اور بے شک لوگوں میں سب سے براوہ فاجر شخص ہے جو اللہ کی کتاب پڑھتا ہے اور اس کی کچھ پروا نہیں کرتا۔"

**فوائد ومسائل:** ① "فی سبیل اللہ" سے مراد عموماً جہاد ہی ہوتا ہے لہٰذا ظاہر یہی ہے کہ اس روایت میں "کام" سے مراد جہاد کا کام ہے یعنی وہ پیدل جہاد کرتا ہے یا مجاہدین کی خدمت کرتا ہے تاہم بعض لوگ فی سبیل اللہ سے ہر نیکی مراد لیتے ہیں تو اس اعتبار سے اس میں عموم ہو جائے گا اور ہر نیکی کا کام اس میں آ جائے گا۔ واللہ أعلم. ② جس سے مشورہ طلب کیا جائے اسے خالصتاً خیر خواہی سے مشورہ دینا چاہیے۔

۳۱۰۹- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: «لَا يَبْكِي أَحَدٌ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ فَتَطْعَمَهُ النَّارُ حَتّٰى يُرَدَّ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي مَنْخَرَيْ مُسْلِمٍ أَبَدًا».

۳۱۰۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ڈر سے روتا ہے اسے آگ نہیں لگے گی حتیٰ کہ (دوہا ہوا) دودھ دوبارہ پستان میں چلا جائے۔ اور یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی مسلمان کے نتھنوں میں اللہ کے راستے میں (جہاد کرتے ہوئے زمین سے اڑنے والا) غبار اور جہنم کا دھواں دونوں جمع ہو جائیں۔

**فائدہ:** "حتیٰ کہ دودھ" اور یہ ناممکن بات ہے عقلاً بھی عادتاً بھی۔ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رونے والے کا جہنم میں جانا ناممکن ہے۔ اسی طرح خلوص سے جہاد کرنے والا ہرگز جہنم میں نہیں جا سکتا۔

۳۱۱۰- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ

۳۱۱۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

---

۳۱۰۹ـ [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان: ۱/ ٤٩٠، ح: ۸۰۱ من حديث جعفر بن عون به موقوفًا، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣١٥، وأخرجه ابن ماجه، ح: ۲۷۷٤ وغيره من حديث مسعر بن كدام به مرفوعًا، وصححه ابن حبان، ح: ۱٥٩٨، والطريقان صحيحان، وللحديث شواهد كثيرة.

۳۱۱۰ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل الغبار في سبيل الله، ح: ۱٦٣٣ عن هناد به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣١٦، وانظر الحديث السابق. * ابن المبارك تابعه جعفر بن عون عند الحاكم، وهو ممن روى عن المسعودي قبل اختلاطه.

ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنِ الْمَسْعُودِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللهِ تَعَالٰى حَتّٰى يَعُودَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ، وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللهِ وَدُخَانُ نَارِ جَهَنَّمَ».

ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص آگ میں نہیں جائے گا جو اللہ کے ڈر سے رو پڑا حتیٰ کہ (دوہا ہوا) دودھ پستان میں واپس چلا جائے۔ اور دوران جہاد میں پڑنے والا غبار اور جہنم کا دھواں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔''

**۳۱۱۱- أَخْبَرَنَا** عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سُهَيْلِ ابْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَجْتَمِعَانِ فِي النَّارِ: مُسْلِمٌ قَتَلَ كَافِرًا ثُمَّ سَدَّدَ وَقَارَبَ، وَلَا يَجْتَمِعَانِ فِي جَوْفِ مُؤْمِنٍ: غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللهِ وَفَيْحُ جَهَنَّمَ، وَلَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ عَبْدٍ: اَلْإِيمَانُ وَالْحَسَدُ».

۳۱۱۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ممکن نہیں کہ مسلمان اس کافر کے ساتھ جہنم میں اکٹھا ہو جسے اس نے قتل کیا ہو بشرطیکہ وہ مسلمان بعد میں درست رہا اور شریعت پر کاربند رہا۔ اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں غبار اور جہنم کی حرارت کسی مومن کے پیٹ میں جمع نہیں ہو سکتے۔ اور کسی مومن کے دل میں ایمان اور حسد جمع نہیں ہو سکتے۔''

**فائدہ:** یعنی مومن اور کافر، جہاد کا غبار اور جہنم کی آگ، ایمان اور حسد متضاد چیزیں ہیں۔ اور متضاد چیزیں نہ دنیا میں جمع ہو سکتی ہیں نہ آخرت میں۔ یہ قطعی اصول ہے۔

**۳۱۱۲- أَخْبَرَنَا** إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ صَفْوَانَ ابْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ اللَّجْلَاجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

۳۱۱۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے راستے میں اڑنے والا غبار اور جہنم کا دھواں کسی مومن کے پیٹ میں کبھی جمع نہیں ہوں گے۔ اسی طرح بخل اور ایمان کبھی بھی کسی

---

۳۱۱۱ـ [حسن] أخرجه أحمد: ۲/ ۳٤۰ من حديث ليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤۳۱۷، ، صححه ابن حبان، ح: ۱۵۹۷، والحاكم على شرط مسلم: ۲/ ۷۲، ووافقه الذهبي. * ابن عجلان عنعن، وللحديث شواهد كثيرة عند مسلم، ح: ۱۸۹۱/ ۱۳۱ وغيره.

۳۱۱۲ـ [حسن] أخرجه الحاكم: ۲/ ۷۲ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤۳۱۸، وانظر الحديث السابق.

«لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي جَوْفِ عَبْدٍ أَبَدًا وَلَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْإِيمَانُ فِي قَلْبِ عَبْدٍ أَبَدًا».

انسان کے دل میں جمع نہیں ہوں گے۔"

٣١١٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي وَجْهِ رَجُلٍ أَبَدًا وَلَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْإِيمَانُ فِي قَلْبِ عَبْدٍ أَبَدًا».

٣١١٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں اڑنے والا غبار اور جہنم کا دھواں کسی ایک آدمی کے چہرے میں کبھی جمع نہیں ہوں گے۔ اور بخل اور ایمان بھی کسی انسان کے دل میں جمع نہیں ہوتے۔"

٣١١٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ سُهَيْلِ ابْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ اللَّجْلَاجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي جَوْفِ عَبْدٍ وَلَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْإِيمَانُ فِي جَوْفِ عَبْدٍ».

٣١١٤- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں کسی آدمی کے پیٹ میں جمع نہیں ہو سکتے اور لالچ اور ایمان کسی آدمی کے پیٹ میں جمع نہیں ہوتے۔"

٣١١٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

٣١١٥- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی

---

٣١١٣- [حسن] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣١٩.

٣١١٤- [حسن] تقدم، ح: ٣١١٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٢٠.

٣١١٥- [حسن] تقدم، ح: ٣١١٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٢١.

حَدَّثَنَا عَزْعَرَةُ بْنُ الْبِرَنْدِ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ صَفْوَانَ ابْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ اللَّجْلَاجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي مَنْخَرَيْ مُسْلِمٍ أَبَدًا».

ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے راستے میں پڑنے والا غبار اور جہنم کا دھواں کسی مسلمان کے نتھنوں میں کبھی بھی جمع نہیں ہوں گے۔''

٣١١٦- أَخْبَرَنِي شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ اللَّجْلَاجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي مَنْخَرَيْ مُسْلِمٍ، وَلَا يَجْتَمِعُ شُحٌّ وَإِيمَانٌ فِي قَلْبِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ».

٣١١٦- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے راستے میں اڑنے والا غبار اور جہنم کا دھواں کسی مسلمان کے نتھنوں میں جمع نہیں ہوں گے اور بخل اور ایمان کسی مسلمان آدمی کے دل میں جمع نہیں ہوتے۔''

٣١١٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِالْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ بْنِ اللَّجْلَاجِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: لَا يَجْمَعُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ غُبَارًا فِي سَبِيلِ اللهِ وَدُخَانَ جَهَنَّمَ فِي جَوْفِ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ، وَلَا يَجْمَعُ اللهُ فِي قَلْبِ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ الْإِيمَانَ بِاللهِ

٣١١٧- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں کسی مسلمان کے پیٹ میں جمع نہیں فرمائے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کسی مسلمان آدمی کے دل میں ایمان اور کنجوسی کو جمع نہیں فرمائے گا۔

---

٣١١٦_[حسن] تقدم، ح: ٣١١٢. وهو في الكبرى، ح: ٤٣٢٢.

٣١١٧_[حسن] تقدم، ح: ٣١١٢. وهو في الكبرى، ح: ٤٣٢٣.

وَالشُّحَّ جَمِيعًا .

فائدہ: مندرجہ بالا نو (۹) احادیث میں ایک ہی مضمون تھوڑے بہت لفظی فرق کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ کسی حدیث میں جہنم کا دھواں ذکر ہے اور کسی میں جہنم کی تپش ذکر ہے۔ دونوں میں کوئی منافات نہیں۔ دھوئیں میں تپش تو ہوتی ہی ہے۔ اسی طرح کسی روایت میں پیٹ کا ذکر ہے کسی میں نتھنوں کا۔ اس میں بھی کوئی مخالفت نہیں کیونکہ دھواں اور غبار نتھنوں سے گزر کر ہی پیٹ میں پہنچتے ہیں۔ اسی طرح کسی روایت میں ایمان کے ساتھ حسد کا ذکر ہے کسی میں شح (حرص، بخل) کا۔ ان میں بھی کوئی اختلاف نہیں کیونکہ یہ آپس میں لازم وملزوم ہیں۔ حرص ہی حسد اور بخل کا مبدا ہے۔ اسی طرح کسی روایت میں پیٹ کا ذکر ہے کسی میں دل کا۔ مقصود دل ہی ہے چونکہ دل پیٹ میں ہوتا ہے لہٰذا کبھی پیٹ کہہ دیا۔ روایت نمبر ۳۱۱۳ میں نتھنوں کی بجائے چہرے کا ذکر ہے۔ ظاہر ہے نتھنے چہرے سے جدا نہیں۔ نتھنوں میں جانے والی چیز لازماً چہرے سے چھو کر ہی جائے گی۔ گویا یہ صرف لفظی اختلاف ہے مفہوم ومقصود میں اتفاق ہے۔ یہ لفظی اختلاف راویوں کے تصرف کا نتیجہ ہے یا سہو کا کیونکہ روایت حقیقتاً ایک ہی ہے اور بیان کرنے والے صحابیٔ رسول بھی ایک ہی ہیں یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔

## (المعجم ٩) - ثَوَابُ مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللهِ (التحفة ٩)

## باب:۹- اس شخص کی فضیلت جس کے قدم اللہ کے راستے میں غبار آلود ہوں

٣١١٨- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: لَحِقَنِي عَبَايَةُ بْنُ رَافِعٍ وَأَنَا مَاشٍ إِلَى الْجُمُعَةِ فَقَالَ: أَبْشِرْ، فَإِنَّ خُطَاكَ هٰذِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ، سَمِعْتُ أَبَا عَبْسٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللهِ فَهُوَ حَرَامٌ عَلَى النَّارِ».

۳۱۱۸- حضرت یزید بن ابی مریم بیان کرتے ہیں کہ میں جمعہ کے لیے پیدل جا رہا تھا کہ مجھے حضرت عبایہ بن رافع آ ملے۔ کہنے لگے: خوش ہو جاؤ کیونکہ تیرے یہ قدم اللہ کے راستے میں اٹھ رہے ہیں اور میں نے حضرت ابوعبس رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کے قدم اللہ تعالیٰ کے راستے میں غبار آلود ہو جائیں، وہ شخص آگ پر حرام ہے۔“

فوائد و مسائل: ① اس روایت میں فی سبیل اللہ عام معنی میں استعمال کیا گیا ہے یعنی ہر نیکی کا کام۔ لغت کے لحاظ سے یہی درست ہے مگر شرعی اصطلاح لغت سے زیادہ معتبر ہوتی ہے اور قرآن وحدیث میں فی سبیل اللہ

---

٣١١٨ـ أخرجه البخاري، الجمعة، باب المشي إلى الجمعة، ح: ٩٠٧ من حديث الوليد بن مسلم به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٢٤.

کا لفظ بالعموم جہاد کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ② ''حرام ہے'' بشرطیکہ اس نے کوئی ایسا گناہ نہ کیا ہو جو قابل معافی نہ ہو یا وہ حقوق العباد میں گرفتار نہ ہو کیونکہ حقوق العباد نیکیوں کو ختم کر دیتے ہیں۔ ممکن ہے جہاد کا ثواب اس قدر زیادہ ہو کہ وہ تمام حقوق العباد کی ادائیگی کے بعد بھی نجات اولیں کے لیے کافی ہو۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ آگ سے ابدی آگ مراد ہے نہ کہ وقتی اور عارضی جیسے کہ گناہ گار مومنین کے لیے ہے، یعنی وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیں گے۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ١٠) - ثَوَابُ عَيْنٍ سَهِرَتْ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ١٠)

## باب: ۱۰- اس آنکھ کا ثواب جو اللہ عزوجل کے راستے میں بیدار رہے

٣١١٩- أَخْبَرَنَا عِصْمَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ ابْنَ شُمَيْرٍ الرُّعَيْنِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا عَلِيٍّ التُّجِيبِيَّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا رَيْحَانَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «حُرِّمَتْ عَلَى النَّارِ عَيْنٌ سَهِرَتْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ».

۳۱۱۹- حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''وہ آنکھ آگ پر حرام کر دی گئی ہے جو اللہ کے راستے (جہاد) میں بیدار رہے۔''

## (المعجم ١١) - فَضْلُ غَدْوَةٍ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ١١)

## باب: ۱۱- اللہ تعالیٰ کے راستے میں صبح کے وقت جانے کی فضیلت

٣١٢٠- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْغَدْوَةُ

۳۱۲۰- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے راستے میں ایک دن صبح یا شام کے وقت جانا دنیا اور اس کی ہر چیز سے افضل ہے۔''

---

٣١١٩- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ١٣٤ عن زيد بن حباب به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٢٥، وصححه الحاكم: ٢/ ٨٣، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ١٦٣٩ وغيره. * أبوعلي هو عمرو بن مالك الهمداني.

٣١٢٠- أخرجه البخاري، الجهاد، باب الغدوة والروحة في سبيل الله وقاب قوس أحدكم في الجنة، ح: ٢٧٩٤، ومسلم، الإمارة، باب فضل الغدوة والروحة في سبيل الله، ح: ١٨٨١/ ١١٤ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٢٦.

وَالرَّوْحَةُ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ أَفْضَلُ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا».

فائدہ: کیونکہ جہاد کو جانے کا ثواب باقی رہنے والی چیز ہے اور دنیا کی ہر چیز فانی ہے۔ ''باقی'' اور ''فانی'' کا کیا مقابلہ؟ خواہ ''باقی'' مقدار کے لحاظ سے قلیل ہو اور ''فانی'' کثیر۔

## (المعجم ١٢) - فَضْلُ الرَّوْحَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ١٢)

## باب: ١٢- اللہ تعالیٰ کے راستے میں شام کے وقت جانے کی فضیلت

**٣١٢١- أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ: حَدَّثَنِي شُرَحْبِيلُ بْنُ شَرِيكٍ الْمَعَافِرِيُّ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «غَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَغَرَبَتْ».

**٣١٢١-** حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دن صبح یا شام کے وقت اللہ تعالیٰ کے راستے میں جانا (دنیا کی) ہر اس چیز سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع یا غروب ہوتا ہے۔''

**٣١٢٢- أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِيهِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ حَقٌّ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَوْنُهُ: اَلْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَالنَّاكِحُ

**٣١٢٢-** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تین شخص ایسے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ پر ضروری ہے: اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا' وہ نکاح کرنے والا جو گناہ سے بچنا چاہتا ہے اور وہ غلام جس نے اپنے مالک سے آزادی کا معاہدہ کر رکھا ہے اور اس کی نیت معاہدہ

---

**٣١٢١ـ** أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل الغدوة والروحة في سبيل الله، ح: ١٨٨٣ من حديث أبي عبدالرحمٰن عبدالله بن يزيد المقريء به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٢٧.

**٣١٢٢ـ [إسناده حسن]** أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ماجاء في المجاهد والناكح والمكاتب وعون الله إياهم، ح: ١٦٥٥، وابن ماجه، العتق، باب المكاتب، ح: ٢٥١٨ من حديث محمد بن عجلان به، وصرح بالسماع عند أحمد: ٢/ ٤٣٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٢٨، وقال الترمذي: "حسن".

الَّذِي يُرِيدُ الْعَفَافَ، وَالْمُكَاتَبُ الَّذِي يُرِيدُ الْأَدَاءَ».

پورا کرنے کی ہے۔"

فوائد و مسائل: ① "ضروری ہے" اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی کی مدد نہ کرے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ یہ تو کمال رحمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی اور اختیار سے کچھ باتوں کو اپنے لیے ضروری قرار دے لیا ہے۔ ② مالک کے لیے ضروری ہے کہ اگر وہ اپنے غلام میں کمائی کی صلاحیت دیکھے تو رقم طے کر کے اس سے آزادی کا معاہدہ کرے اور پھر اسے کمائی کے لیے کھلا چھوڑ دے۔ جب وہ مقررہ معاہدے کے مطابق رقم ادا کر دے تو اسے آزاد کر دے، خصوصاً جب کہ غلام خود ایسے معاہدے کی درخواست کرے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کا حکم دیا: ﴿وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ﴾ (النور ۲۴: ۳۳) "اور تمھارے جو لونڈی غلام مکاتبت کرنا (آزادی کی تحریر لکھانا) چاہیں تو تم انھیں لکھ کر دے دو۔"

## (المعجم ۱۳) - بَابٌ: اَلْغُزَاةُ وَفْدُ اللهِ تَعَالٰى (التحفة ۱۳)

## باب: ۱۳- جہاد کو جانے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں

۳۱۲۳- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ سُهَيْلَ بْنَ أَبِي صَالِحٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَفْدُ اللهِ [عَزَّوَجَلَّ] ثَلَاثَةٌ: اَلْغَازِي، وَالْحَاجُّ، وَالْمُعْتَمِرُ».

۳۱۲۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین شخص اللہ تعالیٰ کے خصوصی مہمان ہیں: جنگ کو جانے والا، حج کو جانے والا اور عمرے کو جانے والا۔"

فائدہ: چونکہ یہ تینوں خالص اللہ کی رضا کے لیے اپنا پیسہ خرچ کر کے اور لمبے سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے جاتے ہیں، اس لیے انھیں اللہ تعالیٰ کے مہمان فرمایا گیا۔ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے بہت خوش ہوتا ہے۔

## (المعجم ۱٤) - بَابُ مَا تَكَفَّلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ (التحفة ۱٤)

## باب: ۱۴- اللہ تعالیٰ مجاہد فی سبیل اللہ کے لیے کس چیز کا ضامن ہے؟

۳۱۲۳_ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۲٦۲۷، وهو في الكبرى، ح: ٤۳۲۹.

**٣١٢٤- أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ [قَالَ]: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «تَكَفَّلَ اللهُ [عَزَّ وَجَلَّ] لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ وَتَصْدِيقُ كَلِمَتِهِ بِأَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرُدَّهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ».

**۳۱۲۴- حضرت ابوہریرہ** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے جو اس کے راستے میں جہاد کرنے جاتا ہے اور اس کے جانے کا واحد مقصد اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد اور اس کے دین کی تصدیق و تائید کرنا ہے‘ اس بات کا ضامن ہے کہ (اگر وہ شہید ہو گیا تو) اسے ضرور جنت میں داخل کرے گا یا (اگر وہ زندہ رہا تو) اسے اس کے گھر میں‘ جہاں سے وہ گیا تھا‘ واپس پہنچائے گا‘ نیز اسے اجر اور غنیمت بھی حاصل ہوں گے۔“

**فائدہ:** ”اجر اور غنیمت“ یعنی دونوں میں سے ایک چیز تو ضرور حاصل ہوگی۔ دونوں بھی ہو سکتی ہیں کیونکہ اجر تو ہر حال میں حاصل ہوگا‘ غنیمت مل جائے تو بہتر ورنہ اخروی اجر تو ہر صورت میں ملے گا۔

**٣١٢٥- أَخْبَرَنَا** قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ مَوْلَى ابْنِ أَبِي ذُبَابٍ، سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «انْتَدَبَ اللهُ لِمَنْ يَخْرُجُ فِي سَبِيلِ اللهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْإِيمَانُ بِي وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِي أَنَّهُ ضَامِنٌ حَتَّى أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ بِأَيِّهِمَا كَانَ، إِمَّا بِقَتْلٍ أَوْ وَفَاةٍ أَوْ أَرُدَّهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي

**۳۱۲۵- حضرت ابوہریرہ** رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے لیے جو جہاد کے لیے نکلتا ہے‘ اس بات کی ضمانت لی ہے کہ اسے میں ہر حال میں جنت میں داخل کروں گا‘ چاہے وہ جنگ میں قتل ہو یا بستر پر فوت ہو یا میں اسے اس کے گھر میں واپس لاؤں گا جہاں سے وہ نکلا تھا‘ قطع نظر اس اجر یا غنیمت کے جو وہ حاصل کرے بشرطیکہ جہاد پر اسے نکالنے والی چیز صرف مجھ پر ایمان

---

**٣١٢٤ـ** أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب قول النبي ﷺ "أحلت لكم الغنائم"، ح: ٣١٢٣ من حديث مالك به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٣٠، والموطأ(يحيى): ٢/ ٤٤٣، ٤٤٤.

**٣١٢٥ـ [إسناده حسن]** أخرجه أحمد: ٢/ ٤٩٤ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٣١. وأخرجه ابن منده في كتاب الإيمان: ١/ ٣٩٧ ح: ٢٣٨ من حديث قتيبة بن سعيد به. * سعيد هو ابن أبي سعيد المقبري.

خَرَجَ مِنْهُ نَالَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ».

اور میری راہ میں جہاد کرنے کا جذبہ ہو۔"

٣١٢٦- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ [قَالَ]: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ وَتَوَكَّلَ اللهُ لِلْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِهِ بِأَنْ يَتَوَفَّاهُ فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرْجِعَهُ سَالِمًا بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ».

٣١٢٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو مسلسل قیام وصیام میں مشغول رہے۔ ویسے اللہ ہی بہتر جانتا ہے کون اس کے راستے میں جہاد کرتا ہے (اور کون دنیوی اغراض کے لیے)۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے راستے میں جہاد کرنے والے کے لیے ضامن ہے کہ اسے فوت کرے گا تو جنت میں داخل کرے گا یا اسے صحیح سالم اجر وغنیمت سمیت اس کے گھر واپس لوٹائے گا۔"

فائدہ: "اللہ ہی جانتا ہے" کیونکہ نیت مخفی چیز ہے۔ لوگ تو ظاہر کو دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دل کو بھی دیکھتا ہے۔ فضیلت اسی کو حاصل ہوگی جو خالصتاً لوجہ اللہ جہاد کو جاتا ہے۔ اگر کوئی اور آلائش اس میں داخل ہوگئی تو یہ جہاد بجائے جنت کے جہنم کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

## (المعجم ١٥) - بَابُ ثَوَابِ السَّرِيَّةِ الَّتِي تَخْفِقُ (التحفة ١٥)

## باب: ۱۵- اگر کوئی لشکر غنیمت حاصل نہ بھی کر سکے تو اسے ثواب ضرور ملے گا

٣١٢٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَذَكَرَ آخَرَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو هَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيَّ يَقُولُ:

٣١٢٧- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جو بھی لشکر اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کو جائے اور غنیمت حاصل کرے تو وہ اپنے اخروی اجر کا دو تہائی فوراً حاصل کر

---

٣١٢٦ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب أفضل الناس مؤمن مجاهد بنفسه وماله في سبيل الله، ح: ٢٧٨٧ من حديث شعيب بن أبي حمزة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٣٢.

٣١٢٧ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب بيان قدر ثواب من غزا فغنم ومن لم يغنم، ح: ١٩٠٦ من حديث عبدالله بن يزيد المقرىء به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٣٣.

سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ غَازِيَةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللهِ فَيُصِيبُونَ غَنِيمَةً إِلَّا تَعَجَّلُوا ثُلُثَيْ أَجْرِهِمْ مِنَ الْآخِرَةِ وَيَبْقَى لَهُمُ الثُّلُثُ فَإِنْ لَّمْ يُصِيبُوا غَنِيمَةً تَمَّ لَهُمْ أَجْرُهُمْ».

لیتا ہے اور ایک تہائی اجر اس کے لیے باقی رہ جاتا ہے، لیکن اگر وہ غنیمت حاصل نہ کرے تو اسے اس کا پورا پورا ثواب ملے گا۔"

فائدہ: معلوم ہوا کہ غنیمت حاصل کرنے والا کم اجر کا مستحق ہے، خواہ اس کی نیت غنیمت کی نہ ہو۔ پورا اجر اسی کو ملے گا جسے کچھ بھی دنیوی مفاد حاصل نہ ہوا ہو۔ دونوں کسی صورت اجر میں برابر نہیں ہو سکتے، البتہ جو شخص غنیمت کے لیے جہاد کرے، اس کو کچھ بھی ثواب نہیں ملے گا۔ غنیمت ملے یا نہ ملے بلکہ عذاب کا مستحق ہوگا۔

٣١٢٨- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيمَا يَحْكِيهِ عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: «أَيُّمَا عَبْدٍ مِنْ عِبَادِي خَرَجَ مُجَاهِدًا فِي سَبِيلِ اللهِ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي ضَمِنْتُ لَهُ أَنْ أُرْجِعَهُ بِمَا أَصَابَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ وَإِنْ قَبَضْتُهُ غَفَرْتُ لَهُ وَرَحِمْتُهُ».

۳۱۲۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ نے اپنے رب جلیل سے بیان فرمایا: "میرا جو بندہ بھی میری رضامندی کے حصول کے لیے جہاد فی سبیل اللہ میں نکلا، میں اسے ضمانت دیتا ہوں کہ اسے اجر یا غنیمت کے ساتھ گھر واپس کروں گا۔ اور اگر میں نے اس کی جان قبض کر لی تو اس کے سب گناہ معاف کر دوں گا اور اس پر خصوصی رحمت فرماؤں گا۔"

فائدہ: "اپنے رب جلیل سے" ایسی روایت کو حدیث قدسی کہتے ہیں جس میں صراحتاً اللہ تعالیٰ سے بیان کرنے کا ذکر ہو۔ اگرچہ آپ دوسری احادیث بھی اللہ تعالیٰ کی وحی کے ذریعے ہی سے ارشاد فرماتے ہیں مگر حدیث قدسی میں ساری گفتگو اللہ کی طرف سے صیغۂ متکلم میں ہوتی ہے۔

## (المعجم ١٦) - مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ١٦)

## باب:۱۶- اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثال

٣١٢٩- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ

۳۱۲۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

٣١٢٨- [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١١٧ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٣٤، وله شواهد كثيرة، منها الحديث السابق: ٣١٢٦.

٣١٢٩- [صحيح] أخرجه ابن أبي عاصم في كتاب الجهاد: ١/ ١٨٢، ح: ٢٩ من حديث ابن المبارك به، وهو في◄◄

ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْخَاشِعِ الرَّاكِعِ السَّاجِدِ».

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثال' اور اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ کون اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے' اس شخص کی طرح ہے جو مسلسل صیام و قیام کرتا رہے اور خشوع و خضوع کے ساتھ رکوع و سجدہ کرتا رہے۔''

فائدہ: ''مسلسل'' یعنی جب سے وہ جہاد کو نکلا ہے' اس کی واپسی تک کوئی شخص لگاتار روزے اور نماز کی حالت میں رہے۔ ایک لحہ بھی سستی نہ کرے۔ ظاہر ہے یہ ممکن نہیں ہے۔ گویا جہاد کے برابر کوئی اور عمل نہیں۔ یا اس فرضی صورت کا جو ثواب فرض کیا جائے گا' وہ مجاہد کو ملے گا بشرطیکہ خالصتاً لوجہ اللہ جہاد کر رہا ہو۔

## (المعجم ١٧) - مَا يَعْدِلُ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ١٧)

## باب:۱۷-کون سا عمل جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہو سکتا ہے؟

٣١٣٠- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حُصَيْنٍ أَنَّ ذَكْوَانَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: دُلَّنِي عَلٰى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ قَالَ: «لَا أَجِدُهُ: هَلْ تَسْتَطِيعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ تَدْخُلُ مَسْجِدًا فَتَقُومُ لَا تَفْتُرُ وَتَصُومُ لَا تُفْطِرُ» قَالَ: مَنْ يَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ؟.

۳۱۳۰- حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر کہنے لگا: مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو جہاد کے برابر ہو۔ آپ نے فرمایا: ''میں تو کوئی ایسا کام (قابل عمل) نہیں پاتا۔ کیا تو اس بات کی طاقت رکھتا ہے کہ جب سے مجاہد (جہاد کے لیے گھر سے) نکلے' تو مسجد میں داخل ہو جائے اور نماز شروع کر دے (اور اس کی واپسی تک) ذرہ بھر سستی نہ کرے' نیز روزے رکھنا شروع کر دے اور کچھ نہ کھائے پیے؟'' اس شخص نے کہا: اس کی کون طاقت رکھ سکتا ہے؟

◄◄ كتاب الجهاد له، ح:١١، والسنن الكبرى للنسائي، ح:٤٣٣٥، وانظر الحديث المتقدم، ح:٣١٢٦، وهذا طرف منه.

٣١٣٠ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب فضل الجهاد والسير ... الخ، ح:٢٧٨٥ من حديث همام به، وهو في الكبرى، ح:٤٣٣٦.

٣١٣١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ أَبِي مُرَاوِحٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ: أَنَّهُ سَأَلَ نَبِيَّ اللهِ ﷺ أَيُّ الْعَمَلِ خَيْرٌ؟ قَالَ: «إِيمَانٌ بِاللّٰهِ وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ».

۳۱۳۱- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے نبی ﷺ سے پوچھا کہ کون سا عمل بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اللہ عزوجل کے راستے میں جہاد کرنا۔''

٣١٣٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «إِيمَانٌ بِاللّٰهِ» قَالَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: «اَلْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ» قَالَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: «حَجٌّ مَبْرُورٌ».

۳۱۳۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا۔'' اس نے عرض کیا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔'' اس نے عرض کیا کہ پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کی بارگاہ میں مقبول حج۔''

## (المعجم ١٨) - دَرَجَةُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ١٨)

## باب: ۱۸- مجاہد فی سبیل اللہ کا درجہ

٣١٣٣- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هَانِىءٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يَا أَبَا سَعِيدٍ! مَنْ

۳۱۳۳- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوسعید! جو شخص اللہ تعالیٰ کی ربوبیت' دین اسلام اور حضرت محمد (ﷺ) کی نبوت پر (دل و جان سے) راضی ہو گیا' اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔'' حضرت ابوسعید کو یہ کلمات

---

٣١٣١ـ أخرجه البخاري، العتق، باب أي الرقاب أفضل؟، ح: ٢٥١٨، ومسلم، الإيمان، باب بيان كون الإيمان بالله تعالى أفضل الأعمال، ح: ٨٤ من حديث عروة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٣٧.

٣١٣٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٦٢٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٣٨.

٣١٣٣ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب بيان ما أعد الله تعالى للمجاهد في الجنة من الدرجات، ح: ١٨٨٤ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٣٩.

رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ» قَالَ: فَعَجِبَ لَهَا أَبُو سَعِيدٍ قَالَ: أَعِدْهَا عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللهِ! فَفَعَلَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَأُخْرٰى يُرْفَعُ بِهَا الْعَبْدُ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ» قَالَ: وَمَا هِيَ يَارَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: «اَلْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ، اَلْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ».

بڑے عجیب لگے۔ وہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! یہ کلمات دوبارہ ارشاد فرمائیے: آپ نے دوبارہ ارشاد فرمائے' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک اور چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس شخص کو جنت میں سو درجے بلند فرمائے گا۔ ہر دو درجوں کے درمیان آسمان و زمین کے مابین فاصلہ ہے۔'' ابوسعید نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کون سی چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا۔''

فائدہ: ''بڑے عجیب لگے'' کیونکہ ظاہراً ایک آسان چیز پر جنت کا وعدہ کیا گیا ہے' اگرچہ حقیقتاً یہ بہت مشکل کام ہے کیونکہ رضا کا علم اعمال سے ہوگا۔ اور عمل سے ایمان کا ثبوت مہیا کرنا ہی مشکل کام ہے۔ دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ''بڑے عمدہ لگے'' کیونکہ مومن کے لیے یہ عظیم خوش خبری ہے۔

٣١٣٤- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ سُمَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَمَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَّغْفِرَ لَهُ هَاجَرَ أَوْ مَاتَ فِي مَوْلِدِهِ» فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! أَلَا نُخْبِرُ بِهَا النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوا بِهَا؟ فَقَالَ: «إِنَّ لِلْجَنَّةِ مِائَةَ

٣١٣٤- حضرت ابودرداء ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص نماز قائم کرے' زکاۃ ادا کرے اور اس حال میں مرے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ اس کی بخشش فرمائے' خواہ وہ ہجرت کرے یا اپنی پیدائش ہی کے علاقے میں فوت ہو جائے۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم یہ بات لوگوں کو نہ بتا دیں کہ وہ خوش ہو جائیں؟ آپ نے فرمایا: ''جنت میں سو درجے ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان آسمان و زمین کے مابین کے برابر فاصلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ درجے اس کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کر رکھے

٣١٣٤ـ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في مسند الشاميين: ٢/ ٢٠٨، ٢٠٩، ح: ١٢٠٠ من حديث هارون به، هو في الكبرٰى، ح: ٤٣٤٠.

دَرَجَةٍ بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَعَدَّهَا اللهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِهِ، وَلَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ وَلَا تَطِيبُ أَنْفُسُهُمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا بَعْدِي مَا قَعَدْتُ خَلْفَ سَرِيَّةٍ وَلَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ».

ہیں۔ اور اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ میں مسلمانوں پر مشقت ڈال بیٹھوں گا اور میں اتنی سواریاں (اور وسائل) نہیں پاتا کہ میں انھیں سواریاں مہیا کرسکوں اور انھیں یہ بات ہرگز گوارا نہ ہوگی کہ میرے پیچھے بیٹھے رہیں' تو میں کسی لشکر سے پیچھے نہ رہتا۔ اور میری خواہش ہے کہ میں شہید کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر شہید کیا جاؤں۔"

## (المعجم ١٩) - مَا لِمَنْ أَسْلَمَ وَهَاجَرَ وَجَاهَدَ (التحفة ١٩)

## باب:١٩- اس شخص کی فضیلت جس نے اسلام قبول کیا' ہجرت کی اور جہاد کیا

٣١٣٥- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو هَانِيءٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ الْجَنْبِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَنَا زَعِيمٌ - وَالزَّعِيمُ الْحَمِيلُ - لِمَنْ آمَنَ بِي وَأَسْلَمَ وَهَاجَرَ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ وَبِبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ، وَأَنَا زَعِيمٌ لِمَنْ آمَنَ بِي وَأَسْلَمَ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللهِ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ وَبِبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ وَبِبَيْتٍ فِي أَعْلَى غُرَفِ الْجَنَّةِ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَلَمْ يَدَعْ لِلْخَيْرِ مَطْلَبًا وَلَا مِنَ الشَّرِّ مَهْرَبًا يَمُوتُ حَيْثُ شَاءَ أَنْ يَمُوتَ».

٣١٣٥- حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جو شخص مجھ پر ایمان لایا' مسلمان (مطیع) ہوا اور اس نے ہجرت کی' میں اس کے لیے جنت کے کنارے میں ایک گھر اور جنت کے درمیان میں ایک گھر کا ضامن ہوں۔ اور جو شخص مجھ پر ایمان لایا' مسلمان (مطیع) ہوا اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس نے جہاد کیا' میں اس کے لیے جنت کے کنارے میں ایک گھر' جنت کے درمیان میں ایک گھر اور جنت کے انتہائی بلند حصے میں ایک گھر کا ضامن ہوں۔ جس شخص نے یہ کام کیے' اس نے خیر حاصل کرنے کا کوئی موقع اور شر سے بھاگنے کا کوئی موقع نہ چھوڑا۔ وہ جہاں مرضی فوت ہو۔"

٣١٣٥- [إسناده حسن] أخرجه سعيد بن منصور في سننه: ٢/ ١١٨، ١١٩، ح: ٢٣٠٤ عن عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٤١، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ٤٦٠٠، والحاكم علٰى شرط مسلم: ٢/ ٦٠، ٧١، ووافقه الذهبي.

**٣١٣٦- أَخْبَرَنَا** إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَقِيلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ سَالِمِ ابْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ سَبْرَةَ بْنِ أَبِي فَاكِهٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ قَعَدَ لِابْنِ آدَمَ بِأَطْرُقِهِ فَقَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ: تُسْلِمُ وَتَذَرُ دِينَكَ وَدِينَ آبَائِكَ وَآبَاءِ أَبِيكَ فَعَصَاهُ فَأَسْلَمَ، ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ: تُهَاجِرُ وَتَدَعُ أَرْضَكَ وَسَمَاءَكَ وَإِنَّمَا مَثَلُ الْمُهَاجِرِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ فِي الطِّوَلِ فَعَصَاهُ فَهَاجَرَ، ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْجِهَادِ فَقَالَ: تُجَاهِدُ فَهُوَ جَهْدُ النَّفْسِ وَالْمَالِ فَتُقَاتِلُ فَتُقْتَلُ فَتُنْكَحُ الْمَرْأَةُ وَيُقْسَمُ الْمَالُ فَعَصَاهُ فَجَاهَدَ» فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ قُتِلَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَإِنْ غَرِقَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ وَقَصَتْهُ دَابَّتُهُ كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ».

**٣١٣٦-** حضرت سبرہ بن ابوفاکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''شیطان انسان (کو گمراہ کرنے کے لیے اس) کے سب راستوں پر بیٹھتا ہے۔ وہ اس (کو گمراہ کرنے) کے لیے اسلام کے راستے پر بیٹھتا ہے اور کہتا ہے: کیا تو اسلام لا کر اپنے اور اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑ دے گا؟ لیکن انسان اس کی نافرمانی کر کے مسلمان ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اس کے سامنے ہجرت کے راستے پر بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے: کیا تو ہجرت کر کے اپنا وطن اور آسمان چھوڑ دے گا؟ جب کہ مہاجر کی مثال تو ایسے ہے جیسے گھوڑا رسی کے ساتھ باندھ دیا گیا ہو۔ لیکن انسان اس کی نافرمانی کرتا ہے اور ہجرت کر لیتا ہے۔ پھر شیطان اس کے سامنے جہاد کے راستے پر آ کر بیٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ تو جہاد کرے گا؟ یہ تو جان و مال کی مشقت کا نام ہے۔ پھر تو لڑائی کرے گا۔ تو مارا جائے گا۔ تیری عورت سے کوئی دوسرا شخص شادی کر لے گا۔ اور تیرا مال وارثوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ لیکن مومن اس کی نافرمانی کرتا ہے اور جہاد کرتا ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص یہ سب کچھ کرے تو اللہ تعالیٰ پر لازم ہو جاتا ہے کہ اسے جنت میں داخل فرمائے' اور جو شہید ہو جائے تو پھر بھی اللہ تعالیٰ پر لازم ہو جاتا ہے کہ اسے جنت میں داخل فرمائے اور اگر وہ غرق ہو جائے تو بھی اللہ تعالیٰ پر لازم ہو جاتا ہے کہ اسے جنت میں داخل فرمائے۔ اور اگر اس (کی سواری) کا جانور اس کو گرا کر

---

٣١٣٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٨٣ عن أبي النضر به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٤٢، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٠١، والعراقي في تخريج الإحياء، وحسنه الحافظ في الإصابة.

اس کی گردن توڑ دے تو بھی اللہ تعالیٰ پر لازم ہو جاتا ہے کہ اسے جنت میں داخل فرمائے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① ’’گھوڑا رسی کے ساتھ‘‘ یہ شیطان کا کلام ہے یعنی اپنے وطن سے باہر انسان مقید اور محبوس کی طرح ہوتا ہے۔ جس طرح رسی میں بندھا ہوا گھوڑا آزادانہ نہیں چل پھر سکتا‘ اسی طرح مہاجر شخص بھی اپنے گھر کا قیدی بن جاتا ہے۔ نہ کام اپنی مرضی سے کر سکتا ہے‘ نہ کھلا بازاروں میں چل پھر سکتا ہے۔ نہ اسے کوئی پہچانتا ہے کہ اس سے ہمدردی کرے۔ نہ وہ واقف ہوتا ہے کہ لوگوں سے ملے جلے۔ عام معاشرے میں یقیناً ایسا ہی ہوتا ہے مگر اسلامی معاشرے میں مہاجر اور مقامی میں کوئی فرق نہیں ہوتا بلکہ مہاجر عزت واحترام کے لحاظ سے بڑھ جاتا ہے۔ ② ’’لازم ہو جاتا ہے‘‘ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہ کہ مجبوری سے۔ (دیکھیے حدیث: ۳۱۲۲)

## (المعجم ۲۰) - بَابُ فَضْلِ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ۲۰)

## باب: ۲۰- اس شخص کی فضیلت جو اللہ عزوجل کے راستے میں جوڑا خرچ کرے

۳۱۳۷- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللهِ نُودِيَ فِي الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللهِ! هٰذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ» فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا نَبِيَّ اللهِ! مَا عَلَى الَّذِي يُدْعٰى مِنْ تِلْكَ

۳۱۳۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص اللہ کے راستے میں جوڑا (جوڑا) خرچ کرے‘ اسے جنت میں بلایا جائے گا: اے اللہ کے بندے! یہ بہت بہتر ہے (ادھر آؤ)۔ جو شخص (نفل) نماز کا عادی ہوگا اسے نماز والے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو شخص جہاد کا شائق ہوگا‘ اسے جہاد والے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو شخص (نفل) صدقات میں معروف ہوگا‘ اسے صدقے والے دروازے سے آواز دی جائے گی اور جو شخص (نفل) روزوں کا عادی ہوگا‘ اسے سیرابی والے دروازے سے بلایا جائے گا۔‘‘ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! کسی شخص کو ضرورت تو نہیں کہ اسے جنت کے سب دروازوں سے بلایا جائے لیکن کیا کوئی

۳۱۳۷_[صحيح] تقدم، ح: ۲۲٤۰، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٤٣.

الْأَبْوَابِ كُلِّهَا مِنْ ضَرُورَةٍ هَلْ يُدْعٰى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ».

ایسا بھی ہوگا جسے سب دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔ اور مجھے امید ہے کہ تو ان میں سے ہوگا۔''

فائدہ: اس حدیث میں فی سبیل اللہ عام ہے یعنی ہر نیکی کا کام۔ حدیث کا انداز بیان اس پر دلالت کرتا ہے۔ حدیث کی بقیہ تفصیل کے لیے دیکھیے: حدیث نمبر ۲۲۴۰۔

(المعجم ٢١) - مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا (التحفة ٢١)

باب: ۲۱- جو شخص اس لیے لڑائی لڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو

٣١٣٨- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ مُرَّةَ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: اَلرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُذْكَرَ، وَيُقَاتِلُ لِيَغْنَمَ، وَيُقَاتِلُ لِيُرٰى مَكَانُهُ، فَمَنْ فِي سَبِيلِ اللهِ؟ قَالَ: «مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ».

۳۱۳۸- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: ایک آدمی شہرت کے لیے لڑائی کرتا ہے یا غنیمت حاصل کرنے کے لیے لڑتا ہے یا اپنا مرتبہ ظاہر کرنے کے لیے لڑائی لڑتا ہے ان میں سے اللہ کے راستے میں کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جو شخص اس لیے لڑائی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو تو وہی اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ کے کلمے سے مراد اللہ تعالیٰ کا پیغام اور دین ہے۔ ② عبادت میں اخلاص شرط ہے۔

(المعجم ٢٢) - مَنْ قَاتَلَ لِيُقَالَ فُلَانٌ جَرِيءٌ (التحفة ٢٢)

باب: ۲۲- جو شخص بہادر کہلانے کے لیے لڑے

٣١٣٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ

۳۱۳۹- حضرت سلیمان بن یسار بیان کرتے ہیں کہ لوگ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے اٹھ کر چلے

---

٣١٣٨ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا، ح: ٢٨١٠، ومسلم، الإمارة، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في سبيل الله، ح: ١٩٠٤ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٤٤.

٣١٣٩ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب من قاتل للرياء والسمعة استحق النار، ح: ١٩٠٥ من حديث خالد بن◀◀

قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ يَسَارٍ قَالَ: تَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ لَهُ نَاتِلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ: أَيُّهَا الشَّيْخُ! حَدِّثْنِي حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ .[قَالَ: نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ] يَقُولُ: «أَوَّلُ النَّاسِ يُقْضَى لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ: رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتُشْهِدْتُ قَالَ: كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِيُقَالَ فُلَانٌ جَرِيءٌ فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهِ حَتّٰى أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ، قَالَ: كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ قَارِيءٌ فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهِ حَتّٰى أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللهُ عَلَيْهِ وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا فَقَالَ: مَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ».

گئے تو شام والوں میں سے ناتل نامی ایک شخص نے کہا: بزرگوار محترم! مجھے کوئی ایسی حدیث بیان کیجیے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ انھوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''سب سے پہلے جن کا فیصلہ قیامت کے دن کیا جائے گا' تین اشخاص ہوں گے: ایک وہ آدمی جو شہید ہوا۔ اسے لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے احسانات گنوائے گا۔ وہ انھیں تسلیم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کام کیا؟ وہ کہے گا: میں نے تیرے راستے میں جہاد کیا حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ بولا۔ تو تو اس لیے لڑا تھا کہ کہا جائے: فلاں شخص بہت بہادر ہے۔ یہ بات (دنیا میں) بہت کہہ دی گئی' پھر حکم دیا جائے گا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ دوسرا وہ شخص جس نے علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن مجید پڑھا۔ اسے بھی لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے احسانات گنوائے گا۔ وہ ان سب کا اعتراف کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کیا؟ وہ کہے گا: میں نے علم سیکھا اور سکھایا۔ اور تیری رضامندی کے لیے قرآن پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ بولا۔ تو نے تو اس لیے علم سیکھا تھا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لیے پڑھا تھا کہ تجھے قاری کہا جائے۔ یہ سب کچھ تو کہہ دیا گیا۔ اس کے بارے میں بھی حکم دیا جائے گا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر آگ

◄◄ الحارث به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٤٥ .

میں ڈال دیا جائے گا۔ اور تیسرا وہ شخص کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر وسعت فرمائی اور اسے ہر قسم کا مال دیا۔ اسے بھی لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا' وہ انھیں تسلیم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کیا؟ وہ کہے گا: میں نے کوئی ایسی جگہ نہیں چھوڑی جہاں تو پسند کرتا ہو۔

- قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَلَمْ أَفْهَمْ تُحِبُّ كَمَا أَرَدْتُ - «أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ قَالَ: كَذَبْتَ وَلٰكِنْ لِيُقَالَ إِنَّهُ جَوَادٌ فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهِ فَأُلْقِيَ فِي النَّارِ».

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) کہتے ہیں کہ میں (اپنے استاد سے) "تُحِبُّ" کا لفظ اس طرح نہیں سمجھ سکا جس طرح میں چاہتا تھا...... کہ خرچ کیا جائے مگر میں نے تیری رضامندی کے لیے اس جگہ خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ بولا' بلکہ تو نے یہ سب کچھ اس لیے کیا کہ لوگ کہیں کہ یہ بہت بڑا سخی ہے۔ یہ بات تو (دنیا میں) کہہ دی گئی' پھر اس کے بارے میں بھی حکم دیا جائے گا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر آگ میں پھینک دیا جائے گا۔"

**فوائد ومسائل:** ① مقصد یہ ہے کہ اعمال کتنے ہی اچھے کیوں نہ ہوں' نیت صحیح نہ ہو تو وہ اعمال ثواب کی بجائے الٹا عذاب کا ذریعہ بن جائیں گے' خواہ لوگ اس کی وقتی طور پر تعریف کریں یا نہ کریں۔ ظاہر الفاظ سے شبہ پڑتا ہے کہ لوگ تعریف کریں تب اسے عذاب ہوگا لیکن یہ مطلب صحیح نہیں۔ عذاب کا تعلق نیت کی خرابی سے ہے نہ کہ لوگوں کے تعریف کرنے سے۔ اگر نیت صحیح ہو تو لوگوں کی تعریف نقصان نہیں پہنچائے گی بلکہ مخلوق کی گواہی اس کی نجات اور رفع درجات کا سبب بنے گی۔ ② "ناتل" یہ سائل کا نام ہے۔ ناتل بن قیس۔ ③ "تو نے جھوٹ بولا" یعنی دعوائے اخلاص میں' ورنہ ظاہر ہے واقعہ تو درست ہے۔ ④ "آگ میں پھینک دیا جائے گا" کیونکہ دین میں ریاکاری شرک اصغر ہے۔

(المعجم ۲۳) - **مَنْ غَزَا فِي سَبِيلِ اللهِ وَلَمْ يَنْوِ مِنْ غَزَاتِهِ إِلَّا عِقَالًا** (التحفة ۲۳)

**باب:۲۳- جو شخص جہاد کے لیے جائے لیکن اپنے جہاد سے صرف دنیوی مال حاصل کرنا چاہتا ہو**

٣١٤٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ غَزَا فِي سَبِيلِ اللهِ وَلَمْ يَنْوِ إِلَّا عِقَالًا فَلَهُ مَا نَوٰى».

۳۱۴۰- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کے راستے میں جہاد کرنے گیا لیکن اس کی نیت صرف دنیوی مال حاصل کرنا تھا تو اسے اس کی نیت ہی کے مطابق ملے گا۔''

فائدہ: ''دنیوی مال'' حدیث میں لفظ [عقال] استعمال فرمایا گیا ہے جس کے معنیٰ اس رسی کے ہیں جس سے اونٹ کا گھٹنا باندھا جاتا ہے تاکہ وہ بھاگ نہ جائے۔ ظاہر ہے وہ رسی تو کسی کا بھی مقصود نہیں ہوتی۔ لیکن درحقیقت دنیوی مال و منال خواہ وہ کسی قدر پرکشش معلوم ہو' اس رسی کی طرح بے حیثیت ہے اور فنا ہو جانے والا ہے۔ دنیوی مال کی حقارت ظاہر کرنے کے لیے اسے رسی سے تعبیر فرمایا' اس لیے ترجمہ میں اصل مقصود بیان کیا گیا ہے۔

٣١٤١- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ غَزَا وَهُوَ لَا يُرِيدُ إِلَّا عِقَالًا فَلَهُ مَا نَوٰى».

۳۱۴۱- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اونٹ کا گھٹنا باندھنے والی رسی حاصل کرنے کے لیے جہاد کرے گا تو اسے اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا۔''

فائدہ: ''نیت کے مطابق'' یعنی اسے اخروی ثواب نہیں ملے گا کیونکہ اس نے اس کا ارادہ ہی نہیں کیا۔ باقی رہا دنیا کا مال' ممکن ہے اسے مل جائے' ممکن ہے وہ بھی نہ ملے' ع نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔ البتہ اگر جہاد خلوص نیت سے کرے' غنیمت مقصود نہ ہو مگر مل جائے' خواہ کتنی ہی مقدار میں ملے' وہ نقصان دہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔

---

٣١٤٠- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٢٠ عن عبدالرحمن بن مهدي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٤٦، وصححه ابن حبان، ح: ٢٦٠٥، والحاكم: ٢/ ١٠٩، والذهبي، وله شواهد عند أبي داود، ح: ٢٥٢٧ وغيره.

٣١٤١- [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه أحمد: ٥/ ٣١٥ عن يزيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٤٧.

(المعجم ٢٤) - مَنْ غَزَا يَلْتَمِسُ الْأَجْرَ وَالذِّكْرَ (التحفة ٢٤)

باب:۲۴-جو شخص ثواب اور شہرت کمانے کے لیے جہاد کرے

٣١٤٢- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ هِلَالٍ الْحِمْصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ عَنْ عِكْرِمَةَ ابْنِ عَمَّارٍ، عَنْ شَدَّادٍ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ رَجُلًا غَزَا يَلْتَمِسُ الْأَجْرَ وَالذِّكْرَ مَا لَهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا شَيْءَ لَهُ» فَأَعَادَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَقُولُ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا شَيْءَ لَهُ» ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ اللهَ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا وَابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُهُ».

۳۱۴۲-حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا: آپ فرمائیں' ایک شخص جنگ کو جاتا ہے۔ ثواب اور شہرت دونوں کا طلب گار ہے۔ اسے کیا ملے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسے کچھ نہیں ملے گا۔" اس شخص نے یہ سوال تین دفعہ دہرایا۔ ہر دفعہ آپ فرماتے تھے: "اسے کچھ نہیں ملے گا۔" پھر آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ صرف اس عمل کو قبول فرماتا ہے جو خالص اس کے لیے کیا جائے اور صرف اس کی رضامندی مقصود ہو۔"

فائدہ: اللہ تعالیٰ نیک کام میں "شرکت" کو بھی پسند نہیں فرماتا۔ شرکت سے مقصود یہ ہے کہ ثواب کی نیت بھی ہو اور ساتھ ساتھ غنیمت اور شہرت بھی مقصود ہو۔ ظاہر ہے یہ "شرک" کی طرح ہے۔ شرک میں بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت تو ہوتی ہی ہے مگر غیر اللہ کی بھی عبادت ہوتی ہے۔ اگر شرک قبول نہیں تو یہ شرکت کیسے قبول ہوگی؟ اللہ تعالیٰ صرف اسی عمل کو قبول فرماتا ہے جس سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود ہو۔

(المعجم ٢٥) - ثَوَابُ مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَوَاقَ نَاقَةٍ (التحفة ٢٥)

باب:۲۵-اس شخص کا ثواب جو اللہ کے راستے میں اونٹنی دوہنے کے درمیانی وقفے کے بقدر جہاد کرے

٣١٤٣- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

۳۱۴۳-حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے

---

٣١٤٢- [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٤٣٤٨، وحسنه العراقي في تخريج الإحياء.

٣١٤٣- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ماجاء فيمن يكلم في سبيل الله، ح: ١٦٥٧، ١٦٥٤ من حديث ابن جريج به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٤٩.

سَمِعْتُ حَجَّاجًا: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ يُخَامِرَ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فَوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ سَأَلَ اللهَ الْقَتْلَ مِنْ عِنْدِ نَفْسِهِ صَادِقًا ثُمَّ مَاتَ أَوْ قُتِلَ فَلَهُ أَجْرُ شَهِيدٍ، وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ نُكِبَ نَكْبَةً فَإِنَّهَا تَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَغْزَرِ مَا كَانَتْ لَوْنُهَا كَالزَّعْفَرَانِ وَرِيحُهَا كَالْمِسْكِ، وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِي سَبِيلِ اللهِ فَعَلَيْهِ طَابِعُ الشُّهَدَاءِ».

ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو مسلمان آدمی اللہ تعالیٰ کے راستے میں اونٹنی دوہنے کے درمیانی وقفے کے برابر لڑائی کرے' اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے سچے دل کے ساتھ شہادت کا سوال کرے' پھر خواہ فوت ہو جائے یا مارا جائے' اسے شہید کا ثواب ملے گا۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں زخمی ہو گیا یا اسے کوئی چوٹ لگی تو قیامت کے دن اس سے تیزی سے خون بہہ رہا ہو گا۔ رنگ تو زعفران جیسا ہو گا مگر خوشبو کستوری جیسی۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں زخمی ہوا' اس پر شہداء والی مہر لگی ہو گی۔''

فوائد ومسائل: ① اونٹنی کے تھن چھوٹے اور سخت ہوتے ہیں۔ کچھ دودھ دوہنے کے بعد آدمی تھک جاتا ہے۔ ادھر دودھ بھی وقتی طور پر ختم ہو جاتا ہے۔ کچھ دیر آرام کرنے کے بعد جب پستان دودھ سے بھر جاتے ہیں' دوبارہ دوہنا شروع کیا جاتا ہے۔ اس طرح کئی وقفوں سے یہ کام مکمل ہوتا ہے۔ اس درمیانی وقفے کو فواق ناقہ کہا جاتا ہے۔ یہ وقفہ چند منٹ کا ہوتا ہے' زیادہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ وقت اور مقدار کو نہیں دیکھتا۔ اللہ تعالیٰ تو نیت اور قلبی کیفیت کو دیکھتا ہے۔ ثواب کا مدار بھی یہی چیز ہے۔ ② ''قیامت کے دن'' کوئی شخص جس حالت میں فوت ہو وہ اسی حال میں اٹھایا جائے گا۔ اچھی موت والوں کے لیے یہ چیز فضیلت کا باعث ہو گی' مثلاً: شہید' محرم' نمازی وغیرہ۔ ③ ''شہداء والی مہر'' خواہ وہ اس زخم سے فوت ہو یا کسی اور بنا پر' مگر اس زخم کا نشان اس میں باقی رہے۔ زخم چونکہ موت کا سبب بنتا ہے' لہٰذا جہاد میں زخمی ہونے والا شہید نہیں تو شہداء کا ساتھی تو ضرور ہو گا۔ ممکن ہے زخم کے نشان ہی کو ''شہداء کی مہر'' کہا گیا ہو یا پھر کوئی خصوصی نشانات لگائے جائیں گے۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ٢٦) - ثَوَابُ مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ٢٦)

## باب: ٢٦- اس شخص کا ثواب جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں تیر چلائے

**٣١٤٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ صَفْوَانَ [قَالَ]: حَدَّثَنِي سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ: يَا عَمْرُو! حَدِّثْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالٰى كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالٰى بَلَغَ الْعَدُوَّ أَوْ لَمْ يَبْلُغْ كَانَ لَهُ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ، وَمَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً كَانَتْ لَهُ فِدَاءَهُ مِنَ النَّارِ عُضْوًا بِعُضْوٍ».**

۳۱۴۴- حضرت شرحبیل بن سمط نے حضرت عمرو بن عبسہ ؓ سے کہا: اے عمرو! ہمیں کوئی ایسی حدیث بیان فرمائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس شخص کے بال اللہ تعالیٰ کے راستے میں سفید ہو گئے تو وہ سفید بال اس کے لیے قیامت کے دن نور کا ذریعہ بن جائیں گے۔ اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں تیر پھینکا، وہ دشمن تک پہنچے یا نہ پہنچے' اس کے لیے غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا۔ اور جو شخص مومن غلام آزاد کرے تو اس کا ہر عضو اس کے ہر عضو کے لیے آگ سے آزادی کا سبب بن جائے گا۔''

**فوائد و مسائل:** ① ''اللہ تعالیٰ کے راستے میں'' عرف کا لحاظ رکھیں تو اس سے مراد جہاد ہوگا' یعنی جس نے سیاہ بالوں کے ساتھ جہاد شروع کیا حتیٰ کہ اس کے بال سفید ہو گئے' لیکن زیادہ بہتر یہ ہے کہ اس سے مراد ہر نیک کام ہو کیونکہ بہت سی احادیث میں مومن کے سفید بالوں کو اس کے لیے نور قرار دیا گیا ہے' جب کہ جہاد کی فضیلت تو سفید بالوں کی محتاج نہیں۔ وہ تو اس کے علاوہ بھی افضل عمل ہے۔ واللہ أعلم. ② نور، یعنی وہ بال ہی نور بن جائیں گے یا اسے اس بنا پر نور حاصل ہوگا۔ ویسے بھی سفید بالوں اور نور میں ظاہری مماثلت پائی جاتی ہے اور جزا بھی مماثل ہی ہوتی ہے۔ ③ ''ہر عضو'' البتہ اس میں مذکر مؤنث کا فرق نہیں' یعنی مذکر' مؤنث کو آزاد کرے یا مؤنث' مذکر کو' اسے یہ ثواب ملے گا۔

**٣١٤٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ**

۳۱۴۵- حضرت ابونجیح سلمی ؓ سے روایت

---

**٣١٤٤_ [صحيح]** أخرجه أبوداود، العتق، باب أي الرقاب أفضل، ح: ٣٩٦٦ من حديث بقية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٥٠، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

**٣١٤٥_ [إسناده صحيح]** أخرجه أبوداود، العتق، باب أي الرقاب أفضل، ح: ٣٩٦٥ من حديث **هشام الدستوائي** به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٥١، وصححه الترمذي، ح: ١٦٣٨، وابن حبان، ح: ١٤٧٨، **والحاكم:** ٩٥/٢، ١٢١/٣، ٢٥٠، والذهبي، وحسنه البغوي. * أبونجيح هو عمرو بن عبسة، وقتادة صرح بالسماع عند ابن المبارك في الجهاد، ح: ٢١٩، والبيهقي: ٩/ ١٦١ وغيرهما.

الْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي نَجِيحٍ السُّلَمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ بَلَغَ بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ فَهُوَ لَهُ دَرَجَةٌ فِي الْجَنَّةِ». فَبَلَّغْتُ يَوْمَئِذٍ سِتَّةَ عَشَرَ سَهْمًا قَالَ: وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ فَهُوَ عِدْلُ مُحَرَّرٍ».

ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس نے اللہ کے راستے میں ایک تیر (دشمن تک) پہنچایا' اسے جنت میں ایک درجہ حاصل ہو جائے گا۔'' میں نے اس دن سولہ تیر دشمنوں تک پہنچائے' نیز میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں تیر چلائے تو اسے ایک غلام کے آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔''

فائدہ: تیر پہنچانے اور تیر چلانے میں مفہوم کے لحاظ سے بھی فرق ہے اور ثواب کے لحاظ سے بھی۔ تیر چلانے سے مراد تو تیر پھینکنا ہے' خواہ دشمن تک پہنچے یا نہ پہنچے' کسی کو لگے یا نہ لگے۔ تیر پہنچانے کا مطلب یہ ہے کہ تیر صحیح نشانے پر لگے اور جس مقصد کے لیے چلایا گیا ہے' وہ مقصد پورا ہو۔ ظاہر ہے دونوں میں بہت فرق ہے' لہٰذا اجر و ثواب میں بھی بہت فرق ہے۔

٣١٤٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ، قَالَ لِكَعْبِ بْنِ مُرَّةَ: يَا كَعْبُ! حَدِّثْنَا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَاحْذَرْ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: «مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ فِي سَبِيلِ اللهِ كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ». قَالَ لَهُ: حَدِّثْنَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَاحْذَرْ قَالَ:

٣١٤٦- حضرت شرحبیل بن سمط نے حضرت کعب بن مرہ ؓ سے کہا: اے کعب! ہمیں رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث بیان فرمائیں اور اس سلسلے میں پوری احتیاط فرمائیں (کہ حدیث میں کوئی کمی بیشی نہ ہو۔) انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس آدمی کے بال اسلام میں اللہ کے راستے میں سفید ہو گئے' وہ اس کے لیے قیامت کے دن نور بن جائیں گے۔'' انھوں نے پھر کہا: ہمیں رسول اللہ ﷺ سے ایک اور حدیث بیان فرمایئے اور پوری پوری احتیاط

---

٣١٤٦- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، العتق، باب العتق، ح: ٢٥٢٢ عن محمد بن العلاء به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٥٢، وقال أبوداود، ح: ٣٩٦٧ 'سالم لم يسمع من شرحبيل، مات شرحبيل بصفين'، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ١٥٠٩، والحميدي، ح: ٧٦٧ وغيرهما.

سَمِعْتُهُ يَقُولُ: «اِرْمُوا مَنْ بَلَغَ الْعَدُوَّ بِسَهْمٍ رَفَعَهُ اللهُ بِهِ دَرَجَةً» قَالَ ابْنُ النَّحَّامِ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا الدَّرَجَةُ؟ قَالَ: «أَمَا إِنَّهَا لَيْسَتْ بِعَتَبَةِ أُمِّكَ وَلٰكِنْ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ مِائَةُ عَامٍ».

فرمایئے (کہ کمی بیشی نہ ہو۔) انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''تیر اندازی کیا کرو۔ جو شخص دشمن تک تیر پہنچائے' اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند فرمائے گا۔'' (یہ سن کر) حضرت ابن نحام رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! درجے سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ درجہ تیری ماں کے گھر کی چوکھٹ کے برابر نہیں بلکہ (جنت کے) دو درجوں کے درمیان سو سال کا فاصلہ ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور دلائل کی رو سے یہی بات راجح اور درست معلوم ہوتی ہے کہ یہ روایت صحیح ہے' نیز محقق کتاب نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ اس روایت کے بعض حصے کے شواہد صحیح مسلم (۱۵۰۹) میں ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي:۲۶/۲۱۲-۲۱۴' و صحيح سنن النسائي للألباني: ۲/۳۸۵' رقم:۳۱۴۴) ② ''تیری ماں'' اگرچہ کسی کے منہ پر اس کی ماں کا ذکر کرنا عرف عام میں معیوب سمجھا جاتا ہے مگر شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں۔ خصوصاً جب کہ متعلقہ شخص اسے محسوس بھی نہ کرے۔ رسول اللہ ﷺ کا تعلق اپنے صحابہ سے بہت گہرا تھا۔ صحابہ کی مائیں اپنے بیٹوں کی زبانی آپ کو سلام و دعا کا پیغام بھیجتی تھیں' لہٰذا آپ کی زبان پر ایسا ذکر ان کے لیے خوش طبعی کا موجب تھا۔ ہر آدمی اپنی حیثیت کے مطابق کلام کرتا ہے۔ سب پر ایک ہی حکم لاگو نہیں کیا جا سکتا۔

**٣١٤٧-** أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ خَالِدًا - يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ - أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الشَّامِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ: قُلْتُ يَا عَمْرُو ابْنَ عَبَسَةَ! حَدِّثْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ

۳۱۴۷- حضرت شرحبیل بن سمط سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے عمرو! ہمیں کوئی حدیث بیان فرمایئے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ اس میں کوئی بھول چوک یا کمی نہ ہو۔ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں تیر چلایا اور دشمن

---

**٣١٤٧ـ [صحيح]** أخرجه أبوداود، العتق، باب أي الرقاب أفضل؟، ح: ٣٩٦٦ من حديث شرحبيل به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٥٣، وانظر الحديث السابق والذين قبله.

اللهِ ﷺ لَيْسَ فِيهِ نِسْيَانٌ وَلَا تَنَقُّصٌ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ فَبَلَغَ الْعَدُوَّ أَخْطَأَ أَوْ أَصَابَ كَانَ لَهُ كَعِدْلِ رَقَبَةٍ، وَمَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً كَانَ فِدَاءُ كُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ، وَمَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي سَبِيلِ اللهِ كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

تک پہنچادیا' (وہ تیر دشمن کو) لگا یا نہ لگا' وہ اس کے لیے ایک غلام کی آزادی کی طرح ہوگا۔ اور جس شخص نے کوئی مسلمان غلام آزاد کیا تو اس کا ہر عضو اس کے ہر عضو کے بدلے میں جہنم کی آگ سے آزاد ہوگا۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں (کام کرتا کرتا) بوڑھا ہو گیا تو اس کے سفید بال قیامت کے دن اس کے لیے نور بن جائیں گے۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۱۴۴.

٣١٤٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْوَلِيدِ، عَنِ ابْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ الْأَسْوَدِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُدْخِلُ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ: صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِي صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ وَالرَّامِيَ بِهِ، وَمُنَبِّلَهُ».

۳۱۴۸- حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین اشخاص کو جنت میں داخل فرمائے گا: بنانے والا' جو اسے بناتے وقت نیکی کا ذہن رکھتا ہے' تیر پھینکنے والا اور تیر پکڑانے والا۔''

فائدہ: ''تیر پکڑانے والا'' عربی میں لفظ مُنَبِّلُ استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے معنی تیر مہیا کرنے والا بھی ہو سکتے ہیں' یعنی اپنے مال سے خرید کر دینے والا یا دور گرنے والے تیر لے کر آنے والا۔ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ جس شخص کا نیکی میں ذرہ بھر بھی حصہ ہے' اسے اجر و ثواب ضرور ملے گا۔ اپنے اپنے حصے کے مطابق۔ کوئی شخص اجر سے محروم نہیں رہے گا۔

## (المعجم ٢٧) - بَابُ مَنْ كُلِمَ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ٢٧)

## باب: ۲۷- جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں زخمی ہو جائے

٣١٤٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في الرمي، ح: ٢٥١٣ من حديث عبدالرحمٰن بن يزيد بن جابر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٥٤، وصححه الحاكم: ٣/ ٩٥، والذهبي. ★ خالد بن زيد وثقه ابن حبان، والحاكم وغيرهما.

٣١٤٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يُكْلَمُ أَحَدٌ فِي سَبِيلِ اللهِ - وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِهِ - إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجُرْحُهُ يَثْعَبُ دَمًا، اَللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَالرِّيحُ رِيحُ الْمِسْكِ».

۳۱۴۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں زخمی ہوتا ہے......اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ کون اللہ تعالیٰ کی راہ میں زخمی ہوتا ہے......تو وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون تیزی سے بہہ رہا ہوگا۔ رنگ تو خون کا ہوگا مگر خوشبو کستوری کی ہوگی۔''

فوائد ومسائل: ① حدیث نمبر ۳۱۴۳ میں یہ الفاظ تھے: ''رنگ تو زعفران کا ہوگا'' دراصل زعفران کا اپنا رنگ خون کی طرح سرخ ہی ہوتا ہے' چونکہ زعفران قیمتی اور خوشبودار چیز ہے' لہٰذا بطور اعزاز زعفران کی طرف نسبت کر دی اور اس روایت میں اصل حقیقت بیان فرما دی۔ مفہوم میں کوئی فرق نہیں۔ واللہ أعلم. ② ''اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے'' کیونکہ اس بات کا تعلق نیت سے ہے اور نیت اللہ تعالیٰ ہی جان سکتا ہے۔

٣١٥٠- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «زَمِّلُوهُمْ بِدِمَائِهِمْ، فَإِنَّهُ لَيْسَ كَلْمٌ يُكْلَمُ فِي اللهِ إِلَّا أَتٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ جُرْحُهُ يَدْمٰى لَوْنُهُ لَوْنُ دَمٍ وَرِيحُهُ رِيحُ الْمِسْكِ».

۳۱۵۰- حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (شہدائے احد کے بارے میں) فرمایا تھا: ''انھیں ان کے خون (آلود جسم اور کپڑوں) سمیت ڈھانپ کر دفن کر دو کیونکہ جو زخم بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں لگتا ہے' وہ قیامت کے دن اس حالت میں ہوگا کہ اس سے خون بہہ رہا ہوگا۔ رنگ تو خون کا ہوگا مگر خوشبو کستوری کی ہوگی۔''

فوائد ومسائل: ① ''کستوری جیسی'' حقیقتاً کستوری بھی خون ہی ہوتی ہے۔ اگر دنیا میں خون اعلیٰ خوشبو میں تبدیل ہو سکتا ہے تو آخرت میں بدرجہ اولیٰ ایسا ہوگا۔ اس میں کوئی اشکال نہیں۔ ② شہید کو نہ تو غسل دیا جاتا ہے نہ اس کے خون آلود کپڑے اتارے جاتے ہیں تاکہ اس کا خون قیامت کے دن اس کے لیے اعزاز بن جائے'

---

٣١٤٩- أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل الجهاد والخروج في سبيل الله، ح: ١٨٧٦/ ١٠٥ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، الجهاد والسير، باب من يجرح في سبيل الله عزوجل: ٢٨٠٣ من حديث أبي الزناد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٥٥.

٣١٥٠- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٠٠٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٥٦.

نیز ہر شخص پہچان لے کہ یہ فی سبیل اللہ شہید ہے' البتہ اس کے اوپر ایک کھلی چادر ڈال دی جاتی ہے جو اس کے سر اور پاؤں کو ڈھانپ لے۔ اگر چادر چھوٹی ہو تو سر ڈھانپ دیا جائے۔ پاؤں ننگے رہ جائیں تو کوئی بات نہیں۔

## (المعجم ۲۸) - مَا يَقُولُ مَنْ يَطْعَنُهُ الْعَدُوُّ (التحفة ۲۸)

## باب:۲۸- جس شخص کو دشمن نیزہ مارے تو وہ (زخم خوردہ) کیا کہے؟

۳۱۵۱- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَذَكَرَ آخَرَ قَبْلَهُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ وَوَلَّى النَّاسُ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي نَاحِيَةٍ فِي اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَفِيهِمْ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ فَأَدْرَكَهُمُ الْمُشْرِكُونَ، فَالْتَفَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «مَنْ لِلْقَوْمِ؟» فَقَالَ طَلْحَةُ: أَنَا، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَمَا أَنْتَ»، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ: «أَنْتَ»، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، ثُمَّ الْتَفَتَ فَإِذَا الْمُشْرِكُونَ، فَقَالَ: «مَنْ لِلْقَوْمِ؟» فَقَالَ طَلْحَةُ: أَنَا، قَالَ: «كَمَا أَنْتَ»، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَنَا، فَقَالَ: «أَنْتَ». فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يَقُولُ ذٰلِكَ وَيَخْرُجُ إِلَيْهِمْ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَيُقَاتِلُ قِتَالَ مَنْ قَبْلَهُ حَتَّى يُقْتَلَ

۳۱۵۱- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ فرماتے ہیں: جب احد کا دن تھا اور لوگ بھاگ کھڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ بارہ انصاریوں کے حصار میں (میدان کے) ایک کنارے میں (ڈٹے ہوئے) تھے۔ ان میں (ایک مہاجر) حضرت طلحہ بن عبید اللہ ؓ بھی موجود تھے۔ مشرکوں نے انھیں گھیرا تو رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''کون ان دشمنوں کا مقابلہ کرے گا؟'' حضرت طلحہ نے کہا: میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو جس جگہ ہے وہیں ٹھہرا رہ۔'' ایک انصاری نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں مقابلہ کرتا ہوں۔ فرمایا: ''ہاں' تو مقابلہ کر۔'' اس نے لڑائی کی حتی کہ وہ شہید ہو گیا۔ آپ نے پھر توجہ فرمائی تو مشرک ابھی تک موجود تھے۔ آپ نے فرمایا: ''کون دشمنوں کا مقابلہ کرے گا؟'' حضرت طلحہ نے کہا: میں۔ آپ نے فرمایا: ''تو جہاں ہے وہیں رہ۔'' ایک اور انصاری نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں۔ فرمایا: ''ہاں' تو مقابلہ کر۔'' اس نے لڑائی لڑی حتی کہ وہ بھی شہید ہو گیا۔ آپ برابر یہی فرماتے رہے اور ایک ایک

---

۳۱۵۱ـ [حسن] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ۳/ ۲۳۶، ۲۳۷ من حديث يحيى بن أيوب به، وهو في الكبرٰى، ح: ۴۳۵۷، وللحديث شواهد كثيرة، انظر مجمع الزوائد: ۹/ ۱۴۹ وغيره. * أبوالزبير عنعن.

حَتّٰى بَقِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَطَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لِلْقَوْمِ؟» فَقَالَ طَلْحَةُ: أَنَا، فَقَاتَلَ طَلْحَةُ قِتَالَ الْأَحَدَ عَشَرَ حَتّٰى ضُرِبَتْ يَدُهُ فَقُطِعَتْ أَصَابِعُهُ، فَقَالَ: حَسِّ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ قُلْتَ بِسْمِ اللهِ لَرَفَعَتْكَ الْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ»، ثُمَّ رَدَّ اللهُ الْمُشْرِكِينَ.

انصاری نکلتا رہا اور اپنے پیشرو کی طرح لڑائی کرتا رہا اور شہید ہوتا رہا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ ہی باقی رہ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا: ''کون دشمنوں کا مقابلہ کرے گا؟'' حضرت طلحہ نے کہا: میں کروں گا۔ اور انھوں نے لڑائی شروع کر دی۔ اور وہ اپنے پیشرو گیارہ انصاریوں کی طرح لڑے حتیٰ کہ ان کے ہاتھ پر تلوار لگی اور انگلیاں کٹ گئیں۔ تو ان کے منہ سے ''حَسِّ'' (اوئی وغیرہ) نکلا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(جب تجھے زخم لگا تھا) اگر تو بسم اللہ کہتا تو تجھے فرشتے اٹھا لیتے۔ اور لوگ دیکھتے رہتے۔'' پھر اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو پھیر دیا۔

**فوائد و مسائل:** ① ''بارہ انصاری'' یہ ایک مخصوص وقت کی بات ہے ورنہ بہت سے مہاجرین بھی ثابت قدم رہے تھے۔ گویا وہ میدان احد کے دوسرے اطراف میں داد شجاعت دے رہے تھے، جبکہ رسول اللہ ﷺ اس وقت انصار کے ایک گروہ میں تھے۔ یہ گیارہ انصاری تھے۔ حضرت طلحہ (مہاجر) کو ملا کر تغلیباً بارہ انصاری کہہ دیا۔ ② ''تو جہاں ہے وہیں رہ'' رسول اللہ ﷺ نے انھیں مشکل وقت کے لیے محفوظ رکھا۔ فوج کے سربراہ کو صحیح علم ہوتا ہے کہ کون کس جگہ صحیح کام کرے گا۔ ③ ''بسم اللہ پڑھتا'' لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر بسم اللہ پڑھنے والے کو فرشتے اٹھا لیں۔ یہ صرف حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص تھا' البتہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ چوٹ لگنے کے موقع پر اللہ کا نام لینا چاہیے نہ کہ ہائے وائے پکارتا رہے۔ یہ مروت کے خلاف ہے' نیز اللہ تعالیٰ کا نام لینے سے قوت برداشت پیدا ہوگی کیونکہ اللہ کا نام روحانیت کو زیادہ کرتا ہے' پھر اس سے انسان کا ایمان ظاہر ہوتا ہے اور مومن و کافر کے درمیان امتیاز حاصل ہو جاتا ہے۔

## (المعجم ٢٩) - بَابُ مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَارْتَدَّ عَلَيْهِ سَيْفُهُ فَقَتَلَهُ (التحفة ٢٩)

## باب:٢٩- جو شخص اللہ کی راہ میں لڑا اور اس کی تلوار مڑ کر اسی کو لگ گئی اور وہ شہید ہو گیا

٣١٥٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ قَالَ:

٣١٥٢- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

---

٣١٥٢ـ أخرجه مسلم، الجهاد، باب غزوة خيبر، ح: ١٨٠٢/ ١٢٤ من حديث ابن وهب به، ولم يذكر عبدالله بن◀◀

أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَعَبْدُ اللهِ ابْنَا كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ قَاتَلَ أَخِي قِتَالًا شَدِيدًا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَارْتَدَّ عَلَيْهِ سَيْفُهُ فَقَتَلَهُ، فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ وَشَكُّوا فِيهِ: رَجُلٌ مَاتَ بِسِلَاحِهِ، قَالَ سَلَمَةُ: فَقَفَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ خَيْبَرَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَرْتَجِزَ بِكَ؟ فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اِعْلَمْ مَا تَقُولُ فَقُلْتُ:

وَاللّٰهِ لَوْلَا اللهُ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَدَقْتَ».

فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا
وَالْمُشْرِكُونَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا

جب خیبر کی لڑائی ہوئی تو میرے بھائی نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں خوب لڑائی کی' پھر ان کی تلوار مڑ کر انھی کو لگی اور وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ کچھ اصحاب رسول (ﷺ) نے اس بارے میں چہ میگوئیاں کیں اور ان کی شہادت کے بارے میں شک کیا (اور کہا) کہ یہ آدمی تو اپنے ہتھیار سے مرا ہے۔ حضرت سلمہ ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر سے واپسی کا سفر شروع فرمایا تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کی موجودگی میں کچھ اشعار پڑھ لوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے فرمایا: جو کہنا ہے غور سے کہنا (کوئی شعر خلاف شرع نہ ہو)۔ میں نے یہ شعر پڑھے: [وَاللّٰهِ لَوْلَا اللهُ ...... وَلَا صَلَّيْنَا] ''اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ ہوتی تو ہم ہدایت نہ پاتے' نہ صدقے کرتے' نہ نمازیں پڑھتے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے صحیح کہا۔'' (پھر پڑھا:) [فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً ...... وَالْمُشْرِكُونَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا] ''اے اللہ! ہم پر سکون واطمینان نازل فرما اور اگر دشمن سے مقابلہ ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھنا۔ مشرکوں نے ہم پر ظلم وستم کیے ہیں۔'' جب میں نے اپنے شعر پورے کیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ شعر کس نے کہے ہیں؟'' میں نے کہا: میرے بھائی نے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اس پر رحم فرمائے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! کچھ لوگ اس کے لیے

---

◀◀ كعب، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٥٨.

دعائے مغفرت کرنے سے ڈرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ شخص تو اپنے ہتھیار سے مرا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تو بڑی کوشش سے جہاد کرتے ہوئے اللہ کو پیارا ہوا ہے۔''

فَلَمَّا قَضَيْتُ رَجَزِي قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ هٰذَا؟» قُلْتُ: أَخِي، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَرْحَمُهُ اللّٰهُ» فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَاللّٰهِ! إِنَّ نَاسًا لَيَهَابُونَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِ يَقُولُونَ رَجُلٌ مَاتَ بِسِلَاحِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَاتَ جَاهِدًا مُجَاهِدًا». قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: ثُمَّ سَأَلْتُ ابْنًا لِسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ فَحَدَّثَنِي عَنْ أَبِيهِ مِثْلَ ذٰلِكَ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: حِينَ قُلْتُ: إِنَّ نَاسًا لَيَهَابُونَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَذَبُوا مَاتَ جَاهِدًا مُجَاهِدًا فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ وَأَشَارَ بِإِصْبَعَيْهِ».

(حدیث کے راوی) ابن شہاب (امام زہری) نے کہا کہ میں نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے بیٹے سے پوچھا تو اس نے اپنے باپ سے اسی (مذکورہ حدیث کی) طرح حدیث بیان کی لیکن یہ بات زیادہ کہی کہ جب میں (سلمہ بن اکوع) نے کہا کہ لوگ اس کے لیے دعائے مغفرت کرنے سے ڈرتے تھے۔ تو (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں نے غلط کیا' وہ تو بڑی کوشش سے جہاد کرتے ہوئے مرا ہے۔ اسے دگنا اجر ملے گا۔'' (یہ فرماتے ہوئے) آپ نے اپنی دو انگلیوں سے اشارہ فرمایا۔

**فائدہ:** جس شخص کی نیت کافروں سے جہاد کرنے کی ہو اور وہ دوران جہاد میں مارا جائے' خواہ دشمن کے ہاتھوں یا اپنے ساتھیوں کی غلطی سے یا اپنی غلطی سے اپنے ہاتھوں' وہ شہید ہی متصور ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نیت کو دیکھتا ہے نہ کہ ظاہری اعمال کو۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کے بھائی اگرچہ اپنے ہتھیار ہی سے مارے گئے مگر ان کی نیت خودکشی کی نہیں تھی' لہٰذا ان کے لیے دہرا اجر ہے۔ جہاد کا بھی اور شہادت کا بھی۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ.

## (المعجم ٣٠) - بَابُ تَمَنِّي الْقَتْلِ فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالٰى (التحفة ٣٠)

## باب: ٣٠- اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہادت کی خواہش

٣١٥٣- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ

٣١٥٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٣١٥٣- أخرجه البخاري، الجهاد، باب الجعائل والحملان في السبيل، ح: ٢٩٧٢ من حديث يحيى القطان، ◄◄

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى - يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ - عَنْ يَحْيَى - يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيَّ - قَالَ: حَدَّثَنَا ذَكْوَانُ أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَمْ أَتَخَلَّفْ عَنْ سَرِيَّةٍ وَلٰكِنْ لَا يَجِدُونَ حَمُولَةً وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ وَيَشُقُّ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي وَلَوَدِدْتُ أَنِّي قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللهِ ثُمَّ أُحْيِيتُ، ثُمَّ قُتِلْتُ ثُمَّ أُحْيِيتُ، ثُمَّ قُتِلْتُ» ثَلَاثًا.

نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ میں اپنی امت پر مشقت ڈال دوں گا تو میں کسی لشکر سے پیچھے نہ رہتا' لیکن وہ سواری کے جانور نہیں پاتے اور میں بھی اتنے جانور نہیں پاتا کہ ان سب کو سواری مہیا کر سکوں۔ اور مجھ سے پیچھے رہنا ان پر شاق گزرتا ہے۔ میری خواہش ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر شہید کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر شہید کیا جاؤں۔“ تین دفعہ فرمایا۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۱۰۰.

٣١٥٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْلَا أَنَّ رِجَالًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لَا تَطِيبُ أَنْفُسُهُمْ بِأَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللهِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ، ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ».

۳۱۵۴- حضرت ابوہریرہ ؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر یہ خدشہ نہ ہوتا کہ مومن مجھ سے پیچھے رہنا گوارا نہیں کریں گے' اور میں اتنی سواریاں نہیں پاتا کہ ان سب کو سوار کر سکوں' تو میں جہاد فی سبیل اللہ کے لیے جانے والے کسی لشکر سے بھی پیچھے نہ رہتا۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میری خواہش ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر شہید ہو جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر شہید ہو جاؤں۔“

---

◀◀ ومسلم، الإمارة، باب فضل الجهاد والخروج في سبيل الله، ح: ١٠٦/١٨٧٦ من حديث يحيى الأنصاري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٥٩.

٣١٥٤ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب تمني الشهادة، ح: ٢٧٩٧ من حديث شعيب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٦٠.

**٣١٥٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ:** حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ ابْنِ مَعْدَانَ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَمِيرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنَ النَّاسِ مِنْ نَفْسٍ مُسْلِمَةٍ يَقْبِضُهَا رَبُّهَا تُحِبُّ أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْكُمْ وَأَنَّ لَهَا الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا غَيْرُ الشَّهِيدِ». قَالَ ابْنُ أَبِي عَمِيرَةَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَلَأَنْ أُقْتَلَ فِي سَبِيلِ اللهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ لِي أَهْلُ الْوَبَرِ وَالْمَدَرِ».

**٣١٥٥-** حضرت ابن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بھی مسلمان شخص جسے اس کا رب تعالیٰ اپنے پاس بلا لے' یہ خواہش نہیں کرے گا کہ وہ تمھارے پاس (دنیا میں) واپس آ جائے' خواہ اسے دنیا کی ہر چیز مل جائے' مگر شہید واپسی کی خواہش کرے گا۔'' ابن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہونا اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ سب بدوی اور شہری میرے غلام بن جائیں۔''

**فوائد و مسائل:** ① ''مسلمان شخص'' کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں خوش و خرم ہوگا' البتہ کافر منافق تو درخواستیں کرے گا کہ مجھے واپس بھیجا جائے تاکہ اپنے گناہوں کی تلافی کر لوں مگر اس کی یہ درخواست قبول نہیں ہوگی۔ ② ''مگر شہید'' کیونکہ وہ شہادت کا ثواب دیکھ لے گا اور چاہے گا کہ مجھے پھر جانے کا موقع ملے تاکہ میں دوبارہ شہادت پاؤں اور مزید درجہ حاصل کروں۔ شہید کی یہ خواہش دنیوی زندگی کے حصول کے لیے نہیں بلکہ شہادت کے حصول کے لیے ہوگی۔ ③ ''غلام بن جائیں'' گویا اتنے غلاموں کی آزادی کا ثواب بھی شہادت کی فضیلت کو نہیں پہنچ سکتا۔ یا اس سے مراد دنیوی بادشاہت ہے' یعنی تمام بدویوں اور شہریوں کی بادشاہی مجھے منظور نہیں کیونکہ آخر یہ فانی ہے اور شہادت کا ثواب باقی اور دائم رہے گا۔

## (المعجم ٣١) - ثَوَابُ مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ٣١)

## باب: ٣١- اللہ تعالیٰ کے راستے میں مارے جانے والے کے ثواب کا بیان

**٣١٥٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ** قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ:

**٣١٥٦-** حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ احد کے دن ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ

---

**٣١٥٥ـ [صحيح]** أخرجه أحمد: ٤/ ٢١٦ من حديث بقية بن الوليد به، وصرح بالسماع عنده، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٦١، وله شاهد يأتي، ح: ٣١٦٢.

**٣١٥٦ـ** أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة أحد، ح: ٤٠٤٦، ومسلم، الإمارة، باب ثبوت الجنة للشهيد، ح: ١٨٩٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٦٢.

سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ: قَالَ رَجُلٌ يَوْمَ أُحُدٍ: أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللهِ فَأَيْنَ أَنَا؟ قَالَ: «فِي الْجَنَّةِ»، فَأَلْقَى تَمَرَاتٍ فِي يَدِهِ ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ.

مجھے بتائیں' اگر میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں مارا جاؤں تو میں کہاں جاؤں گا؟ (آپ نے) فرمایا: ''جنت میں۔'' اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کھجوریں (جنھیں وہ کھا رہا تھا) پھینک دیں اور (کافروں سے) لڑنے لگا حتی کہ شہید ہو گیا۔

فائدہ: اس روایت میں اللہ کے راستے سے مراد جہاد ہے اگرچہ کسی بھی نیک کام میں موت' شہادت ہی کی موت ہے۔

(المعجم ٣٢) **مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالَى وَعَلَيْهِ دَيْنٌ** (التحفة ٣٢)

**باب: ٣٢- جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرے اور اس کے ذمے قرض ہو**

**٣١٥٧- أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلْتُ فِي سَبِيلِ اللهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ، أَيُكَفِّرُ اللهُ عَنِّي سَيِّئَاتِي؟ قَالَ: «نَعَمْ». ثُمَّ سَكَتَ سَاعَةً قَالَ: «أَيْنَ السَّائِلُ آنِفًا؟» فَقَالَ الرَّجُلُ: فَهَا أَنَا ذَا، قَالَ: «مَا قُلْتَ؟» قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ، أَيُكَفِّرُ اللهُ عَنِّي سَيِّئَاتِي؟ قَالَ: «نَعَمْ

٣١٥٧- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ وہ کہنے لگا: آپ فرمائیں اگر میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں ثابت قدمی سے لڑتا ہوا مارا جاؤں جب کہ میری نیت بھی ثواب ہی کی ہو' رخ میدان جنگ کی طرف ہو' پیٹھ نہ ہو' تو کیا اللہ تعالیٰ میرے سب گناہ معاف فرما دے گا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' پھر آپ کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر فرمایا: ''وہ شخص کدھر ہے جس نے ابھی سوال کیا تھا؟'' اس آدمی نے کہا: میں یہ کھڑا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''تو نے کیا کہا تھا؟'' اس نے کہا: اگر میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں ثابت قدمی سے لڑتا ہوا مارا جاؤں جب کہ میری نیت

---

**٣١٥٧- [صحيح]** أخرجه ابن أبي عاصم في الجهاد: ١٢ من حديث ابن عجلان به، وتابعه عباد بن إسحاق، وأبوصخر حميد بن زياد، وأبومعشر عن سعيد المقبري عن أبي هريرة به، والرواية الآتية هي الراجحة عند الدارقطني، وأبي حاتم الرازي وغيرهما، والحديث في الكبرى، ح: ٤٣٦٣، وله شواهد كثيرة جدًا.

إِلَّا الدَّيْنَ سَارَّنِي بِهِ جِبْرِيلُ آنِفًا».

بھی ثواب کی ہو۔ میرا رخ دشمن کی طرف ہو نہ کہ پیٹھ تو کیا اللہ تعالیٰ میرے تمام گناہ معاف فرما دے گا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں' لیکن قرض (کسی کا واجب الادا حق معاف نہ ہوگا)۔ جبریل علیہ السلام نے یہ بات مجھے ابھی چپکے سے بتائی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا سب سے بڑی نیکی ''شہادت'' بھی حقوق العباد کی معافی کا ذریعہ نہیں بن سکتی تو دوسری نیکیاں کیونکر حقوق العباد کو ختم کر سکتی ہیں؟ الا یہ کہ حقوق العباد کی ادائیگی کے بعد نیکیاں بچ جائیں۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جس پر بھی کوئی ''حق'' واجب الادا ہوگا' وہ جنت میں نہیں جائے گا کیونکہ ممکن ہے وہ حق ادا کرنے کے بعد بھی نیکیاں بچ جائیں' تو اسے کوئی چیز جنت میں جانے سے مانع نہ ہوگی۔ اس حدیث کا مطلب صرف یہ ہے کہ شہادت کے باوجود حقوق العباد کی ادائیگی واجب ہے' معاف نہیں ہوگی' نیز یہ بھی تب ہے اگر وہ اس حق کے برابر ترکہ چھوڑ کر نہ جائے۔ اگر وہ اس حق کی ادائیگی کے لیے ترکہ چھوڑ گیا اور اس کی طرف سے دنیا ہی میں ادا کر دیا گیا تو آخرت میں پوچھ گچھ نہ ہوگی۔ الا یہ کہ اس کا قصور ہو' یعنی وہ اس حق کی ادائیگی سے منع کر کے گیا ہو' وغیرہ۔ ② ''جبریل علیہ السلام نے'' معلوم ہوتا ہے وحی کی معروف صورت کے علاوہ بھی کبھی فرشتہ آپ سے براہ راست کلام کرتا تھا' البتہ قرآنی وحی مخصوص طریقے ہی سے آتی تھی جسے صحابہ پہچانتے تھے۔

۳۱۵۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ، عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ،

۳۱۵۸- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! آپ فرمائیں اگر میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں ثابت قدمی کے ساتھ لڑتا ہوا شہید ہو جاؤں۔ میری نیت بھی ثواب کی ہو۔ میدان جنگ سے منہ بھی نہ موڑوں تو کیا اللہ تعالیٰ میری تمام غلطیاں معاف فرما دے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' جب وہ شخص واپس چلا تو اسے رسول اللہ ﷺ نے آواز

---

۳۱۵۸_ أخرجه مسلم، الإمارة، باب من قتل في سبيل الله كفرت خطاياه إلا الدين، ح: ۱۸۸٥ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الموطأ(يحيى): ۲/ ٤٦١، والكبرى، ح: ٤٣٦٤.

أَيُكَفِّرُ اللهُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَعَمْ»، فَلَمَّا وَلَّى الرَّجُلُ نَادَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ - أَوْ أَمَرَ بِهِ فَنُودِيَ لَهُ - فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَيْفَ قُلْتَ؟» فَأَعَادَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَعَمْ إِلَّا الدَّيْنَ، كَذٰلِكَ قَالَ لِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ».

دی' یا آپ نے کسی کو حکم دیا اور اسے آواز دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے کیسے کہا تھا؟'' اس نے اپنی پوری بات دہرا دی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے مگر قرض (یا کسی کا واجب الادا حق) معاف نہیں ہوگا۔ جبریل علیہ السلام نے مجھے ایسے ہی کہا ہے۔''

٣١٥٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَامَ فِيهِمْ فَذَكَرَ لَهُمْ أَنَّ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَالْإِيمَانَ بِاللّٰهِ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللهِ أَيُكَفِّرُ اللهُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَعَمْ إِنْ قُتِلْتَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ إِلَّا الدَّيْنَ، فَإِنَّ جِبْرِيلَ [عَلَيْهِ السَّلَامُ] قَالَ لِي ذٰلِكَ».

٣١٥٩- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ خطبے کے لیے کھڑے ہوئے اور ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد اور اللہ تعالیٰ پر ایمان سب کاموں سے افضل کام ہیں۔ ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! آپ فرمائیں اگر میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں مارا جاؤں تو کیا اللہ تعالیٰ میری غلطیاں معاف فرما دے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، بشرطیکہ تو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس حال میں مارا جائے کہ تو صبر کا مظاہرہ کرے اور تیری نیت ثواب کی ہو۔ تو دشمن کی طرف بڑھ رہا ہو' پیٹھ پھیر کر بھاگ نہ رہا ہو، مگر قرض (کسی کا واجب الادا حق) معاف نہ ہوگا۔ جبریل علیہ السلام نے مجھے یہ بات کہی ہے۔''

٣١٦٠- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، سَمِعَ

٣١٦٠- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا۔ آپ منبر پر (خطبہ

---

٣١٥٩ـ أخرجه مسلم، ح: ١٨٨٥/ ١١٧ عن قتيبة به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٦٥.

٣١٦٠ـ أخرجه مسلم، ح: ٨٨٥/ ١١٨ من حديث محمد بن قيس به، انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٦٦. * سفيان هو ابن عيينة، وعمرو هو ابن دينار.

مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ ضَرَبْتُ بِسَيْفِي هٰذَا فِي سَبِيلِ اللهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ حَتّٰى أُقْتَلَ، أَيُكَفِّرُ اللهُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ قَالَ: «نَعَمْ»، فَلَمَّا أَدْبَرَ دَعَاهُ فَقَالَ: «هٰذَا جِبْرِيلُ يَقُولُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ عَلَيْكَ دَيْنٌ».

ارشاد فرما رہے) تھے۔ وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! آپ فرمائیے اگر میں اپنی اس تلوار کے ساتھ اللہ کے راستے میں ثابت قدمی کے ساتھ لڑائی لڑوں جب کہ میری نیت بھی ثواب حاصل کرنے کی ہو' منہ دشمن کی طرف ہو نہ کہ پیٹھ' حتیٰ کہ میں مارا جاؤں' تو کیا اللہ تعالیٰ میری غلطیاں معاف فرما دے گا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' جب وہ جانے کے لیے مڑا تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا: ''یہ جبریل علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ غلطیاں تو معاف ہو جائیں گی لیکن تیرے ذمے واجب الادا حقوق ہوئے تو وہ معاف نہیں ہوں گے۔''

فائدہ: ''واجب الادا حقوق'' عربی عبارت میں لفظ دَین استعمال فرمایا گیا ہے جس کے معنی عموماً قرض کے کر لیے جاتے ہیں مگر یہ اس کے حقیقی معنی نہیں بلکہ اس کی ایک صورت ہے۔ دَین سے مراد وہ حق ہے جو کسی کے ذمے دوسرے کے لیے واجب الادا ہو' خواہ وہ قرض ہو یا کسی کا حق دبایا ہو یا کسی پر زیادتی کی ہو' جب کہ قرض تو یہ ہے کہ کسی سے کوئی چیز عاریتاً لی ہو اور اسے مدت مقررہ پر واپس کرنا ہو۔ ضرورت کے موقع پر قرض لینا جائز ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے لیا ہے' البتہ وقت مقررہ پر' باوجود وسعت کے' ادا نہ کرنا یا لیتے وقت ہی عدم ادائیگی کی نیت رکھنا جرم ہے۔ ادائیگی کی نیت ہو مگر عدم وسعت کی بنا پر ادا نہ کر سکے تو یہ جرم نہیں۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۱۵۷.)

## (المعجم ۳۳) - مَا يَتَمَنّٰى فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ۳۳)

## باب: ۳۳- اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑنے والے کی تمنا

۳۱۶۱- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسٰى - وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ بْنِ سُمَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ ابْنُ وَاقِدٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ، أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ حَدَّثَهُمْ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ

۳۱۶۱- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمین پر رہنے والا جو بھی شخص فوت ہو اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں خیر ہو' وہ یہ پسند نہیں کرے گا کہ تمھارے پاس واپس آ جائے' خواہ اسے ساری دنیا ہی مل جائے' مگر شہید

۳۱۶۱- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٣١٨، ٣٢٢ من طريق آخر عن كثير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٦٧.

قَالَ: «مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ نَفْسٍ تَمُوتُ وَلَهَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ تُحِبُّ أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْكُمْ وَلَهَا الدُّنْيَا إِلَّا الْقَتِيلُ، فَإِنَّهُ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ فَيُقْتَلَ مَرَّةً أُخْرٰى».

خواہش کرے گا کہ واپس (دنیا میں) آئے اور دوبارہ شہید ہو۔''

(المعجم ٣٤) - **مَا يَتَمَنّٰى أَهْلُ الْجَنَّةِ** (التحفة ٣٤)

**باب:۳۴- جنت والوں کی خواہش کا بیان**

**٣١٦٢- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ** قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُؤْتٰى بِالرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: يَا ابْنَ آدَمَ! كَيْفَ وَجَدْتَ مَنْزِلَكَ؟ فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ! خَيْرَ مَنْزِلٍ، فَيَقُولُ: سَلْ وَتَمَنَّ، فَيَقُولُ: أَسْأَلُكَ أَنْ تَرُدَّنِي إِلَى الدُّنْيَا فَأُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرٰى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ».

**۳۱۶۲- حضرت انس** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت والوں میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: اے آدم کے بیٹے! تو نے اپنے جنتی گھر کو کیسا پایا؟ وہ کہے گا: یا اللہ! بہترین گھر۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: مانگ جو تمنا ہے۔ وہ کہے گا: میں یہ مانگتا ہوں کہ تو مجھے دنیا میں واپس بھیج دے تاکہ میں تیرے راستے میں دس دفعہ قتل کیا جاؤں۔ اور یہ اس بنا پر کہ وہ شہادت کی فضیلت دیکھ لے گا۔''

**فائدہ:** ''ایک شخص'' یعنی شہید جیسا کہ بعد والے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے اور سابقہ حدیث میں بھی ہے۔ اس صورت میں یہ پہلی حدیث کے موافق ہو جائے گی۔ یا کوئی عام جنتی جس نے کسی شہید کی فضیلت آنکھوں سے دیکھی ہو گی۔ اس صورت میں یہ پہلی حدیث کے متعارض ہو گی۔ تو ان میں تطبیق کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ممکن ہے شہید کا معاملہ برزخ کا ہو اور اس آدمی کا جنت میں جانے کے بعد کا۔ و اللہ أعلم.

(المعجم ٣٥) **مَا يَجِدُ الشَّهِيدُ مِنَ الْأَلَمِ** (التحفة ٣٥)

**باب:۳۵- شہید (شہادت کے وقت) جس قدر تکلیف محسوس کرتا ہے**

**٣١٦٣- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ** قَالَ:

**۳۱۶۳- حضرت ابوہریرہ** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

---

**٣١٦٢ـ [إسناده صحيح]** أخرجه أحمد: ٣/ ١٣١، ٢٠٧، ٢٣٩ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٦٨.

**٣١٦٣ـ [إسناده ضعيف]** والحديث حسن لغيره، أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل المرابط.

حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلشَّهِيدُ لَا يَجِدُ مَسَّ الْقَتْلِ إِلَّا كَمَا يَجِدُ أَحَدُكُمُ الْقَرْصَةَ يُقْرَصُهَا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہید شہادت کے وقت تکلیف محسوس نہیں کرتا مگر اتنی جو تم میں سے کوئی شخص کسی کے چٹکی کاٹنے سے محسوس کرتا ہے۔''

فائدہ: شہادت کی خوشی اور جذبۂ ایمان کی شدت قتل کی تکلیف کا احساس ختم کر دیتی ہے۔

## (المعجم ٣٦) - مَسْأَلَةُ الشَّهَادَةِ (التحفة ٣٦)

## باب:٣٦-شہادت مانگنے کا بیان

٣١٦٤- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شُرَيْحٍ، أَنَّ سَهْلَ بْنَ أَبِي أُمَامَةَ ابْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ سَأَلَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهِ».

٣١٦٤-حضرت سہل بن حنیف ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص سچے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے شہادت مانگے گا' اللہ تعالیٰ اسے شہداء کے مرتبے تک پہنچائے گا اگرچہ وہ اپنے بستر پر فوت ہو۔''

فوائد ومسائل: ① ''سچے دل کے ساتھ'' نہ کہ جھوٹ موٹ اظہار خطابت کے لیے جیسا کہ عام رواج ہے۔ ② ''شہادت مانگے گا'' یہ موت کی دعا نہیں بلکہ اچھی موت کی دعا ہے' جب بھی آئے۔ اور یہ مستحب ہے۔

٣١٦٥- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

٣١٦٥-حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ حالتیں ایسی ہیں کہ

---

◀◀ ح: ١٦٦٨، وابن ماجه، ح: ٢٨٠٢ من حديث ابن عجلان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٦٩، وقال الترمذي: "حسن غريب صحيح". * ابن عجلان عنعن، ولحديثه شاهد ضعيف عند الطبراني في الأوسط: ١/ ١٩٨، ٢٨٢.

٣١٦٤ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب استحباب طلب الشهادة في سبيل الله تعالى، ح: ١٩٠٩ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٧٠.

٣١٦٥ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٧١، وله شاهد تقدم، ح: ٢٠٥٦، وأشار المنذري: ٢/ ٣٣٤ إلى أنه حسن. * عبدالله بن ثعلبة لم يوثقه غير ابن حبان.

ابْنُ شُرَيْحٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْحَضْرَمِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ حُجَيْرَةَ يُخْبِرُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «خَمْسٌ مَنْ قُبِضَ فِي شَيْءٍ مِنْهُنَّ فَهُوَ شَهِيدٌ: اَلْمَقْتُولُ فِي سَبِيلِ اللهِ شَهِيدٌ، وَالْغَرِقُ فِي سَبِيلِ اللهِ شَهِيدٌ، وَالْمَبْطُونُ فِي سَبِيلِ اللهِ شَهِيدٌ، وَالْمَطْعُونُ فِي سَبِيلِ اللهِ شَهِيدٌ، وَالنُّفَسَاءُ فِي سَبِيلِ اللهِ شَهِيدٌ».

جو شخص بھی ان میں فوت ہو وہ شہید ہوگا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں مارا جائے' وہ شہید ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں غرق ہو' وہ شہید ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں پیٹ کی تکلیف سے مر جائے' وہ شہید ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں طاعون سے مر جائے' وہ شہید ہے۔ اور جو عورت اللہ تعالیٰ کے راستے میں زچگی سے مر جائے' وہ بھی شہید ہے۔''

فائدہ: اس روایت میں ہر شہید کے لیے في سبيل الله کی قید لگائی گئی ہے جب کہ دیگر روایات میں یہ قید ذکر نہیں' اس لیے بہتر یہ ہے کہ في سبيل الله کو عام سمجھا جائے' یعنی وہ مسلمان ہو کیونکہ ہر مسلمان اللہ تعالیٰ کے راستے کا راہی ہے۔ البتہ حقیقی شہید وہی ہے جو جہاد کرتا ہوا مارا جائے۔ اس کے علاوہ جنھیں شہید کہا گیا ہے' وہ حکماً شہید ہیں' یعنی ان کی موت انتہائی تکلیف دہ اور اچانک ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما دے گا۔ اور انھیں شہیدوں والا رتبہ واجر عطا فرمائے گا۔

٣١٦٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنَا بَحِيرٌ عَنْ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي بِلَالٍ، عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يَخْتَصِمُ الشُّهَدَاءُ وَالْمُتَوَفَّوْنَ عَلَى فُرُشِهِمْ إِلَى رَبِّنَا فِي الَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنَ الطَّاعُونِ فَيَقُولُ الشُّهَدَاءُ: إِخْوَانُنَا قُتِلُوا كَمَا قُتِلْنَا، وَيَقُولُ الْمُتَوَفَّوْنَ عَلَى فُرُشِهِمْ: إِخْوَانُنَا مَاتُوا

٣١٦٦- حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہداء اور بستروں پر فوت ہونے والے' طاعون سے فوت ہونے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جھگڑا کریں گے۔ شہداء کہیں گے: یہ ہمارے بھائی ہیں کیونکہ یہ بھی ہماری طرح قتل ہی ہوئے ہیں۔ اور بستروں پر فوت ہونے والے کہیں گے: یہ ہمارے بھائی ہیں کیونکہ یہ ہماری طرح بستروں پر فوت ہوئے ہیں۔ رب تبارک وتعالیٰ

---

٣١٦٦ـ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٨/ ٢٥٠، ح: ٦٢٦ من حديث بقية به، وتابعه إسماعيل بن عياش (أحمد: ٤/ ١٢٨، ١٢٩)، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٧٢، والحديث السابق شاهد معنوي له. * بحير هو ابن سعد، وخالد هو ابن معدان، وعبدالرحمٰن بن أبي هلال وثقه ابن حبان، وحسن له الترمذي، فهو حسن الحديث (نيل المقصود، ح: ٥٠٥٧).

عَلٰى فُرُشِهِمْ كَمَا مُتْنَا، فَيَقُولُ رَبُّنَا: انْظُرُوا إِلٰى جِرَاحِهِمْ فَإِنْ أَشْبَهَ جِرَاحُهُمْ جِرَاحَ الْمَقْتُولِينَ، فَإِنَّهُمْ مِنْهُمْ، وَمَعَهُمْ، فَإِذَا جِرَاحُهُمْ قَدْ أَشْبَهَتْ جِرَاحَهُمْ».

فرمائے گا: ان کے زخم دیکھو۔ اگر ان کے زخم مقتولین کے زخموں کی طرح ہیں تو یہ ان میں شمار ہوں گے اور ان کے ساتھ رہیں گے۔ جب دیکھا جائے گا تو ان کے زخم شہداء کے زخموں جیسے ہوں گے۔''

فوائد ومسائل: ① ظاہر تو یہی ہے کہ یہ جھگڑا جنت میں داخل ہونے سے پہلے رب العالمین کے سامنے ہو گا۔ اس جھگڑے کی بنیاد حسد وغیرہ نہیں بلکہ شہداء چاہیں گے کہ طاعون سے فوت ہونے والوں کا درجہ اونچا کیا جائے' وہ ہمارے ساتھ رہیں۔ اور بستروں پر فوت ہونے والے چاہیں گے کہ اگر انھیں شہداء کا مرتبہ مل رہا ہے تو ہمیں بھی ملنا چاہیے کیونکہ یہ موت کے لحاظ سے ہم جیسے ہیں۔ گویا یہ رشک ہے اور رشک جائز ہے۔ ② ''ان کے زخم دیکھو'' طاعون (أَعَاذَ نَااللّٰهُ مِنْهَا) ایک پھوڑا ہوتا ہے۔ جب وہ پھٹ جاتا ہے تو مریض مر جاتا ہے اور اس پھوڑے کی ظاہری صورت زخم جیسی بن جاتی ہے' لہٰذا اسے زخم کہا گیا۔ شہداء بھی زخم سے فوت ہوتے ہیں' اس لیے انھیں بھی شہید کہا گیا۔

## (المعجم ٣٧) - اِجْتِمَاعُ الْقَاتِلِ وَالْمَقْتُولِ فِي سَبِيلِ اللهِ فِي الْجَنَّةِ (التحفة ٣٧)

## باب: ۳۷- شہید فی سبیل اللہ اور اس کے قاتل کا جنت میں جمع ہونے کا بیان

٣١٦٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَعْجَبُ مِنْ رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، وَقَالَ مَرَّةً أُخْرٰى: «لَيَضْحَكُ مِنْ رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ ثُمَّ يَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ».

۳۱۶۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ دو آدمیوں سے تعجب کرتا ہے۔ اور راوی نے دوسری بار کہا: ہنستا ہے کہ ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے' پھر دونوں جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔''

## (المعجم ٣٨) - تَفْسِيرُ ذٰلِكَ (التحفة ٣٨)

## باب: ۳۸- اس کی تفسیر اور وضاحت

---

٣١٦٧ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب بيان الرجلين يقتل أحدهما الآخر، يدخلان الجنة، ح: ١٨٩٠ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، الجهاد والسير، باب الكافر يقتل المسلم ثم يسلم فيسدد بعد ويقتل، ح: ٢٨٢٦ من حديث أبي الزناد به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٧٣.

٣١٦٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يَضْحَكُ اللهُ إِلَى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ كِلَاهُمَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُ هٰذَا فِي سَبِيلِ اللهِ فَيُقْتَلُ، ثُمَّ يَتُوبُ اللهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُقَاتِلُ فَيُسْتَشْهَدُ».

۳۱۶۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ دو آدمیوں کو دیکھ کر ہنستا ہے جن میں سے ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے' پھر دونوں جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ (ان میں سے) ایک شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑائی کرتا ہے اور مارا جاتا ہے' پھر اللہ تعالیٰ قاتل کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ (وہ مسلمان ہو جاتا ہے) اور وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتا ہے اور شہید کر دیا جاتا ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① مندرجہ بالا روایات میں تعجب کرنے' ہنسنے اور خوش ہونے کا ذکر ہے' لہٰذا اللہ تعالیٰ کے بارے میں ان الفاظ کا استعمال بلا ریب درست ہے۔ مراد جو بھی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کا مسئلہ ہماری عقل سے ماوراء ہے۔ اس کی بحث فضول ہے۔ قرآن و حدیث میں جو الفاظ و صفات اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال کیے گئے ہیں' ان کا استعمال جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے افعال میں خود مختار ہے' جو چاہے کرے۔ کسی کو اعتراض کا حق نہیں اور نہ کسی کے لیے جائز ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو لقمے اور ہدایات دے کہ فلاں لفظ استعمال نہیں کرنا چاہیے تھا' فلاں کرنا چاہیے تھا۔ اللہ اور اس کا رسول سب سے بڑھ کر اور بخوبی علم رکھنے والے ہیں۔ ② اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل عظیم اور رحمت واسعہ کا ذکر ہے کہ قاتل کی توبہ قبول فرما کر اسے بھی جنت کا حق دار بنا دیا۔ ③ اعمال کا دارومدار خاتمے اور انجام پر ہے۔ اگر خاتمہ بالخیر ہوا ہے تو پہلی زندگی کے گناہ کچھ نقصان نہیں دیں گے۔ اور اگر انجام برائی پر ہوا ہے تو پہلی زندگی کی نیکیاں کچھ کام نہیں آئیں گی۔

## (المعجم ٣٩) - فَضْلُ الرِّبَاطِ (التحفة ٣٩)

## باب: ۳۹- سرحدوں پر تیار بیٹھنے (پہرا دینے) کی فضیلت

٣١٦٩- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ

۳۱۶۹- حضرت سلمان خیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

---

٣١٦٨ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب الكافر يقتل المسلم ثم يسلم فيسدد بعد ويقتل، ح: ٢٨٢٦ من حديث مالك به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٧٤، والموطأ (يحيى): ٢/ ٤٦٠.

٣١٦٩ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل الرباط في سبيل الله عزوجل، ح: ١٩١٣ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٧٥.

قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ، عَنْ سَلْمَانَ الْخَيْرِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ رَابَطَ يَوْمًا وَلَيْلَةً فِي سَبِيلِ اللهِ كَانَ لَهُ كَأَجْرِ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ، وَمَنْ مَاتَ مُرَابِطًا أُجْرِيَ لَهُ مِثْلُ ذٰلِكَ مِنَ الْأَجْرِ، وَأُجْرِيَ عَلَيْهِ الرِّزْقُ، وَأَمِنَ مِنَ الْفَتَّانِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص جنگ کے لیے تیار ہو کر ایک دن رات کے لیے سرحد پر بیٹھا رہے اسے ایک ماہ کے روزوں اور نماز کا ثواب ملے گا۔ اور جو سرحد پر بیٹھا بیٹھا فوت ہو جائے اس کے لیے مذکورہ ثواب جاری رکھا جائے گا اور اس کا رزق بھی جاری رکھا جائے گا اور وہ امتحان لینے والوں سے محفوظ رہے گا۔“

**فوائد ومسائل:** ① مقصد یہ ہے کہ صرف لڑنا ہی جہاد نہیں بلکہ لڑائی کی تربیت حاصل کرنا لڑائی کی تیاری کرنا اور دشمن سے مقابلے کے لیے تیار رہنا بھی جہاد ہے۔ فوج سرحدوں پر بیٹھی رہے اور اس کے ڈر سے دشمن دبکا رہے تو یہ بھی جہاد ہے۔ اس پر بھی اجر عظیم حاصل ہوگا۔ لڑائی تو آخری چارۂ کار ہے جو بہ امر مجبوری اختیار کیا جائے گا، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے لڑائی کی خواہش کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ہاں جب مجبوراً لڑنا پڑے تو ڈٹ کر لڑیں۔ ② ”ثواب جاری رکھا جائے گا“ جنگی تیاری صدقہ جاریہ کی طرح ہے کیونکہ اس کی برکت سے دشمن کا حوصلہ پست رہتا ہے اور اسلام کی اشاعت میں ترقی ہوتی ہے۔ چونکہ اس کا فائدہ جاری ہے لہٰذا اس کا ثواب بھی جاری رہے گا۔ باقی رہا رزق، تو مرنے کے بعد وہ کس طرح جاری رہتا ہے؟ اس کی کیفیت صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ ③ ”امتحان لینے والوں“ یعنی قبر میں سوال و جواب والے فرشتے اس کا امتحان نہیں لیں گے کیونکہ اس کا اس نیکی کی حالت میں فوت ہونا ہی اس کے مخلص مسلمان ہونے کی قاطع دلیل ہے، لہٰذا سوال و جواب کی ضرورت ہی نہیں۔ بعض نے اس سے مراد شیاطین لیے ہیں، یعنی شیاطین اسے مرتے وقت گمراہ نہیں کر سکیں گے۔ بعض نے اس سے عذاب والے فرشتے مراد لیے ہیں، یعنی اسے عذاب کا خطرہ نہیں رہے گا۔ دراصل عربی عبارت میں لفظ ”فتان“ استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے یہ تینوں معنی مراد ہو سکتے ہیں۔ واللہ أعلم. ④ ”سلمان خیر“ نام تو سلمان تھا جو کہ سلمان فارسی کے نام سے معروف ہیں۔ ان کی نیک نفسی کی وجہ سے انھیں سلمان خیر کہا گیا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ.

٣١٧٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ

۳۱۷۰- حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ

---

٣١٧٠ـ أخرجه مسلم، ح: ١٩١٣/ ١٦٣ من حديث الليث بن سعد به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٧٦.

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَيُّوبُ بْنُ مُوسٰى عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ، عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَابَطَ فِي سَبِيلِ اللهِ يَوْمًا وَلَيْلَةً كَانَتْ لَهُ كَصِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ، فَإِنْ مَاتَ جَرٰى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ، وَأَمِنَ الْفَتَّانَ، وَأُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ».

بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو شخص جہاد کے لیے ایک دن رات سرحد پر تیار ہو کر بیٹھا' اسے ایک مہینے کے صیام وقیام (نماز روزے) کا ثواب ملے گا۔ اور جسے سرحد پر بیٹھے بیٹھے موت آ گئی' اس کے لیے اس کا یہ نیک عمل جاری رکھا جائے گا۔ وہ امتحان لینے والوں سے محفوظ رہے گا اور اس کا رزق جاری رکھا جائے گا۔''

فائدہ: مذکورہ حدیث سابقہ حدیث ہی کے مفہوم کی حامل ہے۔

۳۱۷۱- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو صَالِحٍ مَوْلٰى عُثْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ».

۳۱۷۱- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دن سرحد پر تیار ہو کر بیٹھنا (نیکی کے) دوسرے مقامات میں ہزار دن بیٹھنے سے افضل ہے۔''

۳۱۷۲- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْنٍ قَالَ:

۳۱۷۲- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جہاد میں ایک دن صرف کرنا (نیکی کے) دوسرے کاموں میں

---

۳۱۷۱- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل المرابط، ح: ۱۶۶۷ من حديث الليث بن سعد به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ۴۳۷۷، وصححه ابن حبان، والحاكم: ۲/ ۶۸، ۱۴۳، والذهبي، وانظر الحديث الآتي.

۳۱۷۲- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ۴۳۷۸، وكتاب الجهاد لعبدالله بن المبارك، ح: ۷۲، وصححه ابن حبان، ح: ۱۵۹۲. * أبومعن هو محمد بن معن الأنصاري، وأبوصالح اسمه بركان.

حَدَّثَنَا زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ: قَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «يَوْمٌ فِي سَبِيلِ اللهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيمَا سِوَاهُ».

ہزار دن لگانے سے بہتر ہے۔“

فائدہ: اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ لیلۃ القدر میں عبادت بھی تو ہزار مہینوں کی راتوں سے افضل ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے۔

## (المعجم ٤٠) - فَضْلُ الْجِهَادِ فِي الْبَحْرِ (التحفة ٤٠)

## باب: ۴۰- سمندری جہاد کی فضیلت

٣١٧٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا ذَهَبَ إِلَى قُبَاءٍ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ، وَكَانَتْ أُمُّ حَرَامٍ بِنْتُ مِلْحَانَ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ وَجَلَسَتْ تَفْلِي رَأْسَهُ فَنَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ: فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللهِ يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوكٌ عَلَى

۳۱۷۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب قباء کو جاتے تو حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے پاس بھی جاتے تھے۔ وہ آپ کو کھانا کھلاتی تھیں۔ اور ام حرام بنت ملحان حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے تو انھوں نے آپ کو کھانا کھلایا، پھر وہ بیٹھ کر آپ کے سر میں جوئیں تلاش کرنے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ سو گئے۔ پھر جاگے تو آپ ہنس رہے تھے۔ ام حرام کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سی چیز آپ کو ہنسا رہی ہے؟ آپ نے فرمایا: ”میری امت کے کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کو جاتے ہوئے مجھے دکھلائے گئے جو سمندر کی موجوں پر سوار جا رہے تھے، جبکہ وہ تختوں پر بادشاہ بنے بیٹھے ہیں یا (یوں فرمایا:) جیسے تختوں پر بادشاہ

٣١٧٣- أخرجه البخاري، الجهاد، باب الدعاء بالجهاد والشهادة للرجال والنساء، ح: ٢٧٨٨، ٢٧٨٩، ومسلم، الإمارة، باب فضل الغزو في البحر، ح: ١٩١٢ من حديث مالك به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٧٩، والموطأ (يحيى): ٢/ ٤٦٤، ٤٦٥.

الْأَسِرَّةِ، - أَوْ مِثْلُ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ». شَكَّ إِسْحَاقُ، - فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أُدْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ نَامَ، وَقَالَ الْحَارِثُ: فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَضَحِكَ فَقُلْتُ لَهُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللهِ مُلُوكٌ عَلَى الْأَسِرَّةِ - أَوْ مِثْلُ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ» - كَمَا قَالَ فِي الْأَوَّلِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أُدْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ: «أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ» فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ.

بیٹھے ہوتے ہیں۔'' اسحاق (راوی) کو شک ہے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں شامل فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی' پھر آپ سو گئے۔ حارث (راوی) نے کہا: پھر آپ سو گئے' کچھ دیر بعد جاگے تو تبسم کناں تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کس وجہ سے تبسم فرما رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''میری امت کے کچھ اور لوگ مجھ پر پیش کیے گئے جو اللہ کے راستے میں (سمندر پر سوار) جہاد کو جا رہے ہیں جو تختوں پر بادشاہ بنے بیٹھے ہیں یا (یوں فرمایا:) جیسے تختوں پر بادشاہ بیٹھے ہیں۔'' جیسے آپ نے پہلے فرمایا تھا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! دعا کریں' اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل فرمائے۔ آپ نے فرمایا: ''تم پہلے لشکر میں شامل ہوگی۔'' (آپ کی اس پیش گوئی کے مطابق) وہ حضرت معاویہ ؓ کے دور میں سمندری جہاد میں (اپنے خاوند محترم کے ساتھ) گئیں۔ جب وہ سمندر سے نکلیں تو اپنے سواری کے جانور سے گر پڑیں اور اللہ کو پیاری ہو گئیں۔

**فوائد و مسائل:** ① حضرت ام حرام بنت ملحان ؓ ننھیال کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کی محرم رشتہ دار تھیں۔ آپ کا ان کے پاس کثرت سے جانا اور سونا اور ان کا آپ کے سر میں جوئیں تلاش کرنا اس پر کافی دلیل ہے۔ ورنہ آپ انصار کے دوسرے گھروں میں اس طرح نہ آتے جاتے تھے۔ بعض حضرات نے اسے آپ کا خاصہ بتلایا ہے مگر پہلی بات ہی درست ہے۔ ② آپ کے سر میں جوئیں نہ ہوتی تھیں۔ آپ انتہائی صاف ستھرے اور خوشبودار رہتے تھے۔ ان کا آپ کے سر میں جوئیں تلاش کرنا عورتوں کی عام عادت پر محمول ہے۔ ③ ''سمندر کی موجوں پر سوار'' یعنی وہ بحری سفر ہوگا۔ بحری جنگ سب سے پہلے حضرت عثمان ؓ کے دور میں ہوئی۔ امیر لشکر حضرت معاویہ ؓ تھے۔ اس مہم کا ذکر نبی ﷺ کے پہلے خواب میں ہے۔ دوسرا بحری بیڑہ حضرت معاویہ ؓ کے دور خلافت میں روانہ ہوا۔ امیر لشکر ان کا بیٹا یزید تھا۔ اس لشکر میں بہت سے صحابۂ کرام تشریف

لے گئے تھے تاکہ آپ کی پیش گوئی اور نوید مغفرت کا مصداق بن سکیں۔ اس لشکر کا تذکرہ آپ کے دوسرے خواب میں ہے۔ نبی ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق حضرت ام حرام ؓ پہلے لشکر میں اپنے خاوند محترم کے ساتھ موجود تھیں اور اسی میں وہ اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئیں۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا وَأَرْضَاهَا. ④ ''حضرت معاویہ ؓ کے دور میں'' اس سے مراد ان کا اپنا دورِ خلافت نہیں بلکہ لشکر کی سربراہی مراد ہے۔

۳۱۷۴- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ قَالَتْ: أَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ عِنْدَنَا فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! بِأَبِي وَأُمِّي مَا أَضْحَكَكَ؟ قَالَ: «رَأَيْتُ قَوْمًا مِنْ أُمَّتِي يَرْكَبُونَ هٰذَا الْبَحْرَ كَالْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ» قُلْتُ: أُدْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ: «فَإِنَّكِ مِنْهُمْ» ثُمَّ نَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ - يَعْنِي مِثْلَ مَقَالَتِهِ - قُلْتُ: أُدْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ: «أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ» فَتَزَوَّجَهَا عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ، فَرَكِبَ الْبَحْرَ وَرَكِبَتْ مَعَهُ، فَلَمَّا خَرَجَتْ قُدِّمَتْ لَهَا بَغْلَةٌ فَرَكِبَتْهَا، فَصَرَعَتْهَا، فَانْدَقَّتْ عُنُقُهَا.

۳۱۷۴- حضرت ام حرام بنت ملحان ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا۔ آپ جاگے تو ہنس رہے تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' آپ کو کس چیز نے ہنسایا؟ آپ نے فرمایا: ''میں نے (خواب میں) اپنی امت کے کچھ لوگ دیکھے جو سمندری لشکر میں جا رہے ہیں جیسے تخت پر بادشاہ بیٹھے ہوتے ہیں۔'' میں نے گزارش کی: آپ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل فرمائے۔ آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ تم ان میں سے ہوگی۔'' آپ پھر سو گئے' پھر جاگے تو ہنس رہے تھے۔ میں نے پوچھا' تو آپ نے اسی طرح فرمایا جس طرح پہلے فرمایا تھا۔ میں نے گزارش کی: دعا کریں' اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل فرمائے۔ آپ نے فرمایا: ''تم پہلے لشکر میں شامل ہوگی۔'' پھر حضرت ام حرام سے حضرت عبادہ بن صامت ؓ نے نکاح کر لیا۔ وہ بحری لشکر میں گئے تو یہ بھی ان کے ساتھ گئیں۔ چنانچہ جب وہ سمندر سے نکلیں تو ایک خچر لایا گیا۔ وہ اس پر سوار ہونے لگیں تو اس نے انھیں گرا دیا جس سے ان کی گردن ٹوٹ گئی۔

---

۳۱۷۴_ أخرجه البخاري، الجهاد، باب ركوب البحر، ح: ۲۸۹٤، ۲۸۹٥، ومسلم، ح: ۱۹۱۲/ ۱٦۱ (انظر الحديث السابق) من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرى، ح: ٤۳۸۱.

فوائد ومسائل: ① ''نکاح کر لیا'' گویا اس خواب کے وقت وہ ان کے نکاح میں نہیں تھیں۔ نکاح بعد میں ہوا۔ اور اس غزوے میں وہ اپنے خاوند عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی گئی تھیں، اس لیے سابقہ حدیث کے ترجمے میں قوسین کے ذریعے سے اس بات کی وضاحت کی گئی ہے۔ ② ''سمندر سے نکلیں'' ان کی قبر مبارک جزیرۂ قبرص میں ہے۔ گویا جب وہ اس جزیرے میں پہنچ کر سمندر سے نکلیں تو یہ حادثہ پیش آیا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا وَأَرْضَاهَا. ③ ان کا لشکر کے ساتھ جانا اپنے خاوند محترم اور زخمی مجاہدین کی خدمت کے لیے تھا نہ کہ لڑائی میں حصہ لینے کے لیے کیونکہ عورتوں کے لیے لڑائی میں شامل ہونا، پردہ نہ رہنے کی وجہ سے جائز نہیں، نیز کفار کے قبضے میں آنے کا خطرہ ہے۔

## (المعجم ٤١) - غَزْوَةُ الْهِنْدِ (التحفة ٤١)

## باب: ۴۱- ہندوستان سے جنگ

٣١٧٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنْ سَيَّارٍ؛ ح: قَالَ: وَأَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ جَبْرِ بْنِ عَبِيدَةَ وَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ: عَنْ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: وَعَدَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ غَزْوَةَ الْهِنْدِ فَإِنْ أَدْرَكْتُهَا أُنْفِقْ فِيهَا نَفْسِي وَمَالِي فَإِنْ أُقْتَلْ كُنْتُ مِنْ أَفْضَلِ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ أَرْجِعْ فَأَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ الْمُحَرَّرُ.

۳۱۷۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں غزوۂ ہند کی پیش گوئی فرمائی۔ اگر میں نے اس غزوے کو پالیا تو اس میں اپنا جان ومال صرف کر دوں گا' پھر اگر میں اس میں مارا گیا تو میں افضل شہداء میں شمار ہوں گا اور اگر زندہ واپس آ گیا تو پھر میں (آپ کی پیش گوئی کے مطابق آگ سے) آزاد ابو ہریرہ ہوں گا۔

٣١٧٦- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَيَّارٌ أَبُو الْحَكَمِ عَنْ جَبْرِ بْنِ عَبِيدَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

۳۱۷۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہندوستان پر حملے کی پیش گوئی فرمائی۔ اگر میں نے یہ موقع پالیا تو میں اس میں اپنا جان ومال خرچ کروں گا' پھر اگر میں اس میں شہید ہو گیا تو

---

٣١٧٥- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/٢٢٨، ٢٢٩ عن هشيم به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٨٢. * جبر بن عبيدة لم يوثقه غير ابن حبان، وقال الذهبي: "بخبر منكر، لا يعرف من ذا؟".

٣١٧٦- [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٨٣.

قَالَ: وَعَدَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ غَزْوَةَ الْهِنْدِ فَإِنْ أَدْرَكْتُهَا أُنْفِقْ فِيهَا نَفْسِي وَمَالِي وَإِنْ قُتِلْتُ كُنْتُ أَفْضَلَ الشُّهَدَاءِ فَإِنْ رَجَعْتُ فَأَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ الْمُحَرَّرُ.

میں افضل شہید ہوں گا اور اگر زندہ واپس آ گیا تو میں (آگ سے) آزاد ابو ہریرہ ہوں گا۔

٣١٧٧- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ الزُّبَيْدِيُّ عَنْ أَخِيهِ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ لُقْمَانَ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ عَدِيٍّ الْبَهْرَانِيِّ، عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عِصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي حَرَّزَهُمَا اللهُ مِنَ النَّارِ عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ وَعِصَابَةٌ تَكُونُ مَعَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ».

٣١٧٧- رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت ثوبان ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت میں سے دو جماعتوں کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے آزاد فرما دیا ہے: ایک وہ جماعت جو ہندوستان پر حملہ کرے گی اور دوسری وہ جماعت جو حضرت عیسیٰ ؑ کے ساتھ (مل کر دجال کے مقابلے میں صف آرا) ہوگی۔“

فوائد و مسائل: ① حضرت عیسیٰ ؑ کے ساتھ مل کر لڑنے والی جماعت تو ایک ہی ہوگی مگر ہندوستان پر حملہ کرنے والی جماعتیں بہت سی ہیں۔ اس حدیث کا مصداق صرف پہلی جماعت ہوگی یا یہ ہر اس جماعت پر صادق آتی ہے جو ہند پر حملہ کرے؟ حدیث میں دونوں ہی احتمال ہیں، تاہم دوسرا احتمال زیادہ قرین قیاس ہے۔ واللہ أعلم. ② حضرت معاویہ ؓ کے دور خلافت میں ۴۴ھ میں مسلمانوں نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ بعد میں خلیفہ ولید بن عبدالملک کے دور میں محمد بن قاسم کا حملہ تو مشہور ہے۔ چوتھی صدی ہجری میں محمود غزنوی نے زبردست حملے کیے۔ سومنات کا مندر اور بڑے بت کا واقعہ زبان زد عام ہے جس کی بنا پر محمود غزنوی کو بجا طور پر بت شکن کا لقب و خطاب دیا گیا۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً وَّاسِعَةً.

## (المعجم ٤٢) - غَزْوَةُ التُّرْكِ وَالْحَبَشَةِ (التحفة ٤٢)

## باب: ۴۲- ترکوں اور حبشیوں سے جنگ

٣١٧٧- [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٧٨ من حديث بقية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٨٤. * أبوبكر الزبيدي مجهول الحال (تقريب)، تابعه عبدالله بن سالم: "ثقة" عند أحمد، وتابعهما الجراح بن مليح عند البخاري في التاريخ الكبير: ٦/ ٧٢، وابن عدي في الكامل: ٢/ ٥٨٣ من طريقين قويين عنه.

٣١٧٨- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ السَّيْبَانِيِّ، عَنْ أَبِي سُكَيْنَةَ رَجُلٍ مِنَ الْمُحَرَّرِينَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَمَّا أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِحَفْرِ الْخَنْدَقِ عَرَضَتْ لَهُمْ صَخْرَةٌ حَالَتْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْحَفْرِ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَخَذَ الْمِعْوَلَ وَوَضَعَ رِدَاءَهُ نَاحِيَةَ الْخَنْدَقِ وَقَالَ: ﴿وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَّا مُبَدِّلَ لِكَلِمَٰتِهِۦ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ﴾ [الأنعام: ١١٥]. فَنَدَرَ ثُلُثُ الْحَجَرِ وَسَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ قَائِمٌ يَنْظُرُ فَبَرَقَ مَعَ ضَرْبَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بَرْقَةٌ، ثُمَّ ضَرَبَ الثَّانِيَةَ وَقَالَ: ﴿وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَّا مُبَدِّلَ لِكَلِمَٰتِهِۦ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ﴾. فَنَدَرَ الثُّلُثُ الْآخَرُ فَبَرَقَتْ بَرْقَةٌ فَرَآهَا سَلْمَانُ، ثُمَّ ضَرَبَ الثَّالِثَةَ وَقَالَ: ﴿وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَّا مُبَدِّلَ لِكَلِمَٰتِهِۦ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ﴾. فَنَدَرَ الثُّلُثُ الْبَاقِي وَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ وَجَلَسَ، قَالَ سَلْمَانُ: يَا رَسُولَ اللهِ! رَأَيْتُكَ حِينَ ضَرَبْتَ مَا تَضْرِبُ ضَرْبَةً إِلَّا كَانَتْ مَعَهَا

٣١٧٨- نبی ﷺ کے ایک صحابی ؓ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ نے خندق کھودنے کا حکم دیا تو ایک ایسی چٹان لوگوں کے سامنے آ گئی جو لوگوں اور (خندق کی) کھدائی کے درمیان رکاوٹ بن گئی۔ رسول اللہ ﷺ اٹھے' کدال پکڑی اور اپنی چادر خندق کے کنارے رکھ دی اور یہ آیت پڑھ کر ضرب لگائی: ﴿وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ...... وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ ''اور پوری ہوئی تیرے رب کی بات سچائی اور انصاف کے لحاظ سے۔کوئی اس کی باتوں کو بدلنے والا نہیں۔ اور وہ خوب سننے جاننے والا ہے۔'' (آپ کی ضرب سے) پتھر کا تیسرا حصہ اڑ گیا۔ حضرت سلمان فارسی ؓ کھڑے دیکھ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی ضرب کے ساتھ ایک چمک پیدا ہوئی۔ پھر آپ نے دوبارہ ضرب لگائی اور وہی آیت پڑھی: ﴿وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ...... وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ ''اور پوری ہوئی تیرے رب کی بات صدق وانصاف کے لحاظ سے' کوئی اس کی باتوں کو بدلنے والا نہیں۔ اور وہ خوب سننے جاننے والا ہے۔'' اور مزید تیسرا حصہ ٹوٹ گیا' پھر ایک چمک پیدا ہوئی جسے حضرت سلمان فارسی ؓ نے دیکھا۔ پھر آپ نے تیسری ضرب لگائی اور یہی آیت پڑھی: ﴿وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ...... وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ ''اور پوری

---

٣١٧٨- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الملاحم، باب في النهي عن تهييج الترك والحبشة، ح: ٤٣٠٢ من حديث ضمرة بن ربيعة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٨٥. * أبوزرعة هو يحيى بن أبي عمرو، وأبو سكينة مختلف في صحبته فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن، وللحديث شاهد حسن، انظر نيل المقصود، ح: ٤٣٠٩. يسر الله لنا طبعه.

بَرْقَةٌ، قَالَ [لَهُ] رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا سَلْمَانُ! رَأَيْتَ ذٰلِكَ؟» فَقَالَ: إِي وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «فَإِنِّي حِينَ ضَرَبْتُ الضَّرْبَةَ الْأُولٰى رُفِعَتْ لِي مَدَائِنُ كِسْرٰى وَمَا حَوْلَهَا وَمَدَائِنُ كَثِيرَةٌ حَتّٰى رَأَيْتُهَا بِعَيْنَيَّ». قَالَ لَهُ مَنْ حَضَرَهُ مِنْ أَصْحَابِهِ: يَا رَسُولَ اللهِ! أُدْعُ اللهَ أَنْ يَفْتَحَ عَلَيْنَا وَيُغَنِّمَنَا دِيَارَهُمْ، وَيُخَرِّبَ بِأَيْدِينَا بِلَادَهُمْ، فَدَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِذٰلِكَ، «ثُمَّ ضَرَبْتُ الضَّرْبَةَ الثَّانِيَةَ فَرُفِعَتْ لِي مَدَائِنُ قَيْصَرَ وَمَا حَوْلَهَا حَتّٰى رَأَيْتُهَا بِعَيْنَيَّ». قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! أُدْعُ اللهَ أَنْ يَفْتَحَ عَلَيْنَا وَيُغَنِّمَنَا دِيَارَهُمْ، وَيُخَرِّبَ بِأَيْدِينَا بِلَادَهُمْ، فَدَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِذٰلِكَ، «ثُمَّ ضَرَبْتُ الثَّالِثَةَ فَرُفِعَتْ لِي مَدَائِنُ الْحَبَشَةِ وَمَا حَوْلَهَا مِنَ الْقُرٰى حَتّٰى رَأَيْتُهَا بِعَيْنَيَّ». قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: «دَعُوا الْحَبَشَةَ مَا وَدَعُوكُمْ وَاتْرُكُوا التُّرْكَ مَا تَرَكُوكُمْ».

ہوئی تیرے رب کی بات سچائی اور انصاف کے لحاظ سے۔ کوئی اس کی باتوں کو بدلنے والا نہیں۔ اور وہ خوب سننے جاننے والا ہے" اور باقی پتھر بھی ریزہ ریزہ ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ خندق سے نکلے، اپنی چادر اٹھائی اور بیٹھ گئے۔ سلمان رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! جب آپ ضربیں لگا رہے تھے تو میں نے آپ کو دیکھا، جب بھی آپ کوئی ضرب لگاتے تھے تو اس کے ساتھ چمک پیدا ہوتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: "سلمان! تو نے وہ (چمک) دیکھی تھی؟" انھوں نے کہا: ہاں اے اللہ کے رسول! قسم اس ذات کی جس نے آپ کو برحق نبی بنایا۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا: "میں نے جب پہلی ضرب لگائی تھی تو مجھے کسریٰ کے شہر اور اردگرد کے بہت سے دوسرے شہر دکھائے گئے حتیٰ کہ میں نے انھیں اپنی آنکھوں سے دیکھا۔" آپ کے پاس موجود صحابہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ یہ شہر ہم پر فتح فرمائے اور ان کے گھر ہمیں غنیمت میں عنایت فرمائے۔ اور ہمارے ہاتھوں ان کے علاقے تاراج فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی۔ (آپ نے فرمایا:) "جب میں نے پھر دوسری ضرب لگائی تو مجھے قیصر اور اردگرد کے بہت سے شہر دکھائے گئے حتیٰ کہ میں نے انھیں اپنی آنکھوں سے دیکھا۔" صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ علاقے ہمارے لیے فتح فرمائے۔ ان کے گھر ہمیں غنیمت میں عطا فرمائے اور ان کے علاقے ہمارے ہاتھوں تاراج فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ

دعا بھی فرما دی۔ (آپ نے فرمایا:) ''پھر میں نے تیسری ضرب لگائی تو مجھے حبشہ اور اردگرد کے بہت سے شہر دکھلائے گئے حتیٰ کہ میں نے انھیں اپنی آنکھوں سے دیکھا۔'' اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حبشیوں کو اپنے حال پر رہنے دو جب تک وہ تمھیں تمھارے حال پر رہنے دیں اور ترکوں کو کچھ نہ کہو جب تک وہ تمھیں کچھ نہ کہیں۔''

فوائد و مسائل: ① ''ایک صحابی'' معلوم یوں ہوتا ہے کہ وہ صحابی حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ واللہ أعلم. ② تینوں ضربیں لگاتے وقت مندرجہ بالا آیت پڑھنے کا مقصد یہ ہے کہ دین اسلام کا غلبہ اللہ تعالیٰ کا قطعی فیصلہ ہے اور یہ ہو کر رہے گا۔ کوئی اسے بدل نہیں سکے گا۔ ③ ''چمک'' بسا اوقات سخت ضرب کی وجہ سے چنگاریاں اڑتی ہیں۔ ظاہر ہے یہاں چمک سے یہ چنگاریاں مراد نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے تعجب فرمایا کہ سلمان رضی اللہ عنہ کو وہ چمک کیسے نظر آ گئی، جب کہ چنگاریاں ہر موجود شخص کو نظر آتی ہیں۔ یہ کوئی غیبی چیز تھی جو رسول اللہ ﷺ کو دکھلائی گئی۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو وہ چمک تو نظر آئی مگر اس چمک کا مقصود معلوم نہ ہوا کیونکہ مقصود آپ کے لیے تھا۔ ④ ''کسریٰ'' ایران کے بادشاہ کو خسرو کہتے تھے۔ عربوں نے اسے کسریٰ بنا لیا۔ ⑤ ''قیصر'' رومیوں کے بادشاہ کا لقب تھا۔ ⑥ ''حبشہ'' اس ملک پر آپ نے حملہ کرنے سے روکا' اس کی ایک وجہ بظاہر یہ ہو سکتی ہے کہ اس ملک نے مسلمانوں کو ابتدائی مشکل دور میں پناہ مہیا کی تھی۔ اور اس ملک کا بادشاہ سب سے پہلے مسلمان ہوا۔ دوسری وجہ شارحین نے یہ بیان کی ہے کہ یہ علاقہ بہت دور دراز کا تھا' درمیان میں دشوار گزار جنگلات اور پہاڑ تھے' علاوہ ازیں سمندر بھی حائل تھے۔ اسی طرح ترکوں کا معاملہ تھا' یہ علاقہ ٹھنڈا تھا' جب کہ عرب گرم ملک ہے۔ ان دونوں علاقوں میں جا کر لڑنا مسلمانوں کے لیے شدید مشکلات کا باعث تھا' اس لیے نبی ﷺ نے ان دونوں علاقوں میں جا کر لڑنے سے منع فرما دیا' تاہم اس ممانعت کا مطلب یہ بھی نہیں کہ ضرورت داعی ہو تب بھی ان سے نہ لڑا جائے' نہ مسلمانوں ہی نے یہ مطلب لیا کیونکہ اس کا مطلب اگر یہ ہوتا تو خود نبی ﷺ اولین غازیانِ قسطنطنیہ کے لیے بشارت سناتے نہ مسلمان ہی کبھی اُدھر کا رُخ کرتے۔ ⑦ چمک میں کسریٰ و قیصر کے شہر اور دیگر شہر دکھائے جانے کا مطلب ان علاقوں کی فتح ہے۔ اور واقعتاً ایسے ہی ہوا۔ اور یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے۔

٣١٧٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُونَ التُّرْكَ قَوْمًا، وُجُوهُهُمْ كَالْمَجَانِّ الْمُطْرَقَةِ، يَلْبَسُونَ الشَّعَرَ، وَيَمْشُونَ فِي الشَّعَرِ».

۳۱۷۹-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ مسلمان ترکوں سے لڑائی لڑیں گے۔ وہ ایسے لوگ ہوں گے جن کے چہرے چمڑا چڑھائی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔ وہ بالوں کے کپڑے پہنیں گے اور بالوں والے جوتے پہنیں گے۔''

فوائد ومسائل: ① ''چہرے'' یعنی ان کے چہرے سخت اور موٹے ہوں گے گویا کہ لوہے پر چمڑا چڑھا دیا گیا ہے۔ ② چونکہ ترک سرد علاقوں کے رہنے والے ہیں' لہٰذا انھیں بالوں والے کپڑے اور جوتے پہننے پڑتے ہیں۔ یہ ان کی مجبوری ہے۔ بعض حضرات نے اس سے یہ مراد لیا ہے کہ ان کے جسم پر لمبے لمبے بال ہوں گے جو ان کے لیے لباس اور جوتوں کے قائم مقام ہو جائیں گے لیکن یہ معنی درست نہیں کیونکہ یہ مشاہدے کے خلاف ہے۔ ترکوں کے جسموں پر بہت کم بال ہوتے ہیں بلکہ سرد علاقوں کے رہنے والے سب لوگ کم بالوں والے ہوتے ہیں۔

## (المعجم ٤٣) - اَلْاِسْتِنْصَارُ بِالضَّعِيفِ (التحفة ٤٣)

## باب: ۴۳-کمزور لوگوں سے (جنگ میں) مدد حاصل کرنا

٣١٨٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ ظَنَّ أَنَّ لَهُ فَضْلًا عَلٰى مَنْ دُونَهُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا يَنْصُرُ اللهُ هٰذِهِ الْأُمَّةَ بِضَعِيفِهَا بِدَعْوَتِهِمْ

۳۱۸۰-حضرت مصعب بن سعد سے روایت ہے کہ میرے والد محترم (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) نے سمجھا کہ شاید مجھے دوسرے صحابہ پر فضیلت حاصل ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کمزور لوگوں کی دعاؤں' نمازوں اور اخلاص کی وجہ سے اس امت کی مدد فرماتا ہے۔''

---

٣١٧٩- أخرجه مسلم، الفتن، باب: لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل . . . الخ، ح: ٢٩١٢ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٨٦.

٣١٨٠- أخرجه البخاري، الجهاد، باب من استعان بالضعفاء والصالحين في الحرب، ح: ٢٨٩٦ من حديث طلحة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٨٧.

وَصَلَاتِهِمْ وَإِخْلَاصِهِمْ».

فوائد ومسائل: ① ''فضیلت حاصل ہے'' کیونکہ وہ اولین مسلمانوں میں سے تھے۔ وہ اپنے آپ کو ثُلُثُ الْإِسْلَام (اسلام کا تیسرا حصہ) کہتے تھے' یعنی وہ تیسرے نمبر پر مسلمان ہوئے۔ ② اس حدیث میں ضعیف سے مراد وہ نیک بزرگ لوگ ہیں جو جنگ میں حصہ لینے کی استطاعت نہیں رکھتے' جسمانی طور پر معذور یا ضعیف ہیں۔ اس قسم کے لوگوں کی دعائیں مسلمانوں کی فتح کا موجب بنتی ہیں' لہٰذا انھیں نکمے' بے کار یا حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔

۳۱۸۱- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَرْطَاةَ الْفَزَارِيُّ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اُبْغُونِي الضَّعِيفَ فَإِنَّكُمْ إِنَّمَا تُرْزَقُونَ وَتُنْصَرُونَ بِضُعَفَائِكُمْ».

۳۱۸۱- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''میرے پاس کسی ضعیف شخص کو تلاش کر کے لاؤ کیونکہ ان ضعیف و کمزور لوگوں کی وجہ سے تمھیں رزق ملتا ہے اور تمھاری مدد کی جاتی ہے۔''

فائدہ: اللہ تعالیٰ ان ضعفاء کو رزق دینا چاہتا ہے اور ان کا بھلا کرنا چاہتا ہے مگر چونکہ وہ تمھارے محتاج ہیں' لہٰذا اللہ تعالیٰ انھیں رزق پہنچانے کے لیے تمھیں بھی رزق دے دیتا ہے اور ان کے بھلے کے لیے تمھاری مدد بھی کرتا ہے۔

## (المعجم ٤٤) - فَضْلُ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا (التحفة ٤٤)

## باب: ۴۴- کسی غازی کو سامان جنگ و سفر مہیا کرنے والے کی فضیلت

۳۱۸۲- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ

۳۱۸۲- حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

---

٣١٨١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في الانتصار برذل الخيل والضعفة، ح: ٢٥٩٤ من حديث عبدالرحمٰن بن يزيد بن جابر به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٨٨، وقال الترمذي، ح: ١٧٠٢ "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٢٠، والحاكم: ٢/ ١٤٥.

٣١٨٢ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل إعانة الغازي في سبيل الله بمركوب وغيره . . . الخ، ح: ١٨٩٥ من حديث ابن وهب، والبخاري، الجهاد، باب فضل من جهز غازيًا أو خلفه بخير، ح: ٢٨٤٣ من حديث بسر به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٨٩.

وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ، عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللهِ فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَهُ فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا».

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی جہاد فی سبیل اللہ کے لیے کسی غازی کو سامان مہیا کرے اس نے بھی جہاد میں حصہ لیا۔ اور جو کسی غازی کی عدم موجودگی میں اس کے اہل وعیال کی ضروریات مہیا کرے اس نے بھی جہاد کیا۔''

**فائدہ:** ہر آدمی جنگ کے لیے جا سکتا ہے نہ اس کی ضرورت ہی ہے لہٰذا چند لوگ (مثلاً: فوجی) جنگ کو جائیں اور باقی لوگ ان کے لیے اور ان کے اہل وعیال کے لیے ضروریات مہیا کریں۔ اس طرح سب لوگ جہاد میں شریک ہو جائیں گے اور ہر شخص اپنی نیت اور کوشش کے مطابق ثواب کا مستحق ہوگا جیسے آج کل کچھ لوگ فوج میں بھرتی ہوتے ہیں اور دشمن کی روک تھام کرتے ہیں۔ باقی شہری ان کی تنخواہوں' اسلحہ و دیگر ضروریات کے لیے ٹیکس دیتے ہیں۔ اس طرح پوری قوم جہاد کا فریضہ سرانجام دیتی ہے اور سب ثواب کے مستحق ہوتے ہیں۔

٣١٨٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرْبُ ابْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا».

۳۱۸۳- حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی مجاہد فی سبیل اللہ کو سامان جنگ و سفر مہیا کرے اس نے بھی جہاد کیا اور جو شخص غازی کی عدم موجودگی میں اس کے اہل وعیال سے حسن سلوک کرے تو اس نے بھی جہاد میں حصہ لیا۔''

٣١٨٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۳۱۸۴- حضرت احنف بن قیس سے روایت ہے

**٣١٨٣ـ [صحيح]** انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٩٠، وأخرجه البخاري، ح: ٢٨٤٣ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

**٣١٨٤ـ [إسناده حسن]** أخرجه ابن أبي شيبة: ١٢/ ٣٩، ٤٠ عن ابن إدريس به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٩١، وصححه ابن خزيمة: ٤/ ١١٩، ١٢٠، ح: ٢٤٨٧، وابن حبان، ح: ٢٢٠٠، وللحديث شواهد كثيرة. * عمرو بن جاوان وثقه ابن خزيمة وابن حبان، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: سَمِعْتُ حُصَيْنَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ جَاوَانَ، عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: خَرَجْنَا حُجَّاجًا فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَنَحْنُ نُرِيدُ الْحَجَّ، فَبَيْنَا نَحْنُ فِي مَنَازِلِنَا نَضَعُ رِحَالَنَا إِذْ أَتَانَا آتٍ فَقَالَ: إِنَّ النَّاسَ قَدِ اجْتَمَعُوا فِي الْمَسْجِدِ وَفَزِعُوا، فَانْطَلَقْنَا فَإِذَا النَّاسُ مُجْتَمِعُونَ عَلٰى نَفَرٍ فِي وَسَطِ الْمَسْجِدِ وَفِيهِمْ عَلِيٌّ وَزُبَيْرٌ وَطَلْحَةُ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، فَإِنَّا كَذٰلِكَ إِذْ جَاءَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَيْهِ مُلَاءَةٌ صَفْرَاءُ قَدْ قَنَّعَ بِهَا رَأْسَهُ، فَقَالَ: أَهٰهُنَا طَلْحَةُ؟ أَهٰهُنَا الزُّبَيْرُ؟ أَهٰهُنَا سَعْدٌ؟ قَالُوا: نَعَمْ فَقَالَ: إِنِّي أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ! أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ يَبْتَاعُ مِرْبَدَ بَنِي فُلَانٍ غَفَرَ اللهُ لَهُ». فَابْتَعْتُهُ بِعِشْرِينَ أَلْفًا أَوْ بِخَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ أَلْفًا فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: «اِجْعَلْهُ فِي مَسْجِدِنَا وَأَجْرُهُ لَكَ». قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ، قَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ! أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنِ ابْتَاعَ بِئْرَ رُومَةَ غَفَرَ اللهُ لَهُ». فَابْتَعْتُهَا بِكَذَا وَكَذَا فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: قَدِ ابْتَعْتُهَا بِكَذَا وَكَذَا قَالَ: «اِجْعَلْهَا سِقَايَةً لِلْمُسْلِمِينَ وَأَجْرُهَا لَكَ».

کہ ہم حج کرنے کے لیے نکلے۔ ہم مدینہ منورہ پہنچے۔ ابھی ہم اپنے اپنے مقامات میں سامان اتار رہے تھے کہ ایک شخص ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا کہ لوگ مسجد نبوی میں جمع ہیں اور وہ گھبرائے ہوئے ہیں۔ ہم مسجد کو چلے تو بہت سے لوگ مسجد کے درمیان میں کچھ لوگوں کے اردگرد جمع تھے۔ ان میں حضرات علی، زبیر، طلحہ اور سعد بن ابی وقاص ؓ بھی تھے۔ ہم اسی حال میں تھے کہ حضرت عثمان ؓ بھی آ گئے اور ان پر زرد رنگ کی ایک بڑی چادر تھی۔ انھوں نے اس سے سر کو ڈھانپ رکھا تھا۔ وہ فرمانے لگے: کیا یہاں طلحہ ہیں، زبیر ہیں، سعد ہیں؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ فرمانے لگے: میں تمھیں اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جو شخص فلاں خاندان کا کھلیان خرید (کر مسجد کے لیے وقف) کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے سب گناہ معاف کر دے گا۔'' میں نے بیس یا پچیس ہزار درہم سے اسے خریدا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا: ''یہ ہماری مسجد میں شامل کر دو۔ اس کا ثواب تمھیں ملے گا۔'' ان سب نے کہا: جی ہاں۔ حضرت عثمان نے فرمایا: میں تمھیں اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جو شخص رومہ کا کنواں خرید (کر وقف) کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے سب گناہ معاف کر دے گا۔'' میں نے وہ کنواں اتنی اتنی (کثیر) رقم سے خریدا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں نے وہ کنواں اتنی

قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ، قَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ! أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَظَرَ فِي وُجُوهِ الْقَوْمِ فَقَالَ: «مَنْ يُجَهِّزْ هٰؤُلَاءِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ». - يَعْنِي جَيْشَ الْعُسْرَةِ - فَجَهَّزْتُهُمْ حَتّٰى لَمْ يَفْقِدُوا عِقَالًا وَلَا خِطَامًا فَقَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ! اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ! اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ!

رقم سے خرید لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اسے عام مسلمانوں کے پینے کے لیے وقف کر دے۔ اس کا اجر تجھے ملے گا۔“ ان سب نے کہا: اللہ کی قسم! ہاں۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمھیں اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے (غزوۂ تبوک کی تیاری کے وقت) لوگوں کے چہروں میں دیکھا اور فرمایا: ”جو شخص ان ...... جیش عسرہ ...... کو سامانِ حرب وسفر مہیا کرے گا‘ اللہ تعالیٰ اس کے سب گناہ معاف کر دے گا۔“ میں نے ان کے لیے سامان مہیا کیا حتیٰ کہ انھیں اونٹ کا پاؤں باندھنے والی کسی رسی یا اونٹ کی مہار کی بھی کمی محسوس نہ ہوئی؟ ان سب لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم! جی ہاں۔ حضرت عثمان کہنے لگے: اے اللہ! گواہ ہو جا۔ اے اللہ! گواہ ہو جا۔ اے اللہ! گواہ ہو جا۔

فوائد ومسائل: ① یہ واقعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت اور زندگی کے آخری سال کا ہے جب مختلف علاقوں سے باغی اور مفسدین جتھہ بندی کر کے خلافت کا شیرازہ بکھیرنے کے لیے مدینہ منورہ میں جمع ہو گئے تھے اور انھوں نے خود ساختہ الزامات کے تحت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے دست برداری اور استعفیٰ کا مطالبہ کیا تھا ورنہ قتل کی دھمکی دی تھی۔ اور حج سے چند دن بعد حاجیوں کی واپسی سے پہلے ہی انھوں نے اپنی دھمکی کو عملی جامہ پہنا دیا۔ ② ”کچھ لوگوں کے اردگرد“ یہ باغیوں کے سردار تھے جنھوں نے مسجد نبوی کو اپنا ٹھکانا بنایا ہوا تھا۔ بعد میں انھوں نے مسجد نبوی پر قبضہ کر لیا۔ خود ہی امامت کراتے رہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو گھر میں محصور کر دیا۔ ③ ”کھلیان“ جہاں کھجوریں خشک کرنے کے لیے پھیلائی جاتی تھیں۔ یہ مسجد سے متصل خالی جگہ تھی۔ غزوۂ خیبر کے بعد مسجد کی توسیع کی ضرورت محسوس ہوئی تو یہ خالی احاطہ خرید کر مسجد میں شامل کر لیا گیا۔ اس توسیع کے بعد مسجد کی پیمائش 100x100 ہاتھ ہو گئی۔ اس صدقۂ جاریہ کا ثواب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تا قیامت ملتا رہے گا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ. ④ ”بئر رومہ“ میٹھے پانی کا کنواں جو ایک کنجوس یہودی کی ملکیت تھا۔ وہ مسلمانوں کو پانی نہیں لینے دیتا تھا۔

## (المعجم ٤٥) - فَضْلُ النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالَى (التحفة ٤٥)

## باب:۴۵-فی سبیل اللہ خرچ کرنے کی فضیلت

٣١٨٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ، عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ نُودِيَ فِي الْجَنَّةِ: يَا عَبْدَ اللهِ! هٰذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ» فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: هَلْ عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ هٰذِهِ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ فَهَلْ يُدْعٰى أَحَدٌ مِنْ هٰذِهِ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ».

۳۱۸۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں جوڑا خرچ کرے‘ اسے جنت میں آوازیں دی جائیں گی: اے اللہ کے بندے! یہ جگہ اچھی ہے (ادھر آجاؤ)۔ جو شخص (فرض اور نفل) نماز کا شوقین ہوگا‘ اسے نماز والے دروازے سے بلایا جائے گا۔ جو شخص جہاد کا شائق ہوگا‘ اسے جہاد والے دروازے سے آواز دی جائے گی۔ جو شخص (نفلی) صدقات میں معروف ہوگا‘ اسے صدقے والے دروازے سے پکارا جائے گا۔ اور جو شخص (نفلی) روزوں کا عادی ہوگا‘ اسے بَابُ الرَّیَّان (سیرابی والے دروازے) سے بلایا جائے گا۔“ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ضرورت تو نہیں کہ کسی شخص کو ان سب دروازوں سے بلایا جائے مگر کیا کسی شخص کو سب دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔ اور مجھے امید ہے کہ تو ان میں سے ہوگا۔“

**فائدہ:** یہ روایت تفصیل سے پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے‘ حدیث: ۲۴۴۱۔

٣١٨٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي

۳۱۸۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے

٣١٨٥- [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٤٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٩٢.

٣١٨٦- أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب فضل النفقة في سبيل الله، ح: ٢٨٤١، ومسلم، الزكاة، باب من جمع الصدقة وأعمال البر، ح: ١٠٢٧/ ٨٦ من حديث أبي سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٩٣. * يحيى هو ابن أبي كثير كما استظهر المزي في تحفة الأشراف.

يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللهِ دَعَتْهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ: يَا فُلَانُ! هَلُمَّ فَادْخُلْ» فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللهِ! ذَاكَ الَّذِي لَا تَوٰى عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ».

میں جوڑا خرچ کرے، اسے جنت کے دربان تمام دروازوں سے بلائیں گے۔ اے فلاں! ادھر آؤ اور (یہاں سے) داخل ہو جاؤ۔" حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس شخص کو تو کسی قسم کا خسارہ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے امید ہے کہ تو بھی ان میں سے ہوگا۔"

فائدہ: اس روایت میں في سبيل الله کا لفظ عام معلوم ہوتا ہے، یعنی کسی بھی اچھی جگہ میں۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے شاید اسے جہاد سے خاص سمجھا ہے جو اسے کتاب الجہاد میں ذکر کیا ہے، نیز یہ روایت سابقہ روایت سے کچھ مختلف ہے۔ ممکن ہے کسی راوی کو سہو ہو گیا ہو یا یہ دو الگ الگ واقعات ہوں۔ اور یہ کوئی بعید نہیں۔ واللہ أعلم.

٣١٨٧- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ صَعْصَعَةَ بْنِ مُعَاوِيَةَ قَالَ: لَقِيتُ أَبَا ذَرٍّ قَالَ: قُلْتُ: حَدِّثْنِي، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُنْفِقُ مِنْ كُلِّ مَالٍ لَهُ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللهِ إِلَّا اسْتَقْبَلَتْهُ حَجَبَةُ الْجَنَّةِ كُلُّهُمْ يَدْعُوهُ إِلٰى مَا عِنْدَهُ» قُلْتُ: وَكَيْفَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: «إِنْ كَانَتْ إِبِلًا فَبَعِيرَيْنِ وَإِنْ كَانَتْ بَقَرًا فَبَقَرَتَيْنِ».

٣١٨٧- حضرت صعصعہ بن معاویہ سے منقول ہے کہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو ملا۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی حدیث بیان کریں۔ انھوں نے فرمایا: ضرور۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو مسلمان بندہ اپنے ہر مال سے جوڑا جوڑا اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرے اسے جنت کے دربان ملیں گے اور ہر دربان اسے اپنے دروازے میں سے گزرنے کی دعوت دے گا۔" میں نے کہا کہ جوڑا خرچ کرنے سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: "اگر اس کے پاس اونٹ ہیں تو دو اونٹ اللہ کے راستے میں دے اور اگر اس کے پاس گائیں ہیں تو دو گائیں دے۔"

---

٣١٨٧- [صحيح] تقدم طرفه، ح:١٨٧٥، وهو في الكبرى، ح:٤٣٩٤، وصححه ابن حبان، ح:١٦٤٩-١٦٥٢.

٣١٨٨- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي النَّضْرِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنِ الرُّكَيْنِ الْفَزَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يُسَيْرِ بْنِ عَمِيلَةَ، عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَنْفَقَ نَفَقَةً فِي سَبِيلِ اللهِ كُتِبَتْ لَهُ بِسَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ».

٣١٨٨- حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں کوئی چیز خرچ کرے اس کے لیے اسے سات سو گنا تک لکھا جاتا ہے۔''

فائدہ: نیکی کا ثواب دس گنا تو لازمی چیز ہے۔ اس سے زائد ہر متعلقہ شخص کے خلوص کے لحاظ سے ہے۔ کچھ ایسے مخلصین بھی ہیں جو سات سو گنا ثواب حاصل کرتے ہیں۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللهِ بِعَزِيزٍ.

## (المعجم ٤٦) - فَضْلُ الصَّدَقَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ٤٦)

## باب: ۴۶- فی سبیل اللہ صدقہ کرنے کی فضیلت

٣١٨٩- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ: أَنَّ رَجُلًا تَصَدَّقَ بِنَاقَةٍ مَخْطُومَةٍ فِي سَبِيلِ اللهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيَأْتِيَنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِسَبْعِمِائَةِ نَاقَةٍ مَخْطُومَةٍ».

٣١٨٩- حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے اللہ کے راستے میں مہار والی ایک اونٹنی صدقہ کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن یہ شخص مہار والی سات سو اونٹنیاں لے کر آئے گا۔''

٣١٩٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ:

٣١٩٠- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

---

٣١٨٨- [صحيح] أخرجه ابن أبي عاصم في الجهاد: ٧٢ عن أبي بكر بن ابي النضر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٩٥، وقال الترمذي، ح: ١٦٢٥ "حسن".

٣١٨٩- أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل الصدقة في سبيل الله تعالى وتضعيفها، ح: ١٨٩٢ عن بشر بن خالد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٣٩٦.

٣١٩٠- [صحيح] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب: فيمن يغزو ويلتمس الدنيا، ح: ٢٥١٥ من حديث بقية به، وهو ◄◄

حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرٍ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي بَحْرِيَّةَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «اَلْغَزْوُ غَزْوَانِ، فَأَمَّا مَنِ ابْتَغَى وَجْهَ اللهِ وَأَطَاعَ الْإِمَامَ وَأَنْفَقَ الْكَرِيمَةَ وَيَاسَرَ الشَّرِيكَ وَاجْتَنَبَ الْفَسَادَ كَانَ نَوْمُهُ وَنُبْهُهُ أَجْرًا كُلُّهُ، وَأَمَّا مَنْ غَزَا رِيَاءً وَسُمْعَةً وَعَصَى الْإِمَامَ وَأَفْسَدَ فِي الْأَرْضِ فَإِنَّهُ لَا يَرْجِعُ بِالْكَفَافِ».

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنگ دو قسم کی ہوتی ہے۔ جو شخص اللہ کی رضامندی کا طالب ہو' امام کی اطاعت کرے اور اچھا مال خرچ کرے اور اپنے ساتھی سے نرمی کرے اور فساد سے بچے تو اس کا سونا اور جاگنا سب کا سب ثواب ہوگا۔ لیکن جو شخص دکھلاوے اور شہرت کے لیے جنگ کرے' امام کی نافرمانی کرے اور زمین میں فساد کرے تو وہ اپنی پہلی حالت کے ساتھ بھی واپس نہیں آئے گا (چہ جائیکہ وہ کوئی ثواب حاصل کرے)۔''

فائدہ: دکھلاوے اور شہرت کے لیے لڑائی لڑنا ثواب کے بجائے عذاب کا سبب ہوگا' لہٰذا وہ پہلی حالت سے بھی گھاٹے میں رہے گا۔

## (المعجم ٤٧) - حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ (التحفة ٤٧)

## باب: ۴۷- مجاہدین کی عورتوں کے احترام کا بیان

٣١٩١- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ - وَاللَّفْظُ لِحُسَيْنٍ - قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَلْقَمَةَ ابْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ، وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَخْلُفُ فِي امْرَأَةِ

۳۱۹۱- حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجاہدین کی عورتیں جنگ میں نہ جانے والوں کے لیے ان کی اپنی ماؤں کی طرح قابل احترام ہیں۔ اور جو آدمی کسی مجاہد کی عدم موجودگی میں اس کی بیوی کے ساتھ خیانت کا ارتکاب کرے' اسے قیامت کے دن اس مجاہد کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا کہ وہ اس کی جتنی نیکیاں چاہے لے لے' پھر تمہارا کیا

---

◄◄ في الكبرى، ح: ٤٣٩٧، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٨٥، ووافقه الذهبي. ✽ بحير هو ابن سعد، وخالد هو ابن معدان، وبقية هو ابن الوليد وروايته عن بحير صحيحة لأنها من كتابه، وللحديث شاهد ضعيف عند أبي القاسم إسماعيل بن قاسم الحلبي.

٣١٩١ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب حرمة نساء المجاهدين وإثم من خانهم فيهن، ح: ١٨٩٧ من حديث وكيع به، وهو في الكبرى، ح: ٤٣٩٨.

رَجُلٍ مِنَ الْمُجَاهِدِينَ فَيَخُونُهُ فِيهَا إِلَّا وُقِفَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَخَذَ مِنْ عَمَلِهِ مَا شَاءَ، فَمَا ظَنُّكُمْ».

خیال ہے؟ (کیا وہ اس کی کوئی نیکی چھوڑ دے گا)۔"

## (المعجم ٤٨) - مَنْ خَانَ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ (التحفة ٤٨)

## باب:۴۸- جو شخص کسی غازی کی بیوی سے خیانت کا ارتکاب کرے

٣١٩٢- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ، وَإِذَا خَلَفَهُ فِي أَهْلِهِ فَخَانَهُ قِيلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: هٰذَا خَانَكَ فِي أَهْلِكَ فَخُذْ مِنْ حَسَنَاتِهِ مَا شِئْتَ، فَمَا ظَنُّكُمْ!؟».

۳۱۹۲- حضرت بریدہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجاہدین کی عورتیں جنگ میں نہ جانے والوں کے لیے ان کی ماؤں کی طرح قابل احترام ہیں۔ جب کوئی شخص کسی مجاہد کے پیچھے رہے اور اس (مجاہد) کے گھر والوں میں خیانت کا ارتکاب کرے تو قیامت کے دن اس مجاہد سے کہا جائے گا: اس نے تیرے گھر والوں میں تیری خیانت کی تھی؛ لہٰذا تو اس کی جتنی نیکیاں چاہے لے لے۔ تو تمھارا کیا خیال ہے (وہ کچھ چھوڑے گا)؟"

٣١٩٣- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا قَعْنَبٌ كُوفِيٌّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ فِي الْحُرْمَةِ كَأُمَّهَاتِهِمْ، وَمَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِينَ يَخْلُفُ رَجُلًا مِنَ الْمُجَاهِدِينَ فِي أَهْلِهِ إِلَّا نُصِبَ لَهُ يَوْمَ

۳۱۹۳- حضرت بریدہ ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "مجاہدین کی عورتوں کا احترام گھروں میں رہنے والوں کے لیے ان کی ماؤں کے احترام کی طرح ہے۔ اور جہاد سے پیچھے (گھروں میں) رہنے والوں میں سے جو شخص کسی مجاہد کی بیوی کے ساتھ خیانت کرے تو اسے قیامت کے دن مجاہد کے سامنے باندھ کر کھڑا کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا: اے فلاں! یہ فلاں شخص ہے تو اس کی نیکیوں میں سے جتنی چاہے

٣١٩٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرىٰ، ح: ٤٣٩٩.

٣١٩٣ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرىٰ، ح: ٤٤٠٠.

الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ: يَا فُلَانُ! هٰذَا فُلَانٌ خُذْ مِنْ حَسَنَاتِهِ مَا شِئْتَ». ثُمَّ الْتَفَتَ النَّبِيُّ ﷺ إِلٰى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: «مَا ظَنُّكُمْ تَرَوْنَ يَدَعُ لَهُ مِنْ حَسَنَاتِهِ شَيْئًا!؟».

لے لے۔" پھر نبی ﷺ اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "تمھارا کیا خیال ہے کہ وہ اس کی کوئی نیکی چھوڑ دے گا؟"

**فوائد و مسائل:** ① خیانت کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ ان سے بدسلوکی کرنا یا انھیں دھوکا دینا یا اس کی بیوی کو ورغلا کر اپنے پیچھے لگا لینا وغیرہ۔ یہ سب کچھ اس میں داخل ہے۔ ② "چھوڑ دے گا" جب ہر شخص کو نیکی کی اشد ضرورت ہوگی اور ایک ایک نیکی قیمتی ہوگی تو ناممکن ہے کہ کوئی شخص نیکی لینے میں سستی کرے خصوصاً جب کہ اسے کھلی چھٹی ہو۔

٣١٩٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «جَاهِدُوا بِأَيْدِيكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ».

۳۱۹۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے ہاتھوں، زبانوں اور مالوں کے ساتھ جہاد کرو۔"

**فوائد و مسائل:** ① یہ اور بعد والی احادیث سابقہ باب سے تعلق نہیں رکھتیں بلکہ یہ "متفرقات" کی ذیل میں آتی ہیں جن کا جہاد سے کچھ نہ کچھ تعلق ہے۔ ہاتھوں سے جہاد، لڑائی کرنا، زبان سے جہاد، تبلیغ کرنا اور مال سے جہاد مجاہدین سے مالی تعاون ہے۔ ② محقق کتاب نے اسے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ یہ روایت دیگر محققین کے نزدیک صحیح ہے جس کی تفصیل حدیث نمبر: ۳۰۹۸ کے فوائد میں دیکھی جا سکتی ہے۔

٣١٩٥- أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ مُوسَى بْنُ مُحَمَّدٍ - هُوَ الشَّامِيُّ - قَالَ: حَدَّثَنَا مَيْمُونُ بْنُ الْأَصْبَغِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ،

۳۱۹۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سانپ قتل کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: "جو شخص ان کے انتقام اور بدلے سے ڈرتا ہے، وہ ہم میں سے نہیں۔"

---

٣١٩٤_ [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٣٠٩٨.

٣١٩٥_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في قتل الحيات، ح: ٥٢٤٩ من حديث شريك القاضي به، وعنعن كشيخه، وحديث أبي داود، ح: ٥٢٤٨، ٥٢٥٢ يغني عنه.

عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ أَمَرَ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ وَقَالَ: «مَنْ خَافَ ثَأْرَهُنَّ فَلَيْسَ مِنَّا».

فوائد و مسائل: ① اس حکم سے گھریلو سانپ مستثنیٰ ہیں کیونکہ صحیح روایات میں ان کے قتل سے روکا گیا ہے۔ ممکن ہے یہ حدیث پہلے کی ہو۔ جن سانپوں کو قتل کرنے کی اجازت ہے' ان کے انتقام سے نہیں ڈرنا چاہیے' البتہ جن کے قتل سے روکا گیا ہے انھیں قتل نہ کرے' انتقام کا خطرہ ہو یا نہ۔ اس روایت کا کتاب الجہاد سے تعلق یوں ہے کہ دوران سفر میں سانپوں سے واسطہ پڑ سکتا ہے۔ ② ''وہ ہم میں سے نہیں'' یعنی وہ ہمارے طریقے پر نہیں۔ ہم سانپوں کے انتقام سے نہیں ڈرتے' نہ مسلمانوں کو ڈرنا چاہیے۔ ③ مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس سے سنن ابی داود کی روایت نمبر: ۵۲۴۸ اور ۵۲۵۲ کفایت کرتی ہیں۔ بنابریں مذکورہ روایت'' سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل ہے۔ واللہ أعلم.

٣١٩٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ أَبِي عُمَيْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَبْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَادَ جَبْرًا فَلَمَّا دَخَلَ سَمِعَ النِّسَاءَ يَبْكِينَ وَيَقُلْنَ: كُنَّا نَحْسُبُ وَفَاتَكَ قَتْلًا فِي سَبِيلِ اللهِ. فَقَالَ: «وَمَا تَعُدُّونَ الشَّهَادَةَ إِلَّا مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ. إِنَّ شُهَدَاءَكُمْ إِذًا لَقَلِيلٌ. اَلْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللهِ شَهَادَةٌ، وَالْبَطْنُ شَهَادَةٌ، وَالْحَرَقُ شَهَادَةٌ، وَالْغَرَقُ شَهَادَةٌ، وَالْمَغْمُومُ - يَعْنِي الْهَدِمَ - شَهَادَةٌ، وَالْمَجْنُوبُ شَهَادَةٌ، وَالْمَرْأَةُ تَمُوتُ بِجُمْعٍ شَهِيدَةٌ» قَالَ رَجُلٌ: أَتَبْكِينَ وَرَسُولُ اللهِ

۳۱۹۶- حضرت عبداللہ بن جبر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (میرے والد محترم) حضرت جبر ؓ کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے۔ جب آپ (گھر میں) داخل ہوئے تو آپ نے سنا کہ عورتیں رو رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ ہم تو سمجھتی تھیں کہ تم اللہ کے راستے میں شہید ہو گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم مقتول فی سبیل اللہ کے علاوہ کسی کو شہید نہیں سمجھتے؟ پھر تو تمھارے شہداء بہت کم ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں مارا جانا شہادت ہے' پیٹ کی تکلیف سے فوت ہونا بھی شہادت ہے' آگ میں جل کر مر جانا بھی شہادت ہے' ڈوب کر مر جانا بھی شہادت ہے' کسی چیز کے نیچے دب کر مر جانا بھی شہادت ہے' نمونیا کے ذریعے سے مر جانے والا بھی شہید ہے اور جو عورت زچگی کے دوران

---

٣١٩٦- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ١٨٤٧.

ﷺ قَاعِدٌ؟ قَالَ: «دَعْهُنَّ فَإِذَا وَجَبَ فَلَا تَبْكِيَنَّ عَلَيْهِ بَاكِيَةٌ».

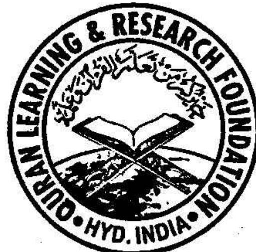
میں فوت ہو جائے' وہ بھی شہید ہے۔'' ایک آدمی نے ان عورتوں سے کہا: تم روتی ہو جب کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رونے دے' البتہ جب یہ فوت ہو جائے تو پھر کوئی نہ روئے۔''

**فائدہ:** اس حدیث کا مفہوم پیچھے گزر چکا ہے۔ اعادے کی ضرورت نہیں۔ نبی ﷺ کا فرمانا ''رونے دے'' دلیل ہے کہ آواز سے رونا میت پر منع ہے' زندہ پر کوئی حرج نہیں' کیونکہ وہ رونا بطور ہمدردی ہے نہ کہ بطور نوحہ۔ اور نوحہ منع ہے' مطلق رونا نہیں۔

٣١٩٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ - يَعْنِي الطَّائِيَّ - عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ جَبْرٍ، أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلٰى مَيِّتٍ فَبَكَى النِّسَاءُ فَقَالَ جَبْرٌ: أَتَبْكِينَ مَا دَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ جَالِسًا؟ قَالَ: «دَعْهُنَّ يَبْكِينَ مَا دَامَ بَيْنَهُنَّ، فَإِذَا وَجَبَ فَلَا تَبْكِيَنَّ بَاكِيَةٌ».

۳۱۹۷- حضرت جبر (حقیقتاً جابر بن عتیک) ﷺ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک قریب المرگ شخص کے ہاں گیا۔ عورتیں رونے لگیں۔ میں نے کہا کہ تم روتی ہو جب کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''انھیں رونے دے۔ جب تک یہ شخص ان میں زندہ موجود ہے' البتہ جب یہ فوت ہو جائے تو کوئی رونے والی نہ روئے۔''






۳۱۹۷- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۱۸۴۷.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٢٦) - **كِتَابُ النِّكَاحِ** (التحفة ٨)

## نکاح سے متعلق احکام ومسائل

نکاح سے مراد ایک مرد اور عورت کا اپنی اور اولیاء کی رضامندی سے علانیہ طور پر ایک دوسرے کے ساتھ خاص ہو جانا ہے تاکہ وہ اپنے فطری تقاضے بطریق احسن پورے کر سکیں کیونکہ اسلام دین فطرت ہے' اس لیے اس میں نکاح کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے اور دوسرے ادیان کے برعکس نکاح کرنے والے کی تعریف کی گئی ہے اور نکاح نہ کرنے والے کی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی ہے۔ نکاح سنت ہے اور اس سنت کے بلاوجہ ترک کی اجازت نہیں کیونکہ اس کے ترک سے بہت سی خرابیاں پیدا ہوں گی۔ علاوہ ازیں نکاح نسل انسانی کی بقا کا انتہائی مناسب طریقہ ہے۔ نکاح نہ کرنا اپنی جڑیں کاٹنے کے مترادف ہے اور یہ جرم ہے' اسی لیے تمام انبیاء ﷺ نے نکاح کیے اور ان کی اولاد ہوئی۔

(المعجم ١) - **ذِكْرُ أَمْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي النِّكَاحِ وَأَزْوَاجِهِ وَمَا أَبَاحَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهِ ﷺ وَحَظَرِهِ عَلَى خَلْقِهِ زِيَادَةً فِي كَرَامَتِهِ وَتَنْبِيهًا لِفَضِيلَتِهِ** (التحفة ١)

**باب:١- نکاح اور بیویوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی خصوصی حیثیت وشان اور اس چیز کا بیان جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے لیے حلال کی ہے اور دوسرے لوگوں پر ممنوع قرار دی ہے تاکہ آپ کا عظیم الشان مرتبہ اور فضیلت ظاہر ہو**

**٣١٩٨- أَخْبَرَنَا** أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ:

**٣١٩٨-** حضرت عطاء سے روایت ہے کہ ہم حضرت ابن عباس ﷺ کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی زوجۂ محترمہ

---

**٣١٩٨ـ** أخرجه البخاري، النكاح، باب كثرة النساء، ح: ٥٠٦٧، ومسلم، الرضاع، باب جواز هبتها نوبتها لضرتها، ح: ١٤٦٥ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرىٰ، ح: ٥٣٠٤.

أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ بِسَرِفَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هٰذِهِ مَيْمُونَةُ إِذَا رَفَعْتُمْ جَنَازَتَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوهَا وَلَا تُزَلْزِلُوهَا فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ مَعَهُ تِسْعُ نِسْوَةٍ فَكَانَ يَقْسِمُ لِثَمَانٍ وَوَاحِدَةٌ لَمْ يَكُنْ يَقْسِمُ لَهَا.

حضرت میمونہ ؓ کے جنازے میں سرف کے مقام پر حاضر ہوئے۔ حضرت ابن عباس ؓ فرمانے لگے: یہ حضرت میمونہ ہیں۔ جب تم ان کا جنازہ اٹھاؤ تو اسے (بے ہنگم) حرکت نہ دینا اور نہ اسے زیادہ اوپر نیچے کرنا۔ رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں (وفات کے وقت) نو بیویاں تھیں۔ آپ آٹھ کے لیے باری مقرر فرماتے تھے اور ایک کے لیے باری مقرر نہ فرماتے تھے۔

**فوائد و مسائل:** ① اللہ تعالیٰ کی یہ عجیب قدرت ہے کہ حضرت میمونہ ؓ کا نکاح، رخصتی اور وفات تینوں مقام سرف میں ہوئے اور اسی خیمے میں دفن ہوئیں جس میں ان کی رخصتی ہوئی تھی۔ حضرت میمونہ ؓ حضرت ابن عباس ؓ کی خالہ محترمہ تھیں۔ ② ''حرکت نہ دینا'' عام میت کا احترام بھی واجب ہے مگر زوجۂ رسول کا احترام سب سے بڑھ کر ہے۔ زندہ شخص محترم ہو تو فوت ہونے سے اس کا احترام مزید بڑھ جاتا ہے حتی کہ فوت شدہ کی قبر پر بیٹھنا بھی منع ہے، حالانکہ میت بہت نیچے ہوتی ہے۔ ③ ''نو بیویاں'' ان کے علاوہ دو بیویاں آپ کی زندگی میں فوت ہو گئی تھیں۔ لونڈیاں مزید ان کے علاوہ ہیں۔ نو بیویاں آپ کا خاصہ ہے۔ عام شخص چار سے زائد بیویاں بیک وقت نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔ ④ ''باری'' آپ کی ایک بیوی حضرت سودہ ؓ بوڑھی ہو گئی تھیں، اس لیے انھوں نے از خود اپنی باری حضرت عائشہ ؓ کو ہبہ کر دی تھی، لہٰذا نبی ﷺ حضرت عائشہ ؓ کے پاس دو دن رہتے تھے اور دوسری ازواج کے پاس ایک ایک دن۔ ⑤ چار سے زیادہ بیویوں کی رخصت (آپ کے لیے) اعلیٰ مقاصد کے لیے تھی: (ا) آئندہ خلفاء سے رشتہ داری، مثلاً: حضرت عائشہ اور حفصہ ؓ سے نکاح۔ (ب) بے سہارا بیواؤں کی حوصلہ افزائی جنھوں نے اللہ کے دین کی خاطر اپنے گھر والوں کو چھوڑ دیا تھا۔ خاوند فوت ہونے کے بعد وہ اپنے گھروں کی طرف بھی رجوع نہیں کر سکتی تھیں، مثلاً: ام حبیبہ اور ام سلمہ ؓ۔ (ج) گھریلو مسائل بھی تفصیل سے امت تک پہنچ سکیں۔ ایک دو بیویاں یہ کام خوش اسلوبی سے نہیں کر سکتی تھیں۔ (د) دشمن گروہوں کو رام کرنے کے لیے، مثلاً: حضرت ام حبیبہ ؓ جو کہ مشرکین کے سالار ابوسفیان کی بیٹی تھیں۔ اس نکاح کے بعد ابوسفیان کا جوش و خروش ختم ہو گیا اور بالآخر وہ مسلمان ہو گئے۔ رضي الله عنه وأرضاه. اسی طرح حضرت صفیہ ؓ جو کہ یہودی سردار کی بیٹی تھیں۔ اس نکاح سے یہودیوں کا کانٹا نکل گیا۔ ⑥ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو بیویوں کی مقررہ تعداد ۴ سے بالا قرار دینے کی بنیاد شہوت نہیں ہو سکتی کیونکہ جو شخصیت اپنی زندگی کے تجرد والے ۲۵ سال بے عیب گزارتے ہیں اور اگلے ۲۵ سال صرف ایک بیوی، وہ بھی بیوہ کے ساتھ انتہائی عفت و شرافت کے ساتھ گزارتے ہیں اور مزید پانچ سال ایک دوسری بیوہ

(حضرت سودہ ؓ) کے ساتھ ہی گزارتے ہیں' کیا یہ کسی لحاظ سے بھی مانا جا سکتا ہے کہ جب ان کی عمر ۵۵ سال ہو جاتی ہے' جوانی مکمل طور پر رخصت ہو جاتی ہے اور بڑھاپا شروع ہو جاتا ہے تو اپنی زندگی کے آخری آٹھ سال میں شہوت کی بنا پر زائد شادیاں کرتے ہیں؟ نہیں! ہرگز نہیں! بلکہ حقیقتاً رسول اللہ ﷺ کی زیادہ بیویوں کا عرصہ آخری پانچ سال ہیں۔ کیا کوئی معقول آدمی اسے شہوت پر محمول کر سکتا ہے؟ اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ خصوصاً جبکہ وہ شخصیت اپنی راتوں کا اکثر حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں روتے ہوئے گزار دیتی ہو۔ لازماً آپ کے کثرت ازواج کی حکمت کچھ اور تھی جس کی کچھ تفصیل اوپر ذکر ہو چکی ہے۔ فِدَاه نفسي و روحي و أمي ﷺ.

۳۱۹۹- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعِنْدَهُ تِسْعُ نِسْوَةٍ يُصِيبُهُنَّ إِلَّا سَوْدَةَ فَإِنَّهَا وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ.

۳۱۹۹- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو آپ کے نکاح میں نو بیویاں تھیں۔ آپ ان سب کے پاس شب بسری فرماتے تھے' علاوہ حضرت سودہ ؓ کے کہ انھوں نے اپنی باری کا دن رات حضرت عائشہ ؓ کے لیے ہبہ فرما دیا تھا۔

فائدہ: اگر کوئی شخص برضا و رغبت اپنے حق سے دستبردار ہو تو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ حضرت سودہ ؓ کا معاملہ بھی ایسا ہی تھا' انھوں نے نبی ﷺ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے اپنی باری حضرت عائشہ ؓ کو ہبہ فرما دی جو آپ کی تمام بیویوں میں آپ کو سب سے زیادہ عزیز تھیں۔ یاد رہے رسول اللہ ﷺ حضرت سودہ ؓ کے پاس دن کو آتے جاتے تھے۔ ان کی تمام ضروریات کا خیال اور انتظام فرماتے تھے۔ سفر میں انھیں بھی ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ گویا سوائے شب بسری کے ان کے ساتھ بھرپور تعلقات تھے۔

۳۲۰۰- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ يَزِيدَ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ.

۳۲۰۰- حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک رات میں اپنی سب عورتوں کے پاس گھوم آتے تھے جب کہ ان دنوں آپ کی نو بیویاں تھیں۔

---

۳۱۹۹- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۵۳۰۷.

۳۲۰۰- أخرجه البخاري، الغسل، باب الجنب يخرج ويمشي في السوق وغيره، ح: ۲۸٤ من حديث يزيد بن زريع به، وهو في الكبرى، ح: ۵۳۰۵.

فائدہ: اس بات میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر بیویوں میں باری مقرر کرنا لازم تھا یا نہیں؟ مگر اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ باری مقرر فرماتے تھے، لہٰذا ممکن ہے کہ آپ سفر وغیرہ سے واپسی پر باری شروع کرنے سے پہلے ایک رات سب کے لیے مشترکہ رکھتے ہوں یا ایک دفعہ باری مکمل ہونے کے بعد اور دوسری باری شروع ہونے سے پہلے ایک رات مشترکہ رکھتے ہوں۔ واللہ أعلم.

٣٢٠١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَغَارُ عَلَى اللَّاتِي وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَأَقُولُ: أَ تَهَبُ الْحُرَّةُ نَفْسَهَا!؟ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿تُرْجِي مَن تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِىٓ إِلَيْكَ مَن تَشَآءُ﴾ [الأحزاب: ٥١]. قُلْتُ: وَاللهِ! مَا أَرٰى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ لَكَ فِي هَوَاكَ.

٣٢٠١- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ مجھے ان عورتوں پر غصہ آتا تھا جو اپنے آپ کو نبی ﷺ (سے نکاح) کے لیے خود پیش کرتی تھیں۔ میں کہتی تھی: کوئی آزاد عورت بھی (مرد سے شادی کرنے کے لیے) اپنے آپ کو خود پیش کر سکتی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿تُرْجِي مَن تَشَآءُ ......﴾ ''آپ اپنی جس بیوی کو چاہیں دور رکھیں اور جس کو چاہیں اپنے قریب کر لیں۔'' میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں تو سمجھتی ہوں کہ آپ کا رب تعالیٰ بھی آپ کی خواہش اور پسند کو پورا کرنے میں جلدی کرتا ہے۔

فوائد و مسائل: ① ''پیش کرتی تھیں۔'' اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے مباح رکھا تھا کہ اگر کوئی مومن مہاجر عورت اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ پر نکاح کے لیے پیش کرے تو آپ اولیاء کے بغیر اس سے نکاح فرما سکتے ہیں کیونکہ اولاً تو مہاجر عورتوں کے اولیاء کافر ہوتے تھے جن کی ولایت ساقط ہوتی تھی، دوسرے نسبی اولیاء نہ ہونے کی صورت میں آپ حاکم اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے ان کے قانونی ولی ہوتے تھے، لہٰذا عورت کی پیشکش کی صورت میں آپ کا اس سے نکاح کر لینا تمام شرائط پر پورا اترتا تھا مگر آپ نے کسی ایسی عورت سے نکاح نہیں فرمایا جس نے خود پیش کش کی ہو تاکہ کوئی نابکار الزام تراشی نہ کر سکے۔ اگرچہ یہ آپ کے لیے شرعاً، قانوناً اور اخلاقاً ہر لحاظ سے جائز تھا۔ ② ''پیش کر سکتی ہے۔'' حضرت عائشہ ؓ نے یہ بات اپنے حالات کے لحاظ سے فرمائی ورنہ ایک مہاجر، بے آسرا نوجوان عورت جو اپنے خاندان سے منقطع ہو چکی ہے، اگر اپنے آپ کو نکاح کے لیے نبی اکرم ﷺ پر پیش کرے کہ اگر آپ کو ضرورت ہو تو آپ نکاح فرما لیں ورنہ کسی اور سے کر دیں، اس میں ذرہ بھر بھی قباحت نہیں کیونکہ آپ حاکم اعلیٰ تھے اور ایسی بے آسرا نوجوان عورتوں کو سہارا مہیا کرنا آپ کا فرض

٣٢٠١- أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: "ترجي من تشاء منهن ... الخ"، ح: ٤٧٨٨، ومسلم، الرضاع، باب جواز هبتها نوبتها لضرتها، ح: ١٤٦٤ من حديث أبي أسامة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٠٦.

بنا تھا۔ ③ ''یہ آیت اتاری۔'' اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے لیے اپنی بیویوں کے لیے باری مقرر کرنا ضروری نہ تھا مگر قربان جائیے آپ کے اخلاق عالیہ پر کہ آپ نے باوجود اتنی وسعت کے نہ صرف باری مقرر کی بلکہ ان سب سے ہر لحاظ سے مساویانہ سلوک فرمایا۔ فِدَاهُ نَفْسِي وَ زَوجِي وَ أَبِي وَ أُمِّي ﷺ. دیکھیے: (سنن أبي داود، النكاح، حديث: ٢١٣٥، و إرواء الغليل: ٧/٨٥)

٣٢٠٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: أَنَا فِي الْقَوْمِ إِذْ قَالَتِ امْرَأَةٌ: إِنِّي قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِي لَكَ يَا رَسُولَ اللهِ! فَرَأْ فِيَّ رَأْيَكَ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: زَوِّجْنِيهَا، فَقَالَ: «اذْهَبْ فَاطْلُبْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ» فَذَهَبَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَعَكَ مِنْ سُوَرِ الْقُرْآنِ شَيْءٌ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَزَوَّجَهُ بِمَا مَعَهُ مِنْ سُوَرِ الْقُرْآنِ.

٣٢٠٢- حضرت سہل بن سعد ؓ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ میں صحابہ میں بیٹھا تھا کہ ایک عورت آ کر کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میں آپ سے نکاح کے لیے اپنے آپ کو پیش کرتی ہوں۔ آپ میرے بارے میں فیصلہ کریں۔ (آپ خاموش رہے تو) ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: (اگر آپ کو ضرورت نہیں تو) مجھ سے اس کا نکاح کر دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ''جا کوئی چیز تلاش کر کے لا' اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہی ہو (تاکہ مہر میں دے سکے)۔'' وہ شخص گیا مگر اسے کوئی چیز نہ ملی حتی کہ لوہے کی انگوٹھی بھی نہ ملی۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تجھے قرآن مجید کی کچھ سورتیں یاد ہیں؟'' اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے قرآن مجید کی ان سورتوں (کی تعلیم) کے عوض اس کا اس عورت سے نکاح فرما دیا۔

فوائد و مسائل: ① یہ عورت بھی شاید بے آسرا تھی اور اولیاء نہ تھے۔ تبھی آپ نے بطور حاکم ولی بن کر اس کا نکاح کر دیا۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی کے پاس مہر کے لیے کوئی رقم یا کوئی چیز نہ ہو تو تعلیم کے عوض بھی نکاح کیا جا سکتا ہے' نیز اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مہر کی کوئی حد مقرر نہیں۔ تبھی تو آپ نے فرمایا: ''چاہے لوہے کی انگوٹھی ہی لے آ۔'' جن حضرات نے مہر کی حد مقرر کی ہے وہ تاویل کرتے ہیں کہ اصل مہر الگ تھا۔ مگر تعجب ہے کہ اس مہر کا کہیں ذکر ہی نہیں؟ لہٰذا یہ تاویل کمزور ہے۔ مہر کم از کم مقرر ہے نہ

٣٢٠٢- أخرجه البخاري، النكاح، باب التزويج على القرآن وبغير صداق، ح: ٥١٤٩، ومسلم، النكاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن وخاتم حديد وغير ذلك ... الخ، ح: ١٤٢٥/ ٧٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٠٨.

زیادہ سے زیادہ۔ البتہ فریقین کی رضامندی شرط ہے۔ ② ہبہ فی النکاح یعنی عورت کا نکاح کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خاص تھا۔ کسی اور شخص کے ساتھ ایسا معاملہ نہیں ہوسکتا۔ ③ تاکید کے لیے قسم کھانا جائز ہے اگرچہ مطالبہ نہ ہو۔ ④ نکاح میں حق مہر ضروری ہے۔ ⑤ مہر مؤجل جائز ہے۔ ⑥ کفو آزادی اور دین داری میں ہوتا ہے نسب اور مال میں نہیں۔ ⑦ آدمی اپنا پیغام نکاح خود دے سکتا ہے۔

(المعجم ٢) - مَا افْتَرَضَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى رَسُولِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَحَرَّمَهُ عَلٰى خَلْقِهِ لِيَزِيدَهُ إِنْ شَاءَ اللهُ قُرْبَةً إِلَيْهِ

(التحفة ٢)

باب:٢- ان چیزوں کا بیان جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول علیہ السلام پر فرض فرمائیں اور دوسرے لوگوں پر حرام' تا کہ اللہ تعالیٰ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کو مزید اپنا قرب نصیب فرمائے' ان شاءاللہ

٣٢٠٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَالِدٍ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَاءَهَا حِينَ أَمَرَهُ اللهُ أَنْ يُخَيِّرَ أَزْوَاجَهُ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَبَدَأَ بِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تُعَجِّلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ» قَالَتْ: وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَا يَأْمُرَانِّي بِفِرَاقِهِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل

٣٢٠٣- نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ آپ اپنی بیویوں کو (طلاق لینے کا) اختیار دیں تو رسول اللہ ﷺ (سب سے پہلے) میرے پاس آئے اور فرمایا: ”... میں تجھ سے ایک بات ذکر کرتا ہوں۔ تو اس (کا جواب دینے) کے بارے میں جلدی نہ کرنا حتی کہ اپنے والدین سے مشورہ کر لے۔“ کیونکہ آپ جانتے تھے کہ میرے والدین کبھی بھی آپ سے جدائی کا مشورہ نہیں دے سکتے' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (یہ آیت پڑھی) ﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ......﴾ ”اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کی طلب گار ہو تو آؤ میں تمھیں

---

٣٢٠٣- أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿يأيها النبي قل لأزواجك إن كنتن تردن الحياة الدنيا ... الخ﴾، ح: ٤٧٨٥، ومسلم، الطلاق، باب بيان أن تخييره امرأته لا يكون طلاقًا إلا بالنية، ح: ١٤٧٥ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ٥٣١٢.

لِّأَزۡوَٰجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدۡنَ ٱلۡحَيَوٰةَ ٱلدُّنۡيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيۡنَ أُمَتِّعۡكُنَّ﴾ [الأحزاب: ۲۸] قُلْتُ: فِي هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ! فَإِنِّي أُرِيدُ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ.

کچھ سامان دے کر فارغ کر دوں...... الخ۔" میں نے کہا: میں اس بارے میں اپنے والدین سے مشورہ طلب کروں؟ بلاشک وشبہ میں تو اللہ تعالیٰ' اس کے رسول اور آخرت کی طلب گار ہوں۔

فوائد ومسائل: ① جب مسلمانوں کو فتوحات حاصل ہونے لگیں اور اس کے نتیجے میں مال غنیمت کی بھی کثرت ہوئی تو مسلمانوں کی مالی حالت بھی پہلے سے قدرے بہتر ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات ﷺ بھی انسان ہی تھیں۔ یہ صورت حال دیکھ کر ان کے دل میں بھی یہ خواہش پیدا ہوئی کہ انھیں بھی پہلے کی نسبت کچھ زیادہ سہولتیں حاصل ہوں' جس کا اظہار انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ اس سے آپ پریشان ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس کا حل تجویز فرمایا کہ آپ اپنی عورتوں کو صاف بتا دیں کہ میں تو اللہ تعالیٰ کا کام کر رہا ہوں۔ دنیا کی زیب وزینت سے بہت دور ہوں۔ اگر تم نے میرے ساتھ رہنا ہے تو تمھیں میری طرح جھوٹا موٹا کھا کر ہی گزارہ کرنا ہوگا۔ اگر تم اس طرح درویشانہ طریقے سے زندگی گزار سکو تو بہتر ہے' اور اگر تم میری طرح نہیں رہ سکتیں اور تمھیں زیادہ مال چاہیے تو میں برضا ورغبت بغیر کسی ناراضی کے تمھیں اپنی زوجیت سے فارغ کر دیتا ہوں' جہاں چاہے نکاح کر لو۔ مگر آفرین ہے آپ کی ازواج مطہرات پر کہ کسی نے بھی دنیا کا نام نہ لیا اور پھر کبھی مرتے دم تک درویشی نہ چھوڑی۔ رسول اللہ ﷺ کی زوجیت (دنیا وجنت میں) اور اللہ تعالیٰ کے اجر عظیم پر شاداں وفرحاں رہیں۔ کبھی فقر وفاقہ کی شکایت نہ کی۔ رضي الله عنهن و أرضاهن. ② امام نسائی رحمہ اللہ نے یہ آپ کا خاصہ شمار فرمایا ہے کیونکہ ہمارے لیے فرض ہے کہ بیویوں کو ان کا کھانا' پینا اور لباس ہر صورت مہیا کریں۔ اور یہ ان کا حق ہے' لہٰذا ہم اپنی بیویوں سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ تمھیں میرے ساتھ بھوکا رہنا ہوگا ورنہ طلاق لے لو۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کے لیے ایسا اعلان واجب تھا کیونکہ آپ کی شان بہت بلند ہے۔ نبی کے گھر میں نبوی مزاج والی عورتیں ہی مناسب ہیں تاکہ نبی کو پریشانی نہ ہو۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کی ازواج مطہرات کا درجہ بھی بہت بلند رکھا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَٰنِسَآءَ ٱلنَّبِيِّ لَسۡتُنَّ كَأَحَدٖ مِّنَ ٱلنِّسَآءِ﴾ ③ خیر وبھلائی کے کاموں میں سبقت کرنی چاہیے اور دنیا پر آخرت کو ترجیح دینی چاہیے۔ اس پر اجر عظیم ہے۔

۳۲۰۴- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ الْعَسْكَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا

۳۲۰۴- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق کا اختیار دیا تھا تو

---

۳۲۰۴- أخرجه البخاري، الطلاق، باب من خير أزواجه وقول الله تعالى: ﴿قل لأزواجك إن كنتن ... الخ﴾، ح: ٥٢٦٢، ومسلم، ح: ١٤٧٧/٢٨ (انظر الحديث السابق) من حديث سليمان الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ٥٣١٣.

شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَدْ خَيَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نِسَاءَهُ أَوَ كَانَ طَلَاقًا؟

کیا یہ طلاق ہوگئی؟

فائدہ: بعض حضرات قائل ہیں کہ اگر خاوند (مندرجہ بالا صورت میں) اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دے دے تو عورت کو ہر حال میں طلاق ہو جائے گی' خواہ وہ خاوند کے گھر رہنے ہی کو پسند کرے۔ حضرت عائشہ ؓ نے اس خیال کی تردید فرمائی کہ جب عورت نے خاوند کو ترجیح دی تو پھر طلاق کیسی؟

٣٢٠٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَيَّرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَرْنَاهُ فَلَمْ يَكُنْ طَلَاقًا.

٣٢٠٥- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں طلاق کا اختیار دیا تھا مگر ہم سب نے آپ کو ترجیح دی' لہٰذا یہ اختیار دینا طلاق نہیں بنا۔

٣٢٠٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَا مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى أُحِلَّ لَهُ النِّسَاءُ.

٣٢٠٦- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے پہلے آپ کو مزید عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دے دی گئی تھی۔

فائدہ: جب رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات مندرجہ بالا اختیار والے امتحان میں سو فیصد کامیاب ثابت ہوئیں تو ان کی عظمت شان کے اظہار کے لیے آپ ﷺ کو منع فرما دیا گیا کہ آپ ان میں سے کسی کو طلاق دیں' یا ان کے علاوہ کسی اور عورت سے نکاح کریں' مگر چونکہ مقصد آپ پر پابندی لگانا نہیں تھا بلکہ مقصد تو ازواج مطہرات کی عظمت ظاہر کرنا تھا' لہٰذا کچھ وقت گزرنے کے بعد صراحت فرما دی گئی کہ نکاح و طلاق کے مسئلے میں آپ پر کوئی پابندی نہیں جسے چاہیں رکھیں' جسے چاہیں طلاق دیں اور جس سے چاہیں نکاح فرمائیں۔ مگر رسول

---

٣٢٠٥- أخرجه مسلم، ح: ٢٧/١٤٧٧ من حديث عبدالرحمن بن مهدي، والبخاري، ح: ٥٢٦٣ (انظر الحديث السابق) من حديث إسماعيل بن أبي خالد به، وهو في الكبرى، ح: ٥٣١٠.

٣٢٠٦- [صحيح] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة الأحزاب، ح: ٣٢١٦ من حديث سفيان بن عيينة به، وقال: "حسن صحيح" وهو في الكبرى، ح: ٥٣١١.

اللہ ﷺ نے اس اختیار کو استعمال نہیں فرمایا بلکہ ان بیویوں ہی کو قائم رکھا اور ان کی عزت افزائی فرمائی۔ ﷺ۔

٣٢٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ - وَهُوَ الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ الْمَخْزُومِيُّ - قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى أَحَلَّ اللهُ لَهُ أَنْ يَتَزَوَّجَ مِنَ النِّسَاءِ مَا شَاءَ.

٣٢٠٧- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے تو اس سے پہلے آپ کو رخصت دے دی گئی تھی کہ آپ جس عورت سے چاہیں نکاح فرمائیں۔

## (المعجم ٣) - اَلْحَثُّ عَلَى النِّكَاحِ (التحفة ٣)

## باب:٣- نکاح کی ترغیب کا بیان

٣٢٠٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ وَهُوَ عِنْدَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ عُثْمَانُ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى - يَعْنِي فِتْيَةً - قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: فَلَمْ أَفْهَمْ فِتْيَةً كَمَا أَرَدْتُ، فَقَالَ: «مَنْ كَانَ مِنْكُمْ ذَا طَوْلٍ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَا فَالصَّوْمُ لَهُ وِجَاءٌ».

٣٢٠٨- حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابن مسعود ؓ کے ساتھ تھا اور وہ حضرت عثمان ؓ کے پاس تھے۔ حضرت عثمان ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کچھ جوانوں کے پاس تشریف لائے...... امام نسائی نے کہا: جس طرح میں چاہتا ہوں اس طرح میں (اپنے استاد سے) لفظ فِتْيَةً (جوانوں) نہیں سمجھ سکا...... اور فرمایا: ”تم میں سے جو شخص وسعت رکھتا ہو وہ ضرور نکاح کرے کیونکہ نکاح نظر کو نیچا اور شرم گاہ کو محفوظ کر دیتا ہے۔ اور جس شخص کے پاس نکاح کی وسعت نہ ہو (وہ روزے رکھا کرے کیونکہ) روزہ رکھنا اس کی شہوت کو کچل دے گا۔“

**فوائد و مسائل:** ① وسعت سے مراد مہر اور نکاح کے دیگر اخراجات ہیں۔ اسی طرح بیوی کے کھانے پینے اور

---

٣٢٠٧- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٨٠ من حديث وهيب بن خالد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣١٤.
٣٢٠٨- [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٤٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣١٥.

لباس کے اخراجات۔ ④ "ضرور نکاح کرے" ظاہر الفاظ وجوب پر دلالت کرتے ہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں۔ مگر جمہور اہل علم اسے استحباب پر محمول کرتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ نکاح کا وجوب و استحباب مختلف اشخاص کے لحاظ سے مختلف ہو سکتا ہے، مثلاً: جو شخص نکاح کی طاقت بھی رکھتا ہو اور اسے گناہ میں پڑنے کا خدشہ بھی ہو تو اس کے لیے نکاح واجب و فرض ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۳۲۴۱)

٣٢٠٩- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ: أَنَّ عُثْمَانَ قَالَ لِابْنِ مَسْعُودٍ: هَلْ لَكَ فِي فَتَاةٍ أُزَوِّجُكَهَا؟ فَدَعَا عَبْدُ اللهِ عَلْقَمَةَ فَحَدَّثَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَصُمْ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ».

۳۲۰۹- حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا آپ پسند فرمائیں گے کہ میں ایک نوجوان لڑکی سے آپ کی شادی کر دوں؟ تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے علقمہ کو (یعنی مجھے) بلا لیا، پھر بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے (نوجوانوں سے) فرمایا تھا: "تم میں سے جو شخص نکاح کی طاقت رکھے، وہ نکاح کرے کیونکہ نکاح نظر کو زیادہ جھکا دینے والا اور شرم گاہ کو زیادہ محفوظ کر دینے والا ہے۔ اور جو شخص نکاح کی طاقت نہ رکھے، وہ روزے رکھا کرے کیونکہ روزہ اس کی شہوت کو کچل دے گا۔"

**فوائد و مسائل:** ① "علقمہ کو بلا لیا" دراصل حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت علقمہ اکٹھے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو علیحدگی میں بلا کر مندرجہ بالا پیش کش کی۔ جب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا کہ یہ کوئی راز کی بات نہیں تو علقمہ کو دوبارہ بلا لیا تاکہ وہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان سن سکیں۔ ② اس حدیث میں نکاح کی طاقت سے مراد مالی طاقت ہے، نہ کہ جسمانی۔ ورنہ دوسری صورت میں روزے کی کیا ضرورت ہے؟

٣٢١٠- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ الْكُوفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْمُحَارِبِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ

۳۲۱۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے (جب ہم جوان تھے) فرمایا: "تم میں سے جو شخص نکاح کی استطاعت رکھے، وہ

---

٣٢٠٩- [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٤٢، وهو في الكبرى، ح: ٥٣١٨.

٣٢١٠- [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٤٢، وهو في الكبرى، ح: ٥٣١٧.

إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اسْتَطَاعَ مِنكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ».

نکاح کرے اور جو استطاعت نہ رکھے وہ روزے رکھے کیونکہ روزے رکھنا اس کی شہوت کو کچلنے کا ذریعہ ہے۔"

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: اَلْأَسْوَدُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ لَيْسَ بِمَحْفُوظٍ.

ابوعبدالرحمن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں اسود کا ذکر صحیح نہیں۔ (علقمہ کا ذکر صحیح ہے جیسا کہ سابقہ روایات میں ہے۔)

٣٢١١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَنْكِحْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَا فَلْيَصُمْ فَإِنَّ الصَّوْمَ لَهُ وِجَاءٌ».

٣٢١١- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: "اے نوجوان لوگو! تم میں سے جو شخص نکاح کی طاقت رکھے وہ شادی کرے کیونکہ یہ نظر کو زیادہ جھکا دینے والا اور شرم گاہ کو زیادہ محفوظ کر دینے والا ہے۔ اور جو شخص طاقت نہ رکھے تو وہ روزے رکھا کرے۔ بلاشبہ روزہ اس کی شہوت کو کچل دے گا۔"

٣٢١٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ» وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

٣٢١٢- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: "اے نوجوان لوگو! تم میں سے جو شخص نکاح کی طاقت رکھے وہ شادی کر لے۔" اور (راوی نے) پوری حدیث بیان کی۔

---

٣٢١١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٤١، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣١٩.

٣٢١٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٤١، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٢٠.

٣٢١٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ عَبْدِ اللهِ بِمِنًى فَلَقِيَهُ عُثْمَانُ فَقَامَ مَعَهُ يُحَدِّثُهُ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! أَلَا أُزَوِّجُكَ جَارِيَةً شَابَّةً؟ فَلَعَلَّهَا أَنْ تُذَكِّرَكَ بَعْضَ مَا مَضٰى مِنْكَ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: أَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذَاكَ لَقَدْ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ».

٣٢١٣- حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ میں منیٰ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ انھیں ملے اور کھڑے ہو کر ان سے باتیں کرنے لگے۔ کہنے لگے: اے ابوعبدالرحمٰن! کیا میں کسی نوجوان لڑکی سے آپ کی شادی نہ کروں؟ شاید وہ آپ کو آپ کی گزشتہ جوانی کی یاد دلا دے۔ حضرت عبداللہ فرمانے لگے: اگر آپ نے یہ بات فرمائی ہے تو بجا فرمایا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا تھا: ''اے نوجوان لوگو! جو تم میں سے نکاح کی طاقت رکھے وہ نکاح کرے۔''

## (المعجم ٤) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّبَتُّلِ (التحفة ٤)

## باب:۴- ترک نکاح کی ممانعت کا بیان

٣٢١٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: لَقَدْ رَدَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلٰى عُثْمَانَ التَّبَتُّلَ، وَلَوْ أَذِنَ لَهُ لَاخْتَصَيْنَا.

٣٢١۴- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو ترک نکاح کی اجازت نہ دی۔ اگر آپ انھیں اجازت دیتے تو ہم خصی ہو جاتے۔

فائدہ: حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نوجوان تھے۔ بہت عبادت گزار تھے۔ انھوں نے نبی ﷺ سے اجازت طلب کی کہ ہم ہر وقت عبادت میں مشغول رہیں اور عورتوں کے جھنجٹ میں نہ پڑیں' لیکن آپ نے اجازت نہ دی کیونکہ یہ فطرت کے خلاف ہے۔ انسانی خصائص کو قائم رکھتے ہوئے حقوق اللہ کی ادائیگی کرنا ہی

---

٣٢١٣- [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٤٢، وهو في الكبرى، ح: ٥٣١٦.

٣٢١٤- أخرجه مسلم، النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه إليه ووجد مؤنة ... الخ، ح: ١٤٠٢ من حديث ابن المبارك، والبخاري، النكاح، باب ما يكره من التبتل والخصاء، ح: ٥٠٧٣، ٥٠٧٤ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ٥٢٢٣.

اصل فضیلت ہے۔

٣٢١٥- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ التَّبَتُّلِ.

٣٢١٥- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ترک نکاح سے منع فرمایا۔

٣٢١٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ نَهٰى عَنِ التَّبَتُّلِ.

٣٢١٦- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ترک نکاح سے منع فرمایا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: قَتَادَةُ أَثْبَتُ وَأَحْفَظُ مِنْ أَشْعَثَ، وَحَدِيثُ أَشْعَثَ أَشْبَهُ بِالصَّوَابِ. وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی ؒ) بیان کرتے ہیں کہ قتادہ اشعث سے بڑے حافظ اور زیادہ ثقہ ہیں، مگر (یہاں) اشعث کی روایت زیادہ صحیح ہے۔ واللہ تعالی أعلم.

فائدہ: حضرت قتادہ نے یہ روایت عن الحسن عن سمرة بن جندب کی سند سے بیان کی ہے، یعنی اسے سمرہ کی حدیث بنا دیا ہے۔ لیکن یہ ان کی خطا ہے جو انتہائی ثقہ سے بھی ممکن ہے۔ جبکہ اشعث نے صحیح سند بیان کی ہے۔ گویا یہ حدیث مسند عائشہ ہے۔ واللہ أعلم.

٣٢١٧- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ: حَدَّثَنَا

٣٢١٧- حضرت ابوہریرہ ؓ نے فرمایا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نوجوان آدمی ہوں۔ مجھے

---

٣٢١٥- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٢٥، ٢٥٢، ٢٥٧ من حديث أشعث بن عبدالملك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٢٢، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

٣٢١٦- [صحيح] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في النهي عن التبتل، ح: ١٠٨٢ من إسحاق به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٢١، وانظر الحديث السابق.

٣٢١٧- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٢٣. * حديث يونس بن يزيد عن الزهري أخرجه البخاري، النكاح، باب ما يكره من التبتل والخصاء، ح: ٥٠٧٦.

الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي رَجُلٌ شَابٌّ قَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي الْعَنَتَ، وَلَا أَجِدُ طَوْلًا أَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، أَفَأَخْتَصِي؟ فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ، حَتَّى قَالَ ثَلَاثًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ، فَاخْتَصِ عَلَى ذٰلِكَ أَوْ دَعْ».

اپنے بارے میں خدشہ ہے کہ کہیں مجھ سے بدکاری نہ ہو جائے' جب کہ مجھ میں اتنی وسعت نہیں کہ نکاح کر سکوں۔ تو کیا میں خصی ہو جاؤں؟ نبی ﷺ نے منہ موڑ لیا حتی کہ میں نے تین دفعہ یہ بات کہی۔ آخر نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوہریرہ! جو کچھ تو نے کرنا ہے قلم الٰہی وہ لکھ کر خشک ہو چکا۔ اب چاہے تو خصی ہو یا نہ ہو۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: اَلْأَوْزَاعِيُّ لَمْ يَسْمَعْ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنَ الزُّهْرِيِّ، وَهٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ قَدْ رَوَاهُ يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی ﷫) فرماتے ہیں: اوزاعی نے یہ حدیث زہری سے نہیں سنی۔ لیکن یہ حدیث صحیح ہے۔ اسے یونس نے زہری سے روایت کیا ہے۔

**فوائد و مسائل:** ① یعنی یہ روایت اوزاعی کے طریق سے منقطع ہے لیکن یونس کے واسطے سے صحیح ہے۔
② آپ کے فرمان کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تیرے آئندہ اعمال کا بھی علم ہے جو لامحالہ صادر ہوں گے' لہٰذا تجھے خصی جیسا حرام کام کرنے کا کیا فائدہ؟ اس سے بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ سے وسعت کی دعا کیا کر اور گناہ سے بچنے کی کوشش کر۔ نبی ﷺ کے آخری الفاظ ''خصی ہو یا نہ ہو'' اجازت کے لیے نہیں بلکہ یہ تو غصہ اور ڈانٹ ظاہر کرتے ہیں اور یہ عام محاورہ ہے۔ آپ کا اعراض فرمانا واضح دلیل ہے۔

٣٢١٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخَلَنْجِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ نَافِعٍ الْمَازِنِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَسَنُ عَنْ سَعْدِ ابْنِ هِشَامٍ: أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ، قَالَ: قُلْتُ: إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكِ

٣٢١٨- حضرت سعد بن ہشام سے روایت ہے کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ ﷞ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے کہا: میں آپ سے ترک نکاح کا مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ وہ فرمانے لگیں: ایسے نہ کر۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا: ﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا......﴾ ''(اے

---

٣٢١٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٢١٥، وهو في الكبرى، ح: ٥٣٢٥.

عَنِ التَّبَتُّلِ ،فَمَا تَرِينَ فِيهِ؟ قَالَتْ: فَلَا تَفْعَلْ، أَمَا سَمِعْتَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً﴾ [الرعد: ٣٨] فَلَا تَبَتَّلْ.

نبی!) ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے۔ ان سب کی بیویاں اور اولاد تھی۔" لہٰذا ترک نکاح نہ کر۔

**فائدہ:** گویا نکاح سنت انبیاء ﷺ ہے۔ وَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي (آئندہ حدیث)۔ انبیاء ﷺ کے متفقہ طریق کار کو چھوڑنا واضح گمراہی ہے اور انبیاء سے قطع تعلق ہے۔

**٣٢١٩- أَخْبَرَنَا** إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ بَعْضُهُمْ: لَا أَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا آكُلُ اللَّحْمَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا أَنَامُ عَلَى فِرَاشٍ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: أَصُومُ فَلَا أُفْطِرُ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَقُولُونَ كَذَا وَكَذَا؟ لٰكِنِّي أُصَلِّي وَأَنَامُ، وَأَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي».

٣٢١٩- حضرت انس ؓ سے منقول ہے کہ چند اصحاب نبی ﷺ (اکٹھے ہوئے ان) میں سے ایک نے کہا: میں عورتوں سے شادی نہیں کروں گا۔ دوسرے نے کہا: میں گوشت نہیں کھاؤں گا۔ تیسرے نے کہا: میں بستر پر نہیں سوؤں گا۔ چوتھے نے کہا: میں روزے رکھوں گا' کبھی ناغہ نہیں کروں گا۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی' پھر فرمایا: "کیا حال ہے ان لوگوں کا جو ایسی باتیں کہتے ہیں۔ حالانکہ میں (نفل) نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ (نفل) روزے بھی رکھتا ہوں اور ناغے بھی کرتا ہوں اور میں نے (ایک سے زائد) عورتوں سے شادی بھی کر رکھی ہے' لہٰذا جو شخص میری سنت اور طریق کار کو ناپسند کرے گا' اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔"

**فوائد و مسائل:** ① حدیث کے آخری الفاظ تہدید کے طور پر ہیں' یعنی گویا کہ اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ یا اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ وہ میرے طریق کار سے ہٹ چکا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ مسلمان نہیں کیونکہ اسلام کے بعد کسی گناہ یا معصیت کا ارتکاب انسان کو کافر نہیں بناتا۔ بہرصورت مندرجہ بالا امور سخت منع ہیں' خواہ کوئی

---

**٣٢١٩-** أخرجه مسلم، النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه إليه ووجد مؤنة . . . الخ، ح: ١٤٠١ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ٥٣٢٤.

شخص انھیں نیکی سمجھ کر کرے۔ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر نیک بننا حماقت ہے۔ آپ کا طریقہ ہی بہترین طریقہ ہے۔ ② نبی اکرم ﷺ کی اتباع پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی حرص کا اندازہ کیجیے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ان اعمال و افعال کے بارے میں بھی پوچھتے تھے جو آپ گھر میں کرتے تھے تاکہ ان اعمال میں بھی وہ آپ کی پیروی کریں، کوئی کام اتباع سے رہ نہ جائے۔ ③ جن مسائل کا علم مردوں سے حاصل ہونا ممکن نہ ہو، وہ خواتین سے دریافت کیے جا سکتے ہیں۔ ④ شرعی حدود و قیود میں رہ کر خواتین سے علم حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ⑤ اگر ریاکاری مقصود نہ ہو تو اپنے نیک عمل یا نیک عمل پر عزم کا اظہار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

## (المعجم ٥) - بَابُ مَعُونَةِ اللهِ النَّاكِحَ الَّذِي يُرِيدُ الْعِفَافَ (التحفة ٥)

## باب: ٥- اللہ تعالیٰ کا اس شخص کی مدد کرنے کا بیان جو پاکبازی کے ارادے سے نکاح کرتا ہے

٣٢٢٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَوْنُهُمْ: اَلْمُكَاتَبُ الَّذِي يُرِيدُ الْأَدَاءَ، وَالنَّاكِحُ الَّذِي يُرِيدُ الْعَفَافَ، وَالْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ».

٣٢٢٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کرنے کا ذمہ لے رکھا ہے: وہ غلام جو اپنی آزادی کا معاہدہ کرے اور اس کی نیت رقم ادا کرنے کی ہو۔ اور وہ شخص جو گناہ سے بچنے (پاکبازی) کی نیت سے نکاح کرے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرے۔“

## (المعجم ٦) - نِكَاحُ الْأَبْكَارِ (التحفة ٦)

## باب: ٦- کنواری عورتوں سے شادی کرنے کا بیان

٣٢٢١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: تَزَوَّجْتُ

٣٢٢١- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے شادی کی تو نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ

---

٣٢٢٠ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ٣١٢٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٢٦.

٣٢٢١ـ أخرجه البخاري، النفقات، باب عون المرأة زوجها في ولده، ح: ٥٣٦٧، ومسلم، الرضاع، باب استحباب نكاح البكر، ح: ٥٦/١٤٦٦ من حديث حماد بن زيد به. وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٢٧. * عمرو هو ابن دينار.

فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «أَتَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا؟» فَقُلْتُ: ثَيِّبًا، قَالَ: «فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ؟».

نے فرمایا: ''جابر! شادی کی ہے؟'' میں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''کنواری سے یا بیوہ سے؟'' میں نے کہا: بیوہ سے۔ آپ نے فرمایا: ''کنواری سے کیوں نہ شادی کی۔ تو اس سے دل لگی کرتا' وہ تجھ سے دل لگی کرتی۔''

فائدہ: کنواری عورت کے ساتھ نکاح کی ترغیب کا یہ مطلب نہیں ہے کہ شوہر دیدہ عورت سے نکاح کرنا ناپسندیدہ ہے' بلکہ مطلب یہ ہے کہ کنواری عورت نے پہلے کسی مرد سے ازدواجی تعلق قائم نہیں کیا ہوتا' اس لیے وہ اپنے خاوند سے بھرپور پیار کرے گی جو اس رشتے کے استحکام کی ضمانت ہے۔ جبکہ شوہر دیدہ عورت سے شادی کرنے میں بعض دفعہ اس طرح پیار محبت کا اظہار نہیں ہوتا۔ واللہ أعلم.

٣٢٢٢- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: لَقِيَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «يَا جَابِرُ! هَلْ أَصَبْتَ امْرَأَةً بَعْدِي؟» قُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «بِكْرًا أَمْ أَيِّمًا؟» قُلْتُ: أَيِّمًا، قَالَ: «فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُكَ؟».

٣٢٢٢- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھے ملے اور کہنے لگے: ''جابر! تو نے میرے بعد (میری عدم موجودگی میں) شادی کر لی ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں' اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''کنواری سے شادی کی ہے یا بیوہ سے؟'' میں نے کہا: بیوہ سے۔ آپ نے فرمایا: ''کنواری سے کیوں نہ شادی کی۔ وہ تجھ سے جی بھر کر پیار کرتی۔''

فوائد ومسائل: ① تفصیلی روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیوہ سے شادی کرنے کی وجہ بھی بیان کی ہے کہ والدین فوت ہو چکے تھے اور گھر میں سات یا نو بہنیں تھیں۔ ان کی تربیت اور دیکھ بھال کے لیے تجربہ کار عورت چاہیے تھی۔ اس حسن نیت پر رسول اللہ ﷺ نے برکت کی دعا فرمائی تھی۔ (صحيح البخاري' النفقات' حديث:٥٣٦٧' وصحيح مسلم' الرضاع' حديث:٧١٥) رضي الله عنه وأرضاه. ② امام کو اپنے مقتدیوں کی خیر خبر رکھنی چاہیے۔ ③ جب ایک کام میں دو مصلحتیں باہم متضاد ہوں تو ان میں سے جو زیادہ اہم ہو اسے اختیار کرنا چاہیے۔

٣٢٢٢ـ أخرجه البخاري، الوكالة، باب: إذا وكل رجل رجلاً أن يعطي شيئًا ولم يبين ... الخ، ح:٢٣٠٩ من حديث ابن جريج به مطولاً، وهو في الكبرى، ح:٥٣٢٨، وله طريق آخر عند مسلم، ح:٧١٥ بعد، ح:١٤٦٦، الرضاع، باب استحباب نكاح ذات الدين.

## (المعجم ٧) - تَزَوُّجُ الْمَرْأَةِ مِثْلَهَا فِي السِّنِّ (التحفة ٧)

## باب:٧-عورت کی شادی اس کے ہم عمر مرد سے مناسب ہے

٣٢٢٣- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنِ الْحُسَيْنِ ابْنِ وَاقِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَطَبَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَاطِمَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّهَا صَغِيرَةٌ». فَخَطَبَهَا عَلِيٌّ فَزَوَّجَهَا مِنْهُ.

٣٢٢٣- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ (تمھارے مقابلے میں) چھوٹی ہے۔'' پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پیغام بھیجا تو آپ نے ان سے فاطمہ کا نکاح کر دیا۔

**فوائد و مسائل:** ① حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا پیغام رسول اللہ ﷺ کی دامادی کا شرف حاصل کرنے کے لیے تھا۔ ② ''چھوٹی ہے'' ویسے تو وہ بالغ تھیں' چھوٹی نہیں تھیں مگر حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی عمر کے مقابلے میں بہت چھوٹی تھیں۔ اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر بیس اکیس سال تھی۔ جبکہ ابوبکر پچاس سے اوپر ہو چکے تھے اور حضرت عمر چالیس سے تجاوز فرما چکے تھے۔ البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر تقریباً پچیس سال تھی۔ اور یہ عمر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے تقریباً برابر ہی تھی۔ نکاح میں مرد اور عورت کی عمر میں اتنا فرق کوئی زیادہ نہیں ہے۔ ③ سوال پیدا ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا پچاس سال کی عمر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنا کیسے مناسب تھا جبکہ وہ بہت چھوٹی تھیں بلکہ نابالغ تھیں۔ تین سال بعد رخصتی کے وقت بالغ ہوئیں؟ جواب یہ ہے کہ کسی عظیم مقصد کی خاطر عمر کا یہ تفاوت قابل برداشت ہے۔ نبی ﷺ دراصل خانوادۂ صدیق رضی اللہ عنہ سے خصوصی تعلق جوڑنا چاہتے تھے کیونکہ انھوں نے آپ کی وفات کے بعد خلیفہ منتخب ہونا تھا۔ اس تعلق کی بنا پر انھیں خصوصی تقدس حاصل ہو گیا۔ یہ صرف اتفاق نہیں کہ پہلے دو خلیفے آپ کے سسر اور بعد والے دو خلیفے آپ کے داماد تھے۔ اور بنوامیہ جنھوں نے تقریباً سو سال تک حکومت کی' رسول اللہ ﷺ کے سسرال تھے۔ اور بنوعباس تو خیر آپ کے نسبی رشتے دار تھے۔ مذکورہ خلفاء کی آپ سے مذکورہ نسبتوں نے ان کی حکومت کی مضبوطی میں اہم کردار ادا کیا۔

---

٣٢٢٣- [إسناده صحيح] أخرجه ابن حبان في صحيحه، ح: ٢٢٢٤ من حديث الحسين بن حريث به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٢٩، وصححه الحاكم علٰى شرط الشيخين: ٢/ ١٦٧، ١٦٨، ووافقه الذهبي، وإنما هو علٰى شرط [illegible] فقط.

(المعجم ٨) - تَزَوُّجُ الْمَوْلَى الْعَرَبِيَّةَ (التحفة ٨)

٣٢٢٤- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ طَلَّقَ، وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ فِي إِمَارَةِ مَرْوَانَ، بِنْتَ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ - وَأُمُّهَا بِنْتُ قَيْسٍ - الْبَتَّةَ، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهَا خَالَتُهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ تَأْمُرُهَا بِالْانْتِقَالِ مِنْ بَيْتِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَسَمِعَ بِذٰلِكَ مَرْوَانُ فَأَرْسَلَ إِلَى ابْنَةِ سَعِيدٍ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلٰى مَسْكَنِهَا، وَسَأَلَهَا مَا حَمَلَهَا عَلَى الْانْتِقَالِ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَعْتَدَّ فِي مَسْكَنِهَا حَتّٰى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا؟ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ تُخْبِرُهُ أَنَّ خَالَتَهَا أَمَرَتْهَا بِذٰلِكَ، فَزَعَمَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ أَبِي عَمْرِو بْنِ حَفْصٍ، فَلَمَّا أَمَّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ وَأَرْسَلَ إِلَيْهَا بِتَطْلِيقَةٍ هِيَ بَقِيَّةُ طَلَاقِهَا، وَأَمَرَ لَهَا الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ بِنَفَقَتِهَا، فَأَرْسَلَتْ زَعَمَتْ إِلَى الْحَارِثِ وَعَيَّاشٍ تَسْأَلُهُمَا الَّذِي أَمَرَ لَهَا بِهِ زَوْجُهَا، فَقَالَا:

باب:٨- آزاد کردہ غلام کا عربی (آزاد) عورت سے شادی کرنا؟

٣٢٢٤- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عثمان نے مروان کے دور حکومت میں، جب کہ وہ نوجوان تھے، سعید بن زید کی بیٹی، جس کی والدہ بنت قیس تھیں، کو بتہ طلاق دے دی۔ اس لڑکی کی خالہ حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ نے اسے پیغام بھیجا کہ وہ عبداللہ بن عمرو (خاوند) کے گھر سے منتقل ہو جائے۔ مروان نے یہ سنا تو سعید کی بیٹی کو پیغام بھیجا اور حکم دیا کہ وہ اپنے خاوند کے گھر واپس جائے۔ اور اس سے پوچھا کہ وہ اپنے اصل گھر میں عدت مکمل کرنے سے پہلے کیوں منتقل ہوئی؟ تو اس نے واپسی پیغام بھیجا اور بتایا کہ میری خالہ (صحابیہ) نے مجھے حکم دیا تھا۔ (مروان نے انھیں پیغام بھیجا تو) حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ نے کہا کہ میں ابو عمرو بن حفص ؓ کے نکاح میں تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب کو یمن کا امیر مقرر فرمایا تو میرا خاوند بھی ان کے ساتھ گیا اور وہاں سے مجھے آخری طلاق جو (تین طلاقوں میں سے) باقی تھی، بھیج دی اور میرا خرچ دینے کے لیے حضرت حارث بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ ؓ کو کہہ دیا۔ میں نے حارث اور عیاش کو پیغام بھیجا کہ مجھے میرا خرچ بھیجیں جس کا میرے خاوند نے حکم دیا ہے۔ وہ کہنے لگے: اللہ کی قسم! تیرا ہمارے ذمے کوئی خرچ نہیں مگر یہ کہ تو حاملہ ہو۔ اور تو ہماری اجازت کے بغیر

---

٣٢٢٤- أخرجه مسلم، الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها، ح: ١٤٨٠/ ٤١ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٣٢.

وَاللّٰهِ! مَا لَهَا عِنْدَنَا نَفَقَةٌ إِلَّا أَنْ تَكُونَ حَامِلًا، وَمَا لَهَا أَنْ تَكُونَ فِي مَسْكَنِنَا إِلَّا بِإِذْنِنَا، فَزَعَمَتْ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَصَدَّقَهُمَا، قَالَتْ فَاطِمَةُ: فَأَيْنَ أَنْتَقِلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: «اِنْتَقِلِي عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمَى الَّذِي سَمَّاهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ». قَالَتْ فَاطِمَةُ: فَاعْتَدَدْتُ عِنْدَهُ وَكَانَ رَجُلًا قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهُ، فَكُنْتُ أَضَعُ ثِيَابِي عِنْدَهُ، حَتّٰى أَنْكَحَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا مَرْوَانُ وَقَالَ: لَمْ أَسْمَعْ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ أَحَدٍ قَبْلَكِ، وَسَآخُذُ بِالْقَضِيَّةِ الَّتِي وَجَدْنَا النَّاسَ عَلَيْهَا. مُخْتَصَرٌ.

ہماری رہائش گاہ میں بھی نہیں رہ سکتی۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی اور آپ سے پورا معاملہ ذکر کیا۔ آپ نے ان (کے موقف) کی تصدیق فرمائی۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! تو میں کہاں رہوں؟ آپ نے فرمایا: ''تو عبداللہ بن ام مکتوم نابینا کے گھر منتقل ہو جا' جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں تذکرہ فرمایا ہے۔'' میں نے ان کے ہاں عدت گزاری۔ ان کی نظر ختم ہو چکی تھی۔ میں وہاں (بلا کھٹکے) اپنے کپڑے اتار سکتی تھی۔ حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا نکاح حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے فرما دیا۔ مروان نے ان کی اس بات کو تسلیم نہ کیا اور کہا: میں نے یہ بات تجھ سے پہلے کسی سے نہیں سنی۔ میں تو اسی طریق پر عمل کروں گا جس پر میں نے پہلے لوگوں کو پایا۔ یہ روایت (اس جگہ) مختصر (بیان ہوئی) ہے۔

**فوائد و مسائل:** ① ''بتہ طلاق'' تیسری طلاق بھی بتہ ہے کیونکہ اس کے بعد رجوع نہیں ہو سکتا کیونکہ بتہ کے معنی منقطع کر دینے والی کے ہیں۔ ② ''تصدیق فرمائی'' کیونکہ جب خاوند رجوع نہیں کر سکتا تو وہ عدت کے دوران میں اخراجات اور رہائش کا ذمہ دار کیوں ہو؟ یہ حدیث اس مسئلے میں بالکل واضح اور صریح ہے کہ مطلقۂ ثلاثہ غیر حاملہ کے لیے نفقہ ہے نہ سکنیٰ۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا یہی موقف ہے۔ حضرت علی' ابن عباس' جابر رضی اللہ عنہم اور عطاء' طاوس' حسن' عکرمہ' اسحاق' ابوثور وغیرہ فقہاء محدثین رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے اور یہی صحیح ہے۔ مسند احمد میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''مرد پر عورت کا نان ونفقہ اور رہائش اس صورت میں ہے جب طلاق رجعی ہو' اور جب طلاق رجعی نہ ہو تو پھر مرد کے ذمے نہ اس کا نان ونفقہ ہے اور نہ رہائش۔'' (مسند أحمد: ٦/ ٤١٦، ٤١٧) اور طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ ''جب عورت کسی دوسرے مرد سے نکاح کیے بغیر پہلے کے لیے حلال نہ ہو سکتی ہو تو اس عورت کے لیے (پہلے خاوند کے ذمے) نان ونفقہ ہے نہ رہائش۔'' (المعجم الكبير للطبراني: ٢٤/ ٣٨٢، ٣٨٣) احناف کا موقف ہے کہ اسے نفقہ اور سکنیٰ دونوں ملیں گے۔ حضرت عمر' ابن مسعود رضی اللہ عنہما' ابن ابی لیلیٰ اور سفیان

ثوری کا بھی یہی موقف ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بات تسلیم نہ کرنا اپنے اجتہاد کی بنا پر تھا۔ مجتہد سے اجتہاد میں غلطی ہو جانا اچنبھے کی بات نہیں' نیز نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح فرامین ان کے اجتہاد پر مقدم ہیں۔ احناف نے اس حدیث کو رد کرنے کے لیے بہت زیادہ تاویلات کی ہیں جو قابل التفات نہیں' مثلاً: یہ کسی راوی کی غلطی ہے۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا خاوند کے رشتہ داروں سے لڑتی جھگڑتی رہتی تھی' روز روز کی تو تکار سے انھیں خاوند کے گھر سے منتقل کیا گیا۔ وہ گھر ویران جگہ تھا اور خطرہ تھا کہ کوئی اوباش دیوار نہ پھلانگ آئے۔ جو نفقہ خاوند نے ان کے لیے متعین کیا تھا' وہ اس سے زائد مانگتی تھیں' اور انکار زائد سے تھا نہ کہ اصل نفقہ سے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق بھی زائد کی نفی سے تعلق رکھتی ہے' وغیرہ۔ امام مالک اور شافعی رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ اسے رہائش ملے گی نفقہ نہیں ملے گا۔ لیکن دلائل کی رو سے صحیح موقف پہلا ہی ہے۔ واللہ أعلم. ③ عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ان محترمہ کے محرم رشتہ دار ہوں گے۔ یا پھر نابینا اور بوڑھے ہونے کی وجہ سے آپ نے فاطمہ بنت قیس کو ان کے ہاں رہنے کی اجازت دی۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ عورتوں کے لیے مردوں کا دیکھنا جائز ہے' تاہم جہاں فتنے کا امکان ہو' وہاں اس کا جواز نہیں ہوگا۔ ④ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما موالی سے تھے کیونکہ ان کے والد آزاد کردہ غلام تھے۔ ویسے بنیادی طور پر حضرت زید رضی اللہ عنہ آزاد تھے اور خالص عربی تھے مگر دشمنوں نے قید کر کے بیچ دیا۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصد یہی الفاظ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کا نکاح' جو ایک بلند مرتبہ آزاد خاتون تھیں' حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے کر دیا' اگرچہ وہ مولیٰ تھے۔

٣٢٢٥- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ رَاشِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ - وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ - تَبَنَّى سَالِمًا وَأَنْكَحَهُ ابْنَةَ أَخِيهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ ابْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ - وَهُوَ مَوْلًى لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ - كَمَا تَبَنَّى رَسُولُ اللهِ

۳۲۲۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس رضی اللہ عنہ جو غزوۂ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوئے تھے' نے حضرت سالم رضی اللہ عنہ کو متبنیٰ (منہ بولا) بیٹا بنالیا تھا اور ان کا نکاح اپنی بھتیجی ہند بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس سے کر دیا تھا' حالانکہ حضرت سالم ایک انصاری عورت کے آزاد کردہ غلام تھے' جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کو متبنیٰ (منہ بولا) بیٹا بنالیا تھا۔ اور جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ جب کوئی شخص کسی کو بیٹا بنالیتا تو لوگ

---

٣٢٢٥ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب الأكفاء في الدين، ح:٥٠٨٨ عن أبي اليمان به، وهو في الكبرى، ح: ٥٣٣١، ٥٣٣٣.

ﷺ زَيْدًا، وَكَانَ مَنْ تَبَنَّى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ ابْنَهُ فَوَرِثَ مِنْ مِيرَاثِهِ حَتَّى أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي ذٰلِكَ: ﴿ٱدْعُوهُمْ لِءَابَآئِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ ٱللَّهِ فَإِن لَّمْ تَعْلَمُوٓا۟ ءَابَآءَهُمْ فَإِخْوَٰنُكُمْ فِى ٱلدِّينِ وَمَوَٰلِيكُمْ﴾ [الأحزاب: ٥] فَمَنْ لَمْ يُعْلَمْ لَهُ أَبٌ كَانَ مَوْلًى وَأَخًا فِي الدِّينِ. مُخْتَصَرٌ.

اس کو اسی کا بیٹا کہتے۔ وہ اس کا وارث بھی بنتا تھا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت اتاری: ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ......﴾ ''ان (متبناؤں) کو ان کے اصلی باپوں کی طرف منسوب کرو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بات زیادہ قرین انصاف ہے۔ البتہ اگر تم ان کے اصلی باپوں کو نہ جانتے ہو تو انھیں اپنا بھائی یا مولیٰ کہو۔'' لہٰذا جس (متبنیٰ) کا باپ معلوم نہ ہو' وہ (بیٹا بنانے والے کا) مولیٰ یا دینی بھائی ہوگا۔ (یہ حدیث اس جگہ) مختصر (بیان ہوئی) ہے۔

فائدہ: شریعت اسلامیہ میں متبنیٰ (گود لیا ہوا' منہ بولا بیٹا یا لے پالک) نہ تو بیٹا ہوتا ہے نہ وارث۔ وہ اپنے اصلی باپ ہی کا بیٹا ہے اور اسی کا وارث۔ اسی طرح کسی کو غیر باپ کی طرف منسوب کرنا بھی منع اور حرام ہے۔ الا یہ کہ نسبت اجداد کی طرف ہو جس طرح غزوۂ حنین میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے آپ کو ''ابن عبدالمطلب'' فرمایا۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الجهاد والسير' حديث: ٢٨٦٤' وصحيح مسلم' الجهاد' حديث: ١٧٧٦) کیونکہ وہ زیادہ مشہور تھے اور آپ کے والد جوانی ہی میں فوت ہو گئے تھے۔

٣٢٢٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ بِلَالٍ قَالَ: قَالَ يَحْيٰى - يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ -: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَأُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ

٣٢٢٦- نبی ﷺ کی دو ازواج مطہرات حضرت عائشہ اور ام سلمہ ؓ سے منقول ہے کہ حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس ؓ جو جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے تھے' نے حضرت سالم ؓ جو انصار کی ایک عورت کے آزاد کردہ غلام تھے' کو بیٹا بنا لیا تھا' جس طرح رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ ؓ کو بیٹا بنایا تھا' نیز حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ نے حضرت سالم کا نکاح اپنی سگی بھتیجی ہند بنت ولید بن

---

٣٢٢٦- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، النكاح، باب من حرّم به، ح: ٢٠٦١ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٣٤، وأصله في صحيح البخاري، ح: ٤٠٠٠، ٥٠٨٨ من حديث الزهري عن عروة عن عائشة به. * شيخ الزهري هو الحارث بن عبدالله بن أبي ربيعة المخزومي فيما نظن، والله أعلم.

رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ - وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ - تَبَنّٰى سَالِمًا - وَهُوَ مَوْلًى لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ كَمَا تَبَنّٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ - وَأَنْكَحَ أَبُو حُذَيْفَةَ بْنُ عُتْبَةَ سَالِمًا بِنْتَ أَخِيهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَكَانَتْ هِنْدُ بِنْتُ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ مِنْ أَفْضَلِ أَيَامٰى قُرَيْشٍ فَلَمَّا أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ: ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَآئِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ﴾. رُدَّ كُلُّ أَحَدٍ يَنْتَمِي مِنْ أُولٰئِكَ إِلٰى أَبِيهِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ يُعْلَمُ أَبُوهُ رُدَّ إِلٰى مَوَالِيهِ.

عتبہ بن ربیعہ سے کر دیا تھا۔ اور حضرت ہند بنت ولید بن عتبہ ؓ اولین مہاجرین میں سے تھیں اور وہ ان دنوں قریش کی بیوہ خواتین میں سے افضل خاتون تھیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت زید بن حارثہ ؓ کے بارے میں یہ آیت اتاری: ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَاللّٰهِ﴾ ”متبناؤں کو ان کے اصلی باپوں کی طرف منسوب کرو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بات زیادہ قرین انصاف ہے۔“ تو متبناؤں میں سے ہر ایک کو اس کے اصلی باپ کی طرف منسوب کیا گیا۔ اگر اس کے باپ کا پتہ نہ چل سکا تو اسے متبنیٰ بنانے والوں کا مولیٰ کہا گیا۔

## (المعجم ٩) - اَلْحَسَبُ (التحفة ٩)

## باب:٩- حسب (خاندانی فضائل ومراتب) کا بیان

٣٢٢٧- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَحْسَابَ أَهْلِ الدُّنْيَا الَّذِي يَذْهَبُونَ إِلَيْهِ الْمَالُ».

٣٢٢٧- حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دنیا والوں کے نزدیک حسب صرف مال کا نام ہے جس کا وہ خیال رکھتے ہیں۔ (رشتہ داری وغیرہ کے وقت)۔“

فائدہ: امام نسائی ؒ کا مقصود موجودہ اور سابقہ ابواب سے یہ ہے کہ دنیادار لوگ حسب ونسب کو رشتے کی بنیاد سمجھتے ہیں جبکہ اسلام میں دین، علم اور تقویٰ کو فضیلت کی بنیاد قرار دیا گیا ہے، لہٰذا دنیوی حسب ونسب کا لحاظ رکھنا نکاح میں ضروری نہیں بلکہ دینی حسب معتبر ہے۔ بعض حضرات نے ”کفو“ کے نام پر حسب ونسب کو بھی معتبر سمجھا ہے مگر اسے ثانوی حیثیت تو دی جا سکتی ہے، اولین نہیں۔ گویا دین اور تقویٰ کے بعد اگر حسب ونسب

---

٣٢٢٧- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٥٣، ٣٦١ من حديث حسين بن واقد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٣٥، وصححه ابن حبان، ح: ١٢٣٣، ١٢٣٤، والحاكم: ٢/ ١٦٣، ووافقه الذهبي.

بھی مل جائے تو اچھی بات ہے ورنہ نکاح کی اصل بنیاد دین ہے' لہٰذا آزاد سے غلام کا نکاح ہو سکتا ہے اگر دونوں مسلمان ہوں۔

## (المعجم ١٠) - عَلٰى مَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ (التحفة ١٠)

## باب:١٠- عورت سے کس بنیاد پر نکاح کیا جائے؟

٣٢٢٨- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خالِدٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَقِيَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «أَتَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ؟» قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: «بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا؟» قَالَ: قُلْتُ: بَلْ ثَيِّبًا قَالَ: «فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُكَ؟» قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! كُنَّ لِي أَخَوَاتٌ فَخَشِيتُ أَنْ تَدْخُلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُنَّ قَالَ: «فَذَاكَ إِذًا إِنَّ الْمَرْأَةَ تُنْكَحُ عَلٰى دِينِهَا وَمَالِهَا وَجَمَالِهَا فَعَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ».

٣٢٢٨- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک عورت سے نکاح کیا۔ نبی ﷺ مجھے ملے اور فرمایا: ''جابر! تو نے شادی کر لی ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: ''کنواری سے یا بیوہ سے؟'' میں نے عرض کیا: بیوہ سے۔ آپ نے فرمایا: ''تو نے کنواری سے کیوں نہ شادی کی؟ وہ تجھ سے دل لگی کرتی۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری کئی بہنیں ہیں۔ میں نے خدشہ محسوس کیا کہ کنواری عورت میرے اور ان کے درمیان رکاوٹ نہ بن جائے۔ آپ نے فرمایا: ''پھر ٹھیک ہے۔ عورت سے اس کے دین کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے یا مال و جمال کی وجہ سے۔ تو دین والی عورت کو پسند کر۔ تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔''

فائدہ: ''تیرے ہاتھ'' یہ جملہ محاورے کے طور پر بولا جاتا ہے جس سے مراد بددعا نہیں ہوتی۔ اس طرح کے محاورے ہر زبان ہی میں پائے جاتے ہیں۔ باقی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

## (المعجم ١١) - كَرَاهِيَةُ تَزْوِيجِ الْعَقِيمِ (التحفة ١١)

## باب:١١- بانجھ عورت سے شادی کرنے کی کراہت کا بیان

٣٢٢٩- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ

٣٢٢٩- حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

---

٣٢٢٨- أخرجه مسلم، الرضاع، باب استحباب نكاح ذات الدين، ح: ١٤٦٦/ ٥٤(٧١٥) من حديث عبدالملك ابن أبي سليمان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٣٦.

٣٢٢٩- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، النكاح، باب النهي عن تزويج من لم يلد من النساء، ح: ٢٠٥٠ من◀◀

قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُسْتَلِمُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ زَاذَانَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي أَصَبْتُ امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ وَمَنْصِبٍ إِلَّا أَنَّهَا لَا تَلِدُ أَفَأَتَزَوَّجُهَا؟ فَنَهَاهُ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَنَهَاهُ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَنَهَاهُ، فَقَالَ: «تَزَوَّجُوا الْوَلُودَ الْوَدُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمْ».

کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: مجھے ایک خاندانی اور مرتبے والی عورت ملی ہے مگر وہ بانجھ ہے۔ تو کیا میں اس سے شادی کرلوں؟ آپ نے اسے منع فرمادیا' پھر وہ دوبارہ آپ کے پاس آیا تو آپ نے پھر منع فرمایا' پھر وہ تیسری بار آیا۔ تو آپ نے پھر روک دیا۔ تب آپ نے فرمایا: ''ایسی عورتوں سے شادی کرو جو زیادہ بچے جننے والی' خوب محبت کرنے والی ہوں۔ یقیناً میں تمھاری کثرت کی وجہ سے فخر کروں گا۔''

فوائد ومسائل: ① ''مگر وہ بانجھ ہے۔'' بعض باتیں مشہور ہو جاتی ہیں' تحقیق کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یا ممکن ہے اس کی پہلے شادی ہوئی ہو اور بچے نہ ہوئے ہوں۔ ② ''منع فرمادیا'' کیونکہ نکاح کا مقصد صرف شہوت رانی نہیں بلکہ اولاد ہے۔ البتہ ایک دوسرے کا سہارا بننے کے لیے نکاح جائز ہے لیکن یہ عام طور پر بڑی عمر میں ہوتا ہے۔ نوجوان آدمی کو تندرست عورت ہی سے شادی کرنی چاہیے۔ ③ ''زیادہ بچے جننے والی'' یعنی کنواری لڑکی کیونکہ بیوہ کے مقابلے میں یہ زیادہ بچے جنتی ہے۔ یا اس بات کا پتہ اس کے خاندان اور اس کی قریبی عورتوں سے ہوسکتا ہے۔ ④ ''فخر کروں گا'' یعنی دوسرے انبیاء ﷺ اور امتوں پر جیسا کہ دیگر احادیث میں صراحتاً وارد ہے۔ (إرواء الغليل' حديث: ١٧٨٤)

## (المعجم ١٢) - تَزْوِيجُ الزَّانِيَةِ (التحفة ١٢)

## باب: ١٢- بدکار عورت سے شادی

٣٢٣٠- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّيْمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى - هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ - عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ مَرْثَدَ

٣٢٣٠- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا (عبداللہ بن عمرو ؓ) سے روایت ہے کہ حضرت مرثد بن ابی مرثد غنوی ؓ بہت بہادر اور قوی شخص تھے۔ وہ مکہ مکرمہ سے مسلمان قیدی اٹھا کر مدینہ لے آتے تھے۔ انھوں

---

◄ حديث يزيد بن هارون به، وهو في الكبرى، ح: ٥٣٤٢، وصححه ابن حبان، ح: ١٢٢٩، ١٢٣٠، والحاكم: ٢/ ١٦٢، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد كثيرة.

٣٢٣٠- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في قوله تعالى: ﴿الزاني لا ينكح إلا زانية﴾، ح: ٢٠٥١ عن إبراهيم التيمي به، وهو في الكبرى، ح: ٥٣٣٨، وقال الترمذي، ح: ٣١٧٧: حسن غريب، وصححه الحاكم: ٢/ ١٦٦، ووافقه الذهبي.

ابْنَ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيِّ - وَكَانَ رَجُلًا شَدِيدًا وَكَانَ يَحْمِلُ الْأُسَارٰى مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ - قَالَ: فَدَعَوْتُ رَجُلًا لِأَحْمِلَهُ، وَكَانَ بِمَكَّةَ بَغِيٌّ يُقَالُ لَهَا عَنَاقُ، وَكَانَتْ صَدِيقَتَهُ، خَرَجَتْ فَرَأَتْ سَوَادِي فِي ظِلِّ الْحَائِطِ فَقَالَتْ: مَنْ هٰذَا؟ مَرْثَدٌ مَرْحَبًا وَأَهْلًا يَا مَرْثَدُ! اِنْطَلِقِ اللَّيْلَةَ فَبِتْ عِنْدَنَا فِي الرَّحْلِ، قُلْتُ: يَا عَنَاقُ! إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَرَّمَ الزِّنَا، قَالَتْ: يَا أَهْلَ الْخِيَامِ! هٰذَا الدُّلْدُلُ [هٰذَا] الَّذِي يَحْمِلُ أُسَرَاءَكُمْ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَسَلَكْتُ الْخَنْدَمَةَ، فَطَلَبَنِي ثَمَانِيَةٌ فَجَاؤُوا حَتّٰى قَامُوا عَلٰى رَأْسِي فَبَالُوا [فَطَارَ] بَوْلُهُمْ عَلَيَّ وَأَعْمَاهُمُ اللهُ عَنِّي، فَجِئْتُ إِلٰى صَاحِبِي فَحَمَلْتُهُ، فَلَمَّا انْتَهَيْتُ بِهِ إِلَى الْأَرَاكِ فَكَكْتُ عَنْهُ كَبْلَهُ، فَجِئْتُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنْكِحُ عَنَاقَ؟ فَسَكَتَ عَنِّي فَنَزَلَتْ: ﴿وَالزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَآ إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ﴾ [النور: ٣] فَدَعَانِي فَقَرَأَهَا عَلَيَّ وَقَالَ: «لَا تَنْكِحْهَا».

نے فرمایا: میں نے ایک مسلمان قیدی سے طے کیا کہ میں تمھیں اٹھا کر لے جاؤں گا۔ مکہ میں ایک بدکار عورت رہتی تھی جس کا نام عناق تھا۔ وہ (دور جاہلیت میں) مجھ سے ''دوستانہ'' تعلقات رکھتی تھی۔ (اس دن) وہ نکلی تو اس نے ایک دیوار کے سائے میں مجھے کھڑا دیکھا۔ کہنے لگی: کون! مرثد ہے؟ خوش آمدید اور مرحبا ہو اے مرثد! آؤ گھر چلیں، رات ہمارے پاس ٹھہرنا۔ میں نے کہا: اے عناق! رسول اللہ ﷺ نے زنا کو حرام قرار دیا ہے۔ اس نے شور مچا دیا: اے خیموں میں رہنے والو! یہ وہ خار پشت ہے جو تمھارے قیدی مکہ سے اٹھا کر مدینہ لے جاتا ہے۔ میں خندمہ پہاڑ کی طرف بھاگ نکلا (اور ایک غار میں جا چھپا)۔ آٹھ آدمی میرے پیچھے بھاگے۔ وہ آ کر (عین اس غار کے اوپر) میرے سر کی سیدھ میں کھڑے ہو گئے اور پیشاب کرنے لگے۔ حتی کہ ان کا پیشاب میرے اوپر گرتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انھیں مجھ سے اندھا کر دیا (اور وہ ناکام واپس چلے گئے۔) میں پھر اپنے اس ساتھی کے پاس پہنچا اور اسے اٹھایا۔ جب میں اسے اٹھا کر پیلو کے درختوں کے جھنڈ کے پاس پہنچا تو میں نے اس کی بیڑیاں توڑیں۔ پھر میں اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں عناق سے نکاح کر لوں؟ آپ خاموش رہے، پھر یہ آیت اتری: ﴿وَالزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَآ إِلَّا زَانٍ......﴾ ''زانی عورت سے زانی مرد یا مشرک ہی نکاح کرتا ہے۔'' آپ نے مجھے بلایا، یہ آیت میرے سامنے تلاوت فرمائی اور فرمایا: ''تو اس سے نکاح مت کر۔''

فوائد ومسائل: ① ''قوی اور بہادر'' اپنے دور جاہلیت میں یہ چور اور ڈاکو تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی عادت کے پیش نظر انھیں مسلمان قیدی اٹھالانے پر مقرر فرمادیا۔ رضي الله عنه وأرضاه. انھوں نے یہ خدمت لوجه الله انجام دی۔ ② ''خارپشت'' اردو میں اسے سیہ کہتے ہیں جو اپنے جسم کے کانٹوں سے اپنا دفاع کرتی ہے۔ تشبیہ رات کے وقت آنے میں ہوگی۔ ③ ''نکاح کرلوں'' تاکہ پردہ بھی رہے اور قیدی بھی آزاد ہوتے رہیں۔ وہ شور بھی نہیں مچائے گی۔ ④ معلوم ہوا مومن شخص مشرک زانیہ سے نکاح نہیں کرسکتا' البتہ اگر وہ مسلمان ہوجائے اور زنا سے توبہ کرلے تو اس سے نکاح جائز ہے۔ مسلمان بدکار عورت اگر زنا پر مصر ہو تو اس سے بھی مومن صالح کو نکاح کرنا جائز نہیں۔ توبہ کی صورت میں کوئی حرج نہیں۔ ''زانیہ'' اسی وقت تک کہا جائے گا جب تک وہ زنا پر قائم رہے۔ چھوڑ دے اور توبہ کرلے تو وہ زانیہ نہیں۔

٣٢٣١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَغَيْرُهُ عَنْ هَارُونَ بْنِ رِئَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ وَعَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، - عَبْدُ الْكَرِيمِ يَرْفَعُهُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَهَارُونُ لَمْ يَرْفَعْهُ - قَالَا: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ عِنْدِي امْرَأَةً هِيَ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَهِيَ لَا تَمْنَعُ يَدَ لَامِسٍ، قَالَ: «طَلِّقْهَا» قَالَ: لَا أَصْبِرُ عَنْهَا، قَالَ: «اِسْتَمْتِعْ بِهَا».

٣٢٣١- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: میرے نکاح میں ایک عورت ہے جو مجھے سب لوگوں سے زیادہ پیاری ہے مگر وہ کسی چھیڑ چھاڑ کرنے والے کو نہیں روکتی۔ آپ نے فرمایا: ''اسے طلاق دے دے۔'' وہ کہنے لگا: میں اس سے صبر نہیں کرسکتا۔ آپ نے فرمایا: ''پھر اسی طرح فائدہ اٹھاتا رہ۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ بِثَابِتٍ، وَعَبْدُ الْكَرِيمِ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ، وَهَارُونُ بْنُ رِئَابٍ أَثْبَتُ مِنْهُ وَقَدْ أَرْسَلَ الْحَدِيثَ. وَهَارُونُ ثِقَةٌ وَحَدِيثُهُ أَوْلٰى

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی ؒ) بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے کیونکہ عبدالکریم (راوی) قوی نہیں ہے' جبکہ ہارون بن رئاب اس سے زیادہ بہتر ہے۔ اور اس نے اس حدیث کو مرسل بیان کیا ہے۔

٣٢٣١- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٥٣٤٠، وللحديث شاهد سيأتي، ح:٣٤٩٤، وانظر هناك شرح الحديث.

بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْكَرِيمِ.

چونکہ ہارون ثقہ ہے' لہٰذا عبدالکریم کے بجائے اس کی حدیث صحیح کہلانے کے زیادہ لائق ہے۔

**فوائد و مسائل:** ① [لَا تَرُدُّ يَدَ لَامِسٍ] اس کے مفہوم میں اختلاف ہے۔ بعض نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ وہ عورت چھیڑ چھاڑ کو برا محسوس نہیں کرتی تھی اور چھیڑ چھاڑ کرنے والے کو روکتی نہیں تھی۔ بعض نے اس سے مراد مالی سخاوت لی ہے' یعنی وہ عورت بہت زیادہ صدقہ و خیرات کرتی تھی۔ یہ بات تو پکی ہے وہ عورت فاحشہ نہ تھی ورنہ رسول اللہ ﷺ اسے اپنے پاس ٹھہرائے رکھنے کا اختیار کبھی نہ دیتے کیونکہ دینی مسائل میں آپ وحی کے بغیر نہیں بولتے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (النجم ۵۳: ۳) اور وحی میں فحاشی کی ممانعت ہے اجازت نہیں۔ ﴿وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ﴾ (الأعراف ۷: ۲۸) نیز ایسی بیوی کو اگر خاوند برداشت کرے تو وہ دیوث کہلاتا ہے۔ اور دیوث کے بارے میں وعید ہے۔ سخاوت والا مفہوم بھی معتبر نہیں' اس لیے کہ سخاوت مندوب و مطلوب چیز ہے۔ ایسی خاتون کو تنبیہ کی جا سکتی ہے' خاوند اس پر پابندی عائد کر سکتا ہے اور اس کا خرچ تو کم کر سکتا ہے' لیکن اس وجہ سے طلاق کسی صورت بھی جائز نہیں' نہ نبی ﷺ اس کا حکم ہی دے سکتے ہیں' نیز اگر یہ معنی ہوتے تو [يَدَ لَامِسٍ] کی بجائے يَدَ مُلْتَمِسٍ ہونا چاہیے تھا کیونکہ سائل کو ملتمس کہتے ہیں لامس نہیں۔ بہر حال اس کا راجح مفہوم یہ ہے کہ خاوند کو اپنی بیوی کی طبیعت اور مزاج کا علم تھا۔ اس نے قرائن کی رو سے یہ اندازہ لگایا کہ اگر کوئی اسے چھیڑنا چاہے تو یہ اسے روک نہیں سکے گی۔ فی الواقع ایسا ہوا نہیں تھا۔ اس خدشے کا اظہار انھوں نے نبی اکرم ﷺ سے کیا تو اس خدشے سے بچنے کے لیے آپ نے اسے الگ کر دینے کا مشورہ دیا' پھر جب اس نے اس سے اپنی بے پناہ محبت کا اظہار کیا تو آپ نے اسے عقد میں رکھنے کا مشورہ دیا کیونکہ محض وہم اور اندیشے کی بنا پر اسے الگ کر دینا درست نہ تھا۔ واللہ أعلم.

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اور شیخ اتیوبی حفظہ اللہ نے بھی اسی مفہوم کو راجح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرة العقبیٰ' شرح سنن النسائي: ۲۷/۱۰۵-۱۰۷) ② امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ روایت مرسل صحیح ہے' یعنی اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ذکر صحیح نہیں۔ بعض نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے مگر یہ بات صحیح نہیں ہے۔ درست یہ ہے کہ یہ حدیث متصلاً بھی حسن صحیح ہے کیونکہ یہ دیگر صحیح سندوں سے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے متصلاً ثابت ہے۔ دیکھیے' حدیث: ۳۴۹۴' ۳۴۹۵.

## (المعجم ۱۳) - بَابُ كَرَاهِيَةِ تَزْوِيجِ الزُّنَاةِ (التحفة ۱۳)

## باب: ۱۳- زنا کار عورتوں سے نکاح کی ممانعت کا بیان

٣٢٣٢- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «تُنْكَحُ النِّسَاءُ لِأَرْبَعَةٍ: لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ».

۳۲۳۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”عورتوں سے چار وجوہات کی بنا پر نکاح کیا جاتا ہے: مال کی بنا پر، حسب ونسب کی بنا پر، خوب صورتی کی بنا پر اور دین کی بنا پر۔ تو دین والی کو حاصل کر، تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔“

فوائد ومسائل: ① اس روایت میں صراحتاً تو زنا کار عورتوں سے نکاح کا ذکر نہیں، البتہ آپ کا فرمان: ”دین والی کو حاصل کر“ کا نتیجہ یہی ہے کہ زانیہ سے نکاح نہ کیا جائے کیونکہ وہ دین والی نہیں۔ دین والی سے مراد دین کے واجبات ونواہی کی پابند عورت ہے۔ ② ہر معاملے میں دین دار لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے کہ ان کے اخلاق، عادات اور فیوض و برکات سے مستفید ہونے کا موقع ملتا ہے۔ ③ حسب ونسب، جمال اور مال دار خاتون سے شادی کرنا ممنوع نہیں بلکہ اہم صفت ”دین داری“ کو اہمیت نہ دینا معیوب ہے۔ دین داری کے ساتھ اگر باقی صفات بھی ہوں تو سونے پر سہاگہ ہے۔ لیکن ایک دین دار خاتون کا رشتہ محض اس بنا پر ٹھکرا دینا کہ وہ مال دار یا حسب ونسب والی نہیں، درست نہیں ہے۔ ④ کلمات کا وہی مفہوم مراد لیا جائے گا جو معاشرے میں رائج ہے، وہ اچھا ہو یا برا۔ ظاہری الفاظ کو نہیں دیکھا جائے گا، جیسے تَرِبَتْ يَدَاكَ اور ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ وغیرہ۔ بظاہر الفاظ سے بددعائیہ کلمات ہیں مگر ان کا ظاہری مفہوم مراد نہیں۔ ⑤ آدمی کو مستقبل اور انجام کار سوچ کر کسی کام کا فیصلہ کرنا چاہیے۔ نیک عورت کی وجہ سے آدمی مستقبل میں سعادت مند ہوگا کیونکہ وہ خاوند کے گھر، اہل، مال اور اس کی عزت کی حفاظت کرے گی، نیز اطاعت اور فرمانبرداری کو اپنی سعادت سمجھے گی۔ اس کے برعکس غیر صالح عورت بہت سی پریشانیوں کا باعث بنے گی۔ ⑥ لوگوں کی اکثریت نکاح کے لیے انتخاب میں غلطی کرتی ہے۔ یہ اکثریت دلیل نہیں بن سکتی۔ درست معیار وہی ہے جو شریعت نے مقرر فرمایا، یعنی دینداری کو ترجیح۔

## (المعجم ١٤) - أَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ (التحفة ١٤)

## باب: ۱۴- کون سی عورت بہتر ہے؟

٣٢٣٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

۳۲۳۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

٣٢٣٢- أخرجه مسلم، الرضاع، باب استحباب نكاح ذات الدين، ح:١٤٦٦/٥٣ عن عبيدالله بن سعيد، والبخاري، النكاح، باب الأكفاء في الدين، ح:٥٠٩٠ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٣٣٧.

٣٢٣٣- [إسناده حسن] أخرجه أحمد:٢/ ٤٣٢ من حديث محمد بن عجلان به، وصرح بالسماع، وهو في ◀◀

اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: أَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ؟ قَالَ: «الَّتِي تَسُرُّهُ إِذَا نَظَرَ، وَتُطِيعُهُ إِذَا أَمَرَ، وَلَا تُخَالِفُهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ».

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: کون سی عورت بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ عورت کہ جب خاوند اسے دیکھے تو وہ اسے خوش کردے۔ اور جب اسے کوئی حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے اور اپنے نفس اور مال میں اس کی مخالفت نہ کرے جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔''

فائدہ: خاوند بیوی کی موافقت کے بغیر معاشرہ پرسکون نہیں رہ سکتا۔ اگر دونوں کی مساوی حیثیت ہو تو موافقت کا امکان بہت کم ہے' اس لیے بیوی کو خاوند کے تابع کر دیا گیا کیونکہ مرد بلکہ مذکر کی فضیلت فطرتاً اور عملاً مسلم ہے' لہٰذا بہترین بیوی وہ ہے جو اپنے خاوند کے تابع فرمان رہے تا کہ یہ معاشرہ جنت نظیر بن سکے۔ جس معاشرے میں مرد وزن کی حیثیت مساوی ہے' وہاں معاشرتی بے سکونی اور ازدواجی ابتری عام ہے۔ خاوند' بیوی اور والدین میں محبت واحترام مفقود ہے جو امن واطمینان کی بنیاد ہے۔

## (المعجم ١٥) - اَلْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ (التحفة ١٥)

## باب:۱۵- نیک عورت (کی اہمیت) کا بیان

٣٢٣٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ - وَذَكَرَ آخَرَ - أَخْبَرَنَا شُرَحْبِيلُ بْنُ شَرِيكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الدُّنْيَا كُلَّهَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ».

۳۲۳۴- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا سب کی سب وقتی فائدے کی چیز ہے۔ اور دنیا کے سامان میں سے بہترین چیز نیک عورت ہے۔''

فائدہ: دنیا بذات خود مقصود نہیں اور نہ یہ باقی ہی رہنے والی ہے بلکہ وقتی فائدے کے لیے ہے۔ دنیا میں سے بہترین چیز نیک عورت ہے کیونکہ خاوند کا بیوی کے ساتھ ہر وقت کا تعلق ہے۔ اگر وہ اچھی ہے تو پوری دنیوی

---

الكبرٰى، ح: ٥٣٤٣.

٣٢٣٤ـ أخرجه مسلم، الرضاع، باب خير متاع الدنيا المرأة الصالحة، ح: ١٤٦٩ من حديث عبدالله بن يزيد المقريء به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٤٤.

زندگی امن وسکون سے گزرے گی۔ اور اگر عورت اچھی نہ ہوئی تو ہر وقت جھگڑا رہے گا' پریشانی کا دور دورہ ہوگا اور زندگی اجیرن ہو جائے گی۔ أعاذنا الله منها.

(المعجم ١٦) - اَلْمَرْأَةُ الْغَيْرَاءُ (التحفة ١٦)

باب:١٦- غیرت (رشک) والی عورت کا بیان

٣٢٣٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَنَسٍ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! أَلَا تَتَزَوَّجُ مِنْ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ؟ قَالَ: «إِنَّ فِيهِمْ لَغَيْرَةً شَدِيدَةً».

٣٢٣٥- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ انصاری عورتوں میں سے کسی کے ساتھ شادی نہیں فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''ان میں غیرت بہت ہے۔''

فائدہ: انصار دھیمے مزاج کے لوگ تھے' اس لیے ان کی عورتیں ان پر غالب تھیں۔ وہ ان سے ڈرتے تھے۔ اس طرح انصاری عورتوں کے مزاج میں کچھ حدت پیدا ہو گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی پہلے سے بیویاں تھیں۔ تیز مزاج والی عورت کا اپنی سوکنوں اور خاوند سے نباہ نہیں ہوتا بلکہ مستقل سر دردی بن جاتی ہے۔ آپ نے شاید اسی لیے انصار میں نکاح نہیں فرمایا۔

(المعجم ١٧) - إِبَاحَةُ النَّظَرِ قَبْلَ التَّزْوِيجِ (التحفة ١٧)

باب:١٧- شادی سے پہلے عورت کو دیکھنے کا جواز

٣٢٣٦- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ - عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَطَبَ رَجُلٌ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هَلْ

٣٢٣٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے ایک انصاری عورت کو شادی کا پیغام بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے اسے دیکھا ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''(پہلے) اسے دیکھ لے۔''

---

٣٢٣٥- [إسناده صحيح] رواه ابن أبي حاتم من حديث حماد بن سلمة وغيره به، وأعله بعلة غير قادحة. * إسحاق ابن عبدالله هو ابن أبي طلحة.

٣٢٣٦- أخرجه مسلم، النكاح، باب ندب النظر إلى وجه المرأة وكفيها لمن يريد تزوجها، ح: ١٤٢٤/٧٥ من حديث مروان بن معاوية الفزاري به، وهو في الكبرى، ح: ٥٣٤٥.

نَظَرْتَ إِلَيْهَا؟» قَالَ: لَا، فَأَمَرَهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهَا.

فائدہ: عورت کو تَلَذُّذ کی خاطر دیکھنا منع ہے۔ کسی ضرورت کی خاطر منع نہیں۔ نکاح ایک اہم ضرورت ہے نیز ساری زندگی کا ساتھ ہے اس لیے کسی ممکنہ بدمزگی سے بچنے کے لیے مناسب ہے کہ پہلے اسے دیکھ لیا جائے۔ اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ ان کے گھر جا کر مطالبہ کرے بلکہ کسی حیلے بہانے سے دیکھ لیا جائے۔ یا پھر گھریلو عورتوں کے ذریعے سے دیکھنے دکھانے اور دیگر ضروری معلومات حاصل کرنے کا مسئلہ حل کر لیا جائے۔

٣٢٣٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ أَبِي رِزْمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيِّ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: خَطَبْتُ امْرَأَةً عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَنَظَرْتَ إِلَيْهَا؟» قُلْتُ: لَا، قَالَ: «فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا».

٣٢٣٧- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک عورت کو شادی کا پیغام بھیجا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”کیا تو نے اسے دیکھا ہے؟“ میں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اسے دیکھ لے۔ اس طریقے سے تمھارے درمیان محبت والفت پیدا ہونا زیادہ ممکن ہوگا۔“

## (المعجم ١٨) - اَلتَّزْوِيجُ فِي شَوَّالٍ (التحفة ١٨)

## باب: ١٨- شوال میں نکاح کرنا

٣٢٣٨- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:

٣٢٣٨- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے شوال میں نکاح فرمایا۔ اور شوال ہی میں مجھے آپ نے گھر بسایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پسند فرماتی تھیں کہ ان کی رشتہ دار عورتوں کی رخصتی شوال میں

---

٣٢٣٧- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في النظر إلى المخطوبة، ح: ١٠٨٧ من حديث عاصم بن سليمان الأحول به، وقال: "حسن"، وصححه البوصيري، وابن ماجه، ح: ١٨٦٦، وهو في الكبرى، ح: ٥٣٤٦.

٣٢٣٨- أخرجه مسلم، النكاح، باب استحباب التزوج والتزويج في شوال واستحباب الدخول فيه، ح: ١٤٢٣ من حديث سفيان الثوري به.

تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي شَوَّالٍ، وَأُدْخِلْتُ عَلَيْهِ فِي شَوَّالٍ، - وَكَانَتْ عَائِشَةُ تُحِبُّ أَنْ تُدْخِلَ نِسَاءَهَا فِي شَوَّالٍ - فَأَيُّ نِسَائِهِ كَانَتْ أَحْظَى عِنْدَهُ مِنِّي.

ہو۔ (آپ فرماتی تھیں:) رسول اللہ ﷺ کی بیویوں میں سے کون مجھ سے بڑھ کر آپ کے ہاں خوش نصیب ثابت ہوئی؟

فوائد ومسائل: ① شوال کا لفظی معنی ذرا قبیح ہے، اس لیے جاہلیت کے لوگ اس مہینے کو منحوس سمجھتے تھے اور اس میں شادی بیاہ کے قائل نہ تھے جیسا کہ آج کل لوگ محرم میں شادی بیاہ کو جائز نہیں سمجھتے کہ یہ سوگ کا مہینہ ہے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ جو جوڑا شوال میں شادی کرتا ہے۔ ان میں باہمی اختلاف، دشمنی اور نفرت پھوٹ پڑتی ہے اور وہ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ مگر اسلام ایسے توہمات کا قائل نہیں۔ وہ تمام معاملات اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات کے سپرد کرتا ہے، لہٰذا ایک مسلمان کو کسی مہینے میں شادی بیاہ سے نہیں ڈرنا چاہیے۔ ② ''پسند فرماتی تھیں'' حضرت عائشہ ؓ کا یہ پسند فرمانا جاہلیت کے نظریے کی تردید کی بنا پر تھا اور اگلی بات ''کون مجھ سے......'' بھی اسی لیے تھی۔ ③ بعض ایام، اشخاص، اوقات اور مہینوں سے نحوست پکڑنا جاہلیت کا کام ہے۔ کوئی وقت منحوس نہیں۔ سارے وقت اللہ کے بنائے ہوئے ہیں۔ ④ ''گھر بسایا'' یعنی تین سال بعد۔ ⑤ ''خوش نصیب'' رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جو محبت، توجہ اور احترام حضرت عائشہ ؓ کو حاصل ہوا، کسی اور ام المومنین کو حاصل نہ ہوا۔ اور اس میں ان کی ذہانت، فطانت، ادب اور خلوص کو زیادہ دخل ہے۔ امت کی تعلیم خصوصاً خانگی امور کے بارے میں انھی کے ساتھ خاص ہے۔ رضي الله عنها و أرضاها.

## (المعجم ١٩) - اَلْخِطْبَةُ فِي النِّكَاحِ (التحفة ١٩)

## باب: ١٩- نکاح کے لیے پیغام بھیجنے کا بیان

٣٢٣٩- أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ ابْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ ابْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ شَرَاحِيلَ الشَّعْبِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ -

٣٢٣٩- حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ سے مروی ہے جو کہ اولین مہاجر عورتوں میں سے تھیں، کہتی ہیں: مجھے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور چند دوسرے صحابہ نے شادی کا پیغام بھیجا لیکن رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت اسامہ بن زید ؓ کے لیے طلب فرمالیا۔ اور اس سے پہلے میں یہ سن چکی تھی کہ

٣٢٣٩- أخرجه مسلم، الفتن، باب قصة الجساسة، ح: ٢٩٤٢/ ١١٩ عن عبدالصمد به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٥٣.

وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ - [قَالَتْ]: خَطَبَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَخَطَبَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلٰى مَوْلَاهُ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، وَقَدْ كُنْتُ حُدِّثْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَحَبَّنِي فَلْيُحِبَّ أُسَامَةَ» فَلَمَّا كَلَّمَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ قُلْتُ: أَمْرِي بِيَدِكَ فَأَنْكِحْنِي مَنْ شِئْتَ، فَقَالَ: «انْطَلِقِي إِلٰى أُمِّ شَرِيكٍ» - وَأُمُّ شَرِيكٍ امْرَأَةٌ غَنِيَّةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ عَظِيمَةُ النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ يَنْزِلُ عَلَيْهَا الضِّيفَانُ -. فَقُلْتُ: سَأَفْعَلُ قَالَ: «لَا تَفْعَلِي، فَإِنَّ أُمَّ شَرِيكٍ كَثِيرَةُ الضِّيفَانِ، فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَسْقُطَ عَنْكِ خِمَارُكِ أَوْ يَنْكَشِفَ الثَّوْبُ عَنْ سَاقَيْكِ فَيَرَى الْقَوْمُ مِنْكِ بَعْضَ مَا تَكْرَهِينَ، وَلٰكِنِ انْتَقِلِي إِلَى ابْنِ عَمِّكِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ، وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي فِهْرٍ». فَانْتَقَلْتُ إِلَيْهِ. مُخْتَصَرٌ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جو شخص مجھ سے محبت رکھتا ہے' وہ اسامہ سے محبت رکھے۔'' چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے اس بارے میں بات فرمائی تو میں نے عرض کیا: میرے بارے میں آپ کو کلی اختیار حاصل ہے۔ آپ جس سے پسند فرمائیں' میرا نکاح فرما دیں۔ آپ نے فرمایا: ''تم ام شریک ؓ کے گھر چلی جاؤ۔'' حضرت ام شریک ؓ مال دار انصاری خاتون تھیں اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں بہت کچھ خرچ کیا کرتی تھیں۔ ان کے ہاں (بہت) مہمان آیا کرتے تھے۔ میں نے کہا: ٹھیک ہے۔ میں چلی جاؤں گی۔ پھر آپ نے فرمایا: ''تو ایسے نہ کرنا کیونکہ ام شریک کے گھر تو اکثر مہمان آتے رہتے ہیں۔ مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ تیرے سر سے اوڑھنی سرک جائے یا تیری پنڈلیوں سے کپڑا ہٹ جائے' پھر لوگ تجھے (کھلے بدن) دیکھیں گے تو تجھے یہ ناپسند ہوگا' اس لیے تو اپنے چچازاد بھائی عبداللہ بن عمرو بن ام مکتوم کے گھر منتقل ہو جا۔ اور وہ بنی فہر قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔'' میں ان کے ہاں منتقل ہوگئی۔ روایت مختصر ہے۔

**فوائد و مسائل:** ① نکاح کا پیغام بھیجنا کوئی معیوب بات نہیں اور نہ کسی کو اس پر ناراض ہونا چاہیے۔ جب تک کوئی چیز طلب نہ کی جائے' وہ کیسے مل سکے گی؟ البتہ پیغام عورت کے ولی کو بھیجا جائے۔ بیوہ کو براہ راست بھی پیغام بھیجا جا سکتا ہے۔ وہ اپنے اولیاء کے مشورے سے جواب دے گی۔ حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ کو آخری طلاق ہوگئی تھی اور عدت ختم ہو چکی تھی۔ دوران عدت شادی کا پیغام ممنوع ہے۔ حدیث کی ترتیب میں فرق ہے۔ ② ''مال دار خاتون'' یہ ترجمہ ہے غنیة کا۔ بعض نسخوں میں لفظ عتیقة ہے' یعنی بوڑھی خاتون تھیں۔ یہ معنی بھی صحیح ہیں۔ تبھی تو ان کے پاس اجنبی مہمان آ کر ٹھہرتے تھے۔ اور وہ انھیں کھانا کھلاتی تھیں۔

(المعجم ٢٠) - اَلنَّهْيُ أَنْ يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيهِ (التحفة ٢٠)

باب:٢٠- کسی کے پیغام نکاح پر پیغام نکاح بھیجنے کی ممانعت کا بیان

٣٢٤٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَخْطُبْ أَحَدُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ بَعْضٍ».

٣٢٤٠- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص کسی دوسرے کے پیغام نکاح پر اپنا پیغام نکاح نہ بھیجے۔“

فوائد و مسائل: ① کسی کے پیغام پر پیغام بھیجنا اخلاق کے منافی ہے بلکہ حسد اور خود غرضی کا آئینہ دار ہے‘ اس لیے اسلام نے اس سے منع فرمایا ہے۔ شریعت اسلامی کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ یہ فرد اور معاشرے کی اصلاح کرتی ہے‘ باہمی الفت اور مودت کی ترغیب اور اختلاف‘ دشمنی اور نفرت کا سبب بننے والی ہر چیز سے روکتی ہے۔ ② ہاں اگر پیغام رد ہو جائے یا عورت اور اس کے ولی مزید پیغامات کے خواہش مند ہوں یا پہلے پیغام بھیجنے والا اجازت دے دے یا ایک ہی وقت میں دو تین پیغام آ جائیں تو کوئی حرج نہیں‘ پیغام بھیجا جا سکتا ہے۔ منع تب ہے جب بات چیت چل رہی ہو اور رجحان ہو چکا ہو‘ پیغام قبول ہو چکا ہو یا قبولیت کے قریب ہو۔

٣٢٤١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: - وَقَالَ مُحَمَّدٌ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: - «لَا تَنَاجَشُوا، وَلَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَلَا يَبِيعُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ أَخِيهِ، وَلَا يَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيهِ، وَلَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا

٣٢٤١- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دھوکا دہی کے لیے بھاؤ نہ بڑھاؤ۔ کوئی شہری کسی دیہاتی کا سامان نہ بیچے۔ کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے اور نہ اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر اپنا پیغام بھیجے۔ اور نہ کوئی عورت اپنی سوکن کی طلاق کا مطالبہ کرے کہ اس کے برتن میں جو ہے اسے الٹا دے (اسے حاصل ہونے والے فوائد سے محروم کر دے)۔“

٣٢٤٠- أخرجه مسلم، النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة أخيه حتى يأذن أو يترك، ح: ١٤١٢ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٥٤، وأخرجه البخاري، ح: ٥١٤٢ من حديث نافع به.

٣٢٤١- أخرجه البخاري، البيوع، باب: لا يبيع على بيع أخيه ولا يسوم ... الخ، ح: ٢١٤٠، ومسلم، النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة أخيه حتى يأذن أو يترك، ح: ١٤١٣ من حديث سفيان بن عيينة به.

لِتَكْتَفِيءَ مَا فِي إِنَائِهَا».

فوائد و مسائل: ① ''بھاؤ نہ بڑھاؤ'' یعنی چیز خریدنے کی نیت نہیں ہوتی' صرف گاہک کو دھوکا دینے کی نیت سے زیادہ بھاؤ لگا دیتا ہے تاکہ وہ پھنس جائے۔ یہ دھوکا دہی اور ظلم ہے' لہٰذا منع ہے۔ ② ''سامان نہ بیچے'' کیونکہ اس طرح مہنگائی بڑھے گی۔ ہاں اس کے لیے سامان خرید سکتا ہے کیونکہ اس میں مہنگائی کا خطرہ نہیں بلکہ مہنگائی میں کمی آئے گی۔ ③ ''سودا نہ کرے'' جب تک پہلا شخص سودا کر رہا ہے' کسی دوسرے کو بھاؤ بگاڑنے کی اجازت نہیں۔ ہاں ان کا سودا نہ ہو سکے تو کوئی دوسرا شخص بھی سودا کر سکتا ہے۔ ④ ''مطالبہ کرے'' یعنی پہلی بیوی کو طلاق دو ورنہ نکاح نہ کروں گی۔ یہ ناجائز ہے کیونکہ یہ خود غرضی ہے۔

٣٢٤٢- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ؛ ح: وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا يَخْطُبْ أَحَدُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيهِ».

۳۲۴۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص اپنے (دینی) بھائی کے پیغام نکاح پر اپنا پیغام نہ بھیجے۔''

٣٢٤٣- أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَخْطُبْ أَحَدُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ

۳۲۴۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر اپنا پیغام نہ بھیجے حتی کہ وہ نکاح کر لے یا پیغام چھوڑ دے۔''

---

٣٢٤٢- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٦٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٥٢٣، والكبرى، ح: ٥٣٥٥، وأخرجه البخاري، النكاح، باب: لا يخطب على خطبة أخيه حتى . . . الخ، ح: ٥١٤٣ من حديث جعفر بن ربيعة عن الأعرج به مطولاً.

٣٢٤٣- أخرجه مسلم، ح: ١٤١٣ من حديث ابن وهب به، انظر الحديث الآتي برقم: ٤٥٠٦.

أَخِيهِ حَتَّى يَنْكِحَ أَوْ يَتْرُكَ».

فائدہ: ”حتی کہ وہ نکاح کر لے“ یعنی دوسرے شخص کو انتظار کرنا چاہیے‘ دیکھے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ اگر ان کی بات چیت کامیاب ہو جائے اور نکاح ہو جائے تو بہت اچھی بات ہے۔ اور اگر بات طے نہ ہو سکے تو پھر دوسرا شخص بھی پیغام بھیج سکتا ہے۔

٣٢٤٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ».

٣٢٤٤- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص اپنے کسی (دینی) بھائی کے پیغام نکاح پر اپنا پیغام نہ بھیجے۔“

## (المعجم ٢١) - خِطْبَةُ الرَّجُلِ إِذَا تَرَكَ الْخَاطِبُ أَوْ أَذِنَ لَهُ (التحفة ٢١)

## باب:٢١- جب پہلے پیغام بھیجنے والا ارادہ ترک کر دے یا اجازت دے دے تو کوئی دوسرا پیغام بھیج سکتا ہے

٣٢٤٥- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَبِيعَ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ الرَّجُلِ حَتَّى يَتْرُكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهُ أَوْ يَأْذَنَ لَهُ الْخَاطِبُ.

٣٢٤٥- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص کسی دوسرے کے سودے پر سودا کرے یا اس کے پیغام نکاح پر پیغام بھیجے‘ حتی کہ پہلے پیغام بھیجنے والا ارادہ ترک کر دے یا دوسرے کو اجازت دے دے۔

فائدہ: اگر ایک شخص سودا کر رہا ہے تو کسی دوسرے کے لیے جائز نہیں کہ وہ سودا شروع کرے‘ چہ جائیکہ سودا ہو چکا ہو۔

---

٣٢٤٤ـ أخرجه مسلم، النكاح، باب تحريم الجمع بين المرأة وعمتها أو خالتها في النكاح، ح:١٤٠٨/٣٨ من حديث هشام بن حسان به مطولاً، ويأتي طرفه، ح:٣٢٩٧. * محمد هو ابن سيرين.

٣٢٤٥ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب: لا يخطب على خطبة أخيه حتى ينكح أو يدع، ح:٥١٤٢ من حديث ابن جريج به.

**٣٢٤٦- أَخْبَرَنِي** حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَيَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ: أَنَّهُمَا سَأَلَا فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ عَنْ أَمْرِهَا، فَقَالَتْ: طَلَّقَنِي زَوْجِي ثَلَاثًا فَكَانَ يَرْزُقُنِي طَعَامًا فِيهِ شَيْءٌ، فَقُلْتُ: وَاللهِ! لَئِنْ كَانَتْ لِيَ النَّفَقَةُ وَالسُّكْنٰى لَأَطْلُبَنَّهَا وَلَا أَقْبَلُ هٰذَا، فَقَالَ الْوَكِيلُ: لَيْسَ لَكِ سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةٌ، قَالَتْ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «لَيْسَ لَكِ سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةٌ فَاعْتَدِّي عِنْدَ فُلَانَةَ» قَالَتْ: وَكَانَ يَأْتِيهَا أَصْحَابُهُ، ثُمَّ قَالَ: «اِعْتَدِّي عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ أَعْمٰى فَإِذَا حَلَلْتِ فَآذِنِينِي» قَالَتْ: فَلَمَّا حَلَلْتُ آذَنْتُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَمَنْ خَطَبَكِ؟» فَقُلْتُ: مُعَاوِيَةُ وَرَجُلٌ آخَرُ مِنْ قُرَيْشٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَمَّا مُعَاوِيَةُ فَإِنَّهُ غُلَامٌ مِنْ غِلْمَانِ قُرَيْشٍ لَا شَيْءَ لَهُ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَإِنَّهُ صَاحِبُ شَرٍّ لَا خَيْرَ فِيهِ، وَلٰكِنِ انْكِحِي أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ» قَالَتْ: فَكَرِهْتُهُ، فَقَالَ لَهَا ذٰلِكَ ثَلَاثَ

**٣٢٤٦-** ابوسلمہ بن عبدالرحمن اور محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان سے روایت ہے کہ ان دونوں نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے ان کے معاملے کے متعلق پوچھا تو حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مجھے میرے خاوند نے تین طلاقیں دے دیں۔ اور مجھے کھانے پینے کے لیے ناکافی خرچہ بھیجا۔ میں نے کہا: اگر تو رہائش اور کھانے پینے کا خرچہ میرا حق بنتا ہے تو اللہ کی قسم! میں پورا پورا خرچہ طلب کروں گی' یہ معمولی سا غلہ نہیں لوں گی۔ (میرے خاوند کے) وکیل نے کہا: تیرے لیے (قانونی طور پر) رہائش یا نفقہ (خرچہ) نہیں ہے۔ میں نبی ﷺ کے پاس گئی اور آپ سے یہ بات ذکر کی۔ آپ نے فرمایا: ''تیرے لیے (دوران عدت میں) رہائش اور خرچہ نہیں ہے۔ تو فلاں عورت (ام شریک) کے ہاں عدت گزار لے۔'' جبکہ اس عورت کے پاس رسول اللہ ﷺ کے صحابہ اکثر آتے جاتے رہتے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا: ''تو ابن ام مکتوم کے ہاں عدت گزار۔ وہ نابینا شخص ہے۔ پھر جب تیری عدت پوری ہو جائے تو مجھے بتلانا۔'' جب میری عدت ختم ہو گئی تو میں نے آپ کو بتلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تجھے شادی کا پیغام کس کس نے بھیجا ہے؟'' میں نے کہا: ایک تو معاویہ نے اور ایک قریشی شخص نے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''معاویہ تو قریش کے نوجوانوں میں سے ایک نوجوان ہے۔ اس کے پاس کوئی مال وغیرہ نہیں۔ اور

---

٣٢٤٦- أخرجه مسلم، الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها، ح: ١٤٨٠/ ٤٠ من حديث الزهري عن أبي سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٥١.

مَرَّاتٍ فَنَكَحْتُهُ.

دوسرا شخص (ابوجہم) صاحب شر (بیویوں کو بہت زیادہ پیٹنے والا) ہے اس میں بھلائی نہیں ہے۔ لیکن تو اسامہ بن زید سے نکاح کر لے۔'' مجھے یہ بات اچھی نہ لگی لیکن آپ نے تین دفعہ یہی کہا تو میں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا۔

فوائد و مسائل: ① ''تین طلاقیں دے دیں'' ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ تین طلاقیں اکٹھی دی تھیں لیکن حقیقت میں ایسے نہیں بلکہ تین طلاقیں علیحدہ علیحدہ دی تھیں جیسا کہ روایات میں اس کی وضاحت ہے۔ یہ حدیث پیچھے (۳۲۲۴ کے تحت) گزر چکی ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں کہ انھوں نے جو طلاق باقی رہ گئی تھی وہ دی یعنی تیسری طلاق جبکہ اس سے پہلے وہ دو طلاقیں دے چکے تھے۔ ② پچھلی احادیث میں پیغام پر پیغام سے روکا گیا ہے۔ اس روایت میں رسول اللہ ﷺ نے معاویہ اور ابوجہم کے پیغامات نکاح پر اسامہ سے نکاح کا پیغام ارشاد فرمایا۔ دراصل وہ آپ سے مشورہ لینے آئی تھیں۔ آپ نے مخلصانہ مشورہ ارشاد فرمایا۔ واقعتاً حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح بابرکت ثابت ہوا۔ ③ آپ حضرت فاطمہ بنت قیس کی طبیعت سے واقف تھے کہ یہ کم مال والے کے ساتھ گزارہ نہ کر سکے گی اس لیے آپ نے معاویہ کے ساتھ نکاح سے روک دیا۔ ورنہ نکاح میں مال کی بجائے خلق اور دین دیکھا جاتا ہے۔ ④ ''صاحب شر ہے'' یہاں شر سے مراد شرارتی نہیں بلکہ اس کی وضاحت بعض دوسری روایات میں آتی ہے کہ وہ سخت ہے مارتا پیٹتا ہے اس کے ساتھ بھی تیرا گزارہ نہ ہوگا۔ ⑤ ''اچھی نہ لگی'' کیونکہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ آزاد کردہ غلام کے بیٹے تھے۔ ان کی والدہ بھی آزاد شدہ لونڈی تھیں نیز رنگ کے سانولے تھے۔

(المعجم ٢٢) - **بَابٌ: إِذَا اسْتَشَارَتِ الْمَرْأَةُ رَجُلًا فِيمَنْ يَخْطُبُهَا هَلْ يُخْبِرُهَا بِمَا يَعْلَمُ** (التحفة ٢٢)

**باب: ۲۲- جب کوئی عورت کسی سے پیغام بھیجنے والے کے بارے میں مشورہ کرے تو کیا وہ شخص اس کی معلوم خوبیاں اور عیوب بتلا سکتا ہے؟**

٣٢٤٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ - عَنِ ابْنِ

۳۲۴۷- حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (میرے خاوند) ابوعمرو بن حفص رضی اللہ عنہ نے مجھے پکی طلاق دے دی جبکہ وہ میرے پاس موجود نہ تھے۔ تو ان

---

٣٢٤٧- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٨٠، ٥٨١، والكبرٰى، ح: ٥٣٥٢.

الْقَاسِمِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ: أَنَّ أَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا وَكِيلُهُ بِشَعِيرٍ فَسَخِطَتْهُ، فَقَالَ: وَاللهِ! مَا لَكِ عَلَيْنَا مِنْ شَيْءٍ، فَجَاءَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «لَيْسَ لَكِ نَفَقَةٌ» فَأَمَرَهَا أَنْ تَعْتَدَّ فِي بَيْتِ أُمِّ شَرِيكٍ ثُمَّ قَالَ: «تِلْكَ امْرَأَةٌ يَغْشَاهَا أَصْحَابِي وَاعْتَدِّي عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَعْمٰى تَضَعِينَ ثِيَابَكِ، فَإِذَا حَلَلْتِ فَآذِنِينِي» قَالَتْ: فَلَمَّا حَلَلْتُ ذَكَرْتُ لَهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَأَبَا جَهْمٍ خَطَبَانِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَّا أَبُو جَهْمٍ فَلَا يَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهِ، وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوكٌ لَا مَالَ لَهُ، وَلٰكِنِ انْكِحِي أُسَامَةَ ابْنَ زَيْدٍ» فَكَرِهْتُهُ ثُمَّ قَالَ: «انْكِحِي أُسَامَةَ ابْنَ زَيْدٍ» فَنَكَحْتُهُ فَجَعَلَ اللهُ [عَزَّ وَجَلَّ] فِيهِ خَيْرًا وَاغْتَبَطْتُ بِهِ.

کے وکیل نے میرے پاس کچھ جو وغیرہ بھیجے۔ میں نے وہ پسند نہ کیے۔ وکیل کہنے لگا: اللہ کی قسم! تیرے لیے تو ہمارے ذمے کچھ بنتا ہی نہیں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی اور ساری صورت حال گوش گزار کی۔ آپ نے فرمایا: ”تیرے لیے خرچہ (خاوند کے ذمے) نہیں بنتا۔“ نیز آپ نے مجھے حضرت ام شریک ؓ کے گھر عدت گزارنے کا مشورہ دیا۔ پھر آپ (خود ہی) فرمانے لگے: ”اس عورت کے پاس میرے (مہمان) صحابہ آتے جاتے رہتے ہیں‘ لہٰذا تو ابن ام مکتوم کے ہاں عدت گزار لے کیونکہ وہ نابینا شخص ہے۔ تو وہاں اپنے (فالتو) کپڑے اتار سکتی ہے۔ پھر جب تیری عدت پوری ہو جائے تو مجھے اطلاع کرنا۔“ جب میری عدت پوری ہوگئی تو میں نے آپ کو بتایا کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہم ؓ نے مجھے شادی کا پیغام بھیجا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابوجہم تو ہر وقت کندھے پر لاٹھی اٹھائے رکھتا ہے‘ کبھی نہیں اتارتا اور رہا معاویہ! تو وہ فقیر ہے۔ اس کے پاس زیادہ مال نہیں۔ لیکن تو اسامہ سے نکاح کر لے۔“ میں نے ناپسند کیا۔ آپ نے پھر فرمایا: ”تو اسامہ سے نکاح کر لے۔“ چنانچہ میں نے ان سے نکاح کر لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس نکاح میں بھلائی اور برکت ڈالی حتی کہ مجھ پر رشک کیا گیا۔

**فوائد و مسائل:** ① مشورہ طلب کرنے کی صورت میں متعلقہ شخص کے اچھے اور برے اوصاف بیان کیے جا سکتے ہیں۔ یہ چغلی یا غیبت کے ذیل میں نہیں آتا کیونکہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے‘ نیز چونکہ نکاح ایک اہم مسئلہ ہے جس پر باقی زندگی کا مدار ہے‘ لہٰذا خیرخواہی کے جذبے سے صحیح مشورہ دینا اور صحیح معلومات سے آگاہ

کرنا فرض ہے۔ ② ''رشک کیا گیا'' کہ خاوند ملے تو ایسا۔ حضرت اسامہ بہت حسن خلق کے حامل تھے۔ رضي الله عنه وأرضاه.

(المعجم ٢٣) - إِذَا اسْتَشَارَ رَجُلٌ رَجُلًا فِي الْمَرْأَةِ هَلْ يُخْبِرُهُ بِمَا يَعْلَمُ (التحفة ٢٣)

باب:-٢٣ جب کوئی آدمی دوسرے آدمی سے کسی عورت کے بارے میں مشورہ لے تو کیا وہ معلوم خوبیاں اور عیوب بیان کرسکتا ہے؟

٣٢٤٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمِ بْنِ الْبَرِيدِ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَلَا نَظَرْتَ إِلَيْهَا؟ فَإِنَّ فِي أَعْيُنِ الْأَنْصَارِ شَيْئًا».

٣٢٤٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انصار میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا: میں نے انصار کی ایک عورت کو شادی کا پیغام بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تو نے اسے دیکھا نہیں؟ انصار کی آنکھوں میں کچھ خرابی ہوتی ہے۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَجَدْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَ، وَالصَّوَابُ أَبُو هُرَيْرَةَ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک اور جگہ یہ حدیث اس طرح پائی ہے کہ یزید بن کیسان نے حضرت جابر بن عبداللہ سے بیان کیا، جبکہ صحیح یہ ہے کہ یہ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔

**فائدہ:** خرابی سے مراد یا تو بھینگا ہونا ہے یا چھوٹا ہونا یا پھر نیلگوں ہونا۔ واللہ أعلم.

٣٢٤٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ

٣٢٤٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ایک (انصاری) عورت سے شادی کرنے

٣٢٤٨ـ أخرجه مسلم، النكاح، باب ندب النظر إلى وجه المرأة وكفيها لمن يريد تزوجها، ح: ١٤٢٤ من حديث يزيد بن كيسان به، وهو في الكبرى، ح: ٥٣٤٨، ٥٣٤٩.

٣٢٤٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥٣٤٧.

كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا أَرَادَ أَنْ يَتَزَوَّجَ امْرَأَةً فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اُنْظُرْ إِلَيْهَا، فَإِنَّ فِي أَعْيُنِ الْأَنْصَارِ شَيْئًا».

کا ارادہ کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے دیکھ لینا' کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ خرابی ہوتی ہے۔

## (المعجم ٢٤) - بَابُ عَرْضِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ عَلَى مَنْ يَرْضَى (التحفة ٢٤)

## باب:۲۴-آدمی کا کسی نیک شخص کو اپنی بیٹی سے نکاح کی پیش کش کرنا

٣٢٥٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسٍ - يَعْنِي ابْنَ حُذَافَةَ - وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا، فَتُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ، فَلَقِيتُ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ، فَقَالَ: سَأَنْظُرُ فِي ذٰلِكَ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ، فَلَقِيتُهُ فَقَالَ: مَا أُرِيدُ أَنْ أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هٰذَا، قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، فَكُنْتُ عَلَيْهِ أَوْجَدَ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ [عَنْهُ] فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ، فَخَطَبَهَا إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ، فَلَقِيَنِي

۳۲۵۰- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (میری بیٹی) حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ سے بیوہ ہو گئیں۔ یہ خنیس نبی ﷺ کے صحابہ میں سے تھے۔ بدر میں بھی حاضر ہوئے تھے۔ مدینہ منورہ میں فوت ہو گئے۔ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ملا اور انھیں حفصہ سے نکاح کی پیش کش کی۔ میں نے کہا: اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں حفصہ کا نکاح آپ سے کر دوں؟ وہ کہنے لگے: میں اس بارے میں غور وفکر کروں گا۔ چند دن گزرے تو میں پھر انھیں ملا تو وہ کہنے لگے: آج کل میرا نکاح کرنے کا ارادہ نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا: اگر آپ پسند فرمائیں تو میں حفصہ کا نکاح آپ سے کر دوں؟ انھوں نے مجھے کچھ جواب نہ دیا۔ مجھے ان پر حضرت عثمان سے بھی بڑھ کر ناراضی تھی۔ چند دن بعد رسول اللہ ﷺ نے مجھے ان کے نکاح کا پیغام بھیج دیا۔ میں نے (بصد خوشی وخوبی) آپ سے حفصہ کا نکاح کر

---

٣٢٥٠- أخرجه البخاري، النكاح، باب من قال: لا نكاح إلا بولي . . . الخ، ح: ٥١٢٩، المغازي، باب: ١٢، ح: ٤٠٠٥ من حديث معمر به، وهو في الكبرى، ح: ٥٣٦٣. * إسحاق هو ابن راهويه.

أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ شَيْئًا، قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ شَيْئًا إِلَّا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَذْكُرُهَا، وَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَوْ تَرَكَهَا نَكَحْتُهَا.

دیا۔ بعد میں مجھے ابوبکر ملے اور کہنے لگے: شاید آپ اس وقت مجھ سے ناراض ہو گئے ہوں گے جب آپ نے مجھے حفصہ کے نکاح کی پیش کش کی تھی اور میں نے آپ کو کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ میں نے کہا: ہاں۔ وہ کہنے لگے کہ جب آپ نے مجھے پیش کش کی تھی تو آپ کو جواب دینے سے مجھے کوئی چیز مانع نہیں تھی مگر یہ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان (حفصہ) کا تذکرہ فرماتے سنا تھا۔ اور میں رسول اللہ ﷺ کا راز فاش نہیں کر سکتا تھا۔ ہاں، اگر آپ ﷺ انھیں پیغام نہ بھیجتے تو میں ان سے نکاح کر لیتا۔

**فوائد ومسائل:** ① ''رسول اللہ ﷺ کا راز'' جواب دینے کی صورت میں راز فاش ہونے کی نوبت آ سکتی تھی۔ ادھر رسول اللہ ﷺ نے کوئی قطعی فیصلہ نہ فرمایا تھا۔ ممکن تھا آپ کی رائے بدل جاتی۔ ایسی صورت حال میں افشائے راز فریقین کے درمیان کدورت کا ذریعہ بن سکتا تھا، اس لیے حضرت ابوبکر ؓ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ رضي الله عنه وأرضاه. ② یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ خلفائے راشدین ایک دوسرے کے بہت زیادہ خیر خواہ، محبت اور پیار کرنے والے تھے، ان میں کسی قسم کی باہمی منافرت، چپقلش اور دشمنی نعوذ باللہ نہ تھی، ورنہ دشمن کو اپنی بیٹی کوئی نہیں دیتا۔ ③ اگر ولی کو پتہ ہو کہ میرے منتخب کردہ رشتے کو ناپسند نہیں کیا جائے گا تو وہ اپنی زیر ولایت لڑکی سے مشورہ کیے بغیر اس کا نکاح کر سکتا ہے، خواہ وہ کنواری ہو یا شوہر دیدہ۔ ④ ثیبہ بھی ولی کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح نہیں کر سکتی بلکہ ولی کی اجازت اس کے لیے بھی ضروری ہے۔

## (المعجم ٢٥) - بَابُ عَرْضِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا عَلٰى مَنْ تَرْضٰى (التحفة ٢٥)

## باب: ۲۵- عورت کا ازخود کسی نیک آدمی کو نکاح کی پیش کش کرنا

٣٢٥١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنِي مَرْحُومُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْعَطَّارُ أَبُو عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ: سَمِعْتُ ثَابِتًا

۳۲۵۱- حضرت ثابت بنانی سے روایت ہے کہ میں حضرت انس بن مالک ؓ کے پاس تھا جبکہ ان کی ایک بیٹی بھی ان کے پاس موجود تھی۔ حضرت انس ؓ نے

---

٣٢٥١ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب عرض المرأة نفسها على الرجل الصالح، ح: ٥١٢٠ من حديث مرحوم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٦١.

الْبُنَانِيَّ يَقُولُ: كُنْتُ عِنْدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَعِنْدَهُ ابْنَةٌ لَهُ فَقَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَلَكَ فِيَّ حَاجَةٌ.

فرمایا: ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور اس نے آپ کو نکاح کی پیش کش کی اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کو مجھ سے نکاح کی ضرورت ہے؟

**فوائد و مسائل:** ① پیچھے گزر چکا ہے کہ اس دور ہجرت میں بعض خواتین کے نسبی اولیاء نہیں تھے (کیونکہ وہ کفر پر قائم تھے) اس لیے وہ اپنے اولیاء کے بجائے خود نکاح کی بات کرنے پر مجبور تھیں۔ ایسے حالات میں یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔ حاکم اعلیٰ ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ ان کے "ولی" تھے۔ احتراماً انھوں نے پہلے آپ کو نکاح کی پیش کش کی ورنہ ان کا مقصد صرف نکاح تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے کسی عورت کی ایسی پیش کش کو قبول نہ فرمایا جب تک یہی پیش کش ... کے اولیاء نے نہیں کی۔ ﷺ۔ ② اگر مختلف رشتے آئے ہوں اور ان میں کوئی دین دار رشتہ ہو تو عورت اپنے اولیاء کو اس کی طرف توجہ دلا سکتی ہے۔ اس میں ان شاء اللہ کوئی قلت حیا یا عدم حیا والی بات نہیں، یہ عورت کی اپنی رغبت ہے جو اس کے لیے دنیا و آخرت میں نفع کا سبب ہے۔ ③ ہر معاملے میں آخرت کو دنیا پر ترجیح دینی چاہیے۔

٣٢٥٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْحُومٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ امْرَأَةً عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَضَحِكَتِ ابْنَةُ أَنَسٍ فَقَالَتْ: مَا كَانَ أَقَلَّ حَيَاءَهَا! فَقَالَ أَنَسٌ: هِيَ خَيْرٌ مِنْكِ عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ.

٣٢٥٢- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک عورت نے نبی ﷺ کو نکاح کی پیش کش کی۔ (یہ سن کر) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی ہنسنے لگی اور کہا: وہ عورت کس قدر کم حیا والی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: وہ تجھ سے زیادہ بہتر تھی کہ اس نے نبی ﷺ کو نکاح کی پیش کش کی۔

**فائدہ:** حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بیٹی محترمہ نے شاید مذکورہ بالا علت پر غور نہیں کیا' ورنہ اپنے نکاح کی بات کرنا "بے حیائی" نہیں خصوصاً رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جو کہ اس کے قانونی اور شرعی ولی تھے۔ اور پھر نبی اکرم ﷺ سے نکاح کی خواہش تو انتہائی نیک خواہش ہے کہ دنیا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت' آپ سے حصول تربیت اور حرم نبوی میں شمولیت جیسے فوائد و فضائل حاصل ہوں گے اور جنت میں ہمیشہ کے لیے آپ کا ساتھ نصیب ہوگا۔ اس سے بڑی سعادت اور کیا حاصل ہو سکتی ہے؟ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا وَأَرْضَاهَا.

---

٣٢٥٢- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٦٢.

## (المعجم ٢٦) - صَلَاةُ الْمَرْأَةِ إِذَا خُطِبَتْ وَاسْتِخَارَتُهَا رَبَّهَا (التحفة ٢٦)

## باب:٢٦- جب عورت کو نکاح کا پیغام آئے تو وہ نماز پڑھ کر اپنے رب سے استخارہ کرے

٣٢٥٣- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّةُ زَيْنَبَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِزَيْدٍ: «اُذْكُرْهَا عَلَيَّ» قَالَ زَيْدٌ: فَانْطَلَقْتُ فَقُلْتُ: يَا زَيْنَبُ! أَبْشِرِي أَرْسَلَنِي إِلَيْكِ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَذْكُرُكِ، فَقَالَتْ: مَا أَنَا بِصَانِعَةٍ شَيْئًا حَتَّى أَسْتَأْمِرَ رَبِّي، فَقَامَتْ إِلَى مَسْجِدِهَا وَنَزَلَ الْقُرْآنُ وَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ - يَعْنِي - فَدَخَلَ بِغَيْرِ أَمْرٍ.

٣٢٥٣- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت زینب (بنت جحش) رضی اللہ عنہا کی عدت ختم ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے (ان کے سابق خاوند) زید (بن حارثہ) رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اسے میری طرف سے نکاح کا پیغام دو۔“ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے جا کر کہا: زینب! خوش ہو جاؤ‘ مجھے رسول اللہ ﷺ نے تیرے پاس نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ہے۔ وہ کہنے لگیں: میں کوئی فیصلہ نہیں کروں گی حتی کہ اپنے رب تعالیٰ سے مشورہ کرلوں۔ وہ اپنی نماز گاہ کی طرف اٹھیں اور (نماز استخارہ شروع کر لی۔) ادھر قرآن مجید (کا حکم) اتر آیا تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ان کی اجازت کے بغیر (ان کے حجرے میں) داخل ہو گئے۔

**فوائد و مسائل:** ① حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت زید بن حارثہ سے ہوا تھا مگر ان بن رہی۔ آخر طلاق تک نوبت پہنچ گئی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے متبنّیٰ (منہ بولے لے پالک بیٹے) تھے۔ اس سے پہلے یہ حکم اتر چکا تھا کہ متبنّیٰ بیٹا نہیں ہوتا‘ نہ وہ وارث ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس حکم کو عملاً نافذ فرمانا چاہتا تھا‘ اس لیے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ اگر زید طلاق دے دیں تو آپ زینب سے نکاح فرمالیں تاکہ عملاً واضح ہو جائے کہ متبنّیٰ‘ بیٹا نہیں۔ اس کی مطلقہ بیوی سے نکاح ہو سکتا ہے۔ آپ لوگوں کی ملامت سے ڈرتے تھے‘ اس لیے کوشش فرمائی کہ زید طلاق نہ دے لیکن اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو کون ٹال سکتا ہے؟ حضرت زید نے طلاق دے دی۔ عدت ختم ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے بہ امر الٰہی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آیت اتار دی کہ اب جبکہ عدت ختم ہو چکی ہے‘ ہم نے

---

٣٢٥٣- أخرجه مسلم، النكاح، باب زواج زينب بنت جحش ونزول الحجاب وإثبات وليمة العرس، ح:١٤٢٨ من حديث سليمان بن المغيرة به. * عبدالله هو ابن المبارك.

تمھارا نکاح اس سے کر دیا۔ دونوں اللہ کی رضا پر راضی تھے۔ خاوند بیوی بن گئے۔ ③ ''مشورہ کرلوں'' اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ آپ ﷺ کے عقد میں آنا پسند نہ فرماتی تھیں۔ وہ تو پہلے نکاح سے قبل بھی آپ سے نکاح کی خواہش مند تھیں۔ ان کا استخارہ یا تو پہلے نکاح کی ناکامی کا نفسیاتی اثر تھا یا وہ اس بنا پر متردد تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کے حقوق صحیح طور پر ادا کر سکیں گی یا نہیں؟ ④ ''قرآن مجید کا حکم اتر آیا'' اور یہ وہ آیت ہے جس میں حضرت زید رضی اللہ عنہ کا نام نامی صراحتاً ذکر ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا﴾ (الأحزاب ٣٣:٣٧) اس فضیلت میں کوئی دوسرے صحابی ان کے ساتھ شریک نہیں۔ رضي الله عنه وأرضاه۔ ⑤ استخارہ مشروع ہے۔ ⑥ استخارہ کرنا مستحب ہے اگرچہ کام ظاہراً بہتر ہی معلوم ہو رہا ہو۔

٣٢٥٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى الصُّوفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ طَهْمَانَ أَبُو بَكْرٍ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ تَفْخَرُ عَلَى نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْكَحَنِي مِنَ السَّمَاءِ، وَفِيهَا نَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ.

٣٢٥٤- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی دوسری ازواج مطہرات پر فخر کیا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح آسمانوں پر فرمایا، نیز ان کے بارے میں پردے والی آیت اتری۔

**فوائد و مسائل:** ① قرآن مجید کے ظاہر الفاظ ﴿زَوَّجْنٰكَهَا﴾ دلالت کرتے ہیں کہ ان کا نکاح زمین پر نہیں ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ کے ان الفاظ سے ہی نکاح کا انعقاد ہو گیا۔ علاوہ ازیں ان کے الگ نکاح کا صراحتاً ذکر بھی نہیں۔ اس اعتبار سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا یہ فخر بجا تھا کہ ان کا نکاح آسمانوں پر ہوا ہے، جبکہ دوسری ازواج کا نکاح ان کے اولیاء نے اپنی مرضی سے کیا۔ اور یہ واقعتاً فخر کی بات ہے۔ ② ''پردے والی آیت'' اس سے سورۂ احزاب کی آیت مراد ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ......﴾ (الأحزاب ٣٣:٥٣)

## (المعجم ٢٧) - كَيْفَ الْاِسْتِخَارَةُ (التحفة ٢٧)

## باب: ٢٧- استخارہ کیسے کیا جائے؟

٣٢٥٤_ أخرجه البخاري، التوحيد، باب: "وكان عرشه على الماء ... الخ"، ح: ٧٤٢١ من حديث عيسى بن طهمان به.

**٣٢٥٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ:** حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْمَوَالِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ. يَقُولُ: «إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَعِينُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ، اَللّٰهُمَّ! إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي - أَوْ قَالَ: فِي عَاجِلِ أَمْرِي، وَآجِلِهِ - فَاقْدُرْهُ لِي، وَيَسِّرْهُ لِي، ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي - أَوْ قَالَ: فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ - فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ، وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ، قَالَ: وَيُسَمِّي حَاجَتَهُ».

**٣٢٥٥- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی** ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تمام معاملات میں استخارہ (کی دعا) سکھاتے تھے جس طرح ہمیں قرآن مجید کی سورت سکھاتے تھے۔ آپ فرماتے تھے: ''جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو وہ فرض نماز کے علاوہ دو رکعت نفل ادا کرے' پھر یوں کہے: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ ...... ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ ا''اے اللہ! میں تیرے علم کے ذریعے سے تجھ سے خیر کا طالب ہوں اور تیری قدرت کے ذریعے سے تجھ سے مدد کا طلب گار ہوں۔ اور تجھ سے تیرے عظیم فضل کا سوالی ہوں (یا تیرے عظیم فضل کی وجہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں) کیونکہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے' میں قدرت نہیں رکھتا اور تو سب کچھ جانتا ہے' میں نہیں جانتا۔ تو تمام غیبوں کو بخوبی جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین و دنیا اور انجام کار کے لحاظ سے ...... یا آپ نے فرمایا: دنیا و آخرت کے لحاظ سے ...... بہتر ہے تو تو اسے میرے لیے مقدر کر دے اور اسے میرے لیے آسان فرما دے' پھر میرے لیے اس میں برکت فرما۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین و دنیا اور انجام کار کے لحاظ سے' یا دنیا و آخرت کے لحاظ سے برا (نقصان دہ) ہے تو اس کام کو مجھ سے دور فرما اور میرا رخ بھی اس سے پھیر دے اور جہاں بھی خیر ہو میرے لیے مقدر فرما۔ اور پھر مجھے اس پر راضی کر

---

**٣٢٥٥**_ أخرجه البخاري، التهجد، باب ماجاء في التطوع مثنى مثنى، ح: ١١٦٢ عن قتيبة به. * ابن أبي الموال اسمه عبدالرحمٰن.

دے۔" آپ نے فرمایا: وہ (دعا میں) اپنے کام کا بھی ذکر کرے۔"

فوائد و مسائل: ① استخارہ سے مراد اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنا ہے۔ اور یہ ایسے کام میں ہوتا ہے جس کا اچھا یا برا ہونا یقینی نہ ہو، یا جس میں تردد ہو، لہٰذا استخارہ کسی فرض، سنت یا حرام کام میں نہیں ہو سکتا کیونکہ فرض و سنت کا خیر ہونا اور حرام کا شر ہونا پہلے سے واضح ہے۔ ② استخارہ کا مقصد تردد ختم کرنا ہے، لہٰذا جب تک تردد ختم اور شرح صدر نہ ہو اور کوئی ایک کام راجح معلوم نہ ہو، اس وقت تک استخارہ جاری رکھنا چاہیے۔ ③ عام لوگ سمجھتے ہیں کہ استخارے کے بعد سونا چاہیے، نیند میں صحیح راستہ نظر آئے گا، مگر ایسا عمل کسی حدیث میں ذکر نہیں اور نہ کسی میں خواب کا ذکر ہے۔ اسی طرح چوری تلاش کرنے کے لیے استخارے کرنا قرآن و سنت سے خارج بات ہے۔ اس قسم کے کسی استخارے کو حقیقت سمجھنا بھی بے بنیاد ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو بہت سے معاملات میں تحقیقات کی ضرورت پڑی مگر آپ نے ایسے استخارے نہیں کیے بلکہ شواہد کی مدد سے تحقیق فرمائی، لہٰذا ایسے استخارے ڈھونگ اور بے بنیاد ہیں۔ ان سے ناجائز بدگمانیاں اور باہمی فساد پیدا ہوتا ہے۔ ④ "دو رکعت نفل" یعنی خالص نفل۔ فرض و سنن کے علاوہ۔ ⑤ "اگر تو جانتا ہے" یعنی اگر تو اس کام کو میرے لیے بہتر جانتا ہے۔ گویا علم کے بارے میں کوئی شک نہیں ہے بلکہ خیر و شر ہونے کے بارے میں سوال کا ایک انداز ہے۔ ⑥ "اپنے کام کا بھی ذکر کرے" یعنی هٰذَا الْأَمْرَ کی جگہ اپنی اس حاجت اور کام کا نام لے جس کے بارے میں استخارہ کر رہا ہے۔ ⑦ آدمی کو تمام معاملات میں اپنے رب کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ ⑧ اللہ رب العزت بندے کو جو انعام و اکرام سے نوازتا ہے، یہ محض اس کا فضل ہے، کسی کا اللہ پر حق نہیں۔ اہل السنۃ کا یہی مذہب ہے۔

## (المعجم ٢٨) - إِنْكَاحُ الْابْنِ أُمَّهُ (التحفة ٢٨)

## باب: ٢٨- بیٹے کا اپنی ماں کا نکاح کروانا

٣٢٥٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ: حَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ

٣٢٥٦- حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ جب میری عدت ختم ہو گئی تو حضرت ابوبکر ؓ نے میرے پاس اپنے نکاح کا پیغام بھیجا۔ میں نے قبول نہ کیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب ؓ

٣٢٥٦- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٩٥، ٣١٧ عن يزيد بن هارون به. ✽ ابن عمر بن أبي سلمة اسمه سعيد كما قال الحاكم، والذهبي، وقال بعض العلماء: محمد، وذكره ابن حبان في الثقات: ٥/ ٣٦٣، ووثقه الحاكم: ٤/ ١٦، ١٧، والذهبي، وله شاهد في صحيح مسلم، ح: ٩١٨ وغيره.

سَلَمَةَ: لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا بَعَثَ إِلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ يَخْطُبُهَا عَلَيْهِ فَلَمْ تَزَوَّجْهُ، فَبَعَثَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَخْطُبُهَا عَلَيْهِ فَقَالَتْ: أَخْبِرْ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنِّي امْرَأَةٌ غَيْرَى، وَأَنِّي امْرَأَةٌ مُصْبِيَةٌ، وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَوْلِيَائِي شَاهِدٌ، فَأَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «اِرْجِعْ إِلَيْهَا فَقُلْ لَهَا: أَمَّا قَوْلُكِ إِنِّي امْرَأَةٌ غَيْرَى فَسَأَدْعُو اللهَ لَكِ فَيُذْهِبُ غَيْرَتَكِ، وَأَمَّا قَوْلُكِ إِنِّي امْرَأَةٌ مُصْبِيَةٌ فَسَتُكْفَيْنَ صِبْيَانَكِ، وَأَمَّا قَوْلُكِ أَنْ لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَوْلِيَائِي شَاهِدٌ فَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَوْلِيَائِكِ شَاهِدٌ وَلَا غَائِبٌ يَكْرَهُ ذٰلِكَ» فَقَالَتْ لِابْنِهَا: يَا عُمَرُ! قُمْ فَزَوِّجْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَزَوَّجَهُ. مُخْتَصَرٌ.

کو اپنے نکاح کا پیغام دے کر بھیجا۔ میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ سے عرض کریں کہ میں بہت غیرت والی عورت ہوں۔ (آپ کی دوسری بیویوں سے نباہ نہ ہو سکے گا۔) پھر میرے (سابقہ خاوند سے میرے) بچے بھی ہیں' نیز اس وقت میرے اولیاء میں سے کوئی یہاں موجود نہیں۔ حضرت عمر ؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے یہ باتیں ذکر کیں۔ آپ نے فرمایا: ''دوبارہ جاؤ اور اسے کہو: تمھارا یہ کہنا کہ ''میں غیرت والی عورت ہوں'' تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ تیری (بے جا) غیرت کو ختم کر دے۔ اور تمھارا یہ کہنا کہ ''میرے بچے ہیں'' تو تجھے ان کی فکر نہیں کرنی چاہیے' انھیں خرچہ وغیرہ دیا جائے گا۔ باقی رہی تمھاری یہ بات کہ ''میرے اولیاء میں سے کوئی حاضر نہیں'' تو سن لے کہ تیرے اولیاء میں سے کوئی شخص بھی خواہ وہ حاضر ہو یا غائب' اس کام کو ناپسند نہیں کرے گا۔'' میں نے اپنے بیٹے سے کہا: اے عمر! اٹھو اور میرا رسول اللہ ﷺ سے نکاح کر دو۔ چنانچہ اس نے آپ سے میرا نکاح کر دیا۔ یہ حدیث مختصر بیان کی گئی ہے۔

**فوائد و مسائل:** ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً حسن قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ صحیح مسلم میں اس کا شاہد موجود ہے۔ حالانکہ صحیح مسلم میں اس پوری حدیث کا شاہد موجود نہیں بلکہ بعض کا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ فاضل محقق کو یہاں سہو ہو گیا ہے' لہٰذا راجح اور درست بات یہ ہے کہ اس روایت کا' شاہد والے حصے کے علاوہ' باقی حصہ ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں ابن عمر بن ابی سلمہ مجہول العین ہے۔ شیخ البانی' موسوعہ حدیثیہ کے محققین اور علامہ اتیوبی ؒ نے اسی علت کی بنا پر اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرة العقبیٰ شرح سنن النسائي: ٢٧/١٨٦' والموسوعة الحديثية' مسند الإمام أحمد: ٤٤/١٥١' ٢٩٥) البتہ یہ بات اپنی جگہ پر صحیح ہے کہ بیٹا ولی بن سکتا ہے۔ اور اگر دیگر اولیاء موجود نہ ہوں تو نابالغ بیٹا جو سن تمیز کو پہنچ چکا ہو ولی بن سکتا

ہے۔ ② ''عدت ختم ہوگئی'' یہ عالی مرتبت خاتون حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی جو بدری صحابی تھے۔ جب وہ فوت ہوئے تو یہ بیوہ ہوگئیں۔ ③ ''بہت غیرت والی'' عورت میں اپنے خاوند کے بارے میں غیرت ہونی چاہیے مگر اس قدر نہیں کہ شریعت کی خلاف ورزی ہو مثلاً: سوکن برداشت نہ کرے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا مقصود یہی غیرت تھی جو کہ بے جا ہے۔ ④ ''ناپسند نہیں کرے گا'' گویا نکاح کے لیے ولی کی دلی رضامندی ضروری ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ خود نکاح کروائے یا موقع پر موجود ہو یا زبانی اجازت دے، یعنی کم از کم اسے اطلاع اور اس کی رضامندی شامل ہو۔ ⑤ بیٹا ولی ہے مگر اس بات میں اختلاف ہے کہ باپ اور بیٹا دونوں موجود ہونے کی صورت میں باپ مقدم ہوگا یا بیٹا؟ وراثت پر قیاس کریں تو بیٹا مقدم ہوگا۔ اگر مرتبے کا لحاظ رکھیں تو باپ مقدم ہوگا۔ واللہ أعلم. گویا دونوں میں سے کوئی بھی نکاح کروا دے تو نکاح درست ہوگا، تاہم باپ کی موجودگی میں باپ کی رضامندی ہی سے بیٹا ولایت کا فریضہ انجام دے سکتا ہے، محض اپنی مرضی سے نہیں۔

## (المعجم ٢٩) - إِنْكَاحُ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ الصَّغِيرَةَ (التحفة ٢٩)

## باب:۲۹-آدمی اپنی نابالغ بیٹی کا نکاح کرسکتا ہے

٣٢٥٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتٍّ، وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ.

۳۲۵۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا تو وہ چھ سال کی تھیں اور انھیں اپنے گھر بسایا تو نو سال کی تھیں۔

فوائد و مسائل: ① نابالغ بیٹی کا نکاح کرنے میں کوئی اختلاف نہیں، البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ بلوغت کے وقت اس بیٹی کو نکاح کے قائم رکھنے یا ختم کرنے کا اختیار ہے یا نہیں؟ باپ کے علاوہ کوئی اور ولی نابالغ بچی کا نکاح کروائے تو بلوغت کے وقت لڑکی کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے۔ اس پر اتفاق ہے۔ حدیث کی رو سے پہلی صورت میں بھی اختیار ہے، یعنی جب باپ نے نکاح کروایا ہو۔ ② بعض حضرات کو تعجب ہے کہ نو سال کی بچی کے ساتھ شب بسری کس طرح ممکن ہے؟ اور وہ بھی پچپن سالہ آدمی کی؟ حالانکہ اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ اگر لڑکی نو سال کی عمر میں بالغ ہو جائے تو اس کے ساتھ شب بسری میں کون سی قانونی یا اخلاقی

---

٣٢٥٧- أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب تزويج النبي ﷺ عائشة وقدومها المدينة وبنائه بها، ح: ٣٨٩٤ وغيره، ومسلم، النكاح، باب جواز تزويج الأب البكر الصغيرة، ح: ١٤٢٢/ ٧٠ من حديث هشام به، وهو في الكبرى، ح: ٥٣٦٦، ورواه عبدالرحمن بن أبي الزناد المدني عن هشام به (أحمد: ٦/ ١١٨).

رکاوٹ ہے؟ جسمانی طور پر بیس سالہ جوان یا پچپن سالہ آدمی کے جماع میں کوئی فرق نہیں۔ بلوغت کے لیے کوئی مخصوص عمر مقرر نہیں اس میں آب وہوا اور خوراک کا بڑا عمل دخل ہے۔ اس بنا پر مختلف علاقوں میں بلوغت کی عمر مختلف ہے لہٰذا اس پر تعجب کرنے والے خود قابل تعجب ہیں۔ ایسے لوگوں کی بنا پر صحیح احادیث کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

٣٢٥٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ بْنِ مُسَاوِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ لِسَبْعِ سِنِينَ، وَدَخَلَ عَلَيَّ لِتِسْعِ سِنِينَ.

٣٢٥٨- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ساتویں سال میں نکاح کیا اور میں نو سال کی ہوئی تو مجھے اپنے گھر بسایا۔

فائدہ: چھ اور سات میں اختلاف نہیں۔ چھ سال عمر ہو چکی تھی اور ساتواں شروع تھا۔ دونوں صحیح ہیں۔

٣٢٥٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ لِتِسْعِ سِنِينَ، وَصَحِبْتُهُ تِسْعًا.

٣٢٥٩- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے نو سال کی عمر میں اپنے گھر آباد فرمایا اور میں نو سال آپ کی مبارک صحبت میں رہی۔

فائدہ: ہجرت کے دوسرے سال رخصتی ہوئی اور آپ مدینہ منورہ میں کل دس سال رہے۔ پھر اپنے اللہ کو پیارے ہو گئے۔

٣٢٦٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَأَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ

٣٢٦٠- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے شادی فرمائی تو وہ نو سال کی تھیں۔ آپ ﷺ فوت ہوئے تو وہ اٹھارہ سال کی تھیں۔

---

٣٢٥٨- [صحيح] من حديث هشام به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٦٧.

٣٢٥٩- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٦٩. * أبوإسحاق عنعن، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث الآتي.

٣٢٦٠- أخرجه مسلم، النكاح، باب جواز تزويج الأب البكر الصغيرة، ح: ١٤٢٢/ ٧٢ من حديث أبي معاوية الضرير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٦٨.

الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ: تَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ، وَمَاتَ عَنْهَا وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ.

فائدہ: بعض حضرات جو بزعم خود محقق بنتے ہیں' حضرت عائشہ ؓ کی عمر کے بارے میں مندرجہ بالا احادیث کو تسلیم نہیں کرتے' حالانکہ یہ احادیث صحیح ہیں۔ خود حضرت عائشہ ؓ کا اپنا بیان ہے جو ان کے مختلف شاگردوں نے ان سے نقل فرمایا ہے۔ اتنے شاگردوں کو ایک ہی غلطی نہیں لگ سکتی۔ اور پھر ان ''محققین'' کے پاس سوائے چند قیاسی باتوں کے کوئی دلیل نہیں۔ تف ہے ایسی تحقیق پر اور افسوس ہے ایسی عقل پر۔

(المعجم ٣٠) - إِنْكَاحُ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ الْكَبِيرَةَ (التحفة ٣٠)

باب: ۳۰- بالغ لڑکی کا نکاح بھی اس کا باپ ہی کرے گا

٣٢٦١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَنَا قَالَ: - يَعْنِي - تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ - وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَتُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ - قَالَ عُمَرُ: فَأَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ، قَالَ: قُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ، قَالَ: سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي، فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ، ثُمَّ لَقِيَنِي فَقَالَ: قَدْ بَدَا لِي أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي

۳۲۶۱- حضرت عمر بن خطاب ؓ سے مروی ہے کہ جب (میری بیٹی) حفصہ بنت عمر اپنے خاوند حضرت خنیس بن حذافہ سہمی ؓ سے بیوہ ہوگئی... اور یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے اور مدینہ منورہ میں فوت ہوئے... تو میں حضرت عثمان بن عفان ؓ کے پاس گیا اور انھیں حفصہ سے نکاح کی پیش کش کی۔ میں نے کہا: اگر آپ چاہیں تو میں آپ کا نکاح حفصہ سے کر دوں۔ وہ کہنے لگے: میں غور کروں گا۔ چند دن گزر گئے تو وہ مجھے ملے اور کہنے لگے: میرا خیال ہے کہ میں ان دنوں نکاح نہ کروں۔ حضرت عمر نے کہا: پھر میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے ملا اور کہا: اگر آپ چاہیں تو میں آپ کا نکاح حفصہ سے کر دوں۔ ابوبکر چپ ہو گئے۔ مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ مجھے عثمان کی نسبت ان پر زیادہ غصہ تھا۔ چند دن گزر گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے نکاح کا

---

٣٢٦١- [صحيح] تقدم، ح: ٣٢٥٠، وهو في الكبرى، ح: ٥٣٦٤.

هٰذَا، قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ زَوَّجْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ، فَصَمَتَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، فَكُنْتُ عَلَيْهِ أَوْجَدَ مِنِّي عَلٰى عُثْمَانَ، فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ، فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ شَيْئًا، قَالَ عُمَرُ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ شَيْئًا فِيمَا عَرَضْتَ عَلَيَّ إِلَّا أَنِّي قَدْ كُنْتُ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ ذَكَرَهَا، وَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَلَوْ تَرَكَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَبِلْتُهَا.

پیغام بھیج دیا اور میں نے آپ سے اس کا نکاح کر دیا' پھر مجھے ابوبکر ملے اور کہنے لگے: شاید اس وقت آپ مجھ پر ناراض ہو گئے تھے جب آپ نے مجھے حضرت حفصہ کے نکاح کی پیش کش کی تھی اور میں نے آپ کو کوئی جواب نہیں دیا تھا؟ میں نے کہا: بالکل۔ وہ کہنے لگے: آپ نے جو مجھے پیش کش کی تھی اس کا جواب دینے میں مجھے کوئی چیز مانع نہیں تھی مگر مجھے علم تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کا ذکر فرمایا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کا راز فاش نہیں کر سکتا تھا۔ البتہ اگر رسول اللہ ﷺ نکاح نہ فرماتے تو میں ضرور نکاح کر لیتا۔

فائدہ: معلوم ہوا بیوہ عورت کا نکاح بھی اس کا ولی ہی کرے گا' وہ خود نہیں کرے گی۔ امام شافعی رحمہ اللہ بیوہ عورت کے نکاح کے لیے ولی کو شرط قرار نہیں دیتے مگر یہ بات درست نہیں۔ ولی ہر عورت کے لیے ضروری ہے۔ فرق یہ ہے کہ بیوہ کے نکاح میں ولی کو رکاوٹ نہیں بننا چاہیے بلکہ عورت کی رائے کو مان لینا چاہیے جبکہ کنواری لڑکی کے مسئلے میں ولی عورت کی مخالفت کر سکتا ہے۔ البتہ نکاح وہیں ہو گا جہاں ولی اور لڑکی دونوں راضی ہوں گے۔ واللہ أعلم۔ (یہ حدیث تفصیلاً پیچھے گزر چکی ہے' دیکھیے حدیث: ۳۲۵۰)

## (المعجم ٣١) - اِسْتِئْذَانُ الْبِكْرِ فِي نَفْسِهَا (التحفة ٣١)

## باب: ۳۱- کنواری لڑکی سے اس کے نکاح کے بارے میں اجازت لی جائے

٣٢٦٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

۳۲۶۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

---

٣٢٦٢ـ أخرجه مسلم، النكاح، باب استئذان الثيب في النكاح بالنطق والبكر بالسكوت، ح: ١٤٢١/ ٦٧ عن قتيبة به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٢٤، ٥٢٥، والكبرى، ح: ٥٣٧١.

مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ نَافِعِ ابْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا، وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِي نَفْسِهَا، وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا».

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ عورت اپنے نکاح کے بارے میں اپنے ولی سے زیادہ اختیار رکھتی ہے اور کنواری لڑکی سے بھی اس کے نکاح کے بارے میں اجازت لی جائے۔ اور اس کی اجازت اس کا خاموش رہنا (انکار نہ کرنا) ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ''بیوہ عورت'' تفصیل سابقہ حدیث کے فائدے میں دیکھیے۔ ② ''کنواری لڑکی'' اگرچہ عورت کے لیے ولی کی رضامندی شرط ہے مگر عورت کی اپنی رضامندی بھی ضروری ہے۔ ولی کی رضامندی اس لیے کہ عورت جذبات میں آ کر ایسی جگہ نکاح نہ کر بیٹھے جس میں اولیاء کو عار لاحق ہوتی ہو اور عورت کی رضامندی اس لیے کہ اس نے ساری زندگی گزارنی ہے۔ ③ ''خاموش رہنا'' چونکہ کنواری لڑکی زیادہ شرمیلی ہوتی ہے' ضروری نہیں وہ زبان سے اظہار کرے' لہٰذا اس کا خاموش رہنا بھی جبکہ اس کے سامنے تفصیل ذکر کر دی جائے' رضامندی شمار ہوگی' مگر یہ خاموشی خوف اور ناراضی والی نہ ہو۔ ④ اگر کنواری لڑکی زبان سے انکار کر دے تو وہاں اس کا نکاح نہیں کیا جائے گا۔

٣٢٦٣- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْهُ بَعْدَ مَوْتِ نَافِعٍ بِسَنَةٍ وَلَهُ يَوْمَئِذٍ حَلْقَةٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَلْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا، وَالْيَتِيمَةُ تُسْتَأْمَرُ، وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا».

٣٢٦٣- حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ عورت اپنے بارے میں اپنے ولی سے زیادہ اختیار رکھتی ہے اور نابالغ یا کنواری لڑکی سے بھی اجازت لی جائے۔ اور اس کا خاموش رہنا اس کی طرف سے اجازت ہوگا۔''

٣٢٦٤- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الرِّبَاطِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ:

٣٢٦٤- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ اپنے معاملے میں زیادہ

٣٢٦٣- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥٣٧٢.

٣٢٦٤- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٥٣٧٣.

حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ ابْنِ عَبَّاسِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْأَيِّمُ أَوْلَى بِأَمْرِهَا، وَالْيَتِيمَةُ تُسْتَأْمَرُ فِي نَفْسِهَا، وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا».

اختیار رکھتی ہے۔ اور کنواری لڑکی سے بھی اس کی ذات کے متعلق مشورہ کیا جائے گا' البتہ اس کی خاموشی اس کی اجازت (کی دلیل) ہے۔"

٣٢٦٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ لِلْوَلِيِّ مَعَ الثَّيِّبِ أَمْرٌ، وَالْيَتِيمَةُ تُسْتَأْمَرُ فَصَمْتُهَا إِقْرَارُهَا».

۳۲۶۵- حضرت ابن عباس ؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "بیوہ کے مقابلے میں ولی کو اختیار نہیں اور نابالغ یا کنواری سے بھی مشورہ کر لیا جائے۔ اگر وہ خاموش رہے تو یہ اس کی طرف سے اقرار اور اجازت ہے۔"

فائدہ: "ولی کو اختیار نہیں" یعنی ولی کو رکاوٹ ڈالنے کا اختیار نہیں بلکہ وہ بیوہ کی بات کو ترجیح دے۔ یہ اس حدیث کے صحیح معنی ہیں جو دیگر احادیث سے بھی مطابقت رکھتے ہیں۔

## (المعجم ٣٢) - إِسْتِئْمَارُ الْأَبِ الْبِكْرَ فِي نَفْسِهَا (التحفة ٣٢)

## باب: ۳۲- باپ کو چاہیے کہ وہ کنواری بیٹی سے بھی اس کے نکاح کے بارے میں اجازت حاصل کرے

٣٢٦٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ،

۳۲۶۶- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "بیوہ عورت اپنے (نکاح کے) بارے میں زیادہ اختیار رکھتی ہے۔ اور کنواری لڑکی سے

---

٣٢٦٥- [صحيح] تقدم، ح: ٣٢٦٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٧٤، وأخرجه أبوداود، ح: ٢١٠٠ من حديث عبدالرزاق به.

٣٢٦٦- [صحيح] تقدم، ح: ٣٢٦٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٧٥، وأخرجه مسلم، ح: ١٤٢١/ ٦٧ من حديث سفيان بن عيينة به نحوه.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَلثَّيِّبُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا، وَالْبِكْرُ يَسْتَأْمِرُهَا أَبُوهَا، وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا».

بھی اس کا باپ اجازت حاصل کرے۔ اور اس کی خاموشی اجازت ہی ہے۔''

(المعجم ٣٣) - **اِسْتِئْمَارُ الثَّيِّبِ فِي نَفْسِهَا** (التحفة ٣٣)

**باب:۳۳-بیوہ عورت سے بھی (اس کے نکاح کے بارے میں) مشورہ کیا جائے**

**٣٢٦٧- أَخْبَرَنَا** يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُنْكَحُ الثَّيِّبُ حَتّٰى تُسْتَأْذَنَ، وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَأْمَرَ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ: «إِذْنُهَا أَنْ تَسْكُتَ».

**۳۲۶۷-حضرت ابوہریرہ** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ کا نکاح نہ کیا جائے حتی کہ اس سے اجازت حاصل کر لی جائے۔ اور کنواری لڑکی کا بھی نکاح نہ کیا جائے حتی کہ اس سے مشورہ کر لیا جائے۔'' صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اس کی اجازت کیسے معلوم ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ''اس کی اجازت یہ ہے کہ وہ خاموش رہے۔''

(المعجم ٣٤) - **إِذْنُ الْبِكْرِ** (التحفة ٣٤)

**باب:۳۴-کنواری لڑکی کی اجازت کا بیان**

**٣٢٦٨- أَخْبَرَنَا** إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنْ ذَكْوَانَ أَبِي عَمْرٍو عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اِسْتَأْمِرُوا النِّسَاءَ فِي أَبْضَاعِهِنَّ» قِيلَ: فَإِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْيِي وَتَسْكُتُ، قَالَ: «هُوَ إِذْنُهَا».

**۳۲۶۸-حضرت عائشہ** رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں سے ان کے نکاح کے بارے میں مشورہ کیا کرو۔'' کہا گیا کہ کنواری لڑکی تو شرمائے گی اور چپ رہے گی۔ آپ نے فرمایا: ''یہی اس کی اجازت ہے۔''

---

**٣٢٦٧ـ [إسناده صحيح]** وهو في الكبرى، ح: ٥٣٧٨، وهو متفق عليه كما سيأتي، ح: ٣٢٦٩.

**٣٢٦٨ـ** أخرجه البخاري، الحيل، باب: في النكاح، ح: ٦٩٧١، ومسلم، النكاح، باب استئذان الثيب في النكاح بالنطق والبكر بالسكوت، ح: ١٤٢٠ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ٥٣٧٦.

فائدہ: اسلام چونکہ دین فطرت ہے' اس لیے اس میں عورت کے حقوق کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے اور اس کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح کرنے سے روکا گیا ہے۔ اسلام نے یہ حقوق عورت کو اس وقت دیے جب عورتوں کو جانوروں کی طرح سمجھا جاتا تھا بلکہ جانوروں کی طرح اسے باندھا کھولا' اور بیچا جاتا تھا۔

٣٢٦٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَأْمَرَ، وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَأْذَنَ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ: «أَنْ تَسْكُتَ».

٣٢٦٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ عورت کا نکاح نہ کیا جائے حتی کہ اس سے مشورہ لیا جائے اور کنواری لڑکی کا بھی نکاح نہ کیا جائے حتی کہ اس سے اجازت لی جائے۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کی اجازت کیسے معلوم ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ وہ خاموش رہے۔''

## (المعجم ٣٥) - اَلثَّيِّبُ يُزَوِّجُهَا أَبُوهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ (التحفة ٣٥)

## باب: ٣٥- بیوہ کا باپ اس کا نکاح کر دے جبکہ وہ ناپسند کرتی ہو تو؟

٣٢٧٠- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعٍ ابْنَيْ يَزِيدَ بْنِ جَارِيَةَ

٣٢٧٠- حضرت خنساء بنت خذام رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے والد نے اس کا نکاح کر دیا جبکہ وہ بیوہ تھی۔ چنانچہ اس (خنساء) نے اس (نکاح) کو ناپسند کیا' بالآخر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی (اور آپ سے پوری بات گوش گزار کی) تو آپ نے اس (کے والد) کا کیا ہوا نکاح ختم کر دیا۔

---

٣٢٦٩- أخرجه مسلم، ح:١٤١٩ (انظر الحديث السابق) من حديث خالد بن الحارث، والبخاري، النكاح، باب: لا ينكح الأب وغيره البكر والثيب إلا برضاهما، ح:٥١٣٦ من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٣٧٧.

٣٢٧٠- أخرجه البخاري، النكاح، باب: إذا زوج الرجل ابنته وهي كارهة فنكاحه مردود، ح:٥١٣٨، ٥١٣٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٥٣٥، والكبرٰى، ح:٥٣٨٠.

الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ : أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَرَدَّ نِكَاحَهُ.

فائدہ: اس دور میں یقیناً یہ بات حیرت انگیز تھی کہ باپ کا کیا ہوا نکاح بیٹی کو پسند نہ ہونے کی وجہ سے رد کر دیا گیا۔ یہ اسلام کا عظیم کارنامہ تھا‘ نیز شریعت اسلامیہ میں یہ مسئلہ متفق علیہ ہے‘ بشرطیکہ وہ بالغہ ہو۔

## (المعجم ٣٦) - اَلْبِكْرُ يُزَوِّجُهَا أَبُوهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ (التحفة ٣٦)

## باب:٣٦-کنواری لڑکی کا باپ اس کا نکاح کر دے جبکہ وہ ناپسند کرتی ہو تو؟

٣٢٧١- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ غُرَابٍ قَالَ: حَدَّثَنَا كَهْمَسُ ابْنُ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ فَتَاةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَقَالَتْ: إِنَّ أَبِي زَوَّجَنِي ابْنَ أَخِيهِ لِيَرْفَعَ بِي خَسِيسَتَهُ وَأَنَا كَارِهَةٌ، فَقَالَتْ: اِجْلِسِي حَتّٰى يَأْتِيَ النَّبِيُّ ﷺ، فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرَتْهُ فَأَرْسَلَ إِلٰى أَبِيهَا فَدَعَاهُ، فَجَعَلَ الْأَمْرَ إِلَيْهَا فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! قَدْ أَجَزْتُ مَا صَنَعَ أَبِي، وَلٰكِنْ أَرَدْتُ أَنْ أَعْلَمَ أَلِلنِّسَاءِ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ.

٣٢٧١-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک نوجوان لڑکی ان کے پاس آئی اور کہا: میرے والد نے میرا نکاح اپنے بھتیجے سے کر دیا ہے تاکہ میری وجہ سے اس کا مرتبہ اونچا کرے۔ جبکہ میں اسے پسند نہیں کرتی۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: تو نبی ﷺ کے تشریف لانے تک بیٹھ جا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے آئے تو اس نے پوری بات رسول اللہ ﷺ کو بتائی۔ آپ نے اس کے والد کو بلایا اور نکاح کا اختیار اس لڑکی کے سپرد کر دیا۔ وہ لڑکی کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میں اپنے والد محترم کے کیے ہوئے نکاح کو برقرار رکھتی ہوں۔ میں تو یہ جاننا چاہتی تھی کہ عورتوں کو بھی اس (نکاح کے) معاملے میں کچھ اختیار ہے یا نہیں؟

فوائد و مسائل: ① اس روایت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کنواری لڑکی کا نکاح بھی اس کا باپ اس کی اجازت کے بغیر نہیں کر سکتا۔ اگر کرے گا اور لڑکی راضی نہ ہو تو اسے نکاح فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ اگر خاوند رضامند نہیں ہوگا تو پھر فسخ نکاح کے لیے عدالت یا پنچایت کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ ② ”اس کا مرتبہ اونچا کرے“ وہ معاشرے میں کم حیثیت ہوگا یا اچھے کردار کا مالک نہ ہوگا۔ یا مالی مرتبہ بھی مراد ہو سکتا ہے۔ وہ

---

٣٢٧١۔[إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٣٦ من طريق آخر عن كهمس به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٩٠.

فقیر ہوگا جبکہ یہ لڑکی اور اس کا والد امیر ہوں گے۔ ③ ''برقرار رکھتی ہوں'' معلوم ہوتا ہے لڑکی واقعتاً عقل وفضل والی تھی۔ اپنا مقصد بھی ثابت کر دیا اور باپ کی لاج بھی رکھ لی۔ رضي الله عنها وأرضاها.

٣٢٧٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تُسْتَأْمَرُ الْيَتِيمَةُ فِي نَفْسِهَا، فَإِنْ سَكَتَتْ فَهُوَ إِذْنُهَا، فَإِنْ أَبَتْ فَلَا جَوَازَ عَلَيْهَا».

٣٢٧٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یتیم بچی سے اس کے نکاح کے بارے میں مشورہ کیا جائے۔ اگر وہ چپ رہے تو یہی اس کی اجازت ہے۔ اگر وہ انکار کر دے تو اس پر زبردستی نہیں کی جا سکتی۔''

فائدہ: ظاہر ہے یتیم بچی کے اولیاء اس کے بھائی یا چچے وغیرہ ہوں گے۔ انھیں زبردستی نکاح کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ البتہ باپ کو نابالغ بچی کا نکاح کرنے کی اجازت ہے، مگر بلوغت کے بعد اسے نکاح ختم کرنے یا برقرار رکھنے کا حق ہے۔

## (المعجم ٣٧) - اَلرُّخْصَةُ فِي نِكَاحِ الْمُحْرِمِ (التحفة ٣٧)

## باب: ٣٧-محرم کو (حالت احرام میں) نکاح کرنے کی رخصت؟

٣٢٧٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَوَاءٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ وَيَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: تَزَوَّجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَيْمُونَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ وَهُوَ مُحْرِمٌ. وَفِي حَدِيثِ يَعْلَى: بِسَرِفَ.

٣٢٧٣- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں، حضرت یعلیٰ کی روایت کی رو سے مقام سرف میں نکاح فرمایا۔

---

٣٢٧٢- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في الاستيمار، ح: ٢٠٩٣، والترمذي، النكاح، باب ماجاء في إكراه اليتيمة على التزويج، ح: ١١٠٩ من حديث محمد بن عمرو به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٨١، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ١٢٣٩، ١٢٤٠.

٣٢٧٣- [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٣٣٦ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وتابعه عبدالوهاب، والحديث في الكبرٰى، ح: ٥٤١٠، وهو متواتر عن ابن عباس رضي الله عنهما.

٣٢٧٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ: أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۳۲۷۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ نبی ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں نکاح فرمایا۔

٣٢٧٥- أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَجَّاجِ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَكَحَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، جَعَلَتْ أَمْرَهَا إِلَى الْعَبَّاسِ فَأَنْكَحَهَا إِيَّاهُ.

۳۲۷۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں نکاح فرمایا۔ حضرت میمونہ نے اپنا وکیل حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا تھا' لہٰذا انھوں نے آپ سے ان کا نکاح کر دیا۔

٣٢٧٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ - وَهُوَ ابْنُ مُوسٰى - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۳۲۷۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں نکاح فرمایا۔

فائدہ: یہ بات صرف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جبکہ صاحب واقعہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا اور دیگر حضرات سے اس کے خلاف آتا ہے' یعنی رسول اللہ ﷺ نے جب نکاح فرمایا تو آپ محرم نہ تھے بلکہ حلال تھے۔ یا پھر مطلب ہوگا کہ حرم میں یا حرمت والے مہینے میں نکاح فرمایا لیکن صریح دلیل کے مقابلے میں اس قسم کی تاویل کی ضرورت نہیں۔ (تفصیل دیکھیے' حدیث: ۲۸۴۰، ۲۸۴۵)

---

٣٢٧٤- [صحيح] تقدم، ح: ٢٨٤٠، ٢٨٤١، وهو في الكبرى، ح: ٥٤٠٧، وأخرجه البخاري، ح: ٥١١٤ من حديث سفيان بن عيينة به.

٣٢٧٥- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٣٩٣، وللحديث طرق كثيرة جدًا.

٣٢٧٦- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥٤٠٦، والصواب أنه صلى الله عليه وسلم تزوجها وهو حلال، والمراد بالمحرم داخل الحرم، لا أنه كان محرمًا بإحرام الحج.

## (المعجم ٣٨) - اَلنَّهْيُ عَنْ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ (التحفة ٣٨)

## باب:٣٨-محرم کے لیے نکاح کرنا منع ہے

٣٢٧٧- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ: أَنَّ أَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ».

٣٢٧٧- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''محرم نہ اپنا نکاح کرے نہ کسی کا کرائے اور نہ نکاح کا پیغام بھیجے۔''

٣٢٧٨- حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ مَطَرٍ وَيَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ: أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ».

٣٢٧٨- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''محرم اپنا نکاح کرے نہ کسی کا کرائے اور نہ نکاح کا پیغام بھیجے۔''

فائدہ: سابقہ باب میں فعلی روایت اس کے خلاف ہے مگر تعارض کے وقت قول ہی کو ترجیح دی جاتی ہے کیونکہ فعل میں کئی احتمالات ممکن ہیں۔ ہوسکتا ہے وہ آپ کا خاصہ ہو نیز اس فعلی روایت کے مخالف فعلی روایت بھی موجود ہے۔ جو کہ خود صاحب واقعہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ آپ نے مجھ سے حالت حل میں نکاح کیا تھا' لہٰذا ہر لحاظ سے قولی روایت کو ترجیح دی جائے گی۔ (یا بقول شیخ البانی رحمہ اللہ ان روایات کو شاذ قرار دیا جائے جن میں حالت احرام میں نکاح کرنے کا بیان ہے۔) مگر تعجب ہے احناف پر کہ انھوں نے یہ اصول چھوڑ کر اس

---

٣٢٧٧- [صحيح] تقدم، ح: ٢٨٤٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤١٣.

٣٢٧٨- [صحيح] تقدم، ح: ٢٨٤٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤١٤.

مختلف فیہ فعلی روایت کو ترجیح دی ہے جبکہ اس کی تاویل بھی ممکن ہے یعنی محرم کے معنی ہیں "حرم میں" یا "حرمت والے مہینے میں" وغیرہ تاکہ تعارض نہ رہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے روایت ۲۸۴۰، ۲۸۴۵)

## (المعجم ٣٩) - مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْكَلَامِ عِنْدَ النِّكَاحِ (التحفة ٣٩)

## باب: ۳۹- نکاح کے وقت کیا پڑھنا مستحب ہے؟

٣٢٧٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ اَلتَّشَهُّدَ فِي الصَّلَاةِ وَالتَّشَهُّدَ فِي الْحَاجَةِ، قَالَ: «اَلتَّشَهُّدُ فِي الْحَاجَةِ: أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلِ اللهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَيَقْرَأُ ثَلَاثَ آيَاتٍ».

۳۲۷۹- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز میں تشہد اور دوسری حاجات (خطبۂ نکاح وغیرہ) میں تشہد سکھلایا۔ حاجت نکاح وغیرہ والا تشہد یہ ہے: [أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ...... أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ] "سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔ ہم اس سے مدد طلب کرتے ہیں اور ہم اس سے بخشش طلب کرتے ہیں اور اپنے نفوس کی شرارتوں سے (بچنے کے لیے) اس کی پناہ میں آتے ہیں۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔" پھر آپ تین آیات پڑھتے۔

**فوائد و مسائل:** ① "میں گواہی دیتا ہوں" چونکہ گواہی کسی کی طرف سے نہیں دی جا سکتی لہٰذا یہاں واحد کا صیغہ ہی مناسب ہے جبکہ مدد، بخشش اور پناہ اوروں کے لیے بھی طلب کی جا سکتی ہے لہٰذا پہلے جملوں میں جمع کے صیغے مناسب ہیں۔ ② "تین آیات" اور یہ تین آیات مشہور ہیں۔ ان کے بعد پھر آپ اپنا مقصود بیان فرماتے۔ ③ حدیث کی تضعیف اور تصحیح کی بابت بحث پیچھے کتاب الجمعہ میں گزر چکی ہے۔ دیکھیے حدیث: ۱۴۰۵۔

٣٢٧٩- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في خطبة النكاح، ح: ٢١١٨ من حديث أبي إسحاق به، وعنعن، وانظر، ح: ٩٦، وصححه الترمذي، ح: ١١٠٥ وغيره، وله طريق آخر منقطع.

٣٢٨٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ دَاوُدَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا كَلَّمَ النَّبِيَّ ﷺ فِي شَيْءٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلِ اللهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ [وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ] وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَمَّا بَعْدُ».

۳۲۸۰-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے کسی مسئلے میں بات چیت کی تو نبی ﷺ نے یوں خطبہ ارشاد فرمایا: [إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَ نَسْتَعِينُهُ ...... أَمَّا بَعْدُ] "تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔ ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور ہم اس سے مدد طلب کرتے ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔ اور جسے وہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ حمد و صلاۃ کے بعد......"

## (المعجم ٤٠) - مَا يُكْرَهُ مِنَ الْخُطْبَةِ (التحفة ٤٠)

## باب:۴۰-کس قسم کا خطبہ مکروہ ہے؟

٣٢٨١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: تَشَهَّدَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَحَدُهُمَا: مَنْ يُطِعِ اللهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشَدَ، وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بِئْسَ الْخَطِيبُ أَنْتَ».

۳۲۸۱-حضرت عدی بن حاتم ؓ بیان کرتے ہیں کہ دو آدمیوں نے نبی ﷺ کی موجودگی میں خطبہ دیا۔ ان میں سے ایک نے کہا: جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا' وہ ہدایت یافتہ ہوگا۔ اور جو ان دونوں کی نافرمانی کرے گا' وہ گمراہ ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تو برا خطیب ہے۔"

---

٣٢٨٠- أخرجه مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، ح: ٨٦٨ من حديث داود بن أبي هند به.

٣٢٨١- أخرجه مسلم، ح: ٨٧٠ (انظر الحديث السابق) من حديث سفيان الثوري به. * عبدالرحمٰن هو ابن مهدي، وعبدالعزيز هو ابن رفيع.

فائدہ: ''تو برا خطیب ہے'' آپ کا اشارہ اللہ اور اس کے رسول کو ایک ضمیر (یَعْصِهِمَا کی هِمَا ضمیر) میں جمع کرنے کی طرف ہے جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت میں اس کی صراحت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اس طرح کہہ: [وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُولَهُ] ''جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے۔'' (صحیح مسلم، الجمعة، حديث:٨٧٠) کیونکہ اس سے وہم پڑتا ہے کہ شاید دونوں ہم مرتبہ ہیں۔ جبکہ خالق و مخلوق میں کوئی مقابلہ ہی نہیں۔ لیکن صحیح احادیث میں اللہ اور اس کے رسول کو ایک ضمیر میں ذکر بھی فرمایا گیا ہے، مثلاً: صحیحین کی حدیث میں ہے: [أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا] (صحيح البخاري، الإيمان، حديث: ١٦، وصحيح مسلم، الإيمان، حديث: (٦٧)-٤٣) اسی طرح آپ کے ایک خطبے میں بعینہٖ یہی الفاظ ہیں: [وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى] (سنن أبي داود، الصلاة، حديث:١٠٩٨) اور [وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَإِنَّهُ لَا يَضُرُّ إِلَّا نَفْسَهُ] (سنن أبي داود، الصلاة، حديث:١٠٩٧) نیز قرآن مجید میں ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ﴾ میں بھی ضمیر مشترک ہے، اس کے باوجود آپ نے یہاں تثنیہ کی ضمیر لانے پر اظہار ناراضی فرمایا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وعظ و تقریر کے موقع پر ابہام کی بجائے توضیح و تفسیر کی ضرورت ہے۔ اس خطیب نے یہاں ابہام کا مظاہرہ کیا جسے آپ نے ناپسند فرمایا۔ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اختصار بھی اگرچہ جائز ہے لیکن عوام کے سامنے مختصر بات کرنے کی بجائے واضح الفاظ میں بات کی جائے، چاہے اس میں کچھ طوالت ہو، تاکہ عوام کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔ مزید دیکھیے: (شرح صحيح مسلم للنووي، حديث: ٨٧٠)

## (المعجم ٤١) - بَابُ الْكَلَامِ الَّذِي يَنْعَقِدُ بِهِ النِّكَاحُ (التحفة ٤١)

## باب: ٤١- اس کلام کا بیان جس سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے

٣٢٨٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ: إِنِّي لَفِي الْقَوْمِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَأْ فِيهَا رَأْيَكَ، فَسَكَتَ فَلَمْ يُجِبْهَا النَّبِيُّ ﷺ بِشَيْءٍ، ثُمَّ قَامَتْ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَأْ فِيهَا

٣٢٨٢- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کے ہاں کچھ لوگوں میں بیٹھا تھا کہ ایک عورت آ کر کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میں اپنے آپ کو آپ کے نکاح کے لیے پیش کرتی ہوں۔ آپ میرے بارے میں جو مناسب سمجھیں فیصلہ فرمائیں۔ آپ چپ ہو گئے اور اسے کچھ جواب نہ دیا۔ وہ دوبارہ کھڑی ہو کر کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میں اپنے آپ کو آپ کے ساتھ نکاح کے لیے پیش کرتی ہوں۔

---

٣٢٨٢- [صحيح] تقدم، ح: ٣٢٠٢.

رَأْيَكَ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: زَوِّجْنِيهَا يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «هَلْ مَعَكَ شَيْءٌ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَاذْهَبْ فَاطْلُبْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ» فَذَهَبَ فَطَلَبَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: لَمْ أَجِدْ شَيْئًا وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ، قَالَ: «هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ؟» قَالَ: نَعَمْ مَعِيَ سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا، قَالَ: «[قَدْ] أَنْكَحْتُكَهَا عَلٰى مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ».

آپ میرے بارے میں جو چاہیں فیصلہ فرمائیں۔ (آپ پھر چپ رہے تو) ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! (اگر آپ کو ضرورت نہیں تو) اس عورت کا نکاح مجھ سے فرما دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ''تیرے پاس (مہر وغیرہ کے لیے) کوئی چیز ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ' تلاش کرو چاہے لوہے کی انگوٹھی ہی ہو۔'' وہ گیا' تلاش کے بعد واپس آیا اور کہنے لگا: مجھے کوئی چیز نہیں ملی' لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تجھے کچھ قرآن یاد ہے۔'' اس نے کہا: جی ہاں! مجھے فلاں فلاں سورتیں حفظ ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے قرآن مجید کی ان سورتوں (کی تعلیم) کے عوض تیرا اس سے نکاح کر دیا۔''

فائدہ: معلوم ہوا جو الفاظ ایجاب و قبول پر دلالت کرتے ہوں' ان سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ اس نے کہا: میرا اس سے نکاح فرما دیں۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے تیرا نکاح کر دیا۔'' یہ ایجاب و قبول ہے۔ ایجاب خاوند یا بیوی کسی طرف سے ہو سکتا ہے۔ اسی طرح قبول بھی۔ ایک فریق ایجاب کرے' دوسرا قبول۔ مناسب ہے کہ یہ ایجاب و قبول گواہوں کے سامنے علانیہ کروایا جائے۔ (باقی تفصیلات کے لیے دیکھیے' حدیث: ٣٢٠٢)

## (المعجم ٤٢) - اَلشُّرُوطُ فِي النِّكَاحِ (التحفة ٤٢)

## باب: ٤٢- نکاح میں شرطوں کا بیان

٣٢٨٣- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَحَقَّ الشُّرُوطِ أَنْ يُوَفّٰى بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ».

٣٢٨٣- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شرط پوری کرنا سب سے زیادہ ضروری ہے' وہ ہے جس کے ساتھ تم عورتوں کو اپنے لیے حلال کرتے ہو۔''

---

٣٢٨٣- أخرجه البخاري، الشروط، باب الشروط في المهر عند عقدة النكاح، ح: ٢٧٢١ من حديث الليث بن سعد، ومسلم، النكاح، باب الوفاء بالشروط في النكاح، ح: ١٤١٨ من حديث يزيد بن أبي حبيب به.

فائدہ: ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کے وقت جو شرطیں عائد کی جائیں انھیں پورا کرنا ضروری ہے ورنہ نکاح قائم نہ رہے گا' بشرطیکہ وہ شرطیں شریعت اور نکاح کے تقاضے کے خلاف نہ ہوں۔ بعض حضرات نے اس ''شرط'' سے مراد صرف مہر لیا ہے کہ اس کی ادائیگی ضروری ہے ورنہ عورت نکاح فسخ کرواسکتی ہے۔ بعض نے اس سے مراد بیوی کے وہ حقوق لیے ہیں جو نکاح کے بعد اسے حاصل ہوتے ہیں' مثلاً: مہر' نفقہ اور حسن سلوک وغیرہ۔ الفاظ کے عموم کی رو سے راجح بات پہلی معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم.

٣٢٨٤- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ تَمِيمٍ قَالَ: سَمِعْتُ حَجَّاجًا يَقُولُ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ: أَنَّ أَبَا الْخَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَحَقَّ الشُّرُوطِ أَنْ يُوَفَّى بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ».

٣٢٨٤- حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شرط کو پورا کرنا سب سے زیادہ ضروری ہے' وہ ہے جس کے ساتھ تم عورتوں کو اپنے لیے حلال کرتے ہو۔''

## (المعجم ٤٣) - اَلنِّكَاحُ الَّذِي تَحِلُّ بِهِ الْمُطَلَّقَةُ ثَلَاثًا لِمُطَلِّقِهَا (التحفة ٤٣)

## باب: ٤٣- کس نکاح کے ساتھ تین طلاقوں والی عورت پہلے خاوند کے لیے حلال ہو سکتی ہے؟

٣٢٨٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَنِي فَأَبَتَّ طَلَاقِي، وَإِنِّي تَزَوَّجْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيرِ وَمَا

٣٢٨٥- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ حضرت رفاعہ ؓ کی (سابقہ) بیوی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہا: رفاعہ نے مجھے طلاق دی اور طلاق بتہ (تیسری طلاق) دی۔ میں نے اس کے بعد عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کر لیا مگر اس کے پاس تو کپڑے کے پلو (کنارے' یعنی مردانہ کمزوری) کا سا معاملہ ہے۔

---

٣٢٨٤- [صحيح] انظر الحديث السابق.

٣٢٨٥- أخرجه البخاري، الشهادات، باب شهادة المختبیء، ح: ٢٦٣٩، ومسلم، النكاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثًا لمطلقها حتى تنكح زوجًا غيره ويطأها . . . الخ، ح: ١٤٣٣ من حديث سفيان بن عيينة به.

مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ، فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: «لَعَلَّكِ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلٰى رِفَاعَةَ؟ لَا، حَتّٰى يَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ».

رسول اللہ ﷺ (اس کی اس تمثیل پر) مسکرائے اور فرمایا: ''شاید تو دوبارہ رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہے؟ تو نہیں جا سکتی حتی کہ وہ تجھ سے لطف اندوز ہو اور تو اس سے لطف اندوز ہو۔''

**فوائد و مسائل:** ① ''رفاعہ کی بیوی'' یعنی جو پہلے رفاعہ کی بیوی تھی' ورنہ اس وقت تو وہ عبدالرحمٰن بن زبیر کے نکاح میں تھی۔ ② ''تیسری طلاق'' عربی میں لفظ بَتَّـہ استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی ہیں: قطعی طلاق' یعنی جس کے بعد رجوع کا امکان نہ ہو۔ اور وہ عام حالات میں تیسری طلاق ہی ہو سکتی ہے۔ ③ ''پلو'' یہ ان کی مردانہ قوت کی کمزوری کی طرف اشارہ ہے۔ کنایات میں عموماً مبالغہ آرائی ہوتی ہے ورنہ وہ کنایہ نہیں ہوتا' لہٰذا ظاہر الفاظ مراد نہیں ہوتے۔ صرف اشارہ مقصود ہوتا ہے۔ اس کی یہ شکایت درست نہ تھی کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے اسے رد کر دیا تھا۔ صحیح بخاری میں یہ صراحت موجود ہے کہ خاوند کو بھی پتہ چل گیا تھا کہ اس کی بیوی نبی ﷺ کے پاس شکایت لے کر گئی ہے تو وہ بھی پہنچ گئے۔ اس کے ساتھ (دوسری بیوی سے) ان کے دو بیٹے بھی تھے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! واللہ یہ جھوٹ بول رہی ہے۔ میں تو اسے چمڑے کی طرح ادھیڑ کر رکھ دیتا ہوں (یعنی پوری قوت سے بھرپور جماع کرتا ہوں) لیکن یہ مجھے ناپسند کرتی ہے اور رفاعہ کی طرف واپس جانا چاہتی ہے...... پھر نبی اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا کہ ''یہ تیرے بیٹے ہیں؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے اس عورت سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''تو اس پر یہ الزام لگا رہی ہے؟ حالانکہ اللہ کی قسم! اس کے بیٹے اپنے باپ کے ساتھ اس سے بھی زیادہ مشابہت رکھتے ہیں جتنی ایک کوا دوسرے کوے سے رکھتا ہے۔'' (صحیح البخاري' اللباس' حديث: ٥٨٢٥) وہ عورت اپنے بیان کے مطابق پہلے خاوند کے نکاح میں نہیں جا سکتی تھی کیونکہ اس کے لیے دوسرے خاوند کا اس کے ساتھ جماع اور اس کے بعد طلاق دینا ضروری تھا۔ ④ ''لطف اندوز ہو'' تیسری طلاق کے بعد خاوند بیوی ایک دوسرے پر حرام ہو جاتے ہیں' الا یہ کہ وہ عورت کسی اور شخص سے نکاح کرے' پھر ان میں بھی ناچاقی ہو جائے تو وہ عورت عدت کے بعد پہلے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے بشرطیکہ دوسرا خاوند اس سے جماع کر چکا ہو۔ اگر جماع نہ ہوا ہو تو طلاق کے باوجود وہ پہلے خاوند کے لیے حلال نہ ہو گی۔ ''لطف اندوز ہو'' میں اس طرف اشارہ ہے۔ ⑤ آج کل ''حلالہ'' کے نام پر جو بے غیرتی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے اور عورتوں کو بھینسوں کی طرح کرائے کے ''سانڈ'' کے پاس لے جایا جاتا ہے' یہ امر سراسر شریعت کے خلاف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس میں ملوث تمام اشخاص پر لعنت فرمائی ہے۔

(المعجم ٤٤) - تَحْرِيمُ الرَّبِيبَةِ الَّتِي فِي حِجْرِهِ (التحفة ٤٤)

٣٢٨٦- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ - وَأُمُّهَا أُمُّ سَلَمَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ - أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ أَخْبَرَتْهَا: أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنْكِحْ أُخْتِي بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَوَ تُحِبِّينَ ذٰلِكِ؟» فَقُلْتُ: نَعَمْ، لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ، وَأَحَبُّ مَنْ يُشَارِكُنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ أُخْتَكِ لَا تَحِلُّ لِي» فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ! يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا لَنَتَحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ، فَقَالَ: «بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ؟» فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: «وَاللّٰهِ! لَوْلَا أَنَّهَا رَبِيبَتِي فِي حِجْرِي مَا حَلَّتْ لِي، إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ، فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ».

باب:۴۴- کسی آدمی کے گھر میں پرورش پانے والی پچھلگ (ربیبہ) لڑکی سے اس کا نکاح حرام ہے

۳۲۸۶- حضرت زینب بنت ابوسلمہ ؓ جن کی والدہ رسول اللہ ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت ام سلمہ ؓ تھیں، نے بتایا کہ مجھے حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان ؓ نے بتلایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ میری بہن بنت ابی سفیان سے نکاح کر لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو اسے پسند کرتی ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ میں کون سا آپ کے گھر میں اکیلی ہوں؟ اور میری بہن میرے ساتھ اس خیر (آپ کی زوجیت) میں شریک ہو جائے تو مجھے اس سے بڑھ کر کون سی چیز پسندیدہ ہوگی؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تیری بہن میرے لیے حلال نہیں۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! ہم تو آپس میں یہ تبصرے کرتی رہتی ہیں کہ آپ درہ بنت ابی سلمہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''ام سلمہ کی بیٹی سے؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! اگر وہ میری بیوی کی پچھلگ بیٹی (میرے گھر میں) نہ بھی (رہ رہی) ہوتی، پھر بھی میرے لیے حلال نہ ہوتی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا، لہٰذا تم مجھ سے نکاح کے لیے اپنی بیٹیاں

---

٣٢٨٦ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب: "وأمهاتكم اللاتي أرضعنكم"، ح: ٥١٠١ عن أبي اليمان حكم بن نافع به. ومسلم، الرضاع، باب تحريم الربيبة وأخت المرأة، ح: ١٤٤٩/١٦ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤١٧.

اور بہنیں پیش نہ کیا کرو۔‘‘

فوائد ومسائل: ① ’’میری بہن سے نکاح کرلیں‘‘ ان کا خیال تھا کہ محرمات کی تحریم عام مسلمانوں کے لیے ہے‘ رسول اللہ ﷺ اس پابندی سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ بہت سے مسائل میں آپ دوسروں سے ممتاز ہیں لیکن ان کا یہ خیال درست نہیں تھا۔ بیوی کی بہن عام مسلمانوں کی طرح آپ پر بھی حرام تھی۔ ② ’’پچھلگ بیٹی‘‘ یعنی بیوی کی ایسی بیٹی جو سابقہ خاوند سے ہو‘ دوسرے خاوند پر حرام ہے‘ خواہ وہ اس کے گھر میں اپنی والدہ کے ساتھ رہ رہی ہو یا کہیں الگ رہتی ہو۔ گھر میں پرورش پانے کا ذکر آیت اور احادیث میں غالب احوال کے اعتبار سے ہے۔ جمہور اہل علم کا یہی مسلک ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ گھر میں رہنے یا نہ رہنے کا رشتے کی حرمت وحلت سے کیا تعلق ہے؟ چونکہ عام طور پر بچیاں والدہ کے ساتھ ہی رہتی ہیں‘ اس لیے یہ الفاظ ذکر فرما دیے گئے‘ ورنہ یہ حرمت کے لیے شرط نہیں۔ حرمت کے لیے سبب بیوی کی بیٹی ہونا ہی کافی ہے۔ اس حرمت میں بھی رسول اللہ ﷺ عام مسلمانوں کے ساتھ شریک ہیں۔ ③ ’’ثویبہ‘‘ ابولہب کی لونڈی جسے اس نے رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کی خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔ وہ بعد میں بھی بنو عبدالمطلب کے گھروں میں رہی۔

## (المعجم ٤٥) - تَحْرِيمُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْأُمِّ وَالْبِنْتِ (التحفة ٤٥)

## باب: ۴۵- ماں اور اس کی بیٹی دونوں سے بیک وقت نکاح حرام ہے

٣٢٨٧- أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ: أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنْكِحْ بِنْتَ أَبِي - تَعْنِي أُخْتَهَا -، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَتُحِبِّينَ ذٰلِكِ؟» قَالَتْ: نَعَمْ، لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ، وَأَحَبُّ مَنْ يَشْرَكُنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ ذٰلِكِ لَا يَحِلُّ» قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ: يَا رَسُولَ اللهِ!

۳۲۸۷- حضرت زینب بنت ابوسلمہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت ام حبیبہ ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری بہن سے نکاح کرلیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’تو یہ بات پسند کرتی ہے؟‘‘ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ میں کون سا آپ کے گھر میں اکیلی ہوں؟ اور میری بہن اس فضیلت میں میرے ساتھ شریک ہو جائے‘ اس سے زیادہ پسندیدہ بات کیا ہو سکتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’یہ حلال نہیں۔‘‘ حضرت ام حبیبہ ؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم تو یہ تبصرے کرتی رہتی ہیں کہ آپ درہ بنت

---

٣٢٨٧- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤١٥.

وَاللهِ! لَقَدْ تَحَدَّثْنَا أَنَّكَ تَنْكِحُ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ، فَقَالَ: «بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ؟» قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ: نَعَمْ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَوَاللهِ! لَوْ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حِجْرِي مَا حَلَّتْ، إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ، فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ».

ابو سلمہ سے نکاح کرنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''ام سلمہ کی بیٹی؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! اگر وہ میری بیوی کی پچھ لگ بیٹی نہ ہوتی تب بھی وہ میرے لیے حلال نہ تھی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ مجھے اور ابو سلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا' لہٰذا تم مجھ پر نکاح کے لیے اپنی بیٹیاں اور بہنیں پیش نہ کیا کرو۔''

فائدہ: باب کا مقصود یہ ہے کہ بیوی کی بیٹی سے نکاح جائز نہیں (بشرطیکہ بیوی سے جماع کر چکا ہو) نیز باب کے ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے' حالانکہ اگر بیوی فوت ہو جائے' تب بھی اس کی بیٹی سے نکاح جائز نہیں۔ اسی طرح بیوی کی ماں سے بھی کسی حال میں نکاح جائز نہیں' خواہ بیوی زندہ ہو یا فوت شدہ' نکاح میں باقی ہو یا اسے طلاق دے دی ہو۔

٣٢٨٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عِرَاكِ ابْنِ مَالِكٍ: أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ قَالَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: إِنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا أَنَّكَ نَاكِحٌ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَعَلَى أُمِّ سَلَمَةَ؟ لَوْ أَنِّي لَمْ أَنْكِحْ أُمَّ سَلَمَةَ مَا حَلَّتْ لِي، إِنَّ أَبَاهَا أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ».

٣٢٨٨- حضرت زینب بنت ابو سلمہ ؓ نے بیان کیا کہ حضرت ام حبیبہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: تحقیق ہم یہ باتیں کرتی رہتی ہیں کہ آپ عنقریب درہ بنت ابی سلمہ سے نکاح فرمانے والے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا ام سلمہ سے نکاح کے بعد؟ نیز اگر میں نے ام سلمہ سے نکاح نہ بھی کیا ہوتا' تب بھی وہ میرے لیے حلال نہیں تھی کیونکہ اس (درہ) کا باپ (حضرت ابو سلمہ ؓ) میرا رضاعی بھائی تھا۔''

## (المعجم ٤٦) - تَحْرِيمُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ (التحفة ٤٦)

## باب:٤٦- دو بہنوں سے (بیک وقت) نکاح حرام ہے

٣٢٨٩- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ

٣٢٨٩- حضرت ام حبیبہ ؓ سے روایت ہے کہ

٣٢٨٨- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٥٤١٩.

٣٢٨٩- [صحيح] تقدم، ح: ٣٢٨٦، وهو في الكبرى، ح: ٥٤١٨.

عَبْدَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! هَلْ لَكَ فِي أُخْتِي؟ قَالَ: «فَأَصْنَعُ مَاذَا؟» قَالَتْ: تَزَوَّجْهَا، قَالَ: «فَإِنَّ ذٰلِكِ أَحَبُّ إِلَيْكِ؟» قَالَتْ: نَعَمْ، لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ، وَأَحَبُّ مَنْ يَشْرَكُنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي، قَالَ: «إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِي» قَالَتْ: فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّكَ تَخْطُبُ دُرَّةَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَ: «بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ؟» قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: «وَاللّٰهِ! لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي مَا حَلَّتْ لِي، إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ، فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ».

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کو میری بہن سے کچھ رغبت ہے؟ آپ نے فرمایا: ”میں کیا کروں؟“ میں نے کہا: اس سے نکاح کر لیں۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تجھے یہ پسند ہے؟“ میں نے کہا: جی ہاں، میں پہلے بھی تو آپ کے گھر میں اکیلی نہیں۔ اور میری بہن اس فضیلت میں میرے ساتھ شریک ہو جائے تو مجھے یہ بہت پسند ہے۔ آپ نے فرمایا: ”وہ تو میرے لیے حلال نہیں ہے۔“ میں نے کہا: مجھے تو یہ بات پہنچی ہے کہ آپ درہ بنت ام سلمہ سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”ابوسلمہ کی بیٹی سے؟“ میں نے کہا: ”جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! اگر وہ میری بیوی کی بیٹی نہ ہوتی تب بھی میرے لیے حلال نہ تھی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ تم مجھ پر اپنی بیٹیاں اور بہنیں نکاح کے لیے پیش نہ کیا کرو۔“

فائدہ: دو بہنوں سے بیک وقت نکاح حرام ہے مگر یکے بعد دیگرے جائز ہے، یعنی ایک مر جائے یا اسے طلاق دے دی جائے تو دوسری بہن سے نکاح ہو سکتا ہے، بخلاف بیوی کی بیٹی یا ماں کے کہ ان کے ساتھ بیوی کے مرنے یا طلاق کے باوجود نکاح نہیں ہو سکتا۔

## (المعجم ٤٧) - اَلْجَمْعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا (التحفة ٤٧)

## باب: ٤٧- ایک عورت اور اس کی پھوپھی سے (بیک وقت) نکاح حرام ہے

٣٢٩٠- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ

٣٢٩٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی عورت اور اس کی

---

٣٢٩٠- أخرجه البخاري، النكاح، باب: لا تنكح المرأة على عمتها، ح: ٥١٠٩، ومسلم، النكاح، باب تحريم الجمع بين المرأة وعمتها أو خالتها في النكاح، ح: ١٤٠٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٣٢، والكبرٰى، ح: ٥٤٢٠.

أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا».

پھوپھی یا کسی عورت اور اس کی خالہ سے (بیک وقت) نکاح نہ کیا جائے۔"

فائدہ: بھتیجی، پھوپھی اور بھانجی، خالہ انتہائی قریبی رشتے ہیں۔ ایسے قریبی رشتوں کو سوکنا پے میں بدلنا ظلم عظیم ہے جبکہ یہ رشتے انتہائی محبت اور خلوص کے متقاضی ہیں، لہٰذا انھیں بھی دو بہنوں والا حکم دیا گیا ہے کیونکہ دو بہنوں سے بیک وقت نکاح بھی اسی بنا پر حرام ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ ان سے بھی یکے بعد دیگرے نکاح جائز ہے جیسا کہ دو بہنوں سے جائز ہے۔ بیک وقت نکاح کرنا منع ہے۔

٣٢٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ فُلَيْحٍ عَنْ يُونُسَ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي قَبِيصَةُ بْنُ ذُؤَيْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَالْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا.

٣٢٩١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ ایک عورت اور اس کی پھوپھی یا ایک عورت اور اس کی خالہ سے بیک وقت نکاح کیا جائے۔

٣٢٩٢- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ أَنَّ جَعْفَرَ بْنَ رَبِيعَةَ حَدَّثَهُ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ نَهَى أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا أَوْ خَالَتِهَا.

٣٢٩٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ کسی عورت سے اس کی پھوپھی یا خالہ کے نکاح پر نکاح کیا جائے۔

---

٣٢٩١- أخرجه البخاري، النكاح، باب: لا تنكح المرأة على عمتها، ح: ٥١١٠، ومسلم، النكاح، باب تحريم الجمع بين المرأة وعمتها أو خالتها في النكاح، ح: ١٤٠٨ من حديث يونس بن يزيد به، وهو في الكبرى، ح: ٥٤٢١.

٣٢٩٢- أخرجه مسلم، ح: ١٤٠١/ ٣٤ (انظر الحديث السابق) من حديث عراك به، وهو في الكبرى، ح: ٥٤٢٢.

٣٢٩٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عِرَاكِ ابْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ أَرْبَعِ نِسْوَةٍ يُجْمَعُ بَيْنَهُنَّ: اَلْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا، وَالْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا.

۳۲۹۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عورتوں سے بیک وقت نکاح کرنے سے منع فرمایا: عورت اور اس کی پھوپھی۔ اسی طرح کوئی عورت اور اس کی خالہ۔

فائدہ: ''چار عورتیں'' ظاہر الفاظ سے غلط فہمی ہو سکتی ہے کیونکہ نکاح دو سے بھی بیک وقت حرام ہے جیسا کہ پیچھے تفصیل گزری، مگر چونکہ اس کی دو صورتیں ہیں، اس لیے جمع کر کے چار کہہ دیا۔

٣٢٩٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَلَا عَلَى خَالَتِهَا».

۳۲۹۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی عورت سے اس کی پھوپھی یا اس کی خالہ کے نکاح پر نکاح نہ کیا جائے۔''

٣٢٩٥- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا أَوْ عَلَى خَالَتِهَا.

۳۲۹۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ کسی عورت سے اس کی پھوپھی یا اس کی خالہ کے نکاح پر نکاح کیا جائے۔

---

٣٢٩٣_ أخرجه مسلم، ح:١٤٠٨/ ٣٤ من حديث الليث بن سعد به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٥٤٢٣.

٣٢٩٤_ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٥٤٢٨.

٣٢٩٥_ أخرجه مسلم، ح:١٤٠٨/ ٤٠ من حديث عمرو بن دينار به، انظر الحديث المتقدم: ٣٢٩١.

٣٢٩٦- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَلَا عَلَى خَالَتِهَا».

۳۲۹۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی عورت سے اس کی پھوپھی یا خالہ کے ساتھ نکاح ہوتے ہوئے نکاح نہ کیا جائے۔''

## (المعجم ٤٨) - تَحْرِيمُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا (التحفة ٤٨)

## باب:۴۸- کسی عورت اور اس کی خالہ سے بیک وقت نکاح حرام ہے

٣٢٩٧- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَلَا عَلَى خَالَتِهَا».

۳۲۹۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کسی عورت سے اس کی پھوپھی یا خالہ کے نکاح پر نکاح نہ کیا جائے۔''

٣٢٩٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَالْعَمَّةُ عَلَى بِنْتِ أَخِيهَا.

۳۲۹۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ کسی عورت سے اس کی پھوپھی کے نکاح پر نکاح کیا جائے یا پھوپھی سے اس کی بھتیجی کے نکاح پر نکاح کیا جائے۔

فائدہ: مقصود یہ ہے کہ پھوپھی اور بھتیجی سے بیک وقت نکاح حرام ہے، خواہ پہلے پھوپھی سے نکاح کیا گیا ہو یا بھتیجی سے۔ خالہ اور بھانجی کا حکم بھی یہی ہے۔

---

٣٢٩٦ـ أخرجه مسلم، ح:١٤٠٨/ ٣٧ من حديث يحيى بن أبي كثير به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٥٤٢٤. * أبوإسماعيل هو إبراهيم بن عبدالملك القناد.

٣٢٩٧ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٥٤٢٥، وتقدم طرفه، ح:٣٢٤٤. * هشام هو ابن حسان، ومحمد هو ابن سيرين، ويحيى هو القطان.

٣٢٩٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، النكاح، باب ما يكره أن يجمع بينهن من النساء، ح:٢٠٦٥ من حديث داود بن أبي هند به، وعلقه البخاري، النكاح، باب: "لا تنكح المرأة على عمتها"، ح:٥١٠٨.

٣٢٩٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَاصِمٌ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى الشَّعْبِيِّ كِتَابًا فِيهِ عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَلَا عَلٰى خَالَتِهَا» قَالَ: سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ جَابِرٍ.

٣٢٩٩-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''کسی عورت سے اس کی پھوپھی یا اس کی خالہ کے ساتھ نکاح کی موجودگی میں نکاح نہ کیا جائے۔''

٣٣٠٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَخَالَتِهَا.

٣٣٠٠-حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ کسی عورت سے اس کی پھوپھی یا خالہ کے نکاح پر نکاح کیا جائے۔''

٣٣٠١- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا أَوْ عَلٰى خَالَتِهَا.

٣٣٠١-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی عورت سے اس کی پھوپھی یا خالہ کے نکاح پر نکاح کرنے سے منع فرمایا۔

## (المعجم ٤٩) - مَا يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ (التحفة ٤٩)

## باب:٤٩-رضاعت کی وجہ سے کون کون سے رشتے حرام ہوتے ہیں؟

٣٣٠٢- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ

٣٣٠٢-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو رشتے پیدائشی نسب کی وجہ سے حرام

---

٣٢٩٩ـ [صحيح] انظر الحديث الآتي.

٣٣٠٠ـ أخرجه البخاري، ح:٥١٠٨ (انظر الحديث المتقدم برقم:٣٢٩٨) من حديث ابن المبارك به.

٣٣٠١ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٥٤٣٤، وللحديث طرق كثيرة، منها الحديث السابق.

٣٣٠٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الرضاع، باب ماجاء يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب، ح:١١٤٧ من حديث يحيى القطان به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٦٠٧، وصححه ابن حبان وغيره.

قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا حَرَّمَتْهُ الْوِلَادَةُ حَرَّمَهُ الرَّضَاعُ».

ہیں رضاعت کی وجہ سے بھی حرام ہیں۔''

فائدہ: شریعت اسلامیہ نے رضاعت کو بھی نسبی رشتے کی طرح تقدس عطا کیا ہے۔ جس طرح نسبی لحاظ سے محترم رشتے نکاح کے لیے حرام قرار دیے گئے ہیں' اسی طرح رضاعت کے لحاظ سے بھی وہی رشتے نکاح کے لیے حرام قرار دیے گئے ہیں۔ البتہ یہ یاد رہے کہ وہ رشتے دودھ پینے والے بچے ہی پر حرام ہوں گے' اس کے دیگر نسبی رشتہ داروں پر حرام نہیں ہوں گے' مثلاً: دودھ پینے والے بچے پر اس کی رضاعی ماں اور بہن سے نکاح حرام ہے مگر اس بچے کے دیگر بھائیوں پر ان سے نکاح حرام نہیں۔ گویا دودھ پینے والے پر تو اس کی رضاعی والدہ کا پورا خاندان حرام ہے مگر رضاعی ماں اور اس کے خاندان پر بچے کا دیگر خاندان حرام نہیں۔

۳۳۰۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عِرَاكٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عَمَّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ يُسَمّٰى أَفْلَحَ اسْتَأْذَنَ عَلَيْهَا فَحَجَبَتْهُ، فَأُخْبِرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «لَا تَحْتَجِبِي مِنْهُ، فَإِنَّهُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ».

۳۳۰۳- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ ان کا رضاعی چچا جس کا نام افلح تھا' نے ان کے ہاں آنے کی اجازت طلب کی تو انھوں نے اس سے پردہ کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو بتلایا گیا تو آپ نے فرمایا: ''عائشہ! اس سے پردہ نہ کرو کیونکہ رضاعت کی بنا پر وہ سب رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب کی بنا پر حرام ہوتے ہیں۔''

فائدہ: یہ حضرت افلح ؓ حضرت عائشہ ؓ کے رضاعی والد کے بھائی تھے۔ حضرت عائشہ ؓ کا خیال تھا کہ رضاعت کی بنا پر دودھ پلانے والی کے ساتھ رشتہ قائم ہونا تو معقول بات ہے مگر اس کے خاوند کے رشتہ داروں سے رشتہ کیسے قائم ہوسکتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کے دودھ میں اس کے خاوند کا بھی دخل ہوتا ہے' لہٰذا عورت کے خاوند اور اس کے رشتے داروں سے بھی دودھ پینے والے بچے کا رشتہ قائم ہو جائے گا۔

---

۳۳۰۳- أخرجه مسلم، الرضاع، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل، ح: ۱۴۴۵/۹ عن قتيبة بن سعيد به، والبخاري، الشهادات، باب الشهادة على الأنساب والرضاع المستفيض والموت القديم، ح: ۲۶۴۴ من حديث عراك به.

٣٣٠٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ».

۳۳۰۴-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”رضاعت کی بنا پر وہ سب رشتے (نکاح کے لیے) حرام ہو جاتے ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہو جاتے ہیں۔“

٣٣٠٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ».

۳۳۰۵-حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رضاعت کی وجہ سے وہ سب رشتے (نکاح کے لیے) حرام ہو جاتے ہیں جو پیدائشی نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں۔“

## (المعجم ٥٠) - تَحْرِيمُ بِنْتِ الْأَخِ مِنَ الرَّضَاعَةِ (التحفة ٥٠)

## باب:۵۰-رضاعی بھتیجی سے بھی نکاح حرام ہے

٣٣٠٦- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا لَكَ تَنَوَّقُ فِي قُرَيْشٍ وَتَدَعُنَا؟ قَالَ: «وَعِنْدَكَ أَحَدٌ؟» قُلْتُ:

۳۳۰۶-حضرت علی ؓ سے منقول ہے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا وجہ ہے کہ آپ قریش (کے دیگر قبائل) میں تو فراخ دلی سے رشتے فرما رہے ہیں مگر ہمیں (بنو ہاشم کو) محروم رکھ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”تیرے پاس کوئی (رشتہ) ہے؟“ میں نے کہا: جی ہاں! حمزہ کی بیٹی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ

---

٣٣٠٤ـ أخرجه البخاري، الشهادات، باب الشهادة على الأنساب والرضاع . . . الخ، ح: ٢٦٤٦، ومسلم، الرضاع، باب: يحرم من الرضاعة ما يحرم من النسب، ح: ١٤٤٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٦٠١، والكبرى، ح: ٥٤٣٥.

٣٣٠٥ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٤٣٦.

٣٣٠٦ـ أخرجه مسلم، الرضاع، باب تحريم ابنة الأخ من الرضاعة، ح: ١٤٤٦ من حديث أبي معاوية الضرير به، وهو في الكبرى، ح: ٥٤٤٦.

نَعَمْ! بِنْتُ حَمْزَةَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِي إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ».

تو میرے لیے حلال نہیں کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔"

فائدہ: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی نسبی لحاظ سے تو رسول اللہ ﷺ کی چچا زاد بہن تھی اور اس سے آپ کا نکاح جائز تھا' اسی لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے نکاح کی پیش کش کی لیکن چونکہ وہ آپ کی رضاعی بھتیجی بھی تھی کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو ثویبہ نے بھی دودھ پلایا تھا۔ اس لحاظ سے وہ آپ کے رضاعی بھائی تھے' لہٰذا ان کی بیٹی سے نکاح جائز نہیں تھا کیونکہ رضاعی بھتیجی بھی نسبی بھتیجی کی طرح ہوتی ہے۔

٣٣٠٧- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ذُكِرَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ بِنْتُ حَمْزَةَ فَقَالَ: «إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ». قَالَ شُعْبَةُ هٰذَا سَمِعَهُ قَتَادَةُ مِنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ.

٣٣٠٧- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی (سے نکاح کرنے) کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: "بلاشبہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔"

٣٣٠٨- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُرِيدَ عَلَى بِنْتِ حَمْزَةَ فَقَالَ: «إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ، وَإِنَّهُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ».

٣٣٠٨- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے ساتھ نکاح کرنے کا مطالبہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا: "بلاشبہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے اور یقیناً رضاعت کی بنا پر وہ سب رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب کی بنا پر حرام ہوتے ہیں۔"

---

٣٣٠٧- أخرجه البخاري، النكاح، باب: "وأمهاتكم اللاتي أرضعنكم"، ح: ٥١٠٠، ومسلم، الرضاع، باب تحريم ابنة الأخ من الرضاعة، ح: ١٣/١٤٤٧ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرى، ح: ٥٤٤٥.

٣٣٠٨- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥٤٤٧، وأخرجه مسلم، ح: ١٣/١٤٤٧ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.

فائدہ: بھتیجی محرمات میں داخل ہے' خواہ حقیقی بھائی کی بیٹی ہو یا رضاعی بھائی کی۔ بہن' بھائی اور ان کی اولاد سے نکاح قطعاً حرام ہے۔

(المعجم ٥١) - اَلْقَدْرُ الَّذِي يُحَرِّمُ الرَّضَاعَةَ (التحفة ٥١)

٣٣٠٩- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ فِيمَا أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ - وَقَالَ الْحَارِثُ: فِيمَا أُنْزِلَ مِنَ الْقُرْآنِ - عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ يُحَرِّمْنَ، ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُومَاتٍ، فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهِيَ مِمَّا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ.

باب:٥١- کس قدر دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے؟

٣٣٠٩- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جو احکام نازل فرمائے' ان میں سے ایک یہ تھا کہ ''بچہ دس دفعہ کسی عورت کا واضح طور پر دودھ پی لے تو ان سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔'' پھر یہ حکم منسوخ کر کے حرمت کا حکم پانچ دفعہ واضح طور پر دودھ پینے پر لاگو کر دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو یہ حکم قرآن میں پڑھا جاتا تھا۔

فائدہ: قرآن میں پڑھے جانے کا مطلب یہ ہے کہ پانچ رضعات کا حکم بالکل آخری دور میں نازل ہوا جس کا علم آپ کی وفات کے بعد سب لوگوں کو نہ ہو سکا کہ اس آیت کی تلاوت منسوخ ہے' لہٰذا بعض لوگ کچھ دیر تک یہ آیت پڑھتے رہے۔ آہستہ آہستہ سب کو پتہ چل گیا اور سب نے پڑھنا چھوڑ دیا۔ البتہ اس کا حکم اب بھی موجود ہے کہ پانچ دفعہ دودھ پینے سے رضاعت کا حکم لاگو ہوتا ہے' کم سے نہیں۔ دراصل منسوخ آیات کی تین قسمیں ہیں: ایک وہ ہیں جن کا حکم بھی منسوخ ہے اور تلاوت بھی' جیسے دس رضعات کا حکم ہے۔ دوسری وہ آیات ہیں جن کی تلاوت منسوخ ہے لیکن ان کا حکم باقی ہے' جیسے: پانچ رضعات کا حکم' یا الشيخ و الشيخة إذا زنيا فارجموهما. اور تیسری وہ ہیں جن کا حکم منسوخ ہے لیکن قرآن میں وہ آیات موجود ہیں اور ایسی آیات متعدد ہیں' مثلاً: ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا...... الآية﴾ اس لیے بعض لوگوں کا آپ کی وفات کے بعد پڑھنا' اطلاع نہ ہونے کی بنا پر تھا' نہ اس لیے کہ اس کا حکم باقی تھا۔

٣٣٠٩- أخرجه مسلم، الرضاع، باب التحريم بخمس رضعات، ح: ١٤٥٢ من حديث مالك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤٤٨، والموطأ(يحيى): ٢/ ٦٠٨.

٣٣١٠- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ وَأَيُّوبَ، عَنْ صَالِحٍ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الرَّضَاعِ فَقَالَ: «لَا تُحَرِّمُ الْإِمْلَاجَةُ وَلَا الْإِمْلَاجَتَانِ». وَقَالَ قَتَادَةُ: «اَلْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ».

٣٣١٠- حضرت ام الفضل ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے رضاعت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''ایک دو گھونٹ یا ایک دو دفعہ چوسنا حرمت کو ثابت نہیں کرتا۔''

فائدہ: یہ روایت صحیح اور صریح ہے کہ ایک دو دفعہ دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی حتی کہ زیادہ دفعہ پیے۔ سابقہ حدیث کے پیش نظر زیادہ سے زیادہ مراد پانچ دفعہ ہوگا تاکہ سب احادیث پر عمل ہو سکے۔

٣٣١١- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ».

٣٣١١- حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک دو دفعہ چوسنا حرمت کو ثابت نہیں کرتا۔''

٣٣١٢- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ».

٣٣١٢- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دو گھونٹ یا ایک دو دفعہ چوسنا حرمت ثابت نہیں کرتے۔''

---

٣٣١٠- أخرجه مسلم، الرضاع، باب في المصة والمصتان، ح: ١٤٥١/ ٢٠ من حديث سعيد بن أبي عروبة عن قتادة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤٥٤.

٣٣١١- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/٤ عن يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤٥٦، وصححه ابن حبان، ح: ١٢٥١.

٣٣١٢- أخرجه مسلم، الرضاع، باب في المصة والمصتان، ح: ١٤٥٠ من حديث إسماعيل بن إبراهيم، وهو ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤٥١.

فائدہ: احادیث میں مختلف الفاظ ہیں: [مَصّة، إِمْلَاجَة، خَطْفَة] وغیرہ۔ سب کا مفہوم ایک ہے، یعنی ایک دفعہ پستان منہ میں ڈال کر دودھ چوستے رہنا حتی کہ پستان منہ سے نکال دیا جائے۔ بعض مسائل میں شریعت نے قلیل و کثیر میں فرق کیا ہے، جیسے ماءِ قلیل اور ماءِ کثیر، اسی طرح رضاعت کے مسئلے میں بھی قلیل و کثیر کا فرق ہے بایں طور کہ قلیل کو معتبر نہیں سمجھا گیا حتی کہ دودھ پینا باضابطہ ہو۔ یہ طریق کار فطرت انسانیہ سے بھی مناسبت رکھتا ہے۔

٣٣١٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: كَتَبْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزِيدَ النَّخَعِيِّ نَسْأَلُهُ عَنِ الرَّضَاعِ فَكَتَبَ أَنَّ شُرَيْحًا حَدَّثَنَا: أَنَّ عَلِيًّا وَابْنَ مَسْعُودٍ كَانَا يَقُولَانِ: يُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعِ قَلِيلُهُ وَكَثِيرُهُ. وَكَانَ فِي كِتَابِهِ أَنَّ أَبَا الشَّعْثَاءِ الْمُحَارِبِيَّ حَدَّثَنَا، أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ، أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «لَا تُحَرِّمُ الْخَطْفَةُ وَالْخَطْفَتَانِ».

٣٣١٣- حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ابراہیم بن یزید نخعی کی طرف رضاعت کے بارے میں سوال لکھ بھیجا۔ انھوں نے جواب میں لکھا کہ حضرت شریح نے ہم سے بیان فرمایا کہ حضرت علی اور حضرت ابن مسعود ؓ تھوڑی یا زیادہ رضاعت سے حرمت کے قائل تھے۔ ان کے تحریری جواب میں یہ بھی لکھا تھا کہ ہمیں حضرت ابو الشعثاء محاربی نے حضرت عائشہ ؓ سے بیان کیا کہ نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''جلد بازی میں ایک دو دفعہ چوسنا حرمت کا سبب نہیں بنتا۔''

٣٣١٤- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعِنْدِي رَجُلٌ قَاعِدٌ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ

٣٣١٤- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے تو میرے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ یہ بات آپ پر بہت شاق گزری اور میں نے آپ کے چہرۂ انور پر ناراضی کے اثرات محسوس کیے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ

---

٣٣١٣- [صحيح] أخرجه البيهقي: ٧/ ٤٥٨ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وتابعه حجاج عند ابن أبي شيبة: ٤/ ٢٨٦ مختصرا، والحديث في الكبرٰى، ح: ٥٤٦٢. * قتادة كان أعمى، وللحديث شواهد.

٣٣١٤- أخرجه مسلم، الرضاع، باب: إنما الرضاعة من المجاعة، ح: ١٤٥٥ عن هناد، والبخاري، الشهادات، باب الشهادة على الأنساب والرضاع المستفيض والموت القديم، ح: ٢٦٤٧، ح: ٥١٠٢ من حديث أشعث به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤٦٣.

وَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّهُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ، فَقَالَ: «أُنْظُرْنَ مَا إِخْوَانُكُنَّ» - وَمَرَّةً أُخْرٰى - «أُنْظُرْنَ مَنْ إِخْوَانُكُنَّ مِنَ الرَّضَاعَةِ؛ فَإِنَّ الرَّضَاعَةَ مِنَ الْمَجَاعَةِ».

میرا رضاعی بھائی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اچھی طرح دیکھ لیا کرو کہ تمھارے رضاعی بھائی کون ہیں؟ کیونکہ رضاعت اس دور میں معتبر ہے جب دودھ ہی بھوک مٹاتا ہو۔''

فائدہ: وہ رضاعت جو رشتے قائم کرتی ہے' اس دور میں ہوتی ہے جب بچہ دودھ ہی پر گزارا کرتا ہو اور دودھ ہی اس کی پوری خوراک ہو۔ اگر کوئی اور چیز کھاتا بھی ہو تو بہت کم' اصل خوراک دودھ ہی ہو۔ اور یہ دو سال پورے ہونے تک ہے۔ اگر کسی نے دو سال کی عمر کے بعد دودھ پیا ہو تو کوئی رضاعی رشتہ ثابت نہ ہوگا۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے آتا ہے کہ وہ احتیاطاً ڈھائی سال کی عمر تک رضاعت کے قائل ہیں مگر یہ قرآن مجید کی صریح نص ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ کے خلاف ہے' لہٰذا رضاعت دو سال کی عمر تک ہی معتبر ہے۔ البتہ بعض لوگ رضاعت کبیر کے بھی قائل ہیں اور اس کے بھی کچھ دلائل ان کے پاس ہیں' اس کی تفصیل تفسیر ''احسن البیان'' کے ضمیمے ''رضاعت کے ضروری مسائل'' میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

## (المعجم ٥٢) - لَبَنُ الْفَحْلِ (التحفة ٥٢)

## باب:٥٢- عورت کے دودھ میں خاوند کا بھی دخل ہے

٣٣١٥- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ عِنْدَهَا، وَأَنَّهَا سَمِعَتْ رَجُلًا يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ، قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ

٣٣١٥- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف فرما تھے۔ میں نے سنا کہ ایک آدمی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت مانگ رہا ہے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ آدمی آپ (کی بیوی) کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کر رہا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا خیال ہے' یہ فلاں شخص ہے' حفصہ کا رضاعی چچا۔'' میں نے ایک رضاعی چچا کا نام لیتے ہوئے کہا:

٣٣١٥- أخرجه البخاري، ح: ٢٦٤٦، انظر الحديث السابق، ومسلم، الرضاع، باب يحرم من الرضاعة ما يحرم من الولادة، ح: ١٤٤٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٦٠١، والكبرٰى، ح: ٥٤٧٠.

حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ؟ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَيَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا يُحَرِّمُ مِنَ الْوِلَادَةِ».

اگر فلاں شخص زندہ ہوتا تو وہ میرے گھر آ سکتا تھا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دودھ پینا بھی ان سب رشتوں کوحرام کر دیتا ہے جنھیں نسبی رشتہ حرام کرتا ہے۔''

فائدہ: حضرت عائشہ ؓ کا خیال یہ تھا کہ رضاعت کے ساتھ بچے کا عورت سے تو رشتہ قائم ہو جاتا ہے کیونکہ اس نے اس کا دودھ پیا ہے لیکن عورت کے خاوند سے کوئی رشتہ قائم نہیں ہوتا کیونکہ بچے کا تو اس سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ حالانکہ عورت کو دودھ مرد کے جماع اور حمل کے نتیجے میں آتا ہے۔ گویا عورت کے دودھ میں خاوند کا بھی دخل ہے' لہٰذا دودھ پینے والے بچے کا رشتہ عورت اور اس کے خاوند دونوں سے قائم ہوگا۔ عورت بچے کی ماں اور خاوند بچے کا باپ کہلائے گا۔ اسی طرح اس عورت اور اس کے خاوند کے قریبی رشتے داروں سے بھی اس بچے کا رشتہ قائم ہو جائے گا۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۳۰۳)

**٣٣١٦-** أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَطَاءٌ عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ: جَاءَ عَمِّي أَبُو الْجَعْدِ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَرَدَدْتُهُ، قَالَ: وَقَالَ هِشَامٌ: هُوَ أَبُو الْقُعَيْسِ، فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِئْذَنِي لَهُ».

۳۳۱۶- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میرا رضاعی چچا ابوالجعد مجھے ملنے آیا مگر میں نے اسے گھر میں داخل نہ ہونے دیا۔ اور ہشام نے کہا: وہ ابوالقعیس تھا۔ رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف لائے تو میں نے آپ کو سارا واقعہ بتلایا۔ آپ نے فرمایا: ''اسے گھر میں آنے کی اجازت دو۔''

فائدہ: رضاعی چچا دو قسم کا ہو سکتا ہے۔ رضاعی باپ کا سگا بھائی یا سگے باپ کا رضاعی بھائی۔ دونوں سے نکاح حرام ہے۔ حضرت عائشہ ؓ کی ان دو روایتوں میں سے ایک (۳۳۱۶) میں پہلا رضاعی چچا مراد ہوگا اور دوسری (۳۳۱۵) میں دوسری قسم کا ورنہ ایک ہی سوال دو دفعہ کرنے کی ضرورت نہ پیش آتی۔ واللہ أعلم.

---

**٣٣١٦-** أخرجه مسلم، الرضاع، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل، ح: ١٤٤٥/٨ من حديث عبدالرزاق به. * عطاء هو ابن أبي رباح.

٣٣١٧- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ عَلٰى عَائِشَةَ بَعْدَ آيَةِ الْحِجَابِ فَأَبَتْ أَنْ تَأْذَنَ لَهُ، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «اِئْذَنِي لَه فَإِنَّهُ عَمُّكِ» فَقُلْتُ: إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَلَم يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ، فَقَالَ: «إِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ».

٣٣١٧- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ (ان کے رضاعی باپ) ابوالقعیس کا بھائی پردے والی آیت اترنے کے بعد عائشہ کے پاس آیا اور اندر آنے کی اجازت طلب کی تو اس نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ یہ بات نبی ﷺ کے سامنے ذکر کی گئی تو آپ نے (ان سے) فرمایا: ”اسے اجازت دو۔ بلاشبہ وہ تمھارا چچا ہے۔“ میں نے عرض کیا: مجھے تو عورت ہی نے دودھ پلایا تھا نہ کہ مرد نے۔ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔ بلاشبہ وہ تیرا چچا ہے۔ تیرے پاس آ سکتا ہے۔“

٣٣١٨- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: أَخْبَرَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ أَفْلَحُ أَخُو أَبِي الْقُعَيْسِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ وَهُوَ عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ، حَتّٰى جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: «اِئْذَنِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمُّكِ» قَالَتْ عَائِشَةُ: وَذٰلِكَ بَعْدَ أَنْ نَزَلَ الْحِجَابُ.

٣٣١٨- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ (میرے رضاعی والد) ابوالقعیس کے بھائی افلح نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ جبکہ وہ میرا رضاعی چچا تھا۔ میں نے اسے اجازت دینے سے انکار کر دیا‘ حتی کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ کو پوری بات بتائی۔ آپ نے فرمایا: ”اسے اجازت دے دیا کرو بلاشبہ وہ تمھارا چچا ہے۔“ یہ واقعہ پردے کا حکم اترنے کے بعد کا ہے۔

فائدہ: چچا سے نکاح حرام ہے‘ لہٰذا اس سے پردہ نہیں۔ وہ بھتیجی کے گھر میں آ سکتا ہے مگر اجازت لے کر کیونکہ کسی کے گھر میں کوئی شخص بھی بلا اجازت نہیں داخل ہو سکتا۔ صرف خاوند اپنے گھر میں بلا اجازت جا سکتا ہے۔

---

٣٣١٧- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤٧١، انظر الحديث السابق، ح: ٣٣٠٣. * جده عبدالوارث بن سعيد.

٣٣١٨- أخرجه البخاري، النكاح، باب لبن الفحل، ح: ٥١٠٣، ومسلم، الرضاع، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل، ح: ١٤٤٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٠٢، والكبرٰى، ح: ٥٤٧٢.

٣٣١٩- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ وَهِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِسْتَأْذَنَ عَلَيَّ عَمِّي أَفْلَحُ بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ فَلَمْ آذَنْ لَهُ، فَأَتَانِي النَّبِيُّ ﷺ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: «اِئْذَنِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمُّكِ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ، قَالَ: «اِئْذَنِي لَهُ تَرِبَتْ يَمِينُكِ فَإِنَّهُ عَمُّكِ».

٣٣١٩- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ میرے (رضاعی) چچا افلح نے پردے کے احکام اترنے کے بعد میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ میں نے انھیں اجازت نہ دی۔ جب نبی ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ”انھیں اجازت دے دیا کرو۔ وہ تمھارے چچا ہیں۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے عورت نے دودھ پلایا ہے نہ کہ مرد نے۔ آپ نے فرمایا: ”انھیں اجازت دو۔ تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔ وہ تمھارے چچا ہی ہیں۔“

فائدہ: حدیث: ٣٣٣٢ میں عنقریب گزرا ہے کہ ”تمھارے ہاتھ خاک آلود ہوں“ ظاہر الفاظ کے لحاظ سے بددعا ہے مگر یہاں مراد بددعا نہیں بلکہ مشفقانہ ڈانٹ اور تفہیم ہے۔ ویسے بھی رسول اللہ ﷺ کی بددعا اگر وہ غصے میں نہ ہو تو دعا ہی پر محمول ہوتی ہے۔ عرب میں بلکہ سب اقوام میں ایسا ہوتا ہے کہ لفظ بددعا کے ہوتے ہیں مگر مقصود ترحم وغیرہ ہوتا ہے۔

٣٣٢٠- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ وَإِسْحَاقُ بْنُ بَكْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَ أَفْلَحُ أَخُو أَبِي الْقُعَيْسِ يَسْتَأْذِنُ فَقُلْتُ: لَا آذَنُ لَهُ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ نَبِيَّ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا جَاءَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ قُلْتُ لَهُ: جَاءَ أَفْلَحُ أَخُو أَبِي الْقُعَيْسِ يَسْتَأْذِنُ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ، فَقَالَ:

٣٣٢٠- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ میرے رضاعی باپ ابوالقعیس کے بھائی افلح آئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ میں نے کہا: میں انھیں اجازت نہیں دوں گی حتی کہ میں اللہ کے نبی ﷺ سے پوچھ لوں۔ جب نبی ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ سے کہا: ابوالقعیس کے بھائی افلح آئے تھے۔ اندر آنے کی اجازت طلب کرتے تھے۔ میں نے انھیں اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ آپ نے فرمایا: ”انھیں اجازت دے دیا کرو کیونکہ وہ تمھارے چچا ہیں۔“ میں

---

٣٣١٩_ أخرجه مسلم، ح: ١٤٤٥/ ٤ (انظر الحديث السابق) من حديث سفيان بن عيينة عن الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤٦٨.

٣٣٢٠_ [صحيح] تقدم، ح: ٣٣٠٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤٧٣.

«اِئْذَنِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمُّكِ» فَقُلْتُ: إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ قَالَ: «اِئْذَنِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمُّكِ».

نے کہا: مجھے ابوالقعیس کی بیوی نے دودھ پلایا ہے نہ کہ ابوالقعیس نے۔ آپ نے فرمایا: ''انھیں اجازت دے دیا کرو وہ تمھارے چچا ہی ہیں۔''

فائدہ: ایک ہی حدیث کو کئی سندوں سے بیان کرنے میں کئی فائدے ہیں۔ سند کے اختلافات واضح ہو جاتے ہیں۔ راویوں کو لگنے والی غلطیوں کا علم ہو جاتا ہے۔ واقعے کی تفصیلات مکمل طور پر معلوم ہو جاتی ہیں وغیرہ۔

## (المعجم ٥٣) - بَابُ رَضَاعِ الْكَبِيرِ (التحفة ٥٣)

## باب:٥٣- بڑی عمر والے کو دودھ پلانے کا بیان

٣٣٢١- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ نَافِعٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ تَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ: جَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي لَأَرٰى فِي وَجْهِ أَبِي حُذَيْفَةَ مِنْ دُخُولِ سَالِمٍ عَلَيَّ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَرْضِعِيهِ» قُلْتُ: إِنَّهُ لَذُو لِحْيَةٍ فَقَالَ: «أَرْضِعِيهِ يَذْهَبْ مَا فِي وَجْهِ أَبِي حُذَيْفَةَ» قَالَتْ: وَاللّٰهِ! مَا عَرَفْتُهُ فِي وَجْهِ أَبِي حُذَيْفَةَ بَعْدُ.

٣٣٢١- نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت سہلہ بنت سہیل رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! سالم کے میرے پاس آنے جانے کی وجہ سے میں (اپنے خاوند) ابوحذیفہ کے چہرے پر کراہت کے آثار دیکھتی ہوں۔ (کیا کروں؟) آپ نے فرمایا: ''تو اسے دودھ پلا دے۔'' میں نے کہا: وہ تو ڈاڑھی والا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''دودھ پلا دے' اس سے ابوحذیفہ کے چہرے کی کراہت ختم ہو جائے گی۔'' وہ فرماتی ہیں: اس کے بعد میں نے کبھی حضرت ابوحذیفہ کے چہرے پر کراہت محسوس نہیں کی۔

فائدہ: حضرت سالم ؓ کو حضرت ابوحذیفہ ؓ نے متبنّٰی (منہ بولا بیٹا) بنا رکھا تھا۔ وہ گھر میں بیٹوں کی

٣٣٢١_ أخرجه مسلم، الرضاع، باب رضاعة الكبير، ح:١٤٥٣/ ٣٠ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٤٧٩. * بكير هو ابن عبدالله بن الأشج.

طرح رہتا اور آتا جاتا تھا۔ جب یہ حکم اترا کہ متبنیٰ حقیقتاً بیٹا نہیں بنتا' نہ اس پر بیٹے کے احکام لاگو ہوتے ہیں تو اب اس سے پردہ فرض ہو گیا' اس لیے مندرجہ بالا صورت حال پیدا ہوئی اب بھی جہاں اس قسم کی صورت حال پیش آئے گی' وہاں حضرت عائشہ ؓ' امام ابن تیمیہ اور امام شوکانی وغیرہم کے نزدیک اس پر عمل کی گنجائش ہے' تاہم اصل یہی ہے کہ رضاعت کا اعتبار صغرسنی' یعنی مدت رضاعت کے اندر ہی ہوگا۔ واللہ أعلم.

٣٣٢٢- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْنَاهُ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ - عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي أَرٰى فِي وَجْهِ أَبِي حُذَيْفَةَ مِنْ دُخُولِ سَالِمٍ عَلَيَّ، قَالَ: «فَأَرْضِعِيهِ» قَالَتْ: وَكَيْفَ أُرْضِعُهُ وَهُوَ رَجُلٌ كَبِيرٌ؟ فَقَالَ: «أَلَسْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ رَجُلٌ كَبِيرٌ؟» ثُمَّ جَاءَتْ بَعْدُ فَقَالَتْ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ نَبِيًّا! مَا رَأَيْتُ فِي وَجْهِ أَبِي حُذَيْفَةَ بَعْدُ شَيْئًا أَكْرَهُهُ.

٣٣٢٢- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ حضرت سہلہ بنت سہیل ؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: میں سالم کے اپنے پاس آنے جانے کی وجہ سے اپنے خاوند ابوحذیفہ کے چہرے پر کراہت کے آثار محسوس کرتی ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''اسے دودھ پلا دے۔'' وہ کہنے لگی: اسے کیسے دودھ پلاؤں؟ وہ تو پورا آدمی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا میں نہیں جانتا کہ وہ پورا آدمی ہے؟'' پھر وہ بعد میں آئی اور کہنے لگی: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو برحق نبی بنایا! میں نے اس کے بعد ابوحذیفہ کے چہرے میں ذرہ بھر بھی کراہت محسوس نہیں کی۔

٣٣٢٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَزِيرِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى وَرَبِيعَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ امْرَأَةَ أَبِي حُذَيْفَةَ أَنْ تُرْضِعَ سَالِمًا مَوْلٰى أَبِي حُذَيْفَةَ حَتّٰى تَذْهَبَ غَيْرَةُ أَبِي حُذَيْفَةَ،

٣٣٢٣- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت ابوحذیفہ ؓ کی بیوی کو حکم دیا تھا کہ وہ سالم مولیٰ ابوحذیفہ کو دودھ پلا دے تاکہ ابوحذیفہ کی غیرت (اس کے آنے جانے پر) نہ بھڑکے۔ انھوں نے اسے دودھ پلا دیا' حالانکہ وہ پورا مرد تھا۔ ربیعہ راوی نے کہا: یہ (رخصت) حضرت سالم کے لیے تھی۔

---

٣٣٢٢- أخرجه مسلم، ح: ١٤٥٣/ ٢٦ من حديث سفيان بن عيينة به، انظر الحديث السابق.

٣٣٢٣- [إسناده صحيح] وانظر الحديث السابق والآتي. * سليمان هو ابن بلال، ويحيى هو ابن سعيد الأنصاري، وربيعة هو ابن أبي عبدالرحمٰن الرأي.

فَأَرْضَعَتْهُ وَهُوَ رَجُلٌ، قَالَ رَبِيعَةُ: فَكَانَتْ رُخْصَةً لِسَالِمٍ.

فائدہ: یہ ربیعہ راوی کی رائے ہے۔ صحابہ میں سے اکثریت تخصیص ہی کی قائل ہے۔ اس کے برعکس سیدہ عائشہ ؓ کا موقف تخصیص کا نہیں بلکہ اشد ضرورت کے موقع پر جواز کا ہے۔ اب بھی اگر اس قسم کا مسئلہ پیش آئے تو اس رخصت سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس سے مسئلہ حل ہو جائے جیسا کہ حضرت ابو حذیفہ کا مسئلہ حل ہو گیا تھا۔

٣٣٢٤- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ سَهْلَةُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ سَالِمًا يَدْخُلُ عَلَيْنَا وَقَدْ عَقَلَ مَا يَعْقِلُ الرِّجَالُ وَعَلِمَ مَا يَعْلَمُ الرِّجَالُ، قَالَ: «أَرْضِعِيهِ تَحْرُمِي عَلَيْهِ بِذٰلِكَ».

فَمَكَثْتُ حَوْلًا لَا أُحَدِّثُ بِهِ وَلَقِيتُ الْقَاسِمَ فَقَالَ: حَدِّثْ بِهِ وَلَا تَهَابُهُ.

٣٣٢٤- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ حضرت سہلہ ؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! سالم ہمارے ہاں (بلا روک ٹوک) آتا جاتا رہتا ہے لیکن اب وہ مردوں کی طرح (جنسی معاملات) سمجھنے لگا ہے اور ان باتوں کو جاننے لگا ہے جنھیں مرد سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو اسے دودھ پلا دے۔ پھر اس وجہ سے تو اس کے لیے حرام ہو جائے گی۔''

(راویٔ حدیث ابن ابی ملیکہ نے کہا:) میں ایک برس ٹھہرا رہا' یہ حدیث بیان نہیں کرتا تھا۔ میں قاسم سے ملا تو اس نے کہا: یہ حدیث بیان کیا کر اور کسی سے بھی نہ ڈر۔

فوائد و مسائل: ① اس مسئلے کی ضروری وضاحت حدیث: ٣٣٢١ میں بیان ہو چکی ہے۔ ② چھوٹا بچہ جسے ابھی خاص باتوں کا شعور نہ ہو اجنبی عورتوں کے پاس آ جا سکتا ہے۔

٣٣٢٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ

٣٣٢٥- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ

---

٣٣٢٤- أخرجه مسلم، ح: ١٤٥٣/ ٢٨ كما تقدم، ح: ٣٣٢١ من حديث ابن جريج به. * عبدالله بن عبيدالله بن أبي مليكة.

٣٣٢٥- أخرجه مسلم، ح: ١٤٥٣/ ٢٧ من حديث عبدالوهاب الثقفي به، انظر الحديث السابق.

الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ سَالِمًا مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ كَانَ مَعَ أَبِي حُذَيْفَةَ وَأَهْلِهِ فِي بَيْتِهِمْ، فَأَتَتْ بِنْتُ سُهَيْلٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ سَالِمًا قَدْ بَلَغَ مَا يَبْلُغُ الرِّجَالُ وَعَقَلَ مَا عَقَلُوهُ وَإِنَّهُ يَدْخُلُ عَلَيْنَا، وَإِنِّي أَظُنُّ فِي نَفْسِ أَبِي حُذَيْفَةَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَرْضِعِيهِ تَحْرُمِي عَلَيْهِ» فَأَرْضَعَتْهُ فَذَهَبَ الَّذِي فِي نَفْسِ أَبِي حُذَيْفَةَ، فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ: إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُهُ فَذَهَبَ الَّذِي فِي نَفْسِ أَبِي حُذَيْفَةَ.

سالم مولیٰ ابی حذیفہ (متبنّیٰ ہونے کی وجہ سے) حضرت ابوحذیفہ اور ان کی بیوی کے ساتھ ان کے گھر ہی میں رہتا تھا' پھر (ابوحذیفہ کی بیوی سہلہ) بنت سہیل ؓ نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی: سالم اب پورا مرد بن گیا ہے اور وہ مردوں والی (مخصوص) باتیں سمجھنے لگا ہے۔ وہ ہمارے پاس (اب بھی اسی طرح) آتا جاتا ہے۔ میں اس کی وجہ سے حضرت ابوحذیفہ کے دل میں کچھ کراہت محسوس کرتی ہوں تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”تو اسے دودھ پلا دے۔ تو اس پر حرام ہو جائے گی۔“ (وہ کہتی ہیں:) میں نے اسے دودھ پلا دیا۔ اس طرح حضرت ابوحذیفہ کے دل کی کراہت ختم ہو گئی۔ میں دوبارہ آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی: میں نے اسے دودھ پلا دیا تھا۔ اس طرح ابوحذیفہ کے دل کی ناگواری ختم ہو گئی۔

٣٣٢٦- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ وَمَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: أَبٰى سَائِرُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ بِتِلْكَ الرَّضْعَةِ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يُرِيدُ رِضَاعَةَ الْكَبِيرِ، وَقُلْنَ: لِعَائِشَةَ وَاللّٰهِ! مَا نُرَى الَّذِي أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَهْلَةَ بِنْتَ سُهَيْلٍ إِلَّا رُخْصَةً فِي رَضَاعَةِ سَالِمٍ وَحْدَهُ

٣٣٢٦- حضرت عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ ؓ کے علاوہ تمام ازواج النبی ﷺ اس بات سے منکر تھیں کہ لوگوں میں سے کوئی شخص اس قسم، یعنی بڑی عمر کی رضاعت کے رشتے سے ان کے پاس آئے جائے۔ انھوں نے حضرت عائشہ ؓ سے بھی کہا تھا کہ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے جو حکم سہلہ بنت سہیل کو دیا تھا' وہ صرف سالم کے ساتھ خاص تھا۔ اور وہ ان کے لیے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے خصوصی رخصت

---

٣٣٢٦- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، النكاح، باب من حرم به، ح: ٢٠٦١ من حديث يونس بن يزيد عن ابن شهاب الزهري به مطولاً، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٦٠٥، ٦٠٦، والكبرٰى، ح: ٥٤٧٧، وأخرجه البخاري، ح: ٥٠٨٨ وغيره من حديث الزهري به، وله طريق أخرى عند مسلم وغيره.

مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَاللهِ! لَا يَدْخُلُ عَلَيْنَا أَحَدٌ بِهٰذِهِ الرَّضْعَةِ وَلَا يَرَانَا.

تھی۔ اللہ کی قسم! اس قسم کی رضاعت کے رشتے سے کوئی شخص نہ ہمارے گھر آ سکتا ہے اور نہ ہمیں بے حجاب دیکھ سکتا ہے۔

٣٣٢٧- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ ابْنِ اللَّيْثِ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَمْعَةَ، أَنَّ أُمَّهُ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ أُمَّهَا أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ تَقُولُ: أَبَى سَائِرُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يُدْخِلَ عَلَيْهِنَّ بِتِلْكَ الرَّضَاعَةِ، وَقُلْنَ لِعَائِشَةَ: وَاللهِ! مَا نُرَى هٰذِهِ إِلَّا رُخْصَةً رَخَّصَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ خَاصَّةً لِسَالِمٍ، فَلَا يَدْخُلُ عَلَيْنَا أَحَدٌ بِهٰذِهِ الرَّضَاعَةِ وَلَا يَرَانَا.

٣٣٢٧- حضرت ام سلمہ نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ فرمایا کرتی تھیں کہ باقی تمام ازواج نبی ﷺ اس بات کی قائل نہ تھیں کہ کوئی شخص اس قسم کی رضاعت کے ساتھ ان کے پاس آئے جائے بلکہ انھوں نے حضرت عائشہ ؓ سے بھی کہا تھا: اللہ کی قسم! ہم تو اسے ایسی رخصت سمجھتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے رسول نے خصوصی طور پر حضرت سالم کو عطا فرمائی تھی' لہٰذا کوئی شخص اس جیسی رضاعت کے رشتے سے ہمارے ہاں نہ آئے جائے اور نہ ہمیں دیکھے۔

فائدہ: مذکورہ دونوں حدیثوں میں نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات ؓ کے نظریے کا اظہار ہے اور جمہور علماء کی بھی یہی رائے ہے۔ لیکن حضرت عائشہ ؓ کا موقف یہ تھا کہ یہ ایک خاص حکم ہے جس پر اس قسم کے خصوصی حالات میں عمل کرنا جائز ہے جس سے حضرت سہلہ ؓ کو سابقہ پیش آیا تھا۔ امام ابن تیمیہ اور دیگر بہت سے علماء بھی خصوصی حالات میں رضاعت کبیر کے قائل ہیں۔

## (المعجم ٥٤) - اَلْغِيلَةُ (التحفة ٥٤)

## باب:۵۴- دودھ پلانے کی مدت میں جماع کرنا

٣٣٢٨- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ وَإِسْحَاقُ بْنُ

٣٣٢٨- حضرت جدامہ بنت وہب ؓ کا بیان

٣٣٢٧ـ أخرجه مسلم، الرضاع، باب رضاعة الكبير، ح: ١٤٥٤ عن عبدالملك به، وهو في الكبرى، ح: ٥٤٧٨.

٣٣٢٨ـ أخرجه مسلم، النكاح، باب جواز الغيلة، وهي وطء المرضع، وكراهة العزل، ح: ١٤٤٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٦٠٧، ٦٠٨، والكبرى، ح: ٥٤٨٥.

مَنْصُورٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ جُدَامَةَ بِنْتَ وَهْبٍ حَدَّثَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَنْهٰى عَنِ الْغِيلَةِ حَتّٰى ذَكَرْتُ أَنَّ فَارِسَ وَالرُّومَ يَصْنَعُهُ». - وَقَالَ إِسْحَاقُ: «يَصنعُونَهُ - فَلَا يَضُرُّ أَوْلَادَهُمْ».

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا ارادہ تھا کہ میں لوگوں کو مدت رضاعت میں جماع کرنے سے روک دوں لیکن مجھے پتہ چلا کہ فارسی اور رومی یہ کام کرتے ہیں اور اس سے ان کے (دودھ پیتے) بچوں کو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔''

فائدہ: بچہ ابھی دودھ پیتا ہو اور حمل ٹھہر جائے تو بعض دفعہ دودھ بچے کے لیے مضر بن جاتا ہے۔ دودھ چھڑانا پڑتا ہے ورنہ بچے کو اسہال لگ جاتے ہیں۔ اگر حمل نہ ٹھہرے تو صرف جماع سے دودھ کو نقصان نہیں پہنچتا۔ چونکہ ایسی حالت میں جماع حمل کا سبب بن سکتا ہے جس سے نقصان ہوگا' اس لیے اس فعل (غیلہ) سے روکا بھی جا سکتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا خیال تھا مگر چونکہ اس پابندی پر عمل کرنا خاوند کے لیے تقریباً ناممکن ہے کہ وہ تقریباً دو سال تک اپنی بیوی سے جماع نہ کرے خصوصاً جبکہ بیوی بھی ایک ہو' اس لیے یہ پابندی مصلحت کے خلاف ہے اور لوگوں کو خواہ مخواہ آزمائش اور فتنے میں ڈالنے والی بات ہے' لہٰذا آپ نے یہ خیال چھوڑ دیا۔ چنانچہ اب مدت رضاعت میں جماع کرنا جائز ہے۔

## (المعجم ٥٥) - بَابُ الْعَزْلِ (التحفة ٥٥)

## باب: ۵۵- عزل کا بیان

٣٣٢٩- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ وَحُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بِشْرِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَرَدَّ الْحَدِيثَ حَتّٰى رَدَّهُ إِلٰى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: ذُكِرَ ذٰلِكَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «وَمَا ذَاكُمْ» قُلْنَا: اَلرَّجُلُ تَكُونُ لَهُ الْمَرْأَةُ فَيُصِيبُهَا وَيَكْرَهُ الْحَمْلَ،

۳۳۲۹- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس عزل کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''وہ کیا ہوتا ہے؟'' ہم نے کہا: کسی آدمی کے نکاح میں کوئی عورت ہو' وہ اس سے جماع کرتا ہو لیکن حمل کو ناپسند کرتا ہو یا اس کی لونڈی ہو' وہ اس سے جماع کرتا ہو لیکن اس کے حاملہ ہونے کو ناپسند کرتا ہو۔ آپ نے فرمایا: ''ایسے نہ کرو تو بھی کچھ نہ ہوگا۔ اصل بات تو تقدیر کی ہے۔''

٣٣٢٩- أخرجه مسلم، النكاح، باب حكم العزل، ح:١٤٣٨/ ١٣١ من حديث عبدالله ابن عون به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٤٨٦.

وَتَكُونُ لَهُ الْأَمَةُ فَيُصِيبُ مِنْهَا وَيَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ مِنْهُ، قَالَ: «لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا فَإِنَّمَا هُوَ الْقَدَرُ».

فوائد ومسائل: ① عزل سے مراد یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی (یا لونڈی) سے جماع کرے مگر انزال باہر کرے۔ مقصد یہ ہے کہ حمل نہ ٹھہرے۔ ② عزل کا جائز ہونا یا ناجائز ہونا نیت پر موقوف ہے۔ اگر نیت نیک ہو' مثلاً: بچے (دودھ پینے والے) کی صحت متاثر نہ ہو یا عورت کی صحت حمل کی اجازت نہ دیتی ہو تو عزل جائز ہے اور اگر نیت خراب ہو' مثلاً: میں غریب ہوں' بچوں کے اخراجات کہاں سے دوں گا؟ وغیرہ تو عزل ناجائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی سختی سے نہیں روکا' اچھا بھی نہیں سمجھا بلکہ معاملہ بین بین رکھا ہے' نیز ضروری نہیں کہ انزال کے ساتھ حمل ٹھہر ہی جائے اور نہ عزل کی صورت میں حمل کا نہ ٹھہرنا ہی یقینی ہے۔ ممکن ہے وہ عزل کر ہی نہ سکے۔ بے قابو ہو جائے یا قلیل انزال معلوم ہی نہ ہو۔ گویا اصل فیصلہ تو تقدیر (یعنی اللہ تعالیٰ کے فیصلے) کا ہے۔ ہاں' جائز مقام پر نیک نیتی کے ساتھ عزل کو بطور سبب اختیار کیا جا سکتا ہے۔ احادیث میں تطبیق بھی یہی ہے۔ واللہ أعلم.

٣٣٣٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي الْفَيْضِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُرَّةَ الزُّرَقِيَّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الزُّرَقِيِّ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي تُرْضِعُ وَأَنَا أَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ مَا قَدْ قُدِّرَ فِي الرَّحِمِ سَيَكُونُ».

٣٣٣٠- حضرت ابوسعید زرقی سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا: میری بیوی بچے کو دودھ پلا رہی ہے۔ میں پسند نہیں کرتا کہ اسے حمل ٹھہرے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ''رحم کے بارے میں جو مقدر ہے' وہ تو ہو کر رہے گا (یا جس چیز کا رحم میں پہنچنا مقدر ہے وہ تو پہنچ کر رہے گی)۔''

فائدہ: اس کے باوجود آپ نے عزل سے منع نہیں فرمایا کیونکہ اور اسباب کی طرح یہ بھی حمل نہ ٹھہرنے کا ایک سبب تو ہے جسے اختیار کیا جا سکتا ہے' اگرچہ اصل فیصلہ تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

## (المعجم ٥٦) - حَقُّ الرَّضَاعِ وَحُرْمَتُهُ (التحفة ٥٦)

## باب:٥٦- حق رضاعت (کی ادائیگی) اور اس کی حرمت کا بیان

٣٣٣٠- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٥٠ عن محمد وهو ابن جعفر غندر به، وهو في الكبرى، ح: ٥٤٨٧.

* أبو الفيض الشامي اسمه موسى بن أيوب وهو الحمصي.

٣٣٣١- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ: وَحَدَّثَنِي أَبِي عَنْ حَجَّاجِ بْنِ حَجَّاجٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا يُذْهِبُ عَنِّي مَذَمَّةَ الرَّضَاعِ؟ قَالَ: «غُرَّةُ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ».

٣٣٣١- حضرت حجاج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کون سی چیز رضاعت کا حق ادا کر سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ایک غلام یا لونڈی (رضاعی والدہ کو دے دو)۔''

فوائد ومسائل: ① حقیقی والدہ کا حق تو ادا ہی نہیں ہو سکتا' البتہ جس کا دودھ پیا ہوا سے خدمت کے لیے غلام یا لونڈی دے دیے جائیں تو حق ادا ہو جائے گا۔ جس طرح اس نے اس کی بچپن میں خدمت کی تھی' اسی طرح یہ غلام یا لونڈی اس کی خدمت کریں گے۔ یہ تو صرف خدمت کا معاوضہ ہے۔ باقی رہی شفقت اور محبت جو رضاعی والدہ نے اس کے ساتھ کی تھی' اس کے عوض تاحیات اس کا احترام کرے اور اسے اپنی ایک ماں سمجھے' جیسے رسول اللہ ﷺ نے ام ایمن رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا: [أُمُّ أَيْمَنَ أُمِّي بَعْدَ أُمِّي] (اسد الغابة' رقم:٧٤٣١) ② آدمی کو احسان فراموش نہیں ہونا چاہیے بلکہ صاحب احسان کا احسان یاد رکھنا چاہیے اور اگر ممکن ہو تو اسے اس کا بدلہ دینا چاہیے اور اگر استطاعت نہ ہو تو اس کے حق میں دعا گو رہنا چاہیے۔ ③ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین احکام دین سمجھنے پر بہت حریص تھے۔

## (المعجم ٥٧) - اَلشَّهَادَةُ فِي الرَّضَاعِ (التحفة ٥٧)

## باب:٥٧- رضاعت کی بابت گواہی کا بیان

٣٣٣٢- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ عُقْبَةَ وَلٰكِنِّي لِحَدِيثِ عُبَيْدٍ أَحْفَظُ، قَالَ:

٣٣٣٢- حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ایک عورت سے شادی کی تو ہمارے پاس ایک کالے رنگ کی عورت آئی اور کہنے لگی: میں نے تو تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ (اس لیے تمھارا نکاح درست نہیں۔) میں نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ

---

٣٣٣١- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في الرضخ عند الفصال، ح: ٢٠٦٤، والترمذي، الرضاع، باب ما يذهب مذمة الرضاع، ح: ١١٥٣ من حديث هشام بن عروة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤٨٢، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، وله شواهد كثيرة (مجمع الزوائد: ٤/ ٢٦٢ وغيره).

٣٣٣٢- أخرجه البخاري، النكاح، باب شهادة المرضعة، ح: ٥١٠٤ من حديث إسماعيل بن علية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤٨٤.

تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَجَاءَتْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقُلْتُ: إِنِّي تَزَوَّجْتُ فُلَانَةَ بِنْتَ فُلَانٍ فَجَاءَتْنِي امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا، فَأَعْرَضَ عَنِّي فَأَتَيْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ فَقُلْتُ: إِنَّهَا كَاذِبَةٌ، قَالَ: «وَكَيْفَ بِهَا وَقَدْ زَعَمَتْ أَنَّهَا قَدْ أَرْضَعَتْكُمَا؟ دَعْهَا عَنْكَ».

سے پورا واقعہ بیان کیا اور میں نے کہا: میں نے ایک عورت فلانہ بنت فلاں سے شادی کی ہے۔ میرے پاس ایک کالے رنگ کی عورت آئی اور کہنے لگی: میں نے تو تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ آپ نے مجھ سے منہ موڑ لیا۔ میں پھر آپ کے چہرۂ انور کی جانب آیا اور کہا کہ وہ جھوٹ بولتی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تو کیسے اس (اپنی بیوی) کے ساتھ رہ سکتا ہے جب کہ وہ کہتی ہے کہ اس نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے؟ اسے چھوڑ دے۔“

**فوائد و مسائل:** ① روایت کچھ مختصر ہے۔ یہ عقبہ بن عامر مکے میں رہتے تھے۔ یہ واقعہ فتح مکہ کے بعد کا ہے۔ یہ مسئلہ پیش آیا تو وہ اطمینان قلب کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور آپ کے فرمان پر عمل کیا۔ رضي الله عنه وأرضاه. ② ”اسے چھوڑ دے“ کیونکہ رضاعت ایک پوشیدہ چیز ہے۔ اس کے گواہ ممکن نہیں نہ ایسے مواقع پر گواہ بنائے ہی جا سکتے ہیں، لہٰذا رضاعت پر گواہی طلب کرنا فضول ہے بلکہ مُرضِعَہ کی بات معتبر ہوگی۔ جس طرح پیدائش کے بارے میں دائی کی بات ہی معتبر ہوتی ہے اور اس سے گواہ طلب نہیں کیے جاتے۔ ان مواقع پر گواہی کو ضروری قرار دینا بہت سی یقینی باتوں کو جھٹلانے کے مترادف ہوگا، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے وہ نکاح فسخ کرنے کا حکم دیا۔ اگرچہ اس عورت کی تصدیق کسی نے نہیں کی تھی۔ ③ شبہات سے اجتناب کرنا چاہیے۔

## (المعجم ٥٨) - نِكَاحُ مَا نَكَحَ الْآبَاءُ (التحفة ٥٨)

## باب:٥٨- آباء کی منکوحہ عورتوں سے نکاح

٣٣٣٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ عَدِيِّ ابْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: لَقِيتُ خَالِي

٣٣٣٣- حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اپنے ماموں کو ملا جب کہ ان کے پاس ایک جھنڈا تھا۔ میں نے کہا: کہاں کا ارادہ ہے؟ انھوں نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کی طرف بھیجا ہے جس

٣٣٣٣- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب فيمن تزوج امرأة أبيه، ح:١٣٦٢ من حديث عدي به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن الجارود، ح:٦٨١، وله طرق عند أبي داود، ح:٤٤٥٦، وابن حبان، ح:١٥١٦، والترمذي، والحاكم:٢/ ١٩١ وغيرهم، وانظر الحديث الآتي.

وَمَعَهُ الرَّايَةُ فَقُلْتُ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ قَالَ: أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةَ أَبِيهِ مِنْ بَعْدِهِ أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ أَوْ أَقْتُلَهُ.

نے اپنے والد کی وفات کے بعد اس کی منکوحہ بیوی سے نکاح کر لیا تھا' کہ میں اس کی گردن اتار دوں' یا اسے قتل کر دوں۔

**فوائد و مسائل:** ① اپنی والدہ سے تو کوئی نکاح نہیں کر سکتا۔ اس سے مراد والد کی منکوحہ (سوتیلی ماں) ہے۔ کوئی جاہل خیال کر سکتا ہے کہ وہ ماں نہیں ہوتی' لہٰذا اس سے نکاح ہو سکتا ہے' اس لیے صراحتاً نفی فرمائی: ﴿وَلَا تَنكِحُوا مَانَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ﴾ (النسآء ٤:٢٢) باپ والا حکم دادا، نانا وغیرہ کو بھی حاصل ہے کیونکہ عرفاً وہ بھی باپ ہی ہیں۔ ② ''گردن اتار دوں'' خواہ اس نے جماع کیا ہو یا نہ۔ صرف نکاح کرنے کی یہ سزا ہے۔ ③ ''گردن اتار دوں یا قتل کر دوں' ایک ہی بات ہے۔ راوی کو شک ہے کہ کون سے الفاظ بیان فرمائے۔ ④ جھنڈے والے صحابی کا نام حضرت ابو بردہ بن نیار تھا۔ رضي الله عنه و أرضاه.

٣٣٣٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْبَرَاءِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَصَبْتُ عَمِّي وَمَعَهُ رَايَةٌ فَقُلْتُ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ فَقَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى رَجُلٍ نَكَحَ امْرَأَةَ أَبِيهِ فَأَمَرَنِي أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ وَآخُذَ مَالَهُ.

٣٣٣٤- حضرت براء ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے چچا جان کو ملا تو ان کے پاس جھنڈا تھا۔ میں نے کہا: کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ کہنے لگے: مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے۔ آپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کی گردن اتار دوں اور اس کا مال چھین لوں۔

**فوائد و مسائل:** ① ''چچا'' سابقہ روایت میں ''ماموں'' کہا گیا ہے۔ ممکن ہے ایک رشتہ رضاعی ہو' دوسرا نسبی۔ اس دور میں رضاعی رشتے عام تھے کیونکہ دیگر عورتوں سے رضاعت کا بہت رواج تھا۔ ② ''جھنڈا'' یعنی رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا جو کہ علامت تھا کہ انھیں واقعتاً رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے۔ ③ ''اس کا مال چھین لوں'' گویا باپ کی منکوحہ سے نکاح ارتداد کے جرم کے برابر ہے' اس لیے اس کا مال بیت المال میں جمع ہوگا۔ جس طرح مرتد قتل کیا جاتا ہے اور اس کا مال اس کے ورثاء کو دینے کی بجائے بیت المال میں جمع ہوتا ہے۔ [لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ' وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ] ''مسلمان کافر کا وارث ہے نہ کافر مسلمان کا۔''

---

٣٣٣٤- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الحدود، باب في الرجل يزني بحريمه، ح: ٤٤٥٧ من حديث عبيدالله ابن عمرو به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤٨٩. وانظر الحديث السابق. * زيد هو ابن أبي أنيسة.

(صحيح البخاري' الفرائض' حديث:٦٧٦٣' وصحيح مسلم' الفرائض' حديث:١٦١٤) ④ شریعت مطہرہ نے ہر ایک کے حقوق کی کما حقہ حفاظت کی ہے۔ ⑤ معلوم ہوتا ہے کہ ضبط مال کے ساتھ یا مالی جرمانے کے ساتھ بھی سزا دی جاسکتی ہے۔ ⑥ حاکم وقت کسی سنگین جرم کی بنا پر تعزیراً قتل کی سزا دے سکتا ہے۔

(المعجم ٥٩) - تَأْوِيلُ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَالْمُحْصَنَٰتُ مِنَ النِّسَآءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُكُمْ﴾ [النساء: ٢٤] (التحفة ٥٩)

باب:٥٩- اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمٰنُكُمْ﴾ کی تفسیر

٣٣٣٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ الْهَاشِمِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ بَعَثَ جَيْشًا إِلٰى أَوْطَاسٍ فَلَقُوا عَدُوًّا فَقَاتَلُوهُمْ وَظَهَرُوا عَلَيْهِمْ فَأَصَابُوا لَهُمْ سَبَايَا لَهُنَّ أَزْوَاجٌ فِي الْمُشْرِكِينَ فَكَانَ الْمُسْلِمُونَ تَحَرَّجُوا مِنْ غِشْيَانِهِنَّ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَالْمُحْصَنَٰتُ مِنَ النِّسَآءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُكُمْ﴾ [النساء: ٢٤] أَيْ هٰذَا لَكُمْ حَلَالٌ إِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهُنَّ.

٣٣٣٥- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے مقام اوطاس کی طرف ایک لشکر بھیجا۔ ان کا دشمن سے مقابلہ ہوا۔ لڑائی ہوئی اور وہ غالب آ گئے۔ اور بہت سی ایسی قیدی عورتیں ان کے ہاتھ لگیں جن کے خاوند مشرکوں میں رہ گئے تھے۔ مسلمانوں نے ان سے جماع کرنے میں گناہ محسوس کیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّامَا......﴾ ''اور شادی شدہ عورتوں سے بھی نکاح حرام ہے مگر وہ کافر عورتیں جو (جنگ میں) تمھارے ہاتھ لگیں۔'' یعنی ان سے جماع و نکاح حلال ہے بشرطیکہ ان کی عدت گزر جائے۔

**فوائد و مسائل:** ① ''گناہ محسوس کیا'' کیونکہ وہ شادی شدہ تھیں۔ ان کے خاوند زندہ تھے۔ ② ''تمھارے ہاتھ لگیں'' یعنی تمھاری لونڈیاں بن جائیں۔ لیکن کسی آزاد عورت کو خرید کر لونڈی نہیں بنایا جاسکتا۔ صرف جنگ میں کافر عورت قبضے میں آئے تو وہ لونڈی بن سکتی ہے۔ اگر کوئی شادی شدہ عورت پہلے سے لونڈی ہے تو اسے خریدنے سے اس کا سابقہ نکاح ختم نہیں ہوگا۔ ③ ''جماع و نکاح'' یعنی مالک کے لیے جماع اور غیر مالک کے لیے نکاح۔ ④ ''عدت گزر جائے'' اور یہ عدت ایک حیض ہے۔ اگر حیض آ جائے تو حیض ختم ہونے کے بعد

---

٣٣٣٥- أخرجه مسلم، الرضاع، باب جواز وطء المسبية بعد الاستبراء ... الخ، ح:١٤٥٦ من حديث يزيد بن زريع به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٤٩٢. * سعيد هو ابن أبي عروبة، وتابعه شعبة عند مسلم.

جماع جائز ہے اور حیض نہ آئے تو وہ حاملہ ہوگی۔ وضع حمل تک جماع یا نکاح جائز نہیں۔ ⑤ یہ حدیث جمہور علماء کی دلیل ہے کہ جس طرح عجمیوں کو غلام بنایا جا سکتا ہے' عرب مشرکین کو بھی بنایا جا سکتا ہے۔ صحابۂ کرام ؓ نے ہوازن کو قیدی اور غلام بنایا تھا اور ان کی عورتوں کو لونڈیاں۔ ⑥ اہل کتاب کے علاوہ کفار کی خواتین کو بھی لونڈیاں بنایا جا سکتا ہے اور ان سے جماع کیا جا سکتا ہے۔

## (المعجم ٦٠) - بَابُ الشِّغَارِ (التحفة ٦٠)

## باب: ٦٠- شغار کا بیان

٣٣٣٦- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ.

٣٣٣٦- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شغار سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: شغار جاہلیت کے نکاحوں میں سے ایک نکاح ہے جسے ہماری زبان میں نکاح وٹہ کہتے ہیں۔ یہ اسلام میں ممنوع ہے۔ اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ تفصیلی بحث وہاں ہوگی۔ إن شاء الله.

٣٣٣٧- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ، وَمَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً فَلَيْسَ مِنَّا».

٣٣٣٧- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں جَلَب، جَنَب اور شِغار جائز نہیں۔ اور جو شخص لوٹ مار کرے وہ ہم میں سے نہیں۔''

فوائد و مسائل: ① جَلَب اور جَنَب دو اصطلاحات ہیں جو زکاۃ میں بھی استعمال ہوتی ہیں اور گھوڑ دوڑ میں بھی۔ زکاۃ میں جلب یہ ہے کہ زکاۃ لینے والا لوگوں کو مجبور کرے کہ اپنے زکاۃ والے جانور میرے دفتر یا مرکز میں لاؤ تاکہ میں ان کا حساب لگا کر زکاۃ وصول کروں۔ اور جنب یہ ہے کہ زکاۃ لینے والا لوگوں کے ہاں

---

٣٣٣٦- أخرجه البخاري، الحيل، باب الحيلة في النكاح، ح: ٦٩٦٠، ومسلم، النكاح، باب تحريم نكاح الشغار وبطلانه، ح: ٥٨/١٤١٥ عن عبيدالله بن سعيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤٩٤. * يحيى هو القطان.

٣٣٣٧- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب النهي عن النهبة، ح: ٣٩٣٧ عن حميد بن مسعدة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤٩٥، وقال الترمذي، ح: ١١٢٣ "حسن صحيح". * بشر هو ابن المفضل، وحميد هو الطويل، وللحديث شواهد، انظر، ح: ١٨٥٣.

آئے تو وہ اپنے جانور ادھر ادھر چرنے کے لیے بھیج دیں اور انھیں قصداً بکھیر دیں۔ یہ دونوں صورتیں منع ہیں کیونکہ پہلی صورت میں عوام الناس اور دوسری صورت میں زکاۃ لینے والے افسر کو ناحق تکلیف ہوگی۔ بلکہ صحیح صورت یہ ہے کہ زکاۃ لینے والا جانوروں کے پانی اور رہائش کی جگہ پر جا کر ان کا حساب لگا کر زکاۃ وصول کرے اور جانوروں والے اس دن جانوروں کو ان کے باڑوں میں رکھیں تاکہ فریقین میں سے کوئی بھی تنگ نہ ہو۔ گھوڑ دوڑ میں جلب یہ ہے کہ گھوڑ سوار راستے میں کسی آدمی کو مقرر کرے کہ جب میرا گھوڑا تیرے پاس سے گزرے تو تو اسے ڈرا دینا تاکہ یہ مزید تیز ہو جائے اور دوڑ جیت لے۔ جنب یہ ہے کہ اپنے گھوڑے کے ساتھ ایک خالی گھوڑا بھی لے جائے تاکہ دوڑ کے دوران میں اگر ایک گھوڑا سست پڑ جائے تو دوسرے تازہ دم گھوڑے پر سوار ہو جائے تاکہ دوڑ جیت سکے۔ چونکہ ان دونوں صورتوں (جلب اور جنب) میں دھوکا اور فراڈ ہے' لہٰذا گھوڑ دوڑ میں ان سے روک دیا گیا۔ ② ''شغار جائز نہیں'' یعنی ایسا نکاح (راجح مسلک کے مطابق) منعقد ہی نہیں ہوتا بلکہ یہ عقد فاسد ہے۔ اسے توڑنا ضروری ہے۔ ③ ''ہم میں سے نہیں'' یعنی اس مسئلے میں اہل ایمان اور اہل اسلام کے طریقے پر نہیں۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ اب وہ بالکل مسلمان ہی نہیں رہا۔

٣٣٣٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الْفَزَارِيِّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ».

٣٣٣٨- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں جلب، جنب اور شغار نہیں۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ فَاحِشٌ وَالصَّوَابُ حَدِيثُ بِشْرٍ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ یہ شدید غلطی ہے۔ صحیح روایت بشر کی ہے۔

وضاحت: بشر کی روایت یوں ہے: حمید عن حسن عن عمران بن حصین اور یہ صحیح ہے' جبکہ محمد بن کثیر نے حمید عن انس کہا ہے جو کہ غلط ہے۔ دراصل حمید بہت سی روایات حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں اور ان کے مسلمہ شاگرد ہیں' لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ ہر روایت حضرت انس ہی سے بیان کرتے ہیں۔ محمد بن کثیر کو یہی غلطی لگی کہ انھوں نے یہ روایت بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے خیال کی۔

## (المعجم ٦١) - تَفْسِيرُ الشِّغَارِ (التحفة ٦١)

## باب:٦١- نکاح شغار کی تفسیر

---

٣٣٣٨- [صحيح] وهو في الكبرى، ح:٥٤٩٦، والحديث السابق شاهد له. * محمد بن كثير هو المصيصي، والفزاري هو إبراهيم بن محمد بن الحارث، وعلي بن محمد هو ابن أبي المضاء.

٣٣٣٩- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ؛ ح: وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ: قَالَ مَالِكٌ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ، وَالشِّغَارُ: أَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ ابْنَتَهُ عَلٰى أَنْ يُزَوِّجَهُ ابْنَتَهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ.

٣٣٣٩- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح شغار سے منع فرمایا ہے۔ اور نکاح شغار یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص سے اپنی بیٹی کا نکاح کردے اس شرط پر کہ وہ بھی اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کردے گا اور ان دونوں نکاحوں میں کوئی مہر نہ ہو۔

**فوائد ومسائل:** ① ''شغار یہ ہے'' شغار کی یہ تفسیر اگرچہ خود رسول اللہ ﷺ یا کسی صحابی سے منقول نہیں بلکہ یہ حضرت ابن عمر کے شاگرد حضرت نافع سے منقول ہے، تاہم اس تفسیر سے نکاح شغار کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ موجودہ وٹہ سٹہ شغار کی ذیل میں نہیں آتا کیونکہ ان میں الگ الگ مہر مقرر ہوتا ہے، تاہم جہالت کی وجہ سے وٹہ سٹہ کی شادی کے نتائج بالعموم بہت غلط نکلتے ہیں، اس لیے اس سے اجتناب ہی بہتر ہے۔ ② سنن ابوداود میں ایک واقعہ منقول ہے کہ دو شخصوں نے ایک دوسرے کی بیٹی سے نکاح کیا، اس کے بعد اس میں الفاظ ہیں: [وَ كَانَا جَعَلَا صَدَاقًا] ''اور ان دونوں نے حق مہر بھی مقرر کیا تھا۔'' (سنن أبي داود، النكاح، حديث:٢٠٧٥) اس کے باوجود اس روایت میں ہے کہ حضرت معاویہ ؓ نے حضرت مروان (اپنے گورنر) کو لکھا کہ وہ ان دونوں کے درمیان تفریق کرا دیں کیونکہ یہ وہی شغار ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ اس روایت کی بنیاد پر بعض علماء نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ حق مہر مقرر ہو، تب بھی اس طرح کا مشروط نکاح (جس میں ایک دوسرے کی بیٹی یا بہن سے نکاح کی شرط ہو) باطل ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ سنن ابوداود کی یہ روایت صحیح ابن حبان (الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان:٦/ ١٨٠، و موارد الظمآن: ٤/ ١٩٦) میں [وَ قَدْ كَانَا جَعَلَاهُ صَدَاقًا] کے الفاظ کے ساتھ آئی ہے، یعنی اس میں جَعَلَ کا مفعول اول بھی مذکور ہے۔ اس عبارت کی رُو سے معنی بنتے ہیں کہ ان دونوں نے اس مشروط نکاح ہی کو حق مہر بنا دیا تھا۔ اس ضمیر کے ساتھ اس روایت کے معنی بالکل صحیح ہو جاتے ہیں اور حضرت معاویہ ؓ کے تفریق کرانے کی معقول وجہ بھی سامنے آ جاتی ہے کہ یہ نکاح ممنوعہ شغار کا مصداق تھا۔ حضرت معاویہ ؓ کا حکم تفریق بھی اس امر کا قرینہ ہے کہ یہاں ضمیر مفعول اول محذوف ہے اور روایت کے الفاظ [ جَعَلَاهُ ] ہی ہیں، نہ کہ [ جَعَلَا ] (ضمير

٣٣٣٩- أخرجه البخاري، النكاح، باب الشغار، ح:٥١١٢، ومسلم، النكاح، باب تحريم نكاح الشغار وبطلانه، ح:١٤١٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٣٥. والكبرٰى، ح:٥٤٩٧.

مفعول کے بغیر) کیونکہ حق مہر کی ادائیگی کے باوجود حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اس نکاح کو باطل قرار دینا ناقابل فہم ہے۔ واللہ أعلم.

٣٣٤٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الشِّغَارِ. قَالَ عُبَيْدُ اللهِ: وَالشِّغَارُ: كَانَ يُزَوِّجُ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ عَلٰى أَنْ يُزَوِّجَهُ أُخْتَهُ.

٣٣٤٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شغار سے منع فرمایا۔ راوی عبیداللہ نے کہا: شغار یہ ہے کہ ایک آدمی اپنی بیٹی کا نکاح دے اس شرط پر کہ دوسرا اسے اپنی بہن کا نکاح دے گا۔

فائدہ: ''اپنی بہن کا'' یہ تو مثال ہے ورنہ کسی کے بھی نکاح کی شرط ہو' بیٹی ہو یا بہن' بھتیجی ہو یا بھانجی وغیرہ' کوئی فرق نہیں۔

## (المعجم ٦٢) - بَابُ التَّزْوِيجِ عَلٰى سُوَرٍ مِنَ الْقُرْآنِ (التحفة ٦٢)

## باب:٦٢-قرآن مجید کی چند سورتوں (کی تعلیم) کو مہر بنا کر نکاح کرنا (جائز ہے)

٣٣٤١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ: أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! جِئْتُ لِأَهَبَ نَفْسِي لَكَ، فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ، فَلَمَّا

٣٣٤١- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میں آپ سے نکاح کی پیش کش لے کر آئی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا۔ نظر کو اونچا نیچا کیا اور پھر سر جھکا لیا۔ جب عورت نے دیکھا کہ آپ نے اس کی بابت کوئی فیصلہ نہیں سنایا

---

٣٣٤٠- أخرجه مسلم، ح:١٤١٦ (انظر الحديث السابق) من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٤٩٨.

٣٣٤١- أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب القراءة عن ظهر القلب، ح:٥٠٣٠، ومسلم، النكاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن وخاتم حديد وغير ذلك ... الخ، ح:١٤٢٥ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٥٠٥. * يعقوب هو ابن عبدالرحمن القاري.

رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: أَيْ رَسُولَ اللهِ! إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا، قَالَ: «هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ؟» فَقَالَ: لَا وَاللّٰهِ! مَا وَجَدْتُ شَيْئًا، فَقَالَ: «اُنْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ» فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لَا وَاللّٰهِ! يَا رَسُولَ اللهِ! وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ وَلٰكِنْ هٰذَا إِزَارِي، - قَالَ سَهْلٌ: مَا لَهُ رِدَاءٌ - فَلَهَا نِصْفُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ» فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى طَالَ مَجْلِسُهُ ثُمَّ قَامَ، فَرَآهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ، فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: «مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟» قَالَ: مَعِيَ سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا عَدَّدَهَا، فَقَالَ: «هَلْ تَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبٍ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ».

تو وہ بیٹھ گئی۔ آپ کے صحابہ میں سے ایک آدمی اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ کو اس (خاتون) کی ضرورت نہیں تو اس کا نکاح مجھ سے فرما دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ''تیرے پاس (مہر دینے کے لیے) کوئی چیز ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ اللہ کی قسم! میرے پاس کوئی چیز نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''جا تلاش کر' اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہی ہو۔'' وہ گیا' پھر واپس آیا اور کہنے لگا: اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ہے۔ البتہ میرے پاس یہ تہبند ہے۔ اس کا نصف اسے بطور مہر دیتا ہوں۔ حضرت سہل نے فرمایا: اس کے پاس اوپر والی چادر بھی نہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تیرے تہبند کو کیا کرے گی؟ اگر تو اسے پہنے گا تو اس عورت پر اس (تہبند) سے کچھ بھی نہ ہوگا اور اگر وہ پہنے گی تو تجھ پر کچھ نہ ہوگا۔'' تب وہ آدمی بیٹھ گیا' حتی کہ کافی دیر تک بیٹھا رہا۔ پھر وہ اٹھ کر چل دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے جاتا ہوا دیکھ لیا تو آپ نے اس کی بابت حکم دیا اور اسے واپس بلایا گیا۔ جب وہ آیا تو آپ نے فرمایا: ''تجھے کتنا قرآن یاد ہے؟'' اس نے کہا: مجھے فلاں فلاں سورت یاد ہے۔ اس نے کئی سورتیں شمار کیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تو ان سورتوں کو زبانی (بغیر دیکھے) پڑھ سکتا ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''تجھے جو قرآن یاد ہے' میں نے اس کے عوض اس عورت کو تیرے قبضے (نکاح) میں دے دیا۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۲۰۲ اور ۳۲۸۲.

## (المعجم ٦٣) - اَلتَّزْوِيجُ عَلَى الْإِسْلَامِ (التحفة ٦٣)

## باب:٦٣- اسلام لانے کی شرط پر نکاح کرنا

٣٣٤٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسٰى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: تَزَوَّجَ أَبُو طَلْحَةَ أُمَّ سُلَيْمٍ فَكَانَ صَدَاقُ مَا بَيْنَهُمَا الْإِسْلَامُ، أَسْلَمَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ قَبْلَ أَبِي طَلْحَةَ فَخَطَبَهَا فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ، فَإِنْ أَسْلَمْتَ نَكَحْتُكَ، فَأَسْلَمَ فَكَانَ صِدَاقَ مَا بَيْنَهُمَا.

٣٣٤٢- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے (میری والدہ) حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو ان دونوں کے درمیان (ابوطلحہ کا) اسلام لانا ہی حق مہر قرار پایا۔ (دراصل) ام سلیم رضی اللہ عنہا حضرت ابوطلحہ سے پہلے مسلمان ہو گئی تھیں۔ حضرت ابوطلحہ نے انھیں نکاح کا پیغام بھیجا تو وہ کہنے لگیں: میں تو مسلمان ہو چکی ہوں اگر تم بھی مسلمان ہو جاؤ تو میں تم سے نکاح کرلوں گی۔ تب وہ مسلمان ہو گئے۔ چنانچہ وہی (ان کا مسلمان ہونا ہی) ان دونوں کے درمیان حق مہر مقرر ہوا۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوطلحہ کے اسلام کے علاوہ کوئی اور چیز مہر نہ تھی۔ آئندہ روایت اس کی مزید صراحت کرتی ہے' لہٰذا کوئی بھی منفعت مہر بن سکتی ہے' دینی ہو یا دنیوی۔ جس طرح سابقہ حدیث میں تعلیم قرآن کا ذکر ہے اور یہی بات صحیح ہے۔ مگر موالک واحناف مہر کے لیے ''مال'' ہونا ضروری سمجھتے ہیں کیونکہ قرآن مجید میں ہے: ﴿اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ﴾ (النساء٤:٢٤) لہٰذا وہ ایسی احادیث کی تاویل کرتے ہیں کہ وقتی طور پر ان چیزوں کو کافی سمجھ لیا گیا ورنہ اصل مہر بعد میں واجب الادا ہوتا تھا۔ یا یہ چیزیں نکاح کا سبب تھیں نہ کہ مہر' لیکن احادیث کے صریح الفاظ اس تاویل کو قبول نہیں کرتے' اس لیے ضروری ہے کہ مجبوری یا عورت کی رضامندی کے وقت ''غیر مال'' کو بھی مہر مانا جائے تاکہ قرآن مجید کے ساتھ ساتھ احادیث پر بھی عمل ہو۔ قرآن مجید میں گویا عام صورت بیان کی گئی ہے نہ کہ مال کو شرط قرار دیا گیا ہے کیونکہ احادیث' قرآن سمجھنے کے لیے بہترین بلکہ ضروری معاون ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم قرآن مجید کے اولین مخاطب تھے اور وہ قرآن مجید ہم سب سے زیادہ سمجھتے تھے۔ ② حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوند حضرت مالک انصاری تھے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے والد تھے۔ ان کی وفات کے بعد مندرجہ بالا صورت حال پیش آئی۔ اور یہ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے کچھ عرصہ پہلے کا واقعہ ہے جب مدینہ منورہ میں حضرت مصعب

---

٣٣٤٢- [إسناده صحيح] أخرجه ابن سعد: ٨/ ٤٢٦ من حديث محمد بن موسى الفطري به، وهو في الكبرى، ح: ٥٥٠٣.

بن عمیر رضی اللہ عنہ جیسے مبلغین کی کوششوں سے اسلام پھیل رہا تھا۔

٣٣٤٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ بْنِ مُسَاوِرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: خَطَبَ أَبُو طَلْحَةَ أُمَّ سُلَيْمٍ فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ! مَا مِثْلُكَ يَا أَبَا طَلْحَةَ! يُرَدُّ، وَلٰكِنَّكَ رَجُلٌ كَافِرٌ وَأَنَا امْرَأَةٌ مُسْلِمَةٌ، وَلَا يَحِلُّ لِي أَنْ أَتَزَوَّجَكَ، فَإِنْ تُسْلِمْ فَذَاكَ مَهْرِي وَلَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ، فَأَسْلَمَ فَكَانَ ذٰلِكَ مَهْرَهَا، قَالَ ثَابِتٌ: فَمَا سَمِعْتُ بِامْرَأَةٍ قَطُّ كَانَتْ أَكْرَمَ مَهْرًا مِنْ أُمِّ سُلَيْمٍ الْإِسْلَامَ، فَدَخَلَ بِهَا فَوَلَدَتْ لَهُ.

٣٣٤٣- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا تو انھوں نے کہا: اے ابوطلحہ! اللہ کی قسم! تیرے جیسے شخص کا پیغام رد نہیں کیا جا سکتا لیکن تو کافر ہے اور میں اسلام لا چکی ہوں۔ میرے لیے تجھ سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ اگر تو مسلمان ہو جائے تو یہی میرا مہر ہوگا اور میں تجھ سے اس کے علاوہ کوئی مہر نہ مانگوں گی۔ وہ مسلمان ہو گئے اور ان کا اسلام ہی حضرت ام سلیم کا مہر قرار پایا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد حضرت ثابت نے کہا: میں نے کسی اور عورت کے بارے میں نہیں سنا کہ اس کا مہر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے مہر اسلام سے بہتر ہو۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ زندگی گزاری اور ان سے ان کے بچے بھی ہوئے۔

فائدہ: یہ حدیث صریح ہے کہ اسلام کے علاوہ کوئی اور مہر نہ تھا۔ گویا عورت راضی ہو تو اس قسم کی دینی منفعت بھی مہر بن سکتی ہے۔ مال ہونا کوئی ضروری نہیں۔

## (المعجم ٦٤) - اَلتَّزْوِيجُ عَلَى الْعِتْقِ (التحفة ٦٤)

## باب: ٦٤- آزادی کو مہر مقرر کر کے نکاح کرنا

٣٣٤٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ وَعَبْدِ الْعَزِيزِ - يَعْنِي ابْنَ

٣٣٤٤- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد فرمایا اور ان

---

٣٣٤٣- [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٠٤.

٣٣٤٤- أخرجه مسلم، النكاح، باب فضيلة إعتاقه أمته ثم يتزوجها، ح: ١٣٦٥/ ٨٥ عن قتيبة، والبخاري، صلاة الخوف، باب التكبير والغلس بالصبح والصلاة عند الإغارة والحرب، ح: ٩٤٧ من حديث عبدالعزيز، والبخاري، ح: ٥٠٨٦، ومسلم عن قتيبة به بالسند الثاني، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤٩٩. ✽ حماد هو ابن زيد، وشعيب هو ابن الحبحاب.

صُهَيْبٍ -، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ وَشُعَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَهُ صَدَاقَهَا.

کی آزادی ہی کو ان کا مہر قرار دیا۔

فائدہ: احناف وغیرہ کے نزدیک یہ طریقہ درست نہیں۔ مذکورہ واقعے کو وہ رسول اللہ ﷺ کا خاصہ قرار دیتے ہیں، حالانکہ صحابۂ کرام ؓ نے اس سے تخصیص نہیں سمجھی، نیز آزادی تو عموماً مال ہی سے ہوتی ہے، لہٰذا آزادی کا مہر بننا تو مالی منفعت بھی ہے۔ اس سے انکار عجیب بات ہے۔ خاصے کی نفی اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود دوسرے لوگوں کے نکاح تعلیم قرآن کی شرط پر قرار دیے تو آزادی کی شرط پر نکاح کیوں جائز نہیں ہوگا؟ خاصہ بنانے کی کیا ضرورت ہے؟

٣٣٤٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ الْحَبْحَابِ، عَنْ أَنَسٍ: أَعْتَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عِتْقَهَا مَهْرَهَا. وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ.

۳۳۴۵- حضرت انس ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ ؓ کو آزاد (فرما کر ان سے نکاح) فرمایا اور ان کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا۔ یہ لفظ محمد (بن رافع) کے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① دراصل اس روایت میں امام نسائی ؒ کے دو استاد ہیں: محمد بن رافع اور عمرو بن منصور۔ دونوں کے روایت کردہ الفاظ میں معمولی سا اختلاف ہوگا کیونکہ عمرو بن منصور نے روایت بالمعنی بیان کی ہے۔ بیان شدہ الفاظ محمد بن رافع کے ہیں۔ واللہ أعلم. ② ام المومنین حضرت صفیہ ؓ غزوۂ خیبر میں یہودیوں کی شکست فاش کے بعد قید ہوگئی تھیں۔ ان کا نکاح تھوڑا عرصہ پہلے ہوا تھا۔ خاوند اسی جنگ میں مارا گیا۔ چونکہ وہ ایک عظیم سردار کی بیٹی اور ایک دوسرے سردار کی بیوی تھیں، لہٰذا لوگوں کے مطالبے پر نبی ﷺ نے انھیں اپنے لیے منتخب فرما لیا۔ چونکہ قیدی غلام بن جاتے ہیں۔ وہ بھی غلام ہی تھیں۔ آپ نے انھیں آزاد فرما کر ان سے نکاح فرما لیا۔ اس طرح یہودیوں کی مخالفت میں زور نہ رہا۔ رضي الله عنها وأرضاها. حضرت صفیہ ؓ

---

٣٣٤٥- أخرجه مسلم، ح: ١٣٦٥/ ٨٥ عن محمد بن رافع به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥٥٠٠
* سفيان هو الثوري، ويونس هو ابن عبيد.

حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل مبارکہ سے تھیں۔

## (المعجم ٦٥) - عِتْقُ الرَّجُلِ جَارِيَتَهُ ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا (التحفة ٦٥)

## باب:٦٥- آدمی کا اپنی لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرنا

٣٣٤٦- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَامِرٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ ابْنِ أَبِي مُوسٰى، عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ: رَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ أَدَبَهَا وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا، وَعَبْدٌ يُؤَدِّي حَقَّ اللهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ، وَمُؤْمِنُ أَهْلِ الْكِتَابِ».

٣٣٤٦- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین اشخاص کو دگنا اجر عطا فرمایا جائے گا: ایک وہ آدمی جس کے پاس اپنی لونڈی ہو وہ اسے علم و ادب سکھائے اور بہترین علم و ادب سکھائے۔ پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے۔ دوسرا وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کا حق (عبادات) بھی ادا کرے اور اپنے مالکوں کے حقوق بھی پورے کرے۔ تیسرا وہ جو اہل کتاب میں سے مسلمان ہو جائے۔“

**فوائد ومسائل:** ① ”دگنا اجر“ کیونکہ انھوں نے دگنی نیکی کی۔ آزادی بھی نکاح بھی۔ اللہ کا حق بھی لوگوں کا حق بھی۔ پہلے نبی پر ایمان اور آخری نبی پر بھی ایمان۔ یا ہر ہر کام پر دگنا اجر‘ مثلاً: آزاد کرنے کا دگنا ثواب۔ اگرچہ نکاح اپنے مفاد کے لیے کیا۔ اسی طرح غلام کو عبادت کا دگنا ثواب ورنہ مالکوں کی خدمت تو اس کا ذاتی فریضہ تھا۔ اسی طرح آخری نبی ﷺ پر ایمان لانے کا دگنا ثواب۔ پہلی شریعت تو ویسے ہی منسوخ ہو چکی۔ ② ”نکاح کرے“ یعنی اس کی رضامندی سے‘ پھر اسے مہر دے یا آزادی کو مہر قرار دینے ہی پر اتفاق ہو جائے۔

٣٣٤٧- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي زُبَيْدٍ عَبْثَرَ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسٰى

٣٣٤٧- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنی لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرے‘ اسے دہرا ثواب ملے گا۔“

---

٣٣٤٦ـ أخرجه البخاري، العلم، باب تعليم الرجل أمته وأهله، ح: ٩٧، ومسلم، الإيمان، باب وجوب الإيمان برسالة نبينا محمد ﷺ إلى جميع الناس ونسخ الملل بملته، ح: ١٥٤/ ٢٤١ من حديث صالح به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٠٢. * عامر هو الشعبي، وابن أبي زائدة هو يحيى.

٣٣٤٧ـ أخرجه البخاري، العتق، باب فضل من أدب جاريته وعلّمها، ح: ٢٥٤٤، ومسلم، النكاح، باب فضيلة إعتاقه أمته ثم يتزوجها، ح: ١٥٤/ ٨٦ من حديث مطرف بن طريف به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٠١.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَعْتَقَ جَارِيَتَهُ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ».

فائدہ: کیونکہ آزادی کے بعد نکاح کرنا بھی احسان پر احسان یا تکمیل احسان ہے، نیز یہ "صدقۂ زوجین" بھی ہے۔

(المعجم ٦٦) - اَلْقِسْطُ فِي الْأَصْدِقَةِ (التحفة ٦٦)

باب:۶۶- مہر مقرر کرنے میں انصاف سے کام لینا

٣٣٤٨- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ﴾ [النساء: ٣] قَالَتْ: يَا ابْنَ أُخْتِي! هِيَ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا فَتُشَارِكُهُ فِي مَالِهِ فَيُعْجِبُهُ مَالُهَا وَجَمَالُهَا فَيُرِيدُ وَلِيُّهَا أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِغَيْرِ أَنْ يُقْسِطَ فِي صَدَاقِهَا فَيُعْطِيَهَا مِثْلَ مَا يُعْطِيهَا غَيْرُهُ، فَنُهُوا أَنْ يَنْكِحُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ وَيَبْلُغُوا بِهِنَّ أَعْلٰى سُنَّتِهِنَّ مِنَ الصَّدَاقِ، فَأُمِرُوا أَنْ يَنْكِحُوا مَا طَابَ لَهُمْ مِنَ النِّسَاءِ سِوَاهُنَّ. قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ اسْتَفْتَوْا رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعْدُ فِيهِنَّ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ

۳۳۴۸- حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عائشہ ؓ سے اللہ عزوجل کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا: ﴿وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوا......﴾ "اور اگر تمھیں خطرہ ہو کہ تم یتیموں کی بابت انصاف نہیں کر سکو گے تو تم (دوسری) عورتوں سے نکاح کرو جو تمھیں پسند ہوں۔" انھوں نے فرمایا: اے میرے بھانجے! اس (آیت میں یتیموں) سے وہ یتیم بچی مراد ہے جو اپنے کسی سرپرست کے ہاں پرورش پا رہی ہو۔ اور اس کے ساتھ اس کے مال میں شریک ہو۔ سرپرست کو اس کے مال و جمال سے دلچسپی ہو، اس لیے اس سرپرست کا ارادہ ہو کہ اس (یتیم بچی) سے نکاح کرے (تاکہ اس کے مال پر قبضہ کرے) مگر مہر مقرر کرنے میں انصاف سے کام نہ لے، یعنی اسے اتنا مہر نہ دے جو کوئی دوسرا اسے دے سکتا ہے۔ تو ایسے سرپرستوں کو روک دیا گیا کہ ان سے نکاح کریں الا یہ کہ وہ ان کے ساتھ انصاف کریں اور انھیں ان کے مرتبے کے مطابق زیادہ مہر دیں ورنہ وہ ان کے علاوہ

---

٣٣٤٨- أخرجه مسلم، التفسير، ح: ٣٠١٨/ ٦ من حديث ابن وهب، والبخاري، الشركة، باب شركة اليتيم وأهل الميراث، ح: ٢٤٩٤ من حديث يونس بن يزيد به، وهو في الكبرى، ح: ٥٥١٤.

فِيهِنَّ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَتَرْغَبُونَ أَن تَنكِحُوهُنَّ﴾ [النساء: ١٢٧] قَالَتْ عَائِشَةُ: وَالَّذِي ذَكَرَ اللهُ تَعَالَى أَنَّهُ يُتْلَى فِي الْكِتَابِ الْآيَةُ الْأُولَى الَّتِي فِيهَا: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ: وَقَوْلُ اللهِ فِي الْآيَةِ الْأُخْرَى: ﴿وَتَرْغَبُونَ أَن تَنكِحُوهُنَّ﴾ رَغْبَةَ أَحَدِكُمْ عَنْ يَتِيمَتِهِ الَّتِي تَكُونُ فِي حِجْرِهِ حِينَ تَكُونُ قَلِيلَةَ الْمَالِ وَالْجَمَالِ، فَنُهُوا أَنْ يَنْكِحُوا مَا رَغِبُوا فِي مَالِهَا [مِنْ] يَتَامَى النِّسَاءِ إِلَّا بِالْقِسْطِ مِنْ أَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ.

دوسری عورتوں سے نکاح کریں جو انھیں پسند ہوں۔ حضرت عروہ نے کہا: حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: پھر اس کے بعد لوگوں نے ان یتیم بچیوں کی بابت رسول اللہ ﷺ سے استفسار کیا تو اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری: ﴿وَ يَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ ...... وَ تَرْغَبُونَ اَنْ تَنْكِحُوهُنَّ﴾ ''یہ آپ سے عورتوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں' کہہ دیجیے کہ اللہ تعالیٰ تمھیں ان کے بارے میں فتوی دیتا ہے اور جو کچھ تم پر کتاب میں پڑھا جاتا ہے' وہ ان یتیم عورتوں کے بارے میں ہے جنھیں تم وہ نہیں دیتے جو ان کے لیے فرض کیا گیا ہے اور چاہتے ہو کہ ان سے نکاح کرلو۔'' حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ تم پر ان کے احکام کتاب اللہ میں پڑھے جاتے ہیں۔ اس سے مراد وہی پہلی آیت ہے: ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامٰى...... الخ﴾ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿وَ تَرْغَبُونَ اَنْ تَنْكِحُوهُنَّ﴾ اس سے مراد وہ یتیم بچی ہے جو اپنے سرپرست کے ہاں پرورش پا رہی ہو جب کہ وہ مال و جمال کے لحاظ سے کم ہو۔ (ان کے اس طرز عمل کی وجہ سے) انھیں اس یتیم بچی کے ساتھ نکاح کرنے سے بھی روک دیا گیا جس کے مال و جمال میں ان کی دلچسپی تھی' مگر انصاف کے ساتھ کیونکہ وہ (مال و جمال کم ہونے کی صورت میں) ان سے کوئی دلچسپی نہ رکھتے تھے۔

**فوائد ومسائل:** ① راویٔ حدیث حضرت عروہ بن زبیر حضرت عائشہ ؓ کی بڑی ہمشیرہ حضرت اسماء ؓ کے بیٹے تھے۔ رشتے میں ان کے بھانجے تھے۔ ② ''پوچھا'' کیونکہ ظاہراً شرط و جزا میں کوئی تعلق سمجھ میں نہیں آتا۔ حضرت عائشہ ؓ نے ایسی تفصیل بیان فرمائی کہ نہ صرف اس آیت بلکہ دیگر متعلقہ آیات کا مطلب بھی واضح

ہو گیا۔ جزاها الله عنّا خير الجزاء. ③ حضرت عائشہ ؓ کی اس تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کسی بچی کا والد فوت ہو جاتا اور اس کے وارث چچا یا اس کے بیٹے ہوتے تو وہ اس یتیم بچی کی بجائے اپنا مفاد مقدم جانتے۔ اگر تو مال و جمال وافر ہوتا تو اس سے نکاح میں پر جوش ہوتے مگر اسے اس کے مرتبے کے مطابق مہر نہ دیتے کیونکہ اصل مقصد تو اس کا مال حاصل کرنا ہوتا تھا۔ اور اگر مال و جمال کی کمی ہوتی تو پھر اس کی طرف منہ بھی نہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم کسی بھی حال میں یتیم بچیوں سے نکاح نہ کرو' خواہ وہ مال دار ہوں یا فقیر' بلکہ ان کا نکاح گھر سے باہر کر دو تا کہ ان کا مال انھیں ملے اور وہ اپنا پورا مہر بھی حاصل کر سکیں۔ ہاں اگر سرپرست اور اولیاء دوسرے لوگوں کے برابر یا ان سے زیادہ مہر دیں تو وہ ان سے نکاح کر سکتے ہیں۔ ④ معلوم ہوا کہ عورتوں کا مہر ان کی ذاتی اور خاندانی حیثیت کے مطابق زیادہ سے زیادہ ہونا چاہیے۔ کم مہر مقرر کرنا ان پر ظلم ہے کیونکہ مہر عورت کا حق ہے نہ کہ اولیاء کا۔ اولیاء اپنے حق میں رعایت کر سکتے ہیں' عورت کے حق میں نہیں۔ اس مسئلے میں انصاف چاہیے۔ نہ تو فخر و ریا کے لیے ان کی حیثیت سے زائد مقرر کیا جائے' نہ اپنے مفاد کے لیے ان کی حیثیت سے کم۔

۳۳۴۹- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ: فَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أُوْقِيَّةً وَنَشٍّ وَذٰلِكَ خَمْسُمِائَةِ دِرْهَمٍ.

۳۳۴۹- حضرت ابوسلمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے مہر کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ساڑھے بارہ اوقیے پر نکاح کیے اور یہ پانچ سو درہم بنتے ہیں۔

**فوائد و مسائل:** ① ''اوقیہ'' چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ ساڑھے بارہ اوقیے پانچ سو درہم بنتے ہیں۔ ② ''نکاح کیے'' یعنی خود اپنی ازواج مطہرات سے اور اپنی بیٹیوں کے نکاح اپنے دامادوں سے کیے۔ اگر اکثر نکاح اس مہر پر ہوں تو مندرجہ بالا الفاظ بولے جا سکتے ہیں' خواہ سب نکاح اس مہر پر نہ بھی ہوں۔ یہ معقول مہر تھا۔ آج کل ہمارے سکے کے لحاظ سے تقریباً دس ہزار روپے بنتے ہیں' حالانکہ وہ تنگی کا دور تھا۔ یہ جو آج کل سوا بتیس روپے کو شرعی مہر سمجھا جاتا ہے' یہ کس دور کا حساب ہے؟ اللہ جانے! یہ انتہائی غیر معقول مہر ہے چہ جائیکہ

---

۳۳۴۹_ أخرجه مسلم، النكاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن وخاتم حديد وغير ذلك ... الخ، ح: ١٤٢٦ عن إسحق بن راهويه به، وهو في الكبرى، ح: ٥٥١٣.

شرعی ہو۔

٣٣٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ مُوسَى بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ الصَّدَاقُ إِذْ كَانَ فِينَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَشْرَةَ أَوَاقٍ.

٣٣٥٠- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ ہم میں تشریف فرما تھے' مہر دس اوقیے ہوتا تھا۔

فائدہ: ''دس اوقیے'' اوپر ساڑھے بارہ اوقیے گزرا ہے۔ ممکن ہے کسر گرا دی گئی ہو یا عموماً مہر اتنا ہی ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے امتیاز کی وجہ سے آپ کے مہر پانچ صد درہم ہوں۔ دس اوقیے چار سو درہم بنتے ہیں۔ یہ مہر کی مقررہ مقدار نہیں بلکہ اس دور کے لحاظ سے ان کے معاشرے میں یہ ایک مناسب مہر ہوگا۔ ہر دور کے لحاظ سے اس میں کمی بیشی ہوتی رہے گی۔

٣٣٥١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرِ بْنِ إِيَاسِ بْنِ مُقَاتِلِ بْنِ مُشَمْرِخِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ وَابْنِ عَوْنٍ وَسَلَمَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ وَهِشَامِ بْنِ حَسَّانَ - دَخَلَ حَدِيثُ بَعْضِهِمْ فِي بَعْضٍ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ - قَالَ سَلَمَةُ: عَنِ ابْنِ سِيرِينَ: نُبِّئْتُ عَنْ أَبِي الْعَجْفَاءِ. وَقَالَ الْآخَرُونَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي الْعَجْفَاءِ - قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ

٣٣٥١- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خبردار! عورتوں کے مہر کے مسئلے میں حد سے نہ بڑھو۔ اگر کثیر مہر دنیا میں عزت یا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقویٰ کا سبب ہوتا تو نبی ﷺ اس کے زیادہ لائق تھے' جب کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کو بارہ اوقیے سے زیادہ مہر نہیں دیا' اور نہ آپ کی کسی بیٹی کو اس سے زیادہ مہر دیا گیا۔ بسا اوقات کوئی شخص مہر زیادہ مقرر کر لیتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل میں اپنی بیوی سے دشمنی ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ کہتا ہے کہ میں

---

٣٣٥٠_ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٦٧ من حديث داود به، وهو في الكبرى، ح: ٥٥١٠، وصححه ابن حبان، ح: ١٢٦٠ من حديث ابن مهدي، والحاكم: ٢/ ١٧٥، ووافقه الذهبي.

٣٣٥١_ [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٤٠، ٤١ عن إسماعيل - هو ابن علية - به، وهو في الكبرى، ح: ٥٥١١، وأخرجه أبوداود، ح: ٢١٠٦، والترمذي، ح: ١١١٤ من حديث أيوب به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم: ٢/ ١٠٩، ١٧٥، ١٧٦، ووافقه الذهبي. * ابن سيرين سمعه من أبي العجفاء ومن ابنه، فالطريقان محفوظان.

الْخَطَّابِ: أَلَا لَا تَغْلُوا صُدُقَ النِّسَاءِ، فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا أَوْ تَقْوٰى عِنْدَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ كَانَ أَوْلَاكُمْ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ، مَا أَصْدَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ وَلَا أُصْدِقَتِ امْرَأَةٌ مِنْ بَنَاتِهِ أَكْثَرَ مِنْ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أُوْقِيَّةً، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُغَالِي بِصَدُقَةِ امْرَأَتِهِ حَتّٰى يَكُونَ لَهَا عَدَاوَةٌ فِي نَفْسِهِ، وَحَتّٰى يَقُولَ: كُلِّفْتُ لَكُمْ عِلْقَ الْقِرْبَةِ، - وَكُنْتُ غُلَامًا عَرَبِيًّا مُوَلَّدًا فَلَمْ أَدْرِ مَا عِلْقُ الْقِرْبَةِ - قَالَ: وَأُخْرٰى يَقُولُونَهَا - لِمَنْ قُتِلَ فِي مَغَازِيكُمْ هٰذِهِ أَوْ مَاتَ - قُتِلَ فُلَانٌ شَهِيدًا أَوْ مَاتَ فُلَانٌ شَهِيدًا وَلَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ قَدْ أَوْقَرَ عَجُزَ دَابَّتِهِ أَوْ دَفَّ رَاحِلَتِهِ ذَهَبًا أَوْ وَرِقًا يَطْلُبُ التِّجَارَةَ، فَلَا تَقُولُوا ذَاكُمْ، وَلٰكِنْ قُولُوا كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ مَاتَ فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ».

نے تمھارے لیے مشکیزے کی رسی کی تکلیف برداشت کی (بڑی مصیبت اٹھائی) ایک راویٔ حدیث (ابو العجفاء) نے کہا: میں عربوں میں صرف پیدا ہوا ہوں' خالص عربی نہیں اس لیے مجھے ان الفاظ (عَلَقُ الْقِرْبَةِ) کا مفہوم معلوم نہیں تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اور ایک (نامناسب) بات تم یہ کہتے ہو کہ جو شخص تمھاری ان جنگوں میں مارا جاتا ہے یا مر جاتا ہے' تم کہتے ہو' فلاں آدمی شہید ہوا یا شہادت کی موت مرا۔ ہوسکتا ہے اس شخص نے اپنے جانور کی پشت یا اس کے پالان اور کاٹھی کو سونے یا چاندی سے لادا ہو اور اس کی نیت تجارت کی ہو' اس لیے تم ایسے نہ کہو بلکہ تم اس طرح کہو جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں مارا جائے یا فوت ہو جائے' وہ جنت میں جائے گا۔''

**فوائد ومسائل:** ① ''حد سے نہ بڑھو'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زیادہ مہر سے منع نہیں فرمایا بلکہ حیثیت سے بڑھ کر مقرر کرنے سے روکا ہے جس طرح کہ بعد والے الفاظ دلالت کرتے ہیں۔ ② ''بارہ'' مراد ساڑھے بارہ ہی ہیں جیسا کہ دوسری حدیث میں گزرا مگر یہاں کسر گرا دی گئی۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' النکاح' حدیث: ۱۴۲۶) ③ ''مشکیزے کی رسی'' مشکیزہ عام طور پر رسی کی مدد سے اٹھایا جاتا ہے حتی کہ اس رسی کے نشان جسم پر پڑ جاتے ہیں۔ مقصود یہ ہے کہ مجھے تیری وجہ سے بہت ذلیل ہونا پڑا ہے اور بڑی مشقت اٹھانی پڑی ہے۔ یہ ایک محاورہ ہے۔ ④ ''ہوسکتا ہے'' یعنی ضروری نہیں میدان جنگ میں ہر مارا جانے والا یا مرنے والا شہید ہی ہو کیونکہ شہادت کا مدار تو نیت پر ہے۔ اور نیتوں کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے' لہٰذا تم کسی کو شہید یا جنتی نہ کہو بلکہ اصولی بات کہو کہ جو شخص اللہ کے راستے میں مارا جائے' وہ شہید اور جنتی ہے۔

٣٣٥٢- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ، زَوَّجَهَا النَّجَاشِيُّ وَأَمْهَرَهَا أَرْبَعَةَ آلَافٍ وَجَهَّزَهَا مِنْ عِنْدِهِ وَبَعَثَ بِهَا مَعَ شُرَحْبِيلَ بْنِ حَسَنَةَ وَلَمْ يَبْعَثْ إِلَيْهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِشَيْءٍ، وَكَانَ مَهْرُ نِسَائِهِ أَرْبَعَمِائَةِ دِرْهَمٍ.

٣٣٥٢- حضرت ام حبیبہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کیا جبکہ وہ حبشہ میں تھیں۔ ان کا نکاح نجاشی نے کیا تھا اور انھوں نے اپنے پاس سے چار ہزار درہم مہر دیا تھا اور انھیں رخصتی کا سامان (ضرورت) بھی اپنے پاس سے دیا اور انھیں حضرت شرحبیل بن حسنہ ؓ کے ساتھ مدینہ منورہ بھیج دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں (حبشہ میں) کوئی چیز نہیں بھیجی تھی۔ آپ کی دوسری عورتوں کا مہر چار سو درہم تھا۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف کہا ہے جبکہ ابوداود (حدیث: ٢٠٨٦) میں اس روایت کی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے بہت زیادہ شواہد ہیں۔ لیکن ان شواہد کی صحت وضعف کی طرف اشارہ نہیں کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ ؒ کے نزدیک بھی اس حدیث کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہے نیز دیگر محققین نے مذکورہ روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ بنابریں مذکورہ روایت دلائل کی رو سے صحیح قرار پاتی ہے۔ واللہ أعلم۔ ② ''حبشہ میں تھی'' دراصل یہ اپنے خاوند عبیداللہ بن جحش کے ساتھ حبشہ ہجرت کر کے گئی تھیں۔ کچھ دیر بعد مالی مفاد کی خاطر عبیداللہ بن جحش عیسائی بن گیا اور اسی ارتداد کی حالت میں فوت ہوا۔ حضرت ام حبیبہ ؓ اسلام پر قائم رہیں۔ آپ کو صورت حال کا پتہ چلا تو آپ نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری ؓ کو ان سے نکاح کا پیغام دے کر حضرت نجاشی شاہ حبش کے پاس بھیجا۔ ③ یہ ٦ یا ٧ ہجری کی بات ہے۔ اس وقت حضرت ام حبیبہ ؓ کے والد ابوسفیان ؓ مسلمان نہ ہوئے تھے بلکہ قریش مکہ کے سردار تھے۔ اس وقت آپ کا حضرت ام حبیبہ ؓ سے شادی کرنا ایک طرف تو ایک غریب الدیار عورت جو اپنے ماں باپ کو مستقلاً آپ کے لیے چھوڑ چکی تھی' واحد سہارا خاوند مرتد ہو کر مر چکا تھا' کی حوصلہ افزائی اور قدر دانی ہے۔ دوسری طرف یہ ایک بہت بڑا سیاسی فیصلہ ہے جس نے کفار قریش کی کمر توڑ دی اور ابوسفیان آپ سے لڑنے کے قابل نہ رہے۔ ④ شادی کے موقع پر بیٹی یا بہن وغیرہ کی تالیف قلب کے لیے بطور تحفہ نیا گھر بسانے کے لیے ضرورت کی کچھ

٣٣٥٢_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في الولي، ح: ٢٠٨٦ من حديث معمر به، وهو في الكبرى، ح: ٥٥١٢. * الزهري عنعن.

اشیاء دے دینا مستحب ہے۔ بیٹے کی شادی پر خرچ کرنا اور بیٹی کو خالی ہاتھ بھیج دینا مساوات اسلامی کے منافی ہے۔ البتہ اس میں غلو اور تکلف نا جائز ہے' نیز اس سے مروجہ رسم جہیز کے جواز پر استدلال بھی درست نہیں۔ یہ ایک غیر اسلامی رسم ہے جس میں بہت سی قباحتیں ہیں' مثلاً: جہیز نہ لانے پر لڑکی کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آنا' روزانہ کی طعن و تشنیع سے اس کا جینا دوبھر کر دینا' لڑکے والوں کی طرف سے جہیز کا اور اس میں مختلف چیزوں کا مطالبہ کرنا اور نتیجتاً لڑکی کے اولیاء کا قرض کے بارگراں تلے دب جانا وغیرہ جس کی تفصیل حدیث:٣٣٨٦ کے فائدے میں دیکھی جا سکتی ہے۔ ⑤ ''چار سو درہم'' پیچھے گزر چکا ہے کہ یہ دس اوقیے کا ترجمہ ہے اور اس میں کسر گرائی گئی ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ کا مقرر کردہ عام مہر پانچ صدرہم تھا۔

## (المعجم ٦٧) - اَلتَّزْوِيجُ عَلٰى نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ (التحفة ٦٧)

## باب:٦٧-سونے کے نواۃ کو مہر مقرر کرنا

٣٣٥٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ: أَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَبِهِ أَثَرُ الصُّفْرَةِ، فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَمْ سُقْتَ إِلَيْهَا؟» قَالَ: زِنَةَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ».

٣٣٥٣- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو ان پر صفرہ کے نشانات تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے سبب پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ میں نے ایک انصاری عورت سے شادی کر لی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تو نے اسے کیا مہر دیا؟'' انھوں نے کہا: سونے کا ایک نواۃ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری ہی کا ہو۔''

**فوائد ومسائل:** ① ''صفرة'' یہ ایک رنگ دار خوشبو تھی جسے عورتیں استعمال کرتی تھیں۔ رنگ دار خوشبو مردوں کے لیے جائز نہیں' اس لیے نبی ﷺ کو پوچھنا پڑا۔ ② ''شادی کر لی ہے'' اس کا اندازہ آپ کو رنگ دار خوشبو سے ہو گیا' یہ خوشبو مردوں کے لیے جائز نہیں ہے۔ انھیں یہ خوشبو بیوی کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی وجہ سے لگی تھی' انھوں نے قصداً نہ لگائی تھی۔ اسی لیے اس پر زیادہ توجہ بھی نہیں دی گئی۔ ③ ''نواة'' یہ سونے کا ایک سکہ تھا جس

٣٣٥٣ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب الصفرة للمتزوج، ح:٥١٥٣ من حديث مالك به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٥٠٨، والموطأ(يحيى): ٢/ ٥٤٥، وأخرجه مسلم، ح:١٤٢٧/ ٨١ من حديث حميد وغيره به.

کی قیمت تین یا بقول بعض پانچ درہم تھی۔ گویا اتنا مہر بھی ہو سکتا ہے۔ احناف کے نزدیک کم از کم مہر دس درہم ہے۔ ان کی دلیل دار قطنی کی ایک ضعیف حدیث ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں مطلق مال کا ذکر ہے اور صحیح احادیث میں لوہے کی انگوٹھی تک کو مہر کے لیے کافی قرار دیا گیا ہے۔ تعارض کی صورت میں صحیح احادیث پر عمل کرنا چاہیے۔ امام مالک رحمہ اللہ چوتھائی دینار (تقریباً تین درہم) کو کم از کم مہر مانتے ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ نہ کم از کم مہر مقرر ہے نہ زیادہ سے زیادہ۔ حالات وحیثیت کے لحاظ سے کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ ④ ''بکری'' یہ معمولی ولیمہ ہے۔ عرب تو کئی کئی اونٹوں سے ولیمہ کرتے تھے مگر وہ تنگی کا دور تھا' لہٰذا اتنا بھی کافی تھا۔ جمہور اہل علم ولیمے کو مستحب سمجھتے ہیں' البتہ اہل ظاہر نے ظاہر الفاظ کی رعایت سے واجب کہا ہے۔ ولیمہ شادی کے بعد دوسرے دن کرنا مسنون ہے' البتہ کسی شرعی مجبوری کی بنا پر تاخیر ہو سکتی ہے۔ شادی سے پہلے ولیمہ کرنے کی کوئی دلیل نہیں۔ یہ دلہا کی طرف سے شادی کی خوشی کے موقع پر دعوت ہوتی ہے۔ ⑤ حق مہر ضروری ہے۔

**٣٣٥٤-** أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ: رَآنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعَلَيَّ بَشَاشَةُ الْعُرْسِ فَقُلْتُ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: «كَمْ أَصْدَقْتَهَا؟» قَالَ: زِنَةَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ.

**٣٣٥٤-** حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا تو مجھ پر شادی کی خوشی کے آثار تھے۔ (آپ نے پوچھا تو) میں نے کہا: میں نے ایک انصاری عورت سے شادی کر لی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''مہر کتنا دیا؟'' میں نے کہا: سونے کا نواۃ۔

**٣٣٥٥-** أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ تَمِيمٍ قَالَ: سَمِعْتُ حَجَّاجًا

**٣٣٥٥-** حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک نبی ﷺ نے فرمایا: ''عورت کے ساتھ جس مہر پر نکاح کیا جائے یا جو عطیہ یا وعدہ نکاح سے پہلے دیا جائے' وہ سب کچھ عورت کا ہے۔ البتہ عقد نکاح

---

**٣٣٥٤ـ** أخرجه مسلم، النكاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن وخاتم حديد وغير ذلك ... الخ، ح: ١٤٢٧/ ٨٢ عن إسحاق بن إبراهيم - وهو ابن راهويه - به. وهو في الكبرى، ح: ٥٥٠٧.

**٣٣٥٥ـ [إسناده حسن]** أخرجه أبوداود، النكاح، باب في الرجل يدخل بامرأته قبل أن ينقدها شيئًا، ح: ٢١٢٩ من حديث ابن جريج به. وهو في الكبرى، ح: ٥٥٠٩. * حجاج هو ابن محمد.

يَقُولُ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ نُكِحَتْ عَلَى صَدَاقٍ أَوْ حِبَاءٍ أَوْ عِدَةٍ قَبْلَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لَهَا، وَمَا كَانَ بَعْدَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لِمَنْ أَعْطَاهُ، وَأَحَقُّ مَا أُكْرِمَ عَلَيْهِ [الرَّجُلُ] ابْنَتُهُ أَوْ أُخْتُهُ». اَللَّفْظُ لِعَبْدِ اللهِ.

کے بعد ملنے والا تحفہ اسی کا ہوگا جسے دیا جائے گا۔ اور وہ (بہترین) چیز جس کی وجہ سے کسی کی عزت کی جائے' اس کی بیٹی یا بہن ہے (جو وہ کسی کے نکاح میں دے)۔'' یہ الفاظ عبداللہ کے ہیں۔

**وضاحت:** اس روایت میں امام نسائی ؒ کے دو استاد ہیں: ہلال بن علاء اور عبداللہ بن محمد بن تمیم۔ بیان کردہ الفاظ عبداللہ کے ہیں۔

**فوائد و مسائل:** ① نکاح سے قبل جو کچھ تحائف دیے جاتے ہیں' وہ عورت کی خاطر ہوتے ہیں' لہٰذا وہ عورت کے لیے شمار ہوں گے' اگرچہ کسی کو بھی ملیں' البتہ نکاح کے بعد چونکہ نئے رشتے قائم ہو جاتے ہیں' لہٰذا جسے تحفہ ملے گا' اسی کا شمار ہوگا۔ ② کسی کو بیٹی یا بہن کا نکاح دینا بہت بڑا احسان ہے' لہٰذا بیوی کے باپ اور بھائی کا احترام لازم ہے کیونکہ نکاح کا اختیار انھیں تھا۔ بیوی کے باپ کو تیسرا باپ کہا گیا ہے۔ پہلا حقیقی والد' دوسرا استاد اور تیسرا سسر۔ اسی طرح بیوی کی والدہ کا بھی احترام ضروری ہے۔ اسی بنا پر تو اس سے نکاح حرام کر دیا گیا اور اس سے پردہ نہیں رکھا گیا۔ ③ ظاہراً اس حدیث کا باب سے کوئی تعلق نہیں بنتا' الا یہ کہ کہا جائے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مہر کی کوئی مقدار مقرر نہیں۔

## (المعجم ٦٨) - إِبَاحَةُ التَّزْوِيجِ بِغَيْرِ صَدَاقٍ (التحفة ٦٨)

## باب:٦٨- بغیر مہر کے نکاح کے جواز کا بیان

٣٣٥٦- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ زَائِدَةَ

٣٣٥٦- حضرت علقمہ اور اسود سے منقول ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے کسی عورت سے نکاح

---

٣٣٥٦_ [صحيح] أخرجه أبوداود، النكاح، باب فيمن تزوج ولم يسم لها صداقًا حتى مات، ح:٢١١٥، والترمذي، ح:١١٤٥ وغيرهما من حديث منصور بن المعتمر به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٥١٥، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه البيهقي: ٧/ ٢٤٥، وله شاهد يأتي بعده، ح: ٣٣٥٧، ٣٣٦٠.

ابْنِ قُدَامَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ قَالَا: أُتِيَ عَبْدُ اللهِ فِي رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا فَتُوُفِّيَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: سَلُوا هَلْ تَجِدُونَ فِيهَا أَثَرًا؟ قَالُوا: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! مَا نَجِدُ فِيهَا - يَعْنِي أَثَرًا - قَالَ: أَقُولُ بِرَأْيِي فَإِنْ كَانَ صَوَابًا فَمِنَ اللهِ، لَهَا كَمَهْرِ نِسَائِهَا، لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ، وَلَهَا الْمِيرَاثُ، وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَشْجَعَ فَقَالَ: فِي مِثْلِ هٰذَا قَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِينَا فِي امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا بِرْوَعُ بِنْتُ وَاشِقٍ، تَزَوَّجَتْ رَجُلًا فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، فَقَضٰى لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمِثْلِ صَدَاقِ نِسَائِهَا، وَلَهَا الْمِيرَاثُ، وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ، فَرَفَعَ عَبْدُ اللهِ يَدَيْهِ وَكَبَّرَ.

کیا مگر مہر مقرر نہ کیا' نیز وہ بیوی کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے ہی فوت ہو گیا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: لوگوں سے پوچھو کیا اس بارے میں کوئی فرمان رسول موجود ہے؟ لوگوں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! ہم اس بارے میں کوئی فرمان نہیں پاتے۔ انھوں نے فرمایا: (اب) میں اپنی رائے سے بات کرتا ہوں۔ اگر میری بات درست ہے تو اللہ کی طرف سے ہوگی۔ (میری رائے یہ ہے کہ) اس عورت کو اس جیسی دوسری عورتوں کے مطابق مہر ملے گا (یعنی مہر مثل) نہ کم نہ زیادہ۔ اسے وراثت بھی ملے گی اور اسے عدت وفات بھی گزارنی ہوگی۔ اتنے میں اشجع قبیلے کا ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا: ہمارے قبیلے کی ایک عورت بروع بنت واشق کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی فیصلہ فرمایا تھا۔ اس عورت نے ایک آدمی سے نکاح کیا تھا اور وہ اس کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے ہی فوت ہو گیا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ عورت کو اس جیسی دوسری عورتوں کے مطابق مہر ملے گا۔ اسے وراثت بھی ملے گی اور اسے عدت بھی گزارنی ہوگی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (بطور تشکر و خوشی) اپنے ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: لَا أَعْلَمُ أَحَدًا قَالَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ: الْأَسْوَدِ غَيْرَ زَائِدَةَ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ زائدہ کے علاوہ کسی اور راوی نے اس حدیث میں اسود کا ذکر کیا ہو۔

**وضاحت:** آئندہ روایات کی اسانید دیکھنے سے خود بخود وضاحت ہو جاتی ہے کہ زائدہ کے علاوہ باقی رواۃ صرف علقمہ کا ذکر کرتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① مہر مقرر کرنے کے بغیر نکاح ہوسکتا ہے مگر مہر کی نفی نہ کی جائے۔ اگر مہر کی نفی کی جائے گی تو نکاح باطل ہوگا۔ مہر کی نفی نہ ہو مگر مقرر نہ کیا گیا ہو تو بعد میں جس پر بھی اتفاق ہو جائے' وہی مہر ہوگا اور اگر اتفاق نہ ہو تو اس عورت کی ذاتی اور خاندانی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے مہر مقرر کیا جائے گا' مثلاً: اس کی بہنوں یا پھوپھیوں یا اس جیسی دوسری عورتوں کا عمومی مہر۔ اسے مہر مثل کہا جاتا ہے۔ ② حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فتویٰ کی بنیاد یہ ہے کہ نکاح صحیح ہے اگرچہ مہر مقرر نہیں ہوا' اور وہ اس کی قانونی بیوی ہے اگرچہ جماع وغیرہ نہیں ہوا' لہٰذا اس پر تمام حقوق وفرائض لاگو ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ معلوم ہو جانے کے بعد تو اس فتویٰ کی صحت یقینی ہوگئی۔ رضي الله عنه و أرضاه. ③ اگر ایک مسئلے میں شرعی نص وارد ہو تو پھر قیاس واجتہاد کی گنجائش نہیں بلکہ اسی پر عمل کیا جائے گا۔ ④ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ورع تقویٰ دیکھیے کہ ایک ماہ تک غور وخوض کیا' پھر فتویٰ دیا جیسا کہ آئندہ روایت میں آ رہا ہے۔ ایک عالم کے یہی لائق ہے کہ وہ فتویٰ دینے میں جلدی نہ کرے۔ نصوص میں غور وفکر کرے اور پھر کوئی رائے قائم کرے۔ ⑤ عالم دین کو اگر کسی مسئلے کے بارے میں علم نہیں تو فوراً فتویٰ دینے کی بجائے دیگر جید علماء سے اس کی بابت پوری تفصیل معلوم کرے' پھر کوئی رائے قائم کرے۔

**۳۳۵۷- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ** قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّهُ أُتِيَ فِي امْرَأَةٍ تَزَوَّجَهَا رَجُلٌ فَمَاتَ عَنْهَا وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا، فَاخْتَلَفُوا إِلَيْهِ قَرِيبًا مِنْ شَهْرٍ لَا يُفْتِيهِمْ، ثُمَّ قَالَ: أَرٰى لَهَا صَدَاقَ نِسَائِهَا لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ، وَلَهَا الْمِيرَاثُ، وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ، فَشَهِدَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانَ الْأَشْجَعِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى فِي بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ بِمِثْلِ مَا قَضَيْتَ.

**۳۳۵۷- حضرت علقمہ** سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک عورت کے بارے میں پوچھا گیا جس سے کسی آدمی نے نکاح کیا اور وہ مر گیا۔ ابھی تک نہ تو اس نے مہر مقرر کیا تھا اور نہ اس سے جماع ہی کیا تھا۔ وہ لوگ تقریباً ایک ماہ تک آتے رہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود انھیں کوئی فتویٰ نہیں دے رہے تھے۔ آخرکار فرمایا: میرا خیال ہے کہ اسے اس جیسی عورتوں کے مطابق مہر ملے گا۔ نہ کم نہ زیادہ۔ اسے (خاوند سے) وراثت بھی ملے گی اور اسے عدت بھی گزارنی ہو گی۔ تو حضرت معقل بن سنان اشجعی رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بروع بنت واشق رضی اللہ عنہا کے بارے میں آپ کے فیصلے جیسا فیصلہ فرمایا تھا۔

۳۳۵۷- [صحيح] أخرجه أبوداود، والترمذي من حديث يزيد بن هارون به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:۵۵۱٦.

٣٣٥٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ فِرَاسٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: فِي رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً فَمَاتَ وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا قَالَ: لَهَا الصَّدَاقُ، وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ، وَلَهَا الْمِيرَاثُ، فَقَالَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانَ: فَقَدْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَضٰى بِهِ فِي بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ.

٣٣٥٨- حضرت مسروق سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کے بارے میں، جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور مر گیا جب کہ اس نے نہ اس سے جماع کیا اور نہ اس کا مہر ہی مقرر کیا، فرمایا: عورت کو مہر مثل ملے گا۔ اسے عدت گزارنی پڑے گی۔ اسے وراثت بھی ملے گی۔ حضرت معقل بن سنان رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو بروع بنت واشق کے بارے میں ایسا ہی فیصلہ فرماتے سنا ہے۔

٣٣٥٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، مِثْلَهُ.

٣٣٥٩- حضرت علقمہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی واقعہ بیان کیا ہے۔

٣٣٦٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّهُ أَتَاهُ قَوْمٌ فَقَالُوا: إِنَّ رَجُلًا مِنَّا تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا وَلَمْ يَجْمَعْهَا إِلَيْهِ حَتّٰى مَاتَ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ:

٣٣٦٠- حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے کہ ہم میں سے ایک آدمی نے ایک عورت سے شادی کی، ابھی اس نے مہر مقرر نہ کیا تھا اور نہ اس سے صحبت ہی کی تھی کہ وہ فوت ہو گیا۔ حضرت عبداللہ کہنے لگے: جب سے میں رسول اللہ ﷺ سے جدا ہوا ہوں،

---

٣٣٥٨_ [صحيح] أخرجه أبوداود، ح: ٢١١٤ من حديث عبدالرحمن بن مهدي به، انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥١٧. * سفيان هو الثوري.

٣٣٥٩_ [صحيح] تقدم، ح: ٣٣٥٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥١٩. * عبدالرحمٰن هو ابن مهدي، وسفيان هو الثوري.

٣٣٦٠_ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥١٨، وصححه ابن حبان، ح: ١٢٦٣، والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ١٠١، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد كثيرة.

مَا سُئِلْتُ مُنْذُ فَارَقْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ هٰذِهِ فَأْتُوا غَيْرِي، فَاخْتَلَفُوا إِلَيْهِ فِيهَا شَهْرًا ثُمَّ قَالُوا لَهُ فِي آخِرِ ذٰلِكَ: مَنْ نَسْأَلُ إِنْ لَمْ نَسْأَلْكَ وَأَنْتَ مِنْ جِلَّةِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَلَا نَجِدُ غَيْرَكَ، قَالَ: سَأَقُولُ فِيهَا بِجَهْدِ رَأْيِي فَإِنْ كَانَ صَوَابًا فَمِنَ اللهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَإِنْ كَانَ خَطَأً فَمِنِّي وَمِنَ الشَّيْطَانِ، وَاللّٰهُ وَرَسُولُهُ مِنْهُ بُرَآءُ، أُرٰى أَنْ أَجْعَلَ لَهَا صَدَاقَ نِسَائِهَا لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ، وَلَهَا الْمِيرَاثُ، وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ، أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، قَالَ: وَذٰلِكَ بِسَمْعِ أُنَاسٍ مِنْ أَشْجَعَ، فَقَامُوا فَقَالُوا: نَشْهَدُ أَنَّكَ قَضَيْتَ بِمَا قَضٰى بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي امْرَأَةٍ مِنَّا يُقَالُ لَهَا بِرْوَعُ بِنْتُ وَاشِقٍ. قَالَ: فَمَا رُئِيَ عَبْدُ اللهِ فَرِحَ فَرْحَهُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا بِإِسْلَامِهِ.

مجھ سے اس سے مشکل مسئلہ نہیں پوچھا گیا۔ تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ وہ لوگ ایک ماہ تک اس کی بابت آپ کے پاس آتے رہے۔ آخر وہ کہنے لگے: اگر ہم آپ سے نہ پوچھیں تو اور کس سے پوچھیں؟ اس شہر میں آپ ہی حضرت محمد ﷺ کے جلیل القدر صحابی ہیں۔ آپ کے علاوہ ہمیں کوئی اور شخص نہیں ملتا۔ آپ فرمانے لگے: میں اس کے متعلق انتہائی سوچ بچار سے فتویٰ دیتا ہوں۔ اگر صحیح اور درست ہوا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جو اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور اگر وہ غلط ہوا تو اس میں کوتاہی میری ہوگی۔ اور خرابی شیطان کی طرف سے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس سے بری ہوں گے۔ میرا خیال ہے کہ میں اس کے لیے اس جیسی عورتوں کے مطابق مہر مقرر کروں۔ نہ کم نہ زیادہ۔ اسے وراثت بھی ملے گی اور اسے چار ماہ دس دن عدت بھی گزارنی ہو گی۔ اشجع قبیلے کے کچھ لوگ بھی یہ فتویٰ سن رہے تھے۔ انھوں نے اٹھ کر گواہی دی کہ بلاشبہ آپ نے وہی فیصلہ کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ہماری ایک عورت بروع بنت واشق کے متعلق کیا تھا۔ ہمارے دیکھنے میں نہیں آیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اسلام کے علاوہ کسی اور بات پر اتنے خوش ہوئے ہوں جتنے اس دن خوش ہوئے (کہ میرا فتویٰ حدیث رسول کے مطابق ہوگیا)۔

## (المعجم ٦٩) - بَابُ هِبَةِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا لِرَجُلٍ بِغَيْرِ صَدَاقٍ (التحفة ٦٩)

## باب:٦٩- عورت کا اپنے آپ کو کسی شخص کے ساتھ بغیر مہر کے نکاح کے لیے پیش کرنا

٣٣٦١- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِي لَكَ، فَقَامَتْ قِيَامًا طَوِيلًا فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: زَوِّجْنِيهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ؟» قَالَ: مَا أَجِدُ شَيْئًا، قَالَ: «اِلْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ». فَالْتَمَسَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ؟» قَالَ: نَعَمْ سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَدْ زَوَّجْتُكَهَا عَلَى مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ».

٣٣٦١- حضرت سہل بن سعد ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں ایک عورت آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میں اپنے آپ کو آپ کے ساتھ نکاح کے لیے پیش کرتی ہوں۔ وہ کافی دیر کھڑی رہی۔ آخر ایک آدمی اٹھ کر کہنے لگا: اگر آپ کو اس کی ضرورت نہیں تو اس کا نکاح مجھ سے کر دیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے پاس (مہر دینے کے لیے) کوئی چیز ہے۔'' اس نے کہا: میرے پاس کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''جا' تلاش کر اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہی مل جائے۔'' اس نے تلاش کیا لیکن اسے کچھ نہ ملا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تجھے قرآن مجید کا کچھ حصہ یاد ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ فلاں فلاں سورت یاد ہے۔ اس نے چند سورتوں کا تذکرہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اس قرآن مجید (کی تعلیم) کے عوض جو تمھیں یاد ہے' تیرا اس سے نکاح کر دیا۔''

فائدہ: یہ حدیث کئی دفعہ گزر چکی ہے۔ یہاں مقصود یہ ہے کہ اس عورت نے ہبہ کا لفظ استعمال کیا تھا اور ہبہ بلا معاوضہ ہوتا ہے' لہٰذا یہ پیش کش بھی بلا مہر ہوگی۔ بعض ائمہ نے بلا مہر پیش کش کو رسول اللہ ﷺ کے لیے جائز قرار دیا ہے مگر صحیح معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ دراصل نکاح ہی کی پیش کش تھی اور نکاح مہر کے ساتھ ہی ہوتا ہے جیسا کہ آپ نے بعد میں اس کا دوسرے صحابی کے ساتھ مہر والا نکاح ہی پڑھایا۔ واللہ أعلم۔

## (المعجم ٧٠) - بَابُ إِحْلَالِ الْفَرْجِ (التحفة ٧٠)

## باب: ٧٠- کسی کے لیے شرم گاہ (بغیر نکاح کے) حلال کرنا؟

٣٣٦٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:

٣٣٦٢- حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے روایت

---

٣٣٦١_ أخرجه البخاري، الوكالة، باب وكالة المرأة الإمام في النكاح، ح: ٢٣١٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٥٢٦، والكبرى، ح: ٥٥٢٤.

٣٣٦٢_ [حسن] أخرجه أبوداود، الحدود، باب في الرجل يزني بجارية امرأته، ح: ٤٤٥٩ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرى، ح: ٥٥٥١، وللحديث شواهد عند البيهقي: ٨/ ٢٤٠، وابن ماجه، ح: ٢٥٥٢ وغيرهما.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: فِي الرَّجُلِ يَأْتِي جَارِيَةَ امْرَأَتِهِ قَالَ: «إِنْ كَانَتْ أَحَلَّتْهَا لَهُ جَلَدْتُهُ مِائَةً، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ أَحَلَّتْهَا لَهُ رَجَمْتُهُ».

ہے کہ نبی ﷺ نے اس آدمی کے بارے میں جو اپنی بیوی کی لونڈی سے جماع کرتا تھا' فرمایا: ''اگر اس (کی بیوی) نے اپنی لونڈی کو اس کے لیے حلال کیا تھا تو میں اسے سو کوڑے ماروں گا اور اگر اس نے لونڈی کو اس کے لیے حلال نہیں کیا تھا تو میں اسے رجم کروں گا۔''

**فوائد و مسائل:** ① نعمان بن بشیر ؓ کی مذکورہ بالا اور مابعد کی دونوں روایات سنداً ضعیف اور مضطرب ہیں۔ محقق کتاب کا ان تینوں اور ان سے مابعد کی سلمہ بن محبق کی دو روایات کو حسن قرار دینا محل نظر ہے۔ شیخ البانی ؒ وغیرہ نے انھیں ضعیف قرار دیا ہے۔ اور انھی کی بات راجح معلوم ہوتی ہے۔ تحقیق کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية، مسند الإمام أحمد: ٣٠/٣٤٦-٣٤٨) ② تفہیم مسئلہ کی غرض سے حدیث کی کچھ ضروری توضیح پیش نظر ہے: ناجائز چیز کسی کے حلال کرنے سے جائز نہیں بن جاتی۔ بیوی اپنی لونڈی کو خاوند کے لیے حلال قرار دے تو وہ لونڈی خاوند کے لیے حلال نہیں ہوگی کیونکہ وہ اس کی لونڈی نہیں' بیوی کی لونڈی ہے۔ اور جماع اپنی لونڈی سے جائز ہے۔ لیکن چونکہ اس میں شبہ ہے کہ بیوی کی لونڈی خاوند کی بھی لونڈی ہے' تو جب بیوی نے اپنی مملوکہ چیز خاوند کے لیے جائز قرار دے دی تو شاید وہ اس کے لیے حلال ہو' اس لیے سزا میں کچھ تخفیف ہے کہ بجائے رجم کے کوڑے مارنے کا ذکر فرمایا' مگر یاد رہے اس شبہ کی بنا پر اس مرد کو بالکل معاف نہیں کیا جا سکتا' سزا ہلکی ہو سکتی ہے۔ ہاں' اگر بیوی اپنی لونڈی خاوند کو ہبہ کر دے اور وہ اس کی لونڈی بن جائے یا اپنی لونڈی کا نکاح خاوند سے کرا دے تو جائز ہے۔

٣٣٦٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حُنَيْنٍ وَيُنْبَزُ قُرْقُورًا أَنَّهُ وَقَعَ بِجَارِيَةِ امْرَأَتِهِ فَرُفِعَ إِلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ فَقَالَ: لَأَقْضِيَنَّ فِيهَا

٣٣٦٣- حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے منقول ہے کہ ایک آدمی جس کا نام عبدالرحمٰن بن حنین اور لقب قرقور تھا' نے اپنی بیوی کی لونڈی سے جماع کر لیا۔ اس شخص کو (گورنر مکہ) حضرت نعمان بن بشیر کے پاس پیش کیا گیا۔ انھوں نے فرمایا: میں اس کی بابت رسول اللہ ﷺ والا فیصلہ کروں گا کہ اگر اس (تیری بیوی) نے اس لونڈی کو تیرے لیے حلال کیا تھا تو تجھے کوڑے ماروں گا

٣٣٦٣- [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٥٤.

بِقَضِيَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، إِنْ كَانَتْ أَحَلَّتْهَا لَكَ جَلَدْتُكَ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ أَحَلَّتْهَا لَكَ رَجَمْتُكَ بِالْحِجَارَةِ، فَكَانَتْ أَحَلَّتْهَا لَهُ فَجُلِدَ مِائَةً. قَالَ قَتَادَةُ: فَكَتَبْتُ إِلَى حَبِيبِ ابْنِ سَالِمٍ فَكَتَبَ إِلَيَّ بِهٰذَا.

اور اگر اس نے اسے تیرے لیے حلال نہیں کیا تھا تو تجھے پتھروں سے رجم کردوں گا۔ (تحقیق سے پتہ چلا کہ) اس کی بیوی نے اس لونڈی کو اس کے لیے حلال کیا ہوا تھا' اس لیے سو کوڑے مارے گئے۔

قتادہ نے کہا: میں نے حبیب بن سالم کو خط لکھا تو انھوں نے مجھے یہ حدیث لکھ کر بھیجی۔

٣٣٦٤- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ فِي رَجُلٍ وَقَعَ بِجَارِيَةِ امْرَأَتِهِ: «إِنْ كَانَتْ أَحَلَّتْهَا لَهُ فَأَجْلِدُهُ مِائَةً، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ أَحَلَّتْهَا لَهُ فَأَرْجُمُهُ».

٣٣٦٤- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کے بارے میں جس نے اپنی بیوی کی لونڈی سے جماع کر لیا تھا' فرمایا: ''اگر تو اس کی بیوی نے لونڈی کو اس کے لیے حلال کیا تھا تو میں اسے سو کوڑے ماروں گا اور اگر اس نے اسے حلال نہیں کیا تھا تو میں اسے رجم کروں گا۔''

٣٣٦٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ قَالَ: قَضَى النَّبِيُّ ﷺ فِي رَجُلٍ وَطِئَ جَارِيَةَ امْرَأَتِهِ: «إِنْ كَانَ اسْتَكْرَهَهَا فَهِيَ حُرَّةٌ وَعَلَيْهِ

٣٣٦٥- حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی کے بارے میں جس نے اپنی بیوی کی لونڈی سے جماع کیا تھا' فیصلہ فرمایا: ''اگر اس نے اس سے زبردستی جماع کیا ہے تو وہ لونڈی (اس کے مال سے) آزاد ہو جائے گی اور اسے اس کی مالکہ کو اس جیسی لونڈی دینی ہوگی' اور اگر لونڈی

٣٣٦٤ـ [حسن] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٥٥.

٣٣٦٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الحدود، باب في الرجل يزني بجارية امرأته، ح: ٤٤٦٠ من حديث عبدالرزاق به. * الحسن البصري صرح بالسماع عند البيهقي: ٨/ ٢٤٠، وقبيصة ثقة صدوق، ولم يطعن أحد فيه بحجة.

لِسَيِّدَتِهَا مِثْلُهَا، وَإِنْ كَانَتْ طَاوَعَتْهُ فَهِيَ لَهُ وَعَلَيْهِ لِسَيِّدَتِهَا مِثْلُهَا».

کی رضا و رغبت سے جماع کیا ہے تو وہ لونڈی اس کی بن جائے گی۔ البتہ اس مرد کو اس جیسی ایک اور لونڈی بیوی کو دینی ہوگی۔"

فائدہ: یہ حدیث بشرط صحت ممکن ہے حدود کا حکم نازل ہونے سے پہلے ارشاد فرمائی گئی ہو۔ اب تو حدود کا نفاذ ناگزیر ہے۔ ایسی صورت میں اس شخص کو بہر حال رجم کیا جائے گا' خواہ لونڈی راضی تھی یا اس سے جبراً جماع کیا گیا' البتہ جبر کی صورت میں لونڈی کو معافی ہوگی' رضا و رغبت کی صورت میں اسے پچاس کوڑے لگیں گے۔ لیکن اگر بیوی نے اپنی لونڈی کو خاوند کے لیے حلال قرار دیا ہو تو خاوند کو بجائے رجم کے کوڑے مارے جائیں گے جیسا کہ سابقہ احادیث میں گزرا۔

٣٣٦٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبَّقِ: أَنَّ رَجُلًا غَشِيَ جَارِيَةً لِامْرَأَتِهِ فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «إِنْ كَانَ اسْتَكْرَهَهَا فَهِيَ حُرَّةٌ مِنْ مَالِهِ وَعَلَيْهِ الشَّرْوٰى لِسَيِّدَتِهَا، وَإِنْ كَانَتْ طَاوَعَتْهُ فَهِيَ لِسَيِّدَتِهَا وَمِثْلُهَا مِنْ مَالِهِ».

۳۳۶۶- حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کی لونڈی سے جماع کر لیا۔ یہ مقدمہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا: "اگر اس شخص نے اس سے جبراً جماع کیا ہے تو وہ لونڈی اس کے مال سے آزاد ہو جائے گی اور خاوند کو اس جیسی لونڈی اس کی مالکہ (یعنی اپنی بیوی) کو دینی ہوگی اور اگر وہ راضی اور خوش تھی تو وہ اپنی مالکہ کی رہے گی۔ اور مرد کو اپنے مال سے ایک اور لونڈی بیوی کو دینی ہوگی۔"

فائدہ: یہ حدیث پہلی حدیث سے کچھ مختلف ہے۔ رضا و رغبت کی صورت میں سابقہ حدیث کی رو سے وہ لونڈی خاوند کی بن جائے گی اور اس حدیث کی رو سے وہ لونڈی مالکہ ہی کی رہے گی' لیکن چونکہ یہ حدیث اب قابل عمل نہیں' منسوخ ہے' لہٰذا اس میں اختلاف کا کوئی اثر نہ پڑے گا۔ ویسے بھی یہ دونوں روایات بہت سے محققین کے نزدیک ضعیف ہیں۔

## (المعجم ٧١) - تَحْرِيمُ الْمُتْعَةِ (التحفة ٧١)

## باب: ۷۱- متعہ کے حرام ہونے کا بیان

---

٣٣٦٦- [حسن] أخرجه أبوداود، ح: ٤٤٦١ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٥٧، وانظر الحديث السابق.

٣٣٦٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنِ الْحَسَنِ وَعَبْدِ اللهِ ابْنَيْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِمَا: أَنَّ عَلِيًّا بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا لَا يَرٰى بِالْمُتْعَةِ بَأْسًا فَقَالَ: إِنَّكَ تَائِهٌ. إِنَّهُ نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْهَا وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ يَوْمَ خَيْبَرَ.

٣٣٦٧- محمد ابن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ بات پہنچی کہ ایک آدمی متعہ میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ آپ اسے فرمانے لگے: تو تو راہِ راست سے بھٹکا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خیبر (کی جنگ) کے دن متعہ اور گھریلو گدھوں کے گوشت سے روک دیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① متعہ اس نکاح کو کہتے ہیں جو کچھ مدت کے لیے کیا گیا ہو خواہ وہ گھنٹے ہوں یا دن یا سال۔ اور یہ نکاح، مدت ختم ہونے سے خود بخود ہی ختم ہو جاتا ہے طلاق دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ دوران مدت میں خاوند فوت ہو جائے تو عورت کو وراثت نہیں ملتی اور نہ اس پر عدت ہی لازم ہوتی ہے۔ گویا نکاح والا کوئی حکم بھی لاگو نہیں ہوتا سوائے جماع کے لہٰذا یہ شرعی نکاح نہیں۔ البتہ جاہلیت کے ناجائز نکاحوں میں سے یہ ایک تھا۔ ابتدائے اسلام میں اس سے تعرض نہیں کیا گیا مگر بعد میں (فتح مکہ کے موقع پر) اسے ہمیشہ کے لیے حرام کر دیا گیا اور اب یہ قیامت تک کے لیے حرام ہے۔ ایسا نکاح باطل ہوگا اور اگر اسے جاری رکھا جائے تو زنا کے مترادف ہوگا۔ شیعہ حضرات اسے جائز سمجھتے ہیں مگر ان کے ''اولین امام'' حضرت علی رضی اللہ عنہ تو جائز کہنے والوں کو راہ راست سے بھٹکے ہوئے کہتے ہیں۔ ② ''ایک آدمی'' اس سے مراد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ متعہ کو ضرورت اور مجبوری کے وقت جائز سمجھتے تھے جب کہ دیگر صحابہ اسے مطلقاً اور ابدی حرام سمجھتے تھے۔ اور یہی صحیح بات ہے۔ ③ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے متعہ کے جواز سے حرمت کی طرف رجوع کے متعلق قیل وقال تو موجود ہے لیکن حقیقتاً رجوع ثابت نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغليل: ٦/ ٣١٦-٣١٩) ④ ''گھریلو گدھے'' جنگلی گدھا حلال ہے جو کہ دراصل گائے ہوتی ہے۔ صرف پاؤں گدھے کی طرح ہونے کی وجہ سے اسے جنگلی گدھا کہہ دیا جاتا ہے ورنہ حقیقتاً وہ جنگلی گائے ہے اور حلال ہے۔ ⑤ بڑے بڑے اجل صحابہ پر بعض اہم مسائل مخفی رہ گئے جیسے یہ مسئلہ ابن عباس رضی اللہ عنہما پر مخفی رہا۔ اس سے مقلدین حضرات کو سبق سیکھنا چاہیے کہ اجل صحابہ پر جب بعض اہم امور مخفی رہے تو ائمہ کرام کے ساتھ یہ معاملہ کیسے پیش نہیں آ سکتا لہٰذا تقلید ائمہ کی بجائے قرآن و حدیث کو اوڑھنا بچھونا بنانا چاہیے۔ اور جب یہ معلوم ہو جائے کہ امام صاحب کا یہ فتویٰ قرآن کی آیت یا حدیث

---

٣٣٦٧- أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ٤٢١٦ من حديث يحيى القطان، ومسلم، النكاح، باب نكاح المتعة وبيان أنه أبيح ثم نسخ ... الخ، ح: ١٤٠٧ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٤٧.

کے خلاف ہے تو اسے چھوڑ دینا چاہیے اور اس آیت یا حدیث پر عمل کرنا چاہیے اور امام صاحب کو معذور سمجھنا چاہیے کہ شاید انھیں اس مسئلے کا پتہ نہ چل سکا ہو۔ نہ یہ کہ ان کے قول پر جمے رہیں اور یہ کہتے پھریں کہ امام صاحب کے پاس اس کی کوئی دلیل ہوگی تبھی انھوں نے یہ فتویٰ دیا۔

٣٣٦٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ وَالْحَسَنِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِمَا، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ.

٣٣٦٨- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے دن عورتوں کے ساتھ نکاح متعہ اور انسانوں کے پاس رہنے والے گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: گھریلو گدھوں سے مراد بھی وہی گدھے ہیں جو انسان اپنی ضروریات کے لیے رکھتے ہیں‘ لہٰذا دونوں الفاظ ہم معنی ہیں۔ گدھوں کے بارے میں بھی درست بات یہی ہے کہ وہ بھی ابدی حرام ہیں۔ جمہور اہل علم کا یہی مسلک ہے۔

٣٣٦٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالُوا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى ابْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ وَالْحَسَنَ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَخْبَرَاهُ أَنَّ أَبَاهُمَا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُمَا أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ

٣٣٦٩- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر والے دن عورتوں سے متعہ کرنے سے منع فرمایا۔

---

٣٣٦٨_ أخرجه البخاري، الذبائح، باب لحوم الحمر الإنسية، ح: ٥٥٢٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٤٢، والكبرٰى، ح: ٥٥٤٨، وانظر الحديث السابق.

٣٣٦٩_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٤٩. * عبدالوهاب هو الثقفي.

ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ.

قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: يَوْمَ حُنَيْنٍ وَقَالَ: هٰكَذَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ مِنْ كِتَابِهِ.

(راویِ حدیث) ابن مثنیٰ نے (یوم خیبر کی بجائے) یوم حنین کہا (یعنی حنین کے دن منع فرمایا)۔ اور ابن مثنیٰ نے کہا کہ (استاد) عبدالوہاب نے ہمیں اپنی کتاب سے اسی طرح حدیث بیان کی۔

وضاحت: یعنی عبدالوہاب ثقفی نے "خیبر" کے بجائے "حنین" پڑھا تھا۔ یہ انھیں غلطی لگی تھی کہ تمام رواۃ کی مخالفت کرتے ہوئے انھوں نے "حنین" کا لفظ بیان کیا حالانکہ باقی سب "خیبر" کے لفظ پر متفق ہیں۔

۳۳۷۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ: أَذِنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْمُتْعَةِ فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ إِلَى امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ فَعَرَضْنَا عَلَيْهَا أَنْفُسَنَا فَقَالَتْ: مَا تُعْطِينِي؟ فَقُلْتُ: رِدَائِي. وَقَالَ صَاحِبِي: رِدَائِي. وَكَانَ رِدَاءُ صَاحِبِي أَجْوَدَ مِنْ رِدَائِي. وَكُنْتُ أَشَبَّ مِنْهُ، فَإِذَا نَظَرَتْ إِلَى رِدَاءِ صَاحِبِي أَعْجَبَهَا وَإِذَا نَظَرَتْ إِلَيَّ أَعْجَبْتُهَا، ثُمَّ قَالَتْ: أَنْتَ وَرِدَاؤُكَ يَكْفِينِي فَمَكَثْتُ مَعَهَا ثَلَاثًا، ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْ هٰذِهِ النِّسَاءِ اللَّاتِي يَتَمَتَّعُ فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهَا».

۳۳۷۰- حضرت سبرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ نے متعے کی اجازت دی تو میں اور ایک دوسرا آدمی قبیلہ بنو عامر کی ایک عورت کے پاس گئے اور اسے متعے کی پیش کش کی۔ وہ کہنے لگی: مجھے کیا دو گے؟ میں نے کہا: اپنی چادر دوں گا۔ میرے ساتھی نے بھی کہا: اپنی چادر دوں گا۔ میرے ساتھی کی چادر میری چادر سے عمدہ تھی لیکن میں اپنے ساتھی سے زیادہ جوان تھا۔ جب وہ میرے ساتھی کی چادر دیکھتی تو وہ اسے اچھا لگتا اور جب وہ میرے جسم کو دیکھتی تو میں اسے اچھا لگتا۔ بالآخر وہ کہنے لگی: تو اور تیری چادر میرے لیے ٹھیک ہے۔ میں اس کے ساتھ تین دن رہا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کے پاس اس قسم کی کوئی عورت ہو جس سے وہ متعہ کر رہا ہے تو اسے چھوڑ دے۔"

فائدہ: یہ فتح مکہ کا واقعہ ہے۔ خود صاحبِ واقعہ حضرت سبرہ جہنی رضی اللہ عنہ نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے۔ اسی موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: [إِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ ذٰلِكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ] یعنی عورتوں کے ساتھ

۳۳۷۰- أخرجه مسلم، النكاح، باب نكاح المتعة وبيان أنه أبيح ثم نسخ ... الخ، ح: ۱۴۰۶ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ۵۵۵۰.

متعہ کرنے کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک حرام کر دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے :(صحیح مسلم، النکاح، باب نکاح المتعۃ و بیان أنہ أبیح ثم نسخ......، حدیث:١٤٠٦)

## (المعجم ٧٢) - إِعْلَانُ النِّكَاحِ بِالصَّوْتِ وَضَرْبِ الدُّفِّ (التحفة ٧٢)

## باب:۷۲- نکاح کا اعلان چرچے اور دَف بجانے کے ساتھ کیا جائے

٣٣٧١- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بَلْجٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَصْلُ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الدُّفُّ وَالصَّوْتُ فِي النِّكَاحِ».

۳۳۷۱- حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حلال اور حرام نکاح کے درمیان فرق دف بجانے اور اعلان نکاح کرنے کا ہے۔“

فائدہ: حدیث کا مقصد یہ ہے کہ نکاح خفیہ نہ کیا جائے بلکہ علانیہ ہو۔ نکاح کے موقع پر بارات کا آنا، نکاح کا اجتماع میں ہونا اور نکاح کے گواہوں کا موجود ہونا بھی نکاح کو اعلانیہ بنا دیتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ نکاح خوشی کا موقع بھی ہے اور خوشی کے وقت بچے اس موقع کی مناسبت سے شادی بیاہ کے گیت گانے اور دف سے خصوصی شغف رکھتے ہیں، لہٰذا بچوں کو ایسے موقع پر اس کی اجازت دی جائے کہ وہ دف بجائیں اور قومی گانے گائیں تاکہ نکاح کا اچھی طرح چرچا ہو جائے، البتہ یہ ضروری ہے کہ گانے بجانے والے بچے بچیاں ہوں نہ کہ پیشہ ور گانے بجانے والے مدعو کیے جائیں۔ بالغ افراد (مرد ہوں یا عورت) کے لیے گانا بجانا منع ہے۔ دف کے علاوہ دیگر آلات موسیقی کا استعمال حرام ہے۔ دف انتہائی سادہ آلہ ہے۔ آواز بھی ہلکی اور سادہ ہوتی ہے، لہٰذا اس کی اجازت ہے۔ ڈھول وغیرہ حرام ہے۔ واللہ أعلم.

٣٣٧٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي بَلْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ حَاطِبٍ قَالَ: قَالَ

۳۳۷۲- حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حلال اور حرام نکاح کے درمیان فرق (اعلانِ نکاح کی) آواز سے ہوتا ہے۔

---

٣٣٧١۔ [حسن] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في إعلان النكاح، ح:١٠٨٨ من حديث هشيم به، وصرح بالسماع عنده، وقال الترمذي: "حسن"، والحديث في الكبرى، ح:٥٥٦٢، وصححه الحاكم: ٢/ ١٨٤، ووافقه الذهبي. * أبوبلج هو يحيى بن أبي سليم، ومحمد بن حاطب هو الجمحي.

٣٣٧٢۔ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ فَصْلَ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الصَّوْتُ».

فائدہ: آواز سے مراد نکاح کا اعلان یا گیت اور دف کی آواز ہے۔ چونکہ خاوند بیوی نے باقی ساری زندگی اکٹھے گزارنی ہے لہٰذا کم از کم محلے والے سب لوگوں کو پتا چل جانا چاہیے کہ فلاں کا فلاں سے نکاح ہوا ہے تا کہ بعد میں آنے جانے پر کسی کو اعتراض نہ ہو بلکہ رشتے کی محبت پیدا ہو۔

## (المعجم ٧٣) - كَيْفَ يُدْعٰى لِلرَّجُلِ إِذَا تَزَوَّجَ (التحفة ٧٣)

## باب:٧٣- جب کوئی شخص نکاح کرے تو اسے دعا کیسے دی جائے؟

٣٣٧٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: تَزَوَّجَ عَقِيلُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ امْرَأَةً مِنْ بَنِي جُشَمٍ فَقِيلَ لَهُ بِالرِّفَاءِ وَالْبَنِينِ، قَالَ: قُولُوا كَمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بَارَكَ اللهُ فِيكُمْ وَبَارَكَ لَكُمْ».

٣٣٧٣- حضرت حسن بصری بیان کرتے ہیں کہ کہ حضرت عقیل بن ابی طالب نے بنو جشم کی ایک عورت سے شادی کی تو انھیں مبارک بادیوں دی گئی: ''تم محبت و پیار سے رہو اور تمھیں بیٹے ملیں۔'' حضرت حسن نے فرمایا: اس کی بجائے اس طرح کہو جیسے رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: اَبَارَكَ اللّٰهُ فِيكُمْ وَ بَارَكَ لَكُمْ ا ''اللہ تعالیٰ تم میں اور تمھارے لیے برکت فرمائے۔''

فائدہ: مبارک باد کا پہلا طریقہ جاہلیت کا رواج تھا' لہٰذا اسے بدلا گیا۔ ویسے بھی دعا میں اللہ تعالیٰ کا نام ضرور آنا چاہیے۔ مومن اور کافر میں امتیاز اللہ تعالیٰ کے نام ہی سے ہوتا ہے۔

## (المعجم ٧٤) - دُعَاءُ مَنْ لَمْ يَشْهَدِ التَّزْوِيجَ (التحفة ٧٤)

## باب:٧٤- اس شخص کے دعا دینے کا بیان جو نکاح کے موقع پر موجود نہ ہو

٣٣٧٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

٣٣٧٤- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

---

٣٣٧٣ـ [حسن] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب تهنئة النكاح، ح:١٩٠٦ من حديث أشعث بن عبدالملك به، وهو في الكبرى، ح:٥٥٦١، وللحديث شواهد عند أحمد، وأبي داود، ح:٢١٣٠ وغيرهما.

٣٣٧٤ـ أخرجه مسلم، النكاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن وخاتم حديد، وغير ذلك ... الخ، ح:١٤٢٧/٧٩ عن قتيبة، والبخاري، النكاح، باب: كيف يدعى للمتزوج؟، ح:٥١٥٥ من حديث حماد بن زيد به.

حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى عَلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ: «مَا هٰذَا؟» قَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: «بَارَكَ اللهُ لَكَ، أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ».

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کے جسم پر صفرہ (خوشبو) کا نشان دیکھا تو فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: میں نے ایک عورت سے سونے کا سکہ نواۃ مہر مقرر کر کے شادی کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تیرے لیے (اس نکاح میں) برکت فرمائے۔ ولیمہ ضرور کرنا' چاہے ایک بکری کے ساتھ ہی ہو۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ٣٣٥٣.

(المعجم ٧٥) - اَلرُّخْصَةُ فِي الصُّفْرَةِ عِنْدَ التَّزْوِيجِ (التحفة ٧٥)

باب: ٧٥- شادی کے وقت (دلہا کے لیے) رنگ دار خوشبو کی رخصت کا بیان

٣٣٧٥- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ جَاءَ وَعَلَيْهِ رَدْعٌ مِنْ زَعْفَرَانٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَهْيَمْ؟» قَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً، قَالَ: «وَمَا أَصْدَقْتَ؟» قَالَ: وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: «أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ».

٣٣٧٥- حضرت انس ؓ سے منقول ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ آئے تو ان (کے جسم یا کپڑوں) پر زعفران کے نشانات تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کیسے؟'' انھوں نے کہا: میں نے شادی کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا مہر دیا ہے؟'' انھوں نے کہا: سونے کا سکہ نواۃ۔ آپ نے فرمایا: ''ولیمہ بھی کرنا اگرچہ ایک بکری ہی کا ہو۔''

فائدہ: امام نسائی ؒ کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شادی کے موقع پر دلہا کے لیے رنگ دار خوشبو کا استعمال جائز سمجھتے ہیں۔ شاید اسی حدیث کی بنیاد پر بعض فقہاء نے شادی کرنے والے شخص کے لیے مہندی لگانا جائز قرار دیا ہے لیکن اس حدیث سے یہ دلیل لینا محل نظر ہے کیونکہ انھوں نے یہ خوشبو عمداً نہیں لگائی تھی بلکہ بیوی کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی وجہ سے ان سے لگی تھی' ورنہ وہ جانتے تھے کہ رنگ دار خوشبو کا استعمال مرد کے لیے جائز نہیں۔ اسی لیے تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں منع نہیں فرمایا ورنہ آپ وضاحت ضرور فرماتے۔ واللہ أعلم.

---

٣٣٧٥- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، النكاح، باب قلة المهر، ح: ٢١٠٩ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٥٨، وله طرق عند البخاري ومسلم وغيرهما. * ثابت هو البناني.

٣٣٧٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَزِيرِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ كَثِيرِ بْنِ عُفَيْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَيَّ - كَأَنَّهُ يَعْنِي عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ - أَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ: «مَهْيَمْ؟» قَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: «أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ».

۳۳۷۶-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر صفرہ (زرد خوشبو) کا نشان دیکھا تو فرمایا: ”یہ کیا ہے؟“ انھوں نے کہا: میں نے ایک انصاری عورت سے شادی کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”ولیمہ کرنا‘ چاہے ایک بکری ہی کا ہو۔“

(المعجم ٧٦) - نَحْلَةُ الْخَلْوَةِ (التحفة ٧٦)

## باب:۷۶-شب زفاف کے موقع پر تحفہ دینے کا بیان

٣٣٧٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ عَلِيًّا قَالَ: تَزَوَّجْتُ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! ابْنِهَا بِي، قَالَ: «أَعْطِهَا شَيْئًا» قُلْتُ: مَا عِنْدِي مِنْ شَيْءٍ، قَالَ: «فَأَيْنَ دِرْعُكَ الْحُطَمِيَّةُ؟» قُلْتُ: هِيَ عِنْدِي، قَالَ: «فَأَعْطِهَا إِيَّاهُ».

۳۳۷۷-حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو (کچھ دنوں کے بعد) میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! فاطمہ کی میرے گھر رخصتی فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: ”اسے کچھ دو۔“ میں نے کہا: میرے پاس تو کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تیری حطمی زرہ کدھر گئی؟“ میں نے کہا: وہ تو میرے پاس ہے۔ آپ نے فرمایا: ”وہی اسے دے دو۔“

**فوائد و مسائل:** ① امام نسائی رحمہ اللہ کی تبویب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مذکورہ زرہ کو مہر سے الگ سمجھ رہے ہیں اور اسے رخصتی اور خلوت (علیحدگی) کا خصوصی تحفہ قرار دیتے ہیں جب کہ بہت سے اہل علم کے نزدیک یہ

---

٣٣٧٦ـ [صحيح] تقدم طرفه، ح: ٣٣٥٣، وسيأتي، ح: ٣٣٩٠، وهو في الكبرى، ح: ٥٥٦٠.

٣٣٧٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه البزار في البحر الزخار: ٢/ ١١٠، ح: ٤٦١ من حديث هشام بن عبدالملك به، وهو في الكبرى، ح: ٥٥٦٧. * حماد هو ابن سلمة.

مہر ہی ہے جو نکاح کی بجائے رخصتی کے موقع پر دیا گیا۔ واللہ أعلم. ② "حطمی زرہ" بعض اہل علم نے کہا ہے کہ حُطَمِيَّه، زرہ کی صفت ہے یعنی توڑ دینے والی اور اس سے مراد ہے تلواروں، نیزوں اور تیروں کو توڑ دینے والی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ کھلی اور بھاری زرہ کو حُطَمِيَّه کہا جاتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حُطَمِيَّه قبیلۂ عبدالقیس کی ایک شاخ حطم بن محارب کی طرف منسوب ہے جس کے باشندے یہ زرہیں بناتے تھے۔ اور یہی قول زیادہ معتبر ہے۔ واللہ أعلم. دیکھیے: (النهاية في غريب الحديث: ١/٤٠٢)

٣٣٧٨- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدَةَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا تَزَوَّجَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَعْطِهَا شَيْئًا» قَالَ: مَا عِنْدِي، قَالَ: «فَأَيْنَ دِرْعُكَ الْحُطَمِيَّةُ؟».

٣٣٧٨- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسے کچھ دو۔" انھوں نے کہا: میرے پاس تو کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا: "تیری حطمی زرہ کہاں ہے؟"

## (المعجم ٧٧) - اَلْبِنَاءُ فِي شَوَّالٍ (التحفة ٧٧)

## باب: ٧٧- شوال میں رخصتی کا بیان

٣٣٧٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي شَوَّالٍ وَأُدْخِلْتُ عَلَيْهِ فِي شَوَّالٍ، فَأَيُّ نِسَائِهِ كَانَ أَحْظَى عِنْدَهُ مِنِّي.

٣٣٧٩- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے شوال میں نکاح فرمایا اور شوال ہی میں آپ کے ہاں میری رخصتی ہوئی۔ (بتاؤ!) پھر آپ کی بیویوں میں سے کون آپ کے ہاں مجھ سے بڑھ کر محبت سے بہرہ ور ہوئی؟

---

٣٣٧٨- [صحيح] أخرجه البزار: ٢/ ١١٠، ح: ٤٦٢ عن هارون به، وأبوداود، النكاح، باب في الرجل يدخل بامرأته قبل أن ينقدها شيئًا، ح: ٢١٢٥ من حديث عبدة بن سليمان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٦٨، وصححه ابن حبان، انظر الحديث السابق، وله طرق أخرى ذكرت بعضها في تخريج مسند الحميدي، ح: ٣٨. * سعيد هو ابن أبي عروبة.

٣٣٧٩- [صحيح] تقدم، ح: ٣٢٣٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٧٢.

فوائد ومسائل: ① دور جاہلیت میں لوگ شوال کے مہینے کو اس کے معنی کی وجہ سے منحوس قرار دیتے تھے اور اس میں شادی وتعمیر وغیرہ کو مناسب خیال نہ کرتے تھے حالانکہ یہ صرف توہم ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ مہینے کے نام کا اس کے دنوں پر کوئی اثر نہیں۔ اسلام ایسے توہمات کے خلاف ہے اور ان کی بنا پر معمولات میں رکاوٹ کو بدعقیدگی سمجھتا ہے۔ افسوس! آج کل مسلمان محرم کے بارے میں بھی ایسے ہی تصورات رکھتے ہیں۔ فإلى الله المشتكى. ② ''شوال میں ہی'' نکاح اور رخصتی میں تین سال کا فاصلہ تھا۔ رضي الله عنها وأرضاها. ③ شوال کے معنی اور دیگر تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۳۲۳۸ کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ٧٨) - اَلْبِنَاءُ بِابْنَةِ تِسْعٍ (التحفة ٧٨)

باب: ۷۸- نو سال کی (بالغہ) لڑکی کی رخصتی کا بیان

٣٣٨٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ عَبْدَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا بِنْتُ سِتٍّ، وَدَخَلَ عَلَيَّ وَأَنَا بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ وَكُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ.

۳۳۸۰- حضرت عائشہ ﷞ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح فرمایا تو میں چھ سال کی تھی اور مجھے اپنے گھر آباد فرمایا تو میں نو سال کی تھی اور گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی۔

فوائد ومسائل: ① موسمی حالات اور اپنی جسمانی عمدگی کی بنا پر نو سال کی عمر میں بالغ ہو چکی تھیں لہٰذا رخصتی میں کوئی اشکال نہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے احادیث: ۳۲۵۷ تا ۳۲۶۰) ② [كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ] بعض مترجمین نے اس کا ترجمہ کیا ہے: ''میں لڑکیوں میں کھیلا کرتی تھی'' جب کہ ان الفاظ کا راجح مفہوم وہ ہے جو ہم نے بیان کیا ہے یعنی گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں اسی مفہوم کی تصریح موجود ہے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم، فضائل الصحابة، حديث: ۲۴۴۰)

٣٣٨١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعْدِ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: أَخْبَرَنِي

۳۳۸۱- حضرت عائشہ ﷞ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح فرمایا تو میں چھ سال کی تھی اور مجھے اپنے گھر بسایا تو میں نو سال کی تھی۔

---

٣٣٨٠ـ أخرجه مسلم، النكاح، باب جواز تزويج الأب البكر الصغيرة، ح: ١٤٢٢/ ٧٠ من حديث عبدة بن سليمان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٦٩.

٣٣٨١ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٧١، وهذا متواتر عن عائشة رضي الله عنها، رواه عروة، وأبوعبيدة بن عبدالله بن مسعود، وابن أبي مليكة، والأسود وغيرهم عنها.

عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، وَبَنٰى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ.

## (المعجم ٧٩) - اَلْبِنَاءُ فِي السَّفَرِ (التحفة ٧٩)

٣٣٨٢- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ غَزَا خَيْبَرَ فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا الْغَدَاةَ بِغَلَسٍ فَرَكِبَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَكِبَ أَبُو طَلْحَةَ وَأَنَا رَدِيفُ أَبِي طَلْحَةَ، فَأَخَذَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ فِي زُقَاقِ خَيْبَرَ وَإِنَّ رُكْبَتِي لَتَمَسُّ فَخِذَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَإِنِّي لَأَرٰى بَيَاضَ فَخِذِ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا دَخَلَ الْقَرْيَةَ قَالَ: «اَللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ» قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ: وَخَرَجَ الْقَوْمُ إِلٰى أَعْمَالِهِمْ، قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ: فَقَالُوا: مُحَمَّدٌ - قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ: وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا - وَالْخَمِيسُ. وَأَصَبْنَاهَا عَنْوَةً فَجَمَعَ السَّبْيَ

## باب:۷۹-رخصتی دورانِ سفر میں بھی ہو سکتی ہے

۳۳۸۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خیبر کی لڑائی کے لیے گئے۔ ہم نے صبح کی نماز خیبر (کی بستی) کے قریب اندھیرے (اوّل وقت) میں ادا کی' پھر نبی ﷺ سوار ہوئے اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بھی سوار ہوئے' جبکہ ان کے پیچھے میں بیٹھا تھا۔ خیبر کی گلیوں میں اللہ کے نبی ﷺ نے اپنی سواری کو تیز کر دیا۔ (سواری کے دوڑتے وقت) میرا گھٹنا رسول اللہ ﷺ کی ران مبارک سے چھو جاتا تھا؟ (کہ ہوا کی وجہ سے آپ کی ران سے چادر ہٹ گئی) اور مجھے رسول اللہ ﷺ کی ران مبارک کی سفیدی نظر آنے لگی۔ جب آپ بستی خیبر میں داخل ہوئے تو آپ نے (آواز بلند) فرمایا: ''اللہ اکبر! خیبر ویران ہوا۔ بلاشبہ ہم جب کسی قوم کے آنگن میں پڑاؤ کرتے ہیں تو ان لوگوں کی صبح بڑی ہولناک ہوتی ہے جو (قبل ازیں) متنبہ کیے گئے ہوں۔'' آپ نے تین دفعہ یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔ خیبر کے لوگ

---

٣٣٨٢ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب ما يذكر في الفخذ، ح: ٣٧١، ومسلم، النكاح، باب فضيلة إعتاقه أمته ثم يتزوجها، ح: ١٣٦٥ بعد، ح: ١٤٢٧ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٧٦.

فَجَاءَ دِحْيَةُ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ! أَعْطِنِي جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ، قَالَ: «اِذْهَبْ فَخُذْ جَارِيَةً» فَأَخَذَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ! أَعْطَيْتَ دِحْيَةَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ سَيِّدَةَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ مَا تَصْلُحُ إِلَّا لَكَ، قَالَ: «ادْعُوهُ بِهَا». فَجَاءَ بِهَا فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «خُذْ جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ غَيْرَهَا» قَالَ: وَإِنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا، فَقَالَ لَهُ ثَابِتٌ: يَا أَبَا حَمْزَةَ! مَا أَصْدَقَهَا؟ قَالَ: نَفْسَهَا، أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا، قَالَ: حَتَّى إِذَا كَانَ بِالطَّرِيقِ جَهَّزَتْهَا لَهُ أُمُّ سُلَيْمٍ فَأَهْدَتْهَا إِلَيْهِ مِنَ اللَّيْلِ فَأَصْبَحَ عَرُوسًا، قَالَ: «مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَلْيَجِيءْ بِهِ» قَالَ: وَبَسَطَ نِطَعًا فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالْأَقِطِ، وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالتَّمْرِ، وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالسَّمْنِ، فَحَاسُوا حَيْسَةً فَكَانَتْ وَلِيمَةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

اس وقت اپنے کام کاج کے لیے نکلے۔ عبدالعزیز نے کہا: خیبر والے کہنے لگے: محمد (آ گئے۔) عبدالعزیز نے کہا' اور ہمارے بعض ساتھیوں کے الفاظ ہیں کہ (خیبر والوں نے کہا:) محمد اور اس کا لشکر آ گیا۔ (حضرت انس نے کہا:) اور ہم نے خیبر بزور شمشیر فتح کیا' پھر (قبضے میں آنے والے) قیدی اکٹھے کیے گئے تو دحیہ رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! مجھے ان قیدیوں میں سے ایک لونڈی عطا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ کوئی لونڈی لے لو۔'' چنانچہ انھوں نے صفیہ بنت حیی کو لے لیا' پھر ایک شخص نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے نبی! آپ نے بنو قریظہ اور بنو نضیر دونوں قبیلوں کی سردار صفیہ بنت حیی' دحیہ کو دے دی ہے' حالانکہ وہ تو آپ کے علاوہ کسی کے لیے مناسب نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا: ''دحیہ کو کہو' صفیہ کو لے کر آئے۔'' وہ انھیں لے آئے تو نبی ﷺ نے انھیں دیکھا اور فرمایا: ''قیدیوں میں سے کوئی اور لونڈی لے لو۔'' پھر نبی ﷺ نے حضرت صفیہ کو آزاد فرما کر ان سے نکاح فرما لیا۔ (حضرت انس کے شاگرد) ثابت نے پوچھا: جناب ابوحمزہ! آپ نے انھیں مہر کیا دیا؟ انھوں نے فرمایا: ان کی جان ہی ان کا مہر تھی۔ آپ نے ان کو آزاد کر دیا اور ان سے نکاح فرما لیا حتی کہ ابھی راستے ہی میں تھے کہ (ان کی عدت ختم ہو گئی اور میری والدہ) ام سلیم نے انھیں بنایا سنوارا اور رات کو رسول اللہ ﷺ کے خیمے میں بھیج دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ رات گزاری۔ صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا: ''جس کے

پاس کھانے کی کوئی چیز ہے وہ لے آئے۔'' آپ نے دستر خوان بچھانے کا حکم دیا۔ کوئی آدمی پنیر لاتا تھا' کوئی کھجوریں اور کوئی گھی۔ صحابۂ کرام نے سب چیزوں کو ملا کر ملیدہ بنا دیا۔ اور یہ رسول اللہ ﷺ کا ولیمہ ہو گیا۔

فوائد ومسائل: ① دوران سفر دیگر ضروریات پوری کی جا سکتی ہیں تو نکاح اور رخصتی بھی ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ بھی تو ضروریات سے ہیں' خصوصاً اس دور کے سفر جو کئی کئی ہفتے بلکہ مہینے جاری رہتے تھے اور بیوی بچے بھی ساتھ ہی ہوتے تھے۔ ② ''ران'' سواری پر بیٹھے ہوئے ہوا کی وجہ سے کپڑا ہٹ سکتا ہے' لہٰذا ران نظر آ سکتی ہے۔ یہ نہیں کہ آپ نے قصداً ران ننگی کی ہوئی تھی۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ دوران سفر میں انسان اپنے بے تکلف ساتھیوں اور خدام کے سامنے ہوا خوری کے لیے ران ننگی کر لیتا ہے۔ مخصوص ساتھیوں کی مجلس میں بھی ایسا ممکن ہے کیونکہ ران شرم گاہ کی طرح تو نہیں' البتہ شرم گاہ سے قریب ہونے کی وجہ سے عموماً اسے بھی ڈھانپ کر رکھنا چاہیے۔ نماز میں تو ران فرض ستر میں بالاتفاق داخل ہے۔ ران ننگی ہو تو نماز نہ ہوگی۔ ہاں' نماز کے علاوہ کسی ضرورت کی بنا پر یا اپنے بے تکلف ساتھیوں میں کبھی کبھار ران ننگی ہو جائے یا کر لی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ احادیث میں تطبیق کا یہی طریقہ ہے۔ ③ ''خیبر ویران ہو گیا'' وحی سے فرمایا یا فال کے طور پر۔ بعض اہل علم نے اسے دعا بھی قرار دیا ہے کہ خیبر فتح ہو جائے۔ ④ ''شور مچا دیا'' کیونکہ وہ لوگ آپ اور صحابہ کو پہچانتے تھے۔ اس سے پہلے مدینہ ہی میں رہتے تھے۔ ⑤ ''صفیہ بنت حیی'' بعض اہل علم د... ...یا ہے کہ ان کا نام صفیہ نہیں تھا' نام تو زینب تھا' آپ کے انتخاب فرمانے کی وجہ سے صفیہ (منتخب شدہ) کہا گیا۔ یہ حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں جو کہ تمام یہود کا سردار تھا اور ایک دوسرے سردار کے نکاح میں تھیں۔ نکاح بھی تازہ ہی ہوا تھا۔ خاوند جنگ میں مارا گیا۔ یہ قیدی ہو گئیں۔ ظاہر ہے' ایسے مرتبے کی خاتون کسی عام شخص کے لیے مناسب نہ تھیں۔ [أَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ] ''لوگوں سے ان کے مرتبے کے مطابق سلوک کرنا چاہیے۔'' نیز اس سے لوگوں میں اضطراب پیدا ہو رہا تھا' اس لیے آپ نے انھیں دحیہ سے واپس لے کر اپنے لیے پسند فرما لیا۔ خصوصاً اس لیے بھی کہ وہ حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھیں۔ نبی کی نسل سے اور نبی کے نکاح میں۔ واہ واہ! کیا شان ہے۔ رضي الله عنها وأرضاها۔ ⑥ جو عورت لونڈی بننے سے پہلے کسی کے نکاح میں ہو' اس سے فوراً ہم بستری جائز نہیں جب تک اسے ایک ماہواری نہ آ جائے تاکہ یقین ہو جائے کہ اسے سابقہ خاوند سے حمل نہیں۔ اگر حمل ہو تو وضع حمل تک ہم بستری جائز نہ ہوگی۔ حضرت صفیہ قید ہونے کے وقت حیض کی حالت میں تھیں۔ دوران سفر حیض ختم ہو گیا اور یقین ہو گیا کہ انھیں حمل نہیں کیونکہ حمل ہو تو حیض نہیں آتا' لہٰذا آپ کے لیے ان سے شب بسری جائز ہو گئی۔ ⑦ ''یہ آپ کا ولیمہ ہو گیا'' دوران سفر ایسا ولیمہ ہی ممکن تھا۔ ﷺ۔ ⑧ کفار سے لڑائی کرتے وقت نعرۂ تکبیر لگانا

مستحب ہے' نیز اس موقع پر کثرت ذکر بھی مطلوب ہے جیسا کہ اللہ رب العزت نے قرآن میں اس موقع پر ذکر کرنے کا حکم دیا ہے: ﴿يَاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (الأنفال٨:٤٥)

٣٣٨٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيٰى، عَنْ حُمَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَقَامَ عَلٰى صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ بِطَرِيقِ خَيْبَرَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حِينَ عَرَّسَ بِهَا، ثُمَّ كَانَتْ فِيمَنْ ضُرِبَ عَلَيْهَا الْحِجَابُ.

۳۳۸۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خیبر کے راستے میں حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب کے ساتھ تین دن (خصوصی طور پر) ٹھہرے جب آپ نے انھیں اپنے گھر بسایا' پھر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ان عورتوں میں شامل تھیں جنھیں پردے میں رکھا جاتا تھا۔

فوائد و مسائل: ① ''تین دن'' کیونکہ جس آدمی کے گھر پہلے سے بیوی موجود ہو' پھر وہ کسی اور عورت سے شادی کرلے اور وہ بیوہ ہو تو اس کے پاس خصوصی طور پر تین دن رات ٹھہرے گا۔ اور اگر وہ کنواری ہو تو اس کے پاس سات دن رات رہے گا' پھر باری مقرر کرے گا۔ حضرت صفیہ بھی بیوہ تھیں' لہٰذا آپ ان کے پاس تین دن ٹھہرے' پھر باری مقرر فرمائی...... ﷺ ...... ② ''ان عورتوں میں شامل تھیں'' یعنی وہ آپ کی لونڈی نہیں تھیں بلکہ آپ کی ازواج مطہرات میں شامل ہوئیں کیونکہ آپ نے انھیں آزاد فرما کر ان سے نکاح کیا تھا۔ پردہ آزاد عورت کے ساتھ خاص تھا' اس لیے یہ الفاظ استعمال کیے گئے۔

٣٣٨٤- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِينَةِ ثَلَاثًا يَبْنِي بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ،

۳۳۸۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ خیبر اور مدینہ منورہ کے درمیان تین دن حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کے ساتھ ٹھہرے شب بسری فرماتے تھے۔ میں نے مسلمانوں کو آپ کے ولیمے کی دعوت

٣٣٨٣ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ٤٢١٢ من حديث عبدالحميد وهو أبوبكر بن أبي أويس به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٧٧. * يحيى هو ابن سعيد الأنصاري.

٣٣٨٤ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب اتخاذ السراري، ومن أعتق جارية ثم تزوجها، ح: ٥٠٨٥ من حديث إسماعيل بن جعفر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٧٨.

فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى وَلِيمَتِهِ، فَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ، أَمَرَ بِالْأَنْطَاعِ وَأَلْقَى عَلَيْهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْأَقِطِ وَالسَّمْنِ فَكَانَتْ وَلِيمَتَهُ، فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ: إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ، فَقَالُوا: إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، وَإِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ، فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّأَ لَهَا خَلْفَهُ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ.

دی۔ آپ کے اس ولیمے میں گوشت تھا نہ روٹی' بلکہ آپ نے دستر خوان بچھانے کا حکم دیا اور اس پر کچھ کھجوریں' پنیر اور گھی ڈالا۔ یہ آپ کا ولیمہ تھا۔ مسلمان آپس میں کہنے لگے کہ یہ آپ کی زوجۂ محترمہ ہیں یا آپ کی لونڈی؟ پھر وہ خود ہی کہنے لگے: اگر آپ نے انھیں پردے میں رکھا تو پھر وہ ام المومنین (یعنی آپ کی زوجۂ محترمہ) ہوں گی اور اگر پردے میں نہ رکھا تو وہ آپ کی لونڈی ہوں گی' پھر جب آپ نے سفر شروع فرمایا تو (اپنی سواری پر) اپنے پیچھے ان کے لیے جگہ تیار کی اور ان کے اور لوگوں کے درمیان پردہ لٹکا لیا (تاکہ لوگ انھیں نہ دیکھ سکیں۔)

## (المعجم ٨٠) - اَللَّهْوُ وَالْغِنَاءُ عِنْدَ الْعُرْسِ (التحفة ٨٠)

## باب:٨٠-شادی کے وقت گانے بجانے کا بیان

٣٣٨٥- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَامِرِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى قُرَظَةَ بْنِ كَعْبٍ وَأَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ فِي عُرْسٍ وَإِذَا جَوَارٍ يُغَنِّينَ فَقُلْتُ: أَنْتُمَا صَاحِبَا رَسُولِ اللهِ ﷺ وَمِنْ أَهْلِ بَدْرٍ يُفْعَلُ هٰذَا عِنْدَكُمْ! فَقَالَا: اِجْلِسْ إِنْ شِئْتَ فَاسْمَعْ مَعَنَا، وَإِنْ شِئْتَ اذْهَبْ قَدْ رُخِّصَ لَنَا فِي اللَّهْوِ عِنْدَ الْعُرْسِ.

٣٣٨٥-حضرت عامر بن سعد سے منقول ہے کہ میں قرظہ بن کعب اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شادی میں گیا تو وہاں بچیاں گا رہی تھیں۔ میں نے کہا: آپ دونوں رسول اللہ ﷺ کے بدری صحابی ہیں۔ آپ کی موجودگی میں یہ کچھ ہو رہا ہے؟ وہ کہنے لگے: جی چاہتا ہے تو ہمارے ساتھ بیٹھ جا اور سن' نہیں تو جا۔ شادی کے موقع پر ہمیں گانے بجانے کی رخصت دی گئی ہے۔

---

٣٣٨٥ـ [صحيح] أخرجه الطبراني (الكبير: ١٧/ ٢٤٨، ح: ٦٩١)، والحاكم: ٢/ ١٨٤ من حديث شريك القاضي به، وتابعه إسرائيل عند الطبراني: ١٧/ ٢٤٧، ح: ٦٩٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٦٥، وله شاهد صحيح عند الحاكم: ٢/ ١٨٤، وصححه على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي.

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۳۳۷۱ اور اس کا فائدہ۔

(المعجم ٨١) - جِهَازُ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ (التحفة ٨١)

باب: ۸۱- آدمی کا اپنی بیٹی کو (رخصتی کے موقع پر کچھ) سامان دینا

٣٣٨٦- أَخْبَرَنَا نَصِيرُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوأُسَامَةَ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَهَّزَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاطِمَةَ فِي خَمِيلٍ وَقِرْبَةٍ وَوِسَادَةٍ حَشْوُهَا إِذْخَرٌ.

۳۳۸۶- حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنی پیاری بیٹی) فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایک چادر، ایک مشکیزہ اور ایک سرہانہ جس میں اذخر کی گھاس بھری ہوئی تھی، (رخصتی کے موقع پر) ساتھ دیے تھے۔

فائدہ: جَهَّزَ يُجَهِّزُ تَجْهِيزًا کے معنی ہوتے ہیں: (موقع کے مطابق) سامان تیار کرنا۔ تجهيز کی جگہ جَهاز کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔ دونوں باب تفعیل کا مصدر ہیں۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے یہاں جَهَاز کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں بھی جَهَاز کا لفظ بمعنی سامان آیا ہے، ﴿فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ﴾ (یوسف ۱۲: ۷۰) "جب (یوسف علیہ السلام کے کارندوں نے) برادران یوسف کا (واپسی کا) سامان سفر تیار کر دیا۔" اسی طرح جَهَازُ العُرُوس، جَهَاز المَيِّت، جَهَازُ السَّفَر، جَهَاز الغَازِي وغیرہ تراکیب ہیں، دلھن کو تیار کرنا، میت کا سامان تیار کرنا، سفر کا سامان اور غازی کا سامان (اسلحہ وغیرہ) تیار کرنا اور میدان جنگ میں انھیں ساتھ لے جانا وغیرہ۔ احادیث میں اس لفظ کا استعمال غالباً دو مفہوم میں ہوا ہے۔ ایک رخصتی کے موقع پر باپ کا اپنی بچی کو نیا گھر بسانے کے لیے کچھ سامانِ ضرورت دینا۔ دوسرا دلھن کو شب زفاف کے لیے تیار کرنا یا دلھن بنانے کے لیے اسے عمدہ لباس وغیرہ سے آراستہ کرنا۔

احادیث میں سنن نسائی کی ایک حدیث کے علاوہ مزید دو جگہ یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ ایک اس حدیث میں جس میں ذکر ہے کہ نجاشی (شاہ حبشہ) کی طرف سے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو ان کا نکاح بذریعہ وکالت نبی ﷺ کے ساتھ کر کے نبی ﷺ کی طرف ایک صحابی حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ کیا گیا تھا۔ اس حدیث میں آتا ہے: [ثُمَّ جَهَّزَهَا مِنْ عِنْدِهِ وَ بَعَثَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ ...... وَجَهَازُهَا كُلُّ مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ] "پھر نجاشی نے حضرت ام حبیبہ کو اپنے پاس سے تیار کیا اور اسے رسول اللہ ﷺ کی

---

٣٣٨٦- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب ضجاع آل محمد ﷺ، ح: ٤١٥٢ من حديث عطاء بن السائب به، وهو في الكبرى، ح: ٥٥٧٣، ورواه حماد بن سلمة وغيره عن عطاء به مطولاً (ابن سعد: ٨/ ٢٥)، وللحديث شواهد.

طرف بھیج دیا...... اور ان کی ساری تیاری (یا ان کا سارا سامان) نجاشی کی طرف سے تھا۔'' (سنن النسائي' النکاح' حدیث:۳۳۵۲' و مسند أحمد:۶/۴۲۷ واللفظ له) یہاں "تجھیز" اور "جَھَاز" دلھن سازی یا حق مہر سمیت دیگر سامان ضرورت کی فراہمی کے مفہوم میں ہے کیونکہ اسی حدیث میں یہ صراحت ہے کہ نجاشی نے چار ہزار درہم بھی بطور حق مہر حضرت ام حبیبہ کو دیے تھے' اس لیے یہاں احتمال ہے کہ یہاں یہ لفظ دونوں مفہوموں کو متضمن ہو۔ الفاظ حدیث دونوں مفہوموں کی تائید کرتے ہیں۔ دوسری جگہ یہ لفظ اس حدیث میں استعمال ہوا ہے جس میں جنگِ خیبر سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ ؓ کو آزاد کر کے ان سے نکاح فرما لیا تھا' اس میں آتا ہے: [جَهَّزَتْهَا لَهُ أُمُّ سُلَيْمٍ فَأَهْدَتْهَا لَهُ مِنَ اللَّيْلِ] ''حضرت ام سلیم ؓ نے حضرت صفیہ کو تیار کیا اور رات کو انھیں شب باشی کے لیے نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔'' (صحیح البخاري' الصلاة باب مایذکر في الفخذ' حدیث:۳۷۱) یہاں یہ لفظ دلھن سازی کے لیے استعمال ہوا ہے۔ سنن نسائی کی زیر بحث حدیث میں یہ لفظ پہلے مفہوم میں' یعنی شادی کے موقع پر کچھ سامان ضرورت دے کر رخصت کرنے کے لیے استعمال ہوا ہے۔

اس مختصر تفصیل کے پیش کرنے سے اصل مقصود یہ ہے کہ ہمارے ہاں جو جہیز کا عام رواج ہے' اس کے جواز کے لیے حضرت فاطمہ ؓ کے مذکورہ واقعے سے استدلال کیا جاتا ہے' حالانکہ اس واقعے کی اصل حقیقت صرف اتنی ہی ہے کہ حضرت علی ؓ نبی ﷺ ہی کی زیر کفالت تھے' ان کا نہ گھر بار تھا اور نہ کوئی ذریعۂ آمدنی' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان کی اس حالت کے پیش نظر اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ ؓ کو وہ چند چیزیں عنایت فرمائیں جن کا ذکر حدیث میں ہے۔ اس کا کوئی تعلق موجودہ جہیز سے نہیں ہے۔ موجودہ جہیز کی صورت تو یہ ہے کہ بچی کی شادی کے موقع پر جہیز کو لازمی چیز بنا لیا گیا ہے' چاہے کسی کے وسائل اس کے متحمل ہوں یا نہ ہوں' پھر ضروریات کے علاوہ تمام تمدنی سہولتوں اور آسائشوں تک اسے وسیع کر دیا گیا ہے۔ تیسرے اسے ہندوؤں کی طرح وراثت کے قائم مقام بنا لیا گیا ہے اور اس کی بنیاد پر بہت سے لوگ عورتوں کو وراثت سے حصہ نہیں دیتے۔ چوتھے' جو بچی بغیر جہیز کے سسرال جاتی ہے تو سسرال والے اس کا جینا دوبھر کر دیتے ہیں۔ جبکہ حضرت فاطمہ ؓ کے واقعے سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ بچی جس گھرانے میں جا رہی ہو وہ اتنے غریب اور بے وسائل ہوں کہ وہاں ضروریاتِ زندگی کا بھی فقدان ہو' تو گھر بسانے کے لیے بچی کو وہ سامان دے دینا جس سے نئے گھر کی ضروریات پوری ہو جائیں' یہ نہ صرف جائز بلکہ مستحسن اور تعاون علی البر والتقوٰی ہے۔ موجودہ رسم جہیز میں تعاون اور ہمدردی کا یہ جذبہ قطعاً نہیں ہوتا۔ اگر یہ جذبہ ہو تو شادی کے موقع پر داماد کو وہ چیزیں دیں جن کی واقعی اسے ضرورت ہو' مثلاً: اس کا کاروبار تسلی بخش نہیں ہے تو اس کو مالی تعاون پیش کیا جائے تاکہ اس کا کاروبار مستحکم ہو سکے' اس کے پاس رہائش نہیں ہے یا ناکافی ہے تو اسے مکان یا کم از کم اپنی حیثیت کے مطابق پلاٹ لے کر دے دیا جائے یا اسی انداز کا کوئی تعاون کیا جائے جس سے اس کو اپنا مستقبل بہتر بنانے میں مدد ملے'

لیکن اس طرح کوئی نہیں کرتا بلکہ اس کے برعکس لاکھوں روپے جہیز کی نذر کر دیے جاتے ہیں جسے بعض اوقات رکھنے اور سنبھالنے کے لیے جگہ بھی نہیں ہوتی۔ اس اعتبار سے جہیز کی موجودہ رسم کا نہ کوئی جواز ہے اور نہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واقعے سے اس کا کوئی تعلق ہے۔ موجودہ صورت میں یہ رسم سراسر غیر شرعی اور ہندوؤں کی نقالی ہے جس سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ والله هو الموفق والمعين.

اور یہ تو ستم ظریفی کی انتہا ہے کہ لڑکی والوں سے اپنی پسند اور خواہش کے مطابق جہیز کا مطالبہ کیا جائے' حالانکہ لڑکی کے ماں باپ کا یہ احسان کیا کم ہے کہ وہ بچی کو ناز و نعمت میں پال کے اور اسے تعلیم و تربیت سے آراستہ کر کے اللہ کے حکم کی وجہ سے اپنے دل کے ٹکڑے کو دوسروں کے سپرد کر دیتے ہیں۔ اس احسان مندی کے بجائے ان سے مطالبات کے ذریعے سے احسان فراموشی کا اظہار کیا جاتا ہے جبکہ اللہ کا حکم احسان کے بدلے احسان کرنے کا ہے نہ کہ محسن کے لیے عرصۂ حیات تنگ کرنے کا۔

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے مرد کو قوام (عورت کا محافظ' نگران اور بالادست) بنایا ہے اور اس کی ایک وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ عورت کی مالی ضروریات پوری کرتا ہے' مرد اپنے اس مقام و مرتبہ کو فراموش کر کے عورت سے لینے کا مطالبہ کرتا ہے جو ظاہر بات ہے کہ یہ اللہ کے بتلائے ہوئے سبب فضیلت ﴿وَ بِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ﴾ کے بھی خلاف اور اس کے شیوۂ مردانگی کے بھی منافی ہے۔ بہر حال جس حیثیت سے بھی اس رسم کو دیکھا جائے' اس کی قباحت و شناعت واضح ہو جاتی ہے۔

## (المعجم ٨٢) - اَلْفُرُشُ (التحفة ٨٢)

## باب: ٨٢- بستر بھی دیے جا سکتے ہیں

٣٣٨٧- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو هَانِيءٍ الْخَوْلَانِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيَّ يَقُولُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ وَفِرَاشٌ لِأَهْلِهِ وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ».

٣٣٨٧- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک بستر آدمی کے لیے' دوسرا اس کی بیوی کے لیے' تیسرا مہمان کے لیے اور چوتھا شیطان کے لیے۔“

---

٣٣٨٧- أخرجه مسلم، اللباس، باب كراهة ما زاد على الحاجة من الفراش واللباس، ح: ٢٠٨٤ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٧٤.

فوائد و مسائل: ① رخصتی کے موقع پر دیا جانے والا سامان مناسب ہونا چاہیے بشرطیکہ دینے کی استطاعت ہو فالتو سامان جوان کے استعمال میں بھی نہ آئے' نہیں دینا چاہیے۔ غلو کسی بھی چیز میں نقصان دہ ہے۔ مروجہ رسم جہیز بہت سی معاشرتی خرابیوں کا سبب بنتی ہے۔ انسان مقروض ہو جاتا ہے' رشتے نہیں ہوتے' غریب لوگ بے بس ہو جاتے ہیں' عورتیں گھروں میں بیٹھی بوڑھی ہو جاتی ہیں' بعد میں دنگا فساد بھی ہوتا ہے۔ ② ''شیطان کے لیے'' یعنی جو چیز استعمال میں نہیں آتی' وہ رکھنا حرام ہے۔ شیطانی کام ہے۔ اگر بچے ہوں یا دوسرے افراد بھی ہوں تو ان کے لیے خواہ بیس بستر ہوں' جائز ہیں کیونکہ وہ تو استعمال ہو رہے ہیں۔ ''چوتھے'' سے مراد غیر ضروری ہیں جو استعمال نہیں ہوتے۔ واللہ أعلم۔ ③ ممکن ہے اس باب کا مقصود یہ ہو کہ گھر میں ایک سے زائد بستر رکھے جا سکتے ہیں بشرطیکہ وہ گھریلو افراد یا مہمانوں کے استعمال کے لیے ہوں' ورنہ ناجائز ہیں۔

(المعجم ٨٣) - اَلْأَنْمَاطُ (التحفة ٨٣)

باب: ۸۳- قالینوں کا بیان

٣٣٨٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هَلْ تَزَوَّجْتَ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «هَلِ اتَّخَذْتُمْ أَنْمَاطًا؟» قُلْتُ: وَأَنّٰى لَنَا أَنْمَاطٌ؟ قَالَ: «إِنَّهَا سَتَكُونُ».

۳۳۸۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''تو نے شادی کی ہے؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: ''کیا تمھارے پاس قالین ہیں؟'' میں نے کہا: ہمارے پاس قالین کہاں؟ آپ نے فرمایا: ''یقیناً عن قریب تمھارے پاس قالین ہوں گے۔''

فائدہ: نبی ﷺ کی یہ پیش گوئی بہت جلد پوری ہوگئی۔ باب کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ گھروں میں قالین رکھنا بھی جائز ہے۔

(المعجم ٨٤) - اَلْهَدِيَّةُ لِمَنْ عَرَّسَ (التحفة ٨٤)

باب: ۸۴- شادی کرنے والے کو تحفہ دینا

٣٣٨٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

۳۳۸۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

---

٣٣٨٨_ أخرجه البخاري، النكاح، باب الأنماط ونحوها للنساء، ح: ٥١٦١، ومسلم، اللباس، باب جواز اتخاذ الأنماط، ح: ٢٠٨٣ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٧٥. * سفيان هو ابن عيينة.

٣٣٨٩_ أخرجه مسلم، النكاح، باب زواج زينب بنت جحش ونزول الحجاب وإثبات وليمة العرس، ح: ١٤٢٨/ ٩٤ عن قتيبة، والبخاري، النكاح، باب الهدية للعروس، ح: ٥١٦٣ معلقًا من حديث الجعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٧٩.

جَعْفَرٌ - وَهُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ - عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: تَزَوَّجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَدَخَلَ بِأَهْلِهِ، قَالَ: وَصَنَعَتْ أُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ حَيْسًا، قَالَ: فَذَهَبْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: إِنَّ أُمِّي تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَقُولُ لَكَ: إِنَّ هٰذَا لَكَ مِنَّا قَلِيلٌ، قَالَ: «ضَعْهُ» ثُمَّ قَالَ: «اِذْهَبْ فَادْعُ فُلَانًا وَفُلَانًا وَمَنْ لَقِيتَ» وَسَمّٰى رِجَالًا، فَدَعَوْتُ مَنْ سَمّٰى وَمَنْ لَقِيتُهُ، قُلْتُ لِأَنَسٍ: عِدَّةُ كَمْ كَانُوا؟ قَالَ: يَعْنِي زُهَاءَ ثَلَاثِمِائَةٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِيَتَحَلَّقْ عَشَرَةٌ عَشَرَةٌ فَلْيَأْكُلْ كُلُّ إِنْسَانٍ مِمَّا يَلِيهِ». فَأَكَلُوا حَتّٰى شَبِعُوا، فَخَرَجَتْ طَائِفَةٌ وَدَخَلَتْ طَائِفَةٌ، قَالَ لِي: «يَا أَنَسُ! ارْفَعْ فَرَفَعْتُ» فَمَا أَدْرِي حِينَ رَفَعْتُ كَانَ أَكْثَرَ أَمْ حِينَ وَضَعْتُ!.

رسول اللہ ﷺ نے شادی کی اور اپنی زوجۂ محترمہ کو گھر لائے تو میری والدہ ام سلیم نے ملیدہ بنایا۔ میں وہ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور کہا: میری والدہ آپ کو سلام کہتی ہیں اور کہتی ہیں کہ یہ ہماری طرف سے آپ کے لیے معمولی سا تحفہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ''رکھ دو۔'' پھر فرمایا: ''جاؤ فلاں فلاں کو بلالاؤ بلکہ جسے بھی ملو (اسے بلالاؤ)۔'' آپ نے کچھ لوگوں کے نام لیے۔ جن کے آپ نے نام لیے تھے' میں ان سب کو بلا لایا اور جسے بھی ملا' اسے بھی بلا لیا۔ (حضرت انس کے شاگرد نے کہا:) میں نے حضرت انس سے پوچھا: وہ کتنے تھے؟ انھوں نے کہا: تقریباً تین سو افراد تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دس دس آدمی حلقہ بنا لیں اور ہر شخص اپنے قریب اور سامنے سے کھائے۔'' سب لوگوں نے کھانا کھایا حتی کہ وہ سیر ہو گئے۔ ایک گروہ جاتا رہا' دوسرا آتا رہا۔ (جب سب فارغ ہو گئے تو) آپ نے فرمایا: ''انس! اٹھاؤ۔'' میں نے برتن اٹھایا۔ میں نہیں جانتا کہ جب میں نے رکھا تھا اس وقت زیادہ تھا یا جب اٹھایا' اس وقت زیادہ تھا۔

فائدہ: شادی بیاہ کے موقع پر دلہا دلھن کو تحفہ ہدیہ دینا نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے' جیسا کہ مذکورہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ اس حدیث میں جس زوجۂ محترمہ کا ذکر ہے وہ حضرت زینب ؓ ہیں۔ حضرت ام سلیم ؓ نے ملیدہ کا ہدیہ رسول اللہ ﷺ کو بھیجا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ ہدیہ قبول فرمایا اور کم وبیش تین سو کے قریب صحابۂ کرام کو بھی اس ہدیے میں شریک فرمایا۔ حدیث شریف سے مطلقاً ہدیہ دینے کا بھی استحباب ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس طرح ایک دوسرے سے محبت والفت پیدا ہوتی ہے' دوریاں کم ہوتی اور قربتیں بڑھتی ہیں۔ اس ذریعے سے اجتماعیت کو فروغ ملتا ہے جو کہ مطلوب اور محبوب عمل ہے۔ ارشاد گرامی ہے: [تَهَادَوْا تَحَابُّوا] (صحيح الجامع الصغير' حديث: ۳۰۰۴) یعنی ایک دوسرے کو تحفے ہدیے دیا کرو' اس سے آپس کی محبتیں پروان چڑھتی ہیں۔ چنانچہ بالخصوص اہل علم اور بالعموم عوام الناس کو اس سنت پر اہتمام سے عمل کرنا چاہیے۔

**٣٣٩٠- أَخْبَرَنَا** أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَزِيرِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ كَثِيرِ بْنِ عُفَيْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: آخَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ فَآخَى بَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: إِنَّ لِي مَالًا فَهُوَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ شَطْرَانِ، وَلِيَ امْرَأَتَانِ فَانْظُرْ أَيُّهُمَا أَحَبُّ إِلَيْكَ فَأَنَا أُطَلِّقُهَا، فَإِذَا حَلَّتْ فَتَزَوَّجْهَا، قَالَ: بَارَكَ اللهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُّونِي - أَيْ عَلَى السُّوقِ -، فَلَمْ يَرْجِعْ حَتّٰى رَجَعَ بِسَمْنٍ وَأَقِطٍ قَدْ أَفْضَلَهُ، قَالَ: وَرَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَيَّ أَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ: «مَهْيَمْ؟» فَقُلْتُ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: «أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ».

**۳۳۹۰-** حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ہجرت کے موقع پر) قریش (مہاجرین) اور انصار کے درمیان بھائی چارہ فرمایا۔ آپ نے حضرت سعد بن ربیع (انصاری) اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف (مہاجر) رضی اللہ عنہما کو آپس میں بھائی بھائی بنایا۔ چنانچہ حضرت سعد نے ان سے کہا: میرے پاس جو بھی مال ہے وہ میرے اور تیرے درمیان مشترک ہے۔ میری دو بیویاں ہیں' دیکھ جو تجھے اچھی لگے' میں اسے طلاق دے دیتا ہوں۔ جب عدت ختم ہو تو اس سے نکاح کر لینا۔ حضرت عبدالرحمٰن نے کہا: اللہ تعالیٰ تیرے گھر بار میں برکت فرمائے۔ (میں کچھ نہیں لوں گا) مجھے بتاؤ' تجارتی بازار کدھر ہے؟ جب واپس آئے تو وہ (کاروبار کے ذریعے سے) کچھ گھی اور پنیر بچا لائے تھے۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا: (چند دن بعد) رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر صفرہ خوشبو کے نشان دیکھے تو فرمایا: ''یہ کیسے؟'' میں نے عرض کیا: میں نے ایک انصاری عورت سے شادی کر لی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ولیمہ کرنا چاہیے ایک بکری ہی کا ہو۔''

**فوائد و مسائل:** ① مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات کا وسیع سلسلہ انسانی تاریخ کا ایک عظیم اور بے مثال کارنامہ ہے۔ کوئی اور دین' نظریہ یا تحریک اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ جس نے غیر رشتہ دار لوگوں کو ماں جائے بھائیوں سے بڑھ کر ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیا' خصوصاً اس دور میں جب لوگ بلا وجہ ایک دوسرے کے دشمن ہوا کرتے تھے۔ کیا ہے کوئی شخص جو اپنے بھائی کو وہ پیش کش کر سکے جو حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو کی؟ رضي الله عنهم و أرضاهم. ② ''انصاری عورت'' انھیں ام اوس بنت انس کہا جاتا تھا۔



۳۳۹۰- [صحيح] تقدم، ح: ٣٣٧٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٨٠.

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

# (المعجم ٣٦) - كتابُ عشرَة النِّساء (التحفة ٩)

## عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کا بیان

### (المعجم ١) - بَابُ حُبِّ النِّسَاءِ (التحفة ١)

### باب:١- بیویوں سے محبت کرنے کا بیان

٣٣٩١- حَدَّثَنَا الشَّيْخُ الْإِمَامُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ النَّسَائِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسَى الْقُومَسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَّامٌ أَبُو الْمُنْذِرِ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «حُبِّبَ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا النِّسَاءُ وَالطِّيبُ، وَجُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ».

٣٣٩١- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دنیوی چیزوں میں سے بیوی اور خوشبو مجھے بہت پسند ہیں۔ اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے۔“

فوائد و مسائل: ① دنیوی چیزوں میں سے بیوی سب سے اچھی چیز ہے جو دین و دنیا دونوں کی تکمیل کا ذریعہ اور انسانی بقا کا سبب ہے۔ فطری جذبات و میلانات کے اظہار کا انتہائی مناسب محل ہے۔ زندگی بھر کا ساتھ ہے۔ بیوی کے بغیر زندگی اجیرن ہے' لٰہذا دین فطرت پیش کرنے والا نبی رحمت کیوں سب سے بڑھ کر اس سے محبت نہ کرے گا...... ﷺ ......اور یہ کوئی شرمانے والی بات نہیں۔ ② خوشبو اس لیے پسند تھی کہ یہ انسانی جسم کے قبائح کو ڈھانپتی ہے۔ ملنے والے انسان کے دل میں اپنے لیے کشش پیدا کرتی ہے۔ دل و دماغ کو خوش اور چست کرتی ہے۔ خصوصاً آپ کا تعلق فرشتوں سے ہر وقت قائم تھا اور فرشتے بدبو سے انتہائی نفرت کرتے ہیں۔ اور آپ کو اپنے سے زیادہ دوسروں کی پسند مقدم تھی۔ ③ ”آنکھوں کی ٹھنڈک“ یعنی اصلی خوشی

---

٣٣٩١- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٨٥ عن عفان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٨٨٧، وحسنه الحافظ في التلخيص: ٣/ ١١٦.

اور اطمینان نماز میں ہے جو بیوی اور خوشبو سے بھی حاصل ہونا ناممکن ہے کیونکہ نماز رب العالمین سے گفتگو ہے جو سب سے بڑا محبوب ہے اور محبوب کی یاد ہر چیز سے بڑھ کر ہے۔

٣٣٩٢- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ الطُّوسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سَيَّارٌ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «حُبِّبَ إِلَيَّ النِّسَاءُ وَالطِّيبُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ».

٣٣٩٢- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(دنیوی چیزوں میں) مجھے بیوی اور خوشبو بہت پسند ہیں لیکن میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں مضمر ہے۔''

فائدہ: آنکھوں کی ٹھنڈک ایک محاورہ ہے جس سے مراد حقیقی اور قلبی سرور اور خوشی ہے۔

٣٣٩٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ - هُوَ ابْنُ طَهْمَانَ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بَعْدَ النِّسَاءِ مِنَ الْخَيْلِ.

٣٣٩٣- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بیویوں کے بعد رسول اللہ ﷺ کو کوئی چیز گھوڑوں سے بڑھ کر پسند نہیں تھی۔

## (المعجم ٢) - مَيْلُ الرَّجُلِ إِلَى بَعْضِ نِسَائِهِ دُونَ بَعْضٍ (التحفة ٢)

## باب:٢- آدمی کا اپنی کسی ایک بیوی کی طرف دوسری کی نسبت زیادہ جھکاؤ رکھنا

٣٣٩٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ

٣٣٩٤- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ

---

٣٣٩٢_ [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ٢/ ١٦٠ من حديث سيار بن حاتم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٨٨٨، وصححه الحاكم على شرط مسلم، ووافقه الذهبي. * جعفر هو ابن سليمان.

٣٣٩٣_ [ضعيف] سيأتي، ح: ٣٥٩٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٨٨٩.

٣٣٩٤_ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في التسوية بين الضرائر، ح: ١١٤١ من حديث عبدالرحمن بن مهدي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٨٩٠، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي. * قتادة عنعن، تقدم، ح: ٣٤، وله شاهد ضعيف عند أبي نعيم في أخبار أصبهان: ٢/ ٣٠٠.

قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَ لَهُ امْرَأَتَانِ يَمِيلُ لِإِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَدُ شِقَّيْهِ مَائِلٌ».

ایک کی طرف زیادہ جھکاؤ رکھتا ہو تو قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا ایک پہلو جھکا ہوا ہوگا۔"

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف کہا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح کہا ہے۔ اور دلائل کی رو سے انھی کی بات راجح معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية، مسند الإمام أحمد: ١٣/٣٢٠، ٣٢١، و إرواء الغليل: ٧/٨٠، و سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، حديث: ١٩٦٩، وذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ٢٨/١٧٨) ② اعمال کی جزا اعمال کے مشابہ ہی ہوتی ہے کیونکہ اس شخص نے دنیا میں جانبداری کا رویہ قائم رکھا، لہٰذا قیامت کے دن اس کی ایک جانب مفلوج ہوگی۔ اس جھکاؤ سے مراد دلی جھکاؤ نہیں بلکہ ظاہری سلوک (مثلاً: باری، نفقہ وغیرہ) میں جھکاؤ ہے کیونکہ دل کا معاملہ تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ بہت سے دلی معاملات میں انسان بے بس ہوتا ہے، لہٰذا اس پر گرفت نہیں ہوگی۔

٣٣٩٥- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْسِمُ بَيْنَ نِسَائِهِ فَيَعْدِلُ ثُمَّ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! هٰذَا فِعْلِي فِيمَا أَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِي فِيمَا تَمْلِكُ وَلَا أَمْلِكُ».

٣٣٩٥- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں میں انصاف کے ساتھ باری مقرر کرتے، پھر فرماتے: "اے اللہ! یہ تو میرا کام ہے جس کا مجھے اختیار ہے۔ جس چیز میں تجھے اختیار ہے اور میں بے بس ہوں، اس بارے میں مجھ پر گرفت نہ فرمانا۔"

---

٣٣٩٥- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب القسمة بين النساء، ح: ١٩٧١ من حديث يزيد بن هارون به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٨٩١، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٠٥، والحاكم علٰى شرط مسلم: ٢/ ١٨٧، ووافقه الذهبي. * أبوقلابة بريء من التدليس كما حققه أبوحاتم الرازي، انظر كتابي: "الكواكب الدرية في وجوب الفاتحة خلف الإمام في الجهرية".

أَرْسَلَهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ.

حماد بن زید نے اس روایت کو منقطع سند سے بیان کیا ہے۔

فائدہ: ''میں بے بس ہوں۔'' یعنی قلبی محبت کیونکہ اس کا تعلق متعلقہ شخص کی شخصیت' اوصاف اور طرز عمل سے ہوتا ہے۔ ان معاملات میں افراد برابر نہیں ہوتے' لہٰذا محبت بھی سب سے ایک جیسی نہیں ہو سکتی۔ البتہ ظاہری طرز عمل بیویوں سے ایک جیسا ہونا ضروری ہے کیونکہ بیوی ہونے میں سب برابر ہیں اور ان کے حقوق بھی مساوی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ پر ان ظاہری امور میں بھی مساوات فرض نہیں تھی مگر آپ نے اپنے طور پر مساوات کو قائم رکھا اور انصاف فرمایا۔ ﷺ......

## (المعجم ٣) - حُبُّ الرَّجُلِ بَعْضَ نِسَائِهِ أَكْثَرَ مِنْ بَعْضٍ (التحفة ٣)

## باب:٣- آدمی کا اپنی کسی ایک بیوی کو دوسری سے زیادہ چاہنا

٣٣٩٦- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَيْهِ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ مَعِيَ فِي مِرْطِي فَأَذِنَ لَهَا، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَزْوَاجَكَ أَرْسَلْنَنِي إِلَيْكَ يَسْأَلْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ وَأَنَا سَاكِتَةٌ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيْ بُنَيَّةُ! أَلَسْتِ تُحِبِّينَ مَنْ أُحِبُّ؟» قَالَتْ: بَلٰى، قَالَ: «فَأَحِبِّي هٰذِهِ».

٣٣٩٦- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کی دوسری ازواج مطہرات نے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ ؓ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا۔ انھوں نے آپ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی جب کہ اس وقت آپ میرے ساتھ میری چادر میں لیٹے ہوئے تھے۔ آپ نے انھیں اجازت دی۔ انھوں نے آ کر کہا: اللہ کے رسول! آپ کی ازواج مطہرات نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ ان کا مطالبہ ہے کہ آپ ابوقحافہ کی بیٹی (حضرت عائشہ) کے بارے میں انصاف سے کام لیں۔ میں خاموش تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اے بیٹی! کیا تجھے اس سے محبت نہیں جس سے مجھے محبت ہے؟'' انھوں نے کہا: کیوں نہیں؟ فرمایا: ''پھر اس (عائشہ) سے محبت رکھ۔'' حضرت

---

٣٣٩٦_ أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب في فضائل عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها، ح: ٢٤٤٢ من حديث يعقوب بن إبراهيم بن سعد، عم عبيدالله به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٨٩٢، وعلقه البخاري، ح: ٢٥٨١. * صالح هو ابن كيسان.

فَقَامَتْ فَاطِمَةُ حِينَ سَمِعَتْ ذٰلِكَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَرَجَعَتْ إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَتْهُنَّ بِالَّذِي قَالَتْ وَالَّذِي قَالَ لَهَا، فَقُلْنَ لَهَا: مَا نَرَاكِ أَغْنَيْتِ عَنَّا مِنْ شَيْءٍ فَارْجِعِي إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُولِي لَهُ: إِنَّ أَزْوَاجَكَ يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ، قَالَتْ فَاطِمَةُ: لَا وَاللهِ! لَا أُكَلِّمُهُ فِيهَا أَبَدًا، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَمْ أَرَ امْرَأَةً قَطُّ خَيْرًا فِي الدِّينِ مِنْ زَيْنَبَ وَأَتْقٰى لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَأَصْدَقَ حَدِيثًا وَأَوْصَلَ لِلرَّحِمِ وَأَعْظَمَ صَدَقَةً وَأَشَدَّ ابْتِذَالًا لِنَفْسِهَا فِي الْعَمَلِ الَّذِي تَصَدَّقُ بِهِ وَتَقَرَّبُ بِهِ، مَا عَدَا سَوْرَةً مِنْ حِدَّةٍ كَانَتْ فِيهَا تُسْرِعُ مِنْهَا الْفَيْئَةَ، فَاسْتَأْذَنَتْ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مَعَ عَائِشَةَ فِي مِرْطِهَا عَلَى الْحَالِ الَّتِي كَانَتْ دَخَلَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا، فَأَذِنَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَزْوَاجَكَ أَرْسَلْنَنِي يَسْأَلْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ، وَوَقَعَتْ بِي فَاسْتَطَالَتْ وَأَنَا أَرْقُبُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَأَرْقُبُ طَرْفَهُ هَلْ أَذِنَ لِي فِيهَا، فَلَمْ تَبْرَحْ زَيْنَبُ حَتّٰى عَرَفْتُ

فاطمہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی تو اٹھ کھڑی ہوئیں اور واپس جا کر آپ کی ازواج مطہرات کو اپنی بات اور آپ کا جواب سب کچھ بتا دیا۔ وہ کہنے لگیں: ہمارے خیال میں تم نے ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔ دوبارہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور آپ سے کہو کہ آپ کی بیویاں آپ سے ابو قحافہ کی بیٹی کے بارے میں انصاف کی طلب گار ہیں۔ حضرت فاطمہ ؓ نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں آپ سے کبھی بھی اس کی بابت کوئی بات نہیں کروں گی۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: پھر نبی ﷺ کی ازواج مطہرات نے حضرت زینب بنت جحش (آپ کی بیوی) کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا۔ اور وہ نبی ﷺ کی واحد بیوی تھیں جو رسول اللہ ﷺ کے نزدیک میرے برابر مرتبہ رکھتی تھیں اور میں نے کبھی کوئی ایسی عورت نہیں دیکھی جو حضرت زینب سے بڑھ کر دینی لحاظ سے نیک، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والی، سچ بولنے والی، صلہ رحمی کرنے والی، زیادہ صدقہ کرنے والی اور اپنے آپ کو صدقے اور نیکی کے کام میں کھپا دینے والی ہو۔ البتہ ان کی طبیعت میں کچھ تیزی تھی جو جلد ہی ختم ہو جایا کرتی تھی۔ انھوں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی جب کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ کے ساتھ ان کی چادر میں اسی طرح لیٹے ہوئے تھے، جس طرح حضرت فاطمہ کے آنے کے وقت تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اجازت دی تو انھوں نے آ کر کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کی ازواج مطہرات نے مجھے آپ کے پاس بھیجا

أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَا يَكْرَهُ أَنْ أَنْتَصِرَ، فَلَمَّا وَقَعْتُ بِهَا لَمْ أَنْشَبْهَا بِشَيْءٍ حَتَّى أَثْخَنْتُ عَلَيْهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّهَا ابْنَةُ أَبِي بَكْرٍ».

ہے۔ وہ آپ سے ابوقحافہ کی بیٹی کی بابت انصاف کی طلب گار ہیں' پھر وہ مجھے برا بھلا کہنے لگیں اور بہت دیر تک کہتی رہیں۔ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھ رہی تھی اور منتظر تھی کہ آپ آنکھ کے اشارے ہی سے مجھے جواب دینے کی اجازت دیں لیکن زینب باز نہ آئی حتی کہ مجھے یقین ہو گیا کہ اب اگر میں بدلہ لوں تو رسول اللہ ﷺ ناپسند نہیں فرمائیں گے۔ چنانچہ جب میں شروع ہوئی تو میں نے انھیں ایک منٹ بھی نہ بولنے دیا حتی کہ میں نے انھیں دبا لیا اور چپ کرا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے (مسکراتے ہوئے) فرمایا: ''بلاشبہ یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① آپ کی ازواج مطہرات کو آپ پر یہ اعتراض تھا کہ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت زیادہ فرماتے ہیں' ورنہ آپ باری اور نفقہ وغیرہ میں پورا پورا انصاف فرماتے تھے۔ باقی رہی دلی محبت' تو وہ غیر اختیاری چیز ہے۔ اس کے متعلق منجانب اللہ کوئی گرفت ہو سکتی ہے نہ عوام الناس کے نزدیک۔ ازواج مطہرات کو سوکن ہونے کے ناتے زیادہ محسوس ہوتا تھا' ورنہ کوئی اعتراض کی بات نہیں تھی۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے سابقہ حدیث: ٣٣٩٥) ② ''ابوقحافہ کی بیٹی'' یہ بطور کسر شان کہا کیونکہ عرب جب کسی کی حقارت ظاہر کرنا چاہتے تھے تو اسے غیر مشہور باپ کی طرف منسوب کرتے تھے۔ ابوقحافہ دراصل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد کا نام تھا جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ باپ کی بجائے دادا کی طرف نسبت کی۔ ③ ''میرے برابر مرتبہ رکھتی تھیں'' کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے خاندان سے تھیں۔ آپ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں' نیز ان سے نکاح اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے ہوا تھا۔ ④ ''بدلہ لوں'' مراد گالی گلوچ نہیں بلکہ الزام تراشی اور نکتہ چینی ہے۔ باوجود ان کے خلاف اس قدر بولنے کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو تعریف حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی فرمائی اس سے زیادہ ممکن نہیں اور جب ان کی کمزوری (تیزی وترشی) کا ذکر فرمایا تو ساتھ ہی یہ فرما دیا کہ یہ تیزی بھی جلد ہی ختم ہو جایا کرتی تھی۔ قربان جائیں ام المومنین کے اخلاق عالیہ وفاضلہ پر۔ ان خوبیوں کی بدولت ہی تو رسول اللہ ﷺ کو ان سے اتنی محبت تھی۔ رضي الله عنها وأرضاها. ⑤ ''ابوبکر کی بیٹی ہے'' تعریف فرمائی ان کے حسن خلق' صبر وبرداشت اور جچا تلا کلام کرنے اور فصاحت وبلاغت کی جس نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو چپ کرنے پر مجبور کر دیا۔ حضرت ابوبکر میں بھی یہ اوصاف بدرجۂ اتم پائے جاتے تھے' اس لیے ان کی طرف نسبت فرمائی ورنہ یہ بھی فرما سکتے تھے ''یہ

عائشہ ہے۔'' ⑨ ازواج مطہرات کے یہ اعتراضات اور آپس میں کش مکش ابتدائی دور میں تھی۔ جوں جوں وہ صحبت نبوت سے فیض یافتہ ہوتی گئیں' ان کی قلبی تطہیر و تزئین ہوتی گئی' چنانچہ پھر نہ تو کبھی انھوں نے آپ پر کوئی اعتراض کیا' نہ کوئی مطالبہ کیا اور نہ آپس میں کش مکش رہی۔ رضي الله عنهن وأرضاهن.

٣٣٩٧- أَخْبَرَنِي عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ الْحِمْصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَذَكَرَتْ نَحْوَهُ وَقَالَتْ: أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ زَيْنَبَ فَاسْتَأْذَنَتْ فَأَذِنَ لَهَا فَدَخَلَتْ، فَقَالَتْ نَحْوَهُ.

٣٣٩٧- حضرت عائشہ ؓ سے اس سے ملتی جلتی روایت آتی ہے کہ ازواج مطہرات نے حضرت زینب ؓ کو نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ انھوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اجازت دی تو انھوں نے اندر آ کر کہا:...... الخ.

خَالَفَهُمَا مَعْمَرٌ، رَوَاهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ.

معمر نے ان دونوں (صالح اور شعیب) کی مخالفت کی ہے۔ اس نے یہ روایت عن زہری عن عروہ عن عائشہ کی سند سے بیان کی ہے۔

وضاحت: معمر' صالح اور شعیب تینوں زہری کے شاگرد ہیں مگر اس روایت کو صالح اور شعیب نے عن زہری عن محمد بن عبدالرحمٰن عن عائشہ کی سند سے بیان کیا ہے جبکہ معمر نے محمد بن عبدالرحمٰن کے بجائے عروہ کا نام لیا ہے۔ صحیح روایت صالح اور شعیب کی ہے۔ واللہ أعلم.

٣٣٩٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ النَّيْسَابُورِيُّ الثِّقَةُ الْمَأْمُونُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِجْتَمَعْنَ أَزْوَاجُ

٣٣٩٨- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کی (دوسری) ازواج مطہرات اکٹھی ہوئیں اور انھوں نے حضرت فاطمہ ؓ کو نبی ﷺ کی خدمت عالیہ میں بھیجا اور انھیں کہا: (آپ سے جا کر کہو) آپ کی بیویاں آپ

---

٣٣٩٧- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٨٩٣.

٣٣٩٨- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٥٠ عن عبدالرزاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٨٩٤، وانظر الحديثين السابقين.

النَّبِيِّ ﷺ فَأَرْسَلْنَ فَاطِمَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْنَ لَهَا: إِنَّ نِسَاءَكَ، - وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ - قَالَتْ: فَدَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ مَعَ عَائِشَةَ فِي مِرْطِهَا فَقَالَتْ لَهُ: إِنَّ نِسَاءَكَ أَرْسَلْنَنِي وَهُنَّ يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: «أَتُحِبِّينِي» قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: «فَأَحِبِّيهَا» قَالَتْ: فَرَجَعَتْ إِلَيْهِنَّ فَأَخْبَرَتْهُنَّ مَا قَالَ، فَقُلْنَ لَهَا: إِنَّكِ لَمْ تَصْنَعِي شَيْئًا فَارْجِعِي إِلَيْهِ، فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ! لَا أَرْجِعُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبَدًا وَكَانَتِ ابْنَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَقًّا، فَأَرْسَلْنَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ، قَالَتْ عَائِشَةُ: وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَتْ: إِنَّ أَزْوَاجَكَ أَرْسَلْنَنِي وَهُنَّ يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ، ثُمَّ أَقْبَلَتْ عَلَيَّ تَشْتِمُنِي فَجَعَلْتُ أُرَاقِبُ النَّبِيَّ ﷺ وَأَنْظُرُ طَرْفَهُ هَلْ يَأْذَنُ لِي مِنْ أَنْ أَنْتَصِرَ مِنْهَا، قَالَتْ: فَشَتَمَتْنِي فَجَعَلْتُ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ لَا يَكْرَهُ أَنْ أَنْتَصِرَ مِنْهَا فَاسْتَقْبَلْتُهَا فَلَمْ أَلْبَثْ أَنْ أَفْحَمْتُهَا، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّهَا ابْنَةُ أَبِي بَكْرٍ» قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَمْ أَرَ امْرَأَةً خَيْرًا وَلَا أَكْثَرَ صَدَقَةً وَلَا أَوْصَلَ لِلرَّحِمِ وَأَبْذَلَ لِنَفْسِهَا فِي كُلِّ شَيْءٍ يُتَقَرَّبُ بِهِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى مِنْ زَيْنَبَ،

سے ابوقحافہ کی بیٹی کے سلسلے میں انصاف کی دہائی دیتی ہیں۔ حضرت فاطمہ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں تو آپ حضرت عائشہ ؓ کے ساتھ ان کی چادر میں لیٹے ہوئے تھے۔ انھوں نے آ کر آپ سے کہا: آپ کی بیویوں نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے۔ وہ آپ سے ابوقحافہ کی بیٹی کے سلسلے میں انصاف کی دہائی دیتی ہیں۔ نبی ﷺ نے انھیں فرمایا: ''کیا تجھے مجھ سے محبت ہے؟'' وہ کہنے لگیں: ضرور۔ آپ نے فرمایا: ''پھر تو اس (عائشہ) سے محبت رکھ۔'' وہ ان کے پاس واپس چلی گئیں اور انھیں آپ کا جواب سنا دیا۔ وہ کہنے لگیں: تم نے کچھ نہیں کیا' دوبارہ جاؤ۔ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں حضرت عائشہ کے مسئلے میں کبھی بھی آپ کے پاس دوبارہ نہیں جاؤں گی۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی صحیح بیٹی تھیں' پھر انھوں نے حضرت زینب بنت جحش ؓ کو بھیجا۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے یہی وہ زوجۂ مطہرہ تھیں جو میرے برابر درجہ رکھتی تھیں۔ وہ آ کر کہنے لگیں: آپ کی بیویوں نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ وہ آپ سے ابوقحافہ کی بیٹی کی بابت انصاف کی طلب گار ہیں' پھر وہ میری طرف متوجہ ہو کر مجھے برا بھلا کہنے لگیں۔ میں نبی ﷺ کے حکم کا انتظار کرنے لگی۔ میں آپ کی آنکھ کی طرف دیکھ رہی تھی کہ آپ مجھے بدلہ لینے کی اجازت دیتے ہیں یا نہیں۔ وہ مجھے برا بھلا کہتی رہیں حتی کہ مجھے اندازہ ہو گیا کہ اب اگر میں ان سے بدلہ لوں تو آپ ناپسند نہیں فرمائیں گے' پھر میں ان کی

مَا عَدَا سَوْرَةً مِنْ حِدَّةٍ كَانَتْ فِيهَا تُوشِكُ مِنْهَا الْفَيْئَةَ.

طرف متوجہ ہو کر انھیں جواب دینے لگی۔ تھوڑی دیر میں میں نے انھیں چپ کرا دیا۔ نبی ﷺ نے انھیں (چپ دیکھ کر) فرمایا: ''یہ ابوبکر کی بیٹی ہے۔'' حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: میں نے کوئی عورت زینب سے بڑھ کر نیک، زیادہ صدقے کرنے والی، صلہ رحمی کرنے والی اور ہر اس کام میں اپنے آپ کو کھپا دینے والی جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جا سکے، نہیں دیکھی مگر ان میں کچھ تیزی و ترشی تھی جو جلد ہی ختم ہو جایا کرتی تھی۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ وَالصَّوَابُ الَّذِي قَبْلَهُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی ؒ) بیان کرتے ہیں کہ یہ روایت خطا ہے اور صحیح روایت پہلی ہے۔

**وضاحت:** مطلب یہ ہے کہ معمر کا عن زہری عن عروہ کی سند سے بیان کرنا درست نہیں بلکہ صالح اور شعیب کی روایت صحیح ہے کہ یہ روایت عن زہری عن محمد بن عبدالرحمٰن عن عائشہ کی سند سے ہے۔

**فوائد و مسائل:** ① حضرت فاطمہ ؓ کا حضرت عائشہ ؓ کو ''ابوقحافہ کی بیٹی'' کہنا دراصل ازواجِ مطہرات ؓ کی طرف سے ہو بہو پیغام رسانی تھی، ورنہ وہ حضرت عائشہ ؓ کی شان میں سوءِ ادب کی مرتکب نہ ہو سکتی تھیں کیونکہ حضرت عائشہ ؓ تو ان کے لیے والدہ کے قائم مقام تھیں۔ باقی ازواجِ مطہرات ؓ ان کے برابر کی تھیں، وہ انھیں کہہ سکتی تھیں۔ ② ''آپ کی آنکھ کی طرف'' اس انتظار میں کہ آپ آنکھ سے اشارہ فرمائیں گے مگر نبی ﷺ آنکھ سے خفیہ اشارہ نہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ دوسرے فریق کے حق میں دھوکے کے ذیل میں آتا ہے۔ اور آپ اس سے پاک تھے...... ﷺ...... ③ ''صحیح بیٹی تھیں'' یہ ایک محاورہ ہے، یعنی آپ سے صحیح محبت کرنے والی، آپ کا انتہائی ادب و احترام کرنے والی اور آپ جیسے اخلاق و عادات رکھنے والی۔ رضي الله عنها وأرضاها. (باقی تفصیلات پیچھے حدیث: ٣٣٩٦ میں گزر چکی ہیں۔)

**٣٣٩٩-** أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ - يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ -

**٣٣٩٩-** حضرت ابوموسیٰ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ ؓ کی فضیلت تمام عورتوں پر

---

**٣٣٩٩ـ** أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: "وضرب الله مثلاً للذين آمنوا . . . الخ"، ح:٣٤١١، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل خديجة أم المؤمنين رضي الله تعالى عنها، ح:٢٤٣١ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح:٨٨٩٥.

قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ».

ایسے ہے جیسے ثرید کی فضیلت دوسرے کھانوں پر۔''

فائدہ: ثرید جلدی تیار ہونے والا' جلدی ہضم ہونے والا اور لذیذ کھانا ہے۔ حضرت عائشہ ؓ کا علم ثرید کی طرح امت کے لیے سہل الحصول' مفید' مسکت اور خوشگوار تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عائشہ ؓ کے علم نے امت کو وہ فائدہ دیا کہ دوسری تمام عورتوں کے علم نے اس کا عشر عشیر بھی فائدہ نہ دیا۔ حافظہ' ذہانت' فطانت' معاملہ فہمی' فصاحت و بلاغت اور تعلیم و خطابت میں مرد بھی ان کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔ رضي الله عنها وأرضاها. البتہ اس روایت سے حضرت عائشہ ؓ کو افضل ثابت نہ کیا جا سکے گا کیونکہ یہ فضیلت جزوی ہے ورنہ ثرید من کل الوجوہ سب کھانوں سے اعلیٰ نہیں۔ دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں میں سے افضل آپ کی پہلی اور محترم بیوی حضرت خدیجہ ؓ ہیں جنھیں آپ نے خیر نسائها فرمایا ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' أحاديث الأنبياء' باب: ﴿وَ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ﴾' حدیث: ٣٤٣٢، وصحيح مسلم' فضائل الصحابة' باب من فضائل خديجة' حدیث: ٢٤٣٠) آپ انھیں زندگی کے آخری لمحات تک نہ بھول سکے۔ نبی ﷺ سے وفاداری' حسن سلوک' جانثاری اور محبت میں وہ آپ کی تمام ازواج مطہرات ؓ سے بہت آگے تھیں۔ اخلاق عالیہ اور ملکات فاضلہ میں بھی ان کا مقام بہت اونچا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا: [إِنَّهَا كَانَتْ وَ كَانَتْ] ''وہ تو وہ تھیں'' یعنی ان میں یہ یہ خوبیاں اور کمالات تھے۔ (صحيح البخاري' مناقب الأنصار' باب تزويج النبي ﷺ خديجة و فضلها ؓ، حدیث: ٣٨١٨)

٣٤٠٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ».

٣٤٠٠- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دوسری عورتوں پر عائشہ ؓ کی فضیلت ایسے ہے جیسے دوسرے کھانوں پر ثرید کو فضیلت حاصل ہے۔''

---

٣٤٠٠- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/١٥٩ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٨٩٦.

٣٤٠١- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّغَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا شَاذَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا أُمَّ سَلَمَةَ! لَا تُؤْذِينِي فِي عَائِشَةَ فَإِنَّهُ وَاللهِ! مَا أَتَانِي الْوَحْيُ فِي لِحَافِ امْرَأَةٍ مِنْكُنَّ إِلَّا هِيَ».

۳۴۰۱- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ام سلمہ! مجھے عائشہ کی بابت تکلیف نہ دے۔ اللہ کی قسم! اس کے علاوہ تم میں سے کسی کے لحاف میں مجھے وحی نہیں آئی۔''

فائدہ: وحی من جانب اللہ ہے لہٰذا اس (عائشہ ؓ) کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی تم سب سے بڑھ کر ہے اور یہ حضرت عائشہ کے لیے عظیم فخر کی بات ہے کہ وہ اس وقت موجود ازواج مطہرات میں سے عنداللہ بھی سب سے افضل تھیں' البتہ اس روایت میں حضرت خدیجہ ؓ سے مقابلہ نہیں کیونکہ وہ اس وقت زندہ نہ تھیں اور آپ نے مِنْكُنَّ فرمایا ہے۔

٣٤٠٢- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ عَبْدَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عَوْفِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ رُمَيْثَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ نِسَاءَ النَّبِيِّ ﷺ كَلَّمْنَهَا أَنْ تُكَلِّمَ النَّبِيَّ ﷺ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ وَتَقُولُ لَهُ: إِنَّا نُحِبُّ الْخَيْرَ كَمَا تُحِبُّ عَائِشَةُ، فَكَلَّمَتْهُ فَلَمْ يُجِبْهَا، فَلَمَّا دَارَ عَلَيْهَا كَلَّمَتْهُ أَيْضًا فَلَمْ يُجِبْهَا، وَقُلْنَ: مَا رَدَّ عَلَيْكِ؟ قَالَتْ: لَمْ يُجِبْنِي، قُلْنَ: لَا تَدَعِيهِ حَتَّى يَرُدَّ عَلَيْكِ أَوْ تَنْظُرِينَ مَا

۳۴۰۲- حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی بیویوں نے مجھ سے کہا کہ تم نبی ﷺ سے بات کرو کہ لوگ قصداً حضرت عائشہ ؓ کی باری کے دن آپ کو تحفے بھیجتے ہیں۔ آپ سے کہو کہ حضرت عائشہ کی طرح ہم بھی اس فضیلت کی خواہش مند ہیں۔ میں نے اس بارے میں آپ سے بات کی۔ آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ جب آپ باری کے لحاظ سے میرے پاس آئے تو میں نے پھر بات کی۔ آپ نے پھر جواب نہ دیا۔ ازواج مطہرات نے مجھ سے پوچھا: آپ نے کیا جواب دیا؟ میں نے کہا: کچھ بھی نہیں۔ وہ کہنے لگیں: تم

---

٣٤٠١_ أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب من أهدى إلى صاحبه، ... الخ، ح: ٢٥٨١ من حديث هشام به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ٨٨٩٧.

٣٤٠٢_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٩٣ من حديث هشام بن عروة به، وهو في الكبرى، ح: ٨٨٩٨. ● عوف هو ابن الحارث بن الطفيل، وأخته رميثة، وهي أم عبدالله بن محمد بن أبي عتيق، وللحديث شواهد.

يَقُولُ، فَلَمَّا دَارَ عَلَيْهَا كَلَّمَتْهُ، فَقَالَ: «لَا تُؤْذِينِي فِي عَائِشَةَ فَإِنَّهُ لَمْ يَنْزِلْ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَأَنَا فِي لِحَافِ امْرَأَةٍ مِنْكُنَّ إِلَّا فِي لِحَافِ عَائِشَةَ».

آپ سے بار بار یہ بات کرتی رہوحتی کہ آپ جواب دیں۔ جب آپ دوبارہ میرے پاس آئے تو میں نے پھر یہی بات کی۔ آپ نے فرمایا: ”(ام سلمہ!) مجھے عائشہ کے بارے میں ستایا نہ کرو کیونکہ جب میں تم میں سے کسی کے لحاف میں ہوتا ہوں تو عائشہ کے لحاف کے سوا مجھ پر کبھی وحی نہیں اتری۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَانِ الْحَدِيثَانِ صَحِيحَانِ عَنْ عَبْدَةَ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ راوی عَبْدَہ سے مروی یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔

وضاحت: عبدہ سے دو قسم کی روایت ہے: ایک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور دوسری حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی۔ امام صاحب کے فرمان کے مطابق روایت دونوں طرح درست ہے۔ واللہ أعلم.

فوائد و مسائل: ① یہ تفصیلی حدیث ہے جس سے سابقہ حدیث کا موقع محل معلوم ہوتا ہے۔ لوگوں کا قصداً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن تحفے بھیجنا دراصل اس بنا پر تھا کہ لوگ جانتے تھے کہ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ زیادہ محبت فرماتے ہیں اور وہاں تحفہ بھیجنے سے آپ زیادہ خوش ہوں گے۔ ازواج مطہرات کا مقصد یہ تھا کہ ہمارے گھروں میں بھی تحفے آنے چاہئیں' اس لیے رسول اللہ ﷺ لوگوں کو حکم دیں کہ وہ ہر جگہ تحفے بھیجیں۔ یا پھر ہم سب سے مساوی محبت فرمائیں تا کہ لوگ سب گھروں میں تحفے بھیجیں۔ ② ”آپ نے کوئی جواب نہ دیا“ کیونکہ لوگوں کو بذات خود تحفے بھیجنے کے لیے کہنا تو شان نبوت کے منافی تھا۔ شرم و حیا مانع تھی۔ اور مساوی محبت ممکن نہ تھی' اس لیے کہ یہ غیر اختیاری چیز ہے جیسا کہ پیچھے گزرا۔

٣٤٠٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُونَ بِذٰلِكَ مَرْضَاةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۳۴۰۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگ قصداً اپنے تحفے عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن بھیجا کرتے تھے۔ اس سے ان کا مقصود رسول اللہ ﷺ کی خوشی اور رضامندی کا حصول تھا۔

---

٣٤٠٣- أخرجه البخاري، الهبة، باب قبول الهدية، ح: ٢٥٧٤، ومسلم، فضائل الصحابة، باب في فضائل عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها، ح: ٢٤٤١ من حديث عبدة به، وهو في الكبرى، ح: ٨٨٩٩.

٣٤٠٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ عَبْدَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ هُدَيْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَوْحَى اللهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَا مَعَهُ فَقُمْتُ فَأَجَفْتُ الْبَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، فَلَمَّا رُفِّهَ عَنْهُ قَالَ لِي: «يَا عَائِشَةُ! إِنَّ جِبْرِيلَ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ».

۳۴۰۴- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی طرف وحی نازل فرمائی۔ میں بھی آپ کے ساتھ تھی۔ میں اٹھ گئی اور درمیان والا دروازہ بند کر دیا۔ جب آپ سے وحی کی شدت دور ہوئی تو آپ نے فرمایا: ”اے عائشہ! جبریل تجھے سلام کہہ رہے ہیں۔“

٣٤٠٥- أَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: «إِنَّ جِبْرِيلَ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ». قَالَتْ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ تَرٰى مَا لَا نَرٰى.

۳۴۰۵- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مجھے فرمایا: ”جبریل ؑ تجھے سلام کہہ رہے ہیں۔“ میں نے جواباً کہا: [وعليه السلام و رحمة الله وبركاته] ”ان پر بھی سلامتی، رحمتیں اور برکتیں ہوں۔“ آپ وہ کچھ دیکھتے ہیں کہ ہم نہیں دیکھتے۔

**فوائد ومسائل:** ① ”ہم نہیں دیکھتے“ مراد جبریل ؑ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کو نظر آ رہے تھے مگر عائشہ ؓ کو نظر نہیں آ رہے تھے۔ وحی کی کیفیت میں بھی ایسے ہی ہوتا تھا کہ آپ کو فرشتہ نظر آ رہا ہوتا تھا اور باقی لوگ نہیں دیکھ سکتے تھے۔ ② اجنبی مرد اجنبی صالحہ عورت کو سلام بھیج سکتا ہے جبکہ کسی مفسدے کا اندیشہ نہ ہو۔ امام بخاری ؒ نے باب باندھ کر اس مسئلے کو ثابت کیا ہے: [بَابُ تَسْلِيمِ الرِّجَالِ عَلَى النِّسَاءِ وَالنِّسَاءِ عَلَى الرِّجَالِ] حضرت اسماء بنت یزید ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ہم عورتوں کے پاس سے گزرے تو ہمیں سلام کیا۔ (سنن أبي داود، الأدب، حديث: ٥٢٠٤) اس کے برعکس بھی ہو سکتا ہے۔ حضرت ام ہانی ؓ فرماتی ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آئی۔ آپ اس وقت غسل فرما رہے تھے۔ میں نے آپ کو سلام کہا۔ (صحيح البخاري، الصلاة، حديث: ٣٥٧)

---

٣٤٠٤- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني، ومن طريقه المزي في تهذيب الكمال: ٩/ ٢٥ من حديث عبدة بن سليمان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٩٠٠. * صالح بن ربيعة لم يوثقه غير ابن حبان.

٣٤٠٥- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٥٠ عن عبدالرزاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٩٠١، ومصنف عبدالرزاق: ١١/ ٤٢٩، ٤٣٠، ح: ٢٠٩١٧، والحديث الآتي شاهد له.

٣٤٠٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا عَائِشَةُ! هٰذَا جِبْرِيلُ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ» مِثْلَهُ سَوَاءً.

۳۴۰۶- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عائشہ! یہ جبریل ہیں اور تجھے سلام کہہ رہے ہیں۔“ مذکورہ بالا روایت کی طرح۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا الصَّوَابُ وَالَّذِي قَبْلَهُ خَطَأٌ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی ؒ) نے فرمایا: یہ روایت صحیح ہے۔ اس سے پہلی روایت خطا ہے۔

وضاحت: یعنی یہ روایت ابوسلمہ عن عائشہ درست ہے اور عروہ عن عائشہ خطا ہے۔ زہری کے شاگرد معمر نے اس روایت کو بواسطہ عروہ بیان کیا ہے۔ باقی شاگردوں: شعیب بن ابی حمزہ، یونس بن یزید ایلی اور عبدالرحمٰن بن خالد بن مسافر نے ابوسلمہ بیان کیا ہے۔ اور یہی محفوظ ہے۔ یہ روایت زہری کے طریق کے بغیر (شعبی کے طریق سے) بھی مروی ہے، اس میں بھی ابوسلمہ کا ذکر ہے، لہٰذا یہی محفوظ ہے۔ اور معمر کی روایت غیر محفوظ۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى' شرح سنن النسائي: ٢٨/ ٢١١)

(المعجم ٤) - اَلْغَيْرَةُ (التحفة ٤)

باب: ۴- رشک اور جلن کا بیان

٣٤٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ: قَالَ أَنَسٌ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ إِحْدٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ فَأَرْسَلَتْ أُخْرٰى بِقَصْعَةٍ فِيهَا طَعَامٌ، فَضَرَبَتْ يَدَ الرَّسُولِ فَسَقَطَتِ

۳۴۰۷- حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک ام المومنین کے پاس تھے تو دوسری ام المومنین نے ایک پیالے میں کوئی خوردنی چیز بھیجی۔ چنانچہ اس (پہلی ام المومنین) نے قاصد کے ہاتھ پر ضرب لگائی تو پیالہ گر کر ٹوٹ گیا۔ نبی ﷺ نے دونوں ٹکڑے اٹھائے،

---

٣٤٠٦- أخرجه البخاري، الأدب، باب من دعا صاحبه فنقص من اسمه حرفًا، ح: ٦٢٠١ عن أبي اليمان الحكم ابن نافع، ومسلم، فضائل الصحابة، باب في فضائل عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها، ح: ٢٤٤٧/ ٩١ من حديث أبي اليمان به، وهو في الكبرى، ح: ٨٩٠٢.

٣٤٠٧- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب فيمن أفسد شيئًا يغرم مثله، ح: ٣٥٦٧، وابن ماجه، ح: ٢٣٣٤ عن محمد بن المثنى به، وهو في الكبرى، ح: ٨٩٠٣، وأخرجه البخاري وغيره من طرق عن حميد الطويل به، وتابعه ثابت البناني عن أنس به (الدارقطني: ٤/ ١٥٤). * خالد هو ابن الحارث.

الْقَصْعَةُ فَانْكَسَرَتْ، فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ الْكِسْرَتَيْنِ فَضَمَّ إِحْدَاهُمَا إِلَى الْأُخْرَى فَجَعَلَ يَجْمَعُ فِيهَا الطَّعَامَ وَيَقُولُ: «غَارَتْ أُمُّكُمْ كُلُوا» فَأَكَلُوا، فَأَمْسَكَ حَتَّى جَاءَتْ بِقَصْعَتِهَا الَّتِي فِي بَيْتِهَا، فَدَفَعَ الْقَصْعَةَ الصَّحِيحَةَ إِلَى الرَّسُولِ وَتَرَكَ الْمَكْسُورَةَ فِي بَيْتِ الَّتِي كَسَرَتْهَا.

ایک کو دوسرے کے ساتھ جوڑا اور کھانا اکٹھا کر کے اس میں ڈالنے لگے اور فرما رہے تھے: ''تمھاری ماں کو غیرت آ گئی' کھاؤ۔'' سب نے مل کر کھایا' پھر توڑنے والی ام المومنین اپنا پیالہ لائیں۔ آپ نے صحیح پیالہ قاصد کو دے دیا اور ٹوٹا ہوا توڑنے والی کے گھر رہنے دیا۔

فوائد و مسائل: ① سوکنوں میں اس قسم کی غیرت قابل درگزر ہوتی ہے بلکہ یہ غیرت خاوند سے سچی محبت کا ثبوت ہوتی ہے' نیز اپنے حق کے حصول کے لیے غیرت جائز ہے۔ اپنی باری کے دن دوسری بیوی کی مداخلت برداشت نہ کرنا اپنے حق کی حفاظت ہے' لہٰذا مذکورہ واقعہ فطرت کے عین مطابق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ناراضی کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ غَارَتْ أُمُّكُمْ فرما کر عذر پیش فرمایا۔ البتہ نقصان پورا کرنا ہوگا۔ ② ممکن ہے کہ آپ نے اپنی بیویوں کو ایک قسم کے پیالے لے کر دیے ہوں جیسا کہ مساوات کا تقاضا ہے' لہٰذا آپ نے پیالہ ٹوٹنے پر اس جیسا پیالہ واپس فرمایا۔ ویسے بھی دونوں پیالے آپ کی ملکیت تھے۔ اپنی ملکیت میں آدمی خود مختار ہوتا ہے۔ ③ آپ کی ہر زوجۂ مطہرہ کو احتراماً ام المومنین (مومنوں کی ماں) کہا جاتا ہے' خواہ وہ عمر میں چھوٹی ہو۔

٣٤٠٨- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّهَا - يَعْنِي أَتَتْ بِطَعَامٍ فِي صَحْفَةٍ لَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابِهِ - فَجَاءَتْ عَائِشَةُ مُتَّزِرَةً بِكِسَاءٍ وَمَعَهَا فِهْرٌ فَفَلَقَتْ بِهِ الصَّحْفَةَ، فَجَمَعَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ فِلْقَتَيِ الصَّحْفَةِ

۳۴۰۸- حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کے لیے اپنے پیالے میں کوئی کھانا لے کر (حضرت عائشہ ؓ کے گھر) آئیں۔ حضرت عائشہ ایک چادر اوڑھے ہوئے آئیں۔ ان کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پتھر تھا۔ انھوں نے اس پتھر سے پیالہ توڑ دیا۔ نبی ﷺ نے پیالے کے دونوں ٹکڑوں کو جوڑا اور آپ فرما رہے تھے: ''کھانا کھاؤ۔ تمھاری ماں کو غصہ آ گیا۔'' آپ نے دو دفعہ فرمایا۔

٣٤٠٨- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٨٩٠٤.

وَيَقُولُ: «كُلُوا غَارَتْ أُمُّكُمْ». مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ أَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَحْفَةَ عَائِشَةَ فَبَعَثَ بِهَا إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ وَأَعْطَى صَحْفَةَ أُمِّ سَلَمَةَ عَائِشَةَ.

پھر آپ نے حضرت عائشہ ؓ کا پیالہ لے کر حضرت ام سلمہ ؓ کے گھر بھیج دیا۔ اور حضرت ام سلمہ ؓ کا (ٹوٹا ہوا) پیالہ حضرت عائشہ ؓ کو دے دیا۔

فائدہ: ممکن ہے یہ حدیث: ۳۴۰۷ ہی کی تفصیل ہو۔ اس صورت میں حضرت ام سلمہ ؓ نے قاصد کے فعل کو اپنی طرف سے منسوب کر دیا کیونکہ قاصد انھی کا تھا۔ ممکن ہے یہ الگ واقعہ ہو اور حدیث: ۳۴۰۷ کی تفصیل آئندہ حدیث میں ہو۔

٣٤٠٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ فُلَيْتٍ، عَنْ جَسْرَةَ بِنْتِ دِجَاجَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ صَانِعَةَ طَعَامٍ مِثْلَ صَفِيَّةَ، أَهْدَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ إِنَاءً فِيهِ طَعَامٌ، فَمَا مَلَكْتُ نَفْسِي أَنْ كَسَرْتُهُ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ كَفَّارَتِهِ فَقَالَ: «إِنَاءٌ كَإِنَاءٍ وَطَعَامٌ كَطَعَامٍ».

۳۴۰۹- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کوئی عورت حضرت صفیہ ؓ جیسا کھانا پکانے والی نہیں دیکھی۔ ایک دفعہ انھوں نے کھانا تیار کر کے ایک برتن میں رسول اللہ ﷺ کی طرف (میرے گھر) بھیج دیا۔ میں اپنے آپ پر ضبط نہ کر سکی۔ میں نے وہ برتن توڑ دیا، پھر میں نے نبی ﷺ سے اس (برتن توڑنے) کا کفارہ پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”برتن جیسا برتن اور کھانے جیسا کھانا۔“

فائدہ: ”کھانے کے بدلے کھانا“ اگر کھانا ضائع ہو گیا ہو۔ بعض کھانے برتن ٹوٹنے سے ضائع ہو جاتے ہیں، بعض ضائع نہیں ہوتے۔ حدیث: ۳۴۰۷، ۳۴۰۸ میں مذکور واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانا ضائع نہیں ہوا تھا کیونکہ بعد میں کھانے کا ذکر ہے، نیز وہ کھانا نبی ﷺ کے لیے بھیجا گیا تھا۔ ضائع ہونے کی صورت میں آپ عوض لیں یا نہ لیں، یہ آپ کی مرضی ہے۔ کھانا واپس تو نہیں بھیجنا تھا۔

٣٤١٠- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ

۳۴۱۰- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت زینب بنت جحش ؓ کے پاس (کچھ

---

٣٤٠٩- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب فيمن أفسد شيئًا يغرم مثله، ح: ٣٥٦٨ من حديث سفيان الثوري به، وصرح بالسماع عنده، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٩٠٥، وللحديث شواهد. * فليت هو العامري.

٣٤١٠- سيأتي، ح: ٣٤٥٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٩٠٦.

جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ: أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَزْعُمُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا فَتَوَاصَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ أَنَّ أَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَلْتَقُلْ: إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ، أَكَلْتَ مَغَافِيرَ؟ فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: «لَا، بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ أَعُودَ لَهُ». فَنَزَلَتْ ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ ٱللَّهُ لَكَ﴾ [التحريم: ١] ﴿إِن تَتُوبَآ إِلَى ٱللَّهِ﴾ [التحريم: ٤] لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ ﴿وَإِذْ أَسَرَّ ٱلنَّبِىُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَٰجِهِۦ حَدِيثًا﴾ [التحريم: ٣] لِقَوْلِهِ: «بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا».

زیادہ دیر) ٹھہرتے تھے کہ ان کے پاس شہد پیتے تھے۔ میں نے اور حفصہ نے منصوبہ بنایا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی رسول اللہ ﷺ تشریف لائیں وہ کہہ دے: میں آپ سے مغافیر کی بو پاتی ہوں۔ آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ پھر آپ ان دونوں میں سے کسی کے گھر تشریف لے گئے تو اس نے یہی کچھ آپ سے کہہ دیا۔ آپ نے فرمایا: ''نہیں' میں نے زینب بنت جحش کے ہاں سے شہد پیا ہے' دوبارہ نہیں پیوں گا۔'' پھر آپ پر یہ آیت اتری: [يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ......] ''اے نبی! آپ اس چیز کو کیوں حرام کرتے ہیں جسے اللہ نے آپ کے لیے حلال رکھا ہے۔'' آگے فرمایا: [اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ] ''اگر تم توبہ کرو......الخ۔'' اس سے عائشہ اور حفصہ مراد ہیں۔ اور: [وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا] ''جب نبی (ﷺ) نے ایک بیوی سے راز کی بات فرمائی۔'' اس سے مراد آپ کا فرمان: ''بلکہ میں نے شہد پیا ہے...... الخ'' ہے۔

فوائد ومسائل: ① ''ٹھہرتے تھے'' عصر کی نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ تھوڑی تھوڑی دیر کے لیے اپنی سب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھروں میں تشریف لے جایا کرتے تھے تاکہ انھیں کوئی تکلیف ہو یا ضرورت ہو تو معلوم ہو جائے' نیز ہر ایک سے روزانہ رابطہ رہے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس شہد پینے کی وجہ سے زیادہ دیر لگ جاتی تھی جسے آپ کی دوسری بیویوں (عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما) نے محسوس فرمایا اور روکنے کی تدبیر کی۔ یہاں تک تو ٹھیک تھا مگر انھوں نے تدبیر درست نہیں کی جس میں خلاف واقعہ بات کرنا پڑی۔ تبھی تو یہ حکم دیا گیا۔ ② ''مغافیر'' یہ گوندسی ایک چیز ہے جو گگل جیسے درخت سے نکلتی ہے۔ اس کا ذائقہ تو میٹھا ہوتا ہے مگر بو قبیح ہوتی ہے۔ کھانے والے کے منہ سے بعد میں بھی بو محسوس ہوتی ہے۔ اور آپ کو بدبو سے سخت نفرت تھی' لہٰذا آپ نے شہد نہ پینے کا فیصلہ فرما لیا۔ لیکن چونکہ ان ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے اس مقصد کے لیے غلط طریقہ اختیار کیا تھا' اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو شہد کا استعمال جاری رکھنے کا حکم فرمایا۔ ③ ''اگر تم توبہ کرو'' غلطی ہر انسان سے

ہو سکتی ہے۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن معصوم نہیں تھیں۔ ان سے یہ غلطی ہوئی، پھر انھوں نے توبہ کر لی اور حدیث شریف میں ہے [اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّاذَنْبَ لَهُ] (صحيح الجامع الصغير، حديث: ۳۰۰۸) توبہ سے گناہ ختم ہو جاتا ہے، لہٰذا ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا بلکہ توبہ کر لینا ان کی فضیلت ہے۔ ③ ''راز کی بات'' آپ نے فرمایا تھا: ''میں ان کے ہاں شہد نہیں پیوں گا لیکن تم کسی سے ذکر نہ کرنا'' مگر حضرت حفصہ سے غلطی ہو گئی کہ انھوں نے یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کر دی۔ اسی لیے انھیں توبہ کرنے کی تلقین کی گئی اور انھوں نے توبہ کر لی۔

۳٤۱۱- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ حَرَمِيٌّ - هُوَ لَقَبُهُ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ يَطَؤُهَا، فَلَمْ تَزَلْ بِهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ حَتّٰى حَرَّمَهَا عَلٰى نَفْسِهِ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ ٱللَّهُ لَكَ﴾ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ.

۳٤۱۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک لونڈی تھی جس سے آپ صحبت کیا کرتے تھے۔ لیکن حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما آپ کو مجبور کرتی رہیں حتی کہ آپ نے اسے اپنے لیے حرام کر لیا تو اللہ عزوجل نے یہ وحی اتاری: [يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ......] ''اے نبی! آپ اس چیز کو اپنے لیے کیوں حرام قرار دے رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال رکھا ہے......'' مکمل آیت۔

فوائد و مسائل: ① سابقہ حدیث میں اس آیت کا سبب نزول شہد والے واقعے کو قرار دیا گیا ہے اور اس حدیث میں لونڈی کو۔ ممکن ہے دونوں واقعات قریب قریب ہوں، لہٰذا دونوں کو سبب نزول سمجھا جا سکتا ہے۔ خصوصاً جب کہ باقی جزئیات بھی تقریباً ایک جیسی ہیں۔ دونوں واقعات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے۔ دونوں کا سبب غیرت ہے۔ دونوں میں آپ نے راز میں فرمایا تھا کہ میں دوبارہ استعمال نہ کروں گا لیکن کسی کو نہ بتانا، دونوں میں افشائے راز ہوا جیسا کہ تفصیلی روایات سے پتہ چلتا ہے اگرچہ بہت سے محققین نے شہد والے واقعے کو ترجیح دی ہے۔ ② لونڈی کے لیے باری مقرر نہیں ہوتی۔ دل جوئی کے لیے قسم کھائی کہ اب یہ لونڈی مجھ پر حرام ہے۔ اسی طرح کی تفصیل فتح الباری، تفسیر سورۂ تحریم اور کئی دوسری کتب میں بھی موجود ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس لونڈی کو آپ نے اپنے اوپر حرام قرار دیا تھا، وہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا تھیں جو نبی ﷺ کے لخت جگر حضرت ابراہیم کی والدہ ماجدہ تھیں۔ ہوا یوں کہ حضرت ماریہ ایک مرتبہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

---

۳٤۱۱- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ۸۹۰۷، وصححه الحافظ في فتح الباري: ۹/ ۳۷٦، وأخرجه الحاكم: ۲/ ٤۹۳ من طريق سليمان بن المغيرة عن ثابت به، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

کے گھر گئی تھیں جبکہ حضرت حفصہ اس وقت خود تو گھر میں موجود نہ تھیں لیکن رسول اللہ ﷺ ان کے گھر میں موجود تھے کیونکہ یہ انھی کی باری کا دن تھا۔ اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ماریہ ؓ کے ساتھ خلوت اختیار کیے ہوئے تھے کہ سیدہ حفصہ بھی آ گئیں۔ انھیں نبی ﷺ کا حضرت ماریہ کے ساتھ اپنے گھر میں خلوت میں دیکھنا ناگوار گزرا' اس بات کو خود رسول اللہ ﷺ نے بھی محسوس فرمایا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے حضرت حفصہ ؓ کی دل جوئی کی خاطر اور انھیں راضی کرنے کے لیے قسم کھائی کہ ماریہ آج سے مجھ پر حرام ہے اور ساتھ ہی حضرت حفصہ کو فرمایا کہ اس بات کی خبر کسی کو نہ دینا۔ لیکن انھوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ کو اس واقعے سے آگاہ کر دیا۔ چنانچہ اس بات پر انھیں توبہ کرنے کی تنبیہ کی گئی۔ سورۂ تحریم کا ایک سبب نزول یہ واقعہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تفسیر احسن البیان' تفسیر سورۂ تحریم) ویسے بھی لونڈی کے ساتھ صحبت کرنے پر نہ شرعاً کوئی پابندی ہے اور نہ اخلاقاً ہی یہ کوئی حرج والی اور معیوب بات ہے' اس لیے نبی ﷺ کا یہ فعل قطعاً قابل اعتراض نہیں ہے۔ علاوہ ازیں باری کا تعلق آزاد بیوی سے ہوتا ہے' اگرچہ آپ پر باری کی پابندی شرعاً لازم نہیں تھی لیکن پھر بھی آپ نے اپنے طور پر ازواج مطہرات ؓ کی باریاں مقرر کر رکھی تھیں۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ ؓ کی تالیف قلب کے لیے لونڈی کو حرام کر لیا مگر یہ شرعاً درست نہ تھا' اس لیے اللہ تعالیٰ نے اصلاح فرمائی... ﷺ... اور راز افشا کرنے پر دونوں ازواج مطہرات ؓ کو توبہ کی تلقین فرمائی۔

٣٤١٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيٰى، - هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ - عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ: أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِلْتَمَسْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَدْخَلْتُ يَدِي فِي شَعْرِهِ فَقَالَ: «قَدْ جَاءَكِ شَيْطَانُكِ». فَقُلْتُ: أَمَا لَكَ شَيْطَانٌ؟ فَقَالَ: «بَلٰى! وَلٰكِنَّ اللهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمُ».

٣٤١٢- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ (رات کو) میں رسول اللہ ﷺ کو ڈھونڈنے لگی۔ تو میں نے اپنا ہاتھ آپ کے (سر کے) بالوں میں داخل کر دیا۔ آپ نے فرمایا: ''تیرے پاس تیرا شیطان آ گیا؟'' میں نے عرض کیا: کیا آپ کے لیے کوئی شیطان نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کیوں نہیں؟ (میرے ساتھ بھی شیطان ہے) لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد فرمائی ہے' لہٰذا میں (اس کے اثرات سے) محفوظ رہتا ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① رات کو گھروں میں اندھیرا ہوتا تھا۔ روشنی کا انتظام نہیں ہوتا تھا۔ حضرت عائشہ ؓ کو آپ قریب محسوس نہ ہوئے تو انھوں نے ادھر ادھر ہاتھ مارنے شروع کر دیے تا کہ آپ کو ٹٹولیں۔ انھیں وسوسہ ہوا کہ کہیں آپ اٹھ کر کسی اور بیوی کے گھر نہ چلے گئے ہوں۔ تبھی آپ نے شیطان کا ذکر فرمایا کیونکہ یہ وسوسہ

---

٣٤١٢ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٨٩٠٨، وللحديث طرق أخرى. ☆ الليث هو ابن سعد.

شیطان کی طرف سے تھا۔ ② "کیوں نہیں؟" فطری طور پر ہر انسان میں گناہ کا مادہ ہوتا ہے' قرآن کریم میں ہے: ﴿فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَ تَقْوٰهَا﴾ (الشمس:٩١/٨) وہ شیطانی وساوس کی آماجگاہ ہے اور اس سے غلطی کا صدور ممکن ہے مگر جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے' جیسے اللہ تعالیٰ نے انبیاء ﷺ اور خصوصاً خاتم النبیین ﷺ کو شیطانی اثرات سے مکمل طور پر محفوظ فرما دیا تھا۔ ان کے معصوم ہونے کا بھی یہی مطلب ہے۔ ③ "میں محفوظ رہتا ہوں" بعض حضرات نے ماضی کے معنی کیے ہیں "میرا شیطان میرا مطیع ہو گیا ہے" اس لیے وہ مجھے راہ راست سے ہٹانے کی قدرت نہیں رکھتا۔ واللہ أعلم.

٣٤١٣- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِقْسَمِيُّ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَقَدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ ذَهَبَ إِلٰى بَعْضِ نِسَائِهِ فَتَجَسَّسْتُهُ، فَإِذَا هُوَ رَاكِعٌ أَوْ سَاجِدٌ يَقُولُ: «سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ» فَقُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي! إِنَّكَ لَفِي شَأْنٍ وَإِنِّي لَفِي شَأْنٍ آخَرَ.

٣٤١٣- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو موجود نہ پایا تو میں نے سمجھا کہ آپ اپنی کسی بیوی کے ہاں چلے گئے ہیں۔ میں نے آپ کو ٹٹولنا شروع کیا تو پتہ چلا کہ آپ تو رکوع یا سجدے کی حالت میں ہیں۔ آپ پڑھ رہے تھے: [سُبْحَانَكَ وَ بِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ] "اے اللہ! تو اپنی خوبیوں سمیت پاک ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔" میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کیسے حال میں ہیں اور میں کن تصورات میں غلطاں ہوں۔

فائدہ: "غلطاں ہوں" یعنی آپ اپنے اللہ سے لو لگائے ہوئے ہیں اور میں سمجھ رہی تھی کہ آپ اپنی کسی اور بیوی کے ہاں ہیں۔ یہ بدگمانی تھی جو ممنوع ہے۔

٣٤١٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِفْتَقَدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ ذَهَبَ إِلٰى بَعْضِ نِسَائِهِ

٣٤١٤- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو (اپنے قریب) موجود نہ پایا تو میں نے سمجھا آپ اپنی کسی اور بیوی کے پاس چلے گئے ہیں۔ میں نے (باہر نکل کر) آپ کو ڈھونڈا' پھر واپس آئی تو آپ رکوع یا سجدے کی حالت

---

٣٤١٣- [صحيح] تقدم، ح: ١١٣٢، وهو في الكبرى، ح: ٨٩٠٩.

٣٤١٤- [صحيح] تقدم، ح: ١١٣٢، وهو في الكبرى، ح: ٨٩١٠.

فَتَجَسَّسْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ، فَإِذَا هُوَ رَاكِعٌ أَوْ سَاجِدٌ يَقُولُ: «سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ» فَقُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي! إِنَّكَ لَفِي شَأْنٍ وَإِنِّي لَفِي شَأْنٍ آخَرَ.

میں تھے اور پڑھ رہے تھے: [سُبْحَانَكَ وَ بِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ] ''اے اللہ! تو اپنی تمام خوبیوں سمیت پاک ہے۔ تیرے سوا کوئی برحق معبود نہیں۔'' میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کس حال میں ہیں اور میں کس خیال میں۔

فوائد و مسائل: ① ''محسوس نہ کیا'' گویا نیند سے اچانک جاگیں تو آپ پاس نہ تھے۔ آپ نماز آہستہ پڑھ رہے تھے تاکہ ان کی نیند خراب نہ ہو۔ انھوں نے سمجھا کہ آپ کمرے میں نہیں۔ حجرے سے باہر نکل گئیں اور سن گن لی کہ کسی حجرے سے آپ کی آواز سنائی دے۔ ② ''رکوع یا سجدے میں'' گویا ان کی واپسی پر آپ نے سمجھ لیا کہ یہ مجھے تلاش کرتی پھر رہی ہیں' لہٰذا آپ نے اونچی آواز میں پڑھنا شروع کر دیا۔ چونکہ مذکورہ دعا رکوع یا سجدے ہی میں ہو سکتی ہے' اس لیے اندازہ لگایا کہ آپ رکوع یا سجدے میں ہیں۔

٣٤١٥- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَثِيرٍ: أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَعَنِّي؟ قُلْنَا: بَلٰى! قَالَتْ: لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِي انْقَلَبَ فَوَضَعَ نَعْلَيْهِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَوَضَعَ رِدَاءَهُ وَبَسَطَ إِزَارَهُ عَلٰى فِرَاشِهِ وَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا رَيْثَمَا ظَنَّ أَنِّي قَدْ رَقَدْتُ، ثُمَّ انْتَعَلَ رُوَيْدًا وَأَخَذَ رِدَاءَهُ رُوَيْدًا، ثُمَّ فَتَحَ الْبَابَ رُوَيْدًا وَخَرَجَ وَأَجَافَهُ رُوَيْدًا، وَجَعَلْتُ دِرْعِي فِي رَأْسِي فَاخْتَمَرْتُ وَتَقَنَّعْتُ إِزَارِي وَانْطَلَقْتُ فِي إِثْرِهِ، حَتّٰى جَاءَ الْبَقِيعَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ

٣٤١٥- محمد بن قیس سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: کیا میں تمھیں نبی ﷺ کا اور اپنا ایک واقعہ نہ بیان کروں؟ ہم نے کہا: کیوں نہیں؟ (ضرور بیان کریں۔) وہ فرمانے لگیں: ایک رات جب میری باری تھی تو آپ (عشاء کی نماز سے) واپس تشریف لائے تو اپنے جوتے اتار کر اپنے پاؤں کے قریب رکھ لیے' اپنی چادر اتاری اور اپنا تہ بند بستر پر بچھا لیا اور اتنی دیر لیٹے رہے کہ آپ نے سمجھا میں سو گئی ہوں' پھر آپ نے چپکے سے جوتے پہنے اور ہولے سے اپنی چادر اٹھائی اور ہلکے سے دروازہ کھول کر نکل گئے اور بغیر آہٹ کیے دروازہ بند کر دیا۔ میں نے فوراً قمیص پہنی' اوڑھنی لی' تہبند کسا اور آپ کے پیچھے ہو لی۔ یہاں تک کہ آپ بقیع الغرقد میں پہنچ گئے اور تین دفعہ آپ نے

٣٤١٥- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٠٣٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٩١١.

مَرَّاتٍ وَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ انْحَرَفَ وَانْحَرَفْتُ، فَأَسْرَعَ فَأَسْرَعْتُ، فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ، فَأَحْضَرَ فَأَحْضَرْتُ، وَسَبَقْتُهُ فَدَخَلْتُ، وَلَيْسَ إِلَّا أَنِ اضْطَجَعْتُ فَدَخَلَ فَقَالَ: «مَا لَكِ يَا عَائِشُ! رَابِيَةً؟» قَالَ سُلَيْمَانُ: حَسِبْتُهُ قَالَ: حَشْيَا قَالَ: لَتُخْبِرِنِّي أَوْ لَيُخْبِرَنِّي اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ قَالَ: «أَنْتِ السَّوَادُ الَّذِي رَأَيْتُ أَمَامِي؟» قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَتْ: فَلَهَدَنِي لَهْدَةً فِي صَدْرِي أَوْجَعَتْنِي قَالَ: «أَظَنَنْتِ أَنْ يَحِيفَ اللهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ» قَالَتْ: مَهْمَا يَكْتُمُ النَّاسُ فَقَدْ عَلِمَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: «نَعَمْ» قَالَ: «فَإِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَانِي حِينَ رَأَيْتِ وَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ فَنَادَانِي وَأَخْفَى مِنْكِ، فَأَجَبْتُهُ وَأَخْفَيْتُهُ مِنْكِ وَظَنَنْتُ أَنَّكِ قَدْ رَقَدْتِ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَكِ وَخَشِيتُ أَنْ تَسْتَوْحِشِي، فَأَمَرَنِي أَنْ آتِيَ أَهْلَ الْبَقِيعِ فَأَسْتَغْفِرَ لَهُمْ» خَالَفَهُ حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ فَقَالَ: عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ.

اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے (اور دعا کی)' آپ بہت دیر کھڑے رہے' پھر آپ واپس مڑے تو میں بھی مڑی' آپ کچھ تیز ہوئے تو میں بھی تیز چلنے لگی' آپ بھاگنے لگے تو میں بھی بھاگی۔ پھر آپ نے دوڑ لگا دی تو میں نے بھی دوڑ لگا دی۔ اور میں آپ سے پہلے پہنچ گئی۔ میں حجرے میں داخل ہوکر ابھی لیٹی ہی تھی کہ آپ آ پہنچے اور فرمایا: ''عائشہ! تجھے کیا ہوا ہے؟ پیٹ پھولا ہوا ہے اور سانس چڑھا ہوا ہے؟ مجھے بتا دے ورنہ باریک بین اور خبردار (اللہ) مجھے بتا دے گا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' پھر میں نے آپ کو پوری بات بتا دی۔ آپ نے فرمایا: ''تو ہی وہ سایہ تھا جو میں نے اپنے آگے آگے دیکھا؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے زور سے میرے سینے میں ہاتھ مارا جس سے مجھے سخت تکلیف ہوئی۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تو سمجھتی تھی کہ اللہ اور اس کا رسول تجھ پر ظلم کریں گے؟'' حضرت عائشہ نے کہا: لوگ جس قدر بھی بات چھپائیں اللہ تعالیٰ جان ہی لیتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''بالکل۔'' آپ نے فرمایا: ''جب تو نے (مجھے اٹھتے) دیکھا تھا اس وقت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے۔ چونکہ تو کپڑے اتار چکی تھی' اس لیے وہ اندر نہیں آ سکتے تھے۔ انھوں نے تجھ سے چھپا کر مجھے آواز دی۔ میں نے بھی تجھ سے چھپا کر انھیں جواب دیا۔ میں سمجھتا تھا کہ تو سو چکی ہے' لہٰذا میں نے تجھے جگانا مناسب نہ سمجھا کیونکہ مجھے خطرہ تھا کہ تو اکیلی ڈرے گی۔ انھوں نے مجھے حکم دیا کہ میں بقیع والوں کے پاس جاؤں اور ان کے لیے بخشش کی دعا کروں۔''

حجاج بن محمد نے (اس حدیث کے راوی) ابن وہب کی مخالفت کی ہے۔ اس نے سند یوں بیان کی ہے: عن ابن جریج، عن ابن ابی ملیکہ، عن محمد بن قیس۔ (جب کہ ابن وہب نے ابن جریج اور محمد بن قیس کے درمیان عبداللہ بن کثیر کا واسطہ بیان کیا ہے۔)

فائدہ: یہ روایت پیچھے تفصیلاً گزر چکی ہے۔ حدیث نمبر: ۲۰۳۹ دیکھیے۔

٣٤١٦- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ الْمِصِّيصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ أَخْبَرَنِي أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تُحَدِّثُ قَالَتْ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قُلْنَا: بَلٰى! قَالَتْ: لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِي الَّتِي هُوَ عِنْدِي - تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ - انْقَلَبَ فَوَضَعَ نَعْلَيْهِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَوَضَعَ رِدَاءَهُ وَبَسَطَ طَرَفَ إِزَارِهِ عَلٰى فِرَاشِهِ، فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا رَيْثَمَا ظَنَّ أَنِّي قَدْ رَقَدْتُ، ثُمَّ انْتَعَلَ رُوَيْدًا وَأَخَذَ رِدَاءَهُ رُوَيْدًا، ثُمَّ فَتَحَ الْبَابَ رُوَيْدًا وَخَرَجَ وَأَجَافَهُ رُوَيْدًا، وَجَعَلْتُ دِرْعِي فِي رَأْسِي وَاخْتَمَرْتُ وَتَقَنَّعْتُ إِزَارِي فَانْطَلَقْتُ فِي إِثْرِهِ، حَتّٰى جَاءَ الْبَقِيعَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ انْحَرَفَ فَانْحَرَفْتُ، فَأَسْرَعَ فَأَسْرَعْتُ،

۳۴۱۶- حضرت محمد بن قیس بن مخرمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ کو حدیث بیان کرتے ہوئے سنا، انھوں نے فرمایا: کیا میں تمھیں اپنا اور نبی ﷺ کا ایک واقعہ نہ بیان کروں؟ ہم نے کہا: کیوں نہیں! (ضرور بیان فرمائیں۔) تو انھوں نے فرمایا: ایک رات جب نبی ﷺ نے میرے ہاں رات گزارنی تھی، آپ (عشاء کی نماز پڑھ کر) تشریف لائے، آپ نے اپنے جوتے (اتار کر) اپنے پاؤں کے قریب رکھ لیے، اپنی (اوپر والی) چادر اتاری اور اپنے تہبند کا ایک کنارہ اپنے بستر پر بچھا لیا۔ آپ اتنی دیر لیٹے رہے کہ آپ نے سمجھا میں سوگئی ہوں (حالانکہ میں جاگتی تھی)۔ پھر آپ نے چپکے سے جوتے پہنے، آہستہ سے چادر پکڑی، ہولے سے دروازہ کھول کر نکلے اور ہلکے سے دروازہ بند کر دیا۔ میں نے قمیص پہنی، اوڑھنی لی اور تہبند باندھا اور آپ کے پیچھے چل دی، حتی کہ آپ بقیع میں پہنچ گئے۔ آپ نے تین دفعہ (بار بار دعا کے لیے) اپنے ہاتھ اٹھائے اور بہت دیر تک کھڑے رہے، پھر آپ واپس مڑے،

٣٤١٦- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٠٣٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٨٩١٢.

فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ، فَأَحْضَرَ فَأَحْضَرْتُ، وَسَبَقْتُهُ فَدَخَلْتُ، فَلَيْسَ إِلَّا أَنَّهُ اضْطَجَعْتُ فَدَخَلَ فَقَالَ: «مَا لَكِ يَا عَائِشَةُ! حَشْيَا رَابِيَةً؟» قَالَتْ: لَا، قَالَ: «لَتُخْبِرِنِّي أَوْ لَيُخْبِرَنِّي اللهُ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي! فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ، قَالَ: «فَأَنْتِ السَّوَادُ الَّذِي رَأَيْتُهُ أَمَامِي؟» قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَتْ: فَلَهَزَنِي فِي صَدْرِي لَهْزَةً أَوْجَعَتْنِي، ثُمَّ قَالَ: «أَظَنَنْتِ أَنْ يَحِيفَ اللهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ؟» قَالَتْ: مَهْمَا يَكْتُمُ النَّاسُ فَقَدْ عَلِمَهُ اللهُ، قَالَ: «نَعَمْ» قَالَ: «فَإِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَانِي حِينَ رَأَيْتِ وَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ، فَنَادَانِي فَأَخْفَى مِنْكِ، فَأَجَبْتُهُ فَأَخْفَيْتُ مِنْكِ، فَظَنَنْتُ أَنْ قَدْ رَقَدْتِ وَخَشِيتُ أَنْ تَسْتَوْحِشِي، فَأَمَرَنِي أَنْ آتِيَ أَهْلَ الْبَقِيعِ فَأَسْتَغْفِرَ لَهُمْ» رَوَاهُ عَاصِمٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ عَائِشَةَ عَلَى غَيْرِ هٰذَا اللَّفْظِ.

میں بھی مڑی' آپ کچھ تیز ہوئے تو میں بھی تیز ہو لی' آپ بھاگنے لگے' میں بھی بھاگنے لگی۔ آپ نے دوڑ لگا دی' میں نے بھی دوڑ لگا دی اور میں آپ سے پہلے گھر میں داخل ہو گئی۔ ابھی میں لیٹی ہی تھی کہ آپ بھی پہنچ گئے اور فرمایا: ''عائشہ! تجھے کیا ہوا؟ تیرا پیٹ پھولا ہوا ہے اور سانس چڑھا ہوا ہے؟'' میں نے کہا: کچھ بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے بتا دے ورنہ باریک بین خبر رکھنے والا (اللہ) مجھے بتا دے گا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' پھر میں نے آپ کو پورا واقعہ بتا دیا۔ آپ نے فرمایا: ''اچھا تو ہی وہ سایہ تھا جسے میں نے اپنے آگے آگے دیکھا؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے میرے سینے میں اس زور سے ہاتھ مارا کہ مجھے بہت تکلیف ہوئی۔ پھر آپ نے مجھے فرمایا: ''کیا تو نے سمجھا کہ اللہ اور اس کا رسول تجھ پر ظلم کریں گے؟'' میں نے کہا: لوگ اللہ تعالیٰ سے جس قدر بھی بات چھپائیں' اللہ جان ہی لیتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''بالکل۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''جب تو نے (مجھے اٹھتے) دیکھا تھا' اس وقت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے لیکن وہ اندر نہیں آ سکتے تھے کیونکہ تو اپنے کپڑے اتار چکی تھی۔ چنانچہ انھوں نے تجھ سے چھپاتے ہوئے مجھے آہستہ سے آواز دی اور میں نے بھی تجھ سے چھپاتے ہوئے آہستہ سے جواب دیا۔ میرا خیال تھا کہ تو سو چکی ہے اور مجھے خطرہ تھا کہ (اگر تجھے جگا دیا تو) تو اکیلی ڈرے گی۔ تو انھوں نے مجھے حکم دیا کہ میں بقیع والوں کے پاس جا کر ان کے لیے بخشش کی دعا کروں۔''

اس روایت کو عاصم نے عن عبداللہ بن عامر عن عائشہ کی سند سے کچھ مختلف الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔

٣٤١٧- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَقَدْتُهُ مِنَ اللَّيْلِ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

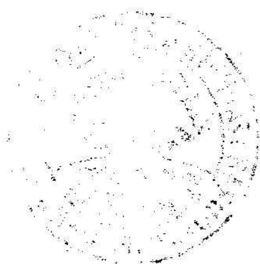
۳۴۱۷-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک رات آپ ﷺ کو موجود نہ پایا۔ (پھر راوی نے پوری حدیث بیان کی۔)

فوائد ومسائل: ① یہ دو حدیثیں (۱۶-۳۴۱۵) فصاحت و بلاغت کا شہ پارہ ہیں جو حضرت عائشہ ؓ کی امتیازی خصوصیت ہے۔ حضرت عائشہ کی روایات جس قدر طویل ہوں گی' ان میں فصاحت و بلاغت اسی حساب سے عروج کو پہنچتی جائے گی۔ ایک ادیب شخص حضرت عائشہ ؓ کی روایات کو عبارت سے بخوبی پہچان سکتا ہے۔ رضي الله تعالى عنها. ② غیرت سے متعلقہ روایات تمام کی تمام حضرت عائشہ ؓ سے متعلق ہیں کیونکہ انھیں نبی اکرم ﷺ سے شدید محبت تھی' جیسے آپ کو ان سے تھی۔ ایسی صورت میں غیرت لازمی چیز ہے جو معمولی معمولی باتوں پر بھی ہوتی ہے۔ محبت والے بخوبی اس کو سمجھتے ہیں۔






٣٤١٧- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء فيما يقال إذا دخل المقابر، ح: ١٥٤٦ من حديث شريك ابن عبدالله القاضي به، والحديث السابق شاهد له * عاصم هو ابن عبيدالله.



# طلاق کا مفہوم ومعنی

طلاق عقد نکاح کی ضد ہے۔ عقد کے معنی ہیں گرہ دینا۔ اور طلاق کے معنی ہیں گرہ کھول دینا۔ اس لحاظ سے نکاح کی مشروعیت کے ساتھ ساتھ طلاق کی مشروعیت بھی ضروری تھی کیونکہ بسا اوقات نکاح موافق نہیں رہتا بلکہ مضر بن جاتا ہے تو پھر طلاق ہی اس کا علاج ہے۔ البتہ بلا وجہ طلاق دینا گناہ ہے۔ اس کے بغیر گزارہ ہو سکے تو کرنا چاہیے۔ یہ آخری چارۂ کار ہے۔ طلاق ضرورت کے مطابق مشروع ہے۔ جہاں ایک طلاق سے ضرورت پوری ہوتی ہو وہاں ایک سے زائد منع ہیں۔ چونکہ طلاق بذات خود کوئی اچھا فعل نہیں' اس لیے شریعت نے طلاق کے بعد بھی کچھ مدت رکھی ہے کہ اگر کوئی جلد بازی یا جذبات یا مجبوری میں طلاق دے بیٹھے تو وہ اس مدت کے دوران میں رجوع کر سکتا ہے۔ اس مدت کو عدت کہتے ہیں۔ البتہ وہ طلاق شمار ہوگی۔ شریعت ایک طلاق سے نکاح ختم نہیں کرتی بشرطیکہ عدت کے دوران میں رجوع ہو جائے بلکہ تیسری طلاق سے نکاح ختم ہوتا ہے۔ اس کے بعد رجوع یا نکاح کی گنجائش نہیں رہتی۔ یاد رہے کہ طلاق اور رجوع خالص مرد کا حق ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

## (المعجم ٢٧) - كِتَابُ الطَّلَاقِ (التحفة ١٠)

## طلاق سے متعلق احکام ومسائل

### (المعجم ١) - بَابُ وَقْتِ الطَّلَاقِ لِلْعِدَّةِ الَّتِي أَمَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ (التحفة ١)

### باب:۱-اس عدت میں طلاق دینے کا وقت جو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کے لیے مقرر فرمائی ہے

٣٤١٨- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ السَّرْخَسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ [بْنِ عُمَرَ] قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ: أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَاسْتَفْتَى عُمَرُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ عَبْدَاللهِ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، فَقَالَ: «مُرْ عَبْدَ اللهِ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يَدَعْهَا حَتَّى تَطْهُرَ مِنْ حَيْضَتِهَا هٰذِهِ، ثُمَّ تَحِيضَ حَيْضَةً أُخْرٰى، فَإِذَا طَهُرَتْ فَإِنْ شَاءَ فَلْيُفَارِقْهَا قَبْلَ أَنْ يُجَامِعَهَا، وَإِنْ شَاءَ فَلْيُمْسِكْهَا، فَإِنَّهَا الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ».

۳۴۱۸-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی۔ (ان کے والد محترم) حضرت عمر ؓ نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا تو کہا: (میرے بیٹے) عبداللہ نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”عبداللہ سے کہو کہ اس سے رجوع کرے، پھر اسے چھوڑے رکھے حتی کہ وہ اپنے حیض سے پاک ہو جائے، پھر اسے دوسرا حیض آئے، پھر جب وہ حیض سے پاک ہو تو اگر چاہے تو اسے جماع کرنے سے قبل طلاق دے دے اور اگر چاہے تو اسے اپنے نکاح میں رکھے۔ بلاشبہ یہ ہے وہ صحیح وقت جو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کے لیے مقرر کیا ہے۔“

---

٣٤١٨ـ أخرجه مسلم، (انظر الحديث الآتي بعده)، ح: ١٤٧١/ ٢ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٨٢.

**فوائد و مسائل:** ① حیض کی حالت بدبو اور گندگی کی حالت ہوتی ہے۔ اس میں جماع منع ہے' لہٰذا اس حالت میں مرد کو بیوی سے رغبت نہیں ہوتی۔ ممکن ہے ایسی حالت میں کوئی شخص طلاق دینے میں جلد بازی کرے' اس لیے شریعت نے ایسی حالت میں طلاق دینے سے منع فرمایا ہے۔ اگر کوئی شخص اس غلطی کا ارتکاب کرے تو اسے رجوع کرنا ہوگا' البتہ وہ طلاق شمار ہوگی' رجوع کرے یا نہ کرے۔ لیکن اگر وہ تیسری طلاق نہیں تو اس سے نکاح ختم نہیں ہوگا۔ اگر تیسری ہے تو رجوع کی اجازت نہیں ہوگی' نکاح ختم۔ ② معلوم ہوا طلاق دینے کا صحیح وقت طہر کی حالت ہے جس میں جماع نہ کیا گیا ہو۔

٣٤١٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَأَلَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لْيُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ، ثُمَّ تَحِيضَ ثُمَّ تَطْهُرَ، ثُمَّ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ بَعْدُ، وَإِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ، فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ».

۳۴۱۹- حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی تھی۔ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے کہو کہ اس سے رجوع کرے' پھر اسے اپنے پاس رکھے حتی کہ وہ پاک ہو' پھر اسے حیض آئے' پھر وہ پاک ہو۔ اب اس کے بعد اگر وہ چاہے تو اسے رکھے اور چاہے تو جماع سے پہلے طلاق دے دے۔ یہ وہ صحیح وقت ہے جو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کے لیے مقرر فرمایا ہے۔''

٣٤٢٠- أَخْبَرَنِي كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ قَالَ: سُئِلَ الزُّهْرِيُّ: كَيْفَ الطَّلَاقُ

۳۴۲۰- حضرت زہری سے پوچھا گیا کہ صحیح وقت پر طلاق کا کیا طریقہ ہے؟ انھوں نے کہا: مجھے حضرت سالم نے (اپنے والد محترم) حضرت عبداللہ بن عمر ؓ

---

٣٤١٩_ أخرجه البخاري، الطلاق، باب وقول الله تعالى: "يأيها النبي إذا طلقتم النساء ... الخ"، ح: ٥٢٥١، ومسلم، الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها ... الخ، ح: ١٤٧١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٥٧٦، والكبرى، ح: ٥٥٨٣.

٣٤٢٠_ أخرجه مسلم، ح: ١٤٧١/ ٤ب من حديث محمد بن الوليد الزبيدي به، وانظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥٥٨٤.

لِلْعِدَّةِ؟ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: طَلَّقْتُ امْرَأَتِي فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَتَغَيَّظَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ فَقَالَ: «لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكْهَا حَتّٰى تَحِيضَ حَيْضَةً وَتَطْهُرَ، فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُطَلِّقَهَا طَاهِرًا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا فَذَاكَ الطَّلَاقُ لِلْعِدَّةِ كَمَا أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ». قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: فَرَاجَعْتُهَا وَحَسِبْتُ لَهَا التَّطْلِيقَةَ الَّتِي طَلَّقْتُهَا.

سے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تو رسول اللہ ﷺ اس پر غصے ہوئے اور فرمایا: ”وہ اس سے رجوع کرے، پھر اسے اپنے پاس رکھے حتی کہ اسے ایک اور حیض آئے، پھر وہ پاک ہو۔ اب اگر اس کا خیال بنے تو طہر کی حالت میں بغیر جماع کیے اسے طلاق دے دے۔ یہ صحیح وقت پر طلاق ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا ہے۔“ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی بیوی سے رجوع کر لیا، اور جو طلاق میں نے اسے (حیض کی حالت میں) دی تھی، وہ طلاق ہی سمجھی۔

فائدہ: جمہور اہل علم کا یہی مسلک ہے کہ حیض کی حالت میں طلاق اگرچہ گناہ اور ممنوع ہے اور اس سے رجوع ضروری ہے مگر ایسی طلاق کو ایک طلاق شمار کیا جائے گا۔ مزید دو طلاقیں رہ جاتی ہیں۔ البتہ بعض محققین نے ایسی طلاق کو کالعدم قرار دیا ہے کیونکہ اس سے رجوع ضروری ہے، نیز رسول اللہ ﷺ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ایک کی بجائے دو طلاقوں کا مشورہ نہ دے سکتے تھے۔ عقلاً اگرچہ یہ بات قوی معلوم ہوتی ہے مگر متعلقہ احادیث کے الفاظ اور صحابہ و تابعین کے اقوال، نیز محدثین و فقہاء کے مذاہب اس کے خلاف ہیں۔ شاذ لوگ ہی اس طرف گئے ہیں۔ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس عقلی مسلک کے قائل ہیں۔ واللہ أعلم.

٣٤٢١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَيْمَنَ يَسْأَلُ ابْنَ عُمَرَ وَأَبُو الزُّبَيْرِ يَسْمَعُ: كَيْفَ

۳۴۲۱- حضرت ابو زبیر کی موجودگی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ کا اس آدمی کے بارے میں کیا خیال ہے جس نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی؟ وہ فرمانے لگے: عبداللہ بن عمر نے اپنی بیوی کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں حیض

٣٤٢١- أخرجه مسلم، الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها... الخ، ح: ١٤٧١/ ١٤ من حديث حجاج بن محمد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٨٥.

تَرٰى فِي رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ حَائِضًا؟ فَقَالَ لَهُ: طَلَّقَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَأَلَ عُمَرُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِيُرَاجِعْهَا» فَرَدَّهَا عَلَيَّ، قَالَ: «إِذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْ أَوْ لِيُمْسِكْ» قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ فِي قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ» [الطلاق: ١].

کی حالت میں طلاق دے دی تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو (یوں) کہا: عبداللہ بن عمر نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے چاہیے کہ وہ اس سے رجوع کرے۔'' اور آپ نے میری بیوی میرے پاس بھیج دی اور فرمایا: ''جب یہ حیض سے پاک ہو تو پھر طلاق دے یا اپنے نکاح میں رکھے۔'' پھر نبی ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ......﴾ ''اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دینے لگو تو انھیں ان کی عدت کے شروع وقت میں طلاق دو۔''

فوائد ومسائل: ① [فِي قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ] یہ جملہ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس کی قراءت کے مطابق سورۂ طلاق کی پہلی آیت کا حصہ ہے، یعنی وہ اسے لِعِدَّتِهِنَّ کی جگہ قراءت کرتے تھے۔ لیکن یہ قراءت شاذ ہے، تاہم یہ جملہ نبی ﷺ سے مرفوعاً صحیح ثابت ہے اور حجت ہے جس سے آیت کا مفہوم متعین ہو جاتا ہے، یعنی تم عورتوں کو طلاق دینے لگو تو انھیں عدت کے آغاز، یعنی طہر میں طلاق دو۔ ② چونکہ عدت حیض سے شمار ہوتی ہے، لہٰذا حیض کی حالت میں طلاق سے عدت صحیح نہیں شروع ہو سکے گی۔ اگر وہ حیض شمار کریں گے تو عدت کم ہو جائے گی اور اگر اسے شمار نہیں کریں گے تو عدت لمبی ہو جائے گی، لہٰذا طلاق طہر میں ہونی چاہیے تاکہ حیض سے عدت شروع ہو سکے۔

٣٤٢٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ ٱلنِّسَآءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ [الطلاق: ١] قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ

٣٤٢٢- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ میں ﴿لِعِدَّتِهِنَّ﴾ سے مراد قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ ہے، یعنی عدت کے آغاز میں (طلاق دو)۔

---

٣٤٢٢- [إسناده صحيح] أخرجه الطبري في تفسيره: ٢٨/ ٨٤ من حديث محمد بن جعفر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٨٦.

عَنْهُ : قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ .

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مطلب یہ ہے کہ طلاق عدت سے پہلے پہلے ہونی چاہیے یعنی طہر میں کیونکہ عدت کا آغاز حیض سے ہوتا ہے۔ اگر طلاق حیض میں ہوئی تو وہ عدت کے دوران میں ہوگی جو درست نہیں۔

## (المعجم ٢) - بَابُ طَلَاقِ السُّنَّةِ (التحفة ٢)

## باب:۲-طلاق سنت کا بیان

٣٤٢٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ قَالَ: طَلَاقُ السُّنَّةِ تَطْلِيقَةٌ وَهِيَ طَاهِرٌ فِي غَيْرِ جِمَاعٍ، فَإِذَا حَاضَتْ وَطَهُرَتْ طَلَّقَهَا أُخْرٰى، فَإِذَا حَاضَتْ وَطَهُرَتْ طَلَّقَهَا أُخْرٰى، ثُمَّ تَعْتَدُّ بَعْدَ ذٰلِكَ بِحَيْضَةٍ. قَالَ الْأَعْمَشُ: سَأَلْتُ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

۳۴۲۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ طلاق سنت یہ ہے کہ طہر کی حالت میں جماع کیے بغیر ایک طلاق دی جائے' پھر جب وہ حیض کے بعد پاک ہو تو اسے دوسری طلاق دے دے' پھر جب اسے حیض آئے اور وہ حیض سے پاک ہو جائے تو اسے تیسری طلاق دے دے' پھر اس کے بعد وہ عورت ایک حیض عدت گزارے گی۔ (راوئ حدیث) حضرت اعمش نے کہا: میں نے حضرت ابراہیم نخعی سے پوچھا تو انھوں نے بھی ایسے ہی کہا۔

فائدہ: احناف حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مذکورہ قول کی وجہ سے مذکورہ طریقے سے تین طلاقیں دینے ہی کو طلاق سنت سمجھتے ہیں' حالانکہ یہ عجیب طلاق سنت ہے جس نے یک لخت ایک عورت کو حرام کر کے چھوڑا' نیز طلاق تو ایک بھی ممدوح نہیں چہ جائیکہ بلاضرورت پے در پے تین طلاقیں دے دی جائیں' پھر سوچنے کی بات ہے کہ جب ایک طلاق سے عورت خاوند سے جدا ہو سکتی ہے تو کیا ضرورت ہے کہ تین سے پہلے بس نہ کی جائے' لہٰذا یہ طلاق سنت نہیں ہو سکتی۔ طلاق سنت یہ ہے کہ بیوی کو طہر کی حالت میں' بغیر جماع کیے' ایک طلاق دی جائے اور پھر عدت گزرنے کا انتظار کیا جائے۔ ممکن ہو تو عدت کے دوران میں رجوع کر لیا جائے ورنہ رہنے دیا جائے تاکہ اگر بعد میں اتفاق ہو جائے تو نیا نکاح ہو سکے۔ یہ قول بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس طلاق کو دلائل کے ساتھ طلاق السنہ ثابت کیا ہے' لہٰذا اسی قول کو اخذ کرنا

---

٣٤٢٣_[حسن] أخرجه ابن ماجه، الطلاق، باب طلاق السنة، ح: ٢٠٢١ من حديث حفص به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٨٧، وصححه ابن حزم في المحلٰى: ١٠/ ١٧٢ مسئلة: ١٩٤٩، وللحديث شواهد عند ابن أبي شيبة وغيره. * أبوإسحاق عنعن.

چاہیے تاکہ دوران عدت رجوع اور بعد از عدت نکاح جدید کا راستہ باقی رہے۔ جمہور کا مسلک بھی یہی ہے اور یہی درست ہے۔ ہاں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پہلے قول میں مذکور صورت کو طلاق سنت کہنے کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ یہ صورت بھی جائز ہے اگرچہ یہ بہتر نہیں۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک تو طلاق پر طلاق واقع ہی نہیں ہوتی کیونکہ یہ بے فائدہ ہے مگر جمہور اہل علم اس کے وقوع کے قائل ہیں۔ اور یہی بات صحیح ہے۔ واللہ أعلم.

٣٤٢٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: طَلَاقُ السُّنَّةِ أَنْ يُطَلِّقَهَا طَاهِرًا فِي غَيْرِ جِمَاعٍ.

۳۴۲۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ طلاق سنت یہ ہے کہ عورت کو طہر کی حالت میں بغیر جماع کے (ایک) طلاق دے دے۔

## (المعجم ٣) - بَابُ مَا يَفْعَلُ إِذَا طَلَّقَ تَطْلِيقَةً وَهِيَ حَائِضٌ (التحفة ٣)

## باب:۳- حیض کی حالت میں طلاق دے بیٹھے تو کیا کرے؟

٣٤٢٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ تَطْلِيقَةً فَانْطَلَقَ عُمَرُ فَأَخْبَرَ النَّبِيَّ ﷺ بِذٰلِكَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «مُرْ عَبْدَ اللهِ فَلْيُرَاجِعْهَا فَإِذَا اغْتَسَلَتْ فَلْيَتْرُكْهَا حَتّٰى تَحِيضَ، فَإِذَا اغْتَسَلَتْ مِنْ حَيْضَتِهَا الْأُخْرٰى فَلَا يَمَسَّهَا حَتّٰى يُطَلِّقَهَا، فَإِنْ شَاءَ أَنْ يُمْسِكَهَا

۳۴۲۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس گئے اور آپ کو اس کی اطلاع کی۔ نبی ﷺ نے انھیں فرمایا: ”عبداللہ سے کہو اس سے رجوع کرے۔ جب وہ غسل حیض کرے تو اسے اس کی حالت پر رہنے دے حتی کہ اسے دوسرا حیض آئے پھر جب وہ دوسرے حیض سے پاک ہو کر غسل کرے تو وہ اس سے جماع نہ کرے پھر چاہے تو طلاق دے دے اور چاہے تو اپنے نکاح

---

٣٤٢٤ـ [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٨٨، وأخرجه ابن ماجه، ح: ٢٠٢٠ من حديث يحيى القطان وغيره.

٣٤٢٥ـ [إسناده صحيح] تقدم طرفه، ح: ٣٤١٨. * المعتمر هو ابن سليمان.

فَلْيُمْسِكْهَا، فَإِنَّهَا الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ».

میں رکھے۔ یہ ہے وہ صحیح وقت جس میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے۔"

فوائد ومسائل: ① متعلقہ مسئلہ تو پیچھے واضح ہو چکا ہے کہ حیض کی طلاق سے رجوع ضروری ہے، پھر دوسرا حیض آئے اور عورت پاک ہو کر غسل کرے تو بغیر جماع کیے اسے طلاق دے سکتا ہے۔ ② "اس کی حالت پر رہنے دے" یعنی اسے طلاق نہ دے۔

٣٤٢٦- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلَى طَلْحَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُطَلِّقْهَا وَهِيَ طَاهِرٌ أَوْ حَامِلٌ».

٣٤٢٦- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی تھی۔ یہ بات نبی ﷺ کے سامنے ذکر ہوئی تو آپ نے فرمایا: "اسے کہو کہ اس سے رجوع کرے، پھر طہر یا حمل کی حالت میں اسے طلاق دے۔"

فائدہ: معلوم ہوا حمل کی حالت میں طلاق دینا بھی جائز ہے اگرچہ عموماً ایسی حالت میں طلاق نہیں دی جاتی۔

## (المعجم ٤) - بَابُ الطَّلَاقِ لِغَيْرِ الْعِدَّةِ (التحفة ٤)

## باب: ۴- غلط وقت کی طلاق (کا حکم)

٣٤٢٧- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَرَدَّهَا عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتّٰى طَلَّقَهَا وَهِيَ طَاهِرٌ.

٣٤٢٧- حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی بیوی کو ان کی طرف لوٹا دیا حتی کہ انھوں نے اسے طہر کی حالت میں طلاق دی۔

---

٣٤٢٦- أخرجه مسلم، الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها ... الخ، ح: ١٤٧١/ ٥ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرى، ح: ٥٥٩٠.

٣٤٢٧- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٥٩١. * أبو بشر هو جعفر بن أبي وحشية.

فائدہ: ''لوٹا دیا'' یعنی اس طلاق کو شرعاً درست نہ سمجھا اور رجوع کا حکم دیا۔ یہ مطلب نہیں کہ اس طلاق کو معتبر نہ سمجھا یا اسے شمار نہ فرمایا جیسا کہ بعض لوگوں نے استدلال کیا ہے۔

## (المعجم ٥) - اَلطَّلَاقُ لِغَيْرِ الْعِدَّةِ وَمَا يُحْتَسَبُ مِنْهُ عَلَى الْمُطَلِّقِ (التحفة ٥)

## باب: ۵- غلط وقت کی طلاق شمار کی جائے گی

٣٤٢٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ يُونُسَ ابْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ: هَلْ تَعْرِفُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ؟ فَإِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَسَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يَسْتَقْبِلَ عِدَّتَهَا، فَقُلْتُ لَهُ: فَيَعْتَدُّ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ؟ فَقَالَ: مَهْ! أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ.

۳۴۲۸- حضرت یونس بن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جو اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے بیٹھے تو انھوں نے فرمایا: تو عبداللہ بن عمر کو جانتا ہے؟ اس نے بھی اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی تھی، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اس کی بابت پوچھا تو آپ نے اسے رجوع کرنے کا حکم دیا کہ پھر وہ صحیح وقت پر طلاق دے۔ میں نے عرض کیا: کیا وہ طلاق شمار ہوگی؟ آپ نے فرمایا: اور کیا؟ اگر وہ صحیح وقت پر طلاق دینے سے عاجز رہا اور اس نے یہ نادانی کر لی (تو کیا تیرا خیال ہے وہ شمار نہ ہوگی)؟

٣٤٢٩- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ يُونُسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، فَقَالَ: أَتَعْرِفُ عَبْدَ اللهِ بْنَ

۳۴۲۹- حضرت یونس بن جبیر نے کہا: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی۔ (تو اب کیا کرے؟) فرمانے لگے: کیا تو عبداللہ بن عمر کو جانتا ہے؟ اس نے بھی اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے

---

٣٤٢٨- أخرجه مسلم، الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها ... الخ، ح: ١٤٧١/٧ عن قتيبة، والبخاري، الطلاق، باب مراجعة الحائض، ح: ٥٣٣٣، وباب: إذا طلقت الحائض تعتد بذلك الطلاق، ح: ٥٢٥٢ من حديث محمد بن سيرين به، وهو في الكبرى، ح: ٥٥٩٢. * حماد هو ابن زيد.

٣٤٢٩- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥٥٩٣، وأخرجه مسلم، ح: ١٤٧١/٩ عن يعقوب به. * يونس هو ابن عبيد.

عُمَرَ؟ فَإِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَأَتٰى عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْأَلُهُ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يَسْتَقْبِلَ عِدَّتَهَا، قُلْتُ لَهُ: إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ أَيَعْتَدُّ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ؟ فَقَالَ: مَهْ! وَإِنْ عَجَزَ أَوِ اسْتَحْمَقَ.

دی تھی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ مسئلہ پوچھنے کے لیے نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے حکم دیا کہ وہ اس سے رجوع کرے' پھر صحیح وقت میں نئے سرے سے طلاق دے۔ میں نے کہا: جب آدمی اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دے تو کیا وہ طلاق شمار ہو گی؟ فرمایا: اور کیا؟ اگرچہ وہ صحیح وقت پر طلاق دینے سے عاجز رہا اور اس نے نادانی کا مظاہرہ کیا۔

فائدہ: جمہور اہل علم کا یہی مسلک ہے کہ حیض کی طلاق باوجود جائز نہ ہونے کے شمار ہوگی۔ اس سلسلے میں سب سے بڑی دلیل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا فرمان ہے کہ میری طلاق کو ایک شمار کیا گیا۔ ”حُسِبَتْ عَلَيَّ بِتَطْلِيقَةٍ“ اسی طرح نبی ﷺ کا انھیں رجوع کے لیے فرمانا اور درمیان میں ایک طہر انتظار کرنا بھی اسی مسلک کی تائید کرتا ہے۔ اگر طلاق واقع ہی نہیں ہوئی تھی تو رجوع اور طہر کا انتظار کیا معنی رکھتا ہے۔ مندرجہ بالا روایات میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے شاگردوں کو فتویٰ بھی یہی دیا ہے' لہٰذا یہی مسلک صحیح ہے۔ امام ابن حزم اور شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول اس مسئلے میں شاذ ہے۔

## (المعجم ٦) - اَلثَّلَاثُ الْمَجْمُوعَةُ وَمَا فِيهِ مِنَ التَّغْلِيظِ (التحفة ٦)

## باب:٦- تین طلاقیں اکٹھی دینا سخت گناہ ہے

٣٤٣٠- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ مَحْمُودَ بْنَ لَبِيدٍ قَالَ: أُخْبِرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ جَمِيعًا فَقَامَ غَضْبَانًا ثُمَّ قَالَ: «أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟» حَتّٰى قَامَ رَجُلٌ وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَلَا أَقْتُلُهُ؟

۳۴۳۰- حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک آدمی کے بارے میں بتایا گیا جس نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دی تھیں۔ آپ غصے کی حالت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”کیا میری موجودگی میں اللہ تعالیٰ کی کتاب سے کھیلا جاتا ہے؟“ حتی کہ ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اسے قتل نہ کر دوں؟

---

٣٤٣٠- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٥٩٤. * محمود صحابي، وأعل الحديث بعلة غير قادحة، مخرمة عن أبيه كتاب، والرواية عن كتاب صحيحة إذا لم يثبت الجرح فيه.

فوائد و مسائل: ① شریعت نے انسانوں کی کمزوری اور جلد بازی کو مدنظر رکھتے ہوئے طلاق کے تین مواقع رکھے ہیں اور پہلی دو طلاقوں کے بعد رجوع کی رعایت بھی رکھی ہے تاکہ یہ انتہائی مضبوط تعلق کسی انسان کی جلد بازی کا شکار نہ ہو جائے بلکہ پہلی دو طلاقوں کے بعد وہ اچھی طرح سوچ سمجھ لے اور جذبات سے الگ ہو کر فیصلہ کرے۔ جس شخص نے تینوں طلاقیں اکٹھی دے دیں' اس نے یہ تمام مواقع گنوا دیے اور اس اہم تعلق کو اشتعال اور جلد بازی کی نذر کر دیا حتی کہ اس عورت سے نئے نکاح کا امکان بھی نہ رہا' نیز اس نے اس صریح قرآنی ہدایت کی نافرمانی کی ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ﴾ (البقرۃ ۲:۲۲۹) ''طلاق دو بار ہے'' یعنی طلاق الگ الگ ہونی چاہیے' لہٰذا یہ شخص سخت سزا کا مستوجب ہے۔ تبھی تو دوسرے آدمی نے اسے قتل کرنے کی اجازت طلب کی کیونکہ کتاب اللہ کو مذاق بنانا' نیز علانیہ مخالفت کرنا ناقابل برداشت ہے۔ تبھی آپ سخت ناراض ہوئے۔ ② اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین طلاقیں اکٹھی دینا خلاف شرع اور بدعت ہے۔ امام مالک اور ابوحنیفہ رحمہما اللہ اسی کے قائل ہیں مگر امام شافعی اور احمد رحمہما اللہ اسے حرام نہیں سمجھتے کہ تین طلاقیں مرد کا حق تھا اس نے جیسے چاہا استعمال کر لیا۔ اگر مواقع ضائع کیے ہیں تو اس نے اپنے کیے ہیں۔ البتہ وہ اسے خلاف اولیٰ سمجھتے ہیں۔ لیکن ان کا مسلک اس حدیث کے خلاف ہے۔ اگر حیض کی طلاق کو حرام اور بدعت کہا جا سکتا ہے تو اس کو کیوں نہیں؟ جب کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں مقامات پر ناراضی کا اظہار فرمایا ہے۔ ③ اگر کوئی شخص اس حرام کا ارتکاب کرے تو جمہور اہل علم کے نزدیک تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور وہ عورت اس پر حرام ہو جائے گی۔ اس کے برعکس دوسرا موقف یہ ہے کہ یہ ایک طلاق شمار ہو گی۔ اس کی دلیل صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے ابتدائی دور میں تین طلاقیں ایک شمار ہوتی تھیں۔ حضرت عمر نے بطور سزا تین ہی کی تنفیذ فرما دی' اس لیے بعض اہل علم ایسی صورت میں تین کے بجائے ایک کے وقوع کے قائل ہیں کیونکہ اس نے طلاق کا ایک موقع استعمال کیا ہے۔ باقی رہا تین کا لفظ تو وہ خلاف شرع ہونے کی وجہ سے غیر معتبر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ان کو تین قرار دینا صرف تعزیر اور سزا تھی' سیاسی و انتظامی مسئلہ تھا۔ شرعی حکم اپنی جگہ برقرار ہے۔ یہ بات عقلاً اور نقلاً زیادہ درست معلوم ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں یہ مسلک (ایک واقع ہونا) عوام الناس کے لیے مفید ہے، خصوصاً جبکہ ایک صحیح حدیث بھی اس مسلک کی تائید کرتی ہے ورنہ لوگ حلالہ جیسے ذلیل اور غیرت کش فعل کا ارتکاب کرتے ہیں جو شرعاً اور اخلاقاً بہت بڑا جرم ہے۔ حضرت علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما جیسے فقہاء صحابہ سے بھی یہ مسلک منقول ہے۔

## (المعجم ۷) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ۷)

## باب: ۷- تین طلاقیں اکٹھی دینے کی رخصت

**٣٤٣١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ:** حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ جَاءَ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ يَا عَاصِمُ! لَوْ أَنَّ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَيَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ سَلْ لِي يَا عَاصِمُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، فَسَأَلَ عَاصِمٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَكَرِهَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتّٰى كَبُرَ عَلٰى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلٰى أَهْلِهِ جَاءَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ: يَا عَاصِمُ! مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ فَقَالَ عَاصِمٌ لِعُوَيْمِرٍ: لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ قَدْ كَرِهَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَسْأَلَةَ الَّتِي سَأَلْتَ عَنْهَا، فَقَالَ عُوَيْمِرٌ: وَاللّٰهِ! لَا أَنْتَهِي حَتّٰى أَسْأَلَ عَنْهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتّٰى أَتٰى رَسُولَ اللهِ ﷺ وَسَطَ النَّاسِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَدْ نَزَلَ فِيكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا» قَالَ سَهْلٌ: فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ

**٣٤٣١- حضرت سہل بن سعد ساعدی** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ (اپنے سردار) حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: عاصم! بتایئے اگر ایک آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کسی آدمی کو پائے تو کیا وہ اسے قتل کر دے؟ پھر اسے لوگ (قصاص میں) قتل کر دیں گے یا وہ کیا کرے؟ آپ میرے لیے یہ مسئلہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھیں۔ چنانچہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا لیکن رسول اللہ ﷺ نے ایسے سوالات کو ناپسند فرمایا اور انھیں معیوب سمجھا حتی کہ حضرت عاصم پر رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی بات بہت شاق گزری۔ پھر جب عاصم اپنے گھر واپس آئے تو عویمر نے آ کر کہا: عاصم! رسول اللہ ﷺ نے تمھیں کیا کہا ہے؟ عاصم کہنے لگے: تو میرے پاس کوئی اچھی چیز نہیں لے کر آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے تیرے اس سوال کو ناپسند فرمایا ہے۔ عویمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اللہ کی قسم! میں تو باز نہیں آؤں گا حتی کہ میں یہ مسئلہ خود رسول اللہ ﷺ سے پوچھوں۔ عویمر آئے تو رسول اللہ ﷺ لوگوں کے درمیان بیٹھے تھے۔ اور انھوں نے (آ کر) کہا: اے اللہ کے رسول! آپ فرمائیں ایک آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کوئی اور آدمی دیکھ لیتا ہے تو کیا وہ اسے قتل کر دے؟ پھر آپ اسے قتل کر دیں گے یا وہ کیا کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں وحی اتر چکی ہے لہٰذا تو جا اور اسے لے آ۔“ حضرت سہل

---

**٣٤٣١**- أخرجه البخاري، الطلاق، باب من جوز الطلاق الثلاث ... الخ، ح:٥٢٥٩، ومسلم، اللعان، ح:١٤٩٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٦٦، ٥٦٧، والكبرٰى، ح:٥٥٩٥.

اللهِ ﷺ، فَلَمَّا فَرَغَ عُوَيْمِرٌ قَالَ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللهِ! إِنْ أَمْسَكْتُهَا، فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

نے کہا: پھر انھوں نے آپس میں لعان کیا۔ اس وقت میں بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھا۔ جب عویمر لعان سے فارغ ہوئے تو کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! اگر اب بھی میں اسے اپنے نکاح میں رکھوں تب تو گویا میں نے اس پر جھوٹ باندھا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے حکم دینے سے پہلے ہی انھوں نے اسے تین طلاقیں دے دیں۔

فوائد ومسائل: ① ''آپ اسے قتل کر دیں گے'' کیونکہ کسی پر حد نافذ کرنا حکومت کا کام ہے۔ کوئی شخص اپنے طور پر حد نافذ نہیں کرسکتا' لہٰذا اگر کوئی اشتعال میں آ کر بیوی کے ساتھ لیٹے ہوئے آدمی کو قتل کر دے تو اگر وہ گواہ پیش نہ کر سکے تو اسے قصاصاً قتل کر دیا جائے گا' ورنہ تو لوگوں کے لیے قتل کا بہانہ بن جائے گا۔ البتہ آخرت میں اللہ تعالیٰ اس سے اپنے علم کے مطابق سلوک فرمائے گا' یعنی اگر مقتول واقعتاً جرم زنا کا مرتکب تھا اور شادی شدہ تھا تو قاتل کو معافی مل جائے گی' ورنہ سزا ہوگی۔ ② ''ناپسند فرمایا'' کیونکہ آپ نے خیال فرمایا کہ یہ فرضی سوالات ہیں' کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا۔ اور فرضی سوالات کرنا قبیح بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تو علم تھا کہ حقیقتاً یہ واقعہ ہو چکا ہے' اس لیے اللہ تعالیٰ نے وحی اتاری۔ ③ ان شاء اللہ لعان کی تفصیل آگے آئے گی۔ ④ ''تین طلاقیں دے دیں'' اور رسول اللہ ﷺ نے انھیں منع نہیں فرمایا۔ ظاہراً اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تین طلاقیں اکٹھی دینا جائز ہے لیکن یہ استدلال درست نہیں کیونکہ لعان سے تو نکاح خود بخود ہی ختم ہو جاتا ہے' طلاق کی ضرورت باقی نہیں۔ باقی رہا مسئلہ کہ عویمر نے تین طلاقیں دیں' تو ان کا یہ فعل ناواقفیت کی بنا پر تھا' لعان کے بعد اس کی ضرورت ہی نہیں تھی' اس لیے اس واقعے سے بہ یک وقت تین طلاقیں دینے کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔

٣٤٣٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ الْأَحْمَسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ قَالَ: حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ قَالَتْ: أَتَيْتُ

۳۴۳۲- حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: میں آل خالد میں سے ایک عورت ہوں۔ میرے خاوند نے مجھے (آخری) طلاق بھیج دی ہے۔ میں نے

---

٣٤٣٢ـ أخرجه مسلم، الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها، ح: ١٤٨٠/ ٤٢ من حديث الشعبي به، وهو في الكبرى، ح: ٥٥٩٦.

النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: أَنَا بِنْتُ آلِ خَالِدٍ وَإِنَّ زَوْجِي فُلَانًا أَرْسَلَ إِلَيَّ بِطَلَاقِي، وَإِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَهُ النَّفَقَةَ وَالسُّكْنٰى فَأَبَوْا عَلَيَّ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّهُ قَدْ أَرْسَلَ إِلَيْهَا بِثَلَاثِ تَطْلِيقَاتٍ، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا النَّفَقَةُ وَالسُّكْنٰى لِلْمَرْأَةِ إِذَا كَانَ لِزَوْجِهَا عَلَيْهَا الرَّجْعَةُ».

خاوند کے گھر والوں سے اپنے لیے رہائش اور اخراجات طلب کیے تو انھوں نے انکار کر دیا ہے۔ انھوں (خاوند کے گھر والوں) نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول! اس کے خاوند نے اسے تین طلاقیں بھیج دی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اخراجات و رہائش تو اس (مطلقہ) عورت کو ملتے ہیں جس کے خاوند کو اس سے رجوع کا حق ہے۔“

فائدہ: یہ روایت اس سے پہلے بھی مختلف مقامات پر آ چکی ہے۔ کسی میں ہے: مجھے تین طلاقیں دیں۔ کسی میں ہے: مجھے بتہ طلاق دی۔ کسی میں ہے: مجھے تین طلاقوں میں سے آخری طلاق دی' لہٰذا اس روایت سے تین طلاقیں اکٹھی دینے پر استدلال درست نہیں کیونکہ روایات کو ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ دراصل خاوند نے تیسری طلاق بھیجی تھی۔ دو طلاقیں وہ پہلے دے چکا تھا' اس لیے ظاہراً اس روایت کا باب سے کوئی تعلق نہیں۔ ”اخراجات و رہائش“ کا مسئلہ حدیث: ۳۲۲۴ میں تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔

٣٤٣٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «اَلْمُطَلَّقَةُ ثَلَاثًا لَيْسَ لَهَا سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةٌ».

۳۴۳۳- حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس عورت کو تین طلاقیں ہو چکی ہوں اسے دوران عدت میں خرچہ و رہائش نہیں ملیں گے۔“

فائدہ: اس روایت میں بھی تین طلاقیں اکٹھی دینے کا ذکر نہیں ہے' لہٰذا اس کا باب سے کوئی تعلق نہیں۔

٣٤٣٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ أَبِي عَمْرٍو - وَهُوَ الْأَوْزَاعِيُّ - قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ:

۳۴۳۴- حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ نے کہا: مجھے (میرے خاوند) ابو عمرو بن حفص مخزومی نے تین طلاقیں دے دیں۔ حضرت خالد بن ولید ؓ بنو مخزوم کے کچھ

---

٣٤٣٣- أخرجه مسلم، ح: ١٤٨٠/ ٤٤ عن محمد بن بشار به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٩٧
* عبدالرحمٰن هو ابن مهدي، وسفيان هو الثوري، وسلمة هو ابن كهيل.

٣٤٣٤- أخرجه مسلم، ح: ١٤٨٠/ ٣٨ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٩٨، انظر الحديث السابق.

حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ: أَنَّ أَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصٍ الْمَخْزُومِيَّ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فَانْطَلَقَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فِي نَفَرٍ مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَبَا عَمْرِو ابْنَ حَفْصٍ طَلَّقَ فَاطِمَةَ ثَلَاثًا فَهَلْ لَهَا نَفَقَةٌ؟ فَقَالَ: «لَيْسَ لَهَا نَفَقَةٌ وَلَا سُكْنٰى».

دوسرے لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ابوعمرو بن حفص نے اپنی بیوی فاطمہ کو تین طلاقیں دے دی ہیں تو کیا اسے دوران عدت اخراجات ملیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''اسے نہ اخراجات ملیں گے اور نہ رہائش۔''

فائدہ: اس روایت میں بھی یہ صراحت نہیں کہ انھیں تین طلاقیں اکٹھی دی گئی تھیں یا الگ الگ۔ الفاظ دونوں معانی کا احتمال رکھتے ہیں۔ دوسری روایات کو ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ دراصل تیسری طلاق دی تھی۔ اسے بتہ بھی کہا گیا ہے۔ پہلی طلاقوں کو ساتھ ملا کر تین کہہ دیا گیا۔ تمام روایات کا ظاہری تضاد ختم کرنے کے لیے یہ تطبیق ضروری ہے، خصوصاً جب کہ تین اکٹھی دینے پر رسول اللہ ﷺ نے سخت ناراضی ظاہر فرمائی تھی۔ (دیکھیے، روایت: ٣٤٣٠)

(المعجم ٨) - **بَابُ طَلَاقِ الثَّلَاثِ الْمُتَفَرِّقَةِ قَبْلَ الدُّخُولِ بِالزَّوْجَةِ** (التحفة ٨)

**باب: ٨- عورت کے ساتھ شب بسری سے پہلے اسے تین طلاقیں دینا**

٣٤٣٥- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ أَبَا الصَّهْبَاءِ جَاءَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ الثَّلَاثَ كَانَتْ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا تُرَدُّ إِلَى الْوَاحِدَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ.

٣٤٣٥- حضرت طاوس سے منقول ہے کہ حضرت ابوصہباء حضرت ابن عباس ؓ کے پاس آئے اور کہا: اے ابن عباس! کیا آپ نہیں جانتے کہ بیک وقت تین طلاقیں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر ؓ کے دور مبارک میں، نیز حضرت عمر ؓ کے ابتدائی دور میں ایک طلاق گنی جاتی تھیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔

---

٣٤٣٥- أخرجه مسلم، الطلاق، باب طلاق الثلاث، ح: ١٦/١٤٧٢ من حديث * ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٩٩.

فائدہ: اس حدیث میں دخول سے پہلے یا بعد کی کوئی قید نہیں۔ دراصل امام صاحب نے اس روایت کو جمہور اہل علم کے موقف کے موافق کرنے کے لیے یہ تاویل کی ہے کہ اس حدیث میں اس عورت کی تین طلاقیں مراد ہیں جس سے جماع نہ کیا گیا ہو۔ اس عورت کے لیے تین اور ایک برابر ہیں کیونکہ ایسی عورت جس سے جماع نہ کیا گیا ہو اس کے لیے ایک طلاق بھی بائن ہوتی ہے یعنی اس سے رجوع نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر حدیث کو اچھی طرح پڑھا جائے تو یہ تاویل غلط ثابت ہوتی ہے کیونکہ یہ مسئلہ تو شروع سے ہمیشہ کے لیے یہی رہا ہے اور اب بھی ایسے ہی ہے کیونکہ یہ قرآنی حکم ہے۔ اس کے لیے حضرت عمر کے ابتدائی دور کی قید لگانے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ اس حدیث سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ تین طلاقیں بیک وقت دی جائیں تو وہ ایک طلاق شمار ہوں گی۔ عورت مدخول بہا ہو یا غیر مدخول بہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں بطور سزا تین کو تین ہی نافذ کر دیا۔ ان کے فرمان کی وجہ سے عموماً صحابہ و تابعین نے یہی فتویٰ دینا شروع کر دیا حتی کہ اس حدیث کے راوی صحابی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی یہی فتویٰ دینے لگے جس سے لوگوں نے اس روایت کو مشکوک سمجھ لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ سیاسی اور انتظامی فیصلہ ایسا رائج ہوا کہ بعد کے فقہاء نے بھی اس کی پابندی کی حتی کہ یہ شرعی مسئلہ بن گیا جب کہ حقیقتاً یہ انتظامی اور تعزیری فیصلہ تھا۔ جس طرح انتظامی فیصلے بدلتے رہتے ہیں' یہ بھی بدل سکتا ہے۔ ہر دور میں کچھ نہ کچھ لوگ اس کی صراحت کرتے رہے ہیں کہ شرعی مسئلہ یہی ہے کہ ایک وقت کی تین طلاقیں ایک شمار ہوں گی۔ صحابہ میں سے حضرت علی' حضرت ابن مسعود' حضرت زبیر' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم' تابعین میں سے حضرت طاوس اور عکرمہ اسی کے قائل ہیں۔ امام المغازی محمد بن اسحاق' شیخ الاسلام ابن قیم اور علامہ ابن حزم کا مسلک بھی یہی ہے بلکہ امام مالک سے بھی ایک قول یہی نقل کیا گیا ہے۔ مالکیہ میں سے بہت سے فقہاء اور حنفیہ میں سے محمد بن مقاتل رازی بھی یہی کہتے ہیں۔ اب اسے شاذ مسلک کہنا ائمہ اربعہ کے لحاظ سے ہے ورنہ ہر دور میں لوگ اس کے قائل رہے ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۴۳۰۔ مزید دیکھیے: ''ایک مجلس میں تین طلاقیں اور اس کا شرعی حل'' از حافظ صلاح الدین یوسف ﷾)

## (المعجم ۹) - اَلطَّلَاقُ لِلَّتِي تَنْكِحُ زَوْجًا ثُمَّ لَا يَدْخُلُ بِهَا (التحفة ۹)

## باب:۹- تین طلاقوں والی عورت کسی شخص سے نکاح کرے اور دخول کے بغیر اسے طلاق ہو جائے تو؟

۳۴۳۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ:

۳۴۳۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

---

۳۴۳۶- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب المبتوتة لا يرجع إليها زوجها حتى تنكح زوجًا غيره، ح: ۲۳۰۹ من حديث أبي معاوية به، وهو في الكبرٰى، ح: ۵۶۰۰ * الأعمش وإبراهيم النخعي مدلسان وعنعنا.

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ فَدَخَلَ بِهَا ثُمَّ طَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يُوَاقِعَهَا أَتَحِلُّ لِلْأَوَّلِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا، حَتّٰى يَذُوقَ الْآخَرُ عُسَيْلَتَهَا وَتَذُوقَ عُسَيْلَتَهُ».

ﷺ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں' پھر اس عورت نے کسی اور مرد سے شادی کر لی اور وہ اس کے ساتھ علیحدہ تو ہوا لیکن جماع کیے بغیر طلاق دے دی' کیا یہ عورت پہلے خاوند کے لیے حلال ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں' حتیٰ کہ وہ دوسرا (نکاح کرنے والا) شخص اس عورت کا مزا چکھے اور عورت اس مرد کا مزا چکھے (لذت جماع حاصل کریں)۔''

**فوائد و مسائل:** ① مذکورہ حدیث کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیتے ہوئے مزید لکھا ہے کہ بخاری و مسلم کی روایت اس سے کفایت کرتی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ محقق کتاب کے نزدیک بھی یہ حدیث قابل حجت ہے' نیز دیگر محققین نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ② جس عورت کو تین طلاقیں ہو جائیں' وہ اس خاوند پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے الا یہ کہ وہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے اور وہ دونوں آپس میں خاوند بیوی کی طرح رہیں' جماع وغیرہ کریں' پھر ان دونوں میں نباہ نہ ہو سکے اور دوسرا شخص اپنی مرضی سے اسے طلاق دے دے تو وہ عورت عدت گزرنے کے بعد اپنے پہلے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے' لیکن اگر دوسرے خاوند نے جماع کے بغیر طلاق دے دی تو وہ پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہوگی۔ یاد رہے کہ اس سارے عمل میں کوئی ''سازش'' نہیں ہونی چاہیے' یعنی دوسرا نکاح پہلے خاوند کے لیے حلال کرنے کی نیت سے نہ ہو' ورنہ نکاح نہیں ''زنا'' ہوگا۔ اور وہ پہلے خاوند کے لیے بھی حلال نہ ہوگی۔ صحیح حدیث میں اس ''سازش'' کے کرداروں (حلالہ کرنے اور کروانے والے) پر لعنت کی گئی ہے۔ (مزید دیکھیے' حدیث: ۳۴۴۸)

۳٤٣٧- أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَيُّوبُ بْنُ مُوسٰى عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ

۳۴۳۷- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ حضرت رفاعہ قرظی ؓ کی (سابقہ) بیوی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے (رفاعہ کے تین طلاقیں دینے کے بعد) عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کیا ہے۔ اللہ کی قسم! اس کے پاس تو صرف

---

◄◄ وحديث البخاري، ح: ٥٢٦١، ومسلم، ح: ١١٠/ ١٤٣٣ يغني عنه.

٣٤٣٧_ [صحيح] من حديث الزهري به، انظر الحديث الآتي، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٠١.

إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي نَكَحْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيْرِ، وَاللّٰهِ! مَا مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ هٰذِهِ الْهُدْبَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَعَلَّكِ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ؟ لَا، حَتّٰى يَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ وَتُذُوقِي عُسَيْلَتَهُ».

کپڑے کے ان بنے اس کنارے کی طرح ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شاید تو دوبارہ رفاعہ کے نکاح میں جانا چاہتی ہے؟ ہرگز نہیں (جاسکتی) حتی کہ وہ تجھ سے لذت جماع حاصل کرے اور تو اس سے۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ٣٢٨٥.

## (المعجم ١٠) - طَلَاقُ الْبَتَّةِ (التحفة ١٠)

## باب:١٠- بتہ (قطعی) طلاق کا بیان

٣٤٣٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ عِنْدَهُ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي كُنْتُ تَحْتَ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ فَطَلَّقَنِي الْبَتَّةَ فَتَزَوَّجْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيْرِ، وَإِنَّهُ وَاللّٰهِ! يَا رَسُولَ اللهِ! مَا مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ هٰذِهِ الْهُدْبَةِ، وَأَخَذَتْ هُدْبَةً مِنْ جِلْبَابِهَا، وَخَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ بِالْبَابِ فَلَمْ يَأْذَنْ لَهُ، فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ! أَلَا تَسْمَعُ هٰذِهِ تَجْهَرُ بِمَا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ فَقَالَ: «تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ؟ لَا،

٣٤٣٨- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ حضرت رفاعہ قرظی ؓ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی جب کہ حضرت ابوبکر ؓ بھی آپ کے پاس موجود تھے۔ کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میں (پہلے) رفاعہ قرظی کے نکاح میں تھی۔ لیکن انھوں نے مجھے بتہ طلاق دے دی۔ میں نے (عدت گزارنے کے بعد) حضرت عبدالرحمن بن زبیر ؓ سے شادی کر لی۔ اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! ان کا عضو تو کپڑے کے اس ان بنے کنارے کی طرح ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی چادر کا ایک کنارہ پکڑ کر دکھایا۔ حضرت خالد بن سعید ؓ باہر دروازے پر تھے۔ آپ نے انھیں اندر آنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ وہ کہنے لگے: اے ابوبکر! آپ اس عورت کی بات نہیں سن رہے؟ یہ رسول اللہ ﷺ

---

٣٤٣٨- أخرجه البخاري، الأدب، باب التبسم والضحك، ح: ٦٠٨٤، ومسلم، النكاح، باب: لا تحل المطلقة ثلاثًا لمطلقها حتى تنكح زوجًا غيره ويطأها ... الخ، ح: ١٤٣٣/ ١١٣ من حديث معمر بن راشد به، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٠٢.

حَتّٰى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ».

کے پاس بھی وہی کچھ کہہ رہی ہے جو کچھ (باہر) کہتی پھرتی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تو رفاعہ کے نکاح میں جانا چاہتی ہے؟ تو نہیں جاسکتی حتی کہ تو عبدالرحمٰن بن زبیر سے اور وہ تجھ سے لذت جماع حاصل کرے۔''

فائدہ: بتہ طلاق کی تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۲۸۵.

(المعجم ۱۱) - أَمْرُكِ بِيَدِكِ (التحفة ۱۱)

باب:۱۱-(خاوند بیوی سے کہے:) تیرا معاملہ تیرے اختیار میں ہے (تو کیا ہوگا؟)

۳۴۳۹- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَيُّوبَ: هَلْ عَلِمْتَ أَحَدًا قَالَ فِي - أَمْرُكِ بِيَدِكِ - أَنَّهَا ثَلَاثٌ غَيْرَ الْحَسَنِ؟ فَقَالَ: لَا، ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ! عَفْوًا إِلَّا مَا حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ كَثِيرٍ مَوْلَى ابْنِ سَمُرَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثٌ». فَلَقِيتُ كَثِيرًا فَسَأَلْتُهُ فَلَمْ يَعْرِفْهُ، فَرَجَعْتُ إِلَى قَتَادَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: نَسِيَ.

۳۴۳۹- حضرت حماد بن زید سے منقول ہے کہ میں نے ایوب سے کہا: کیا آپ جانتے ہیں کہ کسی نے [أَمْرُكِ بِيَدِكِ] ''تیرا معاملہ تیرے اختیار میں ہے'' کہنے کی صورت میں اسے تین طلاق کہا ہو؟ سوائے حضرت حسن بصری کے؟ انھوں نے کہا: نہیں' پھر کہنے لگے: یااللہ! معاف فرمانا۔ (ہاں) مگر وہ حدیث جو مجھے قتادہ نے کثیر مولی ابن سمرہ عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہ کی سند سے بیان کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''(یہ الفاظ کہنا) تین طلاقیں ہیں۔'' (حضرت حماد نے کہا:) میں کثیر کو ملا اور ان سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے اس حدیث سے لاعلمی ظاہر کی' پھر میں حضرت قتادہ کے پاس گیا اور ان سے پوری بات ذکر کی تو انھوں نے کہا: کثیر بھول گئے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ

---

۳۴۳۹- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطلاق، باب ماجاء في: أمرك بيدك، ح: ۱۱۷۸ عن علي بن نصر به، وقال: "غريب"، وهو في الكبرى، ح: ۵۶۰۳. * قتادة عنعن، وأنكر كثير مولى ابن سمرة، المروي المنسوب إليه، وهو صحيح من قول الحسن البصري.

یہ حدیث منکر ہے۔

**فوائد ومسائل:** ① امام نسائی بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے یعنی رسول اللہ ﷺ کا فرمان نہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ مقطوعاً صحیح ثابت ہے یعنی حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے مرفوعاً یا موقوفاً صحیح ثابت نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعيف سنن أبي داود (مفصل) للألباني: ۲۳۴/۱۰-۲۳۶، رقم:۳۷۹) ② خاوند بیوی سے [أَمْرُكِ بِيَدِكِ] کہہ دے یعنی تجھے طلاق لینے کا اختیار ہے چاہے تو لے لے۔ عورت کہے کہ میں نے طلاق لے لی تو کتنی طلاقیں واقع ہوں گی؟ بعض حضرات تین کے قائل ہیں یعنی وہ عورت اس سے مستقلاً جدا ہو جائے گی۔ لیکن جمہور اہل علم کے نزدیک اس عورت کو ایک طلاق واقع ہوگی کیونکہ لفظ طلاق سے ایک ہی طلاق سمجھ میں آتی ہے نیز بیک وقت تین طلاقیں تو بدعت ہیں۔ البتہ خاوند کو رجوع کا حق نہیں ہوگا۔ عدت کے بعد دونوں رضامند ہوں تو نیا نکاح کر سکتے ہیں۔ ③ ''یا اللہ! معاف فرما'' یعنی مجھ سے غلطی ہوگئی اور میں نے جلد بازی میں نہیں کہہ دیا۔ اسی جلد بازی کی معافی طلب کی ورنہ نسیان وخطا تو منجانب اللہ معاف ہیں ہی۔ ④ ''کثیر بھول گئے'' اگر کوئی راوی حدیث بیان کرنے کے بعد بھول جائے لیکن اس کا شاگرد جو وہ حدیث بیان کر رہا ہے ثقہ ہو اور بالیقین کہے تو روایت معتبر ہوگی۔ نسیان کا روایت کی صحت پر اثر نہیں پڑے گا۔

## (المعجم ۱۲) - بَابُ إِحْلَالِ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا وَالنِّكَاحِ الَّذِي يُحِلُّهَا بِهِ (التحفة ۱۲)

## باب:۱۲- تین طلاق والی عورت کس نکاح کے ساتھ (پہلے خاوند کے لیے) حلال ہو سکتی ہے؟

**۳۴۴۰- حَدَّثَنَا** إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ زَوْجِي طَلَّقَنِي فَأَبَتَّ طَلَاقِي، وَإِنِّي تَزَوَّجْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيرِ وَمَا مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ، فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: «لَعَلَّكِ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي

۳۴۴۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رفاعہ کی (سابقہ) بیوی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہا: مجھے میرے خاوند نے طلاق دی۔ اور طلاق بتہ (تیسری طلاق) دی۔ میں نے اس کے بعد عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کر لیا لیکن اس کے پاس تو کپڑے کے پلو (کنارے) کے سوا کچھ نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا: ''شاید تو دوبارہ رفاعہ کے نکاح میں جانا چاہتی ہے؟ تو نہیں جا سکتی حتی کہ وہ تجھ سے

---

۳۴۴۰- [صحيح] تقدم، ح: ۳۲۸۵، وهو في الكبرٰى، ح: ۵۶۰۴.

إِلٰى رِفَاعَةَ؟ لَا، حَتّٰى يَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ».

(جماع کر کے) لطف اندوز ہو اور تو اس سے لطف اندوز ہو۔"

٣٤٤١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا فَطَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا، فَسُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَتَحِلُّ لِلْأَوَّلِ؟ فَقَالَ: «لَا، حَتّٰى يَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْأَوَّلُ».

۳۴۴۱- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں، پھر اس عورت نے کسی اور آدمی سے نکاح کر لیا لیکن اس نے اسے جماع کرنے سے پہلے طلاق دے دی۔ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: کیا وہ عورت پہلے خاوند کے لیے حلال ہے؟ آپ نے فرمایا: "نہیں، حتی کہ یہ دوسرا خاوند اس سے (جماع کر کے) لطف اندوز ہو جیسا کہ پہلا خاوند لطف اندوز ہوتا رہا۔"

فائدہ: اس مسئلے کی تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۳۲۸۵.

٣٤٤٢- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ [عُبَيْدِاللهِ] بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ الْغُمَيْصَاءَ أَوِ الرُّمَيْصَاءَ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ تَشْتَكِي زَوْجَهَا أَنَّهُ لَا يَصِلُ إِلَيْهَا، فَلَمْ تَلْبَثْ أَنْ جَاءَ زَوْجُهَا فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! هِيَ كَاذِبَةٌ وَهُوَ يَصِلُ إِلَيْهَا وَلٰكِنَّهَا تُرِيدُ أَنْ تَرْجِعَ إِلٰى

۳۴۴۲- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت غُمَیصاء یا رمیصاء نبی ﷺ کے پاس آئی اور اپنے خاوند کی شکایت کرنے لگی کہ وہ جماع نہیں کر سکتا۔ اتنے میں اس کا خاوند بھی آ گیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ جھوٹ بولتی ہے۔ میں اس کے ساتھ جماع کرتا ہوں لیکن یہ اپنے پہلے خاوند کے پاس دوبارہ جانا چاہتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس کے لیے یہ جائز نہیں حتی کہ تو اس سے جماع کرے۔"

---

٣٤٤١ـ أخرجه البخاري، الطلاق، باب من جوز الطلاق الثلاث ... الخ، ح: ٥٢٦١ من حديث يحيى به، ومسلم، النكاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثًا لمطلقها حتى تنكح ... الخ، ح: ١٤٣٣/ ١١٥ عن محمد بن المثنى به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٠٥.

٣٤٤٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢١٤ عن هشيم به، وفيه: عبيدالله بن عباس، وهو الصواب، وكذا في تحفة الأشراف، ح: ٩٧٤٨، والنسخة الخطية من السنن الكبرٰى للنسائي (الورقة ٧٢ب)، وجاء في المطبوعة، ح: ٥٦٠٦ "عبدالله"، وهو وهم.

زَوْجِهَا الْأَوَّلِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ ذٰلِكِ لَهَا حَتّٰى تَذُوقَ عُسَيْلَتَهُ».

فوائد ومسائل: ① وہ عورت اپنے بیان کے مطابق پہلے خاوند کے نکاح میں نہیں جا سکتی تھی کیونکہ اس کے بقول خاوند جماع کے قابل نہیں تھا۔ اور جب تک وہ جماع نہ کرے اور طلاق نہ دے' اس وقت تک وہ پہلے خاوند کے پاس نہیں جا سکتی تھی' لہٰذا اس کا بیان اس کے اپنے خلاف پڑ گیا۔ ② رُمَیْصَاء حضرت انس کی والدہ ام سلیم ؓ کا لقب بھی تھا مگر یہ کوئی اور عورت تھی۔

٣٤٤٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَلْمَ بْنَ زَرِيرٍ يُحَدِّثُ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الرَّجُلِ يَكُونُ لَهُ الْمَرْأَةُ يُطَلِّقُهَا ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا رَجُلٌ آخَرُ فَيُطَلِّقُهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، فَتَرْجِعُ إِلٰى زَوْجِهَا الْأَوَّلِ؟ قَالَ: «لَا، حَتّٰى تَذُوقَ الْعُسَيْلَةَ».

۳۴۴۳- حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے اس آدمی کے بارے میں' جو اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیتا ہے' پھر کوئی دوسرا شخص اس سے نکاح کر لیتا ہے لیکن وہ بھی اسے ہم بستری سے پہلے ہی طلاق دے دیتا ہے اور وہ عورت پہلے خاوند کے ہاں واپس جانا چاہتی ہے' فرمایا: ''وہ نہیں جا سکتی حتی کہ دوسرا خاوند اس سے جماع کرے۔''

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ دوسرے خاوند سے صرف نکاح کر لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ ہم بستری ضروری ہے' علاوہ ازیں باقاعدہ آباد ہونے کی نیت سے نکاح کرنا بھی ضروری ہے۔ ان دو شرطوں کے بغیر وہ پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہو سکتی۔

٣٤٤٤- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ رَزِينِ بْنِ سُلَيْمَانَ

۳۴۴۴- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیتا ہے' پھر کوئی اور آدمی اس

---

٣٤٤٣- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب الرجل يطلق امرأته ثلاثًا فتزوج فيطلقها ... الخ، ح: ١٩٣٣ من حديث محمد بن جعفر غندر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٠٧، وللحديث شواهد كثيرة جدًا. * وسلم مجهول، واسم أبيه رزين كما في السنن الكبرٰى والتعليقات السلفية لشيخنا عطاء الله حنيف الفوجياني رحمه الله.

٣٤٤٤- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٠٨، وانظر الحديث السابق.

الْأَحْمَرِيُّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَيَتَزَوَّجُهَا الرَّجُلُ فَيُغْلِقُ الْبَابَ وَيُرْخِي السِّتْرَ ثُمَّ يُطَلِّقُهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، قَالَ: «لَا تَحِلُّ لِلْأَوَّلِ حَتّٰى يُجَامِعَهَا الْآخَرُ».

سے نکاح کر لیتا ہے' پھر وہ دروازہ بند کر کے پردہ لٹکا لیتا ہے لیکن جماع سے پہلے اسے طلاق دے دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اتنے سے وہ پہلے خاوند کے لیے حلال نہ ہوگی حتی کہ دوسرا خاوند اس سے جماع کرے۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا أَوْلٰى بِالصَّوَابِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی) فرماتے ہیں: یہ (سفیان والی سند شعبہ کی مذکورہ سند سے) درستی کے زیادہ لائق ہے (لیکن دونوں کا متن شواہد کی رو سے صحیح ہے)۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ اس مسئلے میں خلوت صحیحہ جماع کے قائم مقام نہیں اگرچہ بعض دیگر مسائل میں خلوت صحیحہ کو جماع سمجھا جاتا ہے۔ خلوت صحیحہ یہ ہے کہ خاوند اور بیوی علیحدہ پردے میں ہوں اور جماع سے کوئی شرعی' طبی یا اخلاقی رکاوٹ نہ ہو۔

## (المعجم ١٣) - بَابُ إِحْلَالِ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا وَمَا فِيهِ مِنَ التَّغْلِيظِ (التحفة ١٣)

## باب:١٣- تین طلاقوں والی کو قصداً پہلے خاوند کے لیے حلال کرنا سخت گناہ ہے

٣٤٤٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ، عَنْ هُزَيْلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: «لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْوَاشِمَةَ وَالْمُوتَشِمَةَ، وَالْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُولَةَ، وَآكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ، وَالْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ».

٣٤٤٥- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جسم میں رنگ بھرنے والی' بھروانے والی' زائد بال ملانے والی اور جسے زائد بال لگائے جائیں' سود کھانے والے اور کھلانے والے' حلالہ کرنے والے اور جس کے لیے حلالہ کیا جائے' ان سب پر لعنت فرمائی ہے۔

فوائد و مسائل: ① یہ لوگ چونکہ فطرت انسانی کی خلاف ورزی کرتے ہیں' اس لیے لعنت کے مستحق ہیں۔ ② ''رنگ بھرنے والی'' جسم کو پہلے سوئی کے ساتھ چھیدا جاتا ہے' پھر ان سوراخوں میں سرمہ یا نیل ڈال دیا جاتا

---

٣٤٤٥- [صحيح] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في المحل والمحلل له، ح: ١١٢٠ من حديث سفيان الثوري به، وقال "حسن صحيح". وهو في الكبرى، ح: ٥٦٠٩، وللحديث شواهد كثيرة عند أحمد: ٢/ ٣٢٣، وابن الجارود، ح: ٦٨٤ وغيرهما.

ہے۔ وہ رنگ بعد میں سبز یا نیلگوں نظر آتا ہے۔ اس کام میں غیر ضروری تکلف ہے۔ صرف حصول حسن کے لیے اپنے آپ کو چھیدنا فطرت کے خلاف ہے۔ حسن اصل نہیں' انسان اصل ہے۔ ③ ''بال ملانے والی'' اصل بالوں کے ساتھ زائد جعلی بال ملانا دھوکا دہی اور جعل سازی ہے جو انسانی فطرت کے خلاف ہے اور غیر ضروری تکلف ہے۔ ④ ''سود لینے دینے والا'' سود کی بنیاد کنجوسی اور خود غرضی ہے جو انسانی فطرت کے خلاف ہے۔ سود دینے والا چونکہ اس نظام فاسد کو قائم رکھنے میں ممد ہے' اس لیے اسے بھی سود کے حکم میں شریک کر دیا گیا۔ ⑤ ''حلالہ کرنے والا'' یعنی مطلقہ عورت سے اس نیت سے نکاح کرنے والا کہ ایک دو دن جماع کے بعد چھوڑ دوں گا' یہ انسانی فطرت کے بجائے حیوانی فطرت ہے۔ انسانی فطرت تو مستقل نکاح کا تقاضا کرتی ہے جو انتہائی پاکیزہ عمل ہے جب کہ ''حلالہ'' تو سانڈ کی فطرت ہے اور انسانی فطرت کو مسخ کرنے والی چیز ہے' لہٰذا یہ ملعون فعل ہے اور ایسا فعل نکاح کی بجائے زنا ہے۔ اس سے حلت جیسا پاکیزہ نتیجہ حاصل نہیں ہو سکے گا۔ بعض حیلہ ساز لوگوں نے اسے مشروع بنا دیا ہے۔ افسوس! ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے؟

## (المعجم ١٤) - بَابُ مُوَاجَهَةِ الرَّجُلِ الْمَرْأَةَ بِالطَّلَاقِ (التحفة ١٤)

## باب:۱۴- مرد اپنی بیوی کو بالمشافہ طلاق دے سکتا ہے

٣٤٤٦- أَخبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: سَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ عَنِ الَّتِي اسْتَعَاذَتْ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ الْكِلَابِيَّةَ لَمَّا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقَدْ عُذْتِ بِعَظِيمٍ، اِلْحَقِي بِأَهْلِكِ».

۳۴۴۶- اوزاعی کہتے ہیں کہ میں نے امام زہری سے اس عورت کے متعلق پوچھا جس نے رسول اللہ ﷺ سے پناہ مانگی تھی تو انھوں نے کہا کہ مجھے حضرت عروہ نے حضرت عائشہ ؓ سے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کی کلابی بیوی جب آپ کے پاس آئی تو کہنے لگی: میں آپ سے اللہ کی پناہ میں آتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو بہت بڑی ذات کی پناہ میں آئی ہے' لہٰذا اپنے گھر چلی جا۔''

**فوائد و مسائل:** ① ''کلابی بیوی'' ان کا نام فاطمہ بنت ضحاک تھا۔ ان کے والد گرامی نے ان کا نکاح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔ اختلاف یہ ہے کہ انھوں نے یہ لفظ (میں آپ سے اللہ کی پناہ میں آتی ہوں) کیوں کہے تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ کسی نے انھیں دھوکا دیتے ہوئے کہا تھا کہ تو یہ لفظ رسول اللہ ﷺ

---

٣٤٤٦ـ أخرجه البخاري، الطلاق، باب من طلق، وهل يواجه الرجل امرأته بالطلاق؟، ح: ٥٢٥٤ من حديث الوليد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦١٠.

سے اول ملاقات میں کہے گی تو آپ بڑے خوش ہوں گے۔ وہ اس دھوکے میں آ گئیں کیونکہ یہ لفظ تو طلاق طلب کرنے کے لیے ہیں۔ یا ممکن ہے باپ کے کیے ہوئے نکاح پر راضی نہ ہوں لہٰذا یہ لفظ کہے۔ بہر حال آپ نے اسے طلاق دے دی۔ ② طلاق چونکہ انتہائی قبیح چیز ہے اس لیے بہتر ہے کہ عورت کو بالمشافہ طلاق نہ دی جائے بلکہ پیغام یا تحریر کی صورت میں بھیجی جائے۔ لیکن چونکہ اس عورت نے خود مطالبہ کیا تھا لہٰذا آپ نے اسے بالمشافہ طلاق دی۔ گویا ایسے بھی ہو سکتا ہے۔ ③ ''اپنے گھر چلی جا'' یہ الفاظ اگر طلاق کی نیت سے کہے جائیں تو طلاق ہو جائے گی۔ یہاں ایسے ہی ہے۔

(المعجم ١٥) - بَابُ إِرْسَالِ الرَّجُلِ إِلَى زَوْجَتِهِ بِالطَّلَاقِ (التحفة ١٥)

باب:۱۵- آدمی کسی کے ذریعے سے اپنی بیوی کو طلاق بھیجے

٣٤٤٧- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي الْجَهْمِ - قَالَ: سَمِعْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ تَقُولُ: أَرْسَلَ إِلَيَّ زَوْجِي بِطَلَاقِي فَشَدَدْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي، ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «كَمْ طَلَّقَكِ»؟ فَقُلْتُ: ثَلَاثًا قَالَ: «لَيْسَ لَكِ نَفَقَةٌ وَاعْتَدِّي فِي بَيْتِ ابْنِ عَمِّكِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ ضَرِيرُ الْبَصَرِ تُلْقِينَ ثِيَابَكِ عِنْدَهُ، فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُكِ فَآذِنِينِي». مُخْتَصَرٌ.

۳۴۴۷- حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ بیان کرتی ہیں کہ میرے خاوند نے مجھے طلاق لکھ بھیجی تو میں نے اپنے کپڑے پہنے اور نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئی۔ آپ نے پوچھا: ''وہ تجھے کتنی طلاقیں دے چکا ہے؟'' میں نے کہا: تین۔ فرمایا: ''پھر تجھے خرچ وغیرہ نہیں ملے گا۔ تو اپنے چچازاد بھائی ابن ام مکتوم کے گھر عدت گزار۔ وہ نابینا شخص ہے۔ تو اس کے ہاں کپڑے بھی اتار سکتی ہے۔ جب تیری عدت پوری ہو جائے تو مجھے اطلاع کرنا۔'' یہ روایت مختصر ہے۔

فائدہ: ''کپڑے اتار سکتی ہے'' یعنی فالتو کپڑے نہ کہ سب کپڑے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۳۴۴۴)

٣٤٤٨- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ

۳۴۴۸- تمیم مولیٰ فاطمہ نے بھی حضرت فاطمہ ؓ سے اسی قسم کی روایت بیان کی ہے۔

---

٣٤٤٧ـ أخرجه مسلم، الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها، ح: ١٤٨٠/ ٤٨ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦١١. * سفيان هو الثوري.

٣٤٤٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦١٢.

مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ تَمِيمٍ مَوْلٰى فَاطِمَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ نَحْوَهُ.

(المعجم ١٦) - تَأْوِيلُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ﴾ [التحريم: ١] (التحفة ١٦)

باب:١٦- اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''اے نبی! آپ وہ چیز کیوں حرام کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے؟'' کی تفسیر

٣٤٤٩- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَلِيٍّ الْمَوْصِلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنِّي جَعَلْتُ امْرَأَتِي عَلَيَّ حَرَامًا، قَالَ: كَذَبْتَ لَيْسَتْ عَلَيْكَ بِحَرَامٍ، ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ﴾ [التحريم: ١] عَلَيْكَ أَغْلَظُ الْكَفَّارَةِ: عِتْقُ رَقَبَةٍ.

٣٤٤٩- حضرت ابن عباس ؓ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: میں نے اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام کرلیا ہے۔ آپ نے فرمایا: تو نے جھوٹ کہا۔ وہ تجھ پر حرام نہیں، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ﴾ ''اے نبی! آپ اس چیز کو کیوں حرام کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کی ہے؟'' ہاں تجھ پر سخت ترین کفارہ ہوگا، یعنی ایک غلام آزاد کرنا۔

**فوائد ومسائل:** ① ''تو نے جھوٹ کہا'' یعنی تیرا اپنی بیوی کو اپنے لیے حرام کہنا جھوٹ اور غلط بات ہے کیونکہ بیوی کیسے حرام ہو سکتی ہے؟ ہاں طلاق کی نیت سے کہے تو الگ بات ہے۔ ② ''تجھ پر سخت ترین کفارہ ہو گا'' کیونکہ تو نے انتہائی قبیح بات کہی۔ بیوی تو حرام نہیں ہوگی مگر اس قبیح بات کی سزا تجھے برداشت کرنا ہوگی۔ (دیکھیے، حدیث: ٣٤٤١) ③ ''ایک غلام آزاد کرنا'' قرآن مجید کے ظاہر الفاظ تو ایسی صورت میں کفارۂ یمین ثابت کرتے ہیں جس میں غلام آزاد کرنے کے علاوہ مسکینوں کا کھانا یا لباس یا روزے بھی آتے ہیں۔ ممکن ہے یہ شخص امیر ہو، اس لیے حضرت ابن عباس ؓ نے اس کے لیے سختی ضروری سمجھی اور غلام آزاد کرنے کا کہا ہو۔ واللہ أعلم.

---

٣٤٤٩ـ [حسن] أخرجه البيهقي: ٧/ ٣٥٠، ٣٥١ من حديث سفيان الثوري به، وتابعه مطيع بن عبدالله الغزال عند الطبراني في الكبير: ١١/ ٤٤٠، ح: ١٢٢٤٦، وهو في الكبرى، ح: ٥٦١٣. * مخلد هو ابن يزيد الحراني، وسالم هو ابن عجلان الأفطس، وصححه الحاكم على شرط البخاري: ٢/ ٤٩٣، ٤٩٤، ووافقه الذهبي، والحديث في الصحيحين، البخاري، ح: ٤٩١١، ٥٢٦٦، ومسلم، ح: ١٤٧٣/ ١٨، ١٩ بغير هذا اللفظ.

## (المعجم ١٧) - تَأْوِيلُ هٰذِهِ الْآيَةِ عَلٰى وَجْهٍ آخَرَ (التحفة ١٧)

## باب:١٧-اس آیت کی ایک اور توجیہ

٣٤٥٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ: أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا فَتَوَاصَيْتُ وَحَفْصَةُ أَيَّتُنَا مَا دَخَلَ [عَلَيْهَا] النَّبِيُّ ﷺ فَلْتَقُلْ: إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ، فَدَخَلَ عَلٰى إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: «بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ» وَقَالَ: «لَنْ أَعُودَ لَهُ» فَنَزَلَ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ﴾ ﴿إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ﴾ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ ﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا﴾ [التحريم: ٣] لِقَوْلِهِ بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا. كُلُّهُ فِي حَدِيثِ عَطَاءٍ.

٣٤٥٠- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی زوجۂ محترمہ حضرت زینب ؓ کے پاس (زیادہ دیر) ٹھہرتے اور ان کے پاس شہد پیتے تھے۔ میں نے اور حفصہ نے آپس میں منصوبہ بنایا کہ نبی ﷺ ہم میں سے جس کے ہاں بھی تشریف لائیں وہ آپ سے کہے کہ میں آپ سے مغافیر کی بو پاتی ہوں۔ آپ ہم میں سے کسی کے پاس تشریف لائے تو اس نے آپ سے وہی بات کہہ دی۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے تو زینب کے ہاں سے شہد پیا ہے' دوبارہ نہیں پیوں گا۔'' پھر یہ آیت اتری: ﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ ''اے نبی! آپ اس چیز کو کیوں حرام کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے؟'' (آگے آنے والے الفاظ) ﴿اِنْ تَتُوْبَآ اِلَی اللّٰهِ﴾ میں حضرت عائشہ اور حفصہ ؓ کی طرف اشارہ ہے اور ﴿وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا﴾ میں بات سے مراد آپ کا یہ فرمان ہے' میں نے شہد پیا ہے (دوبارہ نہیں پیوں گا)۔ یہ ساری تفصیل عطاء کی حدیث میں ہے۔

فائدہ: تفصیلات کے لیے دیکھیے' حدیث: ٣٤١٠.

---

٣٤٥٠- أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب إذا حرم طعامًا . . . الخ، ح: ٦٦٩١، ومسلم، الطلاق، باب وجوب الكفارة على من حرم امرأته ولم ينو الطلاق، ح: ١٤٧٤ من حديث حجاج بن محمد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦١٤.

(المعجم ١٨) - **بَابٌ: اِلْحَقِي بِأَهْلِكِ وَلَا يُرِيدُ الطَّلَاقَ** (التحفة ١٨)

**٣٤٥١، ٣٤٥٢- أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ - مِصِّيصِيٌّ - قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَكِّيِّ بْنِ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حَدِيثَهُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَقَالَ فِيهِ: إِذَا رَسُولُ [رَسُولِ] اللهِ ﷺ يَأْتِينِي فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ؛ ح: وَأَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حَدِيثَهُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، وَسَاقَ قِصَّتَهُ وَقَالَ: إِذَا رَسُولُ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَأْتِي فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزِلَ امْرَأَتَكَ فَقُلْتُ: أُطَلِّقُهَا أَمْ مَاذَا؟ قَالَ: لَا، بَلِ اعْتَزِلْهَا فَلَا تَقْرَبْهَا، فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي:

**باب:١٨- بیوی کو کہنا ''اپنے گھر چلی جا'' جب کہ ارادہ طلاق کا نہ ہو**

**۳۴۵۱، ۳۴۵۲- حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک** سے روایت ہے کہ میں نے (اپنے والد محترم) حضرت کعب بن مالک کو اپنی آپ بیتی بیان کرتے سنا' جب وہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے۔ انھوں نے پورا واقعہ بیان فرمایا۔ پھر فرمایا: اس دوران میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد میرے پاس آیا اور کہنے لگا: رسول اللہ ﷺ تجھے حکم دے رہے ہیں کہ اپنی بیوی سے الگ ہو جا۔ میں نے کہا: اسے طلاق دے دوں یا کیا کروں؟ وہ کہنے لگا: نہیں' صرف اس سے علیحدہ رہ' اس کے قریب نہ جانا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا: تو اپنے گھر چلی جا اور ان کے پاس رہ حتی کہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں کوئی فیصلہ فرمائے۔

---

٣٤٥١، ٣٤٥٢_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٥٦ من حديث عبدالله بن المبارك بالسند الأول، والبخاري، ح: ٣٨٨٩، ومسلم، التوبة، ح: ٢٧٦٩/ ٥٣ من حديث يونس به، كما تقدم، ح: ٧٣٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦١٥.

الْحَقِي بِأَهْلِكِ فَكُونِي عِنْدَهُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي هٰذَا الْأَمْرِ.

فوائد ومسائل: ① حدیث: ۳۴۵۱ میں عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب اپنے دادا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کر رہے ہیں اور ۳۴۵۲ میں اپنے والد عبداللہ بن کعب سے۔ دونوں طرح صحیح ہے کیونکہ عبدالرحمٰن کا سماع اپنے باپ عبداللہ بن کعب اور دادا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ دونوں سے ثابت ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ہدي الساري میں اس طرف اشارہ کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح میں اس روایت کو اس مذکورہ سند (۳۴۵۱) سے لائے ہیں۔ اس میں عبدالرحمٰن نے اپنے دادا سے سماع کی تصریح کی ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الجهاد، حدیث: ۲۹۴۸) ② صریح لفظ طلاق بولا جائے تو طلاق ہی مراد ہوگی، نیت ہو یا نہ مگر کچھ ایسے الفاظ ہیں جن سے طلاق مراد لی جا سکتی ہے اور کوئی اور معنی بھی مراد لیے جا سکتے ہیں۔ ان الفاظ سے طلاق تب واقع ہوگی جب نیت طلاق کی ہو۔ ان کو کنایات طلاق کہتے ہیں۔ حدیث میں مذکورہ الفاظ بھی اسی قبیل سے ہیں۔ چونکہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی نیت طلاق دینے کی نہیں تھی، لہٰذا ان الفاظ (اپنے گھر چلی جا) سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔

٣٤٥٣- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَبَلَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ رَاشِدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي كَعْبَ ابْنَ مَالِكٍ قَالَ - وَهُوَ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ تِيبَ عَلَيْهِمْ - يُحَدِّثُ قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَإِلَى صَاحِبَيَّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْتَزِلُوا نِسَاءَكُمْ، فَقُلْتُ لِلرَّسُولِ: أُطَلِّقُ امْرَأَتِي أَمْ مَاذَا أَفْعَلُ؟ قَالَ: لَا، بَلْ تَعْتَزِلُهَا فَلَا تَقْرَبْهَا، فَقُلْتُ

۳۴۵۳- حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک نے کہا: میں نے اپنے والد محترم حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو بیان فرماتے سنا، اور میرے والد ان تین اشخاص میں سے ایک تھے جن کی توبہ قبول ہوئی تھی۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور میرے دوسرے دو ساتھیوں کو پیغام بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ تمھیں حکم دیتے ہیں کہ اپنی عورتوں سے جدا رہو۔ میں نے قاصد سے کہا: میں اسے طلاق دے دوں یا کیا کروں؟ اس نے کہا: نہیں، بلکہ صرف اس سے الگ رہ، اس کے قریب نہ جانا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا: تو اپنے میکے چلی جا اور ان کے پاس رہ۔ چنانچہ وہ میکے چلی گئی۔

---

٣٤٥٣- [صحيح] من حديث الزهري به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦١٦.

لِامْرَأَتِي : اِلْحَقِي بِأَهْلِكِ فَكُونِي فِيهِمْ فَلَحِقَتْ بِهِمْ .

**فوائد و مسائل:** ① ''اس کے قریب نہ جانا'' یعنی جماع وغیرہ نہ کرنا۔ بیوی سے بول چال منع نہ تھی۔ حضرت کعب چونکہ نوجوان تھے' انھوں نے خطرہ محسوس فرمایا کہ پاس رہنے کی صورت میں کہیں جماع وغیرہ نہ ہو جائے' اس لیے انھوں نے ازخود ہی بیوی کو میکے بھیج دیا۔ ② ''جن کی توبہ قبول ہوئی'' غزوۂ تبوک میں جہاد پر جانا فرض عین ہو گیا تھا' لہٰذا جو نہیں گئے' ان سے پوچھ گچھ ہوئی۔ منافقین تو جھوٹ بول کر جان چھڑا گئے مگر جو تین مخلص مسلمان سستی کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے' انھوں نے اپنی غلطی تسلیم کر لی' کوئی عذر نہیں گھڑا اور اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے سپرد کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے تمام اسلامی معاشرے کو ان کے بائیکاٹ کا حکم دے دیا' کوئی ان سے سلام دعا تک نہ کرتا تھا حتی کہ ان پر زمین تنگ ہو گئی مگر یہ اللہ اور اس کے رسول کے وفادار رہے۔ آخر پچاس دن کی صبر آزما آزمائش کے بعد ان کی توبہ کی قبولیت کا حکم اترا اور ان کی آزمائش ختم ہوئی۔ ان بزرگوں نے ایسی سخت ترین آزمائش میں صبر عظیم کا مظاہرہ کیا اور جنت کے حق دار قرار پائے۔ ان کے نام یہ ہیں: حضرت کعب بن مالک' حضرت مرارہ بن ربیع اور حضرت ہلال بن امیہ۔ رضي الله عنهم وأرضاهم.

۳٤٥٤- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبًا يُحَدِّثُ حَدِيثَهُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَقَالَ فِيهِ: إِذَا رَسُولُ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَأْتِينِي وَيَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزِلَ امْرَأَتَكَ، فَقُلْتُ: أُطَلِّقُهَا أَمْ مَاذَا أَفْعَلُ؟ قَالَ: بَلِ اعْتَزِلْهَا وَلَا تَقْرَبْهَا،

۳۴۵۴- حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ میں نے حضرت کعب ؓ کو اپنی آپ بیتی بیان فرماتے ہوئے سنا جب وہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جانے سے رہ گئے تھے۔ انھوں نے فرمایا کہ اس دوران میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد میرے پاس آیا اور کہنے لگا: رسول اللہ ﷺ تجھے اپنی عورت سے الگ رہنے کا حکم ارشاد فرما رہے ہیں۔ میں نے کہا: اسے طلاق دے دوں یا کیا کروں؟ اس نے کہا: بلکہ اس سے جدا رہ' قریب نہ جانا۔ آپ نے میرے دو ساتھیوں کی طرف بھی یہی پیغام بھیجا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا: تو اپنے میکے چلی جا اور ان کے پاس رہ حتی کہ اللہ تعالیٰ

۳٤٥٤- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهذا طرف منه، أخرجه أحمد: ٣/ ٤٥٩ عن حجاج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦١٧.

وَأَرْسَلَ إِلَى صَاحِبَيَّ بِمِثْلِ ذٰلِكَ، فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي: اِلْحَقِي بِأَهْلِكِ وَكُونِي عِنْدَهُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي هٰذَا الْأَمْرِ.

ہمارے بارے میں کوئی فیصلہ فرما دے۔

خَالَفَهُمْ مَعْقِلُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ.

معقل بن عبیداللہ نے ان کی مخالفت کی ہے۔

وضاحت: یونس بن یزید' اسحاق بن راشد' عقیل بن خالد اور معقل بن عبیداللہ چاروں امام زہری کے شاگرد ہیں۔ یونس' اسحاق اور عقیل نے اس روایت کو عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب عن ابیہ (عبداللہ بن کعب) کی سند سے بیان کیا ہے جب کہ معقل نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب عن عمہ (عبیداللہ بن کعب) کی سند سے بیان کیا ہے' یعنی انھوں نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن اپنے والد عبداللہ بن کعب کی بجائے اپنے چچا عبیداللہ بن کعب سے بیان کر رہا ہے لیکن یہ اختلاف مضر نہیں کیونکہ یہ روایت دونوں طرق سے ثابت ہے۔ معقل کی روایت اگلی روایت ہے۔

٣٤٥٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ عَمِّهِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي كَعْبًا يُحَدِّثُ قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَإِلَى صَاحِبَيَّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْتَزِلُوا نِسَاءَكُمْ، فَقُلْتُ لِلرَّسُولِ: أُطَلِّقُ امْرَأَتِي أَمْ مَاذَا أَفْعَلُ؟ قَالَ: لَا، بَلْ تَعْتَزِلُهَا وَلَا تَقْرَبْهَا، فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي: اِلْحَقِي بِأَهْلِكِ فَكُونِي فِيهِمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ، فَلَحِقَتْ بِهِمْ.

٣٤٥٥- حضرت عبیداللہ بن کعب بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محترم حضرت کعب کو بیان فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور میرے دو ساتھیوں کو پیغام بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ تم کو اپنی بیویوں سے الگ رہنے کا حکم دیتے ہیں۔ میں نے قاصد سے کہا: میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں یا کیا کروں؟ اس نے کہا: طلاق نہیں بلکہ تو اس سے (وقتی طور) پر الگ رہ اور اس کے قریب نہ جانا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا: اپنے میکے چلی جا اور ان میں رہ حتی کہ اللہ عزوجل کوئی فیصلہ فرمائے۔ چنانچہ وہ اپنے میکے چلی گئی۔

خَالَفَهُ مَعْمَرٌ.

معمر نے (معقل کی) مخالفت کی ہے۔

٣٤٥٥- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦١٨.

وضاحت: یونس اور اسحاق وغیرہ کی طرح معمر بھی امام زہری ؒ کا شاگرد ہے۔ وہ اس روایت کو عبدالرحمٰن بن کعب کی سند سے بیان کرتا ہے یعنی معقل کی طرح عبیداللہ بن کعب نہیں کہتا۔

٣٤٥٦- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ ثَوْرٍ بَصْرِيٌّ - عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ فِي حَدِيثِهِ: إِذَا رَسُولٌ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَدْ أَتَانِي فَقَالَ: اِعْتَزِلِ امْرَأَتَكَ، فَقُلْتُ: أُطَلِّقُهَا؟ قَالَ: لَا، وَلٰكِنْ لَا تَقْرَبْهَا.

۳۴۵۶- حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک اپنے والد محترم سے بیان کرتے ہیں کہ اس دوران میں نبی ﷺ کا قاصد میرے پاس آیا اور کہنے لگا: اپنی عورت سے علیحدہ رہ۔ میں نے کہا: اسے طلاق دے دوں؟ اس نے کہا: نہیں۔ لیکن اس کے قریب نہ جانا۔

وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ: اِلْحَقِي بِأَهْلِكِ.

اس روایت میں راوی نے اِلْحَقِي بِأَهْلِكِ ''اپنے میکے چلی جا'' کے الفاظ ذکر نہیں کیے۔

فوائد ومسائل: ① واضح رہے کہ اس روایت کو حضرت کعب بن مالک ؓ سے مختلف لوگ بیان کرتے ہیں۔ ان کے تین بیٹے، عبداللہ، عبیداللہ اور عبدالرحمٰن اور ان کے پوتے عبدالرحمٰن بن عبداللہ۔ اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ کبھی تو اپنے والد عبداللہ کے واسطے سے حضرت کعب بن مالک ؓ سے روایت کرتے ہیں، کبھی اپنے چچا عبیداللہ کے واسطے سے اور کبھی بلا واسطہ، لیکن یہ اختلاف کوئی مضر نہیں کیونکہ یہ حدیث ان تمام طرق سے ثابت ہے۔ واللہ أعلم. ② اس روایت کا تکرار سند ومتن کے بعض اختلافات ظاہر کرنے کے لیے ہے جو محدثین کے نزدیک انتہائی اہم چیز ہے۔ روایات کے بغور مطالعہ سے وہ اختلافات واضح ہو جاتے ہیں بلکہ حل بھی ہو جاتے ہیں جیسا کہ اوپر کوشش کی گئی ہے۔ تکرار کے اور بھی کئی فوائد ہیں۔

## (المعجم ١٩) - بَابُ طَلَاقِ الْعَبْدِ (التحفة ١٩)

## باب:۱۹- غلام کی طلاق

٣٤٥٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

۳۴۵۷- بنو نوفل کے مولیٰ حضرت ابوحسن سے

---

٣٤٥٦- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٨٩ من حديث معمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦١٩، وانظر الحديث السابق والذين قبله.

٣٤٥٧- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في سنة طلاق العبد، ح: ٢١٨٧ من حديث يحيى بن◀◀

سَمِعْتُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُعَتِّبٍ: أَنَّ أَبَا حَسَنٍ مَوْلٰى بَنِي نَوْفَلٍ أَخْبَرَهُ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَامْرَأَتِي مَمْلُوكَيْنِ فَطَلَّقْتُهَا تَطْلِيقَتَيْنِ، ثُمَّ أُعْتِقْنَا جَمِيعًا فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: إِنْ رَاجَعْتَهَا كَانَتْ عِنْدَكَ عَلٰى وَاحِدَةٍ، قَضٰى بِذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

مروی ہے کہ میں اور میری بیوی دونوں غلام تھے۔ میں نے اسے دو طلاقیں دے دی تھیں' پھر ہم دونوں آزاد کر دیے گئے۔ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا: اگر تو اس سے رجوع کر لے تو وہ تیرے پاس لوٹ سکتی ہے اور ایک طلاق باقی ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے یہی فیصلہ فرمایا ہے۔

خَالَفَهُ مَعْمَرٌ.

معمر نے (علی بن مبارک کی) مخالفت کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① یہ مخالفت سند اور متن دونوں میں موجود ہے۔ متن میں مخالفت تو واضح ہے' سند میں مخالفت یہ ہے کہ معمر نے عن الحسن مولیٰ بنی نوفل کہا ہے جو کہ وہم ہے۔ صحیح ابوالحسن مولیٰ بنی نوفل ہے جیسا کہ علی بن مبارک کی سابقہ روایت میں ہے۔ ② مذکورہ وہم کی نسبت معمر کی طرف کرنا محل نظر ہے۔ امام مزی رحمہ اللہ تحفۃ الاشراف میں لکھتے ہیں: ''اس وہم کی نسبت معمر یا ان کے شاگرد عبدالرزاق کی طرف کرنا محل نظر ہے کیونکہ امام احمد بن حنبل اور محمد بن عبدالملک بن زنجویہ اور دیگر کئی لوگ اس روایت کو عن عبدالرزاق عن معمر کی سند سے بیان کرتے ہیں لیکن ان تمام نے عن ابی الحسن ہی کہا ہے۔ (جو کہ صحیح ہے صرف نسائی میں عن الحسن ہے' لہٰذا یہ سہو یا تو خود امام نسائی رحمہ اللہ کو لگا ہے یا ان کے استاد محمد بن رافع کو۔) واللہ أعلم. دیکھیے: (تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف: ۵/۲۷۴) یعنی معمر کی روایت بھی علی بن مبارک کی طرح عن ابی الحسن ہی ہے۔ معمر نے علی بن مبارک کی مخالفت نہیں کی اور مصنف رحمہ اللہ کا ان کے وہم کی طرف اشارہ درست نہیں بلکہ وہم کسی اور کو لگا ہے' امام نسائی رحمہ اللہ کو یا ان کے استاد محمد بن رافع کو۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۲۸/۳۳۷، ۳۳۸) ③ آزاد مرد کو تین طلاقوں کا اختیار ہے مگر غلام کو دو طلاقوں کا۔ راویٔ حدیث جب غلام تھے تو وہ دو طلاقیں دے چکے تھے مگر دوران عدت دونوں آزاد کر دیے گئے۔ آزادی سے تیسری طلاق کا حق بھی حاصل ہو گیا' لہٰذا وہ رجوع کر سکتے تھے۔ اور اگر عدت گزر چکی ہو تو وہ نیا نکاح بھی کر سکتے تھے۔ ممکن ہے انھوں نے دو طلاقیں اکٹھی دی ہوں۔ اس صورت میں وہ ایک کے قائم مقام تھیں اور انھیں رجوع کا حق حاصل تھا۔ پھر معنی

---

◄◄ سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٢٠ . ✱ عمر بن معتب ضعيف كما في التقريب وغيره، ويدل السند علٰى أن يحيى بن أبي كثير كان يروي عن الضعفاء أيضًا .

ہوں گے "اگر تو اس سے رجوع کرے تو وہ تیرے پاس آ جائے گی اور اسے ایک طلاق پڑ گئی ہے۔" واللّٰہ أعلم.
ویسے یہ اور اگلی دونوں روایات ضعیف ہیں۔

٣٤٥٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ مُعَتِّبٍ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ مَوْلَى بَنِي نَوْفَلٍ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ تَطْلِيقَتَيْنِ ثُمَّ عُتِقَا أَيَتَزَوَّجُهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: عَمَّنْ؟ قَالَ: أَفْتَى بِذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ.

قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ لِمَعْمَرٍ: اَلْحَسَنُ هٰذَا مَنْ هُوَ؟ لَقَدْ حَمَلَ صَخْرَةً عَظِيمَةً.

۳۴۵۸- بنو نوفل کے مولیٰ حضرت ابوالحسن سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ سے پوچھا گیا کہ ایک غلام نے اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے دیں، پھر وہ دونوں آزاد ہو گئے، کیا اب وہ دوبارہ اس سے شادی کر سکتا ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔ سائل نے پوچھا: آپ یہ کس سے نقل فرماتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے یہ فتویٰ ارشاد فرمایا ہے۔

عبدالرزاق نے کہا: (عبداللہ) ابن مبارک نے حضرت معمر سے کہا: یہ حسن کون ہے؟ اس نے بہت بھاری پتھر اٹھایا ہے۔

فائدہ: حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ کے نزدیک یہ حدیث قابل عمل نہیں ہوگی، اس لیے انھوں نے اسے "بھاری پتھر" قرار دیا۔

## (المعجم ٢٠) - بَابٌ: مَتٰى يَقَعُ طَلَاقُ الصَّبِيِّ (التحفة ٢٠)

## باب: ۲۰- بچے کی طلاق کب واقع ہوگی؟

٣٤٥٩- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ الْخَطْمِيِّ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ

۳۴۵۹- حضرت کثیر بن سائب بیان کرتے ہیں کہ مجھے بنو قریظہ کے نوجوان لڑکوں نے بیان کیا کہ ہمیں جنگ قریظہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو جس لڑکے کو احتلام ہوتا تھا یا اس کے زیر

---

٣٤٥٨- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطلاق، باب من طلق أمة تطليقتين ثم اشتراها، ح: ٢٠٨٢ من حديث عبدالرزاق به، وانظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٢١.

٣٤٥٩- [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٤١ و٥/ ٣٧٢ بإسناد صحيح عن كثير به، وهو في الكبرٰى، خ: ٥٦٢٢، وانظر الحديث الآتي.

السَّائِبِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبْنَاءُ قُرَيْظَةَ: أَنَّهُمْ عُرِضُوا عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَمَنْ كَانَ مُحْتَلِمًا أَوْ نَبَتَتْ عَانَتُهُ قُتِلَ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مُحْتَلِمًا أَوْ لَمْ تَنْبُتْ عَانَتُهُ تُرِكَ.

ناف بال اگے ہوئے تھے اسے قتل کر دیا جاتا تھا اور جس کو احتلام نہیں ہوتا تھا یا جسے زیر ناف بال نہیں اگے ہوئے تھے اسے چھوڑ دیا جاتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① بنو قریظہ یہودی قبیلہ تھا جنھوں نے مسلمانوں سے وفاداری کا معاہدہ کر لیا تھا مگر غزوۂ خندق جیسے نازک موقع پر یہ کفار مکہ کے ساتھ مل گئے اور اندرونی بغاوت کر دی۔ غزوۂ خندق ختم ہوتے ہی آپ نے بنو قریظہ کا محاصرہ کر لیا تاکہ انھیں بغاوت کی سزا دی جائے۔ انھوں نے اپنا فیصلہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔ انھوں نے فیصلہ فرمایا کہ ان کے تمام بالغ مرد قتل کر دیے جائیں اور نابالغ غلام بنا لیے جائیں۔ چونکہ یہ ان کے منہ مانگے فیصل کا فیصلہ تھا' لہٰذا اس پر عمل درآمد کیا گیا۔ ② اس حدیث کو اس باب کے تحت ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب نابالغ پر حد نافذ نہیں ہوتی تو اس کی طلاق بھی معتبر نہیں ہوگی۔ جب وہ بالغ ہوگا' پھر طلاق دے سکتا ہے۔ ③ بلوغت کی تین علامات ہیں: احتلام' زیر ناف بال یا عمر پندرہ سال ہو جائے۔ چونکہ عمر کا تعین مشکل ہوتا ہے' دوسری علامات واضح ہیں' لہٰذا ان کا اعتبار کیا گیا۔

٣٤٦٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَطِيَّةَ الْقُرَظِيِّ قَالَ: كُنْتُ يَوْمَ حُكْمِ سَعْدٍ فِي بَنِي قُرَيْظَةَ غُلَامًا فَشَكُّوا فِيَّ فَلَمْ يَجِدُونِي أَنْبَتُّ فَاسْتُبْقِيتُ، فَهَا أَنَا ذَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ.

۳۴۶۰- حضرت عطیہ قرظی سے مروی ہے کہ جن دنوں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بنو قریظہ کے بارے میں فیصلہ سنایا' میں بچہ تھا۔ انھیں میرے بارے میں شک ہوا (کہ بالغ ہے یا نابالغ) لیکن جب مجھے دیکھا تو میرے شرم گاہ کے بال نہیں اگے تھے تو مجھے چھوڑ دیا گیا۔ دیکھ لو اب میں تمھارے درمیان موجود ہوں۔

٣٤٦١- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ:

۳۴۶۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ احد کے موقع پر میرا جائزہ لیا۔

---

٣٤٦٠- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الحدود، باب من لا يجب عليه الحد، ح: ٢٥٤٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع، وتابعه سفيان الثوري، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٢٣، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٤٥، وابن حبان، ح: ١٤٩٩-١٥٠١.

٣٤٦١- أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الخندق، وهي الأحزاب، ح: ٤٠٩٧ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٢٤.

أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُجِزْهُ، وَعَرَضَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَأَجَازَهُ.

میں اس وقت چودہ سال کا تھا۔ آپ نے مجھے جنگ میں شرکت کی اجازت نہ دی‘ پھر غزوۂ خندق کے موقع پر جائزہ لیا تو میں پندرہ سال کا ہو چکا تھا۔ آپ نے مجھے اجازت دے دی۔

فائدہ: سرکاری دستاویزات میں پندرہ سال کے لڑکے کو بالغ اور اس سے کم کو نابالغ لکھا جائے گا کیونکہ حکومت کے پاس عمر وغیرہ کا ریکارڈ ہوتا ہے۔ باقی دو علامات میں ہیر پھیر ممکن ہے اگرچہ وہ قطعی علامات ہیں۔

## (المعجم ٢١) - بَابُ مَنْ لَا يَقَعُ طَلَاقُهُ مِنَ الْأَزْوَاجِ (التحفة ٢١)

## باب:۲۱- کن (خاوندوں) کی طلاق واقع نہیں ہوتی؟

٣٤٦٢- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثٍ: عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الصَّغِيرِ حَتّٰى يَكْبُرَ، وَعَنِ الْمَجْنُونِ حَتّٰى يَعْقِلَ أَوْ يُفِيقَ».

۳۴۶۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تین اشخاص سے قلم اٹھا لیا گیا ہے: سوتے شخص سے حتی کہ وہ جاگ پڑے‘ نابالغ سے حتی کہ وہ بالغ ہو جائے اور مجنون و پاگل سے حتی کہ اسے عقل و ہوش آ جائے۔“

فائدہ: ان تین اشخاص کے مرفوع القلم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان حالتوں کے دوران میں ان سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس پر گرفت نہیں ہوتی کیونکہ ان حالتوں میں انسان بے اختیار ہوتا ہے اور اختیار کے بغیر پوچھ گچھ بے معنی ہے۔ البتہ اگر کسی کا مالی نقصان ہو جائے تو وہ بھرنا پڑے گا۔ طلاق کوئی مالی مسئلہ نہیں‘ لہٰذا ان تین حالتوں میں دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ ان حالتوں میں انسان مرفوع القلم ہوتا ہے۔ البتہ نشے والی حالت میں طلاق مختلف فیہ ہے۔ احناف و موالک وقوع اور شوافع و حنابلہ عدم وقوع کے قائل ہیں۔ اصولی لحاظ سے نشے میں طلاق واقع نہیں ہوتی کیونکہ قصد و اختیار نہیں۔ اور نشے کی سزا شریعت میں مقرر ہے‘ وہ اسے دی

---

٣٤٦٢- [حسن] أخرجه ابن ماجه، الطلاق، باب طلاق المعتوه والصغير والنائم، ح:٢٠٤١ من حديث ابن مهدي به، وهو في الكبرى، ح:٥٦٢٥، وصححه ابن حبان، ح:١٤٩٦، والحاكم على شرط مسلم:٢/٥٩، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند أبي داود، ح:٤٤٠٠ وغيره.

جائے گی۔ بطور سزا طلاق کو نافذ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ہم اس کی سزا میں اضافہ یا دو سزائیں جمع کرنے کے مجاز نہیں۔ والله أعلم.

## (المعجم ٢٢) - بَابُ مَنْ طَلَّقَ فِي نَفْسِهِ (التحفة ٢٢)

## باب:۲۲- جو آدمی اپنے دل میں طلاق دیتا رہے؟

٣٤٦٣- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، - قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ - قَالَ: «إِنَّ اللهَ تَعَالٰى تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي كُلَّ شَيْءٍ حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَكَلَّمْ بِهِ أَوْ تَعْمَلْ».

۳۴۶۳- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے میری امت کو وہ باتیں معاف فرما دی ہیں جو وہ اپنے دلوں میں کرتے ہیں جب تک وہ زبان پر نہ لائیں یا ان پر عمل نہ کریں۔“

فائدہ: اس سے مراد محض شیطانی وسوسے اور گناہ کے خیالات ہیں جیسا کہ اگلی حدیث میں اس کی وضاحت ہے۔

٣٤٦٤- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي مَا وَسْوَسَتْ بِهِ وَحَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَكَلَّمْ بِهِ».

۳۴۶۴- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے میری امت کو وسوسے اور دلی خیالات معاف کر دیے ہیں جب تک وہ ان پر عمل نہ کریں یا زبان پر نہ لائیں۔“

فوائد ومسائل: ① جن باتوں کا تعلق ہی دل سے ہے، مثلاً: اعتقادات، ایمان اور کفر وغیرہ، ان پر مؤاخذہ یا

---

٣٤٦٣- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح:٥٦٢٦، وصححه ابن حبان، ح:١٤٩٨، وللحديث شواهد عند البخاري، ومسلم، والحاكم:٢/١٩٨ وغيرهم.

٣٤٦٤- أخرجه البخاري، العتق، باب الخطأ والنسيان في العتاقة والطلاق ونحوه ... الخ، ح:٢٥٢٨، ومسلم، الإيمان، باب: تجاوز الله عن حديث النفس والخواطر بالقلب إذا لم تستقر، ح:١٢٧/ ٢٠٢ من حديث مسعر بن كدام به، وهو في الكبرى، ح:٥٦٢٧، ورواه يونس بن عبيد عن زرارة به (أبويعلى، ح:٦٣٩٠).

ثواب ہوگا' خواہ وہ دل ہی میں رہیں۔ یہاں صرف وسوسے اور خیالات مراد ہیں جو وقتی طور پر دل میں آتے اور نکل جاتے ہیں' نہ کہ ایمان وکفر ونفاق وغیرہ جو دل میں جاگزیں ہوتے ہیں۔ ② یہ امت محمدیہ کا خاصہ ہے۔ باقی امتوں پر اس کا بھی محاسبہ ہوتا تھا۔ اس سے امت محمدیہ کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلَاةُ وَالتَّسْلِيمُ.

٣٤٦٥- أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ ابْنِ أَوْفٰى، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ تَعَالٰى تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي عَمَّا حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَكَلَّمْ أَوْ تَعْمَلْ بِهِ».

۳۴۶۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری امت کو دلی وساوس اور وقتی خیالات معاف فرما دیے ہیں جب تک وہ ان کو زبان پر نہ لائیں یا ان پر عمل نہ کریں۔''

## (المعجم ٢٣) - اَلطَّلَاقُ بِالْإِشَارَةِ الْمَفْهُومَةِ (التحفة ٢٣)

## باب:۲۳- واضح اشارے سے بھی طلاق ہو سکتی ہے

٣٤٦٦- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ جَارٌ فَارِسِيٌّ طَيِّبُ الْمَرَقَةِ، فَأَتٰى رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَعِنْدَهُ عَائِشَةُ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ بِيَدِهِ أَنْ: تَعَالَ، وَأَوْمَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلٰى عَائِشَةَ - أَيْ: وَهٰذِهِ - فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ الْآخَرُ هٰكَذَا بِيَدِهِ أَنْ: لَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

۳۴۶۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک فارسی پڑوسی تھا جو شوربہ بہترین بناتا تھا۔ ایک دن وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جب کہ آپ کے پاس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ اس نے آپ کو ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آئیے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ بھی آئے گی تو اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ نہیں۔ دو تین دفعہ ایسے ہی ہوا۔

---

٣٤٦٥- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٢٨.

٣٤٦٦- أخرجه مسلم، الأشربة، باب ما يفعل الضيف إذا تبعه غير من دعاه صاحب الطعام ... الخ، ح: ٢٠٣٧ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٢٩. ★ بهز هو ابن أسد العمي، وأبوبكر هو محمد بن أحمد بن نافع العبدي.

**فوائد ومسائل:** ① گونگے بھی دنیا میں بستے ہیں۔ ان کی بھی شادیاں ہوتی ہیں۔ انھیں بھی طلاق کی ضرورت پڑسکتی ہے اور وہ عموماً اشارے ہی سے بات کرتے ہیں' لہٰذا لازمی بات ہے کہ اشارہ معتبر ہو۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ اشارہ واضح ہونا چاہیے جس سے مقصود صاف سمجھ میں آئے۔ عام آدمی بھی اشاروں سے باتیں کر لیتے ہیں' لہٰذا اشارہ معتبر ہوگا، خواہ گونگا کرے یا کوئی دوسرا فرد بشرطیکہ اشارہ واضح ہو۔ ② رسول اللہ ﷺ کا حضرت عائشہ ؓ کو ساتھ لے جانے پر اصرار شاید اس وجہ سے تھا کہ حضرت عائشہ ؓ کو بھی بھوک لگی تھی۔ آپ نے مناسب نہ سمجھا کہ کھانے میں اپنے آپ کو ان پر ترجیح دیں۔ یہ مکارم اخلاق کی علامت ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے: اَوَ شِبْعُ الْفَتٰى لُؤْمٌ إِذَا جَاعَ صَاحِبُهُ! ''ساتھی بھوکا ہو تو اپنا پیٹ بھرا ہونا قابل ملامت ہے۔'' اور فارسی کا انکار شاید اس وجہ سے تھا کہ شوربہ صرف آپ ہی کو کفایت کر سکتا تھا۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٤) - **بَابُ الْكَلَامِ إِذَا قَصَدَ بِهِ فِيمَا يَحْتَمِلُهُ مَعْنَاهُ** (التحفة ٢٤)

**باب:۲۴- جب کلام سے ایسے معنی مقصود ہوں جن کا وہ کلام محتمل ہو تو؟**

**٣٤٦٧- أَخْبَرَنَا** عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَفِي [حَدِيثِ] الْحَارِثِ: أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ، وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى الدُّنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ».

۳۴۶۷- حضرت عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اعمال کا اعتبار نیت کے ساتھ ہے۔ ہر آدمی کو اس کی نیت ملے گی۔ چنانچہ جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی خاطر ہوگی' اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت ہی کا ثواب ملے گا اور جس شخص کی ہجرت دنیا کے حصول یا کسی عورت (سے شادی) کی خاطر ہوگی تو اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف ہوگی جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔''

---

٣٤٦٧- [صحيح] تقدم، ح: ٧٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٣٠.

فائدہ: امام نسائی ؒ کا مقصود یہ ہے کہ متکلم اپنے کلام سے جو معنی مراد لے گا' وہی معتبر ہوگا بشرطیکہ کلام ان کا احتمال رکھتا ہو۔ کوئی مخاطب اپنی مرضی کے معنی کسی کلام سے کشید نہیں کر سکتا۔ اپنے کلام کا مقصود بیان کرنا متکلم کا حق ہے نہ کہ مخاطب کا۔ چونکہ نیت اصل ہے اور نیت متکلم ہی بیان کر سکتا ہے' لہٰذا اگر کوئی شخص ایسا لفظ بولے جو طلاق کے معنی کا بھی احتمال رکھتا ہو اور دوسرے معنی کا بھی' تو طلاق تبھی مراد ہوگی اگر متکلم طلاق کے معنی مراد لے ورنہ طلاق نہیں ہوگی' مثلاً: کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے: ''میرے گھر سے نکل جا۔'' (یہ حدیث تفصیلاً پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے' حدیث:۵۷' کتاب الوضو)

(المعجم ۲۵) - بَابُ الْإِبَانَةِ وَالْإِفْصَاحِ بِالْكَلِمَةِ الْمَلْفُوظِ بِهَا إِذَا قَصَدَ بِهَا لِمَا لَا يَحْتَمِلُهُ مَعْنَاهَا لَمْ تُوجِبْ شَيْئًا وَلَمْ تُثْبِتْ حُكْمًا (التحفة ۲۵)

باب:۲۵-جب کوئی شخص ایک واضح کلمہ بول کر ایسے معنی مراد لے جن کا وہ احتمال نہیں رکھتا' اس سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوگا اور وہ بے فائدہ ہوگا

۳۴۶۸- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنِي شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ مِمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ مِمَّا ذَكَرَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: وَقَالَ: «أُنْظُرُوا كَيْفَ يَصْرِفُ اللهُ عَنِّي شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ، إِنَّهُمْ يَشْتِمُونَ مُذَمَّمًا وَيَلْعَنُونَ مُذَمَّمًا وَأَنَا مُحَمَّدٌ».

۳۴۶۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دیکھو! اللہ تعالیٰ قریش کے گالی گلوچ اور لعن طعن کو مجھ سے کیسے دور رکھتا ہے؟ وہ مذمم کو برا کہتے ہیں اور مذمم کو لعنت کرتے ہیں جب کہ میں تو محمد ہوں۔'' (ﷺ)

فائدہ: قریش مکہ جب اپنے منصوبوں میں ناکام ہوتے تو جلتے بھنتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کو برا کہنے لگتے لیکن وہ لعن طعن کے وقت محمد (ﷺ) کے بجائے مذمم کا لفظ بولتے کیونکہ محمد کے معنی تو ہیں وہ شخص جس کی سب تعریفیں کریں۔ اگر وہ آپ کو محمد کہہ کر گالی گلوچ کرتے تو یہ اجتماع نَقِیضَین تھا۔ ویسے بھی وہ آپ کو اتنے اچھے نام کے ساتھ پکارنا نہیں چاہتے تھے' لہٰذا وہ محمد کے لفظ کو مذمم سے بدل دیتے اور گالیاں دیتے۔ اس طریقے سے اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاک نام کو گالی گلوچ سے بچالیا۔ امام ؒ کا مقصود یہ ہے کہ کسی لفظ کے ایسے معنی مراد

---

۳۴۶۸۔ أخرجه البخاري، المناقب، باب ماجاء في أسماء رسول الله ﷺ ... الخ، ح:۳۵۳۳ من حديث أبي الزناد به، وهو في الكبرٰى، ح:۵۶۳۱.

نہیں لیے جا سکتے جس سے وہ معنی کسی بھی لحاظ سے سمجھ میں نہ آتے ہوں' جیسے ذم کے معنی کسی بھی صورت میں محمد نہیں ہو سکتے۔ یہاں نیت کفایت نہیں کرے گی۔ اسی طرح کوئی ایسا لفظ بول کر طلاق مراد نہیں لی جا سکتی جو کسی لحاظ سے بھی طلاق کے معنی نہ دیتا ہو' خواہ نیت طلاق ہی کی ہو' مثلاً: کوئی کہے: "میں نے تجھے انعام دیا" اور طلاق مراد لے تو یہ ممکن نہیں۔

## (المعجم ٢٦) - بَابُ التَّوْقِيتِ فِي الْخِيَارِ (التحفة ٢٦)

## باب:٢٦-طلاق کے اختیار میں مدت مقرر ہو سکتی ہے

٣٤٦٩- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ ابْنُ يَزِيدَ وَمُوسَى بْنُ عُلَيٍّ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَمَّا أُمِرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِتَخْيِيرِ أَزْوَاجِهِ بَدَأَ بِي فَقَالَ: «إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تُعَجِّلِي حَتّٰى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ» قَالَتْ: قَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَايَ لَمْ يَكُونَا لِيَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ، قَالَتْ: ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ ٱلْحَيَوٰةَ ٱلدُّنْيَا﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿جَمِيلًا﴾ [الأحزاب:٢٨] فَقُلْتُ: أَفِي هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ؟ فَإِنِّي أُرِيدُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ. قَالَتْ عَائِشَةُ: ثُمَّ فَعَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ حِينَ قَالَ لَهُنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَاخْتَرْنَهُ طَلَاقًا مِنْ أَجْلِ أَنَّهُنَّ

٣٤٦٩- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی بیویوں کو اختیار دینے کا حکم ہوا تو آپ سب سے پہلے میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "میں تجھ سے ایک بات کرتا ہوں۔ جواب دینے میں جلدی کی ضرورت نہیں۔ بے شک اپنے والدین سے مشورہ کر لینا۔" (آپ نے یہ اس لیے فرمایا کہ) آپ جانتے تھے کہ میرے والدین مجھے کبھی بھی آپ سے جدائی کا مشورہ نہیں دے سکتے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ إِن كُنتُنَّ......﴾ "اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے: اگر تم دنیا کی زندگی اور زیب وزینت کی طالب ہو تو آؤ میں تمھیں اچھے طریقے سے فارغ کردوں......" میں نے فوراً کہا: کیا میں اس بارے میں اپنے والدین سے مشورہ طلب کروں؟ میں تو ہر حال میں اللہ تعالیٰ' اس کے رسول اور آخرت ہی کی طلب گار ہوں' پھر دیگر ازواج مطہرات نے بھی اسی طرح کہا جس طرح میں نے کہا تھا۔ تو جب

---

٣٤٦٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٢٠٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٣٢.

اخْتَرْنَهُ.

رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں سے یہ کچھ کہا اور انھوں نے آپ ہی کو اختیار کیا تو یہ طلاق نہ بنی کیونکہ انھوں نے (بجائے طلاق کے) آپ کو اختیار کیا۔

فوائد و مسائل: ① خاوند اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دے سکتا ہے کہ اگر تو چاہے تو طلاق لے لے۔ اگر عورت جواب میں کہے: میں نے طلاق لے لی تو اسے طلاق ہو جائے گی۔ البتہ اختلاف ہے کہ وہ طلاق رجعی ہوگی یا بائنہ۔ ② مصنف کا مقصود یہ ہے کہ ضروری نہیں کہ اختیار ملتے ہی عورت جواب دے۔ اگر خاوند کوئی مدت مقرر کر دے تو اس مدت میں بھی وہ کسی وقت طلاق اختیار کر سکتی ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ ؓ کو مہلت دی کہ فوراً جواب نہ دے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اپنے والدین سے مشورہ کرنے کے بعد جواب دے دینا۔ ③ نبی ﷺ کی ازواج مطہرات ؓ نے ابتدائی دور میں آپ سے اخراجات کے مطالبے کیے تھے جو آپ کی دسترس سے باہر تھے' نیز وہ آپ کے نبوی مزاج کے بھی خلاف تھے' اس لیے آپ کو پریشانی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حل تجویز فرمایا کہ آپ کی بیویوں کا مزاج' نبوی مزاج کے مطابق ہونا چاہیے۔ ہر حال میں تعالیٰ کی رضا پر راضی رہیں۔ توجہ دنیا کی بجائے عقبیٰ کی طرف ہو۔ اگر وہ اس مزاج کو اختیار نہ کر سکیں تو آپ سے طلاق لے لیں اور دنیا کہیں اور تلاش کر لیں۔ آپ نے یہی بات اپنی بیویوں سے ارشاد فرمائی۔ مقصد ان کی تربیت تھا۔ ایک ماہ تک وہ رسول اللہ ﷺ کی جدائی سے بہت کچھ سیکھ چکی تھیں' لہٰذا سب نے رسول اللہ ﷺ اور آخرت کو پسند کیا اور ہر عسر و یسر میں ساتھ دینے کا وعدہ کیا اور پھر آخر زندگی تک ان کی زبان سے کوئی مطالبہ نہ نکلا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ وَأَرْضَاهُنَّ.

٣٤٧٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوْرٍ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ﴾ [الأحزاب: ٢٩] دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ بَدَأَ بِي فَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ! إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تُعَجِّلِي

۳۴۷۰- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت اتری: ﴿وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ ''اگر تم اللہ تعالیٰ' اس کے رسول اور آخرت کو پسند کرتی ہو۔'' تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''اے عائشہ! میں تجھ سے ایک بات ذکر کرنے لگا ہوں۔ تجھے جواب میں جلدی کی کوئی ضرورت نہیں حتی کہ تو اپنے والدین سے بھی مشورہ کر لے۔'' آپ جانتے

٣٤٧٠- أخرجه مسلم، الطلاق، باب في الإيلاء واعتزال النساء وتخييرهن ... الخ، ح: ١٤٧٥ بعد، ح: ١٤٧٩ من حديث معمر به، وعلقه البخاري، ح: ٤٧٨٦، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٣٣.

حَتّٰى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ» قَالَتْ: قَدْ عَلِمَ وَاللّٰهِ! أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا لِيَأْمُرَانِّي بِفِرَاقِهِ، فَقَرَأَ عَلَيَّ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ ٱلْحَيَوٰةَ ٱلدُّنْيَا وَزِينَتَهَا﴾ فَقُلْتُ: أَفِي هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ؟ فَإِنِّي أُرِيدُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ.

تھے کہ اللہ کی قسم! میرے والدین مجھے کبھی بھی آپ سے جدائی کا مشورہ نہیں دے سکتے۔ پھر آپ نے مجھ پر یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ......﴾ ''اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے: اگر تم دنیا کی زندگی اور زیب وزینت چاہتی ہو تو۔'' میں نے فوراً کہا: کیا میں اس بارے میں اپنے والدین سے مشورہ لوں؟ میں تو (ہر حال میں) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہی کی طلب گار ہوں۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ وَالْأَوَّلُ أَوْلٰى بِالصَّوَابِ، وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى أَعْلَمُ.

ابو عبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ یہ یعنی حدیث معمر عن الزہری، عن عروہ، عن عائشہ غلطی ہے۔ اور پہلی یعنی حدیث یونس وموسیٰ بن علی عن ابن شہاب، عن ابی سلمہ عن عائشہ درست ہے۔ واللہ أعلم.

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ یہ حدیث معمر عن الزہری عن عروہ کے طریق سے غیر محفوظ ہے اور یونس وموسیٰ عن الزہری عن ابی سلمہ کے طریق سے محفوظ ہے لیکن امام صاحب رحمہ اللہ کا یہ خیال محل نظر معلوم ہوتا ہے کیونکہ معمر، عروہ سے بیان کرنے میں متفرد نہیں بلکہ ان کی متابعت موجود ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''معمر کی، عروہ سے بیان کرنے میں جعفر بن برقان نے متابعت کی ہے۔ ممکن ہے زہری نے یہ حدیث (عروہ اور ابوسلمہ) دونوں سے سنی ہو، تو انھوں نے کبھی ایک سے بیان کر دیا اور کبھی دوسرے سے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ کا رجحان بھی اسی طرف ہے۔ دیکھیے: (فتح الباری: ۸/۵۲۳) معلوم ہوتا ہے کہ دونوں طریق محفوظ ہیں اور حدیث دونوں طرق سے صحیح ہے۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ٢٧) - بَابٌ فِي الْمُخَيَّرَةِ تَخْتَارُ زَوْجَهَا (التحفة ٢٧)

## باب: ٢٧- جس عورت کو طلاق کا اختیار دیا جائے اور وہ اپنے خاوند ہی کو پسند کرے تو؟

٣٤٧١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

٣٤٧١- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

٣٤٧١_[صحيح] تقدم، ح: ٣٢٠٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٣٤

حَدَّثَنَا يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ - عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَيَّرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاخْتَرْنَاهُ فَهَلْ كَانَ طَلَاقًا؟.

ﷺ نے ہم کو اختیار دیا تھا اور ہم نے آپ ہی کو پسند کیا تھا تو کیا یہ طلاق بن گئی؟

فائدہ: یعنی اس طرح طلاق نہیں ہوتی۔ طلاق تب ہوتی ہے کہ عورت خاوند کے بجائے طلاق کو پسند کرے۔ بعض فقہاء کا خیال ہے کہ خواہ عورت خاوند ہی کو پسند کرے، عورت کو طلاق ہو جائے گی مگر یہ انتہائی غیر معقول بات ہے۔ حضرت عائشہ ؓ اسی کا رد فرما رہی ہیں۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طلاق کا اختیار نہیں دیا تھا بلکہ آپ نے تو ان کی رائے طلب کی تھی کہ تم چاہو تو میں طلاق دے دیتا ہوں، لیکن حضرت عائشہ ؓ نے تو ایسا فرق تسلیم نہیں فرمایا۔

۳٤۷۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ: قَالَ الشَّعْبِيُّ: عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَدْ خَيَّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نِسَاءَهُ فَلَمْ يَكُنْ طَلَاقًا.

۳۴۷۲- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو اختیار دیا تھا لیکن یہ طلاق نہیں بنا۔

۳٤۷۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ صُدْرَانَ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ - عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَدْ خَيَّرَ النَّبِيُّ ﷺ نِسَاءَهُ فَلَمْ يَكُنْ طَلَاقًا.

۳۴۷۳- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنی بیویوں کو اختیار دیا تھا لیکن یہ اختیار طلاق نہیں بنا۔

۳٤۷٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى

۳۴۷۴- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ

---

۳٤۷۲_[صحيح] تقدم، ح: ۳۲۰۵، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٣٥.

۳٤۷۳_[صحيح] تقدم، ح: ۳۲۰۵، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٣٦.

۳٤۷٤_[صحيح] تقدم، ح: ۳۲۰۵، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٣۷.

قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي الضُّحٰى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَدْ خَيَّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نِسَاءَهُ أَفَكَانَ طَلَاقًا؟.

رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو طلاق کا اختیار دیا تھا تو کیا یہ طلاق بن گیا؟ (جب کہ انھوں نے آپ کو اختیار کیا تھا)۔

۳۴۷۵- أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الضَّعِيفُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَيَّرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاخْتَرْنَاهُ فَلَمْ يَعُدَّهَا عَلَيْنَا شَيْئًا.

۳۴۷۵- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے طلاق لینے کا اختیار دیا تھا۔ ہم سب نے (طلاق کے بجائے) آپ کو پسند کیا۔ چنانچہ آپ نے اس عمل کو ہمارے خلاف طلاق شمار نہیں فرمایا۔

فائدہ: یہی بات صحیح ہے کہ صرف طلاق کا اختیار دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی جب تک عورت طلاق پسند نہ کرے۔

## (المعجم ۲۸) - خِيَارُ الْمَمْلُوكَيْنِ يُعْتَقَانِ (التحفة ۲۸)

## باب: ۲۸- غلام خاوند بیوی آزاد ہوں تو اختیار کیسے ہوگا؟

۳۴۷۶- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَوْهَبٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: كَانَ لِعَائِشَةَ غُلَامٌ وَجَارِيَةٌ قَالَتْ: فَأَرَدْتُ أَنْ أُعْتِقَهُمَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «اِبْدَئِي بِالْغُلَامِ قَبْلَ الْجَارِيَةِ».

۳۴۷۶- حضرت قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ ؓ کے پاس ایک غلام اور ایک لونڈی تھے (جو آپس میں میاں بیوی تھے)۔ حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں: میں نے انھیں آزاد کرنے کا ارادہ کیا۔ میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: ”غلام کو پہلے آزاد کرنا، لونڈی کو بعد میں۔“

فوائد و مسائل: ① آزاد ہونے سے حیثیت بڑھ جاتی ہے، لہٰذا اگر کوئی شادی شدہ لونڈی آزاد ہو اور اس کا خاوند غلام ہو تو آزادی کے بعد عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ غلام کے نکاح میں رہے یا نہ رہے۔ البتہ اگر خاوند

---

۳۴۷۵۔ [صحیح] تقدم، ح: ۳۲۰۵، وهو في الكبرٰى، ح: ۵۶۳۸.

۳۴۷۶۔ [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، العتق، باب من أراد عتق رجل وامرأته فليبدأ بالرجل، ح: ۲۵۳۲ من حديث حماد بن مسعدة به، وهو في الكبرٰى، ح: ۵۶۳۹. * عبيدالله بن عبدالرحمٰن بن موهب وثقه الجمهور، وقال ابن عدي: "حسن الحديث، يكتب حديثه".

آزاد ہے تو پھر عورت کو آزادی کے بعد یہ حق نہیں ملتا کیونکہ اس کا مرتبہ خاوند سے بلند نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے آپ نے خاوند کو پہلے آزاد کرنے کا حکم دیا تاکہ عورت نکاح ختم نہ کر سکے کیونکہ نکاح کا ٹوٹنا بہت سے مفاسد کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ جب دونوں کا درجہ ایک جیسا ہے تو نکاح قائم رہنے ہی میں عافیت ہے۔ احناف ہر حالت میں آزاد ہونے والی بیوی کو نکاح ختم کرنے کا اختیار دیتے ہیں لیکن ان کا مسلک واضح طور پر رسول اللہ ﷺ کے اس مذکورہ فرمان کے خلاف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مرد کی فضیلت کی وجہ سے اسے پہلے آزاد کرنے کا حکم دیا لیکن یہ تاویل کمزور ہے۔ دلائل کی رو سے پہلا موقف قوی ہے۔ ② چونکہ خاوند کو تو ہر حال میں طلاق کا اختیار ہے، خواہ وہ آزاد ہو یا غلام، لہٰذا آزاد ہونے سے اسے کوئی الگ اختیار نہیں ملتا۔ ③ عورت اپنے مال میں خاوند کی اجازت کے بغیر تصرف کر سکتی ہے۔ حضرت عائشہ ؓ نے یہ نہیں پوچھا تھا کہ آزاد کروں یا نہ کروں بلکہ ان کا سوال یہ تھا کہ پہلے کسے آزاد کیا جائے۔ واللہ أعلم. البتہ خاوند سے صلاح مشورہ افضل ہے۔ اس سے باہمی اعتماد اور مودت بڑھتی ہے اور شیطان کو دخل اندازی کا موقع نہیں ملتا۔

## (المعجم ٢٩) - بَابُ خِيَارِ الْأَمَةِ (التحفة ٢٩)

## باب:۲۹-لونڈی کو (آزادی کے بعد نکاح ختم کرنے کا) اختیار ہے

٣٤٧٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ: إِحْدَى السُّنَنِ أَنَّهَا أُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِي زَوْجِهَا، وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ»، وَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالْبُرْمَةُ تَفُورُ بِلَحْمٍ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَأُدْمٌ مِنْ أُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَمْ أَرَ بُرْمَةً فِيهَا لَحْمٌ؟» فَقَالُوا: بَلٰى! يَا رَسُولَ اللهِ! ذٰلِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيرَةَ

۳۴۷۷- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں حضرت بریرہ ؓ کے بارے میں تین شرعی احکام جاری ہوئے: ایک یہ کہ وہ آزاد ہوئی تو اسے اپنے خاوند کی بابت اختیار دیا گیا۔ دوسرا یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حق ولا اسے حاصل ہوگا جو آزاد کرے۔“ تیسرا یہ کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو ہنڈیا میں گوشت پک رہا تھا لیکن آپ کو روٹی کے ساتھ گھر والا سالن دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تو ہنڈیا میں گوشت پکتا ہوا دیکھا تھا۔“ گھر والوں نے کہا: جی ہاں! اے اللہ کے رسول! لیکن یہ تو وہ گوشت تھا جو بریرہ پر صدقہ کیا گیا تھا اور آپ صدقہ

---

٣٤٧٧- أخرجه البخاري، النكاح، باب الحرة تحت العبد، ح: ٥٠٩٧، ومسلم، العتق، باب بيان أن الولاء لمن أعتق، ح: ١٥٠٤/ ١٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٦٢، والكبرى، ح: ٥٦٤٠.

وَأَنْتَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ».

نہیں کھاتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اس کے لیے صدقہ تھا (لیکن جب اس نے ہمیں تحفہ بھیج دیا تو یہ) ہمارے لیے ہدیہ ہے۔''

**فوائد ومسائل:** ① ''اختیار دیا گیا'' کیونکہ ان کا خاوند ''مغیث'' ابھی غلام تھا۔ حضرت بریرہ ؓ نے نکاح ختم کر دیا تھا۔ معلوم ہوا عورت کے آزاد ہونے سے طلاق واقع ہوگی نہ فسخ نکاح ہوگا بلکہ اختیار ملے گا۔ ② ''حق ولا'' سے مراد وہ حق ہے جو آزاد کرنے والے کو آزاد شدہ غلام پر ہوتا ہے کہ اسے اس کا مولیٰ کہا جاتا ہے۔ اور یہ آزاد شدہ غلام فوت ہو جائے اور اس کا کوئی نسبی وارث نہ ہو تو آزاد کرنے والا اس کا وارث بھی بنے گا۔ حضرت بریرہ نے اپنی آزادی کے لیے حضرت عائشہ ؓ سے رابطہ کیا تو انھوں نے فرمایا: میں تمھیں یک مشت خرید کر آزاد کر دیتی ہوں۔ مالک بیچنے پر تو راضی ہو گئے مگر ''حق ولا'' اپنے لیے مانگنے لگے، حالانکہ یہ حق تو اسی کا ہے جو غلام کو لوجہ اللہ آزاد کرے۔ ③ ''ہدیہ ہے'' اس سے یہ اصول سمجھ میں آیا کہ جو چیز بذات خود پلید اور حرام نہیں، اس کی حیثیت بدلتی رہتی ہے، مثلاً: رشوت یا سود کا پیسہ اس شخص کے لیے حرام ہے جو رشوت یا سود لے رہا ہے، لیکن اگر رشوت یا سود لینے والا وہ رقم آگے کسی کو بطور اجرت یا قیمت دے تو لینے والے کے لیے جائز ہوگی، حرام نہیں ہوگی کیونکہ رقم بذات خود پلید یا حرام چیز نہیں بلکہ اس کی حیثیت اسے حلال یا حرام بناتی ہے۔ زکاۃ کی رقم مال دار کے لیے حرام مگر فقیر کے لیے حلال ہے۔ یہ اصول بہت اہم ہے۔ ④ میاں بیوی غلام ہوں تو کسی ایک سے مکاتبت کر کے اسے آزاد کیا جا سکتا ہے۔ ضمناً یہ بات بھی سمجھ میں آئی کہ کسی ایک کو آگے بیچا جا سکتا ہے۔ ⑤ اگر کسی غلط اور غیر شرعی کام کا لوگ ارتکاب کر رہے ہوں تو علماء کو اس مسئلے کی وضاحت کرنی چاہیے اور اس کے متعلق شرعی احکام نمایاں کرنے چاہئیں، نیز جس غیر شرعی کام اور رسم کا وہ مستقبل میں ارتکاب کرنے والے ہوں اس کے بارے میں بروقت اپنے خطبے میں وضاحت کر دینی چاہیے۔ ⑥ نیک بیوی ہر معاملے میں اپنے خاوند کی خیر خواہ ہوتی ہے۔ حضرت عائشہ ؓ نے آپ کو گوشت کا سالن نہ دیا کیونکہ انھیں علم تھا کہ آپ صدقے کی چیز نہیں کھاتے، ورنہ آپ ﷺ کو علم نہ تھا کیونکہ آپ عالم غیب نہیں تھے۔ ⑦ صدقے اور ہدیے میں فرق ہے۔ ⑧ آزاد کرنے والا آزاد کردہ سے تحفہ قبول کر سکتا ہے۔ اس سے آزاد کرنے کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

٣٤٧٨- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ قَالَ:

۳۴۷۸- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ حضرت

---

**٣٤٧٨**ـ أخرجه مسلم، ح: ١٥٠٤/ ١٠ (انظر الحديث السابق) من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، الهبة، باب قبول الهدية، ح: ٢٥٧٨ من حديث عبدالرحمٰن بن القاسم به مطولاً ومختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٤١.

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ قَضِيَّاتٍ: أَرَادَ أَهْلُهَا أَنْ يَبِيعُوهَا وَيَشْتَرِطُوا الْوَلَاءَ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «اِشْتَرِيهَا وَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ»، وَأُعْتِقَتْ فَخَيَّرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا، وَكَانَ يُتَصَدَّقُ عَلَيْهَا فَتُهْدِي لَنَا مِنْهُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «كُلُوهُ فَإِنَّهُ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ».

بریرہ ؓ کے بارے میں تین اہم فیصلے ہوئے: اس کے مالکوں نے اسے بیچنے کا ارادہ کیا لیکن ولا کی شرط لگائی۔ میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: ''اسے خرید لے اور آزاد کر دے۔ ولا تو اسی کے لیے ہے جو آزاد کرے۔'' وہ آزاد ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اختیار دیا۔ چنانچہ اس نے (خاوند کے بجائے) اپنے آپ کو پسند کیا۔ اس پر صدقہ کیا جاتا تھا تو وہ اس میں سے ہمیں تحفتاً بھیج دیتی تھی۔ میں نے یہ بات نبی ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: ''کھاؤ یہ اس کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے تحفہ۔''

## (المعجم ٣٠) - بَابُ خِيَارِ الْأَمَةِ تُعْتَقُ وَزَوْجُهَا حُرٌّ (التحفة ٣٠)

## باب: ۳۰- لونڈی آزاد ہو جائے اور اس کا خاوند پہلے سے آزاد ہو تو کیا اسے اختیار ہوگا؟

٣٤٧٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِشْتَرَيْتُ بَرِيرَةَ فَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلَاءَهَا، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «أَعْتِقِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْطَى الْوَرِقَ»، [قَالَتْ:] فَأَعْتَقْتُهَا فَدَعَاهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَخَيَّرَهَا مِنْ زَوْجِهَا قَالَتْ: لَوْ أَعْطَانِي كَذَا وَكَذَا

۳۴۷۹- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے بریرہ کو خریدا لیکن اس کے مالکوں نے ولا کی شرط لگالی۔ میں نے یہ بات نبی ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: ''تو اسے آزاد کر دے۔ ولا اسی شخص کے لیے ہے جو پیسے دے کر خریدتا ہے۔'' چنانچہ میں نے اسے آزاد کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا اور اسے اپنے خاوند (کے ساتھ رہنے یا نہ رہنے) کی بابت اختیار دیا۔ وہ کہنے لگی: وہ مجھے بہت بڑی دولت دے تب بھی میں اس

---

٣٤٧٩- أخرجه البخاري، العتق، باب بيع الولاء وهبته، ح: ٢٥٣٦ من حديث جرير بن عبدالحميد، ومسلم، الزكاة، باب إباحة الهدية للنبي ﷺ ... الخ، ح: ١٠٧٥ من حديث إبراهيم النخعي به، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٤٢، وقوله: "كان زوجها حرًا" من قول الأسود، وهو شاذ.

مَا أَقَمْتُ عِنْدَهُ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا.

کے نکاح میں رہنے کے لیے تیار نہیں' چنانچہ اس نے اپنی علیحدگی کو پسند کر لیا اور اس کا خاوند آزاد تھا۔

**فوائد ومسائل:** ① ''جو خریدتا ہے'' یعنی خریدنے کے بعد اسے آزاد بھی کرتا ہے ورنہ صرف خریدنے سے حق ولا نہیں ملتا۔ ② ''اس کا خاوند آزاد تھا'' یہ حضرت عائشہ ؓ کے الفاظ نہیں بلکہ حضرت اسود کے ہیں جو کہ تابعی ہیں اور وہ موقع پر موجود نہیں تھے جب کہ حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس ؓ سے اس کے غلام ہونے کی صراحت آتی ہے۔ یہ دونوں موقع کے گواہ ہیں۔ ظاہر ہے ان کی گواہی ہی معتبر ہے۔ حضرت اسود کو غلطی لگی ہے۔ احناف کہہ دیتے ہیں کہ پہلے وہ غلام تھا' پھر بریرہ کی آزادی سے پہلے وہ آزاد ہو گیا تھا لیکن یہ تاویل صحیح نہیں کیونکہ حضرت عائشہ وحضرت ابن عباس ؓ بریرہ اور اس کی آزادی کے وقت کی بات کر رہے ہیں۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس واقعے کے بعد وہ بھی آزاد ہو گیا تھا۔ اس میں کوئی اشکال نہیں۔ والله أعلم.

٣٤٨٠- أَخْبَرنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ فَاشْتَرَطُوا وَلَاءَهَا، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «اِشْتَرِيهَا وَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ»، وَأُتِيَ بِلَحْمٍ فَقِيلَ: إِنَّ هٰذَا مِمَّا تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيرَةَ فَقَالَ: «هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ». وَخَيَّرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا.

۳۴۸۰- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے بریرہ کو خریدنے کا ارادہ کیا مگر اس کے مالکوں نے ولا کی شرط لگا لی۔ میں نے یہ بات نبی ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: ''تو خرید کر آزاد کر دے۔ ولا تو اسی کے لیے ہے جو آزاد کرتا ہے۔'' نیز آپ کے پاس گوشت لایا گیا اور بتایا گیا کہ یہ گوشت بریرہ پر صدقہ کیا گیا تھا (اس نے ہمیں بھیجا ہے۔) آپ نے فرمایا: ''وہ اس کے لیے صدقہ تھا' ہمارے لیے تحفہ ہے۔'' نیز رسول اللہ ﷺ نے اسے اختیار دیا جب کہ اس کا خاوند آزاد تھا۔

**فائدہ:** تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۴۷۴، ۳۴۷۷، ۳۴۷۹.

## (المعجم ٣١) - بَابُ خِيَارِ الْأَمَةِ تُعْتَقُ وَزَوْجُهَا مَمْلُوكٌ (التحفة ٣١)

## باب: ۳۱- لونڈی آزاد ہو جائے اور اس کا خاوند غلام ہو تو اسے (نکاح ختم کرنے کا) اختیار ہے

٣٤٨٠- [صحيح] تقدم، ح: ٢٦١٥، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٤٣.

٣٤٨١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَاتَبَتْ بَرِيرَةُ عَلٰى نَفْسِهَا بِتِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ سَنَةٍ بِأُوقِيَّةٍ فَأَتَتْ عَائِشَةَ تَسْتَعِينُهَا فَقَالَتْ: لَا، إِلَّا أَنْ يَشَاءُوا أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ عَدَّةً وَاحِدَةً وَيَكُونُ الْوَلَاءُ لِي، فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ فَكَلَّمَتْ فِي ذٰلِكَ أَهْلَهَا فَأَبَوْا عَلَيْهَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَهُمْ، فَجَاءَتْ إِلٰى عَائِشَةَ وَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ لَهَا مَا قَالَ أَهْلُهَا، فَقَالَتْ: لَاهَا اللهِ إِذًا! إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا هٰذَا؟» فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ بَرِيرَةَ أَتَتْنِي تَسْتَعِينُ بِي عَلٰى كِتَابَتِهَا فَقُلْتُ: لَا إِلَّا أَنْ يَشَاءُوا أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ عَدَّةً وَاحِدَةً وَيَكُونُ الْوَلَاءُ لِي فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِأَهْلِهَا فَأَبَوْا عَلَيْهَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِبْتَاعِيهَا وَاشْتَرِطِي لَهُمُ الْوَلَاءَ فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ» ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ؟ يَقُولُونَ: أَعْتِقْ فُلَانًا وَالْوَلَاءُ لِي، كِتَابُ اللهِ عَزَّ

۳۴۸۱- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ حضرت بریرہ نے اپنے مالکوں سے اپنی آزادی کا معاہدہ نو اوقیے کی شرط پر کیا تھا۔ ہر سال ایک اوقیہ ادا کرنا تھا۔ چنانچہ وہ میرے پاس مدد لینے کے لیے آئی تو میں نے کہا: اگر تیرے مالک چاہیں تو میں انھیں یک مشت ساری رقم دینے (اور تجھے خریدنے) کو تیار ہوں۔ (پھر میں تجھے آزاد کر دوں گی) اور ولا میرے لیے ہوگی۔ بریرہ اپنے مالکوں کے پاس گئی اور ان سے اس کے متعلق بات چیت کی۔ انھوں نے (اس طرح بیچنے سے) انکار کر دیا الا یہ کہ ولا ان کو ملے۔ اس نے حضرت عائشہ ؓ کو آ کر بتا دیا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی آ گئے۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اس طرح تو میں نہیں خریدوں گی۔ الا یہ کہ ولا مجھے ملے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا بات ہے؟'' میں نے گزارش کی: اے اللہ کے رسول! بریرہ میرے پاس اپنی کتابت کے سلسلے میں تعاون کے لیے آئی تھی۔ میں نے کہا: اس طرح تو نہیں لیکن اگر وہ چاہیں تو میں پوری رقم یکمشت دے کر تجھے خرید کر آزاد کر دیتی ہوں' اور ولا مجھے ملے۔ اس نے یہ بات اپنے مالکوں سے کہی تو انھوں نے اس طرح بیچنے سے انکار کر دیا' الا یہ کہ ولا ان کو ملے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو اسے خرید لے (اور آزاد کر دے) ان کے لیے ولا کی شرط مان لے۔ بے شک ولا تو اسی کے لیے ہے جو آزاد کرے۔'' پھر آپ نے (مسجد میں) کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا: آپ نے اللہ تعالیٰ کی

---

٣٤٨١ـ أخرجه مسلم، العتق، باب بيان أن الولاء لمن أعتق، ح: ١٥٠٤/ ٩ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٤٤، وأخرجه البخاري، ح: ٢٥٦٣ من حديث هشام به.

وَجَلَّ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللهِ أَوْثَقُ، وَكُلُّ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ» فَخَيَّرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ زَوْجِهَا وَكَانَ عَبْدًا فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا. قَالَ عُرْوَةُ: فَلَوْ كَانَ حُرًّا مَا خَيَّرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ.

حمد وثنا فرمائی' پھر آپ نے فرمایا: ''ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کا جواز اللہ کی کتاب میں نہیں۔ وہ کہتے ہیں: فلاں غلام کو آزاد تو کر مگر ولا میرے لیے ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب (کا حکم) زیادہ معتبر ہے اور اللہ تعالیٰ کی جائز کردہ شرط ہی مضبوط ہے اور جس شرط کا جواز اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہ ہو وہ غیر معتبر ہے' خواہ سو دفعہ لگائی جائے۔'' پھر (آزادی کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے بریرہ کو اس کے خاوند کی بابت اختیار دے دیا اور وہ غلام تھا۔ چنانچہ بریرہ نے اپنے آپ کو پسند کیا (یعنی نکاح ختم کرلیا)۔ حضرت عروہ نے فرمایا: اگر اس کا خاوند آزاد ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اسے اختیار نہ دیتے۔

فوائد ومسائل: ① ''نواوقیے'' اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ نو اوقیے تین سو ساٹھ درہم بنتے ہیں۔ ② اس روایت کے ظاہر عربی الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ ؓ بطور مدد بریرہ ؓ کو ساری رقم یک مشت دے کر ولا حاصل کرنا چاہتی تھیں' لیکن یہ تأثر درست نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا خطبہ اور دیگر روایات صراحت کرتی ہیں کہ حضرت عائشہ انھیں خرید کر آزاد کرنا چاہتی تھیں۔ اگر پہلی صورت ہوتی تو بریرہ کے مالکوں کا موقف درست ہوتا اس لیے ترجمے میں قوسین میں اضافے کیے گئے ہیں۔ ③ ''کتابت'' اس سے مراد معاہدۂ آزادی ہے جو غلام اپنے مالکوں سے طے کرتا ہے۔ طے شدہ رقم کو بھی کتابت کہہ لیتے ہیں۔ ④ ''جن کا جواز نہیں'' یعنی جو کتاب اللہ کی صراحت کے خلاف ہیں' ورنہ ہر شرط کا کتاب اللہ میں موجود ہونا ضروری نہیں۔ ⑤ ''اسے اختیار نہ دیتے'' اس قسم کی بات کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اپنے اندازے سے نہیں کہہ سکتا۔ لازماً انھوں نے حضرت عائشہ ؓ سے ایسے سنا ہوگا۔

٣٤٨٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ

۳۴۸۲- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ بریرہ کا خاوند غلام تھا۔

٣٤٨٢- أخرجه مسلم، ح: ١٥٠٤/ ١٣ من حديث وهيب به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٤٥.

رُومَانَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ زَوْجُ بَرِيرَةَ عَبْدًا.

٣٤٨٣- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا اشْتَرَتْ بَرِيرَةَ مِنْ أُنَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَاشْتَرَطُوا الْوَلَاءَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْوَلَاءُ لِمَنْ وَلِيَ النِّعْمَةَ» وَخَيَّرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَكَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا، وَأَهْدَتْ لِعَائِشَةَ لَحْمًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ وَضَعْتُمْ لَنَا مِنْ هٰذَا اللَّحْمِ» قَالَتْ عَائِشَةُ: تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيرَةَ فَقَالَ: «هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ».

۳۴۸۳-حضرت عائشہ ﷞ سے روایت ہے کہ انھوں نے کچھ انصاریوں سے بریرہ کو خریدا تو انھوں نے ولا کی شرط لگائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ولا تو اسی کے لیے ہے جو (آزادی کا) احسان کرے۔“ نیز رسول اللہ ﷺ نے اسے (خاوند کے بارے میں) اختیار دیا اور اس کا خاوند غلام تھا۔ (اسی طرح) بریرہ نے حضرت عائشہ ﷞ کی خدمت میں کچھ گوشت بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم ہمارے لیے بھی کچھ گوشت رکھ لیتے (تو کیا ہی اچھا ہوتا)۔“ حضرت عائشہ ﷞ نے فرمایا: یہ گوشت بریرہ پر صدقہ کیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”وہ اس کے لیے صدقہ تھا‘ ہمارے لیے ہدیہ ہے۔“

٣٤٨٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ الْكَرْمَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ - قَالَ: وَكَانَ وَصِيَّ أَبِيهِ قَالَ: وَفَرِقْتُ أَنْ أَقُولَ: سَمِعْتَهُ مِنْ أَبِيكَ؟ - قَالَتْ عَائِشَةُ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ بَرِيرَةَ وَأَرَدْتُ أَنْ

۳۴۸۴-حضرت عائشہ ﷞ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے حضرت بریرہ کے بارے میں پوچھا۔ میرا ارادہ تھا کہ میں اسے خرید لوں (اور آزاد کردوں) لیکن اس کے مالکوں نے ولا کی شرط لگا دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے خرید لے‘ ولا تو اسی کے لیے ہے جو آزاد کرے۔“ فرمایا: (اسی طرح) بریرہ ﷞ کو اختیار دیا گیا جب کہ ان کا خاوند غلام تھا۔ پھر بعد

---

٣٤٨٣ـ أخرجه مسلم، ح: ١٥٠٤/ ١١ من حديث حسين بن علي به، انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٤٧.

٣٤٨٤ـ أخرجه البخاري، الهبة، باب قبول الهدية، ح: ٢٥٧٨، ومسلم، ح: ١٥٠٤/ ١٢ (انظر الحديث السابق) من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٤٨. * وصي أبيه هو عبدالرحمٰن، والقائل شعبة.

أَشْتَرِيهَا وَاشْتُرِطَ الْوَلَاءُ لِأَهْلِهَا، فَقَالَ: «اِشْتَرِيهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ» قَالَ: وَخُيِّرَتْ وَكَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا، ثُمَّ قَالَ بَعْدَ ذٰلِكَ: مَا أَدْرِي وَأُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِلَحْمٍ فَقَالُوا: هٰذَا مِمَّا تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيرَةَ قَالَ: «هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ».

میں راویٔ حدیث (عبدالرحمٰن) نے کہا: میں نہیں جانتا (کہ وہ غلام تھا یا آزاد)۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ گوشت لایا گیا۔ گھر والوں نے کہا: یہ بریرہ پر صدقہ کیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''یہ اس کے لیے صدقہ تھا اور ہمارے لیے تحفہ ہے۔''

فائدہ: ''میں نہیں جانتا'' کہ وہ آزاد تھا یا غلام۔ راویٔ حدیث عبدالرحمٰن بن قاسم اس بارے میں متردد تھے۔ کبھی انھوں نے آزاد کہا، کبھی غلام اور کبھی کہا کہ پتہ نہیں آزاد تھا یا غلام۔ محفوظ بات یہی ہے کہ وہ غلام تھا۔ عروہ نے ان کی اس بات میں موافقت کی ہے۔ بعد میں واقع ہونے والے شک سے کوئی فرق نہیں پڑتا جبکہ پہلی بات بالجزم ہو اور اس میں اوثق راویوں کی موافقت بھی ہو۔ باقی تفصیلات پچھلے دو تین ابواب میں ذکر ہو چکی ہیں۔

## (المعجم ٣٢) - بَابُ الْإِيلَاءِ (التحفة ٣٢)

## باب:٣٢- ایلا کے مسائل

٣٤٨٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ الْبَصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو يَعْفُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى قَالَ: تَذَاكَرْنَا الشَّهْرَ عِنْدَهُ فَقَالَ بَعْضُنَا: ثَلَاثِينَ، وَقَالَ بَعْضُنَا: تِسْعًا وَعِشْرِينَ، فَقَالَ أَبُو الضُّحٰى: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: أَصْبَحْنَا يَوْمًا وَنِسَاءُ النَّبِيِّ ﷺ يَبْكِينَ عِنْدَ كُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ أَهْلُهَا فَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا هُوَ مَلْآنُ مِنَ النَّاسِ، قَالَ: فَجَاءَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

٣٤٨٥- حضرت ابوالضحیٰ کے شاگردوں نے ان کے پاس ''مہینے'' کے بارے میں بحث کی۔ کسی نے کہا: (مہینہ) تیس دن کا ہوتا ہے، کسی نے کہا: انتیس دن کا ہوتا ہے۔ حضرت ابوالضحیٰ کہنے لگے: ہمیں حضرت ابن عباس ؓ نے بیان فرمایا کہ ایک دن صبح ہوئی تو نبی ﷺ کی ازواج مطہرات رو رہی تھیں۔ ہر زوجۂ مطہرہ کے پاس ان کے گھر والے بیٹھے تھے۔ میں مسجد میں داخل ہوا تو وہ لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔ اتنے میں حضرت عمر ؓ بھی آ گئے۔ وہ نبی ﷺ کے پاس جانے کے لیے اوپر چڑھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ اپنے چوبارے

---

٣٤٨٥ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب هجرة النبي ﷺ نساءه في غير بيوتهن، ح:٥٢٠٣ من حديث مروان بن معاوية الفزاري به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٦٤٩.

فَصَعِدَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي عُلِّيَّةٍ لَهُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، فَرَجَعَ فَنَادٰى: بِلَالُ! فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ؟ فَقَالَ: «لَا وَلٰكِنِّي آلَيْتُ مِنْهُنَّ شَهْرًا» فَمَكَثَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ ثُمَّ نَزَلَ فَدَخَلَ عَلٰى نِسَائِهِ.

میں تھے۔ انھوں نے آپ کو سلام کیا لیکن کسی نے جواب نہ دیا' پھر سلام کہا لیکن کسی نے جواب نہ دیا۔ پھر سلام کہا' پھر کسی نے جواب نہ دیا۔ وہ واپس لوٹ آئے تو بلال رضی اللہ عنہ نے انھیں پکارا' چنانچہ وہ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں لیکن میں نے ایک مہینہ دور رہنے کی قسم کھالی ہے۔'' آپ انتیس دن اسی طرح رہے۔ پھر اترے اور اپنی بیویوں کے ہاں تشریف لے گئے۔

فوائد ومسائل: ① ''ایلا'' قسم کھانے کو کہتے ہیں۔ یہاں مراد ہے: بیوی سے جماع نہ کرنے کی قسم کھالینا۔ اگر کبھی خاوند بیوی سے ناراض ہو جائے اور ایسی قسم کھالے تو اس پر کاربند رہ سکتا ہے لیکن چار ماہ تک۔ اس سے زائد کی اجازت نہیں۔ اگر کوئی شخص چار ماہ سے زیادہ مدت کی قسم کھائے گا تو پھر چار ماہ گزرنے پر اسے یا تو قسم ختم کر کے جماع کرنا ہوگا اور قسم کا کفارہ دینا ہوگا یا پھر طلاق دینی ہوگی۔ اگر وہ دونوں باتوں سے انکار کرے تو حاکم وقت (قاضی وغیرہ) اپنے اختیارات کے تحت عورت پر طلاق لاگو کر دے گا۔ اور وہ عورت خاوند سے جدا ہو جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے قسم ہی صرف ایک ماہ کی کھائی تھی۔ اور قسم پوری فرما دی۔ ② ''رو رہی تھیں'' انھیں یہ خیال ہو گیا تھا کہ شاید ایسی قسم کھانے سے طلاق پڑ جاتی ہے۔ یا ممکن ہے آپ کی ناراضی اور جدائی کی بنا پر رو رہی ہوں۔ ③ ''کسی نے جواب نہ دیا'' یعنی اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ سلام کا جواب آہستہ دے لیا ہو گا۔ ④ ''انتیس دن'' کیونکہ مہینہ انتیس کا بھی ہو سکتا ہے' تیس کا بھی۔ شریعت نے انتیس دن کو پورا مہینہ قرار دیا ہے' لہٰذا اگر قسم ایک ماہ کی ہو تو انتیس دن بعد وہ قسم پوری ہو جائے گی' چاہے کسی بھی چیز کے بارے میں ہو۔ ⑤ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نبیٔ اکرم ﷺ کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے اور ہر چھوٹی بڑی پریشانی میں اپنا ہر قسم کا تعاون کرنے کے لیے مسابقت کرتے تھے۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ. ⑥ ضرورت کے تحت ایک سے زائد منزلہ عمارت بنائی جا سکتی ہے لیکن اس کی بناوٹ ایسی ہو کہ پڑوسیوں کے گھروں میں نظر نہ پڑے تاکہ انھیں پریشانی کا سامنا نہ ہو۔ ⑦ قسم کھانے والے کے بارے میں اگر یہ شبہ ہو کہ یہ بھول گیا ہے تو اسے یاد کرا دینا چاہیے جیسا کہ آئندہ حدیث میں آ رہا ہے۔

**٣٤٨٦- أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: آلَى النَّبِيُّ ﷺ مِنْ نِسَائِهِ شَهْرًا فِي مَشْرَبَةٍ لَهُ فَمَكَثَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَلَيْسَ آلَيْتَ عَلٰى شَهْرٍ؟ قَالَ: «اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ».

۳۴۸۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنی بیویوں سے ایک ماہ تک الگ رہنے کی قسم کھالی اور اپنے چوبارے میں جا ٹھہرے۔ چنانچہ آپ انتیس راتیں ٹھہرے رہے۔ پھر آپ اتر آئے۔ آپ سے کہا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے ایک ماہ کی قسم نہیں کھائی تھی؟ آپ نے فرمایا: ''مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے۔''

## (المعجم ٣٣) - بَابُ الظِّهَارِ (التحفة ٣٣)

## باب: ۳۳- ظہار کے مسائل

**٣٤٨٧- أَخْبَرَنَا** الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ قَدْ ظَاهَرَ مِنِ امْرَأَتِهِ فَوَقَعَ عَلَيْهَا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي ظَاهَرْتُ مِنِ امْرَأَتِي فَوَقَعْتُ قَبْلَ أَنْ أُكَفِّرَ، قَالَ: «وَمَا حَمَلَكَ عَلٰى ذٰلِكَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ؟» قَالَ: رَأَيْتُ خَلْخَالَهَا فِي ضَوْءِ الْقَمَرِ فَقَالَ: «لَا تَقْرَبْهَا حَتّٰى تَفْعَلَ مَا أَمَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ».

۳۴۸۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا جب کہ اس نے اپنی بیوی سے ظہار کر رکھا تھا' پھر وہ اس سے جماع کر بیٹھا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنی بیوی سے ظہار کر رکھا تھا لیکن کفارہ دینے سے قبل جماع کر بیٹھا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے! تجھے کس چیز نے اس کام پر مجبور کیا تھا۔'' اس نے کہا: میں نے چاند کی چاندنی میں اس کی پازیب دیکھی (تو ضبط نہ کر سکا)۔ آپ نے فرمایا: ''اب اس کے قریب نہ جانا حتی کہ تو وہ کام کرے جو اللہ تعالیٰ نے کرنے کا حکم دیا ہے۔''

---

٣٤٨٦ـ أخرجه البخاري، ح: ٣٧٨، ١٩١١، ٢٤٦٩، ٥٢٠١، ٥٢٨٩، ٦٦٨٤ من حديث حميد الطويل به مطولًا، وصرح بالسماع عنده، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٥٠. * خالد هو ابن الحارث.

٣٤٨٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في الظهار، ح: ٢٢٢٥، والترمذي، الطلاق، باب ماجاء في المظاهر يواقع قبل أن يكفر، ح: ١١٩٩ عن الحسين بن حريث به، وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٥١.

**فوائد ومسائل:** ① ’’ظہار‘‘ سے مراد ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے: تو میرے لیے ایسے ہے جیسے میری ماں کی پشت۔ مقصود عورت کو حرام کرنا ہوتا ہے۔ اس کا کفارہ ایک غلام کو آزاد کرنا ہے۔ اگر طاقت نہ ہو تو دو ماہ کے پے در پے روزے رکھے۔ اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ کفارے کی ادائیگی تک جماع کرنا حرام ہے۔ اگر ماں کے سوا بہن، بیٹی یا کسی اور محرم عورت سے تشبیہ دے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔
② ’’وہ کام کرے‘‘ یعنی کفارہ ادا کرے۔

**٣٤٨٨- أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: تَظَاهَرَ رَجُلٌ مِنِ امْرَأَتِهِ فَأَصَابَهَا قَبْلَ أَنْ يُكَفِّرَ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا حَمَلَكَ عَلٰى ذٰلِكَ؟» قَالَ: رَحِمَكَ اللهُ يَا رَسُولَ اللهِ! رَأَيْتُ خَلْخَالَهَا أَوْ سَاقَيْهَا فِي ضَوْءِ الْقَمَرِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَاعْتَزِلْهَا حَتّٰى تَفْعَلَ مَا أَمَرَكَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ».

**۳۴۸۸-** حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے ظہار کیا لیکن کفارہ دینے سے پہلے ہی جماع کر لیا۔ اس نے یہ بات نبی ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے اسے فرمایا: ’’تجھے کس چیز نے اس کام پر مجبور کیا؟‘‘ وہ کہنے لگا: اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں فرمائے! میں نے چاند کی چاندنی میں اس کی پازیب یا پنڈلیاں دیکھیں (اور ضبط نہ کر سکا) آپ نے فرمایا: ’’اب اس سے دور رہنا حتی کہ تو وہ کام کرے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔‘‘

**فوائد ومسائل:** ① اگر کوئی شخص ظہار کے بعد کفارہ ادا کیے بغیر جماع کا مرتکب ہو تو یہ گناہ ہے لیکن اسے کفارہ ایک ہی دینا ہوگا کیونکہ ظہار تو ایک ہی دفعہ کیا گیا ہے۔ بعض حضرات نے اس پر دگنا کفارہ لازم کیا ہے مگر یہ درست نہیں۔ ② ’’اللہ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے‘‘ سابقہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس کے لیے دعا کی تھی، حالانکہ اس نے غلطی کا ارتکاب کیا تھا، مگر رسول اللہ ﷺ بہترین معلم ومربی تھے کہ آپ نے حسن خلق سے غلط کاروں کی اصلاح فرمائی۔ ﷺ۔

**٣٤٨٩- أَخْبَرَنَا** إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا

**۳۴۸۹-** حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! میں نے اپنی بیوی سے ظہار کیا تھا، پھر کفارہ ادا کرنے سے

---

**٣٤٨٨ـ [إسناده حسن]** انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٥٢.

**٣٤٨٩ـ [إسناده حسن]** انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٥٣.

الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَكَمَ بْنَ أَبَانَ قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ نَبِيَّ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ! إِنَّهُ ظَاهَرَ مِنِ امْرَأَتِهِ ثُمَّ غَشِيَهَا قَبْلَ أَنْ يَفْعَلَ مَا عَلَيْهِ، قَالَ: «مَا حَمَلَكَ عَلَى ذٰلِكَ؟» قَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ رَأَيْتُ بَيَاضَ سَاقَيْهَا فِي الْقَمَرِ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «فَاعْتَزِلْ حَتّٰى تَقْضِيَ مَا عَلَيْكَ». وَقَالَ إِسْحَاقُ فِي حَدِيثِهِ: «فَاعْتَزِلْهَا حَتّٰى تَقْضِيَ مَا عَلَيْكَ»، وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ.

پہلے میں نے اس سے جماع کرلیا۔ آپ نے فرمایا: ”تجھے کس چیز نے ایسا کرنے پر مجبور کیا؟“ اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں نے چاندنی میں اس کی پنڈلیوں کی سفیدی دیکھی۔ آپ نے فرمایا: ”اب علیحدہ رہنا حتی کہ تو اپنے ذمے واجب کفارہ ادا کرے۔“ اسحاق نے اپنی حدیث میں یہ الفاظ بیان کیے ہیں: ”اب اس سے علیحدہ رہنا حتی کہ تو اپنے ذمے واجب کفارہ ادا کرے۔“

یہ الفاظ استاد محمد بن عبدالاعلیٰ کے ہیں۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: اَلْمُرْسَلُ أَوْلٰى بِالصَّوَابِ مِنَ الْمُسْنَدِ، وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى أَعْلَمُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی ؒ) بیان کرتے ہیں کہ مذکورہ بالا دونوں روایتیں مسند کے بجائے مرسل ہی صحیح ہیں۔ واللہ أعلم.

فوائد ومسائل: ① امام نسائی ؒ کے اس حدیث میں دو استاد ہیں: اسحاق بن ابراہیم اور محمد بن عبدالاعلیٰ۔ امام صاحب نے دونوں سے یہ روایت بیان کی ہے اور جن الفاظ میں دونوں کا اختلاف تھا ان کی نشاندہی بھی کر دی۔ اس لحاظ سے امام صاحب کا نیچے یہ کہنا کہ ”یہ الفاظ محمد بن عبدالاعلیٰ کے ہیں“ محل نظر ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ بنتا ہے کہ دونوں اساتذہ کی حدیث کا سیاق باہم مختلف اور متضاد ہے صرف معنی ومفہوم ایک ہے۔ اس طرح امام صاحب کی یہ دونوں وضاحتیں باہم متضاد معلوم ہوتی ہیں۔ واللہ أعلم. افادہ الاتیوبی ؒ دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي:٦٤/٢٩) ② یہ دونوں روایات حضرت عکرمہ سے مروی ہیں جو تابعی ہیں۔ گویا وہ موقع پر موجود نہیں تھے۔ ایسی روایت کو مرسل کہا جاتا ہے۔ امام نسائی ؒ نے اس روایت کے مرسل ہونے کو ترجیح دی ہے۔ اور مسند (متصل) روایت (٣٤٨٧) کو صحیح تسلیم نہیں کیا' جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ روایت متصلاً بھی ثابت ہے اور تعدد طرق اور شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔ شیخ البانی ؒ نے ارواء میں اس پر مفصل بحث کی ہے اور یہی نتیجہ نکالا ہے۔ دیکھیے: (الإرواء:٧/١٧٨-١٨٠) و ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي:٢٩/٦١، ٦٢ و ٦٤، ٦٥)

٣٤٩٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي وَسِعَ سَمْعُهُ الْأَصْوَاتَ، لَقَدْ جَاءَتْ خَوْلَةُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ تَشْكُو زَوْجَهَا، فَكَانَ يَخْفٰى عَلَيَّ كَلَامُهَا، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا﴾ . اَلْآيَـةَ [المجادلة: ١].

۳۴۹۰- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ تعریف اس اللہ کی ہے جس کی سماعت نے تمام آوازوں کو گھیر رکھا ہے۔ حضرت خولہ ؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے خاوند کی شکایت کرنے آئیں (اور وہ اس قدر آہستہ بول رہی تھیں کہ) ان کی سب باتیں میں بھی نہیں سن رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے وحی اتار دی: ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ......﴾ ”اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی جو تم سے اپنے خاوند کے بارے میں بحث کر رہی تھی اور وہ اللہ تعالیٰ سے اس کی شکایت کر رہی تھی' اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کی باتیں سن رہا تھا......۔“

فائدہ: حضرت خولہ ؓ کے خاوند نے بھی ان کو ماں سے تشبیہ دے کر حرام کر لیا تھا۔ انھوں نے سمجھا کہ شاید میں خاوند پر حرام ہو چکی ہوں۔ ظاہر ہے ایسی صورت میں ازدواجی زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ بچے الگ ذلیل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کمال مہربانی سے صرف کفارہ لاگو فرمایا۔ بیوی کو حرام نہیں کیا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ.

## (المعجم ٣٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُلْعِ (التحفة ٣٤)

## باب:۳۴- عورت کا خاوند سے خلع لینا

٣٤٩١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَنْبَأَنَا الْمَخْزُومِيُّ - وَهُوَ الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۳۴۹۱- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اپنے آپ کو خاوندوں سے چھڑانے والی اور طلاق کا مطالبہ کرنے والی عورتیں منافق ہیں۔“

---

٣٤٩٠ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب فيما أنكرت الجهمية، ح: ١٨٨ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٥٤، وعلقه البخاري في التوحيد، باب قول الله تعالى: "وكان الله سميعًا بصيرًا" ح: ٧٣٨٦، وللحديث شواهد.

٣٤٩١ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤١٤ من حديث وهيب بن خالد به، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٥٥ * والحسن صرح بالسماع في هذا الحديث، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ١١٨٦ وغيره.

أَنَّهُ قَالَ: «اَلْمُنْتَزِعَاتُ وَالْمُخْتَلِعَاتُ هُنَّ الْمُنَافِقَاتُ».

قَالَ الْحَسَنُ: لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ غَيْرِ أَبِي هُرَيْرَةَ.

حسن (بصری) کہتے ہیں: میں نے اس حدیث کو ابوہریرہ کے علاوہ کسی سے نہیں سنا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: اَلْحَسَنُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ شَيْئًا.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) فرماتے ہیں: حسن (بصری) نے ابوہریرہ سے کچھ بھی نہیں سنا۔

**فوائد ومسائل:** ① حسن بصری رحمہ اللہ کا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع مختلف فیہ ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ ان میں سے ہیں جو ان کے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع کے قائل نہیں لیکن راجح اور صحیح بات یہ ہے کہ ان کا سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہے۔ شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ نے اس پر مفصل بحث کی ہے۔ دیکھیے: (مسند أحمد بتحقيق أحمد شاكر: ۱۲/ ۱۰۷-۱۱۶ ' وذخيرة العقبیٰ ' شرح سنن النسائي: ۲۹/ ۷۵-۸۲) ② ''منافق ہیں'' کہ نکاح میں ہونے کے باوجود ان کی ناشکری کرتی ہیں اور اپنے آپ سے خاوندوں کا لباس اتارتی ہیں۔ جس طرح منافق کلمہ پڑھنے کے باوجود اسلام سے غیر مخلص ہیں اور اسلام کا لباس اتارنے میں کوشاں ہیں' اس لیے عورت کا معقول وجہ کے بغیر طلاق کا مطالبہ کرنا اس کے منافق ہونے کی علامت ہے۔ لیکن عذر کی وجہ سے طلاق کا مطالبہ جائز ہے۔ ایسی عورت کا یہ حکم نہیں ہوگا۔

**٣٤٩٢-** أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ عَنْ حَبِيبَةَ بِنْتِ سَهْلٍ: أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَأَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى الصُّبْحِ فَوَجَدَ حَبِيبَةَ بِنْتَ سَهْلٍ عِنْدَ بَابِهِ فِي الْغَلَسِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ هٰذِهِ؟» قَالَتْ:

**۳۴۹۲-** حضرت حبیبہ بنت سہل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس کے نکاح میں تھی۔ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کے لیے نکلے تو حبیبہ بنت سہل کو اندھیرے میں اپنے دروازے کے پاس کھڑے پایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کون ہے؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں حبیبہ بنت سہل ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''تم کیسے؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نہیں اور ثابت بن قیس نہیں۔ اپنے

---

**٣٤٩٢-** [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في الخلع، ح: ٢٢٢٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٥٦٤، والكبرٰى، ح: ٥٦٥٦، وصححه ابن خزيمة، (فتح: ٩/ ٣٩٩)، وابن حبان، ح: ١٣٢٦.

أَنَا حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ: «مَا شَأْنُكِ؟» قَالَتْ: لَا أَنَا وَلَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ - لِزَوْجِهَا -، فَلَمَّا جَاءَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هٰذِهِ حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ قَدْ ذَكَرَتْ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ تَذْكُرَ». فَقَالَتْ حَبِيبَةُ: يَا رَسُولَ اللهِ! كُلُّ مَا أَعْطَانِي عِنْدِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِثَابِتٍ: «خُذْ مِنْهَا». فَأَخَذَ مِنْهَا وَجَلَسَتْ فِي أَهْلِهَا.

شوہر کے متعلق کہا۔ (مطلب یہ تھا کہ اب میں اور میرا خاوند ثابت بن قیس اکٹھے نہیں رہ سکتے۔) جب حضرت ثابت بن قیس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا: ''یہ حبیبہ بنت سہل (آئی) ہے اور اللہ تعالیٰ کو جو کچھ منظور تھا اس نے (مجھ سے) بیان کیا۔'' حبیبہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! انھوں نے جو کچھ (حق مہر) مجھے دیا تھا' میرے پاس موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ثابت سے کہا: ''اپنا مال اس سے واپس لے لے۔'' چنانچہ انھوں نے واپس لے لیا اور حبیبہ اپنے گھر والوں کے ہاں (میکے میں) بیٹھ رہی۔

**فوائد ومسائل:** ① عورت کا خاوند سے طلاق طلب کرنا خلع کہلاتا ہے۔ ایسی صورت میں اگر خاوند چاہے تو بیوی کو دیے ہوئے مہر یا دیگر عطیات کی واپسی کا مطالبہ کر سکتا ہے' البتہ اس سے زائد عورت کا ذاتی مال نہیں لے سکتا۔ مصالحت کے بعد خاوند طلاق دے دے گا جس کے بعد رجوع نہیں ہو سکے گا' البتہ اگر وہ دونوں چاہیں تو عدت کے بعد نکاح ہو سکتا ہے۔ ② خلع کی ظاہری صورت اگرچہ طلاق کے مشابہ ہے کہ عورت کے مطالبے پر خاوند طلاق دیتا ہے' تاہم خلع حقیقت میں فسخ نکاح ہے' اس لیے اس کی عدت تین حیض نہیں بلکہ ایک حیض ہے۔ اس کا مقصد استبرائے رحم ہے' یعنی یہ معلوم ہو سکے کہ کہیں عورت امید سے تو نہیں۔ اگر حیض آ گیا تو اس کا مطلب ہے کہ وہ حاملہ نہیں' لہٰذا وہ آگے نکاح کر سکتی ہے۔ اگر حیض نہیں آئے گا تو اس کا مطلب ہے کہ وہ حمل سے ہے۔ اس صورت میں وہ بچے کی ولادت تک آگے نکاح نہیں کر سکتی۔ دیکھیے: (حدیث: ٣٥٢٧، ٣٥٢٨) احناف کے نزدیک خلع طلاق ہے' اس لیے اس کی عدت تین حیض ہے لیکن یہ موقف درست نہیں۔

٣٤٩٣- أَخْبَرَنَا أَزْهَرُ بْنُ جَمِيلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ ابْنِ قَيْسٍ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ

٣٤٩٣- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ثابت بن قیس ؓ کی بیوی نبی ﷺ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! میں اپنے خاوند ثابت بن قیس پر دین یا خلق کے لحاظ سے کوئی

---

٣٤٩٣_ أخرجه البخاري، الطلاق، باب الخلع وكيف الطلاق فيه ... الخ، ح: ٥٢٧٣ عن أزهر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٥٧.

اللهِ! ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ أَمَا إِنِّي مَا أَعِيبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَلَا دِينٍ، وَلٰكِنِّي أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ؟» قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِقْبَلِ الْحَدِيقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيقَةً».

عیب نہیں لگاتی لیکن میں مسلمان ہو کر کفر کے کام کرنا ناپسند کرتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو اس کا دیا ہوا باغ اسے واپس کر دے گی؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے (ثابت بن قیس سے) فرمایا: ''باغ واپس لے لو اور اسے طلاق دے دو۔''

فائدہ: ''کفر کے کام'' گھر میں رہ کر خاوند سے نفرت کرنا' اس سے لڑتے رہنا اور اسے ناراض رکھنا ایسے کام ہیں جو اسلام میں ممنوع ہیں۔ گویا یہ کفر کے کام ہیں۔ کفر سے مراد خاوند کی ناشکری بھی ہو سکتی ہے۔ عربی میں ناشکری کو بھی کفر کہتے ہیں۔

٣٤٩٤- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي لَا تَمْنَعُ يَدَ لَامِسٍ، قَالَ: «غَرِّبْهَا إِنْ شِئْتَ» قَالَ: إِنِّي أَخَافُ أَنْ تَتْبَعَهَا نَفْسِي قَالَ: «اِسْتَمْتِعْ بِهَا».

۳۴۹۴- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: میری بیوی کسی چھونے والے کا ہاتھ نہیں روکتی۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تو چاہے تو اسے طلاق دے دے۔'' وہ کہنے لگا: مجھے خطرہ ہے کہ میرا دل اس کا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ آپ نے فرمایا: ''پھر اس سے فائدہ اٹھاتا رہ۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۲۳۱۔

٣٤٩٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ

۳۴۹۵- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے نکاح میں ایک عورت ہے جو کسی چھیڑ چھاڑ کرنے والے کے

---

٣٤٩٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، النكاح، باب النهي عن تزويج من لم يلد من النساء، ح: ٢٠٤٩ عن الحسين بن حريث المروزي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٥٨، وقال أحمد بن حنبل: "ليس هو عندنا إلا على معنى أنها تعطي من ماله ولم يكن النبي ﷺ ليأمره بإمساكها وهي تفجر"، وراجع نيل المقصود.

٣٤٩٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٢٣١، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٥٩.

رِئَابٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ تَحْتِي امْرَأَةً لَا تَرُدُّ يَدَ لَامِسٍ، قَالَ: «طَلِّقْهَا» قَالَ: إِنِّي لَا أَصْبِرُ عَنْهَا، قَالَ: «فَأَمْسِكْهَا».

ہاتھ کو نہیں روکتی۔ آپ نے فرمایا: ''اسے طلاق دے دو۔'' وہ کہنے لگا: میں اس سے جدائی برداشت نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا: ''پھر رکھے رکھ۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ وَالصَّوَابُ مُرْسَلٌ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی) ؒ فرماتے ہیں: یہ خطا ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے۔

**فوائد ومسائل:** ① امام نسائی ؒ کے کلام کا مقصد یہ ہے کہ اسے ابن عباس ؓ کے واسطے سے متصل بیان کرنا خطا ہے۔ صحیح اس کا مرسل، یعنی ابن عباس ؓ کے واسطے کے بغیر ہونا ہے۔ لیکن پیچھے حدیث: ۳۲۳۱ میں بھی بیان ہو چکا ہے کہ یہ حدیث متصل صحیح ہے۔ ایک راوی کے مرسل بیان کرنے سے متصل بیان کرنے والوں کی روایت غلط نہیں ہو جاتی جبکہ متصل بیان کرنے والے ثقہ راوی ہوں۔ ثقہ کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔ یہ ایک مسلمہ اصول ہے۔ اس قسم کی مخالفت مضر نہیں، لہٰذا یہ موصولاً بھی مروی ہے اور مرسلاً بھی۔ ② مندرجہ بالا دونوں روایات کا باب سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لیے دیکھیے: حدیث: ۳۲۳۱.

## (المعجم ٣٥) - بَابُ بَدْءِ اللِّعَانِ (التحفة ٣٥)

## باب: ۳۵- لعان کی ابتدا

**٣٤٩٦- أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ: جَاءَنِي عُوَيْمِرٌ رَجُلٌ مِنْ بَنِي الْعَجْلَانِ فَقَالَ: أَيْ عَاصِمُ! أَرَأَيْتُمْ رَجُلًا رَأَى مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ

**۳۴۹۶-** حضرت عاصم بن عدی ؓ بیان کرتے ہیں کہ بنو عجلان کے ایک شخص عویمر ؓ میرے پاس آئے اور کہنے لگے: اے عاصم! بتاؤ اگر ایک آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کسی آدمی کو دیکھ لے تو کیا وہ اسے قتل کر دے؟ کہ پھر تم اسے قتل کر دو گے۔ آخر وہ کیا کرے؟ اے عاصم! آپ یہ مسئلہ میرے لیے رسول اللہ ﷺ سے پوچھیں۔ حضرت عاصم نے اس بارے میں نبی ﷺ

---

٣٤٩٦ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٣٧ من حديث عبدالعزيز به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٦٠، وأخرجه البخاري، ح: ٥٣٠٨ وغيره، ومسلم، ح: ١٤٩٢ وغيرهما من حديث الزهري عن سهل به من مسنده.

كَيْفَ يَفْعَلُ؟ يَا عَاصِمُ! سَلْ لِي رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَسَأَلَ عَاصِمٌ عَنْ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ، فَعَابَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَسَائِلَ وَكَرِهَهَا، فَجَاءَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ: مَا صَنَعْتَ يَا عَاصِمُ؟ فَقَالَ: صَنَعْتُ أَنَّكَ لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ، كَرِهَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا، قَالَ عُوَيْمِرٌ: وَاللهِ! لَأَسْأَلَنَّ عَنْ ذٰلِكَ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَانْطَلَقَ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَدْ أَنْزَلَ اللهُ [عَزَّ وَجَلَّ] فِيكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ فَائْتِ بِهَا». قَالَ سَهْلٌ: وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَجَاءَ بِهَا فَتَلَاعَنَا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَاللهِ! لَئِنْ أَمْسَكْتُهَا لَقَدْ كَذَبْتُ عَلَيْهَا، فَفَارَقَهَا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِفِرَاقِهَا، فَصَارَتْ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ.

سے پوچھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کے سوالات پوچھنے کو پسند نہ فرمایا' بلکہ مذمت کی۔ عویمر رضی اللہ عنہ دوبارہ حضرت عاصم کے پاس آئے اور کہنے لگے: عاصم! آپ نے کیا کیا؟ عاصم نے کہا: تم میرے پاس کوئی اچھا سوال نہیں لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کے سوالات کو ناپسند فرمایا ہے بلکہ مذمت فرمائی ہے۔ عویمر کہنے لگے: اللہ کی قسم! میں تو ضرور اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھوں گا۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے پوچھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تیری بیوی اور تیرے بارے میں وحی نازل فرمادی ہے۔ جا' اسے لے آ۔'' حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ عویمر اپنی بیوی کو لے کر آئے' پھر دونوں نے لعان کیا۔ عویمر کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! اگر اب بھی میں نے اسے اپنے نکاح میں رکھا تو پھر تو (گویا) میں نے اس پر جھوٹ بولا ہے۔ چنانچہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم دینے سے قبل ہی اسے طلاق دے دی' پھر یہ لعان کرنے والوں کے لیے شرعی طریقہ بن گیا (کہ ان کے درمیان حتمی جدائی ہو جائے گی)۔

**فوائد ومسائل:** ① خاوند اپنی بیوی کو زنا کی حالت میں دیکھے لیکن اس کے علاوہ موقع کا کوئی گواہ موجود نہ ہو تو شریعت نے خاوند کے لیے رعایت رکھی ہے' ورنہ عام آدمی ایسی حالت میں یہ بات افشا نہیں کرسکتا۔ اسے خاموش رہنا پڑے گا لیکن خاوند کو اجازت ہے کہ وہ عدالت میں پیش ہو۔ عدالت عورت کو بھی طلب کرے گی اور دونوں سے قسمیں لے گی۔ اگر ان میں سے کوئی قسمیں کھانے سے انکار کر دے تو اسے سزا دی جائے گی۔ مرد کو تہمت کی اور عورت کو زنا کی۔ اگر دونوں قسمیں کھائیں تو عدالت ان کا نکاح ختم کر دے گی اور کسی کو کچھ نہیں کہے گی۔ لعان کا طریقہ تفصیلاً آگے آ رہا ہے۔ (باقی تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۴۳۱) ② لایعنی سوال کرنے

سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ایسے مسائل کی حوصلہ شکنی کی جاسکتی ہے۔ ③ بعض امور اگر چہ قبیح ہوتے ہیں لیکن مبتلا آدمی کا اس کے بارے میں سوال کرنا اور حل طلب کرنا مشروع ہے۔ ④ ناگزیر شرعی ضرورت کی بنا پر کسی کے مذموم اوصاف کا ذکر کرنا غیبت کے زمرے میں نہیں آتا۔

## (المعجم ٣٦) - بَابُ اللِّعَانِ بِالْحَبْلِ (التحفة ٣٦)

## باب:٣٦-عورت کو ناجائز حمل ہونے کی صورت میں بھی لعان ہو سکتا ہے

٣٤٩٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ ابْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُقْبَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَاعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ الْعَجْلَانِيِّ وَامْرَأَتِهِ وَكَانَتْ حُبْلَى.

٣٤٩٧-حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (عویمر) عجلانی اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کروایا جب کہ وہ (بیوی) حاملہ تھی۔

فوائد ومسائل: ① عورت کو حمل ٹھہر جائے مگر خاوند کو یقین ہو کہ یہ حمل زنا سے ہے' میرا نہیں' تو وہ عدالت میں جا کر دعویٰ کر سکتا ہے۔ عدالت عورت کو بھی بلائے گی اور ان کے درمیان لعان کروائے گی۔ گویا آنکھ سے کسی مرد کے ساتھ دیکھنا ضروری نہیں۔ زنا کا یقین ضروری ہے۔ ② لعان لعنت سے ہے۔ چونکہ قسموں کے دوران میں آدمی جھوٹے پر لعنت ڈالتا ہے' اس لیے اس کارروائی کو لعان کہا جاتا ہے۔ ③ لعان سے حمل کی نفی ہو جائے گی اور بیٹا ماں کی طرف منسوب ہوگا جیسا کہ حدیث: ٣٥٠٧ میں آ رہا ہے۔

## (المعجم ٣٧) - بَابُ اللِّعَانِ فِي قَذْفِ الرَّجُلِ زَوْجَتَهُ بِرَجُلٍ بِعَيْنِهِ (التحفة ٣٧)

## باب:٣٧- آدمی اپنی بیوی پر کسی معین آدمی کے ساتھ زنا کا الزام لگائے تو لعان کرنا پڑے گا

٣٤٩٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: سُئِلَ

٣٤٩٨-حضرت ہشام سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگاتا ہے' تو

---

٣٤٩٧ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٦١، وهو متفق عليه من حديث أبي الزناد عن القاسم به بأصله.
* محمد هو المقدمي، وعمر عمه.

٣٤٩٨ـ أخرجه مسلم، اللعان، ح:١٤٩٦/ ١١ من حديث عبدالأعلى بن عبدالأعلى به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٦٢. * هشام هو ابن حسان.

هِشَامٌ عَنِ الرَّجُلِ يَقْذِفُ امْرَأَتَهُ، فَحَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ ذٰلِكَ وَأَنَا أَرٰى أَنَّ عِنْدَهُ مِنْ ذٰلِكَ عِلْمًا، فَقَالَ: إِنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ بِشَرِيكِ بْنِ السَّحْمَاءِ، وَكَانَ أَخَا الْبَرَاءِ بْنِ مَالِكٍ لِأُمِّهِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ لَاعَنَ، فَلَاعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَهُمَا، ثُمَّ قَالَ: «أَبْصِرُوهُ فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَبْيَضَ سَبِطًا قَضِيءَ الْعَيْنَيْنِ فَهُوَ لِهِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ، وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلَ جَعْدًا أَحْمَشَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيكِ بْنِ السَّحْمَاءِ» قَالَ: فَأُنْبِئْتُ أَنَّهَا جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلَ جَعْدًا أَحْمَشَ السَّاقَيْنِ.

انھوں نے حضرت محمد (بن سیرین) سے بیان کیا کہ انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں پوچھا اور مجھے یقین تھا کہ ان کے پاس اس کی بابت علم ہوگا۔ وہ فرمانے لگے کہ حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی پر شریک بن سحماء کے ساتھ زنا کا الزام لگایا۔ اور یہ حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ کے اخیافی بھائی تھے اور انھوں نے سب سے پہلے لعان کیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے خاوند بیوی کے درمیان لعان کروایا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''اسے (پیدا ہونے والے بچے کو) دیکھنا۔ اگر اس عورت نے اسے سفید رنگ والا' سیدھے بالوں والا اور خراب سی آنکھوں والا جنا تو وہ ہلال بن امیہ ہی کا ہوگا اور اگر اس نے سرمیلی آنکھوں والا' گھنگرالے بالوں والا اور پتلی پنڈلیوں والا جنا تو وہ شریک بن سحماء کا ہوگا۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے بتلایا گیا کہ اس عورت نے بچے کو سرمیلی آنکھوں والا' گھنگرالے بالوں والا اور پتلی پنڈلیوں والا جنا۔

فائدہ: معلوم ہوا حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ سچے تھے لیکن چونکہ دونوں (میاں بیوی) مقررہ قسمیں کھا چکے تھے' لہٰذا نبی ﷺ نے عورت کو کوئی سزا نہیں دی کیونکہ سزا گواہوں کی گواہی یا اعتراف کی بنا پر ہی دی جا سکتی ہے۔ یہاں دونوں باتیں موجود نہ تھیں۔ ایسی صورت میں سزا کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ وہ اس بارے میں جو چاہے فیصلہ فرمائے۔

## (المعجم ٣٨) - كَيْفَ اللِّعَانُ (التحفة ٣٨)

## باب: ۳۸-لعان کا طریقہ کیا ہے؟

٣٤٩٩- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ حُسَيْنٍ الْأَزْدِيُّ قَالَ:

۳۴۹۹-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اسلام میں سب سے پہلا لعان یوں ہوا کہ حضرت

---

٣٤٩٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٦٣.

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: إِنَّ أَوَّلَ لِعَانٍ كَانَ فِي الْإِسْلَامِ أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ شَرِيكَ بْنَ السَّحْمَاءِ بِامْرَأَتِهِ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أَرْبَعَةَ شُهَدَاءَ وَإِلَّا فَحَدٌّ فِي ظَهْرِكَ» يُرَدِّدُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ مِرَارًا، فَقَالَ لَهُ هِلَالٌ: وَاللّٰهِ! يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَعْلَمُ أَنِّي صَادِقٌ وَلَيُنْزِلَنَّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكَ مَا يُبَرِّىءُ ظَهْرِي مِنَ الْجَلْدِ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ آيَةُ اللِّعَانِ ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ﴾ [النور: ٦] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، فَدَعَا هِلَالًا فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ لَعْنَةَ اللهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ، ثُمَّ دُعِيَتِ الْمَرْأَةُ فَشَهِدَتْ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللهِ أَنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ فَلَمَّا أَنْ كَانَ فِي الرَّابِعَةِ أَوِ الْخَامِسَةِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَقِّفُوهَا فَإِنَّهَا مُوجِبَةٌ» فَتَلَكَّأَتْ حَتَّى مَا شَكَكْنَا أَنَّهَا سَتَعْتَرِفُ ثُمَّ قَالَتْ: لَا أَفْضَحُ قَوْمِي سَائِرَ الْيَوْمِ فَمَضَتْ عَلَى الْيَمِينِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اُنْظُرُوهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَبْيَضَ سَبِطًا قَضِيءَ الْعَيْنَيْنِ فَهُوَ لِهِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ، وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ آدَمَ جَعْدًا رَبْعًا حَمْشَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيكِ بْنِ

ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی پر شریک بن سحماء کے ساتھ زنا کا الزام لگایا' چنانچہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو پوری بات بتائی۔ نبی ﷺ نے اسے فرمایا: ''چار گواہ لاؤ ورنہ تیری پشت پر حد لگے گی۔'' یہ بات آپ اسے بار بار فرما رہے تھے۔ حضرت ہلال نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں یقیناً سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ یقیناً آپ پر وحی نازل فرمائے گا جو میری پشت کو حد سے بچالے گی۔ ابھی وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ پر لعان کی آیت اترنے لگی: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ......﴾ ''اور جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگائیں......'' آپ نے ہلال کو بلایا۔ انھوں نے چار قسمیں کھائیں کہ میں یقیناً (اس الزام میں) سچا ہوں اور پانچویں قسم یہ کھائی کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ پھر عورت کو بلایا گیا۔ اس نے بھی اللہ تعالیٰ کے نام کی چار قسمیں کھائیں کہ یہ یقیناً جھوٹا ہے۔ جب چوتھی یا پانچویں قسم ہونے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے روک لو کیونکہ یہ (قسم جہنم کو) واجب کر دے گی۔'' وہ ایک دفعہ تو رکی حتی کہ ہمیں ذرہ بھر شک نہ رہا کہ وہ گناہ کا اعتراف کرے گی، لیکن پھر وہ کہنے لگی: میں رہتی دنیا تک اپنی قوم کو رسوا نہیں کروں گی۔ آخر اس نے قسم کھا لی۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دھیان رکھنا اگر تو اس نے سفید رنگ کا' سیدھے بالوں والا اور خراب آنکھوں والا بچہ جنا' پھر تو وہ ہلال بن امیہ ہی کا ہوگا اور اگر اس نے گندمی رنگ کا' گھنگرالے بالوں والا' درمیانے قد کا اور پتلی پنڈلیوں والا بچہ جنا تو وہ شریک

السَّحْمَاءِ» فَجَاءَتْ بِهِ آدَمَ جَعْدًا رَبْعًا حَمْشَ السَّاقَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْلَا مَا سَبَقَ فِيهَا مِنْ كِتَابِ اللهِ لَكَانَ لِي وَلَهَا شَأْنٌ».

بن سحماء کا ہوگا۔'' اس عورت نے بعد میں گندمی رنگ کا' گھنگرالے بالوں والا' درمیانے قد کا اور پتلی پنڈلیوں والا بچہ جنا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اللہ تعالیٰ کی کتاب میں حکم لکھا نہ جا چکا ہوتا تو دنیا دیکھتی' میں اس سے کیا سلوک کرتا۔''

قَالَ الشَّيْخُ: وَالْقَضِيءُ الْعَيْنِ: طَوِيلُ شَعْرِ الْعَيْنَيْنِ لَيْسَ بِمَفْتُوحِ الْعَيْنِ وَلَا جَاحِظِهَا، وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَعْلَمُ.

شیخ (امام نسائی) بیان کرتے ہیں کہ خراب آنکھوں والے سے مراد یہ ہے کہ آنکھوں کے بال لمبے ہوں' آنکھیں پوری کھلی نہ ہوں اور نہ وہ موٹی ہوں۔ واللہ سبحانہ و تعالى أعلم.

**فوائد و مسائل:** ① ''حد لگے گی'' کیونکہ عام افراد کے لیے یہی حکم ہے کہ اگر چار گواہ پیش نہ کیے جا سکیں تو الزام لگانے والے کو قذف کی حد اَسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔ خاوندوں کا خصوصی حکم ابھی نہیں اترا تھا۔ ② ''پانچویں قسم'' عورت کی پانچویں قسم اس طرح ہوگی کہ اگر یہ (میرا خاوند) سچا ہو تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو۔ ③ ''لکھا نہ جا چکا ہوتا'' کہ قسمیں کھانے کے بعد کسی کو کچھ نہیں کہا جائے گا' خواہ ان میں سے کسی ایک کا جھوٹ صراحتاً ثابت ہو جائے جب کہ گواہ نہ ہوں۔ ④ میاں بیوی کے علاوہ کسی اور میں لعان نہیں ہو سکتا کیونکہ نص خاص ان کے بارے میں ہے۔ ⑤ جج ظاہری دلائل اور شہادتوں کے مطابق فیصلہ کرے گا۔ اصل حقیقت اللہ بہتر جانتا ہے۔ وہ ایسے معاملات سے خود نمٹے گا۔ ⑥ لعان قاضی یا جج کی موجودگی میں ہوگا اور اس وقت لوگوں کا ایک مجمع بھی ہو۔ ⑦ لعان مدخول بہا اور غیر مدخول بہا دونوں کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ ابن منذر رحمہ اللہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

## (المعجم ٣٩) - بَابُ قَوْلِ الْإِمَامِ: اَللّٰهُمَّ! بَيِّنْ (التحفة ٣٩)

## باب: ۳۹- امام کہہ سکتا ہے: اے اللہ! صورت حال واضح کر دے

٣٥٠٠- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ

۳۵۰۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لعان کا تذکرہ ہوا تو حضرت

٣٥٠٠ـ أخرجه مسلم، اللعان، ح: ١٤٩٧/ ١٢ عن عيسى بن حماد، والبخاري، الطلاق، باب قول النبي ﷺ: "لو كنت راجمًا بغير بينة"، ح: ٥٣١٠ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٦٤.

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: ذُكِرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ عَاصِمُ ابْنُ عَدِيٍّ فِي ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ يَشْكُو إِلَيْهِ أَنَّهُ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا، قَالَ عَاصِمٌ: مَا ابْتُلِيتُ بِهٰذَا إِلَّا بِقَوْلِي، فَذَهَبَ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ، وَكَانَ الرَّجُلُ ذٰلِكَ مُصْفَرًّا قَلِيلَ اللَّحْمِ سَبِطَ الشَّعْرِ، وَكَانَ الَّذِي ادَّعٰى عَلَيْهِ أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَ أَهْلِهِ آدَمَ خَدْلًا كَثِيرَ اللَّحْمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ! بَيِّنْ»! فَوَضَعَتْ شَبِيهًا بِالرَّجُلِ الَّذِي ذَكَرَ زَوْجُهَا أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَهَا، فَلَاعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَهُمَا. فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ: أَهِيَ الَّتِي قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَوْ رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهِ؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَا، تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْإِسْلَامِ الشَّرَّ.

عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں کوئی بات کہی۔ جب وہ (گھر) واپس گئے تو ان کی قوم کا ایک آدمی ان کے پاس آ کر شکایت کرنے لگا کہ میں نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک آدمی پایا ہے۔ حضرت عاصم کہنے لگے: میں اس مصیبت میں اپنے اس قول کی وجہ سے مبتلا ہوا ہوں۔ وہ اس شخص کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور آپ کو اس شخص کے بارے میں بتایا جس کے ساتھ اس نے اپنی بیوی کو دیکھا تھا۔ وہ شخص (شکایت کنندہ) زرد رنگ کا، تھوڑے گوشت والا، سفید بالوں والا تھا۔ اور جس شخص کے بارے میں اس کا دعویٰ تھا کہ اسے اس نے اپنی بیوی کے ساتھ پایا ہے، وہ شخص گندمی رنگ کا، موٹی پنڈلیوں والا اور زیادہ گوشت والا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! صورت حال واضح فرما دینا۔“ چنانچہ اس عورت نے اس شخص کے مشابہ بچہ جنا جس کے بارے میں اس کے خاوند نے کہا تھا کہ میں نے اسے اپنی بیوی کے ساتھ (حالت زنا میں) دیکھا ہے۔ خیر! رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان لعان کروا دیا تھا۔ مجلس میں موجود ایک شخص نے حضرت ابن عباس سے کہا: کیا یہ وہی عورت تھی جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ”اگر میں کسی کو گواہوں کے بغیر رجم کرتا تو اس عورت کو کرتا۔“ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، وہ ایک دوسری عورت تھی جو مسلمان ہونے کے باوجود بدکاری میں مشہور تھی (مگر گواہ نہیں ملتے تھے)۔

فوائد ومسائل: ① ”کوئی بات کہی“ غالباً یہ بات کہ اگر میرے گھر ایسا مسئلہ ہوتا تو میں لعان تک نوبت ہی نہ

آنے دیتا بلکہ مرد کو موقع ہی پر مار دیتا۔ لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس بات کی تردید کی ہے۔ انھوں نے بالجزم کہا ہے کہ عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے قول سے مراد وہی سوال ہے جو عویمر نے انھیں رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے کے لیے کہا تھا، یعنی یہ بات [أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا، أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟] وہ فرماتے ہیں کہ یہ دو الگ الگ واقعات ہیں۔ ایک عویمر کا جو عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے پاس اپنا مسئلہ لائے تھے اور دوسرا ہلال بن امیہ کا جو سعد بن عبادہ کے پاس اپنا مسئلہ لائے تھے اور کہا تھا کہ ''اگر میں اسے اس حالت میں دیکھ لوں تو فوراً تلوار سے اسے قتل کر دوں'' وہ سعد بن عبادہ تھے اور ان کا یہ قول ہلال بن امیہ والے واقعہ میں آتا ہے جو عکرمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں۔ اور عاصم رضی اللہ عنہ کا قول عویمر والے واقعہ میں آتا ہے جو قاسم بن محمد، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یا زہری بواسطہ سہل بن سعد، عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں لہٰذا یہ دو الگ الگ واقعات ہیں۔ عاصم کا قول وہی ہے جو اوپر ذکر ہوا۔ اس لحاظ سے عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے قول [مَا ابْتُلِيتُ بِهٰذَا إِلَّا بِقَوْلِي] کا مطلب دیگر روایات کی روشنی میں یہ ہوگا کہ میں اس مسئلے میں اس لیے مبتلا ہوا ہوں کہ میں لوگوں کی موجودگی میں رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کر بیٹھا جیسا کہ مقاتل بن حیان کی ابن ابی حاتم سے مرسل روایت کے یہ الفاظ ہیں: [فَقَالَ عَاصِمٌ: إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، هٰذَا، وَاللّٰهِ بِسُؤَالِي عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ بَيْنَ النَّاسِ، فَابْتُلِيتُ بِهِ.] تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري: ۹/۴۵۴، ۴۵۵) ② ''میں مبتلا ہوا ہوں'' حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے ابتلا کی نسبت اپنی طرف اس لیے کی کہ عویمر کے عقد میں ان کی بیٹی، بھتیجی یا کوئی اور رشتہ دار تھی یا ممکن ہے اس بنا پر کہا ہو کہ ان کی قوم میں یہ مسئلہ پیدا ہوا۔ واللہ أعلم. ③ بسا اوقات وہی کچھ ہو جاتا ہے جو انسان سوچتا یا کہتا ہے، اس لیے آدمی کو سوچ سمجھ کر بات کرنی چاہیے۔ ④ ''موٹی پنڈلیوں والا'' سابقہ حدیث میں باریک پنڈلیوں والا ہے۔ ممکن ہے اوپر سے موٹی ہوں نیچے سے پتلی یا راوی کو غلطی لگ گئی ہو۔ ⑤ ''لعان کروایا'' ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید لعان بچے کی پیدائش کے بعد ہوا، لیکن یہ تأثر صحیح نہیں۔ لعان پہلے ہو چکا تھا، اس لیے ترجمہ میں لفظ ''خیر'' کا اضافہ کیا گیا ہے تا کہ یہ تأثر زائل ہو جائے۔ باقی روایات میں صراحت ہے کہ لعان پہلے ہو گیا تھا۔

۳۵۰۱- أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّكَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ يَحْيَى قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ يُحَدِّثُ

۳۵۰۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لعان کا ذکر ہوا تو حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ نے کوئی بات کہی، پھر (گھر) واپس گئے تو ان کی قوم کا ایک آدمی انھیں ملا۔ اس نے

۳۵۰۱_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۵۶۶۵.

عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: ذُكِرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِي ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ، فَلَقِيَهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا، فَذَهَبَ بِهِ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ، وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيلَ اللَّحْمِ سَبِطَ الشَّعْرِ، وَكَانَ الَّذِي ادَّعٰى عَلَيْهِ أَنَّهُ وَجَدَ عِنْدَ أَهْلِهِ آدَمَ خَدْلًا كَثِيرَ اللَّحْمِ جَعْدًا قَطَطًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ! بَيِّنْ» فَوَضَعَتْ شَبِيهًا بِالَّذِي ذَكَرَ زَوْجُهَا أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَهَا، فَلَاعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَهُمَا، فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ: أَهِيَ الَّتِي قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَوْ رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهِ؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَا، تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ الشَّرَّ فِي الْإِسْلَامِ.

کہا کہ اس نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک آدمی کو (حالت زنا میں) دیکھا ہے۔ حضرت عاصم اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے تو اس شخص نے رسول اللہ ﷺ سے اس آدمی کا ذکر کیا جسے اس نے اپنی بیوی کے ساتھ (حالت زنا میں) دیکھا تھا۔ (شکایت کنندہ) شخص زرد رنگ کا' تھوڑے گوشت والا اور سیدھے بالوں والا تھا۔ اور جس شخص کے بارے میں اس نے دعویٰ کیا تھا کہ اسے اپنی بیوی کے ساتھ دیکھا ہے' وہ گندمی رنگ کا' موٹی پنڈلیوں والا' زیادہ گوشت والا اور سخت گھنگرالے بالوں والا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! صورت حال واضح فرما۔'' پھر اس عورت نے اس آدمی کے مشابہ بچہ جنا جس کے بارے میں اس کے خاوند نے کہا تھا کہ میں نے اسے اپنی بیوی کے ساتھ (قابل اعتراض حالت میں) پایا ہے۔ (اس سے پہلے) رسول اللہ ﷺ ان میں لعان کروا چکے تھے۔ مجلس میں موجود ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیا یہی وہ عورت تھی جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر میں کسی کو بغیر گواہوں کے رجم کرتا تو اسے کرتا؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا: نہیں' وہ ایک اور عورت تھی جو مسلمان ہونے کے باوجود بدکاری میں معروف تھی (مگر گواہ نہیں ملتے تھے)۔

## (المعجم ٤٠) - بَابُ الْأَمْرِ بِوَضْعِ الْيَدِ عَلٰى فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ عِنْدَ الْخَامِسَةِ (التحفة ٤٠)

## باب: ۴۰- پانچویں قسم اٹھاتے وقت لعان کرنے والوں کے منہ پر ہاتھ رکھ دینا چاہیے

٣٥٠٢- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ رَجُلًا حِينَ أَمَرَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ أَنْ يَتَلَاعَنَا أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عِنْدَ الْخَامِسَةِ عَلَى فِيهِ، وَقَالَ: إِنَّهَا مُوجِبَةٌ.

٣٥٠٢- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جب لعان کرنے والوں کو لعان کرنے کا حکم دیا تو ایک آدمی سے فرمایا کہ پانچویں قسم کے وقت اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دینا اور فرمایا: ”یہ (عذاب کو) واجب کر دے گی۔“

فائدہ: پانچویں قسم سے پہلے تو رجوع کا امکان ہے، پانچویں کے بعد رجوع ممکن نہیں، پھر ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے، اس لیے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا جائے کہ اگر وہ جھوٹا (یا جھوٹی) ہے تو باز آ جائے۔ عورت کے منہ پر عورت ہاتھ رکھے گی۔

## (المعجم ٤١) - بَابُ عِظَةِ الْإِمَامِ الرَّجُلَ وَالْمَرْأَةَ عِنْدَ اللِّعَانِ (التحفة ٤١)

## باب: ۴۱- لعان کے وقت امام مرد اور عورت دونوں کو نصیحت کرے

٣٥٠٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُولُ: سُئِلْتُ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فِي إِمَارَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ أَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا؟ فَمَا دَرَيْتُ مَا أَقُولُ، فَقُمْتُ مِنْ مَقَامِي إِلَى مَنْزِلِ ابْنِ عُمَرَ فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! اَلْمُتَلَاعِنَيْنِ أَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: نَعَمْ، سُبْحَانَ اللهِ! إِنَّ أَوَّلَ مَنْ سَأَلَ عَنْ ذٰلِكَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ فَقَالَ: يَا

٣٥٠٣- حضرت سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کے دور خلافت میں لعان کرنے والوں کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا ان میں تفریق کر دی جائے گی؟ میری سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ کیا کہوں۔ میں اسی وقت اپنی جگہ سے اٹھ کر حضرت ابن عمر ؓ کے گھر کی طرف چل پڑا۔ میں نے عرض کیا: اے ابو عبدالرحمٰن! کیا لعان کرنے والے خاوند بیوی میں مستقل جدائی کر دی جائے گی؟ آپ کہنے لگے: ضرور۔ سبحان اللہ! (یعنی تعجب ہے کہ تجھے اس مشہور حکم کا علم نہیں۔) سب سے پہلے جس شخص نے لعان کے بارے

---

٣٥٠٢- [صحيح] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في اللعان، ح: ٢٢٥٥ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٦٦، ولأصل الحديث شواهد.

٣٥٠٣- أخرجه مسلم، اللعان، ح: ١٤٩٣/٤ من حديث عبدالملك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٦٧، وأخرجه البخاري، ح: ٥٣٥٠ من حديث سعيد بن جبير به.

رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ - وَلَمْ يَقُلْ عَمْرٌو: أَرَأَيْتَ - الرَّجُلَ مِنَّا يَرٰى عَلَى امْرَأَتِهِ فَاحِشَةً إِنْ تَكَلَّمَ فَأَمْرٌ عَظِيمٌ وَقَالَ عَمْرٌو: أَتٰى أَمْرًا عَظِيمًا، وَإِنْ سَكَتَ سَكَتَ عَلٰى مِثْلِ ذٰلِكَ، فَلَمْ يُجِبْهُ، فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ أَتَاهُ فَقَالَ: إِنَّ الْأَمْرَ الَّذِي سَأَلْتُكَ ابْتُلِيتُ بِهِ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ هٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ فِي سُورَةِ النُّورِ ﴿وَٱلَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَٰجَهُمْ﴾ حَتّٰى بَلَغَ: ﴿وَٱلْخَٰمِسَةَ أَنَّ غَضَبَ ٱللَّهِ عَلَيْهَآ إِن كَانَ مِنَ ٱلصَّٰدِقِينَ﴾ [النور: ٦-٩] فَبَدَأَ بِالرَّجُلِ فَوَعَظَهُ وَذَكَّرَهُ وَأَخْبَرَهُ أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ، فَقَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَا كَذَبْتُ، ثُمَّ ثَنّٰى بِالْمَرْأَةِ فَوَعَظَهَا وَذَكَّرَهَا فَقَالَتْ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! إِنَّهُ لَكَاذِبٌ، فَبَدَأَ بِالرَّجُلِ فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ لَعْنَةَ اللهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ، ثُمَّ ثَنّٰى بِالْمَرْأَةِ فَشَهِدَتْ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ، فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا.

میں پوچھا تھا' وہ فلاں بن فلاں تھا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! فرمایئے ایک آدمی اپنی بیوی کو زنا کی حالت میں دیکھتا ہے' اب اگر وہ شور مچاتا ہے تو یہ بھی بہت بے عزتی کی بات ہے' اور اگر وہ چپ رہتا ہے تو ایسی بات پر چپ رہنا بھی بہت مشکل ہے۔ آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے کچھ دن بعد وہ پھر آیا اور کہنے لگا: جو مسئلہ میں نے آپ سے پوچھا تھا' میں واقعتاً اس میں مبتلا ہو گیا ہوں' پھر اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں یہ آیات اتار دیں: ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ أَزْوَاجَهُمْ......﴾ ''وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر زنا کا الزام لگا دیں...... عورت پانچویں قسم یہ کھائے کہ اگر میرا خاوند سچا ہے تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو۔'' آپ نے پہلے آدمی کو بلایا۔ اسے وعظ ونصیحت کی اور اسے بتایا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے ہلکا ہے۔ وہ کہنے لگا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو برحق نبی بنایا ہے! میں نے (ذرہ بھر) جھوٹ نہیں بولا' پھر آپ نے عورت کو بلایا۔ اسے بھی وعظ ونصیحت فرمائی۔ وہ بھی کہنے لگی: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو برحق نبی بنایا ہے! یقیناً وہ جھوٹا ہے۔ آپ نے پہلے آدمی سے قسمیں لیں' اس نے اللہ کے نام کی چار قسمیں کھائیں کہ یقیناً میں سچا ہوں اور پانچویں قسم یہ کھائی کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ پھر دوسرے نمبر پر آپ نے عورت سے قسمیں لیں۔ اس نے بھی اللہ تعالیٰ کے نام کی چار قسمیں کھائیں کہ یقیناً یہ جھوٹا ہے اور پانچویں قسم یہ کھائی کہ اگر یہ سچا ہو تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کا

غضب نازل ہو۔ اس کے بعد آپ نے ان میں مستقل جدائی ڈال دی۔

**فوائد ومسائل:** ① ”دنیا کا عذاب“ یعنی اگر مرد جھوٹا ہو تو اس کے لیے الزام تراشی کی حد اسی (۸۰) کوڑے اور اگر عورت جھوٹی ہو یعنی زنا میں ملوث ہو تو اسے زنا کی حد رجم جب کہ آخرت کا عذاب تو جہنم ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهَا. ② ”جدائی ڈال دی“ کیونکہ اس قدر الزام تراشی کے بعد ان کا بطور خاوند بیوی رہنا بے غیرتی ہے۔ یہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔ ③ عالم دین سے مسئلہ پوچھا جائے اور اسے علم نہ ہو تو وہ بڑے عالم سے پوچھ کر بتائے۔ اور اس میں کوئی سبکی محسوس نہ کرے۔ ذاتی اجتہادات کی طرف بعد میں آئے۔ ایک ہی شخص کو ہر چیز کا علم نہیں ہوتا۔ عالم دین کی عزت و توقیر کرنی چاہیے اور مسئلہ پوچھنے کے لیے خود سفر کر کے عالم کی خدمت میں حاضر ہو۔ راہ چلتے یا مسجد میں آتے جاتے گلی میں روک لینا عالم کی شان میں کوتاہی ہے الا یہ کہ بہت زیادہ بے تکلفی ہو اور آتے جاتے دوران گفتگو کوئی مسئلہ پوچھ لیا جائے جیسا کہ استاد شاگرد اکٹھے جا رہے ہوں تو کسی مسئلے پر بحث چھڑ جاتی ہے۔ ④ لعان سے پہلے قاضی کو چاہیے کہ پہلے انھیں وعظ ونصیحت کرے اور سمجھائے۔

## (المعجم ٤٢) - بَابُ التَّفْرِيقِ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ (التحفة ٤٢)

## باب: ۴۲- لعان کرنے والے خاوند بیوی کے درمیان مستقل جدائی کردی جائے گی

٣٥٠٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنّٰى - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا مُعَاذُ ابْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَزْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: لَمْ يُفَرِّقِ الْمُصْعَبُ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ، قَالَ سَعِيدٌ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِابْنِ عُمَرَ فَقَالَ: فَرَّقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ.

۳۵۰۴- حضرت سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت مصعب نے لعان کرنے والوں میں تفریق نہ کی۔ میں نے یہ بات حضرت ابن عمر ؓ سے ذکر کی تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے تو بنو عجلان کے لعان کرنے والے خاوند بیوی میں تفریق کردی تھی۔

**فوائد ومسائل:** ① مصعب سے مراد مصعب بن زبیر ہیں جو حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کے بھائی تھے اور ان کے دور خلافت میں ان کی طرف سے عراق کے گورنر رہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ نے یزید کے دور میں مکہ مکرمہ میں اپنی خلافت کا اعلان فرما دیا تھا۔ ۷۳ ہجری میں عبدالملک کے گورنر حجاج نے انھیں شہید کر کے ان کی خلافت ختم کردی۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ. ② احناف کا موقف ہے کہ لعان سے تفریق واقع نہیں

---

٣٥٠٤- أخرجه مسلم، اللعان: ١٤٩٣/ ٧ عن محمد بن المثنى به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٦٨.

ہوتی، قاضی تفریق کرے تو تب جدائی واقع ہوگی پھر اس جدائی میں بھی ان کا اختلاف ہے۔ ابوحنیفہ اور امام محمد ﷭ کے نزدیک یہ طلاق بائنہ ہوگی اور اگر خاوند بعد ازاں اپنے آپ کو جھٹلا دے، یعنی الزام واپس لے لے تو دونوں میں دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے جبکہ امام ابویوسف ﷫ کے نزدیک اس تفریق سے وہ ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے پر حرام ہو جائیں گے۔ صحیح موقف جمہور (مالک، شافعی اور امام احمد ﷭) کا ہے کہ محض لعان ہی سے جدائی واقع ہو جائے گی، قاضی کی تفریق کی ضرورت ہے نہ طلاق ہی کی۔ اس کے بعد دونوں ایک دوسرے پر ابدی طور پر حرام ہیں، آپس میں ان کا کبھی نکاح نہیں ہوسکتا، چاہے خاوند اپنے موقف سے پھر بھی جائے کیونکہ قسم جب واقع ہو جائے اور اس کے نتیجے میں احکام لاگو ہو جائیں اور فیصلہ ہو جائے تو وہ قسم واپس نہیں ہوسکتی۔ اسی طرح لعان بھی ختم نہیں ہوگا، لیکن اس صورت میں خاوند پر حد قذف ضرور لگے گی کیونکہ اس نے صرف تہمت ہی نہیں لگائی بلکہ لعان کر کے اسے سرعام ذلیل بھی کیا، لہٰذا اور کچھ نہیں تو کم از کم حد قذف ضرور لگے گی۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائي: ۲۹/۱۴۸، ۱۴۹، و ۱۵۲، ۱۵۳، و فتح الباري: ۹/۴۵۹، ۴۶۰، و المغني: ۱۱/۱۵۰، طبعة دار عالم الکتب)

## (المعجم ٤٣) - اِسْتِتَابَةُ الْمُتَلَاعِنَيْنِ بَعْدَ اللِّعَانِ (التحفة ٤٣)

## باب: ۴۳- لعان کرنے والے خاوند بیوی سے لعان کے بعد توبہ کا مطالبہ کرنا چاہیے

٣٥٠٥- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: رَجُلٌ قَذَفَ امْرَأَتَهُ، قَالَ: فَرَّقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ: «اَللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ؟» قَالَ لَهُمَا ثَلَاثًا فَأَبَيَا، فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا. قَالَ أَيُّوبُ: وَقَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ: إِنَّ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ شَيْئًا لَا أَرَاكَ تُحَدِّثُ بِهِ، قَالَ: قَالَ الرَّجُلُ: مَالِي، قَالَ: «لَا مَالَ لَكَ إِنْ

۳۵۰۵- حضرت سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر ﷠ سے کہا: ایک آدمی اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگا دے (اور ان میں لعان ہو جائے تو پھر کیا ہوگا)؟ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے بنو عجلان کے لعان کرنے والے خاوند بیوی کے درمیان جدائی ڈال دی تھی۔ اور آپ نے (بعد میں) فرمایا تھا: ''اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک تو ضرور جھوٹا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی توبہ کرتا ہے؟'' آپ نے تین دفعہ فرمایا۔ انھوں نے انکار کیا تو آپ نے ان میں جدائی ڈال دی۔ وہ آدمی کہنے لگا: میرا مال؟ آپ نے

---

٣٥٠٥ـ أخرجه البخاري، الطلاق، باب صداق الملاعنة، ح: ٥٣١١ من حديث ابن علية، ومسلم، اللعان، ح: ٦/١٤٩٣ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٦٩.

كُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلْتَ بِهَا، وَإِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَهِيَ أَبْعَدُ مِنْكَ».

فرمایا: ”تجھے کوئی مال نہیں ملے گا۔ اگر تو سچا ہے تو تو نے اس سے جماع وغیرہ بھی تو کیے ہیں۔ اور اگر تو جھوٹا ہے تو پھر تو تجھے مال مل ہی نہیں سکتا۔“

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے لعان کے بعد ان سے توبہ کا مطالبہ کیا تھا جیسا کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے سمجھا ہے لیکن ایک حدیث میں صراحت ہے کہ آپ نے لعان سے قبل ان سے توبہ کا مطالبہ کیا تھا۔ تو ان میں کوئی تضاد نہیں کیونکہ یہ دو الگ الگ واقعات ہیں جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے: ایک ہلال بن امیہ کا جو عکرمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں۔ اس میں لعان سے قبل توبہ کا ذکر ہے۔ اور دوسرا عویمر عجلانی کا' اس میں لعان کے بعد توبہ کا ذکر ہے جیسا کہ اس حدیث میں ہے' لہٰذا ثابت ہوا کہ دونوں طرح صحیح ہے۔ مطالبہ پہلے بھی کیا جا سکتا ہے اور بعد میں بھی۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں یہی موقف اپنایا ہے۔ دیکھیے: (فتح الباري: ۹/ ۴۵۸) ② ”میرا مال“ اس کا مقصد یہ تھا کہ چونکہ یہ نکاح عورت کے جرم کی وجہ سے ختم ہو رہا ہے' لہٰذا مجھے مہر واپس ملنا چاہیے۔ آپ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ تمھارے سچ یا جھوٹ کا یقین نہیں۔ ممکن ہے تو سچا ہو اور ممکن ہے وہ بے گناہ ہو' اس لیے مہر واپس نہیں مل سکتا۔ اگر تم سچے بھی ہو تب بھی تم نے اس سے بہت فائدہ اٹھا لیا ہے' لہٰذا مہر کی واپسی کا مطالبہ تمھیں زیب نہیں دیتا۔ ③ عربی متن میں ”قَالَ أَيُّوبُ“ کا ترجمہ سلاست کے پیش نظر نہیں کیا گیا۔ اس کا مفہوم اس طرح سمجھیے کہ یہ روایت سعید بن جبیر سے ایوب سختیانی اور عمرو بن دینار بیان کرتے ہیں۔ ایوب صرف ”آپ نے ان میں جدائی ڈال دی“ تک بیان کرتے ہیں جبکہ عمرو بن دینار آدمی کا اپنے مال کے بارے میں سوال اور رسول اللہ ﷺ کا جواب بھی ذکر کرتے ہیں۔ ایوب یہ حصہ محفوظ نہ رکھ سکے۔ عمرو بن دینار کی موجودگی میں ایوب نے یہ حدیث بیان کی تو اس وقت عمرو نے یہ کہا تھا کہ اس حدیث کا کچھ حصہ آپ بیان نہیں کر رہے۔ اور پھر وہ حصہ بیان کیا۔ عمرو کی روایت اگلے باب میں آ رہی ہے۔

## (المعجم ٤٤) - اِجْتِمَاعُ الْمُتَلَاعِنَيْنِ (التحفة ٤٤)

## باب: ۴۴- لعان کرنے والوں کا بعد میں اجتماع (ممکن نہیں)

٣٥٠٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُولُ: سَأَلْتُ ابْنَ

۳۵۰۶- حضرت سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے لعان کرنے والے خاوند بیوی کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا:

---

٣٥٠٦ـ أخرجه البخاري، الطلاق، باب المتعة للتي لم يفرض لها ... الخ، ح: ٥٣٥٠، ومسلم، اللعان، ح: ١٤٩٣/ ٥ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٧٠.

عُمَرَ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ: «حِسَابُكُمَا عَلَى اللهِ، أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ، [وَ] لَا سَبِيلَ لَكَ عَلَيْهَا» قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَالِي، قَالَ: «لَا مَالَ لَكَ، إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا، وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ أَبْعَدُ لَكَ».

رسول اللہ ﷺ نے لعان کرنے والے خاوند بیوی سے فرمایا تھا: ''اب تمھارا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ تم میں سے ایک تو (ضرور) جھوٹا ہے۔ اب تو اس کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔'' وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میرا مال؟ آپ نے فرمایا: ''تجھے کوئی مال نہیں ملے گا۔ اگر تو سچا ہے تو اس مال کے عوض تو اسے استعمال بھی تو کر چکا ہے اور اگر تو جھوٹا ہے تو پھر تجھے مال سے کیا واسطہ؟''

فائدہ: لعان کرنے والے ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے پر حرام ہو جاتے ہیں۔ کسی صورت میں دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا۔ یہ جمہور اہل علم کا مسلک ہے۔ البتہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے کہ وہ ابدی حرمت کے قائل نہیں۔ صحیح بات پہلی ہے۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے' حدیث: ۳۵۰۴ کا فائدہ: ۲۔

## (المعجم ٤٥) - بَابُ نَفْيِ الْوَلَدِ بِاللِّعَانِ وَإِلْحَاقِهِ بِأُمِّهِ (التحفة ٤٥)

## باب: ۴۵- لعان کے ساتھ متنازعہ بچے کی نفی ہو جائے گی اور وہ ماں کو مل جائے گا

٣٥٠٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَاعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَتِهِ، وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا، وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْأُمِّ.

۳۵۰۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خاوند بیوی میں لعان کروایا' پھر انھیں جدا کر دیا اور بچہ ماں کو دے دیا۔

فائدہ: کیونکہ بچے ہی کا تو جھگڑا تھا۔ خاوند نفی کرتا تھا کہ میرا نہیں۔ ماں تو نفی کر ہی نہیں سکتی' لہٰذا اسی کو دیں گے۔ اور وہ ماں کی طرف ہی منسوب ہوگا کیونکہ خاوند تو نفی کر رہا ہے اور زانی سے نسب ثابت نہیں ہو سکتا۔

## (المعجم ٤٦) - بَابٌ: إِذَا عَرَّضَ بِامْرَأَتِهِ وَسَكَتَ فِي وَلَدِهِ وَأَرَادَ الْانْتِفَاءَ مِنْهُ (التحفة ٤٦)

## باب: ۴۶- جب کوئی شخص اپنی بیوی پر اشارتاً زنا کا الزام لگائے اور بچے کی نفی سے چپ رہے مگر ارادہ نفی ہی کا ہو؟

---

٣٥٠٧ـ أخرجه مسلم، اللعان، ح: ١٤٩٤/ ٨ عن قتيبة، والبخاري، الطلاق، باب: يلحق الولد بالملاعنة، ح: ٥٣١٥ من حديث مالك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٧١، والموطأ(يحيى): ٢/ ٥٦٧.

٣٥٠٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي فَزَارَةَ أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَمَا أَلْوَانُهَا؟» قَالَ: حُمْرٌ، قَالَ: «فَهَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ؟» قَالَ: إِنَّ فِيهَا لَوُرْقًا، قَالَ: «فَأَنَّى تَرٰى أَتٰى ذٰلِكَ؟» قَالَ: عَسٰى أَنْ يَكُونَ نَزَعَهُ عِرْقٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَهٰذَا عَسٰى أَنْ يَكُونَ نَزَعَهُ عِرْقٌ».

٣٥٠٨- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ بنوفزارہ میں سے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میری بیوی نے سیاہ بچہ جنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”ان کے رنگ کیسے ہیں؟“ اس نے کہا: سرخ۔ آپ نے فرمایا: ”کیا ان میں کوئی خاکستری رنگ کا بھی ہے؟“ اس نے کہا: جی ہاں، ان میں خاکستری بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”کیا خیال ہے وہ کدھر سے آ گئے؟“ وہ کہنے لگا: ہوسکتا ہے کسی جدی رگ کا اثر ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس بچے میں بھی کسی جدی رگ کا اثر ہوسکتا ہے۔“

فائدہ: اس آدمی کو بچے کے بارے میں شک تھا کہ کہیں ناجائز نہ ہو؟ مگر چونکہ اس نے صراحتاً نہ تو الزام لگایا نہ بچے کی نفی کی، لہٰذا لعان کی ضرورت نہ پڑی۔ البتہ اس نے اشکال پیش کیا کہ رنگ کے لحاظ سے یہ مجھ سے یکسر مختلف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے واضح مثال بیان فرما کر اشکال دور فرما دیا کہ کبھی کسی دور والے باپ، یعنی دادے وغیرہ سے بھی مشابہت ہو جاتی ہے۔ ممکن ہے تیرا کوئی باپ دادا سیاہ رنگ کا ہو۔

٣٥٠٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ، - وَهُوَ يُرِيدُ الْانْتِفَاءَ مِنْهُ - فَقَالَ: «هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟»

٣٥٠٩- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ بنوفزارہ میں سے ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگا: میری بیوی نے سیاہ بچہ جنا ہے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ میرا نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”کس رنگ کے ہیں؟“ اس نے کہا: سرخ۔ فرمایا: ”کیا ان میں کوئی خاکستری بھی ہے؟“ اس نے کہا: جی کئی

---

٣٥٠٨- أخرجه مسلم، اللعان، ح: ١٨/١٥٠٠ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٧٢.

٣٥٠٩- أخرجه مسلم، ح: ١٩/١٥٠٠ من حديث معمر به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٧٣.

قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «مَا أَلْوَانُهَا؟» قَالَ: حُمْرٌ، قَالَ: «هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ؟» قَالَ: فِيهَا ذَوْدُ وُرْقٍ، قَالَ: «فَمَا ذٰلِكَ تُرٰى؟» قَالَ: لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ نَزَعَهَا عِرْقٌ، قَالَ: «فَلَعَلَّ هٰذَا [أَنْ] يَكُونَ نَزَعَهُ عِرْقٌ» قَالَ: فَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُ فِي الْاِنْتِفَاءِ مِنْهُ.

خاکستری ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو اسے تو کیا سمجھتا ہے؟'' وہ کہنے لگا: کسی جدی رگ کا اثر ہوسکتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس بچے میں بھی کسی جدی رگ کا اثر ہوسکتا ہے۔'' آپ نے اسے بچے کی نفی کی اجازت نہیں دی۔

٣٥١٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَيْوَةَ - حِمْصِيٌّ - قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي وُلِدَ لِي غُلَامٌ أَسْوَدُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَأَنّٰى كَانَ ذٰلِكَ؟» قَالَ: مَا أَدْرِي، قَالَ: «فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَمَا أَلْوَانُهَا؟» قَالَ: حُمْرٌ، قَالَ: «فَهَلْ فِيهَا جَمَلٌ أَوْرَقُ؟» قَالَ: فِيهَا إِبِلٌ وُرْقٌ، قَالَ: «فَأَنّٰى كَانَ ذٰلِكَ؟» قَالَ: مَا أَدْرِي يَا رَسُولَ اللهِ! إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَزَعَهُ عِرْقٌ، قَالَ: «وَهٰذَا لَعَلَّهُ نَزَعَهُ عِرْقٌ». فَمِنْ أَجْلِهِ قَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ هٰذَا: «لَا يَجُوزُ لِرَجُلٍ أَنْ يَنْتَفِيَ مِنْ وَلَدٍ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهِ إِلَّا أَنْ يَزْعُمَ أَنَّهُ رَأٰى فَاحِشَةً».

٣٥١٠- حضرت ابوہریرہ ؓ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر تھے کہ ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میرے گھر سیاہ رنگ کا لڑکا پیدا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کیسے ہوگیا؟'' اس نے کہا: مجھے تو کوئی پتہ نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تیرے پاس اونٹ ہیں؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''ان کا رنگ کیا ہے؟'' اس نے کہا: سرخ۔ آپ نے فرمایا: ''کیا ان میں کوئی خاکستری اونٹ بھی ہے؟ اس نے کہا: جی! بہت سے اونٹ خاکستری ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ کیسے ہوا؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں حقیقت تو نہیں جانتا الا یہ کہ کسی رگ کی کشش ہو۔ آپ نے فرمایا: ''اس بچے میں بھی کسی رگ کی کشش ہوسکتی ہے۔'' اس بنا پر رسول اللہ ﷺ نے یہ واضح فیصلہ فرمایا: ''کسی آدمی کو اس بچے کی نفی کی اجازت نہیں جو اس کے بستر پر پیدا ہوا ہو الا یہ کہ وہ دعویٰ کرے کہ میں نے اپنی بیوی کو زنا کی حالت میں دیکھا ہے۔''

---

٣٥١٠ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٦٧٤، وانظر الحديث السابق.

فوائد ومسائل: ① بچے میں کئی قسم کی مشابہتیں پائی جا سکتی ہیں' قریب کے کسی فرد کے ساتھ بھی' بعید کے فرد کے ساتھ بھی اور دو افراد کے ساتھ بھی' لہٰذا رنگ وروپ یا نین نقش کی بنا پر کسی بچے کو مشکوک قرار دے کر اس کی نفی نہیں کی جا سکتی جب تک زنا ہونے کا یقین نہ ہو۔ اگر وہ نفی کرے گا تو اسے لعان کرنا پڑے گا یا حد کا مستحق ہوگا۔ ② ''اس کے بستر پر'' یعنی اس کی بیوی یا لونڈی سے پیدا ہوا ہو۔ بیوی یا لونڈی کو استعارتاً بستر کہہ دیا جاتا ہے۔

(المعجم ٤٧) - بَابُ التَّغْلِيظِ فِي الْانْتِفَاءِ مِنَ الْوَلَدِ (التحفة ٤٧)

باب: ۴۷-(صرف شک کی بنا پر) بچے کی نفی کرنا بہت بڑا گناہ ہے

٣٥١١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يُونُسَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ حِينَ نَزَلَتْ آيَةُ الْمُلَاعَنَةِ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَدْخَلَتْ عَلٰى قَوْمٍ رَجُلًا لَيْسَ مِنْهُمْ فَلَيْسَتْ مِنَ اللهِ فِي شَيْءٍ، وَلَا يُدْخِلُهَا اللهُ جَنَّتَهُ، وَأَيُّمَا رَجُلٍ جَحَدَ وَلَدَهُ وَهُوَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ احْتَجَبَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُ وَفَضَحَهُ عَلٰى رُءُوسِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۳۵۱۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا' جس وقت لعان کی آیت اتری تھی: ''جو عورت کسی قوم میں ایسے بچے کو داخل کر دے جو ان میں سے نہیں تو اس کا اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل نہیں فرمائے گا۔ اور جو آدمی اپنے بچے کا (ضد سے یا شک وشبہ سے) انکار کر دے جب کہ بچہ اسے (پیار سے) دیکھ رہا ہو' اللہ تعالیٰ اس سے منہ موڑ لے گا۔ اور قیامت کے دن اسے اگلے پچھلے سب لوگوں کے سامنے ذلیل فرمائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① ''جو ان میں سے نہیں'' یعنی وہ زنا کا نتیجہ ہے مگر منسوب خاوند کی طرف ہی کرے۔ ② ''اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں'' مبالغہ ہے۔ ظاہر الفاظ مقصود نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ بہت بڑا گناہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کی رحمت سے محرومی کا سبب بن سکتا ہے۔ یا آئندہ آنے والا جملہ ''اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل نہیں فرمائے گا۔'' اس کی تفسیر ہے۔ ③ ''جب کہ وہ بچہ اسے دیکھ رہا ہو'' یہ ترجمہ بھی ہو سکتا ہے: ''جبکہ وہ

---

٣٥١١ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب التغليظ في الانتفاء، ح: ٢٢٦٣ من حديث يزيد بن عبدالله ابن الهاد به، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٧٥، وصححه الدارقطني، والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٢٠٢، ٢٠٣، ووافقه الذهبي. * عبدالله بن يونس حسن الحديث على الراجح.

آدمی بچے کو دیکھ رہا ہو کہ واقعتاً میرا ہے۔'' واللہ أعلم.

## (المعجم ٤٨) - بَابُ إِلْحَاقِ الْوَلَدِ بِالْفِرَاشِ إِذَا لَمْ يَنْفِهِ صَاحِبُ الْفِرَاشِ (التحفة ٤٨)

## باب:۴۸-اگر بیوی کا خاوند یا لونڈی کا مالک بچے کی نفی نہ کرے تو بچہ (قانونی طور پر) اسی کا ہوگا

۳۵۱۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ».

۳۵۱۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بچہ فراش کے مالک کا ہوگا اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔''

**فوائد ومسائل:** ① شادی شدہ عورت سے جو بچہ پیدا ہو وہ خاوند ہی سے متصور ہوگا۔ اسی طرح لونڈی سے جو بچہ پیدا ہو وہ اس کے مالک ہی کا متصور ہوگا جب تک خاوند یا مالک نفی نہ کرے، خواہ اس بچے کے ناجائز ہونے کا کوئی امکانی ثبوت بھی ہو کیونکہ بچے کے جائز یا ناجائز ہونے کا مسئلہ مخفی ہوتا ہے اور اس کی تہ تک پہنچنا مشکل امر ہے۔ ② ''پتھر'' یعنی زانی کو حد لگے گی۔ جس کی ایک صورت پتھر ہیں۔ یہ محاورہ بھی ہوسکتا ہے، یعنی زانی کے لیے ناکامی ہے۔ زنا سے نسب ثابت نہیں ہوسکتا کیونکہ نسب تو پاکیزہ چیز ہے۔

۳۵۱۳- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ».

۳۵۱۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بچہ فراش والے کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔''

**فائدہ:** ''فراش'' یا بستر کنایہ ہے بیوی اور لونڈی سے۔ فراش والے سے مراد خاوند یا مالک ہے۔

۳۵۱٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

۳۵۱۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت

---

۳٥۱۲ـ أخرجه مسلم، الرضاع، باب: الولد للفراش وتوقي الشبهات، ح: ١٤٥٨ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٧٦.

۳٥۱۳ـ أخرجه مسلم من حديث عبدالرزاق به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٧٧.

۳٥۱٤ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب شراء المملوك من الحربي وهبته وعتقه، ح: ٢٢١٨، ومسلم، الرضاع، ◀◀

اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِي غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ: هٰذَا يَا رَسُولَ اللهِ! اِبْنُ أَخِي عُتْبَةَ ابْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ، اُنْظُرْ إِلٰى شَبَهِهِ، وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: أَخِي وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِ أَبِي مِنْ وَلِيدَتِهِ، فَنَظَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلٰى شَبَهِهِ فَرَأٰى شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ: «هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ! اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ، وَاحْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ!» فَلَمْ يَرَ سَوْدَةَ قَطُّ.

سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ اور عبد بن زمعہ ایک لڑکے کے بارے میں جھگڑ پڑے۔ حضرت سعد نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میرے بھائی عتبہ بن ابو وقاص کا بیٹا ہے۔ اس نے مجھے وصیت کی تھی کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ آپ ذرا اس کی شکل و شباہت پر غور فرمائیں۔ عبد بن زمعہ کہنے لگا: یہ میرا بھائی ہے۔ میرے باپ کے ہاں اس کی لونڈی سے پیدا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی شکل و شباہت کو دیکھا تو وہ واضح طور پر عتبہ کے مشابہ تھا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا: ”اے عبد! یہ تیرا بھائی ہی ہے کیونکہ بچہ گھر والے کا ہوتا ہے اور زانی کو تو پتھر پڑتے ہیں۔ اے سودہ بنت زمعہ! تو اس سے پردہ کیا کر۔“ اس کے بعد اس نے کبھی حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیکھا۔

**فوائد و مسائل:** ① جس بچے کے بارے میں جھگڑا تھا' وہ زمعہ کی لونڈی سے پیدا ہوا تھا۔ حقیقتاً وہ عتبہ کے ناجائز نطفے سے تھا۔ جاہلیت میں لونڈیوں سے زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچوں کو دعویٰ کرنے والے زانی کی طرف منسوب کر دیا جاتا تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا دعویٰ اسی جاہلی رواج کی بنا پر تھا لیکن اسلام نے اس قبیح رسم کو ختم کیا کہ اب زانی کی طرف بچہ منسوب نہیں ہوگا۔ عورت کا خاوند یا مالک انکار نہ کرے تو اسی کا بیٹا ہوگا۔ اگر وہ انکار کر دے تو جننے والی ماں کی طرف منسوب ہوگا۔ ② رسول اکرم ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بھی زمعہ کی بیٹی تھیں۔ اس ناتے وہ بچہ ان کا بھی بھائی بنتا تھا مگر چونکہ حقیقتاً وہ عتبہ کے نطفے سے تھا' لہٰذا قانونی بھائی ہونے کے باوجود اس سے پردے کا حکم دیا کیونکہ وہ حقیقی بھائی نہ تھا۔ یہ جھگڑا فتح مکہ کے موقع پر ہوا تھا۔ ③ اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ قیافہ شناسی وہاں معتبر ہوگی جہاں اس کے معارض کوئی اس سے قوی دلیل نہ ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے یہاں مشابہت کا اعتبار نہیں کیا اور نہ لعان میں کیا ہے کیونکہ یہاں اس کے معارض اس سے قوی دلائل موجود ہیں' یعنی یہ شرعی اصول کہ بچہ بستر والے کی طرف منسوب ہوگا' اور لعان کی مشروعیت جبکہ زید بن حارثہ والے واقعے میں اس کا اعتبار کیا ہے کیونکہ وہاں اس کے معارض کوئی اس سے قوی دلیل موجود نہیں۔ واللہ أعلم۔ ④ حاکم یا جج کا فیصلہ کیس کی حقیقت اور اصلیت کو نہیں بدلے گا

◀◀باب: الولد للفراش وتوقي الشبهات، ح: ١٤٥٧ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٧٨. ☆ الليث هو ابن سعد.

اگرچہ وہ فیصلہ ظاہری دلائل کی روشنی ہی میں کرے گا جیسے کوئی جھوٹی گواہی دے اور جج اس کے مطابق فیصلہ کر دے تو جس کے حق میں کسی چیز کا فیصلہ ہوا ہے اس کے لیے وہ چیز شرعاً حلال نہیں ہوگی۔ آپ نے اس بچے کو عبد بن زمعہ کا بھائی قرار دیا' شرعی اصول کی بنا پر' لیکن سودہ کو اس سے پردہ کرنے کا حکم دیا' اس لیے کہ حقیقتاً وہ ان کا بھائی نہیں تھا کیونکہ اس کی عتبہ سے واضح مشابہت موجود تھی۔ اس سلسلے میں نبی ﷺ کا واضح فرمان بھی موجود ہے کہ اگر میں ظاہری دلائل کو دیکھتے ہوئے فیصلہ کسی کے حق میں کر دوں تو اس سے وہ چیز اس کے لیے واقعتاً حلال نہیں ہو جائے گی بلکہ وہ ایسے سمجھے کہ میں اسے جہنم کا ٹکڑا دے رہا ہوں۔ اسے وہ نہیں لینا چاہیے۔

(صحیح البخاري' الشهادات' حديث:۲۶۸۰' و صحيح مسلم' الأقضية' حديث:۱۷۱۳)

۳۵۱۵- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ الزُّبَيْرِ مَوْلًى لَهُمْ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: كَانَتْ لِزَمْعَةَ جَارِيَةٌ [يَطَؤُهَا] هُوَ، وَكَانَ يُظَنُّ بِآخَرَ يَقَعُ عَلَيْهَا، فَجَاءَتْ بِوَلَدٍ شِبْهِ الَّذِي كَانَ يُظَنُّ بِهِ، فَمَاتَ زَمْعَةُ وَهِيَ حُبْلَى، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ سَوْدَةُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ، وَاحْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ! فَلَيْسَ لَكِ بِأَخٍ».

۳۵۱۵- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ زمعہ کی ایک لونڈی تھی جس سے وہ جماع کیا کرتا تھا۔ لیکن وہ ایک اور شخص کے بارے میں سمجھتا تھا کہ وہ بھی اس سے زنا کرتا ہے۔ بعد میں اس لونڈی نے اس شخص کے مشابہ بچہ جنا جس کے بارے میں اس کا یہ خیال تھا۔ خیر! زمعہ فوت ہوا تو وہ حاملہ تھی۔ حضرت سودہ نے اس بات کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بچہ تو گھر والے کی طرف ہی منسوب ہوگا لیکن تو اس سے پردہ کیا کر کیونکہ حقیقتاً وہ تیرا بھائی نہیں۔''

فائدہ: ''منسوب ہوگا'' کیونکہ گھر والا فوت ہو چکا ہے۔ انکار کا امکان نہیں رہا۔ اگر وہ زندہ ہوتا اور انکار کر دیتا تو پھر بچہ اس کی طرف منسوب نہ ہوتا بلکہ اس لونڈی کی طرف ہی منسوب ہوتا۔

۳۵۱۶- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۳۵۱۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت

---

۳۵۱۵ـ [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ۴/ ۹۷ من حديث إسحاق بن إبراهيم به، وصححه، ووافقه الذهبي، وهو في الكبرٰى، ح: ۵۶۷۹. * جرير هو ابن عبدالحميد، ويوسف حسن الحديث، حسن له الحافظ في الفتح: ۱۲/ ۳۷، وصحح له ابن التركماني، والحاكم، والذهبي.

۳۵۱۶ـ [صحيح] أخرجه ابن حبان، ح: ۱۳۳۶ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرٰى، ح: ۵۶۸۰. * مغيرة هو ابن مقسم، تقدم، ح: ۱۳۴۴. وللحديث شواهد كثيرة، تقدمت بعضها، ح: ۳۵۱۲، ۳۵۱۳.

قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ».

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بچہ گھر والے کا ہوتا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں (یا محرومی ہے)۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَلَا أَحْسِبُ هٰذَا عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ روایت حضرت عبداللہ بن مسعود سے نہیں آتی۔ (کسی راوی کی غلطی ہے)۔ واللہ تعالی أعلم.

## (المعجم ٤٩) - بَابُ فِرَاشِ الْأَمَةِ (التحفة ٤٩)

## باب: ۴۹- لونڈی بھی فراش ہے

٣٥١٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِخْتَصَمَ سَعْدُ ابْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِي ابْنِ زَمْعَةَ، قَالَ سَعْدٌ: أَوْصَانِي أَخِي عُتْبَةُ إِذَا قَدِمْتَ مَكَّةَ فَانْظُرْ إِلَى ابْنِ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ فَهُوَ ابْنِي، فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: هُوَ ابْنُ أَمَةِ أَبِي وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِ أَبِي، فَرَأٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ، وَاحْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ»!.

۳۵۱۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عبد بن زمعہ' زمعہ کے ایک بیٹے کے بارے میں جھگڑ پڑے۔ حضرت سعد نے کہا کہ مجھے میرے بھائی عتبہ نے وصیت کی تھی کہ تو جب بھی مکہ جائے تو زمعہ کی لونڈی سے پیدا ہونے والے بچے کو تلاش کر کے پکڑ لینا کیونکہ وہ میرا بیٹا ہے۔ عبد بن زمعہ نے کہا: وہ میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے۔ میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے عتبہ کے ساتھ اس کی واضح مشابہت محسوس فرمائی مگر آپ نے فرمایا: ''بچہ گھر والے ہی کا ہوتا ہے لیکن سودہ! تو اس سے پردہ کیا کر۔''

**فائدہ:** باب کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح بیوی کی اولاد خاوند ہی کی شمار ہوتی ہے' اسی طرح لونڈی کی اولاد بھی مالک ہی کی شمار ہوگی بشرطیکہ خاوند یا مالک انکار نہ کرے۔ بیوی بھی فراش ہے لونڈی بھی۔ یہ جمہور کا مسلک ہے۔ احناف لونڈی کو فراش نہیں مانتے۔ اور لونڈی سے بچے کو مالک کا نہیں سمجھتے جب تک وہ دعویٰ نہ کرے۔ لیکن یہ درست نہیں۔ یہ حدیث صراحتاً لونڈی کو فراش ثابت کرتی ہے۔

---

٣٥١٧_ أخرجه البخاري، الخصومات، باب دعوى الوصي للميت، ح: ٢٤٢١، ومسلم، الرضاع، باب: للولد للفراش وتوقي الشبهات، ح: ١٤٥٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٨١.

(المعجم ٥٠) - بَابُ الْقُرْعَةِ فِي الْوَلَدِ إِذَا تَنَازَعُوا فِيهِ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الشَّعْبِيِّ فِيهِ فِي حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ (التحفة ٥٠)

باب:٥٠- جب بچے کے بارے میں تنازع ہو جائے تو قرعہ ڈالا جا سکتا ہے نیز زید بن ارقم کی حدیث میں شعبی پر اختلاف کا ذکر

٣٥١٨- أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ صَالِحٍ الْهَمْدَانِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: أُتِيَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِثَلَاثَةٍ وَهُوَ بِالْيَمَنِ وَقَعُوا عَلَى امْرَأَةٍ فِي طُهْرٍ وَاحِدٍ، فَسَأَلَ اثْنَيْنِ أَتُقِرَّانِ لِهٰذَا بِالْوَلَدِ؟ قَالَا: لَا، ثُمَّ سَأَلَ اثْنَيْنِ أَتُقِرَّانِ لِهٰذَا بِالْوَلَدِ؟ قَالَا: لَا، فَأَقْرَعَ بَيْنَهُمْ وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالَّذِي صَارَتْ عَلَيْهِ الْقُرْعَةُ، وَجَعَلَ عَلَيْهِ ثُلُثَيِ الدِّيَةِ، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ.

٣٥١٨- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس یمن میں تین آدمی لائے گئے جنھوں نے ایک عورت کے ساتھ ایک طہر میں جماع کیا تھا۔ آپ نے ان میں سے دو سے پوچھا: کیا تم اس (تیسرے) کے لیے بچے کا اقرار کرتے ہو؟ انھوں نے کہا: نہیں، پھر دوسرے دو سے پوچھا: تم اس تیسرے کے لیے یہ بچہ تسلیم کرتے ہو؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ آخر آپ نے ان میں قرعہ ڈالا اور بچہ اسے دے دیا جس کے نام قرعہ نکلا تھا۔ اور اس پر اس بچے کی دو تہائی دیت ڈال دی۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی گئی تو آپ ہنسنے لگے حتی کہ آپ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں۔

**فوائد ومسائل:** ① مذکورہ روایت کو فاضل محقق ﷾ نے سنداً ضعیف کہا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح کہا ہے اور راجح رائے انھی کی ہے۔ علامہ البانی ﷫ نے اس پر مفصل بحث کی ہے اور یہی نتیجہ اخذ کیا ہے، لہٰذا مذکورہ روایت قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن أبي داود (مفصل) للألباني، رقم:١٩٦٤، و سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، رقم:٢٣٤٨، و ذخيرة العقبٰى، شرح سنن النسائي: ١٨٧/٢٩) ② اصل واقعہ جاہلیت کے دور کا تھا کیونکہ اسلام میں تو ایسا ممکن ہی نہیں کہ تین آدمی ایک طہر میں ایک عورت سے جماع کریں۔ چونکہ جاہلیت کے کاموں پر سزا نہیں دی جا سکتی تھی بلکہ اس دور کے تصرفات کو قانونی طور پر تسلیم کر لیا گیا تھا کہ جو ہوا سو ہوا، آئندہ کے لیے منع ہے، اس لیے اس واقعہ کا حل بھی ضروری تھا جو حضرت

---

٣٥١٨- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب من قال بالقرعة إذا تنازعوا في الولد، ح:٢٢٧٠ عن خشيش به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٦٨٢. * سفيان الثوري عنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خداداد ذہانت سے تجویز فرمایا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ. ③ "قرعہ نکلا" اگر کسی چیز پر کئی افراد کا حق برابر ہو لیکن وہ سب کو نہ مل سکتی ہو تو قرعہ اندازی کے ذریعے سے فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ احادیث میں اس کا ثبوت ہے مگر احناف قرعہ اندازی کے قائل نہیں، حالانکہ کئی دعوے داروں کو مطمئن کرنے کے لیے قرعہ اندازی کرنا ایک فطری چیز ہے جو ہر معاشرے میں مستعمل ہے اور اس سے فیصلے ہوتے ہیں۔ جھگڑے نپٹ جاتے ہیں۔ ایسی چیز کا عقلی بنیاد پر انکار فطرت انسانیہ کے خلاف ہے۔ ہر چیز کا فیصلہ عقلی بنیاد پر ہی نہیں ہوتا، فطرت اصل ہے۔ ④ "دو تہائی دیت ڈال دی" کیونکہ ان کو بچہ نہ مل سکا تھا، لہٰذا انھیں مال دے دیا۔ شرعاً بچے کی قیمت دیت معتبر ہے، اس لیے دیت کے لحاظ سے انھیں مال دے دیا۔ ⑤ ثابت ہوا کہ بچہ ایک آدمی ہی کو ملے گا۔ دو آدمی ایک بچے میں شریک نہیں ہو سکتے، یعنی بچے کا نسب ایک آدمی کے ساتھ ثابت ہوگا۔ ⑥ "ہنسنے لگے" حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذہانت پر یا اس عجیب واقعہ پر۔ واللہ أعلم.

۳۵۱۹- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَجْلَحِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الْخَلِيلِ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنَ الْيَمَنِ، فَجَعَلَ يُخْبِرُهُ وَيُحَدِّثُهُ وَعَلِيٌّ بِهَا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَتَى عَلِيًّا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَخْتَصِمُونَ فِي وَلَدٍ وَقَعُوا عَلَى امْرَأَةٍ فِي طُهْرٍ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۳۵۱۹- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھے کہ آپ کے پاس یمن سے ایک آدمی آیا۔ وہ آپ کو وہاں کی باتیں بیان کرنے لگا۔ حضرت علی بھی ان دنوں یمن میں تھے۔ وہ شخص کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تین آدمی آئے جن کا ایک بچے کے بارے میں جھگڑا تھا۔ ان تینوں نے ایک طہر میں ایک عورت سے جماع کیا تھا۔ اور مذکورہ بالا کی مانند ساری حدیث بیان کی۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو محقق کتاب رحمہ اللہ نے اجلح راوی کی بنا پر سنداً ضعیف کہا ہے۔ اجلح پر محدثین نے حافظے کی خرابی کی بنا پر کلام کیا ہے لیکن یہاں صالح ہمدانی اجلح کی متابعت کر رہے ہیں جن کی روایت صحیح ہے۔ دیکھیے سابقہ حدیث (۳۵۱۸)، لہٰذا یہ اور آئندہ روایت دونوں صحیح ہیں۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود (مفصل) للألباني، رقم: ۱۹۶۳)

---

۳۵۱۹- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، ح: ۲۲۶۹ (انظر الحديث السابق) من حديث الأجلح به. وضعفه الجمهور كما حققته في تخريج مسند الحميدي، ح: ۷۸۵، والحديث في الكبرى، ح: ۵۶۸۳، وصححه الحاكم: ۳/ ۱۳۵، ۱۳۶، وللحديث طرق كلها ضعيفة.

٣٥٢٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ الْأَجْلَحِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ بِالْيَمَنِ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا أُتِيَ فِي ثَلَاثَةِ نَفَرٍ، ادَّعَوْا وَلَدَ امْرَأَةٍ، فَقَالَ عَلِيٌّ لِأَحَدِهِمْ: تَدَعُهُ لِهٰذَا؟ فَأَبٰى، وَقَالَ لِهٰذَا: تَدَعُهُ لِهٰذَا؟ فَأَبٰى، وَقَالَ لِهٰذَا: تَدَعُهُ لِهٰذَا؟ فَأَبٰى، قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنْتُمْ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ وَسَأُقْرِعُ بَيْنَكُمْ، فَأَيُّكُمْ أَصَابَتْهُ الْقُرْعَةُ فَهُوَ لَهُ وَعَلَيْهِ ثُلُثَا الدِّيَةِ، فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ.

٣٥٢٠- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس موجود تھا۔ ان دنوں حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن میں تھے۔ آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: میں نے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تین آدمیوں کا مقدمہ آیا جنھوں نے ایک عورت کے بچے کے بارے میں دعویٰ کیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک سے کہا: کیا تو یہ بچہ اس کو دیتا ہے؟ اس نے انکار کیا‘ پھر دوسرے سے کہا: تو یہ بچہ اس کو دیتا ہے؟ اس نے بھی انکار کیا‘ پھر تیسرے سے کہا: تو یہ بچہ اس کو دیتا ہے؟ اس نے بھی انکار کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم جھگڑالو شریک ہو۔ میں تم میں قرعہ ڈالوں گا۔ جس کے حق میں قرعہ نکل آیا‘ بچہ اسے مل جائے گا۔ البتہ اسے دو تہائی دیت ادا کرنا ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر ہنسنے لگے حتی کہ آپ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں۔

٣٥٢١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ شَاهِينٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ حَضْرَمَوْتَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلِيًّا عَلَى الْيَمَنِ، فَأُتِيَ بِغُلَامٍ تَنَازَعَ فِيهِ ثَلَاثَةٌ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

٣٥٢١- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن پر حاکم بنا کر بھیجا۔ ان کے پاس ایک بچہ لایا گیا جس میں تین آدمیوں کا تنازع تھا۔ اور مذکورہ بالا کی مانند ساری حدیث بیان کی۔

خَالَفَهُمْ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ.

سلمہ بن کہیل نے ان کی مخالفت کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث کو امام شعبی رحمہ اللہ سے بیان کرنے والے حضرات چار ہیں: صالح ہمدانی‘ اجلح‘ ابواسحاق شیبانی اور سلمہ بن کہیل۔ امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام شعبی کے شاگردوں میں سے سلمہ

---

٣٥٢٠- [ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٨٤.

٣٥٢١- [ضعيف] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٨٥.

بن کہیل نے باقی تین شاگردوں، یعنی صالح ہمدانی، اجلح اور شیبانی کی مخالفت کی ہے۔ اور وہ مخالفت دو طرح سے ہے: ایک یہ کہ صالح ہمدانی، اجلح اور شیبانی نے سند میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے جب کہ سلمہ بن کہیل نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ دوسرا اختلاف یہ ہے کہ ان تین حضرات نے تو اس روایت کو مرفوع بیان کیا ہے جب کہ حضرت سلمہ بن کہیل نے اس روایت کو مرفوع بیان نہیں کیا۔ واللہ أعلم. ② یہ طریق بھی سابقہ طرق کی بنا پر صحیح ہے۔

۳۵۲۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ كُهَيْلٍ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ أَوِ ابْنِ أَبِي الْخَلِيلِ: أَنَّ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ اشْتَرَكُوا فِي طُهْرٍ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ. وَلَمْ يَذْكُرْ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

۳۵۲۲- حضرت ابو خلیل یا ابن ابو خلیل سے منقول ہے کہ تین آدمی ایک عورت کے طہر میں شریک ہوئے۔ باقی حدیث اسی طرح ذکر کی، نیز سلمہ بن کہیل نے (اپنی روایت میں) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا اور نہ روایت کو مرفوع ہی بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا صَوَابٌ، وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى أَعْلَمُ.

ابو عبدالرحمٰن (امام نسائی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہی (سلمہ بن کہیل کی روایت) درست ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالٰی أعلم.

فائدہ: اس روایت میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں اور نہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ کے فرمان کے مطابق یہی درست ہے کیونکہ سلمہ بن کہیل باقی تینوں سے اوثق ہے، لہٰذا ان (تینوں) کی روایت درست نہیں لیکن راجح بات یہ ہے کہ یہ روایت مرفوع اور متصل بھی ثابت ہے اور صحیح ہے۔ دیکھیے، (حدیث: ۳۵۱۸) کیونکہ صالح ہمدانی ثقہ راوی ہے اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔ اوثق راوی کی مخالفت کا اعتبار تب ہوتا ہے جب کوئی وجہ اختلاف بھی ہو لیکن یہاں کوئی وجہ اختلاف سمجھ میں نہیں آتی، اس لیے صالح ہمدانی کی روایت بھی صحیح ہے۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ۵۱) - بَابُ الْقَافَةِ (التحفة ۵۱)

## باب: ۵۱- قیافہ شناسی کا بیان

۳۵۲۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

۳۵۲۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

---

۳۵۲۲_ [ضعيف] تقدم، ح:۳۵۱۹، وأخرجه أبوداود، ح:۲۲۷۱ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:۵۶۸۶.

۳۵۲۳_ أخرجه البخاري، الفرائض، باب القائف، ح:۶۷۷۰، ومسلم، الرضاع، باب العمل بإلحاق القائف◄◄

اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيَّ مَسْرُورًا تَبْرُقُ أَسَارِيرُ وَجْهِهِ فَقَالَ: «أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا نَظَرَ إِلَى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ فَقَالَ: إِنَّ بَعْضَ هٰذِهِ الْأَقْدَامِ لَمِنْ بَعْضٍ».

ﷺ ایک دفعہ میرے پاس خوش خوش تشریف لائے۔ آپ کے چہرۂ مبارک کی دھاریاں چمک رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا: ''(عائشہ!) تجھے پتہ چلا کہ مجزز نے زید بن حارثہ اور اسامہ کو (لیٹے ہوئے) دیکھا تو کہا: یہ پاؤں ایک دوسرے (باپ بیٹے) ہی کے (معلوم ہوتے) ہیں۔''

**فوائد ومسائل:** ① حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سفید رنگ کے تھے جب کہ ان کے بیٹے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سیاہ رنگ کے۔ شاید والدہ کا اثر تھا۔ اس بنا پر بعض لوگ ان کے نسب میں شک کرتے تھے۔ انتہائی قریبی تعلق کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کو ان باتوں سے تکلیف ہوتی تھی۔ ایک بار ایسا ہوا کہ مجزز مدلجی' ایک مشہور قیافہ شناس جس کے قیافے کو پورا علاقہ تسلیم کرتا تھا' گزرا تو دونوں باپ بیٹا سوئے پڑے تھے' ان کے چہرے ڈھکے ہوئے تھے مگر پاؤں ننگے تھے۔ اس نے اپنی عادت کے مطابق دونوں کے پاؤں غور سے دیکھ کر کہا کہ یہ دونوں باپ بیٹا ہیں۔ اس کی یہ مبنی بر حقیقت اور سچی بات سن کر نبی ﷺ کو خوشی ہوئی کہ اب تو ایک مشہور قیافہ شناس نے تصدیق کر دی ہے۔ اب زبانیں گنگ ہو جائیں گی۔ ② قیافہ شناسی بھی عقلاً قطعی نہ ہونے کے باوجود انسانی ذہن کو مطمئن کرتی ہے۔ عموماً لوگ تسلیم کرتے ہیں' لہٰذا کسی مشکل مسئلے میں قیافہ سے بھی فیصلہ ہو سکتا ہے۔ احناف اس کے بھی قائل نہیں' حالانکہ دنیا کے بہت کم کام یقین سے طے ہوتے ہیں۔ عام طور پر ظن غالب ہی کو معتبر مانا جاتا ہے' لہٰذا قیافہ کے انکار کی ضرورت نہیں بلکہ بعض متنازعہ مسائل میں قیافہ شناس سے مدد لی جا سکتی ہے۔

٣٥٢٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ مَسْرُورًا فَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ! أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا الْمُدْلِجِيَّ دَخَلَ عَلَيَّ وَعِنْدِي أُسَامَةُ بْنُ

۳۵۲۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ بڑے خوش خوش میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے: ''عائشہ! تجھے علم نہیں کہ ابھی مجزز مدلجی میرے پاس آیا تھا جب کہ اسامہ بن زید میرے قریب (لیٹا ہوا) تھا۔ اس نے اسامہ اور زید دونوں کو دیکھا۔ دونوں کے اوپر چادر تھی اور انھوں نے اپنے

---

الولد، ح: ١٤٥٩/ ٣٨ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٨٧.

٣٥٢٤- أخرجه البخاري، الفرائض، باب القائف، ح: ٦٧٧١، ومسلم، الرضاع، باب العمل بإلحاق القائف الولد، ح: ١٤٥٩/ ٣٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٨٨.

زَيْدٍ، فَرَأَى أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَزَيْدًا وَعَلَيْهِمَا قَطِيفَةٌ وَقَدْ غَطَّيَا رُءُوسَهُمَا وَبَدَتْ أَقْدَامُهُمَا فَقَالَ: هٰذِهِ أَقْدَامٌ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ».

چہرے ڈھانپ رکھے تھے' البتہ ان کے پاؤں ننگے تھے' چنانچہ (یہ دیکھ کر) وہ کہنے لگا: یہ پاؤں تو ایک دوسرے (باپ بیٹے) کے (معلوم ہوتے) ہیں۔"

## (المعجم ٥٢) - إِسْلَامُ أَحَدِ الزَّوْجَيْنِ وَتَخْيِيرُ الْوَلَدِ (التحفة ٥٢)

## باب:۵۲- خاوند بیوی میں سے ایک مسلمان ہو جائے تو بچے کو اختیار دیا جائے (کہ وہ کس کے ساتھ رہنا چاہتا ہے)

٣٥٢٥- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُثْمَانَ الْبَتِّيِّ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ سَلَمَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّهُ أَسْلَمَ وَأَبَتِ امْرَأَتُهُ أَنْ تُسْلِمَ، فَجَاءَ ابْنٌ لَهُمَا صَغِيرٌ لَمْ يَبْلُغِ الْحُلُمَ، فَأَجْلَسَ النَّبِيُّ ﷺ الْأَبَ هٰهُنَا وَالْأُمَّ هٰهُنَا ثُمَّ خَيَّرَهُ فَقَالَ: «اَللّٰهُمَّ! اهْدِهِ» فَذَهَبَ إِلٰى أَبِيهِ.

۳۵۲۵- حضرت عبدالحمید بن سلمہ انصاری کے دادا محترم سے روایت ہے کہ میں مسلمان ہو گیا لیکن میری بیوی نے اسلام لانے سے انکار کر دیا۔ ہمارا ایک چھوٹا بچہ آیا جو ابھی بالغ نہیں ہوا تھا۔ نبی ﷺ نے باپ کو ایک طرف بٹھا لیا اور ماں کو دوسری طرف' پھر آپ نے بچے کو اختیار دیا اور دعا فرمائی: "یا اللہ! اسے ہدایت دے۔" چنانچہ وہ بچہ (اللہ کی توفیق سے) باپ کی طرف چلا گیا۔

**فائدہ:** خاوند بیوی میں سے ایک مسلمان ہو جائے اور بچہ سن تمیز کو پہنچا ہوا ہو تو اسے کس کی تحویل میں دیا جائے؟ اس میں اختلاف ہے۔ اصحاب الرائے کے نزدیک کافر کے لیے حق حضانت (پرورش) ثابت ہے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ ولایت ہے۔ اور جب نکاح اور مال میں کافر کی ولایت ثابت نہیں ہوتی تو حضانت میں تو بالا ولی ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کا نقصان ان دونوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے' اس لیے کہ جب کافر' بچے کی پرورش کرے گا تو ظاہر ہے اس کی خواہش ہو گی کہ بچہ میرے دین پر ہو' اس لیے وہ اس کی اپنے دین کے مطابق پرورش اور تربیت کرے گا اور اپنے دین کی اسے تعلیم دے گا۔ نتیجتاً بچہ کافر ہو جائے گا کیونکہ بچہ وہی بنتا ہے جس کی اسے تربیت دی جائے۔ فرمان نبوی ہے: "بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے' بعد میں اس کے والدین اسے یہودی' عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔" (صحيح البخاري' الجنائز' حديث:١٣٥٨' و صحيح

---

٣٥٢٥ـ [حسن] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب تخيير الصبي بين أبويه، ح: ٢٣٥٢ من حديث عثمان البتي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٨٩، وصححه الحاكم: ٢/ ٢٠٦، ٢٠٧، ووافقه الذهبي.

مسلم' القدر' حديث:٢٦٥٨) بعد میں اس کا اسلام کی طرف آنا بہت مشکل ہوگا کیونکہ بچپن کا علم پتھر پر لکیر ہوتا ہے۔ اور یہ ایک بہت بڑا نقصان ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿لَن يَّجۡعَلَ اللّٰهُ لِلۡكٰفِرِينَ عَلَى الۡمُؤۡمِنِينَ سَبِيلًا﴾ اس لیے بچے کو مسلمان کی تحویل میں دیا جائے گا۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بچے کا کافر کے پاس جانا اللہ کی منشا کے خلاف ہے کیونکہ اللہ اپنے بندوں سے ہدایت کا ارادہ رکھتا ہے۔ رہا یہ سوال کہ نبی ﷺ نے مذکورہ مسئلے میں اختیار کیوں دیا جبکہ ماں کافرہ تھی؟ تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ نبی ﷺ کو یقین تھا کہ میری دعا قبول ہو جائے گی اور بچہ یقیناً باپ کے پاس جائے گا' اس لیے آپ نے ماں کی دل جوئی کے لیے ایسا کیا۔ اگر اس بات کو درست تسلیم نہ بھی کیا جائے اور مذکورہ صورت میں اختیار ہی کو درست سمجھا جائے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اختیار دیا تھا' تو بھی کافر کی طرف مائل ہونے کی صورت میں بچہ اس کی تحویل میں اس شرط پر دیا جائے گا کہ وہ بچے کی تربیت اسلام کے مطابق کرے۔ یہ شرط عائد کرنا اس حدیث کے خلاف نہیں کیونکہ حدیث میں شرط کی نفی نہیں (اس لیے کہ حدیث میں بچے کے کافر کے پاس جانے کی نوبت نہیں آئی۔) بلکہ یہ شرط دینی مصالح کے عین مطابق ہے اور اس سے تمام دلائل میں تطبیق ہو جاتی ہے اور کسی آیت یا حدیث کو (نعوذ باللہ) رد کرنے کی نوبت نہیں آتی۔ واللہ أعلم.

٣٥٢٦- أَخۡبَرَنَا مُحَمَّدُ بۡنُ عَبۡدِ الۡأَعۡلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابۡنُ جُرَيۡجٍ قَالَ: أَخۡبَرَنِي زِيَادٌ عَنۡ هِلَالِ بۡنِ أُسَامَةَ، عَنۡ أَبِي مَيۡمُونَةَ قَالَ: بَيۡنَا أَنَا عِنۡدَ أَبِي هُرَيۡرَةَ فَقَالَ: إِنَّ امۡرَأَةً جَاءَتۡ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتۡ: فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي! إِنَّ زَوۡجِي يُرِيدُ أَنۡ يَذۡهَبَ بِابۡنِي وَقَدۡ نَفَعَنِي وَسَقَانِي مِنۡ بِئۡرِ أَبِي عِنَبَةَ، فَجَاءَ زَوۡجُهَا وَقَالَ: مَنۡ يُخَاصِمُنِي فِي ابۡنِي؟ فَقَالَ: «يَا غُلَامُ! هٰذَا أَبُوكَ وَهٰذِهِ أُمُّكَ فَخُذۡ بِيَدِ أَيِّهِمَا شِئۡتَ». فَأَخَذَ بِيَدِ أُمِّهِ فَانۡطَلَقَتۡ بِهِ.

٣٥٢٦- حضرت ابو میمونہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا تو انھوں نے فرمایا: ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی: آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں! میرا (سابقہ) خاوند میرے بیٹے کو لے جانا چاہتا ہے جب کہ وہ مجھے بہت نفع دیتا ہے' مثلاً: بئر أبی عنبہ سے مجھے پانی لا کر دے دیتا ہے۔ اتنے میں اس کا خاوند بھی آ گیا اور کہنے لگا: میرے بیٹے کے بارے میں کون مجھ سے جھگڑا کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اے لڑکے! یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیری ماں' جس کا چاہے ہاتھ پکڑ لے۔'' اس نے اپنی والدہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ اسے لے کر چلی گئی۔

٣٥٢٦_ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب من أحق بالولد، ح:٢٢٧٧ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٦٩٠، وقال الترمذي، ح:١٣٥٧ "حسن صحيح". * زياد هو ابن سعد.

فوائد ومسائل: ① اگر خاوند بیوی دونوں مسلمان ہوں مگر ان میں جدائی ہو جائے تو اس صورت میں اگر بچہ چھوٹا ہے تو وہ اپنی ماں کے پاس رہے گا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے اس بیٹے کے لیے میرا پیٹ برتن تھا' میری چھاتی اس کا مشکیزہ تھی اور میری گود اس کی پناہ گاہ تھی۔ اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے اور وہ اب اسے مجھ سے چھیننا چاہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''تو اس کی زیادہ حق دار ہے جب تک تو آگے نکاح نہیں کرتی۔'' (سنن أبي داود' الطلاق' حديث:٢٢٧٦) اور اگر بچہ سن تمیز کو پہنچا ہوا ہے تو پھر اسے اختیار دیا جائے گا۔ وہ جسے اختیار کر لے گا اس کے پاس رہے گا جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔ احادیث میں تطبیق کی یہ بہترین صورت ہے۔ تمام احادیث پر عمل ہو جاتا ہے۔ ② بئر أبي عنبہ مدینہ منورہ سے کافی باہر تقریباً ١٢ میل دور ایک کنواں ہے۔

## (المعجم ٥٣) - عِدَّةُ الْمُخْتَلِعَةِ (التحفة ٥٣)

## باب:٥٣- خلع حاصل کرنے والی عورت کی عدت

٣٥٢٧- أَخْبَرَنَا أَبُوعَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي شَاذَانُ بْنُ عُثْمَانَ أَخُو عَبْدَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ الرُّبَيِّعَ بِنْتَ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ ثَابِتَ بْنَ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ ضَرَبَ امْرَأَتَهُ فَكَسَرَ يَدَهَا - وَهِيَ جَمِيلَةُ بِنْتُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ - فَأَتٰى أَخُوهَا يَشْتَكِيهِ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلٰى ثَابِتٍ فَقَالَ لَهُ: «خُذِ الَّذِي لَهَا عَلَيْكَ وَخَلِّ سَبِيلَهَا» قَالَ: نَعَمْ، فَأَمَرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تَتَرَبَّصَ حَيْضَةً وَاحِدَةً فَتَلْحَقَ بِأَهْلِهَا.

٣٥٢٧- حضرت ثابت بن قیس بن شماس ؓ نے اپنی بیوی کو مارا اور اس کا ہاتھ توڑ دیا۔ اس کا نام جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی تھا۔ اس کا بھائی یہ شکایت لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثابت کو پیغام بھیج کر بلایا اور (تحقیق کے بعد) فرمایا: ''تو نے جو کچھ اسے دیا ہے' واپس لے لے اور اسے چھوڑ دے۔'' اس نے کہا: ٹھیک ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جمیلہ کو حکم دیا کہ وہ ایک حیض تک انتظار کرے اور میکے چلی جائے۔

---

٣٥٢٧- [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٤/ ٢٦٥، ح: ٦٧١ من طريق آخر عن محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان وغيره به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٩١.

فائدہ: خلع چونکہ فسخ نکاح ہے اس لیے اس کی عدت ایک حیض ہے وہ بھی صرف استبرائے رحم کے لیے یعنی پتہ چل جائے کہ عورت حاملہ ہے یا غیر حاملہ۔ اگر حاملہ ہو تو پھر وہ وضع حمل کے بعد آگے نکاح کر سکے گی۔ اور غیر حاملہ ہونے کی صورت میں ایک حیض کے بعد۔ حضرت ابن عباس اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سے بھی یہی صراحت منقول ہے۔ امام شافعی، احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ احناف کے نزدیک خلع طلاق ہے اس لیے وہ کہتے ہیں کہ اس کی عدت تین حیض ہے لیکن ان کا یہ موقف صحیح احادیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

۳۵۲۸- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ رُبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَ: قُلْتُ لَهَا: حَدِّثِينِي حَدِيثَكِ، قَالَتْ: اِخْتَلَعْتُ مِنْ زَوْجِي ثُمَّ جِئْتُ عُثْمَانَ فَسَأَلْتُهُ مَاذَا عَلَيَّ مِنَ الْعِدَّةِ؟ فَقَالَ: لَا عِدَّةَ عَلَيْكِ إِلَّا أَنْ تَكُونِي حَدِيثَةَ عَهْدٍ بِهِ، فَتَمْكُثِي حَتَّى تَحِيضِي حَيْضَةً. قَالَ: وَأَنَا مُتَّبِعٌ فِي ذٰلِكَ قَضَاءَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي مَرْيَمَ الْمُغَالِيَّةِ، كَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ ابْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ فَاخْتَلَعَتْ مِنْهُ.

۳۵۲۸- حضرت عبادہ بن ولید بن عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ مجھے اپنا واقعہ بیان کیجیے۔ وہ کہنے لگی کہ میں نے اپنے خاوند سے خلع لیا پھر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئی اور آپ سے پوچھا: مجھ پر کتنی عدت واجب ہے؟ انھوں نے فرمایا: تجھ پر کوئی عدت واجب نہیں مگر یہ کہ تیرے خاوند نے تجھ سے اس طہر میں جماع کیا ہو تو پھر تو ایک حیض انتظار کر۔ انھوں نے فرمایا: اس سلسلے میں میں نے مریم مغالیہ کی بابت رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کی پیروی کی ہے۔ وہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس کے نکاح میں تھی اور انھوں نے ان سے خلع لے لیا تھا۔

فوائد و مسائل: ① حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فیصلے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک حیض عدت بھی استبرائے رحم یعنی رحم کی صفائی معلوم کرنے کے لیے ہے۔ اگر تازہ طہر میں جماع نہ ہوا ہو تو ایک حیض عدت بھی ضروری نہیں۔ لیکن یہ تفصیل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اپنی ہے نبی ﷺ سے جو صحیح ثابت ہے وہ یہی ہے کہ آپ نے ہر خلع والی عورت کو ایک حیض عدت گزارنے کا حکم دیا ہے (ماسوا حاملہ کے) خواہ اس سے حالیہ طہر میں جماع ہوا ہو یا نہ۔ آپ نے اس کی تفصیل طلب نہیں کی نیز چونکہ جماع مخفی چیز ہے لہٰذا صحیح بات یہی ہے کہ ہر خلع والی عورت ایک

۳۵۲۸_ [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطلاق، باب عدة المختلعة، ح: ۲۰۵۸ من حديث يعقوب بن إبراهيم ابن سعد، عم عبيدالله به، وهو في الكبرٰى، ح: ۵۶۹۲.

حیض عدت گزارے تا کہ شک وشبہ نہ رہے۔ ② یہ بات یادر ہے کہ خلع میں رجوع تو نہیں ہوسکتا مگر بعد میں دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے کیونکہ یہ تین طلاق کے حکم میں نہیں۔

## (المعجم ٥٤) - مَا اسْتُثْنِيَ مِنْ عِدَّةِ الْمُطَلَّقَاتِ (التحفة ٥٤)

## باب:۵۴-طلاق والی عورتوں کی عدت میں استثنا بھی ہے

۳۵۲۹- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ النَّحْوِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: ﴿مَا نَنسَخْ مِنْ ءَايَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ أَوْ مِثْلِهَآ﴾ [البقرة: ١٠٦] وَقَالَ: ﴿وَإِذَا بَدَّلْنَآ ءَايَةً مَّكَانَ ءَايَةٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ﴾ [النحل: ١٠١] اَلْآيَةَ. وَقَالَ: ﴿يَمْحُوا اللَّهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِندَهُۥٓ أُمُّ الْكِتَٰبِ﴾ [الرعد: ٣٩] فَأَوَّلُ مَا نُسِخَ مِنَ الْقُرْآنِ الْقِبْلَةُ، وَقَالَ: ﴿وَالْمُطَلَّقَٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَٰثَةَ قُرُوٓءٍ﴾ [البقرة: ٢٢٨] وَقَالَ: ﴿وَالَّٰٓئِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِن نِّسَآئِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَٰثَةُ أَشْهُرٍ﴾ [الطلاق: ٤] فَنُسِخَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ تَعَالٰى: ﴿ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا﴾ [الأحزاب: ٤٩]

۳۵۲۹-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے (نسخ کے دلائل ذکر کرتے ہوئے) یہ آیات پڑھیں: ﴿مَا نَنسَخْ مِنْ ايَةٍ...... اَوْ مِثْلِهَا﴾ ”جو آیت ہم منسوخ کر دیں یا بھلا دیں، ہم اس سے بہتر آیت لاتے ہیں یا اس جیسی۔“ اور فرمایا: ﴿وَاِذَا بَدَّلْنَا ايَةً ...... بِمَا يُنَزِّلُ﴾ ”جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت لے آتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ اپنی اتاری ہوئی آیات کو خوب جانتا ہے۔“ اور فرمایا: ﴿يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ...... أُمُّ الْكِتَابِ﴾ ”اللہ تعالیٰ جو چاہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہے باقی رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس اصل کتاب ہے۔“ قرآن مجید میں سب سے پہلے قبلہ منسوخ ہوا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ﴾ ”طلاق شدہ عورتیں تین حیض تک اپنے آپ کو (نیا نکاح کرنے سے) روک رکھیں۔“ پھر فرمایا: ﴿وَالّٰٓئِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ ...... ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ﴾ ”وہ عورتیں جو حیض سے ناامید ہو چکی ہیں، اگر تمھیں شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے۔“ (اس آیت کے ذریعے سے) پہلی آیت میں

---

۳۵۲۹- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في نسخ ما استثني به من عدة المختلعات، ح: ٢٢٨٢ من حديث علي بن الحسين به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧٠٤.

سے کچھ حصہ منسوخ کر دیا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ ...... تَعْتَدُّوْنَهَا﴾ ''اگر تم عورتوں کو جماع سے پہلے طلاق دو تو ان پر کوئی عدت نہیں جسے تم شمار کرو۔''

فائدہ: شاید امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصود یہ ہے کہ خلع کی عدت ایک حیض ہو سکتی ہے اگرچہ قرآن مجید میں طلاق کی عدت تین حیض مقرر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس حکم میں سے کچھ صورتیں مستثنیٰ فرمائی ہیں، مثلاً: وہ عورتیں جن کو حیض آنا بند ہو چکا ہے یا ابھی شروع نہیں ہوا۔ اسی طرح وہ عورت جس کو جماع کیے بغیر طلاق دے دی جائے اس کی عدت ہے ہی نہیں۔ اگر یہ صورتیں مستثنیٰ ہو سکتی ہیں تو کیا وجہ ہے کہ صحیح حدیث کی وجہ سے خلع کو اس سے مستثنیٰ نہ کیا جائے؟ جس حکم سے ایک دفعہ استثنا ہو جائے، مزید استثنا بھی ممکن ہے۔ یہ متفقہ بات ہے۔

## (المعجم ٥٥) - بَابُ عِدَّةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا (التحفة ٥٥)

## باب: ۵۵- جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے، اس کی عدت

٣٥٣٠- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ: قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تَحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا».

۳۵۳۰- حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو عورت اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو، اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زائد سوگ کرے، البتہ خاوند پر چار ماہ دس دن سوگ کرے۔''

٣٥٣١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

۳۵۳۱- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے ایک عورت کے بارے میں پوچھا گیا جس کا

---

٣٥٣٠- أخرجه البخاري، الطلاق، باب الكحل للحادة، ح: ٥٣٣٩، ومسلم، الطلاق، باب وجوب الإحداد في عدة الوفاة وتحريمه في غير ذلك إلا ثلاثة أيام، ح: ١٤٨٦/ ٥٩ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٩٣.

٣٥٣١- أخرجه البخاري، ح: ٥٣٣٨، ومسلم، ح: ١٤٨٨/ ٦٠ من حديث شعبة به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٩٤.

حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، قُلْتُ: عَنْ أُمِّهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنِ امْرَأَةٍ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا فَخَافُوا عَلَى عَيْنِهَا أَتَكْتَحِلُ؟ فَقَالَ: «قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَمْكُثُ فِي بَيْتِهَا فِي شَرِّ أَحْلَاسِهَا حَوْلًا ثُمَّ خَرَجَتْ، فَلَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا».

خاوند فوت ہو چکا تھا اور اس کی آنکھوں کے ضائع ہونے کا خطرہ تھا' کیا وہ سرمہ ڈال سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''(دور جاہلیت میں) ایک عورت کو اپنے گھر میں ایک سال تک بدترین ٹاٹ میں رہنا پڑتا تھا' پھر وہ نکلتی تھی۔ تو کیا اب وہ چار مہینے دس دن تک انتظار نہیں کر سکتی؟''

**فوائد ومسائل:** ① جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ یہ متفقہ بات ہے بشرطیکہ وہ حاملہ نہ ہو۔ اس عدت کے دوران میں عورت کو سوگ کی کیفیت میں رہنا ہوگا' یعنی ہر قسم کی زیب وزینت سے پرہیز کرنا ہوگا۔ سرمہ بھی زینت ہے' لہٰذا سوگ کے دوران میں وہ سرمہ نہیں لگا سکتی۔ اگر آنکھوں میں تکلیف ہو تو کوئی اور دوا استعمال کی جائے جو زینت کا کام نہ دے۔ ② جاہلیت میں دستور تھا کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جاتا اسے ایک سال الگ تھلگ کمرے میں رکھا جاتا تھا۔ نہانے دھونے تک کی اجازت نہ ہوتی تھی حتی کہ غسل حیض بھی نہیں کر سکتی تھی۔ کپڑے بھی وہی رہتے تھے۔ تبھی حدیث میں ان کو ''بدترین ٹاٹ'' کہا گیا ہے۔ اس دوران وہ اس قدر بدبودار اور زہریلی بن جاتی کہ اگر کوئی جانور اس کے جسم کو چھوتا تو وہ بھی مر جاتا تھا۔ ایک سال کے بعد اسے کمرے سے نکالا جاتا اور اسے اونٹ کی ایک مینگنی دی جاتی جسے وہ اپنے سر کے اوپر سے پیچھے پھینکتی تھی۔ گویا اب اس کی بری حالت ختم ہو چکی ہے' نیز یہ عدت ختم ہونے کی علامت تھی جب کہ اسلام نے صرف زینت سے روکا ہے۔ وہ گھر کے دوسرے افراد کے ساتھ ہی رہے گی' نہائے دھوئے گی' البتہ نئے یا شوخ کپڑوں' زیورات' میک اپ اور دوسری زیب وزینت سے پرہیز کرے گی اور حتی الامکان گھر میں رہے گی۔

٣٥٣٢- أَخْبَرَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ بْنِ قَيْسِ بْنِ قَهْدٍ الْأَنْصَارِيِّ - وَجَدُّهُ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ - عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَأُمِّ حَبِيبَةَ

۳۵۳۲- حضرت ام حبیبہ اور ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور کہنے لگی: میری بیٹی کا خاوند فوت ہو گیا ہے۔ مجھے اس کی آنکھ خراب ہونے کا خدشہ ہے' تو کیا میں اسے سرمہ ڈال دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(اس سے پہلے

---

٣٥٣٢- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٩٥.

قَالَتَا : جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ : إِنَّ ابْنَتِي تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا ، وَإِنِّي أَخَافُ عَلَى عَيْنِهَا أَفَأَكْحُلُهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَجْلِسُ حَوْلًا ، وَإِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ، فَإِذَا كَانَ الْحَوْلُ خَرَجَتْ وَرَمَتْ وَرَاءَهَا بِبَعْرَةٍ» .

جاہلیت میں) عورت کو ایک سال تک گھر میں (بند) رہنا پڑتا تھا جب کہ اب تو صرف چار ماہ دس دن ہیں۔ جب سال پورا ہوتا تھا تو وہ نکلتی تھی اور اپنے پیچھے اونٹ کی مینگنی پھینکا کرتی تھی۔"

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' سابقہ حدیث۔

٣٥٣٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا يَقُولُ: عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ أَنَّهَا سَمِعَتْ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تَحِدُّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ ، فَإِنَّهَا تَحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا» .

۳۵۳۳- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جو عورت اللہ تعالیٰ اور آخرت پر یقین رکھتی ہے اس کے لیے جائز نہیں کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے' علاوہ خاوند کے کہ اس پر اسے چار مہینے دس دن سوگ کرنا ہوگا۔"

فائدہ: سوگ سے مراد کسی حلال چیز کو چھوڑ دینا ہے' نہ کہ حرام کا ارتکاب کرنا' مثلاً: چیخنا چلانا' دوہتڑ مارنا' بین کرنا' بال مونڈنا وغیرہ۔ سوگ تین دن سے زائد مردوں کو بھی منع ہے۔ عورتوں کا ذکر خصوصاً اس لیے کیا گیا ہے کہ وہ زیادہ سوگ کرتی ہیں۔ مرد عموماً حوصلہ رکھتے ہیں۔

٣٥٣٤- أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنْ صَفِيَّةَ

۳۵۳۴- حضرت ام سلمہ اور نبی ﷺ کی ایک اور زوجۂ محترمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جو عورت اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر یقین رکھتی ہے

---

٣٥٣٣ـ أخرجه مسلم، الطلاق، باب وجوب الإحداد في عدة الوفاة وتحريمه في غير ذلك إلا ثلاثة أيام، ح: ١٤٩٠ من حديث نافع به، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٩٦ .

٣٥٣٤ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٥٦٩٧ . وانظر الحديث السابق . * سعيد هو ابن أبي عروبة .

بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تَحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ، فَإِنَّهَا تَحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا».

اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے' علاوہ خاوند کے کہ اس پر وہ چار ماہ دس دن تک سوگ کرے گی۔"

٣٥٣٥- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا السَّهْمِيُّ - يَعْنِي عَبْدَ اللهِ بْنَ بَكْرٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ - وَهِيَ أُمُّ سَلَمَةَ - عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

٣٥٣٥- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے سابقہ حدیث کی طرح ہی روایت بیان فرماتی ہیں۔

فائدہ: سوگ والی روایت کا تکرار یہ بتانے کے لیے ہے کہ یہ روایت کہیں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے ہے' کہیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے' کہیں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے اور کہیں آپ کی کسی اور زوجۂ محترمہ سے۔ ان میں کوئی اختلاف نہیں۔

## (المعجم ٥٦) - بَابُ عِدَّةِ الْحَامِلِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا (التحفة ٥٦)

## باب:٥٦- حاملہ عورت کی عدت جس کا خاوند فوت ہو جائے

٣٥٣٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ - قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ:

٣٥٣٦- حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سبیعہ اسلمیہ کا اس کے خاوند کی وفات سے چند راتیں بعد بچہ پیدا ہو گیا' پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور نکاح کی اجازت طلب کی۔ چنانچہ آپ نے اسے اجازت دے دی اور اس نے نکاح کر لیا۔

---

٣٥٣٥- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٩٨.

٣٥٣٦- أخرجه البخاري، الطلاق، باب: "وأولات الأحمال أجلهن أن يضعن حملهن"، ح: ٥٣٢٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٩٠، والكبرٰى، ح: ٥٦٩٩.

أَنَّ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ، فَجَاءَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَاسْتَأْذَنَتْ أَنْ تَنْكِحَ، فَأَذِنَ لَهَا فَنَكَحَتْ.

فائدہ: عورت کا خاوند فوت ہو جائے اور وہ حاملہ ہو تو جمہور اہل علم کے نزدیک اس کی عدت چار ماہ دس دن کے بجائے وضع حمل ہے۔ جب بچہ پیدا ہو جائے تو وہ آزاد ہے۔ چاہے تو آگے نکاح کر سکتی ہے۔ اب اس پر سوگ بھی نہیں رہا لیکن نفاس ختم ہونے تک خاوند اس کے قریب نہیں جا سکتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا خیال تھا کہ دونوں میں سے آخری عدت ہے، یعنی بچہ چار ماہ دس دن سے پہلے پیدا ہو جائے تو چار ماہ دس دن ہے اور اگر چار ماہ دس دن پہلے گزر جائیں تو بچے کی پیدائش عدت ہے۔ گویا ان کا خیال تھا کہ سوگ اپنی جگہ ضروری ہے اور وضع حمل اپنی جگہ۔ وہ دونوں احادیث اور قرآنی آیت پر بیک وقت عمل کرتے ہیں۔ یہ بات اگرچہ معقول ہے مگر مذکورہ حدیث کے خلاف ہے، لہٰذا یہ غیر معتبر ہے۔

۳۵۳۷- أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ نَصْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دَاوُدَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ سُبَيْعَةَ أَنْ تَنْكِحَ إِذَا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا.

۳۵۳۷- حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت سبیعہ رضی اللہ عنہا کو اجازت دی تھی کہ جب وہ نفاس سے پاک ہو جائے تو آگے نکاح کر سکتی ہے۔

فائدہ: چونکہ عموماً نکاح نفاس سے پاک ہونے کے بعد ہی کیا جاتا ہے، نیز نکاح کے مکمل فوائد اسی وقت حاصل ہوتے ہیں، اس لیے ایسے فرما دیا ورنہ یہ مطلب نہیں کہ نفاس میں نکاح ہی نہیں ہو سکتا۔ دوران نفاس میں نکاح سے کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ عدت وضع حمل تھی جو ختم ہو چکی۔ تفصیلی روایت سے یہ بات واضح طور پر سمجھ میں آتی ہے۔ دیکھیے، حدیث: ۳۵۴۰، ۳۵۴۱۔

۳۵۳۸- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ

۳۵۳۸- حضرت ابو سنابل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

۳۵۳۷- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۵۷۰۰.

۳۵۳۸- [حسن] أخرجه الترمذي، الطلاق، باب ماجاء في الحامل المتوفى عنها زوجها تضع، ح: ۱۱۹۳ من حديث منصور بن المعتمر به، وقال: "لا نعرف للأسود شيئًا، عن أبي السنابل"، وهو في الكبرى، ح: ۵۷۰۱، وصححه ابن حبان، ح: ۱۳۲۹ من حديث جرير بن عبدالحميد به. * الأسود هو ابن يزيد، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي.

قَالَ: أَخْبَرَنِي جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِي السَّنَابِلِ قَالَ: وَضَعَتْ سُبَيْعَةُ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِثَلَاثَةٍ وَعِشْرِينَ أَوْ خَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً، فَلَمَّا تَعَلَّتْ تَشَوَّفَتْ لِلْأَزْوَاجِ فَعِيبَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «مَا يَمْنَعُهَا قَدِ انْقَضٰى أَجَلُهَا».

حضرت سبیعہ رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند کی وفات سے تیئس یا پچیس راتوں کے بعد بچہ جن دیا۔ جب وہ نفاس سے پاک ہوئی تو اس نے نئی شادی کی خواہش کی لیکن اس کی اس بات کو برا جانا گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہ بات ذکر کی گئی۔ آپ نے فرمایا: ''اسے کیا رکاوٹ ہے؟ اس کی عدت ختم ہو چکی ہے۔''

٣٥٣٩- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يَقُولُ: اِخْتَلَفَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ فِي الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا إِذَا وَضَعَتْ حَمْلَهَا، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: تُزَوَّجُ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَبْعَدَ الْأَجَلَيْنِ، فَبَعَثُوا إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ: تُوُفِّيَ زَوْجُ سُبَيْعَةَ فَوَلَدَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِخَمْسَةَ عَشَرَ نِصْفِ شَهْرٍ، قَالَتْ: فَخَطَبَهَا رَجُلَانِ فَحَطَّتْ بِنَفْسِهَا إِلٰى أَحَدِهِمَا، فَلَمَّا خَشُوا أَنْ تَفْتَاتَ بِنَفْسِهَا قَالُوا: إِنَّكِ لَا تَحِلِّينَ، قَالَتْ: فَانْطَلَقْتُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «قَدْ حَلَلْتِ فَانْكِحِي مَنْ شِئْتِ».

٣٥٣٩- حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم میں اس عورت کے بارے میں اختلاف ہو گیا جس کا خاوند فوت ہو گیا۔ بعد میں اس نے بچہ جن دیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ آگے شادی کر سکتی ہے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: نہیں' وہ بعد والی عدت پوری کرے' پھر انھوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس (فیصلے کے لیے) پیغام بھیجا تو انھوں نے فرمایا: حضرت سبیعہ کا خاوند فوت ہو گیا۔ اس نے وفات سے پندرہ دن' یعنی نصف مہینہ بعد بچہ جن دیا۔ اسے دو آدمیوں نے شادی کا پیغام بھیج دیا۔ وہ ان میں سے ایک کی طرف مائل ہو گئی۔ دوسرے شخص اور اس کے ساتھیوں نے محسوس کیا کہ وہ اپنی مرضی کرے گی تو وہ کہنے لگے: تیری تو عدت پوری نہیں ہوئی۔ وہ کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی تو آپ نے فرمایا: ''تیری عدت پوری ہو چکی ہے۔ جس سے چاہے نکاح کر۔''

---

٣٥٣٩- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٥٧٠٢. * عبد ربه بن سعيد هو ابن قيس، وأبوسلمة هو ابن عبدالرحمٰن.

٣٥٤٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ - قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِيَ حَامِلٌ؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: آخِرُ الْأَجَلَيْنِ، وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: إِذَا وَلَدَتْ فَقَدْ حَلَّتْ، فَدَخَلَ أَبُو سَلَمَةَ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَسَأَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَتْ: وَلَدَتْ سُبَيْعَةُ الْأَسْلَمِيَّةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِنِصْفِ شَهْرٍ، فَخَطَبَهَا رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا شَابٌّ وَالْآخَرُ كَهْلٌ، فَحَطَّتْ إِلَى الشَّابِّ، فَقَالَ الْكَهْلُ: لَمْ تَحْلِلْ، وَكَانَ أَهْلُهَا غُيَّبًا فَرَجَا إِذَا جَاءَ أَهْلُهَا أَنْ يُؤْثِرُوهُ بِهَا فَجَاءَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «قَدْ حَلَلْتِ فَانْكِحِي مَنْ شِئْتِ».

٣٥٤٠- حضرت ابوسلمہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس اور حضرت ابوہریرہ ؓ سے اس عورت کے بارے میں پوچھا گیا جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو اور وہ حاملہ ہو۔ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: وہ بعد والی عدت پوری کرے۔ حضرت ابوہریرہ ؓ نے فرمایا: جب وہ بچہ جن دے تو اس کی عدت پوری ہو گئی۔ ابوسلمہ حضرت ام سلمہ ؓ کے پاس گئے اور ان سے یہ مسئلہ پوچھا تو انھوں نے فرمایا: سبیعہ اسلمیہ نے اپنے خاوند کی وفات سے نصف ماہ بعد بچہ جن دیا تو دو آدمیوں نے اسے شادی کا پیغام بھیجا۔ ان میں سے ایک جوان تھا' دوسرا کچھ بوڑھا۔ وہ جوان کی طرف مائل ہوئی تو وہ بوڑھا کہنے لگا: تیری تو ابھی عدت ہی پوری نہیں ہوئی۔ اصل بات یہ تھی کہ عورت کے گھر والے غائب تھے۔ اسے امید تھی کہ اگر گھر والے آ گئے تو وہ شادی کے معاملے میں اسے ترجیح دیں گے لیکن وہ عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئی۔ آپ نے فرمایا: ''تیری عدت پوری ہو چکی ہے جس سے پسند کرے نکاح کرے۔''

**فائدہ:** کسی فتوے اور فیصلے میں ذاتی میلان کی بنا پر جانبداری سے کام نہیں لینا چاہیے۔ اگر جانبداری کا خدشہ ہو تو قاضی اس کیس کی سماعت نہ کرے بلکہ کوئی دوسرا جج جو غیر جانبداری سے فیصلہ کر سکتا ہو' اس کیس کی سماعت کرے۔

٣٥٤١- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

٣٥٤١- حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن بیان کرتے

---

٣٥٤٠_ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٨٩، والكبرى، ح: ٥٧٠٣.

٣٥٤١_ أخرجه البخاري، التفسير، باب: "وأولات الأحمال أجلهن أن يضعن حملهن" ... الخ، ح: ٤٩٠٩ من حديث يحيى بن أبي كثير، ومسلم، الطلاق، باب انقضاء عدة المتوفى عنها وغيرها بوضع الحمل، ح: ١٤٨٥/٥٧ من حديث أبي سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٠٥، وفيه علة غير قادحة.

بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي امْرَأَةٍ وَضَعَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِعِشْرِينَ لَيْلَةً أَيَصْلُحُ لَهَا أَنْ تَزَوَّجَ؟ قَالَ: لَا، إِلَّا آخِرَ الْأَجَلَيْنِ، قَالَ: قُلْتُ: قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: ﴿وَأُولَٰتُ ٱلْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ [الطلاق: ٤] فَقَالَ: إِنَّمَا ذٰلِكَ فِي الطَّلَاقِ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَنَا مَعَ ابْنِ أَخِي - يَعْنِي أَبَا سَلَمَةَ - فَأَرْسَلَ غُلَامَهُ كُرَيْبًا فَقَالَ: ائْتِ أُمَّ سَلَمَةَ فَسَلْهَا هَلْ كَانَ هٰذَا سُنَّةً مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ فَجَاءَ فَقَالَ: قَالَتْ: نَعَمْ، سُبَيْعَةُ الْأَسْلَمِيَّةُ وَضَعَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِعِشْرِينَ لَيْلَةً، فَأَمَرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تَزَوَّجَ، فَكَانَ أَبُو السَّنَابِلِ فِيمَنْ يَخْطُبُهَا.

ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس عورت کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنے خاوند کی وفات کے بیس راتیں بعد بچہ جن دے کیا اس کے لیے آگے نکاح کرنا درست ہے؟ انھوں نے فرمایا: نہیں بلکہ اسے دونوں (چار ماہ دس دن اور بچہ جننا) میں سے آخری عدت پوری کرنی ہوگی۔ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے: ﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ...... حَمْلَهُنَّ﴾ ''حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے کہ بچہ جن دیں۔'' آپ فرمانے لگے: یہ طلاق کی صورت میں ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنے بھتیجے (ابوسلمہ) کے ساتھ ہوں۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے غلام کریب کو بھیجا اور فرمایا: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کیا اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کا کوئی فرمان ہے؟ وہ گیا تو انھوں نے فرمایا: ہاں سبیعہ اسلمیہ نے اپنے خاوند کی وفات سے بیس دن بعد بچہ جن دیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے نکاح کرنے کی اجازت دے دی۔ اور حضرت ابوسنابل نے بھی اسے شادی کا پیغام بھیجا تھا۔

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا خیال تھا کہ سوگ کی مدت تو ہر حال میں ضروری ہے اور وضع حمل بھی۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان اس سے مختلف تھا اس لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے قول سے رجوع فرما لیا تھا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ.

٣٥٤٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ:

۳۵۴۲- حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم نیز

---

٣٥٤٢- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧٠٦.

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ تَذَاكَرُوا عِدَّةَ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا تَضَعُ عِنْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تَعْتَدُّ آخِرَ الْأَجَلَيْنِ، وَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: بَلْ تَحِلُّ حِينَ تَضَعُ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَنَا مَعَ ابْنِ أَخِي، فَأَرْسَلُوا إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَتْ: وَضَعَتْ سُبَيْعَةُ الْأَسْلَمِيَّةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِيَسِيرٍ، فَاسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَمَرَهَا أَنْ تَتَزَوَّجَ.

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اس عورت کی عدت کا تذکرہ فرمایا جس کا خاوند فوت ہوگیا ہواور وہ وفات سے تھوڑا عرصہ بعد بچہ جن دے۔ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: وہ دونوں میں سے آخری عدت گزارے۔ حضرت ابوسلمہ نے فرمایا: بلکہ بچہ پیدا ہونے سے اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔ حضرت ابوہریرہ ؓ نے فرمایا: میں اپنے بھتیجے کے ساتھ ہوں۔ پھر انھوں نے نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت ام سلمہ ؓ کے پاس پیغام بھیجا تو انھوں نے فرمایا: سبیعہ اسلمیہ نے اپنے خاوند کی وفات سے تھوڑا عرصہ بعد بچہ جن دیا تھا' پھر اس نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے اسے نکاح کی اجازت مرحمت فرمادی۔

٣٥٤٣- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ وَاصِلِ ابْنِ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: وَضَعَتْ سُبَيْعَةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِأَيَّامٍ، فَأَمَرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تَزَوَّجَ.

٣٥٤٣- حضرت ام سلمہ ؓ فرماتی ہیں کہ سبیعہ نے اپنے خاوند کی وفات سے چند دن بعد بچہ جن دیا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے آگے نکاح کرنے کی اجازت دے دی۔

٣٥٤٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ

٣٥٤٤- حضرت سلیمان بن یسار سے منقول ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ اور حضرت ابوسلمہ بن

---

٣٥٤٣_[صحيح] تقدم، ح: ٣٥٤١، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧٠٧.

٣٥٤٤_[صحيح] تقدم، ح: ٣٥٤١، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٥٩٠، والكبرٰى، ح: ٥٧٠٨.

سَعِيدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اخْتَلَفَا فِي الْمَرْأَةِ تُنْفَسُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ: آخِرُ الْأَجَلَيْنِ، وَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: إِذَا نُفِسَتْ فَقَدْ حَلَّتْ، فَجَاءَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَالَ: أَنَا مَعَ ابْنِ أَخِي - يَعْنِي أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - فَبَعَثُوا كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ يَسْأَلُهَا عَنْ ذٰلِكَ، فَجَاءَهُمْ فَأَخْبَرَهُمْ أَنَّهَا قَالَتْ: وَلَدَتْ سُبَيْعَةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «قَدْ حَلَلْتِ».

عبدالرحمٰن کا اس عورت کے بارے میں اختلاف ہو گیا جسے اپنے خاوند کی وفات سے چند دن بعد بچہ پیدا ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اسے دونوں میں سے بعد والی عدت گزارنی ہو گی۔ حضرت ابوسلمہ نے فرمایا: جب بچہ پیدا ہو جائے تو اس کی عدت ختم ہو جاتی ہے۔ اتنے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آ گئے۔ وہ فرمانے لگے: میں اپنے بھتیجے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کی تائید کرتا ہوں۔ انھوں نے حضرت ابن عباس کے مولیٰ کریب کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس یہ مسئلہ پوچھنے کے لیے بھیجا۔ اس نے واپس آ کر بتلایا کہ انھوں نے فرمایا ہے: سبیعہ نے اپنے خاوند کی وفات سے چند دن بعد بچہ جن دیا تھا اور اس نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: ''تیری عدت ختم ہو گئی ہے۔''

٣٥٤٥- أَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَابْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِذَا وَضَعَتِ الْمَرْأَةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا فَإِنَّ عِدَّتَهَا آخِرُ الْأَجَلَيْنِ، فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: فَبَعَثْنَا كُرَيْبًا إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ يَسْأَلُهَا عَنْ ذٰلِكَ، فَجَاءَنَا مِنْ

٣٥٤٥- حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں، حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم اکٹھے بیٹھے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: جب کوئی عورت اپنے خاوند کی وفات کے بعد بچہ جن دے تو اس کی عدت دونوں میں سے آخری ہے۔ حضرت ابوسلمہ نے کہا: ہم نے حضرت کریب کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس کے بارے میں پوچھنے کے لیے بھیجا۔ چنانچہ وہ ان کے پاس سے ہو کر ہمارے پاس یہ خبر لائے کہ سبیعہ کا خاوند فوت ہو گیا تھا اور

---

٣٥٤٥- [صحيح] تقدم، ح: ٣٥٤١، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٠٩.

عِنْدِهَا أَنَّ سُبَيْعَةَ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا، فَوَضَعَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِأَيَّامٍ، فَأَمَرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تَزَوَّجَ.

اس نے اپنے خاوند کی وفات کے چند دن بعد بچہ جن دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے نکاح کرنے کی اجازت دے دی۔

٣٥٤٦- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ ابْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَسْلَمَ يُقَالُ لَهَا سُبَيْعَةُ كَانَتْ تَحْتَ زَوْجِهَا، فَتُوُفِّيَ عَنْهَا وَهِيَ حُبْلٰى، فَخَطَبَهَا أَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ فَأَبَتْ أَنْ تَنْكِحَهُ، فَقَالَ: مَا يَصْلُحُ لَكِ أَنْ تَنْكِحِي حَتّٰى تَعْتَدِّي آخِرَ الْأَجَلَيْنِ، فَمَكَثَتْ قَرِيبًا مِنْ عِشْرِينَ لَيْلَةً ثُمَّ نُفِسَتْ، فَجَاءَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «اِنْكِحِي».

٣٥٤٦- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ قبیلۂ اسلم کی ایک عورت جس کا نام سبیعہ تھا‘ وہ اپنے خاوند کے نکاح میں تھی کہ اس کا خاوند فوت ہوگیا جب کہ وہ حاملہ تھی۔ حضرت ابوسنابل بن بعکک ؓ نے اسے شادی کا پیغام بھیجا لیکن اس نے ان سے نکاح کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ وہ کہنے لگے: تیرے لیے تو ابھی نکاح کرنا درست ہی نہیں حتی کہ تو دونوں عدتوں میں سے آخری عدت گزار لے۔ تقریباً بیس راتیں گزریں تو اس نے بچہ جن دیا تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تو آپ نے فرمایا: ”تو نکاح کرسکتی ہے۔“

فائدہ: ظاہر الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوسنابل نے وفات کے بعد ہی شادی کا پیغام بھیج دیا تھا لیکن یہ تأثر درست نہیں۔ دراصل انھوں نے بچے کی پیدائش کے بعد پیغام بھیجا تھا۔ بیان میں تقدیم وتاخیر ہوگئی۔

٣٥٤٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ

٣٥٤٧- حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور حضرت ابوہریرہ ؓ حضرت

---

٣٥٤٦_ أخرجه البخاري، الطلاق، باب: "وأولات الأحمال أجلهن أن يضعن حملهن"، ح: ٥٣١٨ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧١٠.

٣٥٤٧_ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧١١.

جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي دَاوُدُ بْنُ أَبِي عَاصِمٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا وَأَبُو هُرَيْرَةَ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِيَ حَامِلٌ، فَوَلَدَتْ لِأَدْنٰى مِنْ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ مِنْ يَوْمِ مَاتَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: آخِرُ الْأَجَلَيْنِ، فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: أَخْبَرَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ جَاءَتْ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِيَ حَامِلٌ، فَوَلَدَتْ لِأَدْنٰى مِنْ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ، فَأَمَرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تَتَزَوَّجَ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَأَنَا أَشْهَدُ عَلٰى ذٰلِكَ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھے کہ ایک عورت آئی اور اس نے کہا: میرا خاوند فوت ہوا تو میں حاملہ تھی۔ میں نے اس کی وفات کے بعد چار ماہ (دس دن) پورے ہونے سے پہلے ہی بچہ جن دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ دونوں مدتوں میں سے آخری مدت پوری کرنی ہوگی۔ ابوسلمہ نے کہا کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک شخص نے مجھے خبر دی کہ سبیعہ اسلمیہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی: میرا خاوند فوت ہوگیا۔ میں حاملہ تھی۔ میں نے چار ماہ (دس دن) سے پہلے بچہ جن دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے نکاح کرنے کی اجازت دے دی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی اس کی تائید کرتا ہوں۔

٣٥٤٨- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَاهُ كَتَبَ إِلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَرْقَمَ الزُّهْرِيِّ يَأْمُرُهُ أَنْ يَدْخُلَ عَلٰى سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الْأَسْلَمِيَّةِ، فَيَسْأَلُهَا حَدِيثَهَا وَعَمَّا قَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ اسْتَفْتَتْهُ، فَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ إِلٰى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ يُخْبِرُهُ: أَنَّ سُبَيْعَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا

۳۵۴۸- حضرت عبید اللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد محترم نے حضرت عمر بن عبداللہ بن ارقم زہری کو لکھا کہ وہ سبیعہ بنت حارث اسلمیہ کے پاس جائیں اور ان سے ان کا واقعہ پوچھیں کہ جب انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے انھیں کیا جواب دیا تھا۔ تو حضرت عمر بن عبداللہ نے حضرت عبداللہ بن عتبہ کو لکھا کہ حضرت سبیعہ نے مجھے بتایا ہے کہ وہ حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی۔ وہ بنو عامر بن لؤی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔

---

٣٥٤٨ـ أخرجه مسلم، الطلاق، باب انقضاء عدة المتوفى عنها وغيرها بوضع الحمل، ح: ١٤٨٤ من حديث ابن وهب به، وعلقه البخاري، المغازي، ح: ٣٩٩١ من حديث يونس بن يزيد الأيلي ومن ابن وهب أيضًا، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧١٢.

كَانَتْ تَحْتَ سَعْدِ بْنِ خَوْلَةَ - وَهُوَ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا - فَتُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهِيَ حَامِلٌ، فَلَمْ تَنْشَبْ أَنْ وَضَعَتْ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاتِهِ، فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا تَجَمَّلَتْ لِلْخُطَّابِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا أَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ - رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ - فَقَالَ لَهَا: مَا لِي أَرَاكِ مُتَجَمِّلَةً؟ لَعَلَّكِ تُرِيدِينَ النِّكَاحَ، إِنَّكِ وَاللهِ! مَا أَنْتِ بِنَاكِحٍ حَتّٰى تَمُرَّ عَلَيْكِ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، قَالَتْ سُبَيْعَةُ: فَلَمَّا قَالَ لِي ذٰلِكَ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي حِينَ أَمْسَيْتُ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَأَفْتَانِي بِأَنِّي قَدْ حَلَلْتُ حِينَ وَضَعْتُ حَمْلِي، وَأَمَرَنِي بِالتَّزْوِيجِ إِنْ بَدَا لِي.

جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ حجۃ الوداع کے دوران میں وہ فوت ہو گئے۔ اس وقت وہ حاملہ تھی۔ ان کی وفات سے تھوڑا عرصہ بعد اس نے بچہ جن دیا۔ جب وہ نفاس سے پاک ہوئی تو اس نے شادی کا پیغام بھیجنے والوں کے لیے زیب و زینت کی۔ بنو عبدالدار کے ایک آدمی ابوسنابل بن بعکک اس کے ہاں آئے تو کہنے لگے: کیا وجہ ہے کہ تو نے زینت کر رکھی ہے؟ شاید تو آگے نکاح کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اللہ کی قسم! تو نکاح نہیں کر سکتی حتی کہ چار ماہ دس دن گزر جائیں۔ حضرت سبیعہ نے فرمایا: جب انھوں نے مجھے یہ بات کہی تو شام کے وقت میں نے اپنے کپڑے پہنے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور آپ سے اس کے متعلق پوچھا۔ آپ نے مجھے فتویٰ دیا کہ جب تو نے بچہ جنا تو تیری عدت پوری ہو گئی تھی۔ اور آپ نے مجھے اپنی مرضی کے مطابق نکاح کرنے کی اجازت دی۔

فائدہ: "جب تو نے بچہ جنا" گویا وضع حمل (بچہ پیدا ہونے) سے عدت پوری ہو جاتی ہے لیکن چونکہ عموماً نفاس کی حالت میں نکاح نہیں کیا جاتا' اس لیے بعض روایات میں ہے کہ "جب تو پاک ہو جائے ...... الخ" ورنہ نفاس عدت میں شامل نہیں۔

٣٥٤٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيِّ قَالَ: كَتَبَ إِلَيْهِ يَذْكُرُ

۳۵۴۹- حضرت زفر بن اوس بن حدثان نصری سے روایت ہے کہ حضرت ابوسنابل بن بعکک بن سباق ؓ نے حضرت سبیعہ اسلمیہ ؓ سے کہا: تیری عدت ختم نہیں ہو گی حتی کہ چار ماہ دس دن گزر جائیں' یعنی دونوں عدتوں میں سے آخری عدت۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ

---

٣٥٤٩- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرىٰ، ح: ٥٧١٣.

أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَهُ أَنَّ زُفَرَ بْنَ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ النَّصْرِيَّ حَدَّثَهُ: أَنَّ أَبَا السَّنَابِلِ بْنَ بَعْكَكِ بْنِ السَّبَّاقِ قَالَ لِسُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةِ: لَا تَحِلِّينَ حَتَّى تَمُرَّ عَلَيْكِ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا؛ أَقْصَى الْأَجَلَيْنِ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَسَأَلَتْهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَزَعَمَتْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَفْتَاهَا أَنْ تَنْكِحَ إِذَا وَضَعَتْ حَمْلَهَا، وَكَانَتْ حُبْلَى فِي تِسْعَةِ أَشْهُرٍ حِينَ تُوُفِّيَ زَوْجُهَا، وَكَانَتْ تَحْتَ سَعْدِ بْنِ خَوْلَةَ فَتُوُفِّيَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَنَكَحَتْ فَتًى مِنْ قَوْمِهَا حِينَ وَضَعَتْ مَا فِي بَطْنِهَا.

کے پاس آئیں اور آپ سے اس کے متعلق پوچھا۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فتویٰ دیا کہ میں وضع حمل کے بعد نکاح کر سکتی ہوں۔ جب ان کا خاوند فوت ہوا تو وہ حمل کے نویں مہینے میں تھیں۔ وہ حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں فوت ہو گئے تھے۔ تو جب حضرت سبیعہ نے بچہ جنا تو انھوں نے اپنی قوم کے ایک جوان شخص سے نکاح کر لیا۔

٣٥٥٠- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُتْبَةَ كَتَبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَرْقَمِ الزُّهْرِيِّ أَنِ: ادْخُلْ عَلَى سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الْأَسْلَمِيَّةِ، فَاسْأَلْهَا عَمَّا أَفْتَاهَا بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي حَمْلِهَا، قَالَ: فَدَخَلَ عَلَيْهَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ فَسَأَلَهَا، فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ سَعْدِ بْنِ خَوْلَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا فَتُوُفِّيَ عَنْهَا فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ،

٣٥٥٠- حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عتبہ نے عمر بن عبد اللہ بن ارقم زہری کو لکھا کہ آپ سبیعہ بنت حارث اسلمیہ کے پاس جائیں اور ان سے پوچھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں ان کے حمل کے سلسلے میں کیا ارشاد فرمایا تھا؟ حضرت عمر بن عبد اللہ ان کے پاس گئے اور ان سے پوچھا تو انھوں نے بتلایا کہ وہ حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی۔ وہ صحابیٔ رسول تھے۔ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ حجۃ الوداع میں فوت ہو گئے تو اس نے ان کی وفات کے بعد چار ماہ دس دن گزرنے سے پہلے ہی بچہ جن دیا۔ جب وہ نفاس سے پاک ہوئی تو اس کے پاس

٣٥٥٠- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٥٧١٤.

فَوَلَدَتْ قَبْلَ أَنْ تَمْضِيَ لَهَا أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا مِنْ وَفَاةِ زَوْجِهَا، فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا دَخَلَ عَلَيْهَا أَبُو السَّنَابِلِ - رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ - فَرَآهَا مُتَجَمِّلَةً فَقَالَ: لَعَلَّكِ تُرِيدِينَ النِّكَاحَ قَبْلَ أَنْ تَمُرَّ عَلَيْكِ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، قَالَتْ: فَلَمَّا سَمِعْتُ ذٰلِكَ مِنْ أَبِي السَّنَابِلِ جِئْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَحَدَّثْتُهُ حَدِيثِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَدْ حَلَلْتِ حِينَ وَضَعْتِ حَمْلَكِ».

ابوسنابل آئے جو بنوعبدالدار سے تعلق رکھتے تھے۔ انھوں نے اسے زیب وزینت کی حالت میں دیکھا تو کہا: شاید تو نکاح کا ارادہ رکھتی ہے جب کہ ابھی چار ماہ دس دن نہیں گزرے۔ جب میں نے ابوسنابل سے یہ بات سنی تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور آپ سے پورا واقعہ کہہ سنایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تجھے بچہ پیدا ہوا تھا' تیری عدت ختم ہوگئی تھی۔''

فائدہ: حضرت سعد بن خولہ مہاجر تھے مگر حجۃ الوداع میں مکہ مکرمہ ہی میں فوت ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر اظہار افسوس بھی فرمایا تھا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ.

۳۵۵۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا فِي نَاسٍ بِالْكُوفَةِ فِي مَجْلِسٍ لِلْأَنْصَارِ عَظِيمٍ فِيهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلٰى، فَذَكَرُوا شَأْنَ سُبَيْعَةَ، فَذَكَرْتُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ فِي مَعْنٰى قَوْلِ ابْنِ عَوْنٍ: حَتّٰى تَضَعَ، قَالَ ابْنُ أَبِي لَيْلٰى: لٰكِنَّ عَمَّهُ لَا يَقُولُ ذٰلِكَ، فَرَفَعْتُ صَوْتِي وَقُلْتُ: إِنِّي لَجَرِيءٌ أَنْ أَكْذِبَ عَلٰى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ فِي نَاحِيَةِ الْكُوفَةِ؟ قَالَ: فَلَقِيتُ مَالِكًا قُلْتُ:

۳۵۵۱- حضرت محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ میں کوفہ شہر میں انصار کی ایک بہت بڑی مجلس میں بیٹھا تھا۔ ان میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بھی موجود تھے۔ حاضرین نے حضرت سبیعہ ؓ کا واقعہ ذکر کیا۔ میں نے حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے ذکر کیا کہ جب بچہ پیدا ہو تو عورت کی عدت ختم ہو جاتی ہے۔ حضرت ابن ابی لیلیٰ کہنے لگے: لیکن ان کے چچا (حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ) تو اس کے قائل نہیں۔ میں نے ذرا بلند آواز میں کہا: اگر میں حضرت عبداللہ بن عتبہ پر بہتان باندھوں جب کہ وہ کوفہ شہر میں زندہ موجود ہیں' پھر تو میں بہت بے باک ہوں؟ پھر میں اپنے استاد

۳۵۵۱ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: "والذين يتوفون منكم ويذرون أزواجًا . . . الخ، ح: ٤٥٣٢ من حديث ابن عون به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧١٥.

كَيْفَ كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ يَقُولُ فِي شَأْنِ سُبَيْعَةَ؟ قَالَ: قَالَ: أَتَجْعَلُونَ عَلَيْهَا التَّغْلِيظَ وَلَا تَجْعَلُونَ لَهَا الرُّخْصَةَ؟ لَأُنْزِلَتْ سُورَةُ النِّسَاءِ الْقُصْرٰى بَعْدَ الطُّولٰى.

حضرت مالک سے ملا۔ میں نے کہا کہ حضرت ابن مسعود ؓ سبیعہ کے بارے میں کیا فرماتے تھے؟ مالک کہنے لگے کہ انھوں نے فرمایا: کیا تم اس پر سختی کرتے ہو نرمی نہیں کرتے؟ چھوٹی سورۂ نساء (سورۂ طلاق) بڑی سورۂ نساء سے بعد اتری ہے۔

فوائد ومسائل: ① ''سختی کرتے ہو'' یعنی اگر عورت کو آخری عدت گزارنے کا پابند بنایا جائے تو یہ اس پر بے جا سختی ہے کہ بچہ پہلے پیدا ہو تو چار ماہ دس دن پورے کرے اور اگر چار ماہ دس دن پہلے پورے ہو جائیں تو بچہ پیدا ہونے کا انتظار کرے۔ گویا حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے اس مسلک کو پسند نہیں فرمایا بلکہ وہ حاملہ عورت کے لیے وضع حمل ہی کو عدت قرار دیتے تھے۔ ② ''چھوٹی نساء'' یعنی وہ چھوٹی سورت جس میں عورتوں کے مسائل بیان ہوئے ہیں۔ اس سے مراد سورۂ طلاق ہے جس میں یہ آیت ہے: ﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (الطلاق ۶۵:۴) ''حمل والی عورتوں کی عدت وضع حمل (بچے کی پیدائش) ہے۔'' ③ بڑی سورۂ نساء سے مراد وہ بڑی سورت ہے جس میں عورتوں کے مسائل بیان ہوئے یعنی سورۂ بقرہ جس میں ذکر ہے کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے وہ چار مہینے دس دن انتظار کرے۔ ④ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کا مقصود یہ ہے کہ حاملہ عورتوں کا حکم بعد میں بیان کیا گیا لہٰذا وہ چار ماہ دس دن کے حکم سے مستثنیٰ ہیں اور یہی صحیح مسلک ہے۔ ⑤ حق بات تک پہنچنے کے لیے اہل علم بیٹھ کر کسی مسئلے کے بارے میں بحث مباحثہ کر سکتے ہیں۔

٣٥٥٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِينِ بْنِ نُمَيْلَةَ - يَمَامِيٌّ - قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنِي مَيْمُونُ بْنُ الْعَبَّاسِ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْحَكَمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ شُبْرُمَةَ الْكُوفِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ

۳۵۵۲- حضرت علقمہ بن قیس سے روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود ؓ نے فرمایا: جو شخص چاہے میں اس سے مباہلہ کر سکتا ہوں کہ آیت: ﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ...﴾ ''حمل والی عورتوں کی عدت یہ ہے کہ وہ بچہ جن دیں'' اس آیت سے بعد اتری ہے جس میں اس عورت کی عدت بیان کی گئی ہے جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو لہٰذا جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے جب اسے بچہ پیدا ہو

---

٣٥٥٢ـ [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ٩/ ٣٨٤، ح: ٩٦٤٢، والبيهقي: ٧/ ٤٣٧ من حديث ابن أبي مريم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧١٦.

ابْنِ قَيْسٍ: أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ قَالَ: مَنْ شَاءَ لَاعَنْتُهُ مَا أُنْزِلَتْ ﴿وَأُوْلَتُ ٱلْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ [الطلاق: ٤] إِلَّا بَعْدَ آيَةِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا، إِذَا وَضَعَتِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا فَقَدْ حَلَّتْ. وَاللَّفْظُ لِمَيْمُونٍ.

جائے تو اس کی عدت ختم ہو جاتی ہے۔ یہ الفاظ میمون بن عباس کے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ کے اس حدیث میں دو استاد ہیں: محمد بن مسکین اور میمون بن عباس۔ یہ الفاظ میمون کے ہیں۔ ② ''مباہلہ'' یعنی جو جھوٹا' اس پر لعنت۔ گویا ان کو کامل یقین تھا کہ حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے۔

٣٥٥٣- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ - وَهُوَ ابْنُ أَعْيَنَ - قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ؛ ح: وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ وَمَسْرُوقٍ وَعَبِيدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ سُورَةَ النِّسَاءِ الْقُصْرٰى نَزَلَتْ بَعْدَ الْبَقَرَةِ.

٣٥٥٣- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چھوٹی سورۂ نساء (سورۂ طلاق) سورۂ بقرہ کے بعد نازل ہوئی۔

فوائد ومسائل: ① اس سورت (سورۂ طلاق) میں مذکور حکم کے ساتھ سورۂ بقرہ کے حکم کی تخصیص کی جائے گی۔ نتیجتاً حاملہ عورت' جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو' کی عدت وضع حمل' یعنی بچے کی پیدائش ہے۔ ② اس حدیث کا اس قدر تکرار سند کا اختلاف ظاہر کرنے کے لیے ہے' نیز اس سے واقعہ کی تمام جزئیات سامنے آ جاتی ہیں۔ والحمد للّٰه على ذٰلك.

## (المعجم ٥٧) - عِدَّةُ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا (التحفة ٥٧)

## باب: ۵۷- اس عورت کی عدت جس کا خاوند اسے گھر بسائے بغیر فوت ہو گیا

٣٥٥٣- [صحيح] أخرجه الطبراني: ٩/ ٣٨٤، ٣٨٥، ح: ٩٦٤٤ من حديث زهير بن معاوية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧١٧، وللحديث طرق كثيرة، انظر، ح: ٣٥٥١.

٣٥٥٤- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا حَتّٰى مَاتَ، قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: لَهَا مِثْلُ صَدَاقِ نِسَائِهَا لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ، وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ وَلَهَا الْمِيرَاثُ، فَقَامَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الْأَشْجَعِيُّ فَقَالَ: قَضٰى فِينَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ امْرَأَةٍ مِنَّا مِثْلَ مَا قَضَيْتَ، فَفَرِحَ ابْنُ مَسْعُودٍ.

٣٥٥٤- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے ایک عورت سے شادی کی، مہر مقرر نہیں کیا اور اس سے جماع بھی نہیں کیا کہ مر گیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کو اس جیسی دوسری عورتوں کی طرح مہر ملے گا، نہ کم نہ زیادہ، اسے عدت وفات بھی گزارنی ہوگی اور اسے وراثت بھی ملے گی۔ اتنے میں حضرت معقل بن سنان اشجعی رضی اللہ عنہ اٹھے اور فرمانے لگے: رسول اللہ ﷺ نے ہماری ایک عورت بروع بنت واشق کے بارے میں آپ کے فیصلے جیسا فیصلہ فرمایا تھا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔

فائدہ: باوجود جماع نہ ہونے کے وہ مکمل بیوی شمار ہوگی کیونکہ نکاح ہو چکا ہے۔ مہر کا مقرر نہ ہونا نکاح کے منافی نہیں، البتہ مہر کی نفی نہیں ہونی چاہیے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ٣٣٥٦)

## (المعجم ٥٨) - بَابُ الْإِحْدَادِ (التحفة ٥٨)

## باب: ٥٨- سوگ کرنا

٣٥٥٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ، إِلَّا عَلٰى زَوْجِهَا».

٣٥٥٥- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے، البتہ خاوند پر (وہ چار ماہ دس دن تک سوگ کرے گی)۔“

٣٥٥٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ:

٣٥٥٦- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ نبی

---

٣٥٥٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٣٥٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧١٨.

٣٥٥٥ـ أخرجه مسلم، الطلاق، باب وجوب الإحداد في عدة الوفاة وتحريمه في غير ذلك إلا ثلاثة أيام، ح: ١٤٩١ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧١٩.

٣٥٥٦ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/٢٤٩ من حديث سليمان بن كثير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧٢٠، وانظر الحديث السابق.

حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ».

ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے' اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ خاوند کے علاوہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے۔''

فائدہ: ''ایمان رکھتی ہے'' شریعت کے احکام ایمان والوں ہی کے لیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہ رکھنے والوں کے لیے نیکی' بدی اور گناہ وثواب کا تصور ہی فضول ہے۔ عورت کا ذکر سیاقِ کلام کے اعتبار سے ہے' ورنہ یہ حکم مردوں کے لیے بھی اسی طرح ہے۔ البتہ ان کے لیے بیوی پر سوگ عام حالات کے برابر ہی ہے اور لازم بھی نہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۵۳۱)

(المعجم ۵۹) - **بَابُ سُقُوطِ الْإِحْدَادِ عَنِ الْكِتَابِيَّةِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا** (التحفة ۵۹)

**باب: ۵۹- یہودی یا عیسائی عورت کا خاوند فوت ہو جائے تو اس پر سوگ نہیں**

**۳۵۵۷-** أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَيُّوبُ بْنُ مُوسٰى عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ عَلٰى هٰذَا الْمِنْبَرِ: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ أَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا».

**۳۵۵۷-** حضرت ام حبیبہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس منبر پر فرماتے سنا: ''جو عورت اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتی ہے' اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے' البتہ وہ خاوند پر چار ماہ دس دن سوگ کرے گی۔''

فائدہ: باب پر استدلال ظاہر الفاظ سے ہے کیونکہ اسلامی شریعت مسلمانوں کے لیے ہے۔ امام ابوحنیفہ ؒ کا موقف بھی یہی ہے۔ امام شافعی ؒ اور جمہور کا موقف یہ ہے کہ اس پر بھی سوگ واجب ہے لیکن اس حدیث سے پہلے موقف کی تائید ہوتی ہے۔

۳۵۵۷۔[صحيح] تقدم، ح: ۳۵۳۰، وهو في الكبرٰى، ح: ۵۷۲۱.

(المعجم ٦٠) - مَقَامُ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا فِي بَيْتِهَا حَتَّى تَحِلَّ (التحفة ٦٠)

باب:٦٠- جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے وہ عدت گزارنے تک گھر ہی میں رہے گی

٣٥٥٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ شُعْبَةَ وَابْنِ جُرَيْجٍ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبٍ عَنِ الْفَارِعَةِ بِنْتِ مَالِكٍ: أَنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ فِي طَلَبِ أَعْلَاجٍ فَقَتَلُوهُ، قَالَ شُعْبَةُ وَابْنُ جُرَيْجٍ: وَكَانَتْ فِي دَارٍ قَاصِيَةٍ، فَجَاءَتْ وَمَعَهَا أَخُوهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرُوا لَهُ فَرَخَّصَ لَهَا، حَتَّى إِذَا رَجَعَتْ دَعَاهَا فَقَالَ: «اِجْلِسِي فِي بَيْتِكِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ».

٣٥٥٨- حضرت فارعہ بنت مالک ؓ سے روایت ہے کہ میرا خاوند اپنے عجمی غلاموں کی تلاش میں نکلا۔ انھوں نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا۔ اس وقت میری رہائش ایک دور دراز گھر میں تھی۔ میں اور میرے دو بھائی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ سے صورت حال ذکر کی۔ آپ نے مجھے اس گھر سے منتقل ہونے کی اجازت دے دی لیکن جب میں واپس جانے کو مڑی تو آپ نے بلا کر فرمایا: ''اپنے گھر ہی میں رہو حتی کہ عدت پوری ہو جائے۔''

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا کہ عدت وفات میں عورت کے لیے خاوند کے گھر ٹھہرنا ضروری ہے۔ جمہور اہل علم کا یہی موقف ہے مگر حضرت علی، ابن عباس، عائشہ اور جابر ؓ سے منقول ہے کہ وہ جہاں چاہے عدت گزار سکتی ہے مگر یہ صحیح حدیث صراحتاً وجوب پر دلالت کرتی ہے۔ شدید ضرورت کے تحت گھر سے نکل سکتی ہے لیکن کام سے فارغ ہو کر فوراً گھر لوٹے۔ رات باہر مت گزارے۔ واللہ أعلم. ② ''دور دراز گھر'' آبادی سے یا عورت کے رشتہ داروں سے۔

٣٥٥٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ يَزِيدَ

٣٥٥٩- حضرت فریعہ بنت مالک ؓ سے روایت ہے کہ میرے خاوند نے کچھ عجمی غلام کسی کام کے لیے

---

٣٥٥٨- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في المتوفى عنها تنتقل، ح: ٢٣٠٠ من حديث سعد بن إسحاق بن كعب بن عجرة به، وقال الترمذي، ح: ١٢٠٤ "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٢٢، وصححه الذهلي، والحاكم، والذهبي.

٣٥٥٩- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٢٣.

ابْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمَّتِهِ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبٍ، عَنِ الْفُرَيْعَةِ بِنْتِ مَالِكٍ: أَنَّ زَوْجَهَا تَكَارَى عُلُوجًا لِيَعْمَلُوا لَهُ فَقَتَلُوهُ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَقَالَتْ: إِنِّي لَسْتُ فِي مَسْكَنٍ لَهُ وَلَا يَجْرِي عَلَيَّ مِنْهُ رِزْقٌ، أَفَأَنْتَقِلُ إِلَى أَهْلِي وَيَتَامَايَ وَأَقُومُ عَلَيْهِمْ؟ قَالَ: «اِفْعَلِي» ثُمَّ قَالَ: «كَيْفَ قُلْتِ؟» فَأَعَادَتْ عَلَيْهِ قَوْلَهَا، قَالَ: «اِعْتَدِّي حَيْثُ بَلَغَكِ الْخَبَرُ».

کرائے پر لیے۔ انھوں نے اسے قتل کر دیا۔ میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی اور عرض کیا کہ میں اپنے خاوند کے ذاتی گھر میں نہیں رہ رہی۔ اور مجھے اس کی طرف سے کوئی نفقہ وغیرہ بھی نہیں ملتا تو کیا میں اور میرے یتیم بچے میرے میکے میں منتقل ہو جائیں؟ میں وہاں ان بچوں کی دیکھ بھال بھی کروں گی۔ آپ نے فرمایا: ”ایسے کرلو۔“ پھر آپ نے فرمایا: ”تو نے کیسے کہا تھا؟“ میں نے دوبارہ پوری بات بتائی تو آپ نے فرمایا: ”جہاں تجھے وفات کی خبر پہنچی ہے، وہیں عدت پوری کر۔“

فائدہ: ”فریعہ“ سابقہ روایت میں ان کا نام ”فارعہ“ بیان کیا گیا ہے۔ کوئی اختلاف نہیں ”فریعہ“ ”فارعہ“ کی تصغیر ہے۔ انھیں دونوں طرح پکارا جاتا تھا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَأَرْضَاهَا.

٣٥٦٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ زَيْنَبَ، عَنْ فُرَيْعَةَ: أَنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ فِي طَلَبِ أَعْلَاجٍ لَهُ فَقُتِلَ بِطَرَفِ الْقَدُومِ، قَالَتْ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ لَهُ النُّقْلَةَ إِلَى أَهْلِي، وَذَكَرَتْ لَهُ حَالًا مِنْ حَالِهَا، قَالَتْ: فَرَخَّصَ لِي، فَلَمَّا أَقْبَلْتُ نَادَانِي فَقَالَ: «أُمْكُثِي فِي أَهْلِكِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ».

٣٥٦٠- حضرت فریعہ ؓ سے روایت ہے کہ میرا خاوند اپنے عجمی غلاموں کی تلاش میں نکلا۔ اسے طرف قدوم مقام پر قتل کر دیا گیا۔ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کے سامنے اپنے میکے منتقل ہونے کا ذکر کیا اور اپنی مجبوری بیان کی۔ آپ نے پہلے تو مجھے رخصت عنایت فرما دی لیکن جب میں واپس چلی تو مجھے بلایا اور فرمایا: ”اپنے اسی گھر میں ٹھہری رہ حتی کہ مقررہ عدت پوری ہو جائے۔“

فائدہ: ”اپنے اسی گھر میں ٹھہری رہ“ وہ گھر اگرچہ خاوند کی ملکیت نہیں تھا مگر اس کو نکالا بھی نہیں جا رہا تھا، البتہ اگر گھر سے نکال دیا جائے یا گھر گر پڑے یا خطرہ ہو تو عورت منتقل ہو سکتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب.

---

٣٥٦٠- [إسناده صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٢٤.

(المعجم ٦١) - بَابُ الرُّخْصَةِ لِلْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا أَنْ تَعْتَدَّ حَيْثُ شَاءَتْ (التحفة ٦١)

باب:٦١-جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے' اسے رخصت ہے کہ جہاں چاہے عدت گزارے

٣٥٦١- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ: قَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: نَسَخَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ عِدَّتَهَا فِي أَهْلِهَا فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ، وَهُوَ قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ [البقرة: ٢٤٠].

٣٥٦١- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ اس آیت نے عورت کے لیے خاوند کے گھر عدت گزارنے کو منسوخ کر دیا ہے۔ اب وہ جہاں چاہے عدت گزار سکتی ہے۔ اس آیت سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ یعنی عورتوں کو دورانِ عدت میں گھروں سے نکالا نہ جائے' وہ خود چلی جائیں تو کوئی حرج نہیں۔

فائدہ: دراصل قرآن مجید میں دو آیات ہیں۔ دونوں سورۂ بقرہ میں ہیں۔ ایک آیت کا مفہوم یہ ہے: "جن عورتوں کے خاوند فوت ہو جائیں' وہ چار ماہ دس دن تک اپنے آپ کو روکے رکھیں۔" دوسری آیت کا مفہوم یہ ہے: "خاوند فوت ہونے سے پہلے اپنی بیویوں کے بارے میں وصیت کر جائیں کہ ان کو ایک سال تک گھروں سے نکالا نہ جائے' البتہ اگر وہ خود چلی جائیں تو ان کی مرضی۔" پہلی آیت میں "روکے رکھیں" کے الفاظ سے یہ سمجھا گیا ہے کہ وہ خاوند کے گھر ہی میں رہیں۔ علاوہ ازیں یہی اس عورت کی عدت بھی ہے۔ اکثر مفسرین کے نزدیک یہ آیت ناسخ ہے۔ اور اس کے بعد آنے والی آیت جو حضرت ابن عباس ؓ کا مدار استدلال ہے' منسوخ ہے۔ اس سے کسی قسم کا استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ بہر حال حضرت ابن عباس ؓ کے استنباط کے مطابق دوسری آیت میں ان عورتوں کو گھر سے چلے جانے کی اجازت دے دی گئی ہے مگر کثیر صحابہ اور جمہور اہل علم کا خیال ہے کہ گھروں سے جانے کی رخصت چار ماہ دس دن کے دوران میں نہیں بلکہ سال سے باقی ماندہ مدت' یعنی سات ماہ بیس دن کے دوران میں ہے جو بطور وصیت ان کے لیے رعایت رکھی گئی تھی۔ اور وہ بھی اب منسوخ ہے۔ اب بھی ان کے لیے اصل عدت گزارنا خاوند کے گھر ہی میں واجب ہے۔ احادیث میں اس کی صراحت ہے' اس لیے حدیث' جو قرآن کی صحیح تفسیر اور بذات خود ایک اصل ہے' کی رو سے جمہور اہل علم کا موقف ہی صحیح قرار پاتا ہے۔ (مزید دیکھیے' حدیث:٣٥٥٨)

---

٣٥٦١- أخرجه البخاري، التفسير، باب: "والذين يتوفون منكم ويذرون أزواجًا ... الخ"، ح:٤٥٣١ من حديث ورقاء به، وهو في الكبرى، ح:٥٧٢٥.

(المعجم ٦٢) - عِدَّةُ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا مِنْ يَوْمِ يَأْتِيهَا الْخَبَرُ (التحفة ٦٢)

باب:۶۲- جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے' اس کی عدت خبر ملنے کے دن سے شروع ہوگی

٣٥٦٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَتْنِي زَيْنَبُ بِنْتُ كَعْبٍ قَالَتْ: حَدَّثَتْنِي فُرَيْعَةُ بِنْتُ مَالِكٍ أُخْتُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَتْ: تُوُفِّيَ زَوْجِي بِالْقَدُومِ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ لَهُ أَنَّ دَارَنَا شَاسِعَةٌ، فَأَذِنَ لَهَا، ثُمَّ دَعَاهَا فَقَالَ: «أُمْكُثِي فِي بَيْتِكِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ».

۳۵۶۲- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ حضرت فریعہ بنت مالک رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرا خاوند قدوم جگہ میں قتل ہوگیا۔ چنانچہ میں نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور کہا کہ ہمارا گھر دور دراز جگہ میں ہے (مجھے میکے منتقل ہونے کی اجازت دی جائے)۔ آپ نے اجازت دے دی' پھر بلایا اور فرمایا: ''اپنے گھر ہی میں چار ماہ دس دن ٹھہر حتی کہ مقررہ عدت پوری ہو جائے۔''

فائدہ: اس حدیث میں باب پر دلالت کرنے والے الفاظ نہیں ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ عدت وفات سے شروع ہوگی نہ کہ خبر ملنے سے۔ عقلاً ونقلاً یہی بات صحیح ہے۔ قرآن وحدیث میں وفات کا ذکر ہے نہ کہ خبر ملنے کا۔ ابن عمر' ابن مسعود' ابن عباس رضی اللہ عنہم اور تابعین کی ایک جماعت کا یہی موقف ہے۔ ائمہ میں سے امام مالک' امام شافعی' امام احمد' امام اسحاق رحمہم اللہ اور اصحاب الرائے وغیرہ کا یہی موقف ہے۔ دوسرا موقف حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا گیا ہے' نیز حسن بصری' قتادہ اور عطاء خراسانی وغیرہ کا بھی یہی موقف ہے جو کہ درست نہیں۔

(المعجم ٦٣) - اَلزِّينَةُ لِلْحَادَّةِ الْمُسْلِمَةِ دُونَ الْيَهُودِيَّةِ وَالنَّصْرَانِيَّةِ (التحفة ٦٣)

باب:۶۳- سوگ کرنے والی مسلمان عورت زیب وزینت چھوڑے گی نہ کہ یہودی عیسائی عورت

٣٥٦٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا

۳۵۶۳- حضرت زینب بنت ابی سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے

٣٥٦٢- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٣٥٥٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧٢٦.

٣٥٦٣- [صحيح] تقدم، ح: ٣٥٣٠، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٩٦-٥٩٨، والكبرٰى، ح: ٥٧٢٧.

أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ بِهٰذِهِ الْأَحَادِيثِ الثَّلَاثَةِ، قَالَتْ زَيْنَبُ: دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ أَبُوهَا أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ، فَدَعَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِطِيبٍ فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً، ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا، ثُمَّ قَالَتْ: وَاللّٰهِ! مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تَحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا».

ہاں حاضر ہوئی جب ان کے والد محترم حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تھے۔ چنانچہ انھوں نے خوشبو منگوائی اور ایک بچی کو لگائی' پھر خوشبو والے ہاتھ اپنے رخساروں پر مل لیے اور فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے خوشبو لگانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو عورت اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زائد سوگ کرے مگر خاوند پر چار ماہ دس دن تک سوگ کرنا ہوگا۔''

قَالَتْ زَيْنَبُ: ثُمَّ دَخَلْتُ عَلٰى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حِينَ تُوُفِّيَ أَخُوهَا وَقَدْ دَعَتْ بِطِيبٍ وَمَسَّتْ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَتْ: وَاللّٰهِ! مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تَحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا».

حضرت زینب نے کہا: پھر میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں حاضر ہوئی جب ان کے بھائی فوت ہوئے۔ انھوں نے بھی خوشبو منگوائی اور لگائی' پھر فرمانے لگیں: اللہ کی قسم! مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت نہیں تھی مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے سن رکھا ہے: ''جو عورت اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زائد سوگ کرے' البتہ خاوند پر وہ چار ماہ دس دن سوگ کرے۔''

وَقَالَتْ زَيْنَبُ: سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُولُ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ:

حضرت زینب نے کہا کہ میں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے سنا کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے

يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ ابْنَتِي تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنُهَا أَفَأَكْحُلُهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا» ثُمَّ قَالَ: «إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عِنْدَ رَأْسِ الْحَوْلِ». قَالَ حُمَيْدٌ: فَقُلْتُ لِزَيْنَبَ: وَمَا تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عِنْدَ رَأْسِ الْحَوْلِ؟ قَالَتْ زَيْنَبُ: كَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا دَخَلَتْ حِفْشًا وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا، وَلَمْ تَمَسَّ طِيبًا وَلَا شَيْئًا حَتَّى تَمُرَّ بِهَا سَنَةٌ، ثُمَّ تُؤْتَى بِدَابَّةٍ، حِمَارٍ أَوْ شَاةٍ أَوْ طَيْرٍ فَتَفْتَضُّ بِهِ، فَقَلَّمَا تَفْتَضُّ بِشَيْءٍ إِلَّا مَاتَ، ثُمَّ تَخْرُجُ فَتُعْطَى بَعْرَةً فَتَرْمِي بِهَا، وَتُرَاجِعُ بَعْدُ مَا شَاءَتْ مِنْ طِيبٍ أَوْ غَيْرِهِ.

پاس آ کر کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میری بیٹی کا خاوند فوت ہو گیا ہے۔ اب اس کی آنکھ میں تکلیف ہے۔ کیا میں اسے سرمہ ڈال دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں“ پھر آپ نے فرمایا: ”صرف چار ماہ دس دن ہی تو ہیں جب کہ دور جاہلیت میں عورت سال کے بعد مینگنی پھینکا کرتی تھی۔“ (راویٔ حدیث) حضرت حمید نے کہا کہ میں نے حضرت زینب سے پوچھا: سال کے بعد مینگنی پھینکنے کا مطلب کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا: جب کسی عورت کا خاوند فوت ہو جاتا تھا تو وہ ایک تنگ اور گندے سے چھپر میں داخل ہو جاتی اور گندے کپڑے پہن لیتی۔ نہ خوشبو لگاتی‘ نہ کوئی اور صفائی کی چیز حتی کہ اسے ایک سال گزر جاتا‘ پھر اس کے پاس کوئی جانور‘ گدھا‘ بکری یا کوئی پرندہ لایا جاتا اور وہ (عورت) اس کے ساتھ اپنا جسم ملتی۔ جونہی وہ اس جانور سے اپنا جسم ملتی‘ وہ جانور مر جاتا‘ پھر وہ اس چھپر سے باہر نکلتی۔ اسے ایک مینگنی دی جاتی تو وہ اس کو پیچھے سے پھینکتی‘ پھر وہ اس کے بعد خوشبو وغیرہ جو چاہتی لگاتی۔

قَالَ مَالِكٌ: تَفْتَضُّ تَمْسَحُ بِهِ. فِي حَدِيثِ مُحَمَّدٍ قَالَ مَالِكٌ: اَلْحِفْشُ: اَلْخُصُّ.

حضرت مالک ؒ بیان کرتے ہیں کہ ”تَفْتَضُّ“ کے معنی ہیں: ”وہ ملتی تھی۔“ اور محمد کی حدیث میں مالک ؒ سے مروی ہے کہ ”حِفش“ کے معنی جھونپڑی کے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① مسئلۂ باب کے لیے دیکھیے حدیث: ۳۵۵۷. ② ”کوئی ضرورت نہ تھی“ کیونکہ میرا خاوند تو فوت ہو چکا ہے‘ نیز تین دن سوگ کے بعد خوشبو لگانا ضروری بھی نہیں‘ البتہ سوگ کا شبہ ختم کرنے کے لیے خوشبو وغیرہ لگا لینا مستحب ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے‘ حدیث: ۳۵۳۱، ۳۵۳۲.)

## (المعجم ٦٤) - مَا تَجْتَنِبُ الْحَادَّةُ مِنَ الثِّيَابِ الْمُصَبَّغَةِ (التحفة ٦٤)

## باب: ۶۴ - سوگ کرنے والی عورت شوخ رنگ دار کپڑوں سے پرہیز کرے

٣٥٦٤- أَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَحِدُّ امْرَأَةٌ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ، فَإِنَّهَا تَحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا وَلَا ثَوْبَ عَصْبٍ، وَلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمْتَشِطُ، وَلَا تَمَسُّ طِيبًا إِلَّا عِنْدَ طُهْرِهَا حِينَ تَطْهُرُ، نُبْذَةً مِنْ قُسْطٍ وَأَظْفَارٍ».

۳۵۶۴- حضرت ام عطیہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی عورت کسی میت پر تین دن سے زائد سوگ نہ کرے‘ البتہ خاوند پر چار ماہ دس دن کرے۔ وہ کوئی شوخ رنگ دار کپڑا نہ پہنے۔ نہ دھاری دار کپڑا پہنے۔ نہ سرمہ ڈالے۔ نہ کنگھی کرے۔ نہ خوشبو لگائے مگر جب وہ حیض سے پاک ہو تو کچھ قسط یا اظفار خوشبو لگا سکتی ہے۔“

فوائد و مسائل: ① ”شوخ رنگ دار“ یعنی جو کپڑا بننے کے بعد رنگا جائے۔ عموماً ایسا رنگ شوخ ہوتا ہے۔ ② ”دھاری دار کپڑا“ اصل عربی لفظ ”ثَوْبَ عَصْبٍ“ استعمال کیا گیا ہے‘ یعنی وہ کپڑا جسے بننے سے پہلے رنگا جائے‘ حالانکہ ایسا کپڑا پہننا تو سوگ والی کے لیے جائز ہے جیسا کہ بخاری و مسلم میں صراحت ہے: [إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ] (صحیح البخاري‘ الحیض‘ حدیث: ۳۱۳‘ و صحیح مسلم‘ الطلاق‘ حدیث: ۹۳۸‘ بعد: ۱۴۹۱) تو یہاں ”وَلَا ثَوْبَ عَصْبٍ“ فاش غلطی ہے کہ ”إِلَّا“ کی بجائے ”وَلَا“ ہو گیا جس سے مفہوم بالکل الٹ ہو گیا ہے۔ سنن کبریٰ نسائی میں ”إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ“ ہی ہے۔ موجود الفاظ کا جواز مہیا کرنے کے لیے ترجمہ ”دھاری دار“ کیا گیا ہے کیونکہ دھاری دار کپڑے میں بھی شوخی ہوتی ہے۔ ③ ”کچھ خوشبو لگا سکتی ہے“ یہ خوشبو زینت کے لیے نہیں بلکہ حیض کی بو ختم کرنے کے لیے ہے‘ نیز یہ خوشبو حیض والی جگہ پر لگائی جائے گی نہ کہ باقی جسم پر۔

٣٥٦٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى - يَعْنِي ابْنَ

۳۵۶۵- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس عورت

---

٣٥٦٤- أخرجه البخاري، الطلاق، باب: تلبس الحادة ثياب العصب، ح: ٥٣٤٢، ومسلم، الطلاق، باب وجوب الإحداد في عدة الوفاة وتحريمه في غير ذلك، إلا ثلاثة أيام، ح: ٦٦/٩٣٨، ١٤٩١ من حديث هشام بن حسان به، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٢٨.

٣٥٦٥- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب فيما تجتنبه المعتدة في عدتها، ح: ٢٣٠٤ من حديث يحيى ابن أبي بكير به، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٢٩، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٢٨، ورواه بعضهم موقوفًا، وهذا لا يضر.

أَبِي بُكَيْرٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي بُدَيْلٌ عَنِ الْحَسَنِ [ابْنِ مُسْلِمٍ]، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا لَا تَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ مِنَ الثِّيَابِ وَلَا الْمُمَشَّقَةَ، وَلَا تَخْتَضِبُ وَلَا تَكْتَحِلُ».

کا خاوند فوت ہو جائے وہ (عدت کے دوران میں) کسنبے سے رنگا ہوا زرد کپڑا اور مشق (گیرو) سے رنگا ہوا سرخ کپڑا نہ پہنے نہ وہ مہندی لگائے نہ سرمہ۔“

فائدہ: بعد میں رنگا ہوا کپڑا پہننا منع ہے‘ خواہ وہ کسی چیز اور کسی رنگ سے رنگا ہوا ہو۔ ”مِشْق“ سرخ مٹی (گیرو) کو کہتے ہیں جس سے وہ کپڑا رنگتے تھے۔ آج کل ہر کپڑا عموماً بعد ہی میں رنگا جاتا ہے‘ اس لیے ایسا کپڑا ملنا مشکل ہے جس کا بننے سے پہلے سوت رنگا گیا ہو‘ لہٰذا آج کل ایسے سادہ کپڑے جن میں عموماً زیب و زینت کا اظہار نہیں ہوتا‘ وہ بھڑکیلے‘ پھول دار اور شوخ رنگ کے نہیں ہوتے‘ پہننے چاہئیں‘ مثلاً: پرانے کپڑے وغیرہ۔ مقصود ترک زینت ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٦٥) - **بَابُ الْخِضَابِ لِلْحَادَّةِ** (التحفة ٦٥)

باب:٦٥-سوگ والی عورت کے لیے مہندی لگانا

**٣٥٦٦- أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تَحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ، إِلَّا عَلَى زَوْجٍ، وَلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَخْتَضِبُ، وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا».

**٣٥٦٦**- حضرت ام عطیہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو عورت اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتی ہے‘ اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ خاوند کے علاوہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے۔ (دوران سوگ) وہ (بیوہ عورت) سرمہ نہ لگائے‘ مہندی نہ لگائے اور بنائی کے بعد رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے۔“

(المعجم ٦٦) - **بَابُ الرُّخْصَةِ لِلْحَادَّةِ أَنْ تَمْتَشِطَ بِالسِّدْرِ** (التحفة ٦٦)

باب:٦٦-سوگ والی عورت بیری کے پتوں کے ساتھ کنگھی کر سکتی ہے

---

**٣٥٦٦**- أخرجه البخاري، ح: ٣١٣، ٥٣٤١، ٥٣٤٢، ٥٣٤٣، ومسلم، ح: ٩٣٨ من حديث حفصة بنت سيرين به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧٣٠.

٣٥٦٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ الضَّحَّاكِ يَقُولُ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ حَكِيمٍ بِنْتُ أَسِيدٍ عَنْ أُمِّهَا: أَنَّ زَوْجَهَا تُوُفِّيَ وَكَانَتْ تَشْتَكِي عَيْنَهَا فَتَكْتَحِلُ الْجَلَاءَ، فَأَرْسَلَتْ مَوْلَاةً لَهَا إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَسَأَلَتْهَا عَنْ كُحْلِ الْجَلَاءِ، فَقَالَتْ: لَا تَكْتَحِلُ إِلَّا مِنْ أَمْرٍ لَا بُدَّ مِنْهُ، دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ أَبُو سَلَمَةَ وَقَدْ جَعَلْتُ عَلَى عَيْنِي صَبْرًا، فَقَالَ: «مَا هٰذَا يَا أُمَّ سَلَمَةَ؟» قُلْتُ: إِنَّمَا هُوَ صَبْرٌ يَا رَسُولَ اللهِ! لَيْسَ فِيهِ طِيبٌ، قَالَ: «إِنَّهُ يَشُبُّ الْوَجْهَ فَلَا تَجْعَلِيهِ إِلَّا بِاللَّيْلِ، وَلَا تَمْتَشِطِي بِالطِّيبِ وَلَا بِالْحِنَّاءِ فَإِنَّهُ خِضَابٌ» قُلْتُ: بِأَيِّ شَيْءٍ أَمْتَشِطُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «بِالسِّدْرِ تُغَلِّفِينَ بِهِ رَأْسَكِ».

٣٥٦٧- حضرت ام حکیم بنت اَسید اپنی والدہ محترمہ سے بیان کرتی ہیں کہ ان کا خاوند فوت ہو گیا اور انھیں آنکھوں میں تکلیف تھی۔ وہ سرمہ ڈال لیا کرتی تھیں، پھر انھوں نے اپنی لونڈی کو حضرت ام سلمہ ؓ کے پاس بھیجا اور ان سے جلاء سرمہ ڈالنے کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے فرمایا کہ سوگ والی عورت سرمہ نہیں ڈال سکتی مگر اشد مجبوری کے وقت (جب سرمہ ڈالے بغیر چارہ نہ ہو)۔ جب میرے خاوند حضرت ابوسلمہ فوت ہوئے تو رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ میرے پاس تشریف لائے جب کہ میں نے آنکھوں پر ایلوا لگا رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''ام سلمہ! یہ کیا ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ صرف ایلوا ہے۔ اس میں کوئی خوشبو وغیرہ نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ چہرے کو حسن و رونق بخشتا ہے لہٰذا رات کے علاوہ اسے نہ لگایا کر اور کسی خوشبو دار تیل یا مہندی کے ساتھ کنگھی نہ کیا کر کیونکہ یہ رنگ (والی زینت) ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو کس چیز کے ساتھ کنگھی کیا کروں؟ فرمایا: ''بیری کے پتے سر پر باندھ لیا کر، پھر کنگھی کر لیا کر۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم یہ بات صحیح ہے کہ کوئی ایسی چیز جو رنگ دے، مثلاً: سرمہ یا مہندی یا جو چہرے کو خوب صورت اور بارونق بنائے، مثلاً: ایلوا یا جو چیز خوشبو دے، مثلاً: خوشبو دار صابن، سینٹ وغیرہ، سوگ کے دوران میں عورت پر حرام ہیں، البتہ غسل، سادہ کنگھی اور بغیر خوشبو کے صابن استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ بیری کے پتے نہ رنگ دیتے ہیں نہ خوشبو، لہٰذا استعمال ہو سکتے ہیں۔

---

٣٥٦٧- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب فيما تجتنبه المعتدة في عدتها، ح: ٢٣٠٥ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧٣١. ✽ المغيرة مستور، وأم حكيم لا يعرف حالها.

## (المعجم ٦٧) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْكُحْلِ لِلْحَادَّةِ (التحفة ٦٧)

## باب: ٦٧-سوگ والی عورت کے لیے سرمہ لگانا منع ہے

٣٥٦٨- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ أَبِيهِ [قَالَ:] حَدَّثَنَا أَيُّوبُ - وَهُوَ ابْنُ مُوسٰى - قَالَ حُمَيْدٌ: وَحَدَّثَتْنِي زَيْنَبُ بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ ابْنَتِي رَمِدَتْ أَفَأَكْحُلُهَا؟ وَكَانَتْ مُتَوَفًّى عَنْهَا زَوْجُهَا، فَقَالَ: «إِلَّا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا» ثُمَّ قَالَتْ: إِنِّي أَخَافُ عَلٰى بَصَرِهَا، فَقَالَ: «لَا، إِلَّا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَحِدُّ عَلٰى زَوْجِهَا سَنَةً، ثُمَّ تَرْمِي عَلٰى رَأْسِ السَّنَةِ بِالْبَعْرَةِ».

٣٥٦٨- حضرت ام سلمہ ؓ فرماتی ہیں کہ ایک قریشی عورت آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میری بیٹی کی آنکھیں دکھنے لگی ہیں تو کیا میں اسے سرمہ ڈال دوں؟ اس کا خاوند فوت ہو چکا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”چار ماہ دس دن تک نہیں ڈال سکتی۔“ وہ کہنے لگی: مجھے اس کی نظر کا خطرہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ”ہرگز نہیں‘ چار ماہ دس دن میں نہیں۔ جاہلیت میں اس جیسی عورت کو اپنے خاوند پر ایک سال تک سوگ کرنا پڑتا تھا‘ پھر سال کے اختتام پر وہ مینگنی پھینکا کرتی تھی۔“

فائدہ: دیکھیے‘ حدیث: ٣٥٣١۔

٣٥٦٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّهَا: أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَتْهُ عَنِ ابْنَتِهَا مَاتَ زَوْجُهَا

٣٥٦٩- حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور اپنی بیٹی کے بارے میں پوچھا جس کا خاوند فوت ہو گیا تھا اور اسے آنکھوں کی تکلیف تھی۔ آپ نے فرمایا: ”جاہلیت کے دور میں ایسی عورتوں کو ایک سال تک سوگ کرنا پڑتا

---

٣٥٦٨- [صحيح] تقدم، ح: ٣٥٣١، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧٣٢.

٣٥٦٩- [صحيح] تقدم، ح: ٣٥٣١، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧٣٣.

وَهِيَ تَشْتَكِي، قَالَ: «قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَحِدُّ السَّنَةَ ثُمَّ تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلٰى رَأْسِ الْحَوْلِ، وَإِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا».

تھا' پھر سال کے بعد وہ مینگنی پھینکتی تھی۔ اب تو عدت صرف چار ماہ دس دن ہے۔"

فوائد و مسائل: ① چونکہ آنکھوں کی تکلیف کا علاج سرمہ سوگ کے سراسر خلاف ہے' اس لیے اس دوران میں سرمہ لگانا ممنوع ہے۔ ② "صرف چار ماہ دس دن" طلاق کی عدت تین حیض ہے مگر وفات کی عدت چار ماہ دس دن ہے کیونکہ اس میں سوگ کا اضافہ بھی ہے' نیز مدت کی زیادتی سے استبرائے رحم کا یقین حاصل ہو جائے گا کیونکہ چار ماہ کے بعد لازماً بچہ حرکت شروع کر دیتا ہے۔

۳۵۷۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِيسَى بْنِ مَعْدَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَعْيَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ مَوْلَى الْأَنْصَارِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ امْرَأَةً مِنْ قُرَيْشٍ جَاءَتْ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ ابْنَتِي تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدْ خِفْتُ عَلٰى عَيْنِهَا وَهِيَ تُرِيدُ الْكُحْلَ، فَقَالَ: «قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلٰى رَأْسِ الْحَوْلِ، وَإِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا». فَقُلْتُ لِزَيْنَبَ: مَا رَأْسُ الْحَوْلِ؟ قَالَتْ: كَانَتِ الْمَرْأَةُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا هَلَكَ زَوْجُهَا عَمَدَتْ إِلٰى شَرِّ بَيْتٍ لَهَا فَجَلَسَتْ فِيهِ، حَتّٰى إِذَا مَرَّتْ بِهَا سَنَةٌ خَرَجَتْ فَرَمَتْ وَرَاءَهَا بِبَعْرَةٍ.

۳۵۷۰- حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک قریشی عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میری بیٹی کا خاوند فوت ہو گیا ہے۔ مجھے اس کی آنکھوں کا خطرہ ہے۔ اس کا مقصد سرمہ کی اجازت حاصل کرنا تھا۔ آپ نے فرمایا: "اس سے پہلے تم میں سے ایسی عورت ایک سال کے بعد مینگنی پھینکا کرتی تھی۔ اب تو عدت صرف چار ماہ دس دن ہے۔" راوی نے کہا کہ میں نے حضرت زینب سے پوچھا: سال کے بعد مینگنی پھینکنے کا کیا مطلب ہے؟ انھوں نے فرمایا: جاہلیت میں جب کسی عورت کا خاوند فوت ہو جاتا تو وہ اپنے سب سے گندے گھر میں جا کر بیٹھ جاتی حتی کہ جب اسے ایک سال گزر جاتا تو وہ نکلتی اور اپنے پیچھے مینگنی پھینکتی۔

---

۳۵۷۰_ [صحيح] تقدم، ح: ۳۵۳۱، وهو في الكبرٰى، ح: ۵۷۳٤.

۳۵۷۱- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ زَيْنَبَ: أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ أُمَّ سَلَمَةَ وَأُمَّ حَبِيبَةَ [أَ]تَكْتَحِلُ فِي عِدَّتِهَا مِنْ وَفَاةِ زَوْجِهَا؟ فَقَالَتْ: أَتَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَتْهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: «قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا أَقَامَتْ سَنَةً، ثُمَّ قَذَفَتْ خَلْفَهَا بِبَعْرَةٍ ثُمَّ خَرَجَتْ، وَإِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا حَتَّى يَنْقَضِيَ الْأَجَلُ».

۳۵۷۱- حضرت زینب سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت ام سلمہ اور حضرت ام حبیبہ ﷠ سے پوچھا کہ کیا عورت اپنے خاوند کی عدت وفات کے دوران میں سرمہ ڈال سکتی ہے؟ وہ کہنے لگیں کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی تھی اور اس نے اس کے متعلق پوچھا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا: ”دور جاہلیت میں جب کسی عورت کا خاوند فوت ہو جاتا تھا تو وہ ایک سال تک ٹھہری رہتی تھی، پھر اپنے پیچھے مینگنی پھینکتی اور نکلتی۔ اب تو عدت صرف چار ماہ دس دن ہے، لہٰذا وہ سرمہ نہیں ڈال سکتی حتی کہ یہ مدت گزر جائے۔“

## (المعجم ٦٨) - اَلْقُسْطُ وَالْأَظْفَارُ لِلْحَادَّةِ (التحفة ٦٨)

## باب: ۶۸- سوگ والی عورت قسط اور اظفار خوشبو استعمال کر سکتی ہے؟

۳۵۷۲- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ - هُوَ الدُّورِيُّ - قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ رَخَّصَ لِلْمُتَوَفَّى عَنْهَا عِنْدَ طُهْرِهَا فِي الْقُسْطِ وَالْأَظْفَارِ.

۳۵۷۲- حضرت ام عطیہ ﷞ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اس عورت کو جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو، طہر کے وقت قسط اور اظفار خوشبو استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔

فائدہ: قسط اور اظفار خوشبو کی اقسام ہیں جو اس دور میں استعمال ہوتی تھیں۔ دوسری خوشبوؤں کا بھی یہی حکم ہے۔ عدت کے دوران میں ان کا استعمال منع ہے، البتہ حیض کے اختتام پر جائز ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۳۵۶۴.)

---

۳۵۷۱ـ [صحيح] تقدم، ح: ۳۵۳۱، وهو في الكبرٰى، ح: ۵۷۳۵.

۳۵۷۲ـ [إسناده صحيح] أخرجه الدارمي، ح: ۲۲۹۱ من حديث زائدة به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ۵۷۳٦، وهو طرف من الحديث المتقدم: ۳۵٦٦، وأصله متفق عليه. ✽ هشام هو ابن حسان.

(المعجم ٦٩) - **بَابُ نَسْخِ مَتَاعِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا بِمَا فُرِضَ لَهَا مِنَ الْمِيرَاثِ**

(التحفة ٦٩)

**باب:٦٩- جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے' اسے اخراجات نہیں ملیں گے کیونکہ اس کے لیے وراثت مقرر کر دی گئی ہے**

٣٥٧٣- **أَخْبَرَنَا** زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى السِّجْزِيُّ خَيَّاطُ السُّنَّةِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ النَّحْوِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: «﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِم مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ [البقرة: ٢٤٠] نُسِخَ ذٰلِكَ بِآيَةِ الْمِيرَاثِ مِمَّا فُرِضَ لَهَا مِنَ الرُّبُعِ وَالثُّمُنِ، وَنَسَخَ أَجَلَ الْحَوْلِ أَنْ جُعِلَ أَجَلُهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا.

٣٥٧٣- حضرت ابن عباس ؓ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ ...... غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ ''جو لوگ قریب المرگ ہوں اور ان کی بیویاں زندہ ہوں تو وہ مرنے سے پہلے اپنی بیویوں کے لیے وصیت کر جائیں کہ انھیں ایک سال تک اخراجات دیے جائیں' نیز انھیں گھر سے نہ نکالا جائے۔'' کے بارے میں فرمایا کہ یہ حکم وراثت کی آیت سے منسوخ ہے جس میں ان کے لیے چوتھا یا آٹھواں حصہ مقرر کیا گیا ہے۔ اور ایک سال کی مدت بھی منسوخ ہے کیونکہ ان کی عدت چار ماہ دس دن تک مقرر کر دی گئی ہے۔

**فائدہ:** یہ آیت حضرت ابن عباس ؓ کے نزدیک تو منسوخ ہے مگر بعض محققین کے نزدیک یہ حسن سلوک کی ایک صورت ہے کہ خاوند وصیت کر جائے کہ میری بیوی کو ایک سال تک گھر سے نکالا نہ جائے تاکہ اسے پریشانی نہ ہو' جب وہ اپنا انتظام کر لے تو منتقل ہو جائے۔ البتہ یہ واجب نہیں اور نہ لواحقین کے لیے اس پر عمل واجب ہے۔ چونکہ عورت کا حصۂ وراثت مقرر کر دیا گیا ہے' لہٰذا اسے دوران عدت اخراجات دینا لواحقین کے لیے ضروری نہیں۔

٣٥٧٤- **أَخْبَرَنَا** قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ فِي

٣٥٧٤- حضرت عکرمہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ ...... غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ ''جو

---

٣٥٧٣_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب نسخ متاع المتوفى عنها زوجها بما فرض لها من الميراث، ح: ٢٦٩٨ من حديث علي بن الحسين به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧٣٧.

٣٥٧٤_ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧٣٨، انظر الحديث السابق.

قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِم مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ [البقرة: ٢٤٠] قَالَ: نَسَخَتْهَا ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا﴾ [البقرة: ٢٣٤].

لوگ قریب المرگ ہوں اور ان کی بیویاں زندہ ہوں تو وہ مرنے سے پہلے اپنی بیویوں کے لیے وصیت کر جائیں کہ انھیں ایک سال تک اخراجات دیے جائیں اور انھیں گھر سے نہ نکالا جائے۔'' کے بارے میں فرمایا کہ اس آیت کو اس (دوسری) آیت نے منسوخ کر دیا: ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ ...... أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا﴾ ''جو لوگ فوت ہو جائیں اور ان کی بیویاں زندہ ہوں تو بیویاں چار ماہ دس دن تک اپنے آپ کو (ادھر ادھر جانے' زیب و زینت کرنے اور نکاح وغیرہ سے) روک کر رکھیں۔''

## (المعجم ٧٠) - اَلرُّخْصَةُ فِي خُرُوجِ الْمَبْتُوتَةِ مِنْ بَيْتِهَا فِي عِدَّتِهَا لِسُكْنَاهَا (التحفة ٧٠)

## باب: ٧٠- جس عورت کو طلاق بائن ہو چکی ہو' وہ دوران عدت اپنے گھر سے کسی دوسری جگہ جا سکتی ہے

٣٥٧٥- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَاصِمٍ: أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ أَخْبَرَتْهُ وَكَانَتْ عِنْدَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ أَنَّهُ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا، وَخَرَجَ إِلَى بَعْضِ الْمَغَازِي وَأَمَرَ وَكِيلَهُ أَنْ يُعْطِيَهَا بَعْضَ النَّفَقَةِ فَتَقَالَّتْهَا، فَانْطَلَقَتْ إِلَى بَعْضِ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ فَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهِيَ عِنْدَهَا

٣٥٧٥- حضرت عبدالرحمٰن بن عاصم سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا' جو کہ بنو مخزوم کے ایک آدمی کے نکاح میں تھی' نے مجھے بتایا کہ میرے خاوند نے مجھے آخری طلاق دے دی۔ وہ کسی جنگ کو گئے ہوئے تھے۔ انھوں نے اپنے وکیل کو حکم دیا کہ مجھے کچھ اخراجات وغیرہ ادا کرے۔ میں نے انھیں کم محسوس کیا۔ میں نبی ﷺ کی کسی زوجۂ مطہرہ کے پاس گئی۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں ان کے پاس ہی تھی۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ

---

٣٥٧٥- [حسن] إلا قوله: أم كلثوم، والصواب "أم شريك" كما تقدم، ح: ٣٢٤٧، وأخرجه أحمد: ٦/ ٤١٤ من حديث ابن جريج به، وهو صرح بالسماع، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٣٩ . * عبدالرحمٰن بن عاصم بن ثابت لم يوثقه غير ابن حبان، وللحديث شواهد.

فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! هٰذِهِ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ طَلَّقَهَا فُلَانٌ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا بِبَعْضِ النَّفَقَةِ فَرَدَّتْهَا، وَزَعَمَ أَنَّهُ شَيْءٌ تَطَوَّلَ بِهِ، قَالَ: «صَدَقَ». قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «فَانْتَقِلِي إِلٰى أُمِّ كُلْثُومٍ فَاعْتَدِّي عِنْدَهَا» ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ أُمَّ كُلْثُومٍ امْرَأَةٌ يَكْثُرُ عُوَّادُهَا، فَانْتَقِلِي إِلٰى عَبْدِ اللهِ بْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ أَعْمٰى» فَانْتَقَلَتْ إِلٰى عَبْدِ اللهِ فَاعْتَدَّتْ عِنْدَهُ حَتّٰى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا، ثُمَّ خَطَبَهَا أَبُو الْجَهْمِ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، فَجَاءَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَسْتَأْمِرُهُ فِيهِمَا فَقَالَ: «أَمَّا أَبُو الْجَهْمِ فَرَجُلٌ أَخَافُ عَلَيْكِ قِسْقَاسَتَهُ لِلْعَصَا، وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ فَرَجُلٌ أَمْلَقُ مِنَ الْمَالِ». فَتَزَوَّجَتْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ بَعدَ ذٰلِكَ.

فاطمہ بنت قیس ہے۔ اس کے خاوند نے اسے طلاق دے دی ہے اور کچھ اخراجات بھی بھیجے ہیں لیکن اس نے (کم سمجھ کر) قبول نہیں کیے جب کہ خاوند کا خیال ہے کہ میں نے یہ بھی بطور احسان بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”وہ درست کہتا ہے۔“ پھر آپ نے فرمایا: ”تو ام کلثوم کے گھر چلی جا اور وہاں عدت گزار۔“ پھر آپ نے فرمایا: ”ام کلثوم کے پاس آنے جانے والوں کی کثرت رہتی ہے‘ لہٰذا تو عبداللہ بن ام مکتوم کے ہاں منتقل ہو جا۔ وہ نابینا شخص ہے۔“ میں ان کے گھر منتقل ہو گئی اور وہیں عدت گزاری۔ جب عدت ختم ہوئی تو ابوجہم اور معاویہ بن ابوسفیان نے مجھے نکاح کے پیغام بھیجے۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے اس بارے میں مشورہ کیا تو آپ نے فرمایا: ”ابوجہم کے بارے میں تو مجھے خطرہ ہے کہ اس کی لاٹھی ہر وقت حرکت میں رہے گی۔ باقی رہا معاویہ! تو وہ مالی لحاظ سے فقیر ہے۔“ بعد میں میں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا۔

فائدہ: ”ام کلثوم“ یہ درست نہیں۔ دیگر روایات میں ”ام شریک“ ذکر ہے اور یہی درست ہے۔ (باقی تفصیلات کے لیے دیکھیے‘ احادیث: ۳۲۲۴، ۳۲۴۹، ۳۲۴۶، ۳۲۴۷.)

٣٥٧٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ فَاطِمَةَ

۳۵۷۶- حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ابوعمرو بن حفص بن مغیرہ کے نکاح میں تھی۔ انھوں نے مجھے تین میں سے آخری طلاق بھیج دی۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور خاوند کے

---

٣٥٧٦- [صحيح] تقدم، ح: ٣٢٤٦، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٤٠.

بِنْتِ قَيْسٍ: أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ أَبِي عَمْرِو بْنِ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَطَلَّقَهَا آخِرَ ثَلَاثِ تَطْلِيقَاتٍ، فَزَعَمَتْ فَاطِمَةُ أَنَّهَا جَاءَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَاسْتَفْتَتْهُ فِي خُرُوجِهَا مِنْ بَيْتِهَا، فَأَمَرَهَا أَنْ تَنْتَقِلَ إِلَى ابْنِ أُمِّ مَكْتُومِ الْأَعْمٰى، فَأَبٰى مَرْوَانُ أَنْ يُصَدِّقَ فَاطِمَةَ فِي خُرُوجِ الْمُطَلَّقَةِ مِنْ بَيْتِهَا. قَالَ عُرْوَةُ: أَنْكَرَتْ عَائِشَةُ ذٰلِكَ عَلٰى فَاطِمَةَ.

گھر سے منتقل ہونے کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے مجھے حضرت ابن ام مکتوم (جو نابینے تھے) کے گھر منتقل ہونے کے لیے فرمایا۔ مروان نے (اپنے دور حکومت میں) حضرت فاطمہ کی اس مسئلے میں تصدیق نہیں کی کہ ایسی مطلقہ خاوند کے گھر سے منتقل ہو سکتی ہے۔ عروہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ ؓ نے بھی حضرت فاطمہ کی اس بات کو تسلیم نہیں کیا تھا۔

فائدہ: دیکھیے سابقہ حدیث کے حوالہ جات۔

٣٥٧٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ فَاطِمَةَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! زَوْجِي طَلَّقَنِي ثَلَاثًا وَأَخَافُ أَنْ يُقْتَحَمَ عَلَيَّ، فَأَمَرَهَا فَتَحَوَّلَتْ.

٣٥٧٧- حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ سے منقول ہے، کہتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے خاوند نے مجھے تین طلاقیں دے دی ہیں (یعنی الگ الگ) مجھے خطرہ ہے کہ کوئی چور چکار دیوار نہ پھلانگ آئے، لہٰذا آپ نے مجھے اجازت دے دی اور میں خاوند کے گھر سے منتقل ہو گئی۔

فائدہ: خاوند کا گھر آبادی سے دور تھا۔ خاوند گھر پر نہیں تھا۔ عورت جوان تھی۔ گویا کئی خطرات تھے۔

٣٥٧٨- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ مَاهَانَ - بَصْرِيٌّ - عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَيَّارٌ وَحُصَيْنٌ وَمُغِيرَةُ وَدَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ - وَذَكَرَ آخَرِينَ -

٣٥٧٨- حضرت شعبی سے روایت ہے کہ میں حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کی بابت پوچھا تو انھوں نے بتایا: مجھے میرے خاوند نے

---

٣٥٧٧_[صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧٤١.

٣٥٧٨_[صحيح] تقدم، ح: ٣٤٣٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧٤٢.

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَسَأَلْتُهَا عَنْ قَضَاءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ: طَلَّقَهَا زَوْجُهَا الْبَتَّةَ فَخَاصَمَتْهُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي السُّكْنٰى وَالنَّفَقَةِ، قَالَتْ: فَلَمْ يَجْعَلْ لِي سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةً، وَأَمَرَنِي أَنْ أَعْتَدَّ فِي بَيْتِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ.

آخری طلاق دے دی تھی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی عدالت عالیہ میں اس کے خلاف رہائش و اخراجات (دوران عدت) کا دعویٰ کر دیا لیکن رسول اللہ ﷺ نے مجھے رہائش و اخراجات نہیں دلوائے اور مجھے ابن ام مکتوم کے ہاں عدت گزارنے کا حکم دیا۔

۳۵۷۹- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّاغَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمَّارٌ - وَهُوَ ابْنُ رُزَيْقٍ - عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ: طَلَّقَنِي زَوْجِي فَأَرَدْتُ النُّقْلَةَ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «اِنْتَقِلِي إِلٰى بَيْتِ ابْنِ عَمِّكِ عَمْرِو بْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَاعْتَدِّي فِيهِ» فَحَصَبَهُ الْأَسْوَدُ وَقَالَ: وَيْلَكَ لِمَ تُفْتِي بِمِثْلِ هٰذَا؟ قَالَ عُمَرُ: إِنْ جِئْتِ بِشَاهِدَيْنِ يَشْهَدَانِ أَنَّهُمَا سَمِعَاهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَإِلَّا لَمْ نَتْرُكْ كِتَابَ اللهِ لِقَوْلِ امْرَأَةٍ ﴿لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّآ أَن يَأْتِينَ بِفَٰحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ﴾ [الطلاق: ١].

۳۵۷۹- حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ میرے خاوند نے مجھے طلاق دے دی۔ میں نے خاوند کے گھر سے منتقل ہونے کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا: ’’اپنے چچا کے بیٹے عمرو بن ام مکتوم کے گھر منتقل ہو جا اور وہاں عدت پوری کر۔‘‘ (یہ سن کر) حضرت اسود نے حضرت شعبی کو کنکر مار کر کہا: تو مرے! ایسا فتویٰ کیوں دیتا ہے؟ حضرت عمر ؓ نے فرمایا تھا: اگر تو دو گواہ لے آئے جو گواہی دیں کہ واقعتاً رسول اللہ ﷺ سے ہم نے یہ بات سنی ہے تو ٹھیک ورنہ ہم ایک عورت کے کہنے سے اللہ تعالیٰ کی کتاب کا یہ حکم نہیں چھوڑ سکتے: ﴿لَا تُخْرِجُوهُنَّ...... بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ﴾ ’’مطلقہ عورتوں کو گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں الا یہ کہ وہ کسی واضح برائی کا ارتکاب کر بیٹھیں۔‘‘

فوائد و مسائل: ① اس حدیث پر مکمل بحث اور اس مسئلے کی پوری تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے،

---

۳۵۷۹۔[صحیح] تقدم، ح: ۳۴۳۲، وهو في الكبرٰى، ح: ۵۷۴۳.

حدیث:۳۲۲۴. ④ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر حدیث کے لیے یہ ضروری نہیں سمجھتے تھے کہ دو شخص گواہی دیں' تب قبول ہوگی بلکہ وہ اس روایت کو اپنے اجتہاد کے مطابق عقل ونقل کے یکسر خلاف سمجھتے تھے اگرچہ ان کا یہ موقف درست نہ تھا جیسا کہ اوپر گزرا' اس لیے یہ فرمایا' ورنہ بہت سے مقامات پر ایک آدمی کی روایت کو انھوں نے قبول فرمایا ہے اور عمل کیا ہے' مثلاً: مجوس سے جزیہ وصول کرنے اور طاعون کے علاقے سے نکلنے کے بارے میں روایات۔

(المعجم ٧١) - **بَابُ خُرُوجِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا بِالنَّهَارِ** (التحفة ٧١)

**باب:۷۱- جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے' وہ دورانِ عدت دن کے وقت گھر سے نکل سکتی ہے**

**٣٥٨٠- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ** قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: طُلِّقَتْ خَالَتُهُ فَأَرَادَتْ أَنْ تَخْرُجَ إِلَى نَخْلٍ لَهَا فَلَقِيَتْ رَجُلًا، فَنَهَاهَا، فَجَاءَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «اُخْرُجِي فَجُدِّي نَخْلَكِ، لَعَلَّكِ أَنْ تَصَدَّقِي وَتَفْعَلِي مَعْرُوفًا».

۳۵۸۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری خالہ کو طلاق ہوگئی۔ انھوں نے اپنے نخلستان میں جانا چاہا۔ ایک آدمی انھیں ملا تو اس نے انھیں روک دیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ نے فرمایا: ''تو جا کر اپنی کھجوروں کا پھل توڑ سکتی ہے؟ ہوسکتا ہے تو اس سے صدقہ کرے یا کوئی اور نیک کام کرے۔''

فائدہ: ضرورت ہو تو سوگ والی عورت گھر اور کھیت میں کام کر سکتی ہے۔ ممکن ہے کوئی اور کام کرنے والا نہ ہو۔ شریعت لوگوں کی ضروریات اور مجبوریوں کا بہت لحاظ رکھتی ہے۔

(المعجم ٧٢) - **بَابُ نَفَقَةِ الْبَائِنَةِ** (التحفة ٧٢)

**باب:۷۲- مطلقہ بائنہ (جس سے رجوع نہیں ہوسکتا) کا نان ونفقہ (خاوند کے ذمے نہیں)**

**٣٥٨١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ** الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ قَالَ:

۳۵۸۱- حضرت ابوبکر بن حفص نے کہا کہ میں اور حضرت ابوسلمہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے۔ وہ فرمانے لگیں: مجھے میرے خاوند نے

---

٣٥٨٠ـ أخرجه مسلم، الطلاق، باب جواز خروج المعتدة البائن والمتوفى عنها زوجها في النهار لحاجتها، ح: ١٤٨٣ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٤٤.

٣٥٨١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٤٤٧، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٤٥.

دَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو سَلَمَةَ عَلٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ: طَلَّقَنِي زَوْجِي فَلَمْ يَجْعَلْ لِي سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةً، قَالَتْ: فَوَضَعَ لِي عَشَرَةَ أَقْفِزَةٍ عِنْدَ ابْنِ عَمٍّ لَهُ: خَمْسَةٌ شَعِيرٌ وَخَمْسَةٌ تَمْرٌ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ ذٰلِكَ، فَقَالَ: «صَدَقَ» وَأَمَرَنِي أَنْ أَعْتَدَّ فِي بَيْتِ فُلَانٍ، وَكَانَ زَوْجُهَا طَلَّقَهَا طَلَاقًا بَائِنًا.

آخری طلاق دے دی' مجھے رہائش اور پورا نفقہ نہ دیا بلکہ اپنے ایک چچازاد بھائی کے پاس میرے لیے دس قفیز رکھ چھوڑے: پانچ گندم کے اور پانچ جو کے۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور اس بارے میں بات کی تو آپ نے فرمایا: ''وہ درست کہتا ہے۔'' اور مجھے کسی کے گھر میں عدت گزارنے کا حکم دیا۔ انھیں ان کے خاوند نے طلاق بائنہ (جس کے بعد جماع ممکن نہ ہو) دے دی تھی۔

فائدہ: قفیز ایک پیمانہ ہے جو تقریباً ۲۵ کلو کے برابر ہے۔ (متعلقہ مسئلہ دیکھیے' حدیث: ۳۲۲۴، ۳۵۷۹ میں۔)

## (المعجم ٧٣) - نَفَقَةُ الْحَامِلِ الْمَبْتُوتَةِ (التحفة ٧٣)

## باب: ۷۳- مطلقہ بائنہ حاملہ ہو تو اس کا نان ونفقہ

٣٥٨٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ طَلَّقَ ابْنَةَ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ - وَأُمُّهَا حَمْنَةُ بِنْتُ قَيْسٍ - الْبَتَّةَ، فَأَمَرَتْهَا خَالَتُهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ بِالْاِنْتِقَالِ مِنْ بَيْتِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَسَمِعَ بِذٰلِكَ مَرْوَانُ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلٰى مَسْكَنِهَا حَتّٰى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ تُخْبِرُهُ: أَنَّ خَالَتَهَا فَاطِمَةَ أَفْتَتْهَا بِذٰلِكَ وَأَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَفْتَاهَا

۳۵۸۲- حضرت عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن عثمان نے سعید بن زید کی بیٹی کو بتہ (تیسری) طلاق دے دی۔ اس کی والدہ کا نام حمنہ بنت قیس تھا۔ چنانچہ اس کی خالہ فاطمہ بنت قیس ؓ نے اسے عبداللہ بن عمرو کے گھر سے منتقل ہونے کا حکم دیا۔ حضرت مروان نے بھی یہ بات سن لی۔ انھوں نے اسے پیغام بھیجا اور عدت ختم ہونے تک واپس اپنے گھر جانے کا حکم دیا۔ اس نے انھیں واپسی پیغام بھیجا کہ مجھے میری خالہ حضرت فاطمہ نے یہ فتویٰ دیا ہے اور بتایا ہے کہ جب انھیں ان کے خاوند ابو عمرو بن حفص مخزومی نے طلاق دے دی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں خاوند کے گھر سے منتقل ہونے کا حکم دیا تھا۔

---

٣٥٨٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٢٢٤، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٤٦.

بِالْانْتِقَالِ حِينَ طَلَّقَهَا أَبُو عَمْرِو بْنُ حَفْصٍ الْمَخْزُومِيُّ، فَأَرْسَلَ مَرْوَانُ قَبِيصَةَ بْنَ ذُؤَيْبٍ إِلَى فَاطِمَةَ فَسَأَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ، فَزَعَمَتْ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ أَبِي عَمْرٍو لَمَّا أَمَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا بِتَطْلِيقَةٍ وَهِيَ بَقِيَّةُ طَلَاقِهَا، فَأَمَرَ لَهَا الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ بِنَفَقَتِهَا، فَأَرْسَلَتْ إِلَى الْحَارِثِ وَعَيَّاشٍ تَسْأَلُهُمَا النَّفَقَةَ الَّتِي أَمَرَ لَهَا بِهَا زَوْجُهَا، فَقَالَا: وَاللّٰهِ! مَا لَهَا عَلَيْنَا نَفَقَةٌ إِلَّا أَنْ تَكُونَ حَامِلًا، وَمَا لَهَا أَنْ تَسْكُنَ فِي مَسْكَنِنَا إِلَّا بِإِذْنِنَا، فَزَعَمَتْ فَاطِمَةُ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَصَدَّقَهُمَا، قَالَتْ: فَقُلْتُ: أَيْنَ أَنْتَقِلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: «اِنْتَقِلِي عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ» - وَهُوَ الْأَعْمَى الَّذِي عَاتَبَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ - فَانْتَقَلْتُ عِنْدَهُ فَكُنْتُ أَضَعُ ثِيَابِي عِنْدَهُ، حَتّٰى أَنْكَحَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ زَعَمَتْ: أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ.

حضرت مروان نے حضرت قبیصہ بن ذؤیب کو حضرت فاطمہ کی طرف بھیجا اور اس کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا: میں حضرت ابو عمرو کے نکاح میں تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن میں امیر مقرر فرمایا تو میرا خاوند بھی ان کے ساتھ گیا اور وہاں سے اس نے طلاق بھیج دی اور یہ آخری طلاق تھی جو باقی تھی' نیز اس نے حضرات حارث بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ کو مجھے نفقہ دینے کو کہا۔ میں نے حضرات حارث و عیاش کو پیغام بھیجا کہ میرے خاوند کا بھیجا ہوا نان ونفقہ مجھے دیں' تو انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہمارے ذمے تیرا کوئی نفقہ نہیں الا یہ کہ تو حاملہ ہو۔ اور تو ہماری اجازت کے بغیر ہماری رہائش گاہ میں بھی نہیں رہ سکتی۔ حضرت فاطمہ نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے ساری صورت حال بیان کی تو آپ نے ان کی تصدیق کی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کہاں منتقل ہو جاؤں؟ آپ نے فرمایا: ''تو ابن ام مکتوم کے ہاں چلی جا۔'' وہ نابینا شخص ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن مجید) میں رسول اللہ ﷺ پر اظہار ناراضی فرمایا تھا۔ میں ان کے ہاں منتقل ہو گئی۔ میں ان کے ہاں فالتو کپڑے اتار سکتی تھی حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا نکاح حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔

فائدہ: حمل کی حالت میں مطلقہ بائنہ نان ونفقہ کی مستحق ہے اور اس بات پر اتفاق ہے۔ روایت گزر چکی ہے۔

## (المعجم ٧٤) - اَلْأَقْرَاءُ (التحفة ٧٤)

## باب:٧٤- اقراء کا مفہوم

٣٥٨٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ: أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَشَكَتْ إِلَيْهِ الدَّمَ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ فَانْظُرِي إِذَا أَتَاكِ قُرْؤُكِ فَلَا تُصَلِّي، فَإِذَا مَرَّ قُرْؤُكِ فَلْتَطَهَّرِي» قَالَ: «ثُمَّ صَلِّي مَا بَيْنَ الْقُرْءِ إِلَى الْقُرْءِ».

٣٥٨٣- حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش ؓ نے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے (بے قاعدہ) خون کی شکایت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ ایک بیماری ہے۔ غور کیا کر۔ جب تجھے حیض آئے تو نماز نہ پڑھ اور جب تیرا حیض گزر جائے تو پاک ہو اور اگلا حیض آنے تک نماز پڑھتی رہ۔“

فائدہ: لفظ ”قرء“ لغت کے لحاظ سے طہر کی حالت کو بھی کہتے ہیں اور حیض کو بھی مگر قرآن وحدیث میں یہ جہاں استعمال ہوا ہے حیض کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ یہی بات محقق ہے۔ یہ حدیث کتاب الطہارہ میں گزر چکی ہے۔

## (المعجم ٧٥) - بَابُ نَسْخِ الْمُرَاجَعَةِ بَعْدَ التَّطْلِيقَاتِ الثَّلَاثِ (التحفة ٧٥)

## باب: ٧٥- تین طلاقوں کے بعد رجوع نہیں ہوسکتا

٣٥٨٤- حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ النَّحْوِيُّ عَنْ

٣٥٨٤- حضرت ابن عباس ؓ سے اللہ تعالیٰ کے فرامین ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ...... اَوْ مِثْلِهَا﴾ ”جو آیت ہم منسوخ کردیں یا بھلادیں، ہم اس سے بہتر یا کم از کم اس جیسی آیت اور لے آتے ہیں“ اور ﴿وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً

٣٥٨٣ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في المرأة تستحاض، ومن قال تدع الصلاة في عدة الأيام التي كانت تحيض، ح: ٢٨٠ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧٤٧، وله شواهد عند أبي داود، ح: ٢٧٤ـ٢٧٩، ٢٨١ وغيره.

٣٥٨٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث، ح: ٢١٩٥ من حديث علي بن حسين به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧٤٨.

عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: ﴿مَا نَنسَخْ مِنْ ءَايَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ أَوْ مِثْلِهَآ﴾ [البقرة: ١٠٦] وَقَالَ: ﴿وَإِذَا بَدَّلْنَآ ءَايَةً مَّكَانَ ءَايَةٍ وَٱللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ﴾. اَلْآيَةَ [النحل: ١٠١] وَقَالَ: ﴿يَمْحُوا۟ ٱللَّهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِندَهُۥٓ أُمُّ ٱلْكِتَٰبِ﴾ [الرعد: ٣٩] فَأَوَّلُ مَا نُسِخَ مِنَ الْقُرْآنِ الْقِبْلَةُ وَقَالَ: ﴿وَٱلْمُطَلَّقَٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَٰثَةَ قُرُوٓءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَن يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ ٱللَّهُ فِىٓ أَرْحَامِهِنَّ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿إِنْ أَرَادُوٓا۟ إِصْلَٰحًا﴾ [البقرة: ٢٢٨] وَذٰلِكَ بِأَنَّ الرَّجُلَ كَانَ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَهُوَ أَحَقُّ بِرَجْعَتِهَا وَإِنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا، فَنَسَخَ ذٰلِكَ وَقَالَ: ﴿ٱلطَّلَٰقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌۢ بِإِحْسَٰنٍ﴾ [البقرة: ٢٢٩].

...... بِمَا يُنَزِّلُ﴾ ''جب ہم کسی آیت کی جگہ کوئی اور آیت لے آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی اتاری ہوئی آیتوں کو خوب جانتا ہے...... الخ'' اور ﴿يَمْحُوا اللّٰهُ ...... أُمُّ الْكِتَابِ﴾ ''اللہ تعالیٰ جو چاہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہے باقی رکھتا ہے اور اس کے پاس ہی اصل کتاب ہے۔'' کے بارے میں فرمایا کہ قرآن مجید میں سب سے پہلے قبلہ منسوخ ہوا۔ اسی طرح فرمایا: ﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ ...... اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا﴾ ''طلاق شدہ عورتیں تین حیض تک اپنے آپ کو روک رکھیں اور ان کے لیے یہ جائز نہیں کہ اس چیز کو چھپائیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے رحم میں پیدا فرمائی ہے۔ (آخر آیت تک) پہلے یہ دستور تھا کہ کوئی آدمی جب اپنی بیوی کو طلاق دیتا تو وہ اس سے رجوع کا حق رکھتا تھا' چاہے تین طلاقیں ہی دے چکا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس دستور کو منسوخ فرما دیا اور فرمایا: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ . . . اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ﴾ ''رجعی طلاق دو دفعہ ہی ہے۔ رکھنا ہے تو اچھے طریقے سے رکھے ورنہ اچھے طریقے سے چھوڑ دے۔''

فائدہ: طلاق سے رجوع صرف دو دفعہ ہی ممکن ہے' تیسری دفعہ طلاق دینے سے عورت حرام ہو جاتی ہے۔ نہ رجوع نہ نکاح۔ یہ مسئلہ متفق علیہ ہے۔ جاہلیت کے رواج میں عورتوں کے لیے بڑی مصیبت تھی۔

## (المعجم ٧٦) - بَابُ الرَّجْعَةِ (التحفة ٧٦)

## باب:٧٦- رجوع کا بیان

٣٥٨٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

٣٥٨٥- حضرت یونس بن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا کہ میں نے

٣٥٨٥- [صحيح] تقدم، ح: ٣٤٢٨، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٤٩.

قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ يُونُسَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: طَلَّقْتُ امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ عُمَرُ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مُرْهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا .فَإِذَا طَهُرَتْ» - يَعْنِي - فَإِنْ شَاءَ فَلْيُطَلِّقْهَا، قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: فَاحْتَسَبْتَ مِنْهَا؟ فَقَالَ: مَا يَمْنَعُهَا، أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ؟.

اپنی بیوی کو طلاق دے دی جب کہ وہ حیض سے تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ہاں حاضر ہوئے اور آپ کو یہ بات بتائی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے کہو کہ اس سے رجوع کرے۔ جب وہ پاک ہو جائے تو پھر چاہے تو طلاق دے دے۔'' میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا وہ طلاق شمار کی گئی؟ انھوں نے فرمایا: اور کیا! تم بتاؤ کہ اگر طلاق دینے والا صحیح طلاق سے عاجز رہا اور اس نے حماقت کر دی تو کیا طلاق شمار نہیں ہوگی؟

فائدہ: ''جب وہ پاک ہو جائے'' دیگر روایات میں صراحت ہے کہ وہ پاک ہو' پھر دوبارہ حیض آئے' پھر پاک ہو تو اب اگر وہ چاہے تو طلاق دے دے' چاہے تو رکھ لے۔ اور یہ درمیان والا طہر عملی رجوع کے لیے ہے۔ حیض کے دوران میں تو صرف زبانی رجوع ہی ہو سکتا ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۴۱۸)

۳۵۸٦- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنِ ابْنِ إِدْرِيسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَعُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالُوا: إِنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، فَذَكَرَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: «مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا حَتَّى تَحِيضَ حَيْضَةً أُخْرٰى، فَإِذَا طَهُرَتْ فَإِنْ شَاءَ طَلَّقَهَا وَإِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا، فَإِنَّهُ الطَّلَاقُ الَّذِي أَمَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ، قَالَ تَعَالٰى: ﴿فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ [الطلاق: ١].

۳۵۸٦- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے یہ بات ذکر کی۔ آپ نے فرمایا: ''اسے کہو کہ اس سے رجوع کرے حتی کہ اسے ایک حیض اور آئے' پھر جب وہ پاک ہو جائے تو اگر وہ چاہے تو اسے طلاق دے دے' چاہے رکھ لے۔ یہ وہ طلاق ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ ''عورتوں کو ان کے صحیح وقت میں طلاق دو۔''

۳۵۸٦- [إسناده صحيح] وهو متفق عليه كما تقدم، ح: ۳٤۱۸، وهو في الكبرٰى، ح: ٥۷٥۰، ٥۷٥۱.

۳۵۸۷- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَيَقُولُ: أَمَّا إِنْ طَلَّقَهَا وَاحِدَةً أَوْ ثِنْتَيْنِ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا، ثُمَّ يُمْسِكَهَا حَتّٰى تَحِيضَ حَيْضَةً أُخْرٰى ثُمَّ تَطْهُرَ، ثُمَّ يُطَلِّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا، وَأَمَّا إِنْ تُطَلِّقْهَا ثَلَاثًا فَقَدْ عَصَيْتَ اللهَ فِيمَا أَمَرَكَ بِهِ مِنْ طَلَاقِ امْرَأَتِكَ، وَبَانَتْ مِنْكَ امْرَأَتُكَ.

۳۵۸۷- حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جب اس شخص کے بارے میں پوچھا جاتا جس نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی تو وہ فرماتے: اگر اس نے پہلی یا دوسری طلاق دی ہے تو (وہ رجوع کرے کیونکہ) مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ اس سے رجوع کر‘ پھر اسے اپنے پاس رکھ حتی کہ اسے ایک اور حیض آئے‘ پھر وہ پاک ہو تو اب چاہے تو اسے جماع سے پہلے طلاق دے دے۔ اور اگر تو نے تیسری طلاق دی ہے تو تو نے عورت کو طلاق دینے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی ہے۔ اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہو گئی۔

فائدہ: ”نافرمانی کی ہے“ یعنی حیض کی حالت میں طلاق دے کر لیکن وہ طلاق واقع ہو جائے گی۔ چونکہ یہ تیسری طلاق ہے‘ لہٰذا ان میں ابدی جدائی ہو جائے گی۔

۳۵۸۸- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسٰى مَرْوَزِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَرَاجَعَهَا.

۳۵۸۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی تھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں رجوع کا حکم دیا‘ لہٰذا انھوں نے رجوع کر لیا۔

۳۵۸۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

۳۵۸۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے

---

۳۵۸۷ـ أخرجه مسلم، الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها ... الخ، ح: ۱۴۷۱/ ۳ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح: ۵۷۵۲.

۳۵۸۸ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲/ ۶۱ من حديث حنظلة بن أبي سفيان به، وهو في الكبرٰى، ح: ۵۷۵۳.

۳۵۸۹ـ أخرجه مسلم، الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها ... الخ، ح: ۱۴۷۱/ ۱۳ من حديث ابن جريج، وهو في الكبرٰى، ح: ۵۷۵۴.

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِيهِ ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يُسْأَلُ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ حَائِضًا، فَقَالَ: أَتَعْرِفُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ حَائِضًا، فَأَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ الْخَبَرَ، فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا حَتَّى تَطْهُرَ، وَلَمْ أَسْمَعْهُ يَزِيدُ عَلَى هٰذَا.

بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی تھی۔ انھوں نے فرمایا: تو عبداللہ بن عمر کو جانتا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: اس نے بھی اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی تھی۔ پھر حضرت عمر ؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کو یہ بات بتائی' چنانچہ آپ نے اسے حکم دیا کہ اس سے رجوع کرے حتی کہ وہ پاک ہو تو پھر چاہے تو طلاق دے دے۔

(راوی حدیث عبداللہ بن طاوس نے کہا کہ) میں نے اس سے زیادہ' اس (اپنے باپ) سے نہیں سنا۔

۳۵۹۰- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو ابْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ مُحَمَّدٍ - أَبُو سَعِيدٍ - قَالَ: نُبِّئْتُ عَنْ يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا، عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، وَقَالَ عَمْرٌو: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ طَلَّقَ حَفْصَةَ ثُمَّ رَاجَعَهَا، وَاللهُ أَعْلَمُ.

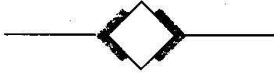
۳۵۹۰- حضرت عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حفصہ کو طلاق دے دی تھی' پھر آپ نے رجوع فرما لیا تھا۔ واللہ أعلم۔

**فوائد ومسائل:** ① اس واقعے کی تفصیل کسی حدیث میں ذکر نہیں۔ اغلب گمان یہ ہے کہ ارادۂ طلاق مراد ہے ورنہ طلاق دی ہوتی تو حرم نبوی کے بارے میں ایسی خبر اتنی گمنام نہ رہتی بلکہ مدینہ میں دھوم مچ جاتی۔ آپ

---

۳۵۹۰- [صحيح] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في المراجعة، ح: ۲۲۸۳ من حديث سهل بن محمد بن الزبير به، وصرح بالسماع عند أبي داود، فالعلة غير قادحة، وتابعه جماعة عن يحيى بن زكريا بن أبي زائدة به، والحديث في الكبرٰى، ح: ۵۷۵۵.

نے ایک مہینے کے لیے الگ رہنے کی قسم کھائی تھی تو اسی صبح مدینہ منورہ اور مسجد نبوی کے درودیوار لوگوں کی چیخوں سے گونج اٹھے تھے۔ یہ سانحہ تو مخفی رہ ہی نہیں سکتا تھا۔ کسی حدیث کے معنی متعین کرنے کے لیے واقعاتی شہادت کا لحاظ بھی ضروری ہے۔ ② باب کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ طلاق کے بعد رجوع مشروع ہے۔ جس طرح خاوند طلاق کے بارے میں خود مختار ہے اسی طرح رجوع کے بارے میں بھی خود مختار ہے۔ رجوع کے لیے عورت کی رضامندی ضروری نہیں' البتہ تیسری طلاق' لعان اور خلع کے بعد رجوع نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح جس عورت کو جماع سے پہلے طلاق ہو جائے اس سے بھی رجوع ممکن نہیں۔






بسم اللہ الرحمن الرحیم

## (المعجم ٢٨) - كِتَابُ الْخَيلِ وَالسَّبقِ وَالرَّمْيِ (التحفة ١١)

## گھوڑوں، گھوڑ دوڑ پر انعام اور تیر اندازی سے متعلق احکام و مسائل

### (المعجم ١) - [بَابٌ: «اَلْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ»] (التحفة ١)

### باب:١- قیامت تک گھوڑے کی پیشانی میں خیر و برکت رکھ دی گئی ہے

٣٥٩١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ - وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ صَالِحِ بْنِ صَبِيحٍ الْمُرِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي عَبْلَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُرَشِيِّ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ نُفَيْلٍ الْكِنْدِيِّ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَذَالَ النَّاسُ الْخَيْلَ وَوَضَعُوا السِّلَاحَ وَقَالُوا: لَا جِهَادَ، قَدْ وَضَعَتِ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا، فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِوَجْهِهِ وَقَالَ: «كَذَبُوا الْآنَ الْآنَ جَاءَ الْقِتَالُ، وَلَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ يُقَاتِلُونَ عَلَى

٣٥٩١- حضرت سلمہ بن نفیل کندی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! لوگوں نے گھوڑوں کو اہمیت دینا چھوڑ دی ہے اور انھوں نے ہتھیار رکھ دیے ہیں اور وہ کہنے لگے ہیں: اب جہاد نہیں رہا۔ جنگ ختم ہو چکی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا چہرۂ انور لوگوں کی طرف کیا اور ارشاد فرمایا: ''وہ غلط کہتے ہیں۔ جہاد تو اب فرض ہوا ہے اور میری امت کا ایک عظیم گروہ حق (کو غالب کرنے) کے لیے لڑتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ان سے لڑنے کے لیے بہت سے لوگوں کے دل کفر کی طرف مائل کرتا رہے گا اور اللہ تعالیٰ انھیں ان سے رزق عطا فرماتا رہے گا حتی کہ قیامت قائم ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کا (غلبے والا) وعدہ پورا ہو جائے۔ اور (جہاد کی نیت سے

---

٣٥٩١- [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني: ٧/ ٥٢، ح: ٦٣٥٧ من حديث إبراهيم بن أبي عبلة به مختصرًا، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٠١، وللحديث طرق أخرى.

الْحَقِّ، وَيُزِيغُ اللهُ لَهُمْ قُلُوبَ أَقْوَامٍ وَيَرْزُقُهُمْ مِنْهُمْ حَتّٰى تَقُومَ السَّاعَةُ، وَحَتّٰى يَأْتِيَ وَعْدُ اللهِ، وَالْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَهُوَ يُوحٰى إِلَيَّ أَنِّي مَقْبُوضٌ غَيْرَ مُلَبَّثٍ، وَأَنْتُمْ تَتَّبِعُونِي أَفْنَادًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، وَعُقْرُ دَارِ الْمُؤْمِنِينَ الشَّامُ».

رکھے گئے) گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لیے خیر رکھ دی گئی ہے۔ مجھے وحی کی گئی ہے کہ میں دنیا میں رہنے والا نہیں بلکہ عنقریب فوت ہو جاؤں گا' اور تم میرے بعد گروہوں میں بٹ جاؤ گے اور ایک دوسرے کی گردنیں کاٹو گے۔ اور (قرب قیامت فتنوں کے دور میں) ایمان والوں کا اصل مرکز شام ہوگا۔

فوائد و مسائل: ① ''جنگ ختم ہو چکی'' کیونکہ جزیرۂ عرب شرک سے پاک ہو گیا ہے اور بیت اللہ مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا ہے۔ ② ''جہاد تو اب شروع ہوا ہے'' اب تک تو اپنے علاقے میں جہاد تھا۔ اجنبی علاقوں میں جہاد تو اب شروع ہوگا۔ یا معنی یہ ہیں کہ ابھی تو جہاد فرض ہوئے تھوڑی دیر ہوئی ہے اتنی جلدی کیسے ختم ہو سکتا ہے؟ ③ ''خیر'' عزت' دبدبہ' رعب' ثواب اور غنیمت وغیرہ۔ ④ ''شام ہوگا'' بعض دیگر روایات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرب قیامت شام کا علاقہ مومنین کے لیے فتح کا مقام ہوگا۔ مکہ مدینہ میں تو لڑائی ہوگی ہی نہیں۔ اس حدیث میں گویا اشارہ ہے کہ اہل اسلام کے لیے فتنوں کے دور میں شام امن اور سلامتی کی جگہ ہوگی۔ ⑤ اس حدیث میں جہاد کے لیے رکھے گئے گھوڑوں کی دوسرے جانوروں پر فضیلت ثابت ہوتی ہے کیونکہ ان کے علاوہ کسی جانور کی فضیلت ثابت نہیں' نیز ایسے گھوڑوں کے ذریعے سے حاصل کیا ہوا مال بھی بہترین مالوں میں سے ہے۔ ⑥ اس میں اسلام' جہاد اور اہل اسلام کے قیامت تک باقی رہنے کی خوشخبری ہے اور مسلمانوں کی آپس میں لڑائی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی کا بھی ذکر ہے۔

٣٥٩٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ - يَعْنِي الْفَزَارِيَّ - عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ

٣٥٩٢- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت تک کے لیے (جہاد کے لیے رکھے گئے) گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر رکھ دی گئی ہے۔ گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں: کچھ تو آدمی کے لیے ثواب کا ذریعہ ہیں' کچھ پردہ پوشی کا کام دیتے ہیں اور کچھ گناہ کا سبب ہیں۔ ثواب تو اس شخص

---

٣٥٩٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ماجاء من ارتبط فرسًا في سبيل الله، ح: ١٦٣٦ من حديث سهيل به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٠٢.

الْقِيَامَةِ. اَلْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ: فَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ، وَهِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَهِيَ عَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ، فَأَمَّا الَّذِي [هِيَ] لَهُ أَجْرٌ فَالَّذِي يَحْتَبِسُهَا فِي سَبِيلِ اللهِ فَيَتَّخِذُهَا لَهُ، وَلَا تُغَيِّبُ فِي بُطُونِهَا شَيْئًا إِلَّا كُتِبَ لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ غَيَّبَتْ فِي بُطُونِهَا أَجْرٌ، وَلَوْ عَرَضَتْ لَهُ مَرْجٌ». وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

کے لیے ہے جو انھیں جہاد فی سبیل اللہ کے لیے وقف کر دیتا ہے بلکہ وہ انھیں پالتا ہی جہاد کے لیے ہے۔ ایسے گھوڑے جو بھی اپنے پیٹ میں ڈالیں، اس کے عوض میں اس شخص کے لیے ثواب لکھا جاتا ہے اور اگر کوئی چراگاہ سامنے آ جائے...... الخ۔"

٣٥٩٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْخَيْلُ لِرَجُلٍ أَجْرٌ، وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ، فَأَمَّا الَّذِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللهِ، فَأَطَالَ لَهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ، فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا ذٰلِكَ فِي الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَ لَهُ حَسَنَاتٌ، وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا ذٰلِكَ فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ آثَارُهَا» وَفِي حَدِيثِ الْحَارِثِ: «وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ، وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ تُسْقَى كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ، فَهِيَ لَهُ أَجْرٌ، وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللهِ

٣٥٩٣- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گھوڑے کسی شخص کے لیے ثواب کا ذریعہ ہیں، کسی کے لیے پردہ پوشی کا سبب ہیں اور کسی کے لیے گناہ کا موجب ہیں۔ ثواب اس شخص کے لیے ہیں جس نے انھیں جہاد کے لیے باندھ رکھا ہے اور چراگاہ اور باغیچے میں ان کی رسی فراخ کر رکھی ہے۔ وہ رسی میں بندھے ہوئے اس چراگاہ اور باغیچے سے جو کچھ بھی کھائیں پئیں گے، وہ اس کے لیے نیکیاں ہی نیکیاں ہیں۔ اور اگر وہ رسی تڑا کر ایک دو ٹیلے تک ادھر ادھر بھاگ جائیں تو ان کے نشانات قدم حتی کہ ان کی لید بھی اس کی نیکیوں میں اضافے کا سبب ہے اور اگر وہ کسی نہر اور دریا کے پاس سے گزرتے وقت پانی پی لیں، خواہ اس نے انھیں پانی پلانے کا ارادہ نہ کیا ہو تو وہ پانی بھی اس کے لیے نیکیاں بن جائے گا۔ یہ تو ثواب والے گھوڑے ہیں۔ اور جس آدمی نے انھیں اپنے فائدے کے لیے باندھا کہ کسی کے سامنے دست سوال

---

٣٥٩٣_ أخرجه البخاري، المساقاة، باب شرب الناس وسقي الدواب من الأنهار، ح: ٢٣٧١ من حديث مالك، ومسلم، الزكاة، باب إثم مانع الزكاة، ح: ٩٨٧/ ٢٤ من حديث زيد به، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٠٣.

عَزَّ وَجَلَّ فِي رِقَابِهَا وَلَا ظُهُورِهَا ، فَهِيَ لِذٰلِكَ سِتْرٌ؛ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَنِوَاءً لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ عَلٰى ذٰلِكَ وِزْرٌ» وَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْحَمِيرِ فَقَالَ: «لَمْ يَنْزِلْ عَلَيَّ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾ [الزلزلة: ٧، ٨]

دراز نہ کرنا پڑے، اس کے ساتھ ساتھ اس نے ان گھوڑوں اور ان کی سواری کے مسئلے میں اللہ تعالیٰ کا حق فراموش نہیں کیا، یہ اس شخص کے لیے پردہ پوش ہیں۔ اور جس شخص نے فخر، ریاکاری اور اہل اسلام کی مخالفت کی غرض سے گھوڑے باندھے، تو یہ اس کے لیے گناہ کا موجب ہوں گے۔'' نبی ﷺ سے گدھے (پالنے) کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''ان کے بارے میں مجھ پر کوئی مخصوص وحی تو نہیں اتری، البتہ یہ واحد جامع آیت موجود ہے: ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾ ''جو شخص ذرہ بھر نیکی کرے گا، اس کی جزا پالے گا اور جو ذرہ بھر برائی کرے گا، اس کی سزا پالے گا۔''

فوائد و مسائل: ① ''نیک نیتی'' معمول کے کاموں کو بھی ثواب کا ذریعہ بنا دیتی ہے، خواہ انسان جزئیات میں ثواب کی نیت نہ بھی کرے۔ اسی طرح بدنیتی نیکی کے کاموں کو بھی عذاب کا ذریعہ بنا دیتی ہے۔ ② ''اللہ تعالیٰ کا حق فراموش نہیں کیا'' اللہ کے حق سے مراد گھوڑے کی مناسب دیکھ بھال کرنا، طاقت سے زیادہ کام نہ لینا، ضرورت مند کو سواری کے لیے دینا، نیز نیکی اور خیر کے دوسرے کاموں کے لیے دینا ہے۔ بعض نے اس سے مراد گھوڑوں کی زکاۃ ادا کرنا بھی لیا ہے، تاہم پہلا مفہوم ہی درست ہے کیونکہ گھوڑوں پر زکاۃ نہیں ہے، بشرطیکہ انھیں تجارتی مقصد کے لیے نہ رکھا ہوا ہو۔ ③ انسان ہو یا جانور، سب سے اچھے طریقے سے پیش آنا چاہیے اور جو کسی کے ساتھ نیکی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ضائع نہیں کرتا بلکہ پورا اجر دیتا ہے۔

## (المعجم ٢) - بَابُ حُبِّ الْخَيْلِ (التحفة ٢)

## باب: ۲- گھوڑوں سے محبت کا بیان

٣٥٩٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ

۳۵۹۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو بیویوں کے بعد کوئی چیز گھوڑوں سے بڑھ کر محبوب نہیں تھی۔

---

٣٥٩٤- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ٤٤٠٤. * سعيد بن أبي عروبة تقدم، ح: ١٠٨٦، وقتادة تقدم، ح: ٣٤ عنعنا.

قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بَعْدَ النِّسَاءِ مِنَ الْخَيْلِ.

## (المعجم ٣) - مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ شِيَةِ الْخَيْلِ (التحفة ٣)

## باب:۳-کس رنگ وصورت کے گھوڑے اچھے ہوتے ہیں؟

٣٥٩٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الْبَزَّازُ هِشَامُ بْنُ سَعِيدٍ الطَّالَقَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُهَاجِرٍ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ عَقِيلِ بْنِ شَبِيبٍ، عَنْ أَبِي وَهْبٍ - وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَسَمَّوْا بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ، وَأَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَبْدُ اللهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ، وَارْتَبِطُوا الْخَيْلَ وَامْسَحُوا بِنَوَاصِيهَا وَأَكْفَالِهَا وَقَلِّدُوهَا، وَلَا تُقَلِّدُوهَا الْأَوْتَارَ، وَعَلَيْكُمْ بِكُلِّ كُمَيْتٍ أَغَرَّ مُحَجَّلٍ أَوْ أَشْقَرَ أَغَرَّ مُحَجَّلٍ أَوْ أَدْهَمَ أَغَرَّ مُحَجَّلٍ».

۳۵۹۵- حضرت ابو وہب ڈٹاٹنا سے روایت ہے ......اور وہ صحابی تھے...... کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انبیاء ﷺ کے نام اپناؤ۔ اللہ عزوجل کو سب سے زیادہ پیارے نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔ (جہاد کے لیے) گھوڑے رکھا کرو اور (پیار سے) ان کی پیشانیوں اور پشتوں پر ہاتھ پھیرا کرو۔ ان کے گلے میں ہار ڈالا کرو لیکن تندی نہ ڈالو' نیز قرمزی رنگ کے گھوڑے رکھا کرو جن کی پیشانی اور ہاتھ پاؤں سفید ہوں یا اسی طرح کے سرخ یا سیاہ گھوڑے رکھو۔ (یعنی ان کی پیشانی اور ہاتھ پاؤں سفید ہوں)۔''

فوائد ومسائل: ① نام کا بھی شخصیت پر اثر ہوتا ہے' لہٰذا نام اچھا رکھنا چاہیے۔ حدیث کا وہ حصہ جس میں انبیاء ﷺ کے نام رکھنے کا حکم ہے وہ ضعیف ہے' تاہم انبیاء والے نام رکھنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ مستحب ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے بیٹے کا نام ابراہیم رکھا تھا۔ ذاتی طور پر انبیاء ﷺ کے نام افضل ہیں اور اپنے بچوں کے نام ان کے نام پر رکھنا ان سے محبت کی علامت ہے۔ لیکن معنی کے لحاظ سے عبداللہ اور عبدالرحمٰن افضل ہیں جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کیونکہ ان میں اعتراف عبدیت ہے۔ ان جیسے دیگر ناموں' مثلاً: عبدالرحیم' عبدالحمید وغیرہ کا بھی ان شاء اللہ یہی حکم ہے۔ والله أعلم. ② ''ہاتھ پھیرا کرو'' دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ انھیں صاف ستھرا رکھا کرو' ان کی خوب دیکھ بھال کیا کرو۔ ③ ''تندی نہ ڈالو'' کیونکہ یہ سخت اور تیز ہوتی ہے' اس سے

---

٣٥٩٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب فيما يستحب من ألوان الخيل، ح:٢٥٤٣ من حديث هشام بن سعيد به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٤٠٦. * عقيل مجهول، ولبعض الحديث شواهد.

گلا کٹنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ ④ ''قرمزی'' سیاہ و سرخ دونوں رنگوں کے امتزاج سے یہ رنگ بنتا ہے۔ اس قسم کے گھوڑوں کا بہتر ثابت ہونا تجربے کی بنیاد پر تھا نہ کہ وحی سے۔ کسی اور علاقے اور زمانے میں اس کے خلاف بھی ممکن ہے۔ ویسے ان رنگوں کے گھوڑے خوب صورت معلوم ہوتے ہیں۔ ماتھے پر پھول کی طرح سفیدی اور چاروں پاؤں گھٹنوں سے نیچے سفید' کیا ہی بھلے لگتے ہیں!

## (المعجم ٤) - اَلشِّكَالُ فِي الْخَيْلِ (التحفة ٤)

## باب:۴- گھوڑوں میں شکال

٣٥٩٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَكْرَهُ الشِّكَالَ مِنَ الْخَيْلِ. وَاللَّفْظُ لِإِسْمَاعِيلَ.

۳۵۹۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ گھوڑے میں شکال کو پسند نہیں فرماتے تھے۔

الفاظ اسماعیل بن مسعود کے ہیں۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کے اس روایت میں دو استاد ہیں: اسحاق بن ابراہیم اور اسماعیل بن مسعود۔ بیان کردہ الفاظ اسماعیل بن مسعود کے ہیں۔ اسحاق بن ابراہیم کا سیاق اس سے کچھ مختلف ہے۔

٣٥٩٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي سَلْمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَرِهَ الشِّكَالَ مِنَ الْخَيْلِ.

۳۵۹۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے گھوڑے میں شکال کو ناپسند فرمایا ہے۔

---

٣٥٩٦- أخرجه مسلم، الإمارة، باب ما يكره من صفات الخيل، ح: ١٨٧٥/ ١٠٢ من حديث محمد بن جعفر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٠٧.

٣٥٩٧- أخرجه مسلم، ح: ١٨٧٥/ ١٠٢ عن محمد بن بشار به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٠٨.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: اَلشِّكَالُ مِنَ الْخَيْلِ أَنْ تَكُونَ ثَلَاثُ قَوَائِمَ مُحَجَّلَةً وَوَاحِدَةٌ مُطْلَقَةً، أَوْ تَكُونَ الثَّلَاثَةُ مُطْلَقَةً وَرِجْلٌ مُحَجَّلَةً، وَلَيْسَ يَكُونُ الشِّكَالُ إِلَّا فِي رِجْلٍ وَلَا يَكُونُ فِي الْيَدِ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ شکال یہ ہے کہ تین پاؤں تو سفید ہوں مگر ایک عام رنگ کا ہو۔ یا تین پاؤں عام رنگ کے ہوں اور ایک سفید ہو، نیز شکال پاؤں میں ہوتا ہے ہاتھوں میں نہیں۔

فوائد و مسائل: ① نبی ﷺ کا گھوڑوں میں شکال کو ناپسند کرنا دو وجوہات کی بنا پر ہو سکتا ہے: ✿ ممکن ہے اس دور کا تجربہ شاہد ہو کہ ایسے گھوڑے جنگ میں اتنے مفید نہیں ہوتے۔ ✿ عربی زبان میں شکال گھوڑے کی تین ٹانگوں کو باندھنے کو کہتے ہیں۔ اس طرح لفظ شکال میں کوئی اچھا تفاؤل نہیں پایا جاتا، اس لیے ممکن ہے آپ نے اس ظاہری معنی کی وجہ سے ناپسند فرمایا ہو۔ اس کی مثال یہ ہے کہ بچے کی پیدائش پر جانور ذبح کرنا سنت ہے لیکن آپ نے اس کے لیے لفظ عقیقہ ناپسند فرمایا کیونکہ اس میں عقوق (نافرمانی) کا معنی متبادر ہے۔ ② ''شکال'' کی اور بھی کئی تعریفیں کی گئی ہیں جن کی تفصیل شروحات حدیث میں موجود ہے۔ آج کل بھی جنگوں میں گھوڑوں کی کافی اہمیت ہے اگرچہ لڑائی کی نوعیت بدل چکی ہے۔

## (المعجم ٥) - بَابُ شُؤْمِ الْخَيْلِ (التحفة ٥)

## باب:۵- کوئی گھوڑا منحوس ہو سکتا ہے؟

٣٥٩٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ مَنْصُورٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلشُّؤْمُ فِي ثَلَاثَةٍ: اَلْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ وَالدَّارِ».

۳۵۹۸- حضرت سالم کے والد محترم (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزوں میں نحوست ہو سکتی ہے: عورت، گھوڑا اور گھر۔''

فائدہ: بعض روایات میں ہے کہ اگر نحوست کسی چیز میں ہوتی تو ان تین چیزوں میں ہوتی، اس لیے بعض حضرات نے تو اس پیرایۂ کلام سے نفی مراد لی ہے چونکہ ان تین چیزوں میں نحوست نہیں ہے، لہٰذا نحوست کا کوئی وجود نہیں۔ لیکن بہت سی احادیث میں نحوست ثابت کی گئی ہے۔ ضروری نہیں کہ تمام احادیث ایک ہی معنی کی

---

٣٥٩٨- أخرجه مسلم، السلام، باب الطيرة والفأل وما يكون فيه الشؤم، ح: ١١٦/٢٢٢٥ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، الجهاد والسير، باب ما يذكر من شؤم الفرس، ح: ٢٨٥٨ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٠٩.

ہوں ورنہ ان کے راویوں پر وہم کا الزام لگانا پڑے گا جس کی کوئی دلیل نہیں بنا بریں صحیح یہی ہے کہ ان چیزوں میں نحوست ممکن ہے البتہ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک نحوست سے کوئی ایسا مخفی وصف مراد ہے جس کی بنا پر وہ عورت گھوڑا یا گھر نقصان کا سبب بنتے رہتے ہیں اور وہ مخفی وصف اللہ تعالیٰ ہی کا پیدا کردہ ہے لہٰذا اس تصور سے عقیدے پر کوئی زد نہیں پڑے گی جبکہ بعض محققین نے نحوست کی توجیہ بعض دوسری احادیث ہی سے بیان کی ہے کہ عورت کے اخلاق اچھے نہ ہوں بدزبان ہو نافرمان ہو جھگڑالو ہو جس سے گھر میں بے چینی اور بے برکتی کی فضا چھائی رہے۔ اسی طرح گھوڑا اڑیل ہو ہدایت کے الٹ کرتا ہو ہر وقت مار پیٹ کی تھکاوٹ برداشت کرنی پڑے وغیرہ جس کی وجہ سے ذہن پریشان رہے۔ اسی طرح گھر کا پڑوس ماحول آب و ہوا اچھے نہ ہوں یعنی گھر تنگ ہو ہوا اور روشنی کا صحیح گزر نہ ہو جس کی بنا پر تفریح طبع حاصل نہ ہو بیماریاں حملہ آور ہوں وغیرہ۔ یہ توجیہ بھی بہت مناسب ہے کیونکہ احادیث اس کی تائید کرتی ہیں۔

٣٥٩٩- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ؛ ح: وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حَمْزَةَ وَسَالِمٍ ابْنَيْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلشُّؤْمُ فِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ».

۳۵۹۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گھر عورت اور گھوڑے میں نحوست ممکن ہے۔“

٣٦٠٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنْ يَكُ فِي شَيْءٍ فَفِي الرَّبْعَةِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ».

۳۶۰۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر نحوست کا وجود ہے تو وہ گھر گھوڑے اور عورت میں ہو سکتی ہے۔“

---

٣٥٩٩ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب ما يتقى من شؤم المرأة . . . الخ، ح: ٥٠٩٣، ومسلم، ح: ٢٢٢٥ (انظر الحديث السابق) من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٧٢، والكبرى، ح: ٤٤١٠، ٤٤١١.

٣٦٠٠ـ أخرجه مسلم، السلام، باب الطيرة والفأل وما يكون فيه الشؤم، ح: ٢٢٢٧ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ٤٤١٢.

(المعجم ٦) - بَابُ بَرَكَةِ الْخَيْلِ (التحفة ٦)

باب:٦- گھوڑوں میں برکت ہوتی ہے

٣٦٠١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا؛ ح: قَالَ: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْبَرَكَةُ فِي نَوَاصِي الْخَيْلِ».

٣٦٠١- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گھوڑوں کی پیشانیوں میں برکت رکھ دی گئی ہے۔“

فائدہ: ان گھوڑوں سے مراد جہاد میں استعمال ہونے والے گھوڑے ہیں۔ برکت کی تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث:٣٥٩١۔

(المعجم ٧) - بَابُ فَتْلِ نَاصِيَةِ الْفَرَسِ (التحفة ٧)

باب:٧- گھوڑوں کی پیشانی کے بال بٹنا

٣٦٠٢- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ ابْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَفْتِلُ نَاصِيَةَ فَرَسٍ بَيْنَ أُصْبُعَيْهِ وَيَقُولُ: «اَلْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ: اَلْأَجْرُ وَالْغَنِيمَةُ».

٣٦٠٢- حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنے گھوڑے کی پیشانی کے بال اپنی دو انگلیوں کے درمیان بٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے: ”گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لیے خیر رکھ دی گئی ہے، یعنی ثواب اور غنیمت۔“

---

٣٦٠١- أخرجه مسلم، الإمارة، باب الخيل في نواصيها الخير إلى يوم القيامة، ح:١٨٧٤ عن محمد بن بشار، والبخاري، الجهاد والسير، باب الخيل معقود في نواصيها الخير إلى يوم القيامة، ح:٢٨٥١ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٤١٣.

٣٦٠٢- أخرجه مسلم، ح:١٨٧٢/٩٧، (انظر الحديث السابق) من حديث يونس بن عبيد به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٤١٤.

**فوائد ومسائل:** ① اپنے دست مبارک سے گھوڑے کے بال بٹنا گھوڑوں سے محبت' پیار اور لگاؤ کی بنا پر تھا۔ ② "قیامت تک" اس سے یہ لازمی نتیجہ نکلتا ہے کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا' علاوہ ازیں ان الفاظ سے یہ حکم مستفاد ہوتا ہے کہ جہاد کرتے رہنا چاہیے' خواہ حاکم نیک ہو یا برا۔ ③ جہاد میں استعمال ہونے والی ہر چیز کا خصوصی خیال رکھا جائے' وہ گھوڑے ہوں یا دیگر اسلحہ وغیرہ۔

٣٦٠٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْخَيْلُ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

۳۶۰۳- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "قیامت تک کے لیے گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر ہے۔"

٣٦٠٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

۳۶۰۴- حضرت عروہ بارقی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لیے خیر رکھ دی گئی ہے۔"

٣٦٠٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «اَلْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ: اَلْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ».

۳۶۰۵- حضرت عروہ بن ابی الجعد ؓ سے منقول ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: "گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لیے خیر رکھ دی گئی ہے' یعنی ثواب اور مال غنیمت۔"

---

٣٦٠٣ـ أخرجه مسلم، ح: ١٨٧١ عن قتيبة به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤١٥.

٣٦٠٤ـ أخرجه مسلم، ح: ١٨٧٣/ ٩٨ (انظر الحديث السابق) من حديث عبدالله بن إدريس، والبخاري، الجهاد والسير، باب الخيل معقود في نواصيها الخير إلٰى يوم القيامة، ح: ٢٨٥٠ من حديث حصين به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤١٦.

٣٦٠٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤١٧.

٣٦٠٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ: اَلْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ».

٣٦٠٦- حضرت عروہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''قیامت تک کے لیے گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر رکھ دی گئی ہے یعنی ثواب اور مال غنیمت۔''

٣٦٠٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُصَيْنٌ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي السَّفَرِ أَنَّهُمَا سَمِعَا الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ: الْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ».

٣٦٠٧- حضرت عروہ بن ابی الجعد ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت تک گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر رکھ دی گئی ہے یعنی ثواب اور غنیمت۔''

فائدہ: گھوڑوں کا ذکر خصوصاً اس لیے ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں گھوڑے جہاد کے لیے انتہائی مفید بھی تھے اور ناگزیر بھی اور اب بھی ان کی افادیت سے انکار نہیں۔ آپ کا مقصد مسلمانوں کو جہاد فی سبیل اللہ کے لیے ہر وقت تیار رہنے کی ترغیب دلانا ہے۔ اب گھوڑوں کے علاوہ جدید جنگی اسلحہ اور ہتھیاروں کی تیاری و فراہمی ضروری ہے۔

## (المعجم ٨) - تَأْدِيبُ الرَّجُلِ فَرَسَهُ (التحفة ٨)

## باب:٨- آدمی اپنے گھوڑے کو تربیت دے سکتا ہے

٣٦٠٨- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ

٣٦٠٨- حضرت خالد بن یزید جہنی سے روایت

٣٦٠٦ـ[صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح:٤٤١٨.

٣٦٠٧ـ[صحيح] تقدم، ح:٣٦٠٤، وهو في الكبرٰى، ح:٤٤١٩.

٣٦٠٨ـ[إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في الرمي، ح:٢٥١٣ من حديث عبدالرحمٰن به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٤٢٠، وصححه الحاكم:٢/ ٩٥، ووافقه الذهبي. * خالد بن يزيد حسن الحديث كما حققته في◀◀

ابْنِ مُجَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَّامٍ الدِّمَشْقِيُّ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ الْجُهَنِيِّ قَالَ: كَانَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ يَمُرُّ بِي فَيَقُولُ: يَا خَالِدُ! أُخْرُجْ بِنَا نَرْمِي، فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ أَبْطَأْتُ عَنْهُ فَقَالَ: يَا خَالِدُ! تَعَالَ أُخْبِرْكَ بِمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ: صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِي صُنْعَتِهِ الْخَيْرَ، وَالرَّامِيَ بِهِ، وَمُنَبِّلَهُ، وَارْمُوا وَارْكَبُوا، وَأَنْ تَرْمُوا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرْكَبُوا، وَلَيْسَ اللَّهْوُ إِلَّا فِي ثَلَاثَةٍ: تَأْدِيبِ الرَّجُلِ فَرَسَهُ، وَمُلَاعَبَتِهِ امْرَأَتَهُ، وَرَمْيِهِ بِقَوْسِهِ وَنَبْلِهِ، وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْيَ بَعْدَ مَا عَلِمَهُ رَغْبَةً عَنْهُ فَإِنَّهَا نِعْمَةٌ كَفَرَهَا - أَوْ قَالَ -: كَفَرَ بِهَا».

ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرتے تو فرماتے: خالد! آؤ باہر جا کر تیر اندازی کریں۔ ایک دن مجھے ذرا دیر ہو گئی تو فرمانے لگے: خالد! آؤ میں تمھیں وہ بات بتاتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے۔ میں ان کے پاس پہنچا تو فرمانے لگے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین اشخاص کو جنت میں داخل فرمائے گا: ایک تو تیر بنانے والا، جو تیر بناتے وقت اچھی (جہاد یا ثواب کی) نیت رکھتا ہے۔ دوسرا تیر پھینکنے والا، اور تیسرا تیر پکڑانے والا۔ تیر اندازی (کی مشق) کیا کرو اور سواری (کی مشق) کیا کرو۔ اور میرے نزدیک تیر اندازی گھوڑ سواری سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ مستحب کھیل صرف تین ہیں: آدمی اپنے گھوڑے کو تربیت دے یا اپنی بیوی سے دل لگی کرے یا اپنے تیر کمان سے تیر اندازی (کی مشق) کرے۔ جس آدمی نے تیر اندازی سیکھنے کے بعد اسے اہمیت نہ دیتے ہوئے چھوڑ دیا تو اس نے (اللہ تعالیٰ کی) نعمت کی ناشکری کی۔“

**فوائد و مسائل:** ① ”پسندیدہ ہے“ کیونکہ تیر چلانا نہ آتا ہو تو گھوڑ سواری بے فائدہ ہے، جبکہ تیر اندازی اکیلی بھی مفید ہے۔ ② ”مستحب کھیل“ یعنی ان میں ثواب حاصل ہوتا ہے کیونکہ ان سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل ہوتی ہے، جبکہ دوسرے کھیل صرف جسمانی تفریح کا فائدہ دیتے ہیں اور اس جسمانی تفریح کا کیا فائدہ جو کسی کام نہ آئے؟ اگر جسمانی تفریح اور ورزش جہاد وغیرہ میں مفید ہوں تو ثواب کا موجب ہیں۔ ③ ”ناشکری کی“ البتہ اگر اپنی دیگر مصروفیات کی بنا پر چھوڑا تو کوئی حرج نہیں۔ ④ محقق کتاب نے اس روایت کی سند کو حسن قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے خالد بن یزید کی جہالت کی بنا پر اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے، تاہم ”تین کھیل مستحب ہیں“ والا حصہ دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى، شرح

---

◀◀ تسهيل الحاجة، ح: ٢٨١١.

سنن النسائي: ۱۳/۳۰ وضعيف سنن النسائي' رقم: ۳۵۸۰)

(المعجم ۹) - بَابُ دَعْوَةِ الْخَيْلِ (التحفة ۹)

باب: ۹- گھوڑے کی دعا

٣٦٠٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُدَيْجٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ فَرَسٍ عَرَبِيٍّ إِلَّا يُؤْذَنُ لَهُ عِنْدَ كُلِّ سَحَرٍ بِدَعْوَتَيْنِ: اَللّٰهُمَّ! خَوَّلْتَنِي مَنْ خَوَّلْتَنِي مِنْ بَنِي آدَمَ وَجَعَلْتَنِي لَهُ، فَاجْعَلْنِي أَحَبَّ أَهْلِهِ وَمَالِهِ إِلَيْهِ أَوْ مِنْ أَحَبِّ أَهْلِهِ وَمَالِهِ إِلَيْهِ».

۳۶۰۹- حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر عربی گھوڑے کو رات کے آخری حصے میں دو دفعہ اس دعا کی اجازت دی جاتی ہے' اے اللہ! تو نے انسانوں میں سے جس شخص کو میرا مالک بنایا ہے اور مجھے اس کے ساتھ خاص کیا ہے' اس کے ہاں مجھے اس کے اہل ومال میں سے محبوب ترین چیز بنا دے۔''

فوائد ومسائل: ① قرآن وحدیث سے صراحتاً ثابت ہوتا ہے کہ جانور بھی اپنی زبان میں کلام کرتے ہیں۔ چونکہ ہم ان کی زبان نہیں سمجھ سکتے' لہٰذا ہم انھیں بے زبان سمجھ لیتے ہیں۔ خصوصاً اللہ تعالیٰ سے تو ہر چیز ہی کلام کرتی ہے' لہٰذا حدیث میں کوئی اشکال نہیں۔ ② ''رات کے آخری حصے میں'' کیونکہ یہ قبولیت دعا کا وقت ہوتا ہے۔ ③ ''عربی گھوڑے'' یہ الفاظ غالباً اس زمانے کے اعتبار سے ہیں ورنہ عجمی گھوڑا عجمی زبان میں دعا کرتا ہو گا۔ واللہ أعلم.

(المعجم ۱۰) - اَلتَّشْدِيدُ فِي حَمْلِ الْحَمِيرِ عَلَى الْخَيْلِ (التحفة ۱۰)

باب: ۱۰- گھوڑی کو گدھے سے جفتی کرانا سخت گناہ ہے

٣٦١٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

۳۶۱۰- حضرت علی بن ابی طالب ؓ بیان کرتے

---

٣٦٠٩- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٧٠ عن يحيى بن سعيد القطان به، وصححه الحاكم: ٢/ ٩٢، ووافقه الذهبي.

٣٦١٠- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في كراهية الحمر تنزى على الخيل، ح: ٢٥٦٥ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٢١، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٣٩.

حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنِ ابْنِ زُرَيْرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أُهْدِيَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بَغْلَةٌ فَرَكِبَهَا، فَقَالَ عَلِيٌّ: لَوْ حَمَلْنَا الْحَمِيرَ عَلَى الْخَيْلِ لَكَانَتْ لَنَا مِثْلُ هٰذِهِ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ».

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک خچر تحفے میں ملا۔ آپ اس پر سوار ہوئے۔ میں نے کہا: اگر ہم گھوڑی کو گدھے سے جفتی کروالیں تو ہمارے پاس بھی اس جیسا خچر ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کام تو بے علم اور جاہل لوگ کرتے ہیں۔''

**فوائد ومسائل:** ① گھوڑی اور گدھے کے ملاپ سے خچر پیدا ہوتا ہے لیکن اس حدیث میں اس ملاپ کو ناپسند کیا گیا ہے، حالانکہ قرآن مجید میں گھوڑے اور گدھے کے ساتھ خچر کا ذکر بھی بطور احسان کیا گیا ہے جس سے خچر کے وجود اور اس کے بطور نسل باقی رہنے کا جواز معلوم ہوتا ہے، اس لیے علماء نے اس حدیث میں ممانعت یا ناپسندیدگی کے حکم کو تنزیہی قرار دیا ہے یا اسے اس صورت پر محمول قرار دیا جائے گا جب اس کی وجہ سے گھوڑوں کی نسل اور اس کی افزائش متاثر ہو کیونکہ گھوڑا خچر سے زیادہ مفید اور ضروری ہے، اس کی نسل میں کمی نہیں آنی چاہیے۔ ② اس کو بے علموں کا کام قرار دینے سے بھی مطلب خچروں کی افزائش کی حوصلہ شکنی ہی ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ خود یہ کام نہ کیا جائے، البتہ خچروں کا استعمال جائز ہے۔

**٣٦١١- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ:** حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي جَهْضَمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ: أَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَلَعَلَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي نَفْسِهِ؟ قَالَ: خَمْشًا، هٰذِهِ شَرٌّ مِنَ الْأُولٰى، إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَبْدٌ أَمَرَهُ اللهُ تَعَالٰى بِأَمْرِهِ فَبَلَّغَهُ، وَاللهِ! مَا اخْتَصَّنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِشَيْءٍ

**٣٦١١- حضرت عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس سے** روایت ہے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا۔ اتنے میں ایک آدمی نے ان سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر کی نماز میں قراءت فرماتے تھے؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ اس آدمی نے کہا: ممکن ہے کہ آپ دل میں پڑھتے ہوں؟ وہ کہنے لگے: اللہ کرے تو زخمی ہو۔ یہ تو پہلی سے بری بات ہے۔ رسول اللہ ﷺ اللہ کے بندے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو بھی احکام دیے آپ نے آگے پہنچا دیے۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ

---

٣٦١١- [إسناده حسن] تقدم، ح: ١٤١، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٢٢.

دُونَ النَّاسِ إِلَّا بِثَلَاثَةٍ: أَمَرَنَا أَنْ نُسْبِغَ الْوُضُوءَ، وَأَنْ لَا نَأْكُلَ الصَّدَقَةَ، وَلَا نُنْزِيَ الْحُمُرَ عَلَى الْخَيْلِ.

نے ہم (اہل بیت) کو لوگوں سے الگ کوئی خصوصی حکم نہیں دیا مگر یہ تین چیزیں (ہوں تو ہوں): آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم وضو اچھی طرح کریں، ہم صدقہ نہ کھائیں اور گھوڑی کو گدھے سے جفتی نہ کرائیں۔

فوائد ومسائل: ① ''نہیں'' صحابۂ کرام ؓ میں سے صرف حضرت ابن عباس ؓ اس خیال میں متفرد ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر میں مطلقاً قراءت نہیں کرتے تھے۔ اونچی نہ آہستہ۔ دیگر صحابہ سے صراحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر وعصر میں بھی آہستہ قراءت فرماتے تھے، لہٰذا اسے حضرت ابن عباس ؓ کی غلط فہمی یا لاعلمی پر محمول کیا جائے گا۔ غلطی سے اللہ تعالیٰ ہی پاک ہے۔ ② ''زخمی ہو'' ناراضی سے فرمایا، حالانکہ اس شخص کی بات بجا تھی۔ آپ کے اونچا نہ پڑھنے سے یہ استدلال کیسے کیا جا سکتا ہے کہ آپ بالکل نہیں پڑھتے تھے؟ باقی ساری نماز بھی تو آہستہ ہی پڑھی جاتی ہے۔ تو کیا ساری نماز میں خاموش رہتے تھے؟ اس بات کے تو حضرت ابن عباس ؓ بھی قائل نہیں تھے۔ درحقیقت یہ ان کی غلطی ہے۔ رضي الله عنه و أرضاه. ③ ''تین چیزیں'' مگر یہ تین چیزیں بھی اہل بیت سے خاص نہیں۔ وضو اچھی طرح کرنا سب کے لیے ضروری ہے۔ صدقہ بھی ہر مالدار پر حرام ہے اور تیسرا کام بھی ہر امتی کے لیے منع ہے، البتہ ''معززین'' کے لیے زیادہ سختی ہے۔ وہ اہل بیت ہوں یا اہل علم۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ١١) - عَلَفُ الْخَيْلِ (التحفة ١١)

## باب:١١- گھوڑے کا چارہ (وغیرہ بھی ثواب کا موجب ہے)

٣٦١٢- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - عَنِ ابْنِ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي طَلْحَةُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ سَعِيدًا الْمَقْبُرِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيلِ اللهِ إِيمَانًا بِاللّٰهِ وَتَصْدِيقًا لِوَعْدِ اللهِ، كَانَ شِبَعُهُ وَرِيُّهُ وَبَوْلُهُ وَرَوْثُهُ حَسَنَاتٍ فِي

٣٦١٢- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اللہ کے راستے میں گھوڑا وقف کیا، اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اس کے وعدۂ ثواب کی تصدیق کرتے ہوئے تو اس گھوڑے کا کھانا پینا، پیشاب وگوبر اس کے ترازو میں نیکیوں کا ذریعہ بن جائیں گے۔''

---

٣٦١٢- أخرجه البخاري، الجهاد، باب من احتبس فرسًا في سبيل الله . . . الخ، ح: ٢٨٥٣ من حديث طلحة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٢٣.

مِيزَانِهِ».

فوائد و مسائل: ① قیامت کے دن اعمال اور ثواب دونوں کا وزن ہوگا۔ ② اللہ کے راستے میں گھوڑے اور دیگر اشیاء کا وقف کرنا مستحب ہے۔ ③ اعمال کی قبولیت کے لیے ایمان شرط ہے اس لیے کافروں کے اچھے عمل قیامت کے دن ان کے کسی کام نہیں آئیں گے۔ انھیں ان کا بدلہ دنیا میں دے دیا جاتا ہے۔

## (المعجم ١٢) - غَايَةُ السَّبْقِ لِلَّتِي لَمْ تُضْمَرْ (التحفة ١٢)

## باب:۱۲- غیر تضمیر شدہ گھوڑوں کی دوڑ کا فاصلہ

٣٦١٣- أَخْبَرَنَا قتَيْبَةُ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ يُرْسِلُهَا مِنَ الْحَفْيَاءِ، وَكَانَ أَمَدُهَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ؛ وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضْمَرْ، وَكَانَ أَمَدُهَا مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ.

۳۶۱۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑوں میں دوڑ کروائی۔ آپ نے ان کو حَفْیَاء سے ثنیۃ الوداع تک دوڑایا۔ اور جن گھوڑوں کو دوڑ کے لیے تیار نہیں کیا گیا تھا' ان کے درمیان ثنیۃ الوداع سے مسجد بنوزریق تک دوڑ کروائی۔

فوائد و مسائل: ① ''تضمیر شدہ گھوڑے'' اس سے مراد وہ گھوڑے ہیں جنھیں دوڑ کے لیے خصوصی طور پر تیار کیا جاتا تھا۔ طریقہ یہ تھا کہ کچھ عرصے کے لیے انھیں خوب کھلا پلا کر موٹا تازہ کر لیا جاتا تھا' پھر بتدریج خوراک کم کی جاتی تھی اور اسے ایک بند کمرے میں داخل کر دیا جاتا اور اس پر جل وغیرہ دے دیے جاتے' پھر اسے بھوکا رکھا جاتا تاکہ بکثرت پسینہ آنے سے اس کے جسم سے فالتو مواد ختم ہو جائے۔ نتیجتاً وہ مضبوط اور سخت جسم والا بن جاتا۔ خوب دوڑتا اور دوڑنے سے پسینہ نہ آتا تھا اور نہ سانس چڑھتا تھا۔ اور جنگ میں بہت مفید ثابت ہوتا تھا۔ ② حَفْیَاء سے ثنیۃ الوداع تک چھ میل کا فاصلہ تھا اور ثنیۃ الوداع سے مسجد بنوزریق تک ایک میل۔ اتنا فرق ہوتا تھا تضمیر شدہ اور غیر تضمیر شدہ گھوڑوں میں۔ ③ بہترین افادیت کے حصول کے لیے جانوروں کے ساتھ ایسا معاملہ کیا جا سکتا ہے جس میں ان کے لیے زیادہ مشقت اور تکلیف کا پہلو ہو جیسا کہ تضمیر کے لیے بھوکا رکھنا اور کمرے میں بند رکھنا وغیرہ۔ ④ مسجد کی نسبت مسجد بنانے والے کی طرف کی جا سکتی ہے اور یہ نسبت تمیز کے لیے ہوگی نہ کہ تملیک کے لیے۔

---

٣٦١٣- أخرجه مسلم، الإمارة، باب المسابقة بين الخيل وتضميرها، ح: ١٨٧٠ عن قتيبة، والبخاري، الجهاد، باب الخيل للسبق، ح: ٢٨٦٩ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٢٥.

(المعجم ١٣) - بَابُ إِضْمَارِ الْخَيْلِ لِلسَّبْقِ (التحفة ١٣)

باب:١٣- دوڑ کے لیے گھوڑوں کی تضمیر کرنا

٣٦١٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي قَدْ أُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفْيَاءِ، وَكَانَ أَمَدُهَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ، وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضْمَرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ، وَأَنَّ عَبْدَ اللهِ كَانَ مِمَّنْ سَابَقَ بِهَا.

٣٦١٤- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تضمیر شدہ گھوڑوں کے درمیان حَفْیَاء سے ثنیۃ الوداع تک دوڑ کا مقابلہ کروایا اور ان گھوڑوں کو جن کی تضمیر نہیں کی گئی تھی ثنیۃ الوداع سے بنو زریق کی مسجد تک دوڑایا۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے بھی اس مقابلے میں حصہ لیا تھا۔

(المعجم ١٤) - بَابُ السَّبْقِ (التحفة ١٤)

باب:١٤- گھوڑ دوڑ پر انعام مقرر کرنا

٣٦١٥- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ أَبِي نَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا سَبَقَ إِلَّا فِي نَصْلٍ أَوْ حَافِرٍ أَوْ خُفٍّ».

٣٦١٥- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تیر اندازی، گھوڑ دوڑ اور اونٹ دوڑ کے علاوہ کسی مقابلے میں انعام (مقرر کرنا یا حاصل کرنا) درست نہیں۔“

فوائد ومسائل: ① مقصد یہ ہے کہ اس قسم کے مقابلے منعقد کرنے سے جنگی قوت مضبوط ہوگی اور لوگوں

---

٣٦١٤- أخرجه البخاري، الصلاة، باب: هل يقال مسجد بني فلان؟، ح: ٤٢٠، ومسلم، الإمارة، باب المسابقة بين الخيل وتضميرها، ح: ١٨٧٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٤٦٧، ٤٦٨، والكبرى، ح: ٤٤٢٤.

٣٦١٥- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في السبق، ح: ٢٥٧٤، والترمذي: ١٧٠٠ من حديث محمد بن عبدالرحمن بن أبي ذئب به، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٢٦، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٣٨، وللحديث طرق أخرى.

میں جہاد کی رغبت پیدا ہوگی' اس لیے ان مقابلوں میں شرکت سے ثواب حاصل ہوگا۔ دوسرے کھیلوں میں مقابلے کا کوئی اعلیٰ اور مستقل فائدہ نہیں' لہٰذا ان میں کوئی ثواب نہیں' البتہ اگر کھیل جائز ہو تو اس میں مقابلہ بھی جائز ہوگا۔ ④ ان تین چیزوں کے علاوہ بھی اگر کوئی اور چیز جہاد کے مقصد کو پورا کرتی ہو تو اس میں بھی مقابلہ کار ثواب ہوگا۔

٣٦١٦- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْمَخْزُومِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ أَبِي نَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا سَبَقَ إِلَّا فِي نَصْلٍ أَوْ خُفٍّ أَوْ حَافِرٍ».

۳۶۱۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیر اندازی' گھوڑ دوڑ اور اونٹ دوڑ کے علاوہ کسی چیز میں انعام نہیں رکھا جا سکتا۔''

٣٦١٧- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ مَوْلَى الْجُنْدُعِيِّينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَا يَحِلُّ سَبَقٌ إِلَّا عَلٰى خُفٍّ أَوْ حَافِرٍ.

۳۶۱۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اونٹ دوڑ یا گھوڑ دوڑ کے علاوہ کسی مقابلے میں انعام مقرر کرنا حلال اور جائز نہیں۔

٣٦١٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ نَاقَةٌ تُسَمَّى الْعَضْبَاءَ لَا تُسْبَقُ، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ عَلٰى قَعُودٍ

۳۶۱۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک اونٹنی تھی جسے عضباء کہا جاتا تھا۔ اس سے کوئی اونٹ آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔ ایک اعرابی اپنے جوان اونٹ پر آیا اور اس سے مقابلے میں آگے

---

٣٦١٦- [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٢٧.

٣٦١٧- [إسناده حسن] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٩/ ٤٨ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٢٨. * ابن أبي جعفر هو عبيدالله، وأبو عبدالله ثقة، وثقه العجلي، وابن حبان وغيرهما.

٣٦١٨- أخرجه البخاري، ح: ٢٨٧١، ٢٨٧٢، ٦٥٠١ من حديث حميد الطويل به، وصرح بالسماع عنده، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٢٩.

فَسَبَقَهَا ، فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ ، فَلَمَّا رَأٰى مَا فِي وُجُوهِهِمْ قَالُوا : يَا رَسُولَ اللهِ! سُبِقَتِ الْعَضْبَاءُ ، قَالَ : «إِنَّ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ لَا يَرْتَفِعَ شَيْءٌ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهُ».

بڑھ گیا۔ یہ بات مسلمانوں کو بہت ناگوار گزری۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کے چہروں کے تأثرات دیکھے جبکہ وہ کہہ رہے تھے: اے اللہ کے رسول! عضباء تو پیچھے رہ گئی! تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے یہ بات لازم قرار دے لی ہے کہ دنیا کی جو چیز بھی بلند مرتبہ ہوگی' اللہ تعالیٰ اسے (کسی نہ کسی وقت) نیچا دکھائے۔''

فوائد ومسائل: ① عضباء، لغوی لحاظ سے اس کے معنی ''کن کٹی'' ہیں مگر آپ کی اونٹنی کن کٹی نہیں تھی بلکہ اس کا عرفی نام عضباء تھا۔ ممکن ہے کان زیادہ چھوٹے ہوں' تشبیہاً عضباء کہہ دیا گیا ہو۔ ② ''نیچا دکھائے گا'' کیونکہ ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ﴾ (الرحمٰن٥٥:٢٦) ''دنیا کی ہر چیز زوال پذیر ہے۔'' اس لیے یہ ممکن نہیں کہ کوئی چیز ہمیشہ عروج کی حالت میں رہے۔ ہر جوان نے بوڑھا ہونا ہے اور ہر قوی نے کمزور ہونا ہے۔ ہر تیز نے سست ہونا ہے۔ إلا ماشاء اللّٰہ. ③ صحابہ ﷺ کے دلوں میں اللہ کے رسول ﷺ کی عزت وعظمت اتنی زیادہ تھی کہ وہ آپ کی اونٹنی پر بھی کسی کی سبقت لے جانا پسند نہیں کرتے تھے جبکہ بدو حضرات میں بے ادبی اور سختی پائی جاتی تھی۔ ④ حدیث تواضع اور انکسار پر ابھارتی ہے اور رسول اللہ ﷺ کی تواضع' انکسار اور حسن خلق کی مثال ہے۔

٣٦١٩- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي الْحَكَمِ مَوْلَى لِبَنِي لَيْثٍ، [عَنْ مُحَمَّدٍ]، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا سَبَقَ إِلَّا فِي خُفٍّ أَوْ حَافِرٍ».

٣٦١٩- حضرت ابوہریرہ ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اونٹوں اور گھوڑوں کے علاوہ دیگر جانوروں میں دوڑ کا انعامی مقابلہ نہیں کروایا جا سکتا۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ٣٦١٥.

## (المعجم ١٥) - اَلْجَلَبُ (التحفة ١٥)

## باب: ١٥- (گھوڑ دوڑ میں) جلب کا بیان

---

٣٦١٩- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب السبق والرهان، ح: ٢٨٧٨ من حديث محمد بن عمرو به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٣٠، وله شاهد تقدم، ح: ٣٦١٥.

٣٦٢٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ، وَمَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً فَلَيْسَ مِنَّا».

٣٦٢٠- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں جلب' جنب اور نکاح شغار کی کوئی گنجائش نہیں۔ اور جو شخص ڈاکا ڈالے وہ ہم میں سے نہیں۔''

فائدہ: جلب اور جنب کی تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ٣٣٣٧۔

## (المعجم ١٦) - اَلْجَنَبُ (التحفة ١٦)

## باب:١٦- (گھوڑ دوڑ میں) جنب کا بیان

٣٦٢١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي قَزَعَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ».

٣٦٢١- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں جلب' جنب اور نکاح وٹہ کی اجازت نہیں۔''

فائدہ: نکاح وٹہ سے مراد وہ نکاح ہے جس میں دونوں طرف سے حق مہر نہ ہو۔ اگر دونوں طرف سے حق مہر مقرر ہو تو پھر جائز ہے اگرچہ اس کے نقصانات بھی ڈھکے چھپے نہیں۔

٣٦٢٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنِي شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَابَقَ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَعْرَابِيٌّ فَسَبَقَهُ، فَكَأَنَّ

٣٦٢٢- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے (اپنے اونٹ پر) رسول اللہ ﷺ (کی اونٹنی) سے دوڑ کا مقابلہ کیا۔ وہ آپ سے آگے بڑھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم گویا اس بنا پر غمگین و افسردہ سے ہو گئے۔ آپ سے یہ بات کہی

---

٣٦٢٠- [صحيح] تقدم، ح: ٣٣٣٧، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٣١.

٣٦٢١- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٤٤٣٢، وانظر الحديث السابق.

٣٦٢٢- [صحيح] تقدم طرفه، ح: ٣٦١٨، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٣٣.

أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَجَدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ مِنْ ذٰلِكَ، فَقِيلَ لَهُ فِي ذٰلِكَ، فَقَالَ: «حَقٌّ عَلَى اللهِ أَنْ لَا يَرْفَعَ شَيْءٌ نَفْسَهُ فِي الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهُ اللهُ».

گئی تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے یہ لازم کر لیا ہے کہ جو چیز بھی دنیا میں اپنے آپ کو اونچا کرے گی' آخر کار اللہ تعالیٰ اسے نیچا دکھائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث کا جنب سے تو کوئی تعلق نہیں' البتہ اصل باب سے تعلق ہے کہ اونٹ دوڑ کروائی جا سکتی ہے۔ اس حدیث کی تفصیل حدیث: ۳۶۱۸ میں گزر چکی ہے۔ ② ''اونچا کرے گی'' یعنی اپنے آپ کو اونچا سمجھے گی۔ ظاہر ہے جانوروں میں بھی یہ احساس تو موجود ہے۔ تبھی وہ مقابلے میں آگے بڑھنے کی جان توڑ کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے آپ کو اونچا بھی کرتے ہیں' لہٰذا کوئی اعتراض نہیں۔

## (المعجم ١٧) - بَابُ سُهْمَانِ الْخَيْلِ (التحفة ١٧)

## باب: ۱۷- (مال غنیمت میں) گھوڑے کے حصوں کا بیان

٣٦٢٣- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: ضَرَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَامَ خَيْبَرَ لِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ أَرْبَعَةَ أَسْهُمٍ: سَهْمًا لِلزُّبَيْرِ، وَسَهْمًا لِذِي الْقُرْبٰى لِصَفِيَّةَ بِنْتِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أُمِّ الزُّبَيْرِ، وَسَهْمَيْنِ لِلْفَرَسِ.

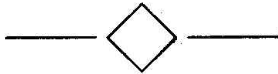
۳۶۲۳- حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ خیبر میں والد محترم حضرت زبیر بن عوام ؓ کو چار حصے دیے تھے۔ ایک ان کا اپنا' دوسرا آپ کا رشتے دار ہونے کی وجہ سے کیونکہ عبدالمطلب کی بیٹی حضرت صفیہ ؓ حضرت زبیر ؓ کی والدہ تھیں اور باقی دو حصے گھوڑے کے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت زبیر ؓ آپ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ شریعت اسلامیہ نے رسول اللہ ﷺ کے رشتے داروں کے لیے خمس میں حق رکھا تھا تاکہ یہ ان کے لیے زکاۃ کا نعم البدل بن سکے' نیز آپ اپنے رشتہ داروں کو تحفے تحائف دے سکیں۔ یہ خمس (پانچواں حصہ) ہر غنیمت سے الگ نکال کر بیت المال میں رکھا

---

٣٦٢٣_ [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ٤/ ١١٠، ح: ٤١٤٣، وعنه البيهقي: ٩/ ٥٢، ٥٣ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٣٤، وفيه علة غير قادحة، ورواه محاضر بن المورع عن هشام بن عروة به، عند الدارقطني.

جاتا تھا جسے آپ اپنی صوابدید کے مطابق اپنی ذات اقدس' اپنے رشتے داروں اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور ان کی جنگی قوت کی مضبوطی کے لیے استعمال فرماتے تھے۔ ﷺ۔ ② جمہور اہل علم اسی بات کے قائل ہیں کہ گھوڑے کو مال غنیمت میں سے دو حصے ملیں گے۔ آدمی کو ایک۔ گویا گھوڑ سوار کو تین حصے اور پیدل کو ایک حصہ۔ امام ابوحنیفہ ؒ سے منقول ہے کہ میں گھوڑے کو انسان پر فضیلت نہیں دے سکتا' لہٰذا وہ گھوڑے کے لیے ایک حصے کے قائل ہیں' حالانکہ اس میں فضیلت کی کوئی بات نہیں۔ ویسے بھی تو گھوڑا انسان سے زیادہ کھاتا ہے تو کیا زیادہ کھانے کی وجہ سے وہ افضل ہو گیا؟ گھوڑے کو دو حصے دینا اسی بنا پر ہے کہ اس پر خرچ زیادہ اٹھتا ہے' نیز وہ جنگ میں آدمی سے زیادہ کام کرتا ہے۔ ایک سوار پیدل سے کئی گنا زیادہ مفید ہے اور یہ فرق صرف گھوڑے کی وجہ سے ہے' لہٰذا انصاف یہی ہے کہ اس کا حصہ آدمی سے زیادہ رکھا جائے۔ احادیث اس بارے میں صریح ہیں۔ مبہم روایات کو صریح روایات پر محمول کیا جائے گا' نیز حدیث کے مقابلے میں رائے اور قیاس کی کوئی اہمیت نہیں۔



## وقف کا مفہوم و معنی

وقف سے مراد یہ ہے کہ کوئی چیز لوجہ اللہ اپنی ملکیت سے نکال دی جائے لیکن کسی دوسرے کی ملک نہ کی جائے بلکہ اسی طرح بغیر مالک کے چھوڑ دی جائے تاکہ نہ وہ بیچی جا سکے نہ اس کا تبادلہ ہو سکے اور نہ اس میں وراثت جاری ہو۔ وہ قیامت تک اسی طرح رہے گی' البتہ اس سے حاصل ہونے والی آمدنی ان لوگوں پر خرچ کی جائے گی جن کے لیے وہ وقف کی گئی ہو' مثلاً: مسافر یا رشتہ دار یا فقیر یا طلبہ وغیرہ۔ وقف کرنے والا وقف کا ناظم مقرر کرے گا' خواہ اپنے آپ کو یا کسی اور کو یا حکومت کو یا کسی ادارے کو۔

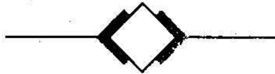
قرون اولیٰ میں وقف کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں' مثلاً: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا زمین خرید کر مسجد کے لیے وقف کرنا' کنواں خرید کر وقف کرنا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خیبر والی زمین وقف کرنا وغیرہ۔ اس سے اسلامی ریاست کا بوجھ کم ہوتا ہے اور اسے استحکام ملتا ہے کیونکہ اس کی آمدنی سے بہت سارے لوگوں کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں۔

دورِ حاضر میں مادیت پرستی کا رجحان بڑھ گیا ہے اور سیم و زر کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیوست ہو چکی ہے اور دوسری طرف حکومتیں بھی فلاح و بہبود کے کاموں سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتیں۔ بالخصوص دینی ادارے اور مساجد حکومتی سرپرستی سے محروم ہو چکے ہیں۔ غیر معقول مشاہروں کی وجہ سے قابل اور ذہین لوگ مساجد و مدارس سے اعراض کرنے لگے ہیں۔ دوسری طرف حکومتی اداروں میں پرکشش

مراعات انھیں اپنی طرف مائل کر رہی ہیں۔ ایسے حالات میں جہاں اہل علم کو اللہ پر بھروسا کرنا چاہیے وہاں اہل ثروت اور مال دار لوگوں کو اس کار خیر میں آگے بڑھنا چاہیے اور اپنی جائیدادوں کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور فی سبیل اللہ وقف کرنا چاہیے۔ یہ ایسی نیکی ہے جو رہتی دنیا تک باقی رہے گی۔ یہ آخرت کا زادِ راہ ہے۔ جتنا زیادہ ہوگا سفر آخرت اسی قدر آسان ہوگا۔ امورِ دین میں نصرت سے اللہ کی مدد نصیب ہوگی۔

حیرت ناک بات یہ ہے کہ جھوٹے نبی قادیانی کے پیروکار اپنے جھوٹ کو پھیلانے کے لیے اپنی جائیدادوں اور آمدنیوں میں سے ایک خاص حصہ وقف کر جاتے ہیں لیکن اہل اسلام ہیں کہ انھیں اپنے دین کے دفاع کی ذرا فکر نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین.







بسم اللہ الرحمن الرحیم

# (المعجم ٢٩) - كِتَابُ الْإِحْبَاسِ (التحفة ١٢)

# وقف سے متعلق احکام و مسائل

## (المعجم ١) - [بَابٌ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ وَفَاتِهِ] (التحفة ١)

## باب:۱- بوقت وفات رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ چھوڑا' اس کا بیان

٣٦٢٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا عَبْدًا وَلَا أَمَةً إِلَّا بَغْلَتَهُ الشَّهْبَاءَ الَّتِي كَانَ يَرْكَبُهَا وَسِلَاحَهُ وَأَرْضًا جَعَلَهَا فِي سَبِيلِ اللهِ، وَقَالَ قُتَيْبَةُ مَرَّةً أُخْرٰى: صَدَقَةً.

۳۶۲۴- حضرت عمرو بن حارث ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے وقت نہ کوئی درہم چھوڑا' نہ دینار' نہ غلام' نہ لونڈی' البتہ آپ کا سفید خچر جس پر آپ سواری فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا اسلحہ اور آپ کی زمین ترکے میں شامل تھے مگر آپ نے انھیں فی سبیل اللہ وقف فرما دیا تھا۔ قتیبہ بن سعید دوسری مرتبہ ''بطور صدقہ'' کے الفاظ بیان کرتے ہیں۔

**فوائد و مسائل:** ① رسول اللہ ﷺ نے ساری زندگی جائیداد نہیں بنائی' صرف کھایا پیا اور ضرورت و استعمال کی چیزیں رکھیں جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث سے واضح ہو رہا ہے۔ ضرورت و استعمال کی چیزوں کے بارے میں بھی آپ نے صراحت فرما دی تھی کہ میری وفات کے بعد وہ چیزیں بیت المال میں چلی جائیں گی اور ان کا مفاد بھی سب مسلمانوں کو ہوگا۔ تمام انبیاء ؑ کا یہی طرز عمل رہا ہے تاکہ کوئی نابکار یہ نہ کہہ سکے کہ انبیاء نے نبوت کا کھڑاک مال اکٹھا کرنے کے لیے رچایا تھا۔ نعوذ باللہ من ذالك. اسی اصول کی بنا پر رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی متروکہ زمین تقسیم نہیں کی گئی بلکہ بیت المال میں رہی۔ فداہ نفسي و روحي و أبي وأمي ﷺ. ② اگر وقف کا کوئی ناظم مقرر نہ کیا گیا ہو تو وہ بیت المال میں داخل ہوگا اور حاکم وقت اس کا ناظم ہوگا۔

---

٣٦٢٤ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب مرض النبي ﷺ ووفاته، ح: ٤٤٦١ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٢١.

٣٦٢٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الْحَارِثِ يَقُولُ: «مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسِلَاحَهُ وَأَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةً».

۳۶۲۵- حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات کے وقت کوئی چیز چھوڑ کر نہیں گئے علاوہ آپ کے سفید خچر اسلحہ اور زمین کے جنھیں آپ نے وقف قرار دے دیا تھا۔

٣٦٢٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ ابْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الْحَارِثِ يَقُولُ: «رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَمَا تَرَكَ إِلَّا بَغْلَتَهُ الشَّهْبَاءَ وَسِلَاحَهُ وَأَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةً».

۳۶۲۶- حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے (اپنی وفات کے وقت) اپنے خچر اسلحہ اور زمین کے علاوہ کچھ ترکہ نہیں چھوڑا اور انھیں بھی آپ (اپنی زندگی میں) صدقہ و وقف قرار دے چکے تھے۔ (ﷺ)

(المعجم ٢) - اَلْإِحْبَاسُ كَيْفَ يُكْتَبُ الْحَبْسُ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى ابْنِ عَوْنٍ فِي خَبَرِ ابْنِ عُمَرَ فِيهِ (التحفة ٢)

باب:۲- وقف کی دستاویز کیسے لکھی جائے؟ نیز ابن عمر کی حدیث کی بابت ابن عون پر اختلاف کا ذکر

٣٦٢٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ قَالَ:

۳۶۲۷- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے خیبر کے علاقے میں کچھ زمین ملی۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: مجھے ایسی زمین ملی ہے کہ میرے خیال کے مطابق مجھے اس

---

٣٦٢٥- أخرجه البخاري، الجهاد، باب بغلة النبي ﷺ البيضاء، ح: ٢٨٧٣ عن عمرو بن علي به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٢٢.

٣٦٢٦- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٢٣.

٣٦٢٧- أخرجه مسلم، الوصية، باب الوقف، ح: ١٦٣٣ عن إسحاق بن إبراهيم به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٢٤.

أَصَبْتُ أَرْضًا مِنْ أَرْضِ خَيْبَرَ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: أَصَبْتُ أَرْضًا لَمْ أُصِبْ مَالًا أَحَبَّ إِلَيَّ وَلَا أَنْفَسَ عِنْدِي مِنْهَا، قَالَ: «إِنْ شِئْتَ تَصَدَّقْتَ بِهَا». فَتَصَدَّقَ بِهَا عَلَى أَنْ لَا تُبَاعَ وَلَا تُوهَبَ فِي الْفُقَرَاءِ وَذَوِي الْقُرْبَى وَالرِّقَابِ وَالضَّيْفِ وَابْنِ السَّبِيلِ، لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ بِالْمَعْرُوفِ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ مَالًا وَيُطْعِمَ.

جیسی محبوب اور قیمتی چیز کبھی نہیں ملی۔ (اور میں چاہتا ہوں کہ اسے صدقہ کر دوں۔) آپ نے فرمایا: ''اگر تو چاہے تو اسے (وقف کی صورت میں) صدقہ کر دے۔'' چنانچہ حضرت عمر نے وہ زمین صدقہ کر دی' اس شرط پر کہ وہ زمین نہ بیچی جاسکے گی' نہ کسی کو ہبہ کی جائے گی' البتہ (اس کی آمدنی) فقراء' رشتہ داروں' غلاموں (کی آزادی)' مہمانوں اور مسافروں پر خرچ کی جائے گی۔ جو شخص اس زمین کا انتظام کرے گا' اس کے لیے اجازت ہے کہ اس سے مناسب انداز میں کھا پی لے اور اپنے ملنے جلنے والوں کو کھلا پلا دے' البتہ وہ مال جمع نہ کرے۔

**فوائد ومسائل:** ① ہر دینی یا دنیوی کام سے پہلے اہل علم وفضلاء سے مشورہ کر لینا مستحب ہے جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ ② اس حدیث سے صدقہ جاریہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ وہ نیکی میں کتنی سبقت لے جانے والے تھے۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ. ③ وقف کی آمدنی غرباء اور اغنیاء دونوں پر خرچ کرنا جائز ہے' اس لیے کہ رشتہ دار اور مہمان کے لیے حاجت مند ہونے کی شرط نہیں لگائی۔

۳۶۲۸- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْفَزَارِيِّ، عَنْ [أَيُّوبَ] بْنِ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

۳۶۲۸- (ایک دوسرے طریق سے مروی روایت میں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے سابقہ روایت کی طرح نقل فرماتے ہیں۔

۳۶۲۹- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ:

۳۶۲۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں کچھ زمین ملی۔ وہ نبی اکرم ﷺ

---

۳۶۲۸ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٢٥.

۳۶۲۹ـ أخرجه البخاري، الوصايا، باب الوقف كيف يكتب؟، ح: ۲۷۷۲ من حديث يزيد بن زريع، ومسلم، الوصية، باب الوقف، ح: ١٦٣٢ من حديث عبدالله بن عون به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٢٦.

حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: أَصَابَ عُمَرُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: أَصَبْتُ أَرْضًا وَلَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ أَنْفَسَ عِنْدِي، فَكَيْفَ تَأْمُرُ بِهِ؟ قَالَ: «إِنْ شِئْتَ حَبَّسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا». فَتَصَدَّقَ بِهَا عَلَى: أَنْ لَا تُبَاعَ وَلَا تُوهَبَ وَلَا تُورَثَ، فِي الْفُقَرَاءِ وَالْقُرْبٰى وَالرِّقَابِ وَفِي سَبِيلِ اللهِ وَالضَّيْفِ وَابْنِ السَّبِيلِ، لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ، وَيُطْعِمَ صَدِيقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيهِ.

کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: میں نے ایسی زمین حاصل کی ہے کہ میرے خیال کے مطابق اس سے قیمتی اور عمدہ مال مجھے کبھی نہیں ملا۔ (میرا خیال ہے میں اسے صدقہ کر دوں۔) آپ اس بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اگر تم چاہو تو اصل زمین کو وقف کر دو اور اس کی آمدنی صدقہ کر دو۔“ چنانچہ حضرت عمر ؓ نے اس شرط پر اسے صدقہ (وقف) کر دیا کہ اسے نہ تو بیچا جا سکے گا‘ نہ کسی کو ہبہ کی جا سکے گی اور نہ اس میں وراثت چلے گی‘ البتہ اس کی آمدنی فقراء‘ رشتہ داروں‘ غلاموں (کی آزادی)‘ مجاہدین‘ مہمانوں اور مسافروں پر خرچ ہوگی۔ جو شخص اس کا ناظم بنے گا‘ وہ مناسب مقدار میں اس سے خود بھی کھا پی سکتا ہے اور اپنے دوستوں کو بھی کھلا پلا سکتا ہے لیکن وہ اس سے مال جمع نہ کرے۔

**فوائد ومسائل:** ① وقف پر زکاۃ کا حکم نہیں لگتا بلکہ جن کے لیے وقف ہو‘ وہ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں‘ خواہ وہ امیر ہی ہوں۔ ② ”رشتہ داروں“ ممکن ہے اس سے مراد حضرت عمر ؓ کے رشتہ دار ہوں یا رسول اللہ ﷺ کے‘ یعنی اہل بیت۔ ③ ”ناظم“ وقف کا ناظم اپنی ذمہ داریوں کے مطابق وقف سے تنخواہ لے سکتا ہے جسے حدیث میں لفظ ”معروف“ سے بیان کیا گیا ہے۔ ناظم کا ہاتھ وقف میں کھلا نہیں ہونا چاہیے ورنہ بدعنوانی کا راستہ کھل سکتا ہے۔

۳۶۳۰- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ؛ ح: قَالَ: وَأَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَصَابَ عُمَرُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَاسْتَأْمَرَهُ فِيهَا فَقَالَ: إِنِّي

۳۶۳۰- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: حضرت عمر ؓ کو خیبر میں زمین ملی۔ وہ نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس سلسلے میں مشورہ کیا اور کہا کہ مجھے بہت قیمتی اور لمبی چوڑی زمین ملی ہے۔ میرا خیال ہے اس سے قبل مجھے کبھی اس سے قیمتی اور عمدہ مال نہیں ملا۔ آپ کیا حکم

---

۳۶۳۰_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٢٧.

أَصَبْتُ أَرْضًا كَثِيرًا لَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ أَنْفَسَ عِنْدِي مِنْهُ، فَمَا تَأْمُرُنِي فِيهَا؟ قَالَ: «إِنْ شِئْتَ حَبَّسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا» فَتَصَدَّقَ بِهَا عَلَى: أَنَّهُ لَا تُبَاعُ وَلَا تُوهَبُ، فَتَصَدَّقَ بِهَا فِي الْفُقَرَاءِ وَالْقُرْبَى وَفِي الرِّقَابِ وَفِي سَبِيلِ اللهِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَالضَّيْفِ، لَا جُنَاحَ - يَعْنِي عَلَى مَنْ وَلِيَهَا - أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يُطْعِمَ صَدِيقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ. اَللَّفْظُ لِإِسْمَاعِيلَ.

فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اگر تم چاہو تو اصل زمین کو وقف کر دو اور اس کی آمدنی صدقہ کر دو۔'' چنانچہ انھوں نے زمین کو اس طرح صدقہ کر دیا کہ اسے بیچا نہ جا سکے گا' نہ وہ تحفے میں دی جا سکے گی۔ اور اس کی آمدنی فقراء' رشتہ داروں' غلاموں (کی آزادی)' مجاہدین' مسافروں اور مہمانوں پر صدقہ کر دی۔ جو شخص اس کا انتظام کرے تو اس کے لیے کوئی گناہ نہیں کہ وہ خود (معروف طریقے کے مطابق) اس سے کچھ کھا پی لے یا اپنے کسی دوست کو کھلا پلا دے' البتہ مال جمع نہ کرے۔ الفاظ اسماعیل (بن مسعود) کے ہیں۔

فائدہ: یہ زمین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جنگ خیبر کی غنیمت کے نتیجے میں حاصل ہوئی تھی۔

٣٦٣١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ السَّمَّانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ عُمَرَ أَصَابَ أَرْضًا بِخَيْبَرَ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَأْمِرُهُ فِي ذٰلِكَ، فَقَالَ: «إِنْ شِئْتَ حَبَّسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا» فَحَبَّسَ أَصْلَهَا أَنْ لَا تُبَاعَ وَلَا تُوهَبَ وَلَا تُورَثَ، فَتَصَدَّقَ بِهَا عَلَى الْفُقَرَاءِ وَالْقُرْبَى وَالرِّقَابِ وَفِي الْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَالضَّيْفِ، لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ أَوْ يُطْعِمَ صَدِيقَهُ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيهِ.

٣٦٣١- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر کے علاقے میں کچھ زمین حاصل ہوئی۔ وہ نبی ﷺ کے پاس اس سلسلے میں مشورہ کرنے کے لیے حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''اگر تم چاہو تو اصل زمین کو وقف کر دو اور منافع صدقہ کر دو۔'' چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اصل زمین وقف کر دی کہ نہ اسے بیچا جائے نہ ہبہ کیا جائے' نہ اس میں وراثت جاری ہو۔ اور اس کی آمدنی فقراء' رشتہ داروں' غلاموں' مساکین' مسافروں اور مہمانوں کے لیے صدقہ کر دی۔ جو شخص اس کا انتظام کرے' اس کے لیے کوئی حرج نہیں کہ خود معروف طریقے کے مطابق اس سے کھا پی لے یا اپنے کسی دوست کو کھلا پلا دے' بشرطیکہ وہ مال جمع نہ کرے۔

---

٣٦٣١- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٢٨.

٣٦٣٢- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ [آل عمران: ٩٢] قَالَ أَبُو طَلْحَةَ: إِنَّ رَبَّنَا لَيَسْأَلُنَا [عَنْ] أَمْوَالِنَا، فَأُشْهِدُكَ يَا رَسُولَ اللهِ! أَنِّي قَدْ جَعَلْتُ أَرْضِي لِلّٰهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِجْعَلْهَا فِي قَرَابَتِكَ فِي حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ».

٣٦٣٢- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ ”تم ہرگز نیکی حاصل نہ کرسکو گے حتی کہ وہ چیز خرچ کرو جسے تم بہت پسند کرتے ہو۔“ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارا رب تعالیٰ ہم سے ہمارے مال طلب فرماتا ہے۔ اے اللہ کے رسول! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنی زمین اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے وقف کر دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اسے اپنے رشتے داروں حسان بن ثابت اور ابی بن کعب میں تقسیم کردو۔“

فوائد ومسائل: ① ”اپنی زمین“ دراصل یہ بیرحاء نامی باغ تھا جو مسجد نبوی کے سامنے شمال کی جانب تھا۔ بہت زرخیز اور گھنا تھا۔ ② ”تقسیم کردو“ معلوم ہوا کہ یہ مشہور معنی میں وقف نہیں تھا ورنہ کسی کو مالک نہ بناتے‘ البتہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ابتدائی الفاظ: جَعَلْتُ أَرْضِي لِلّٰهِ وقف پر دلالت کرتے ہیں۔ شاید ان الفاظ کی بنا پر ہی اس روایت کو ”وقف“ کے باب میں لایا گیا ہے۔ ممکن ہے رسول اللہ ﷺ نے وقف کے بجائے تقسیم کو مناسب خیال فرمایا ہو‘ لہٰذا یہ حکم فرمایا۔ ③ اقرباء میں سے سب سے زیادہ قرابت دار کو دینا واجب نہیں بلکہ جسے مناسب ہو اسے دے دیا جائے۔ ④ آدمی اپنے باغ کے گرد چار دیواری بنا سکتا ہے۔ نیک اور اہل علم لوگوں کا باغ میں تفریح کرنے اور اس کا پانی اور پھل استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ باغ کے مالک کے لیے نیکیاں شمار ہوں گی۔ ⑤ آدمی مرض الموت میں نہ ہو تو ثلث مال سے زائد کی وصیت کر سکتا ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے یہ نہیں پوچھا کہ کتنے مال کا صدقہ کیا ہے۔

## (المعجم ٣) - بَابُ حَبْسِ الْمُشَاعِ (التحفة ٣)

## باب: ٣- مشترکہ چیز کا وقف

٣٦٣٣- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

٣٦٣٣- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

---

٣٦٣٢- أخرجه مسلم، الزكاة، باب فضل النفقة والصدقة على الأقربين والزوج والأولاد والوالدين، ولو كانوا مشركين، ح: ٩٩٨/ ٤٣ من حديث بهز به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٢٩. * حماد هو ابن سلمة.

٣٦٣٣- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصدقات، باب من وقف، ح: ٢٣٩٧ من حديث ابن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٣٠. * وقيل عبدالله العمري، وسنده قوي كما في تسهيل الحاجة، ح: ٣٦٦، ١٢٩٩.

قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ الْمِائَةَ سَهْمٍ الَّتِي لِي بِخَيْبَرَ لَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ أَعْجَبَ إِلَيَّ مِنْهَا، قَدْ أَرَدْتُ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اِحْبِسْ أَصْلَهَا وَسَبِّلْ ثَمَرَتَهَا».

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے کہا کہ وہ سو حصے جو مجھے خیبر میں ملے ہیں، میں نے کبھی بھی ان سے زیادہ عمدہ مال حاصل نہیں کیا۔ میرا ارادہ ہے کہ وہ صدقہ کر دوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اصل زمین وقف کر دو اور اس کے پھل اور فصلیں صدقہ کر دو۔''

فائدہ: باب کا مقصود یہ ہے کہ مشترک چیز میں سے ایک آدمی کا حصہ وقف ہو سکتا ہے، خواہ ابھی الگ الگ حد بندی نہ کی گئی ہو۔ امام صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ وہ سو حصے ابھی غیر معین تھے۔ ان کی حد بندی نہیں ہوئی تھی۔ ویسے یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو اس زمین کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔ اگر ابھی معین ہی نہ ہوئی تھی تو یہ تعریف کیسی؟ واللہ أعلم. خیر! یہ مسئلہ درست ہے کہ مشترکہ چیز میں وقف ہو سکتا ہے۔

٣٦٣٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخَلَنْجِيُّ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ عُمَرُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَصَبْتُ مَالًا لَمْ أُصِبْ مَالًا مِثْلَهُ قَطُّ، كَانَ لِي مِائَةُ رَأْسٍ فَاشْتَرَيْتُ بِهَا مِائَةَ سَهْمٍ مِنْ خَيْبَرَ مِنْ أَهْلِهَا، وَإِنِّي قَدْ أَرَدْتُ أَنْ أَتَقَرَّبَ بِهَا إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: «فَاحْبِسْ أَصْلَهَا وَسَبِّلِ الثَّمَرَةَ».

٣٦٣٤- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! مجھے ایسا مال حاصل ہوا ہے کہ اس جیسا کبھی حاصل نہیں ہوا۔ میرے پاس سو غلام تھے۔ میں نے ان کے عوض خیبر کے علاقے میں سو حصے زمین خرید لی۔ میرا خیال ہے کہ میں اسے صدقہ کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کروں۔ آپ نے فرمایا: ''اصل زمین وقف کر دو اور پھل صدقہ کر دو۔''

٣٦٣٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصَفًّى بْنِ

٣٦٣٥- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں

---

٣٦٣٤_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٣١.

٣٦٣٥_[صحيح] تقدم، ح: ٣٦٢٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٣٢.

بُهْلُولٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَالِمٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ أَرْضٍ لِي بِثَمْغٍ، قَالَ: «اِحْبِسْ أَصْلَهَا وَسَبِّلْ ثَمَرَتَهَا».

نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے ثمغ مقام پر اپنی زمین کے بارے میں مشورہ کیا تو آپ نے فرمایا: ”اصل زمین وقف کر دو اور اس کا پھل صدقہ کر دو۔“

فائدہ: یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وقف کے قائل نہیں ”کیونکہ اس میں وقف والی چیز بغیر مالک کے رہ جاتی ہے جو مناسب نہیں“ حالانکہ مالک کی کمی ناظم پوری کر رہا ہے اور وہ چیز ملک کی خرابیوں‘ مثلاً: فروخت‘ ہبہ اور وراثت سے بھی محفوظ ہو جاتی ہے۔ البتہ امام صاحب مسجد کے لیے وقف کے قائل ہیں کیونکہ وہاں مجبوری ہے۔ مسجد کا کوئی مالک نہیں بن سکتا۔ حالانکہ مناسب تھا کہ مسجد کے وقف سے استدلال کرتے ہوئے عام وقف کے بھی قائل ہو جاتے۔ احادیث کی مخالفت بھی نہ کرنی پڑتی۔ ولکن اللہ یفعل مایشاء.

## (المعجم ٤) - بَابُ وَقْفِ الْمَسَاجِدِ (التحفة ٤)

## باب:۴- مساجد بھی وقف ہوتی ہیں

٣٦٣٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ جَاوَانَ - رَجُلٍ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ، وَذَاكَ أَنِّي قُلْتُ لَهُ: أَرَأَيْتَ اعْتِزَالَ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ مَا كَانَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ الْأَحْنَفَ يَقُولُ: أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ وَأَنَا حَاجٌّ، فَبَيْنَا نَحْنُ فِي مَنَازِلِنَا نَضَعُ رِحَالَنَا إِذْ أَتٰى آتٍ فَقَالَ: قَدِ اجْتَمَعَ النَّاسُ فِي الْمَسْجِدِ، فَاطَّلَعْتُ فَإِذَا - يَعْنِي النَّاسَ - مُجْتَمِعُونَ، وَإِذَا بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ نَفَرٌ

۳۶۳۶- حضرت حصین بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمرو بن جاوان سے‘ جو کہ بنو تمیم میں سے تھے‘ پوچھا کہ حضرت احنف بن قیس (سیدنا علی ومعاویہ ﷺ کی کشمکش سے) علیحدہ کیوں رہے؟ وہ کہنے لگے: میں نے حضرت احنف کو فرماتے سنا کہ میں ایک دفعہ حج کو جاتے ہوئے مدینہ منورہ گیا۔ ابھی ہم اپنے خیموں میں اپنے پالان ہی اتار رہے تھے کہ کسی آنے والے نے آ کر کہا: لوگ مسجد میں اکٹھے ہو چکے ہیں۔ میں نے جا کر دیکھا تو واقعی لوگ جمع تھے اور ان کے درمیان کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ دیکھا تو وہ علی بن ابی طالب‘ زبیر‘ طلحہ اور سعد بن ابی وقاص ﷺ تھے۔ جب میں ان

---

٣٦٣٦- [إسناده حسن] تقدم، ح: ٣١٨٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٣٣.

قُعُودٌ، فَإِذَا هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَالزُّبَيْرُ وَطَلْحَةُ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ، فَلَمَّا قُمْتُ عَلَيْهِمْ قِيلَ: هٰذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قَدْ جَاءَ، قَالَ: فَجَاءَ وَعَلَيْهِ مُلَيَّةٌ صَفْرَاءُ، فَقُلْتُ لِصَاحِبِي: كَمَا أَنْتَ حَتّٰى أَنْظُرَ مَا جَاءَ بِهِ، فَقَالَ عُثْمَانُ: أَهٰهُنَا عَلِيٌّ؟ أَهٰهُنَا الزُّبَيْرُ؟ أَهٰهُنَا طَلْحَةُ؟ أَهٰهُنَا سَعْدٌ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْشُدُكُمْ بِاللهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ! أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ يَبْتَاعُ مِرْبَدَ بَنِي فُلَانٍ غَفَرَ اللهُ لَهُ» فَابْتَعْتُهُ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: إِنِّي ابْتَعْتُ مِرْبَدَ بَنِي فُلَانٍ، قَالَ: «فَاجْعَلْهُ فِي مَسْجِدِنَا وَأَجْرُهُ لَكَ»؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْشُدُكُمْ بِاللهِ الَّذِي لَا إِلٰه إِلَّا هُوَ! هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ يَبْتَاعُ بِئْرَ رُومَةَ غَفَرَ اللهُ لَهُ». فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: قَدِ ابْتَعْتُ بِئْرَ رُومَةَ، قَالَ: «فَاجْعَلْهَا سِقَايَةً لِلْمُسْلِمِينَ وَأَجْرُهَا لَكَ»؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْشُدُكُمْ بِاللهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ! هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ يُجَهِّزُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ غَفَرَ اللهُ لَهُ» فَجَهَّزْتُهُمْ حَتّٰى مَا يَفْقِدُونَ عِقَالًا وَلَا خِطَامًا؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ! اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ! اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ!.

کے پاس کھڑا تھا تو آواز آئی: یہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آگئے ہیں۔ وہ تشریف لائے تو ان پر ایک بڑی سی زرد چادر تھی۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا: ذرا ٹھہرو تاکہ میں دیکھوں آپ کیسے تشریف لائے ہیں؟ حضرت عثمان فرمانے لگے: کیا یہاں علی ہیں؟ زبیر ہیں؟ طلحہ ہیں؟ سعد ہیں؟ انھوں نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا: میں تمھیں اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جو شخص فلاں خاندان کا کھجوروں کا باڑہ خرید کر (مسجد میں شامل کر) دے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دے گا۔'' میں نے وہ باڑہ خرید کر دیا' پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے فلاں خاندان کا باڑہ خرید لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے ہماری مسجد میں شامل کر دو۔ اس کا ثواب تجھے ملے گا؟'' سب نے کہا: بالکل درست ہے۔ آپ نے فرمایا: میں تمھیں اس کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جو شخص رومہ کنواں خریدے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا۔'' میں (اسے خرید کر) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں نے رومہ کا کنواں خرید لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے مسلمانوں کے پینے کے لیے وقف کر دو۔ اس کا ثواب تمھیں ضرور ملے گا؟'' سب نے کہا: بالکل ٹھیک ہے۔ آپ نے فرمایا: میں تمھیں اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جو

شخص تنگی والے لشکر کو تیار کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا۔'' میں نے انھیں سارا سامان دیا حتی کہ وہ کوئی رسی یا مہار تک کی کمی محسوس نہ کرتے تھے؟ ان سب نے کہا: بالکل صحیح ہے۔ حضرت عثمان کہنے لگے: اے اللہ! گواہ ہو جا۔ اے اللہ! گواہ ہو جا۔ اے اللہ! گواہ ہو جا۔

**فوائد ومسائل:** ① ''تنگی والا لشکر'' مراد غزوۂ تبوک کا لشکر ہے کیونکہ یہ سخت گرمی اور فقر کے دور میں روانہ ہوا تھا۔ (یہ روایت تفصیلاً پیچھے گزر چکی ہے۔ (دیکھیے' حدیث: ۳۱۸۴) البتہ اس میں ابتدائی الفاظ نہیں ہیں۔ حضرت عمر بن جاوان کا مقصد یہ ہے کہ حضرت احنف بن قیس کا حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کی جنگوں سے الگ رہنا اس تأثر کی بنا پر ہے جو انھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعے سے اخذ کیا کہ ایسی جنگیں عظیم شخصیتوں کی شہادت کا باعث بن جاتی ہیں' لہٰذا ان میں حصہ نہیں لینا چاہیے۔ کہیں ایمان ضائع نہ ہو جائے اور آدمی کسی مقدس شخصیت کے قتل میں ملوث نہ ہو جائے۔ ② حدیث میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مسجد کے لیے زمین وقف کرنے کا ذکر ہے جس سے مسجد کے لیے وقف کرنا ثابت ہوتا ہے۔

٣٦٣٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: سَمِعْتُ حُصَيْنَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ جَاوَانَ، عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: خَرَجْنَا حُجَّاجًا فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَنَحْنُ نُرِيدُ الْحَجَّ، فَبَيْنَا نَحْنُ فِي مَنَازِلِنَا نَضَعُ رِحَالَنَا إِذْ أَتَانَا آتٍ فَقَالَ: إِنَّ النَّاسَ قَدِ اجْتَمَعُوا فِي الْمَسْجِدِ وَفَزِعُوا، فَانْطَلَقْنَا فَإِذَا النَّاسُ مُجْتَمِعُونَ عَلٰى نَفَرٍ فِي وَسَطِ الْمَسْجِدِ، وَإِذَا عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ

۳۶۳۷- حضرت احنف بن قیس سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم (اپنے گھروں سے) حج کرنے کے ارادے سے نکلے تو مدینہ منورہ بھی گئے۔ ابھی ہم اپنی قیام گاہوں میں اپنے پالان اتار ہی رہے تھے کہ کسی نے آ کر کہا: مسجد نبوی میں بہت سے لوگ جمع ہیں اور وہ کچھ گھبرائے ہوئے سے ہیں۔ ہم سب مسجد کی طرف چلے تو واقعتاً لوگ مسجد کے درمیان میں چند بزرگوں کے اردگرد جمع تھے۔ پتہ چلا کہ وہ علی' زبیر' طلحہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم ہیں۔ ابھی ہم اسی طرح کھڑے تھے کہ (امیر المومنین) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی تشریف

---

٣٦٣٧- [إسناده حسن] تقدم، ح: ٣١٨٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٣٤.

وَطَلْحَةُ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، فَإِنَّا لَكَذٰلِكَ إِذْ جَاءَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ عَلَيْهِ مُلَاءَةٌ صَفْرَاءُ قَدْ قَنَّعَ بِهَا رَأْسَهُ، فَقَالَ: أَهٰهُنَا عَلِيٌّ؟ أَهٰهُنَا طَلْحَةُ؟ أَهٰهُنَا الزُّبَيْرُ؟ أَهٰهُنَا سَعْدٌ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنِّي أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ! أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ يَبْتَاعُ مِرْبَدَ بَنِي فُلَانٍ غَفَرَ اللهُ لَهُ». فَابْتَعْتُهُ بِعِشْرِينَ أَلْفًا أَوْ بِخَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ أَلْفًا، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: «اِجْعَلْهَا فِي مَسْجِدِنَا وَأَجْرُهُ لَكَ»؟ قَالُوا: اَللّٰهُم نَعَمْ! قَالَ: فَأَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ! أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنِ ابْتَاعَ بِئْرَ رُومَةَ غَفَرَ اللهُ لَهُ» فَابْتَعْتُهُ بِكَذَا وَكَذَا فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ قَدِ ابْتَعْتُهَا بِكَذَا وَكَذَا، قَالَ: «اِجْعَلْهَا سِقَايَةً لِلْمُسْلِمِينَ وَأَجْرُهَا لَكَ»؟ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ! قَالَ: فَأَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ! أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَظَرَ فِي وُجُوهِ الْقَوْمِ فَقَالَ: «مَنْ جَهَّزَ هٰؤُلَاءِ غَفَرَ اللهُ لَهُ» - يَعْنِي جَيْشَ الْعُسْرَةِ - فَجَهَّزْتُهُمْ حَتّٰى مَا يَفْقِدُونَ عِقَالًا وَلَا خِطَامًا؟ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ! قَالَ: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ! اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ!.

لے آئے۔ ان پر زرد رنگ کی ایک بڑی چادر تھی جس سے انھوں نے اپنے سر کو ڈھانپ رکھا تھا۔ وہ فرمانے لگے: یہاں علی ہیں؟ طلحہ ہیں؟ زبیر ہیں؟ سعد ہیں؟ وہ کہنے لگے: جی ہاں۔ فرمانے لگے: میں تمھیں اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جو شخص فلاں خاندان کا کھلیان خریدے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا۔'' میں نے بیس یا پچیس ہزار (درہم) کا خریدا' پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو اطلاع کی۔ آپ نے فرمایا: ''اس جگہ کو ہماری مسجد میں شامل کر دو۔ تمھیں اس کا ثواب ضرور ملے گا؟'' وہ سب کہنے لگے: اللہ کی قسم! صحیح ہے۔ پھر عثمان ؓ کہنے لگے: میں تمھیں اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جو شخص بئر رومہ خریدے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا۔'' میں نے وہ کنواں اتنی اتنی رقم سے خریدا' پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے وہ کنواں اتنے کا خرید لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے عام مسلمانوں کے پینے کے لیے وقف کر دو۔ اس کا ثواب تمھیں ضرور ملے گا؟'' سب نے (تصدیق کرتے ہوئے) کہا: اللہ کی قسم! درست ہے۔ پھر کہنے لگے: میں تمھیں اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے چہروں کو دیکھ کر فرمایا تھا: ''جو شخص ان

(لوگوں یعنی تنگی والے لشکر' مجاہدین تبوک) کو سامان مہیا کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا۔'' میں نے ان سب کو سامان مہیا کیا حتی کہ انھیں کسی رسی یا مہار کی بھی کمی محسوس نہ ہوئی؟ ان سب نے کہا: ہاں' اللہ کی قسم! آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ! تو گواہ ہو جا۔ اے اللہ! تو گواہ ہو جا۔ اے اللہ! تو گواہ ہو جا۔

فائدہ: ضرورت کے وقت آدمی اپنی نیکی دوسروں پر ظاہر کر سکتا ہے بشرطیکہ اس میں ریا کا خدشہ نہ ہو۔

٣٦٣٨- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي الْحَجَّاجِ، عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ ثُمَامَةَ ابْنِ حَزْنٍ الْقُشَيْرِيِّ قَالَ: شَهِدْتُ الدَّارَ حِينَ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَبِالْإِسْلَامِ! هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِينَةَ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ يُسْتَعْذَبُ غَيْرَ بِئْرِ رُومَةَ، فَقَالَ: «مَنْ يَشْتَرِي بِئْرَ رُومَةَ فَيَجْعَلُ فِيهَا دَلْوَهُ مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِينَ بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ». فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِي فَجَعَلْتُ دَلْوِي فِيهَا مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِينَ، وَأَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُونِي مِنَ الشُّرْبِ مِنْهَا حَتّٰى أَشْرَبَ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ، قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ! قَالَ:

٣٦٣٨- حضرت ثمامہ بن حزن قشیری سے منقول ہے کہ میں اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس موجود تھا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دیوار کے اوپر سے (محاصرہ کرنے والے باغیوں پر) جھانکا اور فرمانے لگے: میں تم سے اللہ کی قسم اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو بئر رومہ کے سوا وہاں میٹھا پانی نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا: ''کوئی شخص بئر رومہ خرید کر اپنا ڈول بھی دوسرے مسلمانوں کے ڈولوں کے برابر قرار دے گا تو اسے اللہ تعالیٰ جنت میں اس سے بہتر عطا فرمائے گا۔'' میں نے اپنے خالص مال سے وہ کنواں خریدا اور میں نے اس میں اپنے ڈول کو عام مسلمانوں کے ڈولوں کے برابر ہی سمجھا' جبکہ آج تم نے مجھے اس سے پانی پینے سے روک رکھا ہے حتی کہ میں سمندری پانی

---

٣٦٣٨- [حسن] دون قوله: "ثبير" أخرجه الترمذي، المناقب، باب في عد عثمان تسميته شهيدًا وتجهيزه جيش العسرة، ح: ٣٧٠٣ من حديث سعيد بن عامر به، وقال: "حسن"، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٣٥ * سعيد الجريري اختلط، ولحديثه شواهد كثيرة، منها الحديث السابق والآتي.

فَأَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَالْإِسْلَامِ! هَلْ تَعْلَمُونَ أَنِّي جَهَّزْتُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ مِنْ مَالِي؟ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ! قَالَ: فَأَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَالْإِسْلَامِ! هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ الْمَسْجِدَ ضَاقَ بِأَهْلِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَنْ يَشْتَرِي بُقْعَةَ آلِ فُلَانٍ فَيَزِيدُهَا فِي الْمَسْجِدِ بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ» فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِي فَزِدْتُهَا فِي الْمَسْجِدِ، وَأَنْتُمْ تَمْنَعُونِي أَنْ أُصَلِّيَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ، قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ! قَالَ: فَأَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَبِالْإِسْلَامِ! هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ عَلٰى ثَبِيرِ ثَبِيرِ مَكَّةَ، وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَنَا، فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ فَرَكَضَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِرِجْلِهِ وَقَالَ: «اُسْكُنْ ثَبِيرُ، فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ» قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ! قَالَ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، شَهِدُوا لِي شَهِدُوا لِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ! - يَعْنِي أَنِّي شَهِيدٌ -.

(جیسا نمکین پانی) پیتا ہوں؟ حاضرین نے کہا: ہاں' اللہ کی قسم! (یہ بات صحیح ہے)۔ حضرت عثمان نے فرمایا: میں تم سے اللہ کی قسم اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں! کیا تم جانتے ہو کہ میں نے (غزوۂ تبوک کا) تنگی والا لشکر اپنے مال سے تیار کیا تھا؟ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہاں۔ پھر فرمایا: میں تم سے اللہ کی قسم اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں' کیا تم جانتے ہو کہ مسجد نبوی نمازیوں کے لیے تنگ ہو گئی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص فلاں خاندان کا احاطہ خرید کر مسجد میں اضافہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں اس سے بہتر دے گا۔'' میں نے اپنے خالص مال سے وہ احاطہ خریدا اور مسجد میں اضافہ کر دیا۔ آج تم نے مجھے اس مسجد میں دو رکعت پڑھنے سے روک رکھا ہے؟ حاضرین نے کہا: اللہ کی قسم! آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں تم سے اللہ کی قسم اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں' کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ کے ثبیر پہاڑ پر تھے۔ آپ کے ساتھ حضرات ابوبکر و عمر اور میں بھی تھا۔ پہاڑ میں حرکت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس پر اپنا پاؤں مارا اور فرمایا: ''اے ثبیر! سکون سے رہ۔ تجھ پر اس وقت ایک نبی' ایک صدیق اور دو شہید ہیں؟'' حاضرین نے کہا: اللہ کی قسم! سچ ہے۔ آپ نے نعرۂ تکبیر بلند فرمایا اور کہا: رب کعبہ کی قسم! ان لوگوں (میرے مخالفین) نے میرے حق میں گواہی دے دی' انھوں نے میرے حق میں گواہی دی ہے کہ میں شہید ہوں گا۔

**فوائد و مسائل:** ① ''شہید ہوں گا'' جبکہ یہ قطعی بات ہے کہ شہید مظلوم ہوتا ہے اور اس کے قاتل کم از کم ظالم

ہوتے ہیں۔ گویا یہ خود گواہی دے رہے ہیں کہ ہم خلیفۃ المسلمین کو ظلماً قتل کریں گے۔ ② میٹھا پانی پینا زہد کے منافی نہیں بلکہ میٹھا پانی پینا اور اسے کسی سے طلب کرنا مباح ہے' نمکین یا کھارا پانی پینے میں کوئی فضیلت نہیں جیسا کہ صوفیاء کا طریقہ ہے' نیز اس حدیث سے لذیذ کھانوں کے تناول کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ ③ "ثبیر" وہ پہاڑ ہے جو مکہ اور منیٰ کے درمیان واقع ہے۔ منیٰ سے مکہ داخل ہوتے ہوئے دائیں طرف آتا ہے۔ اس روایت میں "ثبیر" کا ذکر ہے جبکہ مشہور روایت میں ''اُحد پہاڑ'' کا ذکر ہے اور بعض میں ''حراء'' کا بھی ذکر ہے۔ ''اُحد'' کا احتمال زیادہ قوی ہے۔ والله أعلم.

**٣٦٣٩- أَخْبَرَنَا** عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ رَاشِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَطَّابُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّ عُثْمَانَ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ حِينَ حَصَرُوهُ فَقَالَ: أَنْشُدُ بِاللّٰهِ! رَجُلًا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَقُولُ يَوْمَ الْجَبَلِ حِينَ اهْتَزَّ فَرَكَلَهُ بِرِجْلِهِ وَقَالَ: «اُسْكُنْ فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدَانِ» وَأَنَا مَعَهُ، فَانْتَشَدَ لَهُ رِجَالٌ، ثُمَّ قَالَ: أَنْشُدُ بِاللّٰهِ! رَجُلًا شَهِدَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَوْمَ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ يَقُولُ: «هٰذِهِ يَدُ اللهِ وَهٰذِهِ يَدُ عُثْمَانَ». فَانْتَشَدَ لَهُ رِجَالٌ، ثُمَّ قَالَ: أَنْشُدُ بِاللّٰهِ! رَجُلًا سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَوْمَ جَيْشِ الْعُسْرَةِ يَقُولُ: «مَنْ يُنْفِقُ نَفَقَةً مُتَقَبَّلَةً؟» فَجَهَّزْتُ نِصْفَ الْجَيْشِ مِنْ مَالِي، فَانْتَشَدَ لَهُ رِجَالٌ، ثُمَّ قَالَ: أَنْشُدُ

**٣٦٣٩-** حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ جب باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (کے گھر) کا محاصرہ کر لیا اور انھیں (باہر نکلنے سے روک دیا) تو آپ نے ایک دفعہ دیوار کے اوپر سے انھیں جھانکا اور فرمایا: میں اس شخص سے گواہی کا مطالبہ کرتا ہوں جس نے رسول اللہ ﷺ کو پہاڑ والے دن جب اس نے حرکت کی تھی اور آپ نے اس پر اپنا پاؤں مارا تھا' یہ فرماتے سنا ہے کہ ''اے پہاڑ! سکون سے رہ۔ (اس وقت) تجھ پر نبی' صدیق اور دو شہیدوں کے علاوہ کوئی نہیں۔'' اس وقت میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ بہت سے حاضرین نے اس کی گواہی دی۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ کی قسم دے کر اس شخص سے گواہی کا مطالبہ کرتا ہوں جس نے رسول اللہ ﷺ کو بیعت الرضوان کے دن فرماتے سنا ہے: ''یہ اللہ کا ہاتھ ہے اور یہ عثمان کا۔'' بہت سے لوگوں نے اس کی بھی گواہی دی' پھر فرمانے لگے: میں اللہ کی قسم دے کر اس شخص سے گواہی کا مطالبہ کرتا ہوں جس نے رسول اللہ ﷺ کو تنگی والے لشکر کے

---

**٣٦٣٩ـ [حسن]** أخرجه أحمد: ١/٥٩ من حديث يونس بن أبي إسحاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٣٦ ٭ أبوإسحاق عنعن، ولحديثه شواهد.

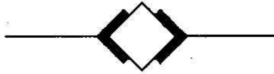
بِاللّٰهِ! رَجُلًا سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ يَزِيدُ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ؟» فَاشْتَرَيْتُهُ مِنْ مَالِي، فَانْتَشَدَ لَهُ رِجَالٌ، ثُمَّ قَالَ: أَنْشُدُ بِاللّٰهِ! رَجُلًا شَهِدَ رُومَةَ تُبَاعُ، فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ مَالِي فَأَبَحْتُهَا لِابْنِ السَّبِيلِ، فَانْتَشَدَ لَهُ رِجَالٌ.

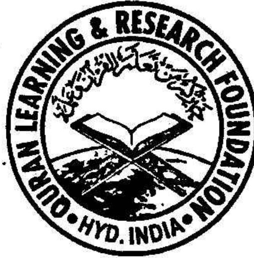
دن یہ فرماتے سنا ہے: آج کون شخص خرچ کرے گا جو یقیناً قبول ہوگا؟'' تو میں نے اپنے مال سے نصف لشکر کو ساز و سامان مہیا کیا۔ اس بات کی بھی بہت سے لوگوں نے گواہی دی' پھر حضرت عثمان نے فرمایا: میں اللہ کی قسم دیتا ہوں اس شخص کو جس نے سنا رسول اللہ ﷺ سے' آپ فرماتے تھے: ''کون شخص ہے ایسا جو بڑھا دے اس مسجد (نبوی) کو جنت کے گھر کے بدلے میں؟'' پھر میں نے اس زمین کو اپنے مال سے خرید لیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس کی بھی گواہی دی' پھر فرمایا: میں اللہ کی قسم دے کر اس شخص سے گواہی کا مطالبہ کرتا ہوں جس نے بئر رومہ کی فروخت کا واقعہ دیکھا ہے۔ میں نے اسے اپنے مال سے خرید کر مسافروں کے لیے وقف کیا۔ بہت سے لوگوں نے اس کی گواہی دی۔

**فوائد و مسائل:** ① حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ان شواہد کو پیش کرنے سے مقصد کوئی فخر یا ریاکاری یا حصول تعریف نہیں تھا بلکہ اس نازک موقع پر ثابت فرمانا چاہتے تھے کہ میں حق پر ہوں اور باغی باطل پر ہیں۔ اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کے فرامین واضح ہیں۔ مگر باغیوں پر کوئی اثر نہ ہوا کیونکہ وہ باطناً اسلام کے دشمن تھے اور خلافت کا خاتمہ چاہتے تھے۔ ② پہاڑ پر آپ کا پاؤں مارنا اور اس سے خطاب فرمانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کی اعجازی شان کا اظہار ہے جس کا اصل مقصد ان حضرات کو ان کی منقبت و فضیلت سے آگاہ فرمانا تھا' نیز دنیا کے سامنے اعلان مقصود تھا۔ واللہ أعلم. ③ ''بیعت الرضوان'' وہ بیعت ہے جس کے نتیجے میں بیعت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہوئی اور باقاعدہ قرآن مجید میں اس کا اعلان ہوا۔ یہ واقعہ صلح حدیبیہ کے دوران میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی افواہ پھیلنے پر پیش آیا۔ ④ ''یہ اللہ کا ہاتھ ہے اور یہ عثمان کا'' چونکہ حضرت عثمان موقع پر موجود نہ تھے' نیز آپ کو یہ علم بھی نہیں تھا کہ عثمان زندہ ہیں' لہٰذا آپ نے ایک ہاتھ کو اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا: یہ عثمان کی طرف سے بیعت ہے۔ اپنے ایک ہاتھ کو حضرت عثمان کا ہاتھ قرار دیا اور دوسرے کو اللہ تعالیٰ کا کیونکہ یہ بیعت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہو رہی تھی۔ قرآن مجید میں بھی ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ﴾ (الفتح ۴۸:۱۰) اس میں حضرت عثمان اور خود رسول اللہ ﷺ کی عظمت شان واضح طور پر نمایاں ہے۔ ⑤ ''نصف لشکر'' گویا اس لشکر کی تیاری میں ان کا بہت بڑا حصہ تھا جس کی تفصیل مذکور نہیں۔

٣٦٤٠- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ قَالَ: لَمَّا حُصِرَ عُثْمَانُ فِي دَارِهِ اجْتَمَعَ النَّاسُ حَوْلَ دَارِهِ، قَالَ: فَأَشْرَفَ عَلَيْهِمْ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۳۶۴۰- حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر میں محصور کر دیا گیا تو لوگ ان کے گھر کے باہر جمع ہو گئے۔ آپ نے دیوار سے ان کی طرف جھانکا۔ (پھر راوی نے سابقہ حدیث بیان کی) (تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث:۳۱۸۴)




٣٦٤٠ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، المناقب، باب في مناقب عثمان بن عفان رضي الله عنه، ح:٣٦٩٩ من حديث زيد به، وقال: "حسن صحيح غريب"، والبخاري، الوصايا، باب: إذا وقف أرضًا أو بئرًا أو اشترى لنفسه مثل دلاء المسلمين، ح:٢٧٧٨ من حديث شعبة عن أبي إسحاق به مطولاً، وهو في الكبرى، ح:٦٤٣٧.

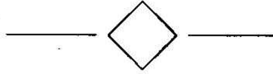
## وصیت کا مفہوم ومعنی

وصیت سے مراد وہ باتیں ہیں جو کوئی شخص اپنی وفات سے مابعد کے لیے اپنے مال واولاد کے متعلق کرے۔ وصیت کی دو قسمیں ہیں: ❂ مالی وصیت ❂ دیگر امور سے متعلق وصیت۔ وراثت کے احکام نازل ہونے سے پہلے مال کے بارے میں وصیت کرنا فرض تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہر وارث کو اس کا مقرر حصہ دے دیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی وضاحت فرما دی تو وصیت کرنے کا وجوب ساقط ہو گیا' تاہم کسی نادار رشتہ دار کو یا صدقہ کرنے کی وصیت کا جواز برقرار رہا' البتہ اسے ایک تہائی مال کے ساتھ مقید کر دیا گیا۔ اس سے زیادہ کی وصیت سے منع کر دیا گیا ہے۔ اب ایک تہائی مال کے بارے میں وصیت واجب العمل ہو گی۔ اس سے زائد ورثاء کی مرضی پر موقوف ہے۔ مالی وصیت کسی وارث کے بارے میں نہیں کی جا سکتی' یعنی وصیت کی وجہ سے وارث کا حصہ کم ہو سکتا ہے نہ زیادہ۔

دیگر امور کے بارے میں اگر انسان کوئی وصیت کرنا چاہتا ہے تو اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی موجود ہونی چاہیے اور اس بارے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے' مثلاً: کوئی شخص کاروباری معاملات یا لین دین کے بارے میں وصیت کرنا چاہتا ہے تو گواہوں کی موجودگی میں یا تحریری طور پر وصیت کرے۔ کوئی شخص اگر سمجھتا ہے کہ اس کے ورثاء اس کے فوت ہونے پر بدعات وخرافات یا غیر شرعی امور کے مرتکب ہوں گے یا خواتین نوحہ کریں گی یا اس کی اولاد کو دین سے برگشتہ کیا جائے گا تو ایسے امور کے بارے

میں وصیت ضروری ہے تاکہ انسان اللہ تعالیٰ کے ہاں بریٔ الذمہ ہو سکے۔

کسی کو وراثت سے محروم کرنا' کسی پر ظلم کرنا یا قطع رحمی کی وصیت کرنا حرام ہے جس کا وبال وفات کے بعد انسان کو بھگتنا پڑے گا' نیز ورثاء کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسی ظالمانہ یا غیر شرعی وصیت کو نافذ نہ کریں۔



بسم الله الرحمن الرحيم

# (المعجم ٣٠) - كِتَابُ الْوَصَايَا (التحفة ١٣)

## وصیت سے متعلق احکام و مسائل

### (المعجم ١) - اَلْكَرَاهِيَةُ فِي تَأْخِيرِ الْوَصِيَّةِ (التحفة ١)

### باب:۱- وصیت میں تاخیر مکروہ ہے

٣٦٤١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قَالَ: «أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمُلُ الْبَقَاءَ، وَلَا تُمْهِلْ حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ قُلْتَ: لِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ».

۳۶۴۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! کون سے صدقے کا ثواب زیادہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تو اس وقت صدقہ کرے جب تو تندرست ہو' تجھے مال کی ضرورت ہو' فقر کا ڈر ہو اور زندگی کی امید ہو۔ اور صدقہ کرنے میں تاخیر نہ کرحتی کہ جب روح حلق تک آ جائے تو پھر تو کہے: فلاں کو اتنا دے دو۔ اب تو تیرا مال دوسروں کا ہو چکا۔''

**فوائد و مسائل:** ① افضل صدقہ وہ ہے جو اس وقت کیا جائے جب خود ضرورت ہو کیونکہ یہ صدق نیت پر دلالت کرتا ہے۔ اگر اس وقت صدقہ کیا جائے جب اپنے آپ کو ضرورت نہ رہے یا زندگی کی امید نہ رہے تو وہ فالتو مال کا صدقہ ہے جس کی کوئی خاص وقعت نہیں۔ ② باب پر دلالت اس طرح ہے کہ صدقہ کرتے رہنے سے وصیت کی ضرورت نہیں رہے گی' لہٰذا تاخیر بھی نہیں ہوگی۔ ③ ''دوسروں کا ہو چکا'' تیرے مرتے ہی وارث مالک بن جائیں گے اور ان کا تصرف ہوگا۔ گویا یہ تیرا نہیں رہا۔

---

٣٦٤١- [صحيح] تقدم، ح: ٢٥٤٣، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٣٨.

٣٦٤٢- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ؟» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا مِنَّا مِنْ أَحَدٍ إِلَّا مَالُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِ وَارِثِهِ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِعْلَمُوا أَنَّهُ لَيْسَ مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا مَالُ وَارِثِهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ، مَالُكَ مَا قَدَّمْتَ، وَمَالُ وَارِثِكَ مَا أَخَّرْتَ».

۳۶۴۲-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک دفعہ) فرمایا: ''تم میں سے کس شخص کو اپنے وارث کا مال اپنے مال سے بڑھ کر پیارا ہے؟'' صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے ہر شخص کو اپنا مال ہی وارث کے مال سے زیادہ پیارا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں جسے اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پیارا نہ ہو کیونکہ تیرا مال تو وہ ہے جو تو نے خرچ کر لیا اور جو تو چھوڑ گیا' وہ تیرے وارث کا مال ہے۔''

فوائد ومسائل: ① قربان جائیں اس ذات اقدس پر۔ کس خوبی سے اس حقیقت کو واضح فرمایا جس سے سب ہی غافل ہیں۔ إلا ماشاء الله. ② حدیث میں نیکی کی ترغیب دلائی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ آدمی اپنی زندگی میں جو کچھ بھلائی اور نیکی کے کاموں میں خرچ کرے گا وہی آخرت میں اس کے لیے نفع بخش ثابت ہو گا۔ موت کے بعد ورثے میں سے اگر کوئی خرچ کرے گا تو اسے اس خرچ کا اجر نہیں ملے گا کیونکہ اب مال ورثاء کا ہے نہ کہ میت کا۔

٣٦٤٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «﴿أَلْهَىٰكُمُ ٱلتَّكَاثُرُ ① حَتَّىٰ زُرْتُمُ ٱلْمَقَابِرَ ②﴾ [التكاثر: ١-٢] قَالَ: يَقُولُ ابْنُ آدَمَ: مَالِي مَالِي، وَإِنَّمَا مَالُكَ مَا

۳۶۴۳-حضرت مطرف اپنے والد محترم (حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ) سے بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ﴿أَلْهَٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ﴾ ''تم کو کثرت کی خواہش وطلب نے (اللہ تعالیٰ اور آخرت سے) غافل رکھا حتی کہ تم نے قبریں دیکھ لیں۔'' کی تفسیر میں فرمایا: ''انسان کہتا ہے: میرا مال' میرا مال'

---

٣٦٤٢ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب ما قدم من ماله فهو له، ح: ٦٤٤٢ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٣٩.

٣٦٤٣ـ أخرجه مسلم، الزهد، باب: "الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر"، ح: ٢٩٥٨ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٤٠.

أَكَلْتَ فَأَفْنَيْتَ، أَوْ لَبِسْتَ فَأَبْلَيْتَ، أَوْ تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ».

حالانکہ تیرا مال تو وہ ہے جو تو نے کھا کر ختم کر دیا یا پہن کر بوسیدہ کر دیا یا صدقہ خیرات کر کے اس کا ثواب جاری کر لیا۔“

٣٦٤٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ: سَمِعَ أَبَا حَبِيبَةَ الطَّائِيَّ قَالَ: أَوْصٰى رَجُلٌ بِدَنَانِيرَ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَسُئِلَ أَبُو الدَّرْدَاءِ، فَحَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَثَلُ الَّذِي يُعْتِقُ أَوْ يَتَصَدَّقُ عِنْدَ مَوْتِهِ مَثَلُ الَّذِي يُهْدِي بَعْدَ مَا يَشْبَعُ».

۳۶۴۴- حضرت ابوحبیبہ طائی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے مرتے وقت چند دینار اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کی وصیت کی تو حضرت ابودرداء ؓ سے اس بارے میں پوچھا گیا۔ انھوں نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ”جو شخص مرتے وقت غلام آزاد کرتا ہے یا صدقہ کرتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو خود سیر ہونے کے بعد تحفہ بھیجتا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① فاضل محقق کی تحقیق کے مطابق اس روایت کی سند حسن ہے لیکن اس سند کو حسن کہنا محل نظر ہے کیونکہ اس کی سند میں ابوحبیبہ نامی راوی مجہول ہے تاہم شواہد کی بنا پر بعض علماء نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ۸۶/۳۰) ② مقصد یہ ہے کہ موت کے وقت صدقہ ثواب کے لحاظ سے صحت کے وقت کے صدقے سے کمتر ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ اس کا کوئی ثواب یا فائدہ نہیں کیونکہ نیکی تو ہر وقت ہی مفید ہے۔

٣٦٤٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا حَقُّ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوصٰى فِيهِ أَنْ

۳۶۴۵- حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو مسلمان اپنی کسی چیز کے بارے میں وصیت کرنا چاہتا ہے اس کے لیے دو راتیں بھی بغیر وصیت کے گزارنا جائز نہیں بلکہ وصیت اس

---

٣٦٤٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، العتق، باب في فضل العتق في الصحة، ح: ٣٩٦٨، والترمذي، ح: ٢١٢٣ من حديث أبي إسحاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٤١، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ١٢١٩، والحاكم: ٢/ ٢١٣، ووافقه الذهبي، وحسنه الحافظ في الفتح: ٥/ ٣٧٤. * أبوحبيبة حسن الحديث على الراجح.

٣٦٤٥ـ أخرجه مسلم، الوصية، باب وصية الرجل مكتوبة عنده، ح: ١٦٢٧/ ١ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٤٢، وأصله متفق عليه، انظر الحديث الآتي. * الفضيل هو ابن عياض اليربوعي.

يَبِيتَ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ» . کے پاس لکھی ہوئی موجود ہونی چاہیے۔''

فوائد ومسائل: ① کیونکہ زندگی کا کوئی یقین نہیں۔ موت کسی بھی وقت آ سکتی ہے' لہٰذا مطلوب وصیت فوراً کرنی چاہیے' نیز وصیت پر گواہ بھی مقرر کر لیے جائیں تاکہ بعد میں جھگڑا نہ پڑے۔ وصیت بھی تحریری ہونی چاہیے تاکہ اختلاف نہ ہو۔ دو راتوں کے ذکر سے ظاہراً سمجھ میں آتا ہے کہ ایک رات کی تاخیر کر سکتا ہے۔ واللہ أعلم. ممکن ہے دو کا ذکر اتفاقاً ہو جیسا کہ آئندہ کسی حدیث میں تین کا بھی ذکر ہے۔ گویا بلا ضرورت ایک رات کی تاخیر بھی جائز نہیں۔ ② علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وصیت واجب نہیں ہے' صرف اس شخص کے لیے واجب ہے جس کے ذمے حقوق ہوں' مثلاً: قرض' امانت وغیرہ' تاہم مستحب ضرور ہے۔

٣٦٤٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا حَقُّ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوصٰى فِيهِ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ»

۳۶۴۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان شخص کے لیے' جس کے پاس کوئی چیز ہے جس میں وہ وصیت کرنا چاہتا ہے' یہ مناسب نہیں کہ وہ دو راتیں بھی گزارے مگر اس حال میں کہ اس کے پاس اس کی وصیت تحریری صورت میں موجود ہونی چاہیے۔''

٣٦٤٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَوْلَهُ.

۳۶۴۷- حضرت نافع نے اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول بتلایا ہے۔

٣٦٤٨- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: فَإِنَّ سَالِمًا أَخْبَرَنِي عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

۳۶۴۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان آدمی کے لیے جائز نہیں کہ اس پر تین راتیں گزریں مگر اس حال میں کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہونی چاہیے۔''

---

٣٦٤٦ـ أخرجه البخاري، الوصايا، باب الوصايا، ح: ٢٧٣٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٧٦١، والكبرٰى، ح: ٦٤٤٣.

٣٦٤٧ـ [إسناده صحيح موقوف] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٤٤.

٣٦٤٨ـ أخرجه مسلم، ح: ١٦٢٧/ ٤ (انظر الحديث المتقدم: ٣٦٤٥) من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٤٥.

قَالَ: «مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ تَمُرُّ عَلَيْهِ ثَلَاثُ لَيَالٍ إِلَّا وَعِنْدَهُ وَصِيَّتُهُ». قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: مَا مَرَّتْ عَلَيَّ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ذٰلِكَ إِلَّا وَعِنْدِي وَصِيَّتِي.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سنا ہے' اس وقت سے میری وصیت (ہر وقت) میرے پاس موجود رہتی ہے۔

٣٦٤٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَزِيرِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوصٰى فِيهِ فَيَبِيتُ ثَلَاثَ لَيَالٍ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ عِنْدَهُ مَكْتُوبَةٌ».

۳۶۴۹- حضرت سالم بن عبداللہ اپنے والد محترم سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس مسلمان شخص کے پاس کوئی چیز ہو جس میں وہ وصیت کرنا چاہتا ہے' اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ تین راتیں بھی گزارے مگر اس حال میں کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی چاہیے۔''

## (المعجم ٢) - هَلْ أَوْصَى النَّبِيُّ ﷺ؟ (التحفة ٢)

## باب:۲- کیا نبی ﷺ نے کوئی وصیت فرمائی تھی؟

٣٦٥٠- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفٰى: أَوْصٰى رَسُولُ اللهِ؟ ﷺ قَالَ: لَا، قُلْتُ: كَيْفَ كُتِبَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ الْوَصِيَّةُ؟ قَالَ: أَوْصٰى بِكِتَابِ اللهِ.

۳۶۵۰- حضرت طلحہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے کوئی وصیت فرمائی تھی؟ انھوں نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: پھر مسلمانوں پر وصیت کرنا کیوں ضروری قرار دیا گیا ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ آپ نے کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت فرمائی۔

---

٣٦٤٩ـ أخرجه مسلم، ح:١٦٢٧/٤ من حديث ابن وهب به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:٦٤٤٦.

٣٦٥٠ـ أخرجه البخاري، الوصايا، باب الوصايا، ح:٢٧٤٠، ومسلم، الوصية، باب ترك الوصية لمن ليس له شيء يوصي فيه، ح:١٦٣٤ من حديث مالك بن مغول به، وهو في الكبرى، ح:٦٤٤٧.

فوائد و مسائل: ① ''نہیں۔'' یعنی کوئی مالی وصیت نہیں فرمائی کیونکہ آپ کا کل ترکہ وقف تھا جو بیت المال میں جمع ہوا۔ یا اس وصیت کی نفی ہے جو بعض بے دین لوگوں نے مشہور کی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت کی وصیت کی تھی۔ ② ''مسلمانوں پر وصیت'' شاید ان کا اشارہ: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ ...... الخ﴾ کی طرف ہو حالانکہ یہ آیت تو منسوخ ہے۔ یا ممکن ہے ان احادیث کی طرف اشارہ ہو جن کا تذکرہ گزشتہ اوراق (حدیث: ۳۶۴۵ تا ۳۶۴۹) میں ہوا۔ ان احادیث میں بھی وصیت کے فرض ہونے کی صراحت نہیں بلکہ وصیت میں تاخیر سے روکا گیا ہے کہ اگر کوئی وصیت کرنا چاہتا ہے تو تاخیر نہ کرے۔ ③ ''کتاب اللہ...... کی وصیت فرمائی'' اور یہی آپ کا ساری زندگی مطلوب و مقصود رہا' لہٰذا وصیت بھی اسی سے متعلق فرمائی۔

٣٦٥١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ عَنِ الْأَعْمَشِ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَأَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا شَاةً وَلَا بَعِيرًا، وَلَا أَوْصَى بِشَيْءٍ.

۳۶۵۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے (وفات کے وقت) کوئی دینار، درہم، بکری' اونٹ نہیں چھوڑے اور نہ آپ نے (مال یا خلافت سے متعلق) کوئی وصیت فرمائی۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۶۲۴۔

٣٦٥٢- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا مُصْعَبٌ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ دِرْهَمًا وَلَا

۳۶۵۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ (اپنی وفات کے وقت) کوئی درہم، دینار، بکری اور اونٹ وغیرہ نہیں چھوڑ کر گئے۔ اور نہ آپ نے کوئی وصیت کی۔

---

٣٦٥١ـ أخرجه مسلم، ح: ١٦٣٥ (انظر الحديث السابق) من حديث أبي معاوية به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٤٨.
* المفضل هو ابن مهلهل.
٣٦٥٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٤٩. * مصعب هو ابن المقدام، وداود هو ابن نصير الطائي.

دِينَارًا وَلَا شَاةً وَلَا بَعِيرًا، وَمَا أَوْصٰى.

٣٦٥٣- أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْهُذَيْلِ وَأَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَا: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ دِرْهَمًا وَلَا دِينَارًا وَلَا شَاةً وَلَا بَعِيرًا، وَلَا أَوْصٰى.

لَمْ يَذْكُرْ جَعْفَرٌ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا.

۳۶۵۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی درہم، کوئی دینار، کوئی بکری یا کوئی اونٹ نہیں چھوڑا' اور نہ آپ نے کوئی وصیت ہی فرمائی۔

(راویٔ حدیث) جعفر بن محمد نے (روایت بیان کرتے ہوئے) دینار و درہم کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ یہ روایت اپنے دو اساتذہ جعفر بن محمد اور احمد بن یوسف سے بیان کرتے ہیں۔ آخری جملے میں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جعفر بن محمد یہ روایت بیان کرتے وقت [دِرْهَمًا وَلَا دِينَارًا] کے الفاظ ذکر نہیں کرتے جبکہ احمد بن یوسف ان الفاظ کو نقل کرتے ہیں۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصود صرف دونوں کی روایت کا فرق بتانا ہے' اس سے روایت کی صحت پر کچھ اثر نہیں پڑتا' نیز امام نسائی کے استاد محمد بن رافع بھی ان الفاظ کو بیان کرتے ہیں۔

٣٦٥٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ قَالَ: أَنْبَأَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: يَقُولُونَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَوْصٰى إِلٰى عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، لَقَدْ دَعَا بِالطَّسْتِ يَبُولُ فِيهَا، فَانْخَنَثَتْ نَفْسُهُ ﷺ وَمَا أَشْعُرُ، فَإِلٰى مَنْ أَوْصٰى.

۳۶۵۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: لوگ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی ہے (جبکہ حقیقت یہ ہے کہ) رسول اللہ ﷺ نے پیشاب کرنے کے لیے تھال منگوایا۔ اتنے میں آپ کے اعضاء ڈھیلے پڑ گئے (اور آپ اللہ کو پیارے ہو گئے)۔ مجھے (آپ کی وفات کا) پتہ بھی نہیں چلا تو آپ نے کس کو وصیت فرما دی؟

---

٣٦٥٣- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٥٠، وله شواهد، منها الأحاديث السابقة.

٣٦٥٤- [صحيح] تقدم، ح: ٣٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٥١.

فائدہ: حضرت عائشہ ؓ کا مقصود یہ ہے کہ میں وفات سے قبل ہمہ وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مصروف رہی۔ وفات سے کئی دن پہلے آپ میرے گھر منتقل ہو چکے تھے۔ اگر آپ حضرت علی ؓ کو وصیت فرماتے تو مجھے لازماً علم ہوتا' اور پھر عین وفات کے وقت تو آپ میری گود میں تھے' نیز مالی وصیت تو آپ نے کرنی ہی نہیں تھی کیونکہ آپ نے مال چھوڑا ہی نہیں۔ باقی رہی کتاب وسنت کی وصیت تو وہ سب مسلمانوں کے لیے تھی نہ کہ صرف حضرت علی کے لیے۔ اور اگر خلافت کی وصیت مراد ہو تو حضرت علی ؓ نے کبھی ایسی وصیت کا دعویٰ نہیں فرمایا' لہٰذا یہ صرف پراپیگنڈہ تھا۔

٣٦٥٥- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَلَيْسَ عِنْدَهُ أَحَدٌ غَيْرِي، قَالَتْ: وَدَعَا بِالطَّسْتِ.

۳۶۵۵- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو آپ کے پاس میرے سوا کوئی اور نہ تھا۔ آپ نے تھال منگوایا۔

## (المعجم ٣) - بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ (التحفة ٣)

## باب:۳- وصیت ایک تہائی مال میں ہو سکتی ہے

٣٦٥٦- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَرِضْتُ مَرَضًا أَشْفَيْتُ مِنْهُ، فَأَتَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعُودُنِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ لِي مَالًا كَثِيرًا، وَلَيْسَ يَرِثُنِي إِلَّا بِنْتِي، أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي؟ قَالَ: «لَا» قُلْتُ: فَالشَّطْرَ؟ قَالَ: «لَا» قُلْتُ: فَالثُّلُثَ؟

۳۶۵۶- حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں اس قدر بیمار ہو گیا کہ موت کو جھانکنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ میری بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس بہت زیادہ مال ہے اور میری بیٹی کے سوا میرا کوئی وارث نہیں۔ تو کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: نصف؟ فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: ایک تہائی؟ فرمایا: ''ایک

---

٣٦٥٥- [صحيح] تقدم، ح: ٣٣، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٥٢.

٣٦٥٦- أخرجه البخاري، الفرائض، باب ميراث البنات، ح: ٦٧٣٣، ومسلم، الوصية، باب الوصية بالثلث، ح: ١٦٢٨ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٥٣.

قَالَ: «اَلثُّلُثَ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَتْرُكَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ لَهُمْ مِنْ أَنْ تَتْرُكَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ».

تہائی' ایک تہائی بھی زیادہ ہی ہے۔ تو اپنے ورثاء کو مال دار چھوڑ کر جائے تو وہ بہتر ہے بجائے اس کے کہ تو انھیں فقیر بنا کر چھوڑ جائے۔ وہ لوگوں سے (بھیک) مانگتے پھریں۔"

فوائد ومسائل: ① یہ واقعہ مکہ مکرمہ کا ہے فتح مکہ کے موقع پر۔ ② "بیٹی کے سوا" یعنی اولاد میں سے' ورثہ عصبات تو تھے۔ ③ "زیادہ ہی ہے" اس سے بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ ثلث (تہائی) سے بھی کم میں وصیت کرنی چاہیے۔ دیگر حضرات معنی کرتے ہیں: "ایک تہائی بہت ہے۔" گویا ایک تہائی میں وصیت ہوسکتی ہے۔ ④ مریض کی عیادت اور اس کے لیے شفا کی دعا کرنا مشروع ہے اور مریض کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی بیماری کی شدت کو بیان کرے لیکن اس میں کراہت اور عدم رضا کا پہلو نہ ہو۔

٣٦٥٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ وَأَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَاللَّفْظُ لِأَحْمَدَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: جَاءَنِي النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُنِي وَأَنَا بِمَكَّةَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ؟ قَالَ: «لَا» قُلْتُ: فَالشَّطْرَ؟ قَالَ: «لَا» قُلْتُ: فَالثُّلُثَ؟ قَالَ: «اَلثُّلُثَ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ، يَتَكَفَّفُونَ فِي أَيْدِيهِمْ».

۳۶۵۷- حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبیٔ اکرم ﷺ میری بیمار پرسی کو تشریف لائے۔ میں ان دنوں مکہ میں تھا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے سارے مال کی وصیت کر دوں؟ آپ نے فرمایا: "نہیں۔" میں نے کہا: نصف؟ فرمایا: "نہیں۔" میں نے کہا: تو پھر تہائی؟ آپ نے فرمایا: "ہاں تہائی۔ تہائی بھی زیادہ ہی ہے۔ تو اپنے ورثاء کو مال دار چھوڑ کر مرے تو بہتر ہے بجائے اس کے کہ تو انھیں فقیر چھوڑ کر مرے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے رہیں۔"

٣٦٥٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

۳۶۵۸- حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں نبیٔ اکرم ﷺ اس (سعد) کی

---

٣٦٥٧- أخرجه البخاري، الوصايا، باب أن يترك ورثته أغنياء خير من أن يتكففوا الناس، ح: ٢٧٤٢ عن أبي نعيم، ومسلم، الوصية، باب الوصية بالثلث، ح: ١٦٢٨ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٥٤.

٣٦٥٨- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٥٥.

عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ وَهُوَ بِمَكَّةَ، وَهُوَ يَكْرَهُ أَنْ يَمُوتَ بِالْأَرْضِ الَّذِي هَاجَرَ مِنْهَا، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «رَحِمَ اللهُ سَعْدَ بْنَ عَفْرَاءَ أَوْ يَرْحَمُ اللهُ سَعْدَ بْنَ عَفْرَاءَ» وَلَمْ يَكُنْ لَهُ إِلَّا ابْنَةٌ وَاحِدَةٌ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ؟ قَالَ: «لَا» قُلْتُ: اَلنِّصْفَ؟ قَالَ: «لَا» قُلْتُ: فَالثُّلُثَ؟ قَالَ: «اَلثُّلُثَ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ».

بیمار پرسی کو آیا کرتے تھے کیونکہ آپ اس بات کو ناپسند فرماتے تھے کہ کوئی شخص اس جگہ فوت ہو جہاں سے وہ ہجرت کر چکا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سعد بن عفراء پر رحم فرمائے۔'' (کیونکہ وہ مکہ میں فوت ہو گئے تھے) اس وقت میری ایک بیٹی ہی تھی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنے سارے مال کی وصیت کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: جی! نصف؟ فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: تہائی؟ فرمایا: ''ہاں تہائی بلکہ تہائی بھی زیادہ ہی ہے۔ تو اپنے ورثاء کو مالدار چھوڑ کر جائے تو بہتر ہے اس بات سے کہ انھیں فقیر چھوڑ جائے۔ وہ لوگوں کے ہاتھ تکتے رہیں۔''

٣٦٥٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي بَعْضُ آلِ سَعْدٍ قَالَ: مَرِضَ سَعْدٌ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ؟ قَالَ: «لَا» وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

٣٦٥٩- حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی آل میں سے کسی نے بیان کیا کہ حضرت سعد بیمار ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو حضرت سعد نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے سارے مال (کو صدقہ کرنے) کی وصیت کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' پھر (راوی نے سابقہ) حدیث بیان کی۔

٣٦٦٠- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْكَبِيرِ ابْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا بُكَيْرُ بْنُ مِسْمَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ

٣٦٦٠- حضرت عامر بن سعد اپنے والد محترم سے بیان کرتے ہیں کہ وہ مکہ میں بیمار ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ جب سعد نے آپ کو دیکھا تو رونے لگے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! کیا میں

---

٣٦٥٩- [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ١٧٢ من حديث مسعر به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٥٦، وانظر الحديث السابق.

٣٦٦٠- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٦٤٥٧، وأصله متفق عليه كما تقدم، ح: ٣٦٥٧.

أَبِيهِ: أَنَّهُ اشْتَكَى بِمَكَّةَ فَجَاءَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا رَآهُ سَعْدٌ بَكَى وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَمُوتُ بِالْأَرْضِ الَّتِي هَاجَرْتُ مِنْهَا؟ قَالَ: «لَا إِنْ شَاءَ اللهُ» وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ فِي سَبِيلِ اللهِ؟ قَالَ: «لَا» قَالَ: يَعْنِي بِثُلُثَيْهِ؟ قَالَ: «لَا» قَالَ: فَنِصْفَهُ؟ قَالَ: «لَا» قَالَ: فَثُلُثَهُ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلثُّلُثَ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَتْرُكَ بَنِيكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَتْرُكَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ».

اس جگہ فوت ہو جاؤں گا جہاں سے میں نے ہجرت کی تھی؟ فرمایا: ''ان شاء اللہ نہیں۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنے سارے مال کی فی سبیل اللہ صدقہ کرنے کی وصیت کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' اس نے کہا: دو ثلث وصیت کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' اس نے کہا: نصف کی وصیت کر دوں؟ فرمایا: ''نہیں۔'' اس نے کہا: پھر ثلث کی وصیت کر دوں؟ فرمایا: ''ثلث! ثلث بھی زیادہ ہی ہے۔ تو اپنے بیٹوں کو مالدار چھوڑ جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تو ان کو فقیر چھوڑ جائے۔ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔''

٣٦٦١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: عَادَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي مَرَضِي، فَقَالَ: «أَوْصَيْتَ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «بِكَمْ؟» قُلْتُ: بِمَالِي كُلِّهِ فِي سَبِيلِ اللهِ، قَالَ: «فَمَا تَرَكْتَ لِوَلَدِكَ؟» قُلْتُ: هُمْ أَغْنِيَاءُ، قَالَ: «أَوْصِ بِالْعُشْرِ» فَمَا زَالَ يَقُولُ وَأَقُولُ حَتّٰى قَالَ: «أَوْصِ بِالثُّلُثِ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ أَوْ كَبِيرٌ».

٣٦٦١- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ میری بیماری کے دوران میں میری بیمار پرسی کو تشریف لائے اور فرمایا: ''تم نے کوئی وصیت کی ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''کتنے مال کی؟'' میں نے کہا: اپنا تمام مال فی سبیل اللہ صدقہ کرنے کی۔ آپ نے فرمایا: ''اپنے بچوں کے لیے کیا چھوڑا ہے؟'' میں نے کہا: وہ مال دار ہیں۔ فرمایا: ''صرف دسویں حصے کی وصیت کرو۔'' آپ کی اور میری تکرار جاری رہی حتی کہ آپ نے فرمایا: ''چلو تیسرے حصے کی وصیت کرلو۔ ویسے تیسرا حصہ بھی زیادہ ہی ہے۔''

---

٣٦٦١ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في الوصية بالثلث والربع، ح: ٩٧٥ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وقال: "حسن صحيح". * جرير تابعه زائدة بن قدامة (أحمد: ١/ ١٧٤)، وأبوالأحوص (الطيالسي)، وخالد بن عبدالله (سنن سعيدبن منصور)، وجعفر بن زياد، وأبوإسحاق الفزاري، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٥٨.

٣٦٦٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعْدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَادَهُ فِي مَرَضِهِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ؟ قَالَ: «لَا» قَالَ: فَالشَّطْرَ؟ قَالَ: «لَا» قَالَ: فَالثُّلُثَ؟ قَالَ: «اَلثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ أَوْ كَبِيرٌ».

۳۶۶۲-حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ میری بیماری کے دوران میں بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے سارے مال کی وصیت کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔“ میں نے کہا: نصف؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔“ میں نے کہا: تہائی؟ آپ نے فرمایا: ”تہائی! تہائی بھی بہت ہے۔“

٣٦٦٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الْفَحَّامُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَتَى سَعْدًا يَعُودُهُ، فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! أُوصِي بِثُلُثَيْ مَالِي؟ قَالَ: «لَا» قَالَ: فَأُوصِي بِالنِّصْفِ؟ قَالَ: «لَا» قَالَ: فَأُوصِي بِالثُّلُثِ؟ قَالَ: «نَعَمْ، اَلثُّلُثَ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ أَوْ كَبِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ فُقَرَاءَ يَتَكَفَّفُونَ».

۳۶۶۳-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لے گئے۔ سعد رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! میں اپنے دو تہائی مال کی وصیت کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔“ انھوں نے کہا: نصف کی وصیت کر دوں؟ فرمایا: ”نہیں۔“ انھوں نے کہا: تو پھر تہائی کی وصیت کر دوں؟ فرمایا: ”(تہائی کی وصیت کر دو۔) ویسے تہائی بھی زیادہ ہی ہے۔ تو اپنے ورثاء کو مالدار چھوڑ کر جائے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ تو انھیں فقیر و نادار چھوڑ کر جائے کہ وہ لوگوں سے مانگتے پھریں۔“

٣٦٦٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَوْ غَضَّ النَّاسُ

۳۶۶۴-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اگر لوگ تہائی سے کم کر کے چوتھائی تک وصیت کریں تو بہتر ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

---

٣٦٦٢_ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ١٧٢ عن وكيع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٥٩.

٣٦٦٣_ [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٦٠.

٣٦٦٤_ أخرجه البخاري، الوصايا، باب الوصية بالثلث، ح: ٢٧٤٣ عن قتيبة، ومسلم، الوصية، باب الوصية بالثلث، ح: ١٦٢٩ من حديث هشام به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٦١.

إِلَى الرُّبُعِ، لِأَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلثُّلُثَ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ أَوْ كَبِيرٌ».

''تہائی بھی زیادہ ہی ہے۔''

٣٦٦٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ سَعْدِ ابْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَهُ وَهُوَ مَرِيضٌ، فَقَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ لِي وَلَدٌ إِلَّا ابْنَةٌ وَاحِدَةٌ، فَأُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا» قَالَ: فَأُوصِي بِنِصْفِهِ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا» قَالَ: فَأُوصِي بِثُلُثِهِ؟ قَالَ: «اَلثُّلُثَ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ».

٣٦٦٥- حضرت سعد بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ میں بیمار تھا۔ میں نے کہا: میری اولاد صرف ایک بیٹی ہے تو کیا میں اپنا سب مال فی سبیل اللہ خرچ کرنے کی وصیت کردوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: نصف مال کی وصیت کردوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: تو تہائی کی وصیت کردوں؟ آپ نے فرمایا: ''تہائی کی کردو۔ ویسے تہائی بھی زیادہ ہی ہے۔''

٣٦٦٦- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ فِرَاسٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ أَبَاهُ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ سِتَّ بَنَاتٍ وَتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا، فَلَمَّا حَضَرَ جُدَادُ النَّخْلِ أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَقُلْتُ: قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ وَالِدِي اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ دَيْنًا كَثِيرًا، وَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ يَرَاكَ الْغُرَمَاءُ، قَالَ: «اِذْهَبْ

٣٦٦٦- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد محترم جنگ اُحد کے دن شہید ہوگئے۔ چھ بیٹیاں اور اپنے ذمے بہت قرض چھوڑ گئے۔ جب کھجوروں کی کٹائی کا وقت آیا تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: آپ جانتے ہیں کہ میرے والد احد کی جنگ کے دن شہید ہوگئے تھے۔ وہ اپنے ذمے کافی قرض چھوڑ گئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں (آپ تشریف لائیں تاکہ شاید) قرض خواہ حضرات آپ کا لحاظ رکھیں (اور رعایت کردیں)۔ آپ نے

---

٣٦٦٥- [صحيح] أخرجه الدارمي: ٢/ ٤٠٧، ح: ٣١٩٨ من حديث همام بن يحيى به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٦٢، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

٣٦٦٦- أخرجه البخاري، المغازي، باب: ﴿إذ همت طائفتان منكم أن تفشلا والله وليهما﴾، ح: ٤٠٥٣ من حديث عبيدالله بن موسى به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٦٣.

فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلٰى نَاحِيَةٍ» فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهُ، فَلَمَّا نَظَرُوا إِلَيْهِ كَأَنَّمَا أُغْرُوا بِي تِلْكَ السَّاعَةَ، فَلَمَّا رَأٰى مَا يَصْنَعُونَ أَطَافَ حَوْلَ أَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: «أُدْعُ أَصْحَابَكَ» فَمَا زَالَ يَكِيلُ لَهُمْ حَتّٰى أَدَّى اللهُ أَمَانَةَ وَالِدِي، وَأَنَا رَاضٍ أَنْ يُؤَدِّيَ اللهُ أَمَانَةَ وَالِدِي لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةً وَاحِدَةً.

فرمایا: ''تم جاؤ اور ہر قسم کی کھجوروں کے الگ الگ ڈھیر لگا دو۔'' میں ایسا کرنے کے بعد پھر آپ کو بلا لایا۔ جب قرض خواہوں نے آپ کو دیکھا تو وہ مجھ پر بہت بھڑکے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کے طرز عمل کو دیکھا تو آپ (اٹھے اور) سب سے بڑے ڈھیر کے ارد گرد چکر لگانے لگے۔ تین چکر لگانے کے بعد آپ اس پر بیٹھ گئے' پھر فرمایا: ''اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ۔'' آپ ان سب کو ماپ ماپ کر دیتے رہے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کا سب قرض اتار دیا۔ میں تو اس بات پر بھی راضی تھا کہ میرے والد محترم کا قرض ادا ہو جائے' خواہ کچھ بھی باقی نہ رہے۔ (مگر قرض کی ادائیگی کے باوجود) ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی۔

**فوائد و مسائل:** ① اس روایت کا مندرجہ بالا باب سے کوئی تعلق نہیں' البتہ آئندہ باب سے تعلق ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ بہت جگہ ایسا کرتے ہیں۔ اس کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ ممکن ہے طویل باب کے آخر میں ایک حدیث باب کی تبدیلی کی طرف اشارہ کرنے کے لیے لاتے ہوں کہ نیا باب آ رہا ہے۔ والله أعلم. ② ''چھ بیٹیاں'' بعض روایات میں نو کا ذکر ہے۔ ممکن ہے تین شادی شدہ ہوں' اس لیے یہاں ان کا ذکر نہیں کیا۔ یہ چھ غیر شادی شدہ تھیں جن کی ذمہ داری حضرت جابر کے ذمے تھی۔ والله أعلم. ③ ''بھڑکے'' دراصل وہ یہودی تھے اور یہودی انتہائی خود غرض' سنگ دل اور بے لحاظ قوم ہیں بلکہ ہر سود خور شخص ایسا ہی ہوتا ہے۔ ④ ''چکر لگائے'' برکت کے لیے یا کھجوروں کی مقدار کا صحیح اندازہ کرنے کے لیے۔ ⑤ ''کم نہیں ہوئی'' یہ نبی ﷺ کی برکت تھی۔ ⑥ حاکم کا اپنی رعایا کی ضرورت پوری کرنے کے لیے خود چل کر جانا اور ان کے حق میں سفارش کرنا تاکہ ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ کیا جا سکے' مستحب عمل ہے۔

## (المعجم ٤) - بَابُ قَضَاءِ الدَّيْنِ قَبْلَ الْمِيرَاثِ وَذِكْرِ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ جَابِرٍ فِيهِ (التحفة ٤)

## باب:۴- قرض کی ادائیگی وراثت کی تقسیم سے قبل ہونی چاہیے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کرنے والوں کے' اس حدیث میں' اختلاف الفاظ کا ذکر

٣٦٦٧- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، - وَهُوَ الْأَزْرَقُ - قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ أَبَاهُ تُوُفِّيَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقُلْتُ: [يَا رَسُولَ اللهِ!] إِنَّ أَبِي تُوُفِّيَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، وَلَمْ يَتْرُكْ إِلَّا مَا يُخْرِجُ نَخْلُهُ، وَلَا يَبْلُغُ مَا يُخْرِجُ نَخْلُهُ مَا عَلَيْهِ مِنَ الدَّيْنِ دُونَ سِنِينَ، فَانْطَلِقْ مَعِي يَا رَسُولَ اللهِ! لِكَيْ لَا يَفْحَشَ عَلَيَّ الْغُرَّامُ، فَأَتٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدُورُ بَيْدَرًا بَيْدَرًا فَسَلَّمَ حَوْلَهُ وَدَعَا لَهُ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ، وَدَعَا الْغُرَّامَ فَأَوْفَاهُمْ، وَبَقِيَ مِثْلَ مَا أَخَذُوا.

۳۶۶۷- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ میرے والد محترم (حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام ؓ) فوت ہو گئے۔ ان کے ذمے کافی قرض تھا۔ میں نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور گزارش کی: اللہ کے رسول! میرے والد محترم شہید ہو گئے ہیں۔ ان پر کافی قرض ہے۔ انھوں نے (ادائیگی کے لیے) کوئی چیز نہیں چھوڑی سوائے اس کے جو کھجوریں پھل دیں گی، جبکہ کھجوروں کی پوری فصل بھی ان کا قرض نہ چکا سکے گی بلکہ کئی سال لگیں گے، لہٰذا اے اللہ کے رسول! میرے ساتھ تشریف لے چلیں تاکہ قرض خواہ مجھ سے بدسلوکی نہ کریں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ تشریف لا کر ہر ڈھیر کے گرد گھومتے رہے اور برکت و سلامتی کی دعا فرماتے رہے، پھر اوپر بیٹھ گئے اور قرض خواہوں کو بلایا۔ پھر انھیں پورا پورا قرض ادا کیا۔ پھر بھی اتنی کھجوریں بچ رہیں جتنی ان لوگوں (قرض خواہوں) نے لیں۔

٣٦٦٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: تُوُفِّيَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ قَالَ: وَتَرَكَ دَيْنًا، فَاسْتَشْفَعْتُ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ عَلٰى غُرَمَائِهِ أَنْ يَضَعُوا مِنْ دَيْنِهِ شَيْئًا، فَطَلَبَ إِلَيْهِمْ فَأَبَوْا، فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: «اِذْهَبْ فَصَنِّفْ تَمْرَكَ أَصْنَافًا، اَلْعَجْوَةَ عَلٰى حِدَةٍ، وَعِذْقَ ابْنِ زَيْدٍ عَلٰى

۳۶۶۸- حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ (میرے والد محترم) حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام ؓ فوت ہو گئے اور بہت سا قرض اپنے ذمے چھوڑ گئے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ان کے قرض خواہوں سے سفارش فرمائیں کہ وہ ان کے ذمے کچھ قرض معاف کر دیں۔ آپ نے ان سے کہا مگر ان لوگوں نے بات نہ مانی۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”جاؤ! ہر قسم کی کھجوریں الگ الگ رکھو۔ عجوہ الگ،

٣٦٦٧ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٦٤.

٣٦٦٨ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٦٥.

جِدَةٍ، وَأَصْنَافَهُ، ثُمَّ ابْعَثْ إِلَيَّ» قَالَ: فَفَعَلْتُ، فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَجَلَسَ فِي أَعْلَاهُ أَوْ فِي أَوْسَطِهِ، ثُمَّ قَالَ: «كِلْ لِلْقَوْمِ» قَالَ: فَكِلْتُ لَهُمْ حَتَّى أَوْفَيْتُهُمْ، ثُمَّ بَقِيَ تَمْرِي كَأَنْ لَمْ يَنْقُصْ مِنْهُ شَيْءٌ.

عذق ابن زید الگ' اسی طرح دوسری۔ پھر مجھے پیغام بھیجنا۔'' میں نے اسی طرح کیا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ اور ان کے اوپر یا درمیان میں بیٹھ گئے اور فرمایا: ''انھیں ماپ کردو۔'' میں نے انھیں ماپ ماپ کر دینی شروع کر دیں حتی کہ سب کو ان کا قرض پورا پورا ادا کر دیا' پھر بھی میری کھجوریں بچ گئیں گویا کہ ان میں کچھ بھی کمی نہ آئی۔

٣٦٦٩- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ حَرَمِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ لِيَهُودِيٍّ عَلَى أَبِي تَمْرٌ، فَقُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ حَدِيقَتَيْنِ، وَتَمْرُ الْيَهُودِيِّ يَسْتَوْعِبُ مَا فِي الْحَدِيقَتَيْنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هَلْ لَكَ أَنْ تَأْخُذَ الْعَامَ نِصْفَهُ وَتُؤَخِّرَ نِصْفَهُ؟» فَأَبَى الْيَهُودِيُّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا حَضَرَ الْجُدَادُ فَآذِنِّي». فَآذَنْتُهُ، فَجَاءَ هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ، فَجُعِلَ يُجَدُّ وَيُكَالُ مِنْ أَسْفَلِ النَّخْلِ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْعُو بِالْبَرَكَةِ، حَتَّى وَفَيْنَاهُ جَمِيعَ حَقِّهِ مِنْ أَصْغَرِ الْحَدِيقَتَيْنِ فِيمَا يَحْسِبُ عَمَّارٌ، ثُمَّ أَتَيْتُهُمْ بِرُطَبٍ وَمَاءٍ فَأَكَلُوا وَشَرِبُوا، ثُمَّ قَالَ: «هٰذَا مِنَ النَّعِيمِ الَّذِي تُسْأَلُونَ عَنْهُ».

۳۶۶۹- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک یہودی نے میرے والد محترم سے کچھ کھجوریں لینی تھیں۔ وہ جنگ احد کے دن شہید ہو گئے اور دو باغ چھوڑ گئے۔ لیکن (میرے اندازے کے مطابق) اس یہودی کا قرض دونوں باغوں کے پھل کے برابر تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے یہودی سے کہا: کیا تو اتنی رعایت کرے گا کہ نصف قرض اس سال لے لے اور نصف بعد میں لے لینا۔'' یہودی نے انکار کر دیا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''جب کھجوروں کی کٹائی پوری ہو جائے تو مجھے بتانا۔'' چنانچہ میں نے وقت پر بتایا تو آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر ؓ تشریف لائے۔ نیچے سے کھجوریں ماپ ماپ کر دی جاتی رہیں اور رسول اللہ ﷺ برکت کی دعا فرماتے رہے۔ حتی کہ چھوٹے باغ ہی سے ہم نے اسے اس کا قرض پورا کر دیا' پھر میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کے پاس تازہ کھجوریں اور پانی لایا۔ سب نے کھایا اور پیا۔ پھر آپ

---

٣٦٦٩- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٣٨، ٣٥١، ٣٩١ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٦٦، وللحديث طرق كثيرة جدًا.

نے فرمایا: ”یہ وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے میں تم سے سوال کیا جائے گا۔“

٣٦٧٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: تُوُفِّيَ أَبِي وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَعَرَضْتُ عَلٰى غُرَمَائِهِ أَنْ يَأْخُذُوا الثَّمْرَةَ بِمَا عَلَيْهِ، فَأَبَوْا وَلَمْ يَرَوْا فِيهِ وَفَاءً، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، قَالَ: «إِذَا جَدَدْتَهُ فَوَضَعْتَهُ فِي الْمِرْبَدِ فَآذِنِّي» فَلَمَّا جَدَدْتُهُ وَوَضَعْتُهُ فِي الْمِرْبَدِ أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَجَاءَ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَجَلَسَ عَلَيْهِ وَدَعَا بِالْبَرَكَةِ، ثُمَّ قَالَ: «أُدْعُ غُرَمَاءَكَ فَأَوْفِهِمْ» قَالَ: فَمَا تَرَكْتُ أَحَدًا لَهُ عَلٰى أَبِي دَيْنٌ إِلَّا قَضَيْتُهُ، وَفَضَلَ لِي ثَلَاثَةَ عَشَرَ وَسْقًا، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَضَحِكَ، وَقَالَ: «اِئْتِ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَأَخْبِرْهُمَا ذٰلِكَ» فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُمَا، فَقَالَا: قَدْ عَلِمْنَا إِذْ صَنَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا صَنَعَ أَنَّهُ سَيَكُونُ ذٰلِكَ.

٣٦٧٠- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میرے والد محترم فوت ہوئے تو ان کے ذمے بہت سا قرض تھا۔ میں نے ان کے قرض خواہوں کو پیش کش کی کہ وہ اپنے قرض کے عوض اس سال کا سارا پھل لے لیں۔ وہ نہ مانے۔ ان کا خیال تھا کہ اس پھل سے قرض پورا نہیں ہوگا' چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوری بات کہہ سنائی۔ آپ نے فرمایا: ”جب تو کھجوریں کاٹ کر کھلیان میں رکھ لے تو مجھے اطلاع کرنا۔“ جب میں نے کھجوریں کاٹ کر کھلیان میں رکھ لیں تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' چنانچہ آپ' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ؓ کے ساتھ تشریف لائے اور کھلیان پر بیٹھ کر برکت کی دعا کی۔ پھر فرمایا: ”اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ اور انھیں ان کا قرض پورا پورا دیتے جاؤ۔“ جس کسی کا بھی میرے والد مرحوم کے ذمے قرض تھا' میں نے ان سب کو ادا کر دیا' پھر بھی تیرہ وسق بچ گئے۔ میں نے آپ سے تذکرہ کیا تو آپ مسکرائے اور فرمایا: ”جا کر ابوبکر اور عمر کو بھی بتاؤ۔“ میں نے انھیں بتایا تو وہ کہنے لگے: جب رسول اللہ ﷺ نے وہاں دعا کی تھی تو ہمیں اسی وقت یقین ہو گیا تھا کہ ایسے ہی ہوگا۔

---

٣٦٧٠- أخرجه البخاري، الصلح، باب الصلح بين الغرماء وأصحاب الميراث والمجازفة في ذلك، ح: ٢٧٠٩ من حديث عبدالوهاب الثقفي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٦٧.

فوائد ومسائل: ① کسی بھی لمبے واقعے کی تمام تفصیلات ایک حدیث میں ذکر نہیں ہوسکتیں۔ کچھ باتیں ایک راویت میں ہوتی ہیں، کچھ دوسری میں، وھکذا، اس لیے مختلف روایات ذکر فرمائیں تاکہ واقعے کی تمام تفصیلات واضح ہوجائیں۔ اگر ظاہراً تعارض نظر آئے تو عقلی دلالت سے تطبیق دی جائے گی، اسی لیے بعض مقامات میں قوسین میں اضافے کیے گئے ہیں۔ ② اگر ضرورت مند کی حاجت پوری کرنے کی قدرت نہ ہو تو دعا کے ذریعے سے اس کی مدد کی جاسکتی ہے۔

(المعجم ٥) - بَابُ إِبْطَالِ الْوَصِيَّةِ لِلْوَارِثِ (التحفة ٥)

باب:۵- وارث کے حق میں وصیت کرنا جائز نہیں

٣٦٧١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، وَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ».

۳۶۷۱- حضرت عمرو بن خارجہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا: ”اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا ہے، لہٰذا اب وارث کے لیے وصیت نہیں کی جاسکتی۔“

فائدہ: ابتدائی دور میں اولاد وارث بنتی تھی۔ ماں باپ اور دیگر رشتے داروں کے لیے وصیت کی جاتی تھی۔ ان کا حق مقرر نہیں تھا۔ اسی دور میں یہ آیت اتری: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ...... بِالْمَعْرُوفِ﴾ (البقرة ۲:۱۸۰) ”تم پر فرض کر دیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت آنے لگے تو، اگر وہ مال چھوڑے جا رہا ہو تو والدین اور رشتہ داروں کے لیے معروف طریقے سے وصیت کرے۔“ پھر اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء میں والدین، اولاد، خاوند، بیوی اور بہن بھائیوں کے حصے مقرر فرما دیے، لہٰذا اب وصیت کی ضرورت نہ رہی۔ شاذ ونادر طور پر اگر کسی کے لواحقین میں کوئی نادار شخص غیر وارث ہے تو وہ اس کے لیے وصیت کرسکتا ہے لیکن وارث کے حق میں نہ مقررہ حد سے زائد کی وصیت کی جاسکتی ہے نہ کم کی۔ جو مقرر کر دیا گیا ہے، وہی ملے گا۔ اس بات کو اس حدیث نے بیان کر دیا۔ اب چاہے یوں کہہ لیں کہ اس حدیث نے پہلی آیت کو منسوخ کر دیا اور چاہے تو یوں کہہ لیں کہ پہلی آیت کو منسوخ تو مقررہ حصوں والی آیت نے کیا ہے لیکن نسخ کا بیان اس حدیث میں ہے۔ بہرحال مسئلہ متفق علیہ ہے کہ نہ وارث کا حصہ بڑھایا جاسکتا ہے، نہ کم کیا جاسکتا ہے۔ محروم کرنا تو دور کی بات ہے۔

---

٣٦٧١- [حسن] أخرجه الترمذي، الوصايا، باب ماجاء لا وصية لوارث، ح: ٢١٢١ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٦٨، وسنده ضعيف، وللحديث شاهد حسن عند أبي داود، ح: ٣٥٦٥.

٣٦٧٢- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ: أَنَّ ابْنَ غَنْمٍ ذَكَرَ أَنَّ ابْنَ خَارِجَةَ ذَكَرَ لَهُ: أَنَّهُ شَهِدَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ عَلَى رَاحِلَتِهِ، وَإِنَّهَا لَتَقْصَعُ بِجِرَّتِهَا، وَإِنَّ لُعَابَهَا لَيَسِيلُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي خُطْبَتِهِ: «إِنَّ اللهَ قَدْ قَسَّمَ لِكُلِّ إِنْسَانٍ قِسْمَةً مِنَ الْمِيرَاثِ، فَلَا تَجُوزُ لِوَارِثٍ وَصِيَّةٌ».

۳۶۷۲- حضرت ابن خارجہ ؓ نے ذکر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی سواری پر خطبہ ارشاد فرماتے دیکھا اور سنا ہے' جبکہ سواری جگالی کر رہی تھی اور اس کا لعاب (میرے کندھوں کے درمیان) گر رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو وراثت میں سے حصہ دے دیا ہے' لہٰذا وارث کے لیے وصیت جائز نہیں۔''

فوائد و مسائل: ① ''لعاب گر رہا تھا'' گویا یہ اونٹنی کی گردن کے نیچے کھڑے تھے۔ ممکن ہے ادباً مہار پکڑ رکھی ہو۔ ② ''ہر شخص کو'' یعنی جسے وراثت کا اہل سمجھا۔ اکثر ورثاء کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ بعض ورثاء کے حصوں کا ذکر احادیث میں ہے' مثلاً: دادی' نانی کا حصہ۔ ان سب حصوں کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہی ہے کیونکہ حدیث بھی تو وحی ہے۔

٣٦٧٣- أَخْبَرَنَا عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ اسْمُهُ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، وَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ».

۳۶۷۳- حضرت عمرو بن خارجہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا ہے' لہٰذا کسی وارث کے بارے میں (کمی یا بیشی کی) وصیت نہیں کی جا سکتی۔''

(المعجم ٦) - **بَابٌ: إِذَا أَوْصَى لِعَشِيرَتِهِ الْأَقْرَبِينَ** (التحفة ٦)

**باب: ۶- جب میت اپنے قریبی رشتہ داروں کے لیے وصیت کر دے (تو مراد کون ہوں گے؟)**

---

٣٦٧٢- [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٦٩.

٣٦٧٣- [حسن] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٧٠.

٣٦٧٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ [الشعراء: ٢١٤] دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قُرَيْشًا فَاجْتَمَعُوا، فَعَمَّ وَخَصَّ، فَقَالَ: «يَا بَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ! يَا بَنِي مُرَّةَ ابْنِ كَعْبٍ! يَا بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ! وَيَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ! وَيَا بَنِي هَاشِمٍ! وَيَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ، وَيَا فَاطِمَةُ! أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ، إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللهِ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَأَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا».

٣٦٧٤- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری: ﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ ''اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے۔'' تو رسول اللہ ﷺ نے قریش کو دعوت دی۔ آپ نے عمومی طور پر بھی سب کو ڈرایا اور خاص خاص نام لے کر بھی۔ آپ نے فرمایا: ''اے کعب بن لوی کی اولاد! اے مرہ بن کعب کی اولاد! اے عبد شمس کی اولاد! اے عبد مناف کی اولاد! اے ہاشم کی اولاد! اے عبدالمطلب کی اولاد! اپنے آپ کو آگ سے بچالو۔ اے فاطمہ! تو بھی اپنے آپ کو آگ سے بچالے۔ میں تمھارے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔ البتہ میری تم سے رشتہ داری ہے۔ میں اس کے تقاضے پورے کرتا رہوں گا۔''

**فوائد ومسائل:** ① اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قریبی رشتہ داروں سے مراد پورا قبیلہ ہے' خواہ مسلم ہوں یا کافر۔ وراثت میں چونکہ کفر مانع ہے' لہٰذا رشتہ داروں کے لیے وصیت کی صورت میں کافر رشتہ داروں کو نہیں شامل کیا جائے گا۔ ② ''آگ سے بچالو'' یعنی جہنم کی آگ سے بچالو۔ کفر وشرک کو چھوڑ کر اور میری اطاعت کر کے۔ ③ ''اختیار نہیں رکھتا'' کہ تمھیں اللہ کی رحمت دے سکوں یا تم سے اس کے عذاب کو روک لوں۔ باقی رہی شفاعت تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی اجازت کے ساتھ مقید ہے' لہٰذا اس میں بھی ''مختار کل'' نہیں۔ ④ رشتہ داری کے تقاضوں سے مراد دنیوی لین دین' ہمدردی اور تبلیغ وغیرہ ہیں۔ ⑤ تبلیغ میں رشتہ داری کو مقدم کرنے کا مقصد بھی ان کی قرابت کا حق ادا کرنا اور ان پر حجت قائم کرنا ہے تاکہ غیر قرابت داروں کو اعتراض کا موقع نہ مل سکے۔

٣٦٧٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ

٣٦٧٥- حضرت موسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے کہ

---

٣٦٧٤ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب في قوله تعالى: ﴿وأنذر عشيرتك الأقربين﴾، ح: ٢٠٤ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٧١.

٣٦٧٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٧٢.

قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى قَالَ: أَخْبَرَنِي إِسْرَائِيلُ عَنْ مُعَاوِيَةَ - وَهُوَ ابْنُ إِسْحَاقَ - عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ! اِشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ، إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللهِ شَيْئًا، يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! اِشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ، إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللهِ شَيْئًا، وَلٰكِنْ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ رَحِمٌ أَنَا بَالُّهَا بِبِلَالِهَا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے عبد مناف کی اولاد! اپنے آپ کو رب تعالیٰ (کے عذاب) سے بچالو۔ میں تمھارے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔ اے عبدالمطلب کی اولاد! اپنے آپ کو اپنے رب کریم (کے عذاب) سے چھڑالو۔ میں تمھارے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔ لیکن میرا تم سے رشتہ ہے جس کا حق میں ادا کرتا رہوں گا۔“

٣٦٧٦- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: حِينَ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ: ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ ٱلْأَقْرَبِينَ﴾ قَالَ: «يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! اِشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِّنَ اللهِ، لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِّنَ اللهِ شَيْئًا، يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِّنَ اللهِ شَيْئًا، يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللهِ شَيْئًا، يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ! لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا، يَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ! سَلِينِي مَا شِئْتِ، لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا».

٣٦٧٦- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ ٱلْأَقْرَبِينَ﴾ ”اور (اے پیغمبر!) اپنے قریبی رشتہ داروں کو (عذاب الٰہی سے) ڈرائیے۔“ تو آپ نے فرمایا: ”اے جماعت قریش! اپنے آپ کو (توحید کے ذریعے سے) اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے چھڑالو۔ میں تمھارے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔ اے عبدالمطلب کی اولاد! میں تمھارے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔ اے عباس بن عبدالمطلب! میں تیرے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔ اے رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی صفیہ! میں تجھے بھی اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے کوئی فائدہ نہیں دے سکوں گا۔ اے محمد کی بیٹی فاطمہ! (دنیا میں) مجھ سے

---

٣٦٧٦- أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿وأنذر عشيرتك الأقربين واخفض جناحك﴾، ح: ٤٧٧١ معلقًا، ومسلم، ح: ٢٠٦ (انظر الحديث المتقدم: ٣٦٧٤) من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٧٣.

جو چاہے مانگ لے مگر اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے میں تجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکوں گا۔"

فائدہ: "فائدہ نہ دے سکوں گا" یعنی اگر تم مسلمان نہ ہوئے‘ نیز اپنے اختیار سے تمھیں فائدہ نہیں پہنچا سکوں گا۔

٣٦٧٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ أُنْزِلَ عَلَيْهِ ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! اِشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِّنَ اللهِ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِّنَ اللهِ شَيْئًا، يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ! لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِّنَ اللهِ شَيْئًا، يَا عَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللهِ شَيْئًا، يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ! لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا، يَا فَاطِمَةُ! سَلِينِي مَا شِئْتِ، لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا».

۳۶۷۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ﴾ "اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے۔" تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: "اے جماعت قریش! اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے چھڑا لو۔ میں اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے تمھیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکوں گا۔ اے عبدمناف کی اولاد! میں تمھیں اللہ تعالیٰ (کی پکڑ) سے کوئی کفایت نہیں کر سکوں گا۔ اے عباس بن عبدالمطلب! میں تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکوں گا۔ اے رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی صفیہ! میں تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکوں گا۔ اے فاطمہ! تو (دنیا میں) مجھ سے جو چاہے مانگ لے‘ میں تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکوں گا۔"

٣٦٧٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ

۳۶۷۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: جب یہ آیت اتری: ﴿وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ

٣٦٧٧ـ أخرجه البخاري، الوصايا، باب: هل يدخل النساء والولد في الأقارب؟، ح: ٢٧٥٣ من حديث شعيب ابن أبي حمزة به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٧٤.

٣٦٧٨ـ أخرجه مسلم، ح: ٢٠٥/ ٣٥٠ (انظر الحديث المتقدم: ٣٦٧٤) من حديث هشام بن عروة به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٧٥.

- وَهُوَ ابْنُ عُرْوَةَ - عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ [الشعراء: ٢١٤] قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا فَاطِمَةُ ابْنَةَ مُحَمَّدٍ! يَا صَفِيَّةُ بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِّنَ اللهِ شَيْئًا سَلُونِي مِنْ مَّالِي مَا شِئْتُمْ».

الْاَقْرَبِيْنَ﴾ ''اپنے قریبی رشتہ داروں کو (اللہ تعالیٰ کے عذاب سے) ڈرایئے۔'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے فاطمہ بنت محمد! اے صفیہ بنت عبدالمطلب! اے عبدالمطلب کی اولاد! میں تمھیں اللہ تعالیٰ (کی پکڑ) سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکوں گا۔ دنیاوی مال میں سے مجھ سے جو چاہو مانگ لو۔''

## (المعجم ٧) - إِذَا مَاتَ الْفَجَاءَةَ هَلْ يُسْتَحَبُّ لِأَهْلِهِ أَنْ يَتَصَدَّقُوا عَنْهُ (التحفة ٧)

## باب: ۷- اگر کوئی اچانک فوت ہو جائے تو کیا گھر والوں کے لیے بہتر ہے کہ اس کی طرف سے صدقہ کریں؟

**٣٦٧٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ** قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا، وَإِنَّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ، أَفَأَتَصَدَّقُ عَنْهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَعَمْ» فَتَصَدَّقَ عَنْهَا.

**۳۶۷۹-** حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: میری والدہ کی جان اچانک نکل گئی۔ اگر اسے بات چیت کا موقع ملتا تو وہ ضرور صدقہ کرتی۔ کیا میں اب اس کی طرف سے صدقہ کر سکتا ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' چنانچہ اس شخص نے اپنی والدہ کی طرف سے صدقہ کیا۔

**فائدہ:** یہ شخص حضرت سعد بن عبادہ ؓ تھے۔ یہ خود اور ان کی والدہ محترمہ انتہائی سخی تھے۔ وہ نیک اور سخی خاتون ان کی عدم موجودگی میں اچانک فوت ہوگئی تھیں۔ تفصیل آئندہ حدیث میں آرہی ہے۔

**٣٦٨٠- أَخْبَرَنَا الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ** -

**۳۶۸۰-** حضرت سعید بن عمرو بن شرحبیل بن سعید

---

**٣٦٧٩ـ** أخرجه البخاري، الوصايا، باب ما يستحب لمن توفي فجاءةً أن يتصدقوا عنه، وقضاء النذور عن الميت، ح: ٢٧٦٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٧٦٠، والكبرٰى، ح: ٦٤٧٦.

**٣٦٨٠ـ [إسناده صحيح]** أخرجه ابن خزيمة في صحيحه، ح: ٢٥٠٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٧٦٠، والكبرٰى، ح: ٦٤٧٧، وصححه ابن حبان، ح: ٨٥٧، وللحديث شواهد كثيرة.

قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: خَرَجَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ وَحَضَرَتْ أُمَّهُ الْوَفَاةُ بِالْمَدِينَةِ، فَقِيلَ لَهَا: أَوْصِي، فَقَالَتْ: فِيمَ أُوصِي؟ اَلْمَالُ مَالُ سَعْدٍ، فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ سَعْدٌ، فَلَمَّا قَدِمَ سَعْدٌ ذُكِرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! هَلْ يَنْفَعُهَا أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «نَعَمْ» فَقَالَ سَعْدٌ: حَائِطُ كَذَا وَكَذَا صَدَقَةٌ عَنْهَا - لِحَائِطٍ سَمَّاهُ -.

بن سعد بن عبادہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا حضرت سعید بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ (میرے والد محترم) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نبیٔ اکرم ﷺ کے ساتھ کسی جنگ میں گئے ہوئے تھے کہ مدینہ منورہ میں ان کی والدہ محترمہ کی وفات کا وقت آ گیا۔ ان سے کہا گیا: کوئی وصیت فرمایئے۔ وہ کہنے لگیں: میں کیا وصیت کروں؟ مال تو سعد کا ہے۔ وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے واپس آنے سے پہلے ہی فوت ہو گئیں۔ پھر جب سعد آئے تو ان سے اس بات کا تذکرہ کیا گیا' چنانچہ وہ (رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر) کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انھیں فائدہ ہوگا؟ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' سعد کہنے لگے: میرا فلاں فلاں باغ ان کی طرف سے صدقہ (جاریہ) ہے۔

**فوائد ومسائل:** ① پچھلی روایت میں ذکر تھا کہ ''ان کی جان اچانک نکل گئی۔'' اس کا یہ مطلب نہیں کہ انھیں بالکل بات چیت کا موقع نہیں ملا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ زیادہ دیر بیمار نہ رہیں بلکہ تھوڑی دیر ہی میں فوت ہو گئیں' ورنہ انھوں نے کچھ نہ کچھ بات چیت کی ہے۔ یا ممکن ہے وفات کے قریب ان کی زبان بند ہو گئی ہو اور وہ کلام نہ کر سکی ہوں جیسا کہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ بات چیت پہلے کی ہو۔ ② ''ہاں'' معلوم ہوا میت کی طرف سے مالی صدقہ کیا جا سکتا ہے اور میت کو اس کا فائدہ ہوگا۔ ③ مالی صدقے کے بارے میں تو اتفاق ہے کہ میت کی طرف سے کیا جا سکتا ہے مگر بدنی عبادات' مثلاً: قراءت قرآن' نماز' وغیرہ کے بارے میں اختلاف ہے۔ راجح بات یہی ہے کہ یہ میت کی طرف سے ادا نہیں کیے جا سکتے' نہ ایصال ثواب کی نیت ہی سے انھیں ادا کرنا جائز ہے' البتہ روزے کے بارے میں نبی ﷺ کا فرمان ہے: [مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ] ''جو شخص فوت ہو گیا اور اس کے ذمے روزے تھے تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے گا۔'' اسی طرح اگر میت ترکہ چھوڑ گئی ہے اور اس کے ذمے حج تھا یا نذر وغیرہ تو اس کے ورثاء اس کی طرف سے ادا کریں گے۔ ویسے اولاد کے بدنی و مالی ہر نیک کام کا اجر والدین کو ملتا رہتا ہے' خواہ وہ نیت کریں یا نہ کریں کیونکہ اولاد والدین کے لیے صدقہ جاریہ ہے۔ واللہ أعلم. (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۳۶۹۶)

## (المعجم ٨) - فَضْلُ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ (التحفة ٨)

## باب:۸-میت کی طرف سے صدقہ کرنے کی فضیلت

٣٦٨١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، وَعِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، وَوَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ».

۳۶۸۱-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب انسان مر جاتا ہے تو تین صورتوں کے علاوہ اس کے سب عمل منقطع ہو جاتے ہیں۔(اور وہ یہ ہیں:) صدقہ جاریہ وہ علم جس سے (بعد میں بھی) فائدہ اٹھایا جاتا رہے اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔''

**فوائد ومسائل:** ① ''صدقہ جاریہ'' یعنی ایسا صدقہ جس کا فائدہ لوگوں کو صدقہ کرنے والے کی وفات کے بعد بھی تادیر پہنچتا رہے۔ جب تک اس کا فائدہ جاری رہے گا' تب تک ثواب بھی جاری رہے گا۔ لیکن اس سے مراد وہ صدقہ ہے جو میت نے اپنی زندگی میں خود کیا ہو نہ کہ وہ جو میت کی طرف سے اس کی وفات کے بعد کیا جائے۔ باب کے عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ امام نسائی رحمہ اللہ دوسرا صدقہ مراد لے رہے ہیں لیکن یہ درست نہیں کیونکہ یہاں میت کے اعمال کا ذکر ہے۔ ② ''وہ علم'' مثلاً: تصنیف شدہ کتابیں یا تربیت شدہ شاگرد یا کیسٹیں وغیرہ۔ ③ ''نیک اولاد'' جس کی اس نے صحیح تربیت کی ہو اور اسے اچھے کاموں کا عادی بنایا ہو۔ (مزید تفصیل سابقہ حدیث میں ملاحظہ فرمائیں۔)

٣٦٨٢- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ أَبِي مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا وَلَمْ يُوصِ، فَهَلْ يُكَفِّرُ عَنْهُ أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ».

۳۶۸۲-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے کہا: میرے والد محترم فوت ہو گئے ہیں۔ وہ کافی مال چھوڑ گئے ہیں لیکن انھوں نے کوئی وصیت وغیرہ نہیں کی۔ اگر میں ان کی طرف سے (اپنے طور پر) صدقہ کر دوں تو کیا ان کی یہ غلطی معاف ہو جائے گی؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔''

---

٣٦٨١ـ أخرجه مسلم، الوصية، باب ما يلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته، ح: ١٦٣١ عن علي بن حجر به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٧٨ . * إسماعيل هو ابن جعفر .

٣٦٨٢ـ أخرجه مسلم، الوصية، باب وصول ثواب الصدقات إلى الميت، ح: ١٦٣٠ عن علي بن حجر به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٧٩ . * إسماعيل هو ابن جعفر .

فائدہ: ''یہ غلطی'' یعنی کثرت مال ہونے کے باوجود صدقہ اور وصیت نہ کرنے کی۔ اسے گناہ اس تناظر میں شمار کیا ہے کہ یہ ایک ایسے اجر عظیم سے محرومی ہے جس کا حصول بالکل ممکن تھا۔ یا مراد عام غلطیاں ہیں، یعنی میرے صدقہ کرنے سے کیا ان کے گناہ معاف ہو جائیں گے؟

٣٦٨٣- أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ الشَّرِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ الثَّقَفِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: إِنَّ أُمِّي أَوْصَتْ أَنْ تُعْتَقَ عَنْهَا رَقَبَةٌ، وَإِنَّ عِنْدِي جَارِيَةً نُوبِيَّةً أَفَيُجْزِىءُ عَنِّي أَنْ أُعْتِقَهَا عَنْهَا؟ قَالَ: «اِئْتِنِي بِهَا» فَأَتَيْتُهُ بِهَا، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ رَبُّكِ؟» قَالَتْ: اَللهُ، قَالَ: «مَنْ أَنَا؟» قَالَتْ: أَنْتَ رَسُولُ اللهِ، قَالَ: «فَاعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ».

۳۶۸۳- حضرت شرید بن سوید ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری والدہ نے (وفات کے وقت) وصیت کی تھی کہ میری طرف سے ایک غلام آزاد کیا جائے۔ میرے پاس ایک حبشی لونڈی ہے۔ اگر میں اسے آزاد کر دوں تو کیا میری ذمہ داری ادا ہو جائے گی؟ آپ نے فرمایا: ''اسے میرے پاس لے کر آ۔'' میں لے کر آیا تو نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا: ''تیرا رب کون ہے؟'' اس نے کہا: اللہ۔ آپ نے فرمایا: ''میں کون ہوں؟'' اس نے کہا: آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اسے آزاد کر دے۔ یہ مومن ہے۔''

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا مومن کو آزاد کرنا افضل ہے، نیز غلام، لونڈی کی آزادی برابر ہے۔ ② جو شخص اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار کرے تو اس کے اقرار کو تسلیم کیا جائے گا۔ اس سے مزید کسی دلیل کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔

٣٦٨٤- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، [عَنْ] عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ سَعْدًا سَأَلَ

۳۶۸۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے پوچھا: میری والدہ فوت ہو گئی ہے اور وہ کوئی وصیت نہیں کر سکی، تو کیا میں

٣٦٨٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأيمان والنذور، باب في الرقبة المؤمنة، ح: ٣٢٨٣ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٨٠.

٣٦٨٤ـ أخرجه البخاري، الوصايا، باب: إذا وقف أرضًا ولم يبين الحدود فهو جائز: وكذلك الصدقة، ح: ٢٧٧٠ من حديث عمرو بن دينار به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٨١.

النَّبِيَّ ﷺ: إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَلَمْ تُوصِ، أَفَأَتَصَدَّقُ عَنْهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ».

(اپنے طور پر) اس کی طرف سے صدقہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔''

۳۶۸۵- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أُمَّهُ تُوُفِّيَتْ أَفَيَنْفَعُهَا إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ» قَالَ: فَإِنَّ لِي مَخْرَفًا فَأُشْهِدُكَ أَنِّي قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا.

۳۶۸۵- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ فوت ہوگئی ہے۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کر دوں تو کیا اسے فائدہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اس آدمی نے کہا: میرے پاس ایک باغ ہے۔ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے وہ اس کی طرف سے صدقہ (وقف) کر دیا ہے۔

۳۶۸۶- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ: أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ، أَفَيُجْزِىءُ عَنْهَا أَنْ أُعْتِقَ عَنْهَا؟ قَالَ: «أَعْتِقْ عَنْ أُمِّكَ».

۳۶۸۶- حضرت سعد بن عبادہ ؓ سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میری والدہ فوت ہوگئی ہیں۔ ان کے ذمے ایک نذر تھی۔ اگر میں ان کی طرف سے غلام آزاد کر دوں تو کیا ان سے (نذر کی) ادائیگی ہو جائے گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنی والدہ کی طرف سے غلام آزاد کر سکتے ہو۔''

**فوائد ومسائل:** ① اس روایت سے باقی روایات، جن میں مطلق نذر کا ذکر ہے، کا ابہام دور ہو جاتا ہے کہ وہ نذر غلام آزاد کرنا تھی۔ بعض نے کہا ہے کہ ممکن ہے نذر کچھ اور ہو لیکن چونکہ نذر قسم کے برابر ہوتی ہے اور قسم کا کفارہ غلام آزاد کرنا ہے، اس لیے نذر کی جگہ غلام آزاد کیا گیا ہو۔ لیکن پہلی بات ہی راجح معلوم ہوتی ہے۔

---

۳۶۸۵- أخرجه البخاري، ح ۲۷۷۰ من حديث روح بن عبادة به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٨٢.

۳۶۸۶- [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ٦/ ١٨، ح: ٥٣٦٨ من حديث سليمان بن كثير به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٨٣، وللحديث شواهد كثيرة جدًا عند البخاري، ح: ٢٧٦١، ومسلم، ح: ١٦٣٨ وغيرهما.

④ پچھلی روایات میں صرف وصیت کا ذکر تھا۔ اس روایت میں نذر کا ذکر ہے۔ ممکن ہے دونوں باتیں ہوں۔ نذر بھی نہ پوری کر سکی ہوں اور وصیت بھی نہ کر سکی ہوں۔ حضرت سعد نے دونوں کام کر دیے۔ رضي الله عنه وأرضاه.

٣٦٨٧- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو يُوسُفَ الصَّيْدَلَانِيُّ عَنْ عِيسٰى - وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ - عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَهُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ: أَنَّهُ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ ﷺ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلٰى أُمِّهِ، فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِقْضِهِ عَنْهَا».

۳۶۸۷- حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی اکرم ﷺ سے اس نذر کے بارے میں سوال کیا جو ان کی والدہ کے ذمے تھی۔ اور وہ اسے پورا کرنے سے پہلے فوت ہو گئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم یہ نذر اس کی طرف سے پوری کر دو۔“

٣٦٨٨- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ صَدَقَةَ الْحِمْصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَهُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ: أَنَّهُ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ ﷺ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلٰى أُمِّهِ فَمَاتَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِقْضِهِ عَنْهَا».

۳۶۸۸- حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی اکرم ﷺ سے اس نذر کے بارے میں پوچھا جو ان کی والدہ کے ذمے تھی اور وہ نذر پوری کرنے سے پہلے فوت ہو گئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم یہ نذر اپنی والدہ کی طرف سے پوری کر دو۔“

٣٦٨٩- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَزْيَدَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا

۳۶۸۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ

---

٣٦٨٧ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٨٤.

٣٦٨٨ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٨٥.

٣٦٨٩ـ أخرجه البخاري، الوصايا، باب ما يستحب لمن توفي فجاءة أن يتصدقوا عنه ... الخ، ح: ٢٧٦١، ومسلم، النذر، باب الأمر بقضاء النذر، ح: ١٦٣٨ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٨٦.

الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اِسْتَفْتَى سَعْدٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِقْضِهِ عَنْهَا».

سے اس نذر کے بارے میں پوچھا جو ان کی والدہ کے ذمے تھی اور وہ اسے پورا کرنے سے پہلے فوت ہو گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اس کی طرف سے ادا کر دو۔“

## (المعجم ٩) - ذِكْرُ الْاخْتِلَافِ عَلَى سُفْيَانَ (التحفة ٨)

## باب:٩-سفیان پر (واقع ہونے والے) اختلاف کا ذکر

٣٦٩٠- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ ﷺ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ، فَقَالَ: «اِقْضِهِ عَنْهَا».

٣٦٩٠- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے اس نذر کے بارے میں پوچھا جو ان کی والدہ کے ذمے تھی لیکن وہ اسے پورا کرنے سے پہلے فوت ہو گئی تھی۔ آپ نے فرمایا: ”اس کی طرف سے تم اسے پورا کر دو۔“

٣٦٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ سَعْدٍ أَنَّهُ قَالَ: مَاتَتْ أُمِّي وَعَلَيْهَا نَذْرٌ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَقْضِيَهُ عَنْهَا.

٣٦٩١- حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری والدہ محترمہ فوت ہو گئیں جبکہ ان کے ذمے ایک نذر تھی۔ میں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا تو آپ نے مجھے وہ نذر ان کی طرف سے ادا کرنے کا حکم دیا۔

٣٦٩٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ

٣٦٩٢- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ

---

٣٦٩٠- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:٦٤٨٧، وأخرجه مسلم، ح:١٦٣٨ من حديث سفيان بن عيينة به.

٣٦٩١- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح:٦٤٨٨.

٣٦٩٢- [صحيح] تقدم، ح:٣٦٨٩، وهو في الكبرى، ح:٦٤٨٩.

ابْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِسْتَفْتٰى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلٰى أُمِّهِ، فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِقْضِهِ عَنْهَا».

سے اس نذر کے بارے میں پوچھا جو ان کی والدہ محترمہ کے ذمے تھی لیکن وہ اس کی ادائیگی سے پہلے ہی فوت ہو گئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس کی طرف سے ادا کردو۔''

فائدہ: حضرت سعد رضی اللہ عنہ انصار کے مشہور قبیلے بنوخزرج کے سردار تھے۔ رضي الله عنه وأرضاه.

۳٦۹۳- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ عَبْدَةَ، عَنْ هِشَامٍ - هُوَ ابْنُ عُرْوَةَ - عَنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ وَلَمْ تَقْضِهِ، قَالَ: «اِقْضِهِ عَنْهَا».

۳٦۹۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: میری والدہ محترمہ فوت ہوگئی ہیں۔ ان کے ذمے ایک نذر تھی جسے وہ پورا نہ کرسکیں۔ آپ نے فرمایا: ''اس کی طرف سے تم پوری کردو۔''

۳٦۹٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ أَفَأَتَصَدَّقُ عَنْهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ» قُلْتُ: فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «سَقْيُ الْمَاءِ».

۳٦۹٤- حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ محترمہ فوت ہوگئی ہیں۔ کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کرسکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' میں نے عرض کیا: کون سا صدقہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''پانی پلانا۔''

---

۳٦۹۳ـ [صحيح] تقدم، ح: ۳٦۸۹، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤۹۰.

۳٦۹٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب فضل صدقة الماء، ح: ۳٦۸٤ من حديث وكيع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤۹۱، وصححه ابن حبان، ح: ۸٥۸، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤١٤ فرده الذهبي بقوله: "لا، إنه غير متصل"، يعني سعيد بن المسيب لم يدرك سعد بن عبادة، ولبعض الحديث شاهد، تقدم، ح: ۳٦۸۰. * هشام هو الدستوائي.

فوائد و مسائل: ① محقق کتاب نے مذکورہ روایت اور مابعد کی دو روایات کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے ان روایات کو شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ راجح یہی ہے کہ یہ روایت شواہد کی بنا پر حسن ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۳۷/۱۲۳-۱۲۵، و صحيح سنن أبي داود للألباني (مفصل): ۵/۳۶۶-۳۶۹، رقم: ۱۴۷۴-۱۴۷۶) ② وقت وقت کی بات ہے۔ اس وقت پانی کی قلت تھی، اس لیے آپ نے پانی پلانے کو افضل قرار دیا۔ ضروری نہیں کہ ہر جگہ اور ہر وقت یہی افضل ہو۔ جسے بھوک ہے، ظاہر ہے اسے کھانا کھلانا افضل ہوگا۔ اسی طرح میت کے حق میں دعا کرتے رہنا ان صدقات سے بھی افضل ہے۔ ممکن ہے آپ نے پانی پلانے کو اس لیے افضل قرار دیا ہو کہ اس پر انسانی اور حیوانی زندگی موقوف ہے۔ پانی پلانے سے مراد کنواں کھدوا دینا یا نلکا لگانا وغیرہ ہے۔

۳۶۹۵- أَخْبَرَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «سَقْيُ الْمَاءِ».

۳۶۹۵- حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”پانی پلانا۔“

۳۶۹۶- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ: سَمِعْتُ شُعْبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ يُحَدِّثُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ: أَنَّ أُمَّهُ مَاتَتْ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ، أَفَأَتَصَدَّقُ عَنْهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ» قَالَ: فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «سَقْيُ الْمَاءِ». فَتِلْكَ سِقَايَةُ سَعْدٍ بِالْمَدِينَةِ.

۳۶۹۶- حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کی والدہ فوت ہوگئیں تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: میری والدہ فوت ہوگئی ہیں تو کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کردوں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“ انھوں نے کہا: افضل صدقہ کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”پانی پلانا۔“ اسی بنا پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں سبیل قائم کردی تھی (تاکہ مسافر وغیرہ کسی تنگی کے بغیر ہر وقت پانی پی سکیں)۔

فوائد و مسائل: ① سبیل مخفف ہے فی سبیل اللہ سے۔ جہاں پانی کا ذخیرہ ہو اور وہ عام لوگوں کے لیے ہو،

---

۳۶۹۵- [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٩٢.

۳۶۹۶- [إسناده ضعيف] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٩٣.

اسے سبیل کہتے ہیں۔ ② ایصال ثواب یا اہدائے ثواب کے مسئلے میں بالعموم لوگ افراط و تفریط کا شکار ہیں' ایک گروہ تو مطلقاً ایصال ثواب کا قائل نہیں اور کچھ دوسرے لوگوں نے اسے بہت عام کر دیا ہے اور ہر طرح کی عبادات کا ثواب فوت شدگان کو پہنچانے کے قائل اور عامل ہیں' ہمارے نزدیک دونوں گروہ کا موقف صحیح نہیں ہے۔

اس کی عدم مشروعیت کے قائل منکرین حدیث ہیں' وہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰى﴾ (النجم ۵۳:۳۹) ''اور انسان کو وہی کچھ ملے گا جس کی اس نے کوشش کی ہوگی۔'' یہ نص قرآن ہے جس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو روز قیامت اسی عمل کی جزا ملے گی جو اس نے خود کیا ہوگا۔ اچھے عمل کی اچھی جزا اور برے عمل کی بری جزا۔ یہ نہیں ہوگا کہ برائیوں کے مرتکب شخص کی جزا' اس کے مرنے کے بعد' ایصال ثواب کی نیت سے کیے گئے عملوں سے تبدیل ہو جائے۔ قرآن کریم کی یہ آیت اور اس کا یہ مفہوم بالکل صحیح ہے۔ لیکن قرآن کریم کی یہ آیت عام ہے۔ اس سے وہ چیزیں مستثنیٰ ہوں گی جن کا اثبات احادیث صحیحہ سے ہوتا ہے' اس لیے کہ قرآن کے عموم کی تخصیص احادیث سے ثابت ہے' قرآن کے بہت سے عموم کی تخصیص یا اس کے اجمال کی تفصیل احادیث سے کی گئی ہے' اس لیے دین وہ ہے جو دونوں کے مجموعے سے ثابت ہے' احادیث کو نظر انداز کر کے محض قرآن کے عموم یا اجمال سے کسی مسئلے کا اثبات گمراہی ہے' اس لیے ہمیں دیکھنا ہوگا کہ قرآن کے زیر بحث عموم کو احادیث میں کس طرح مخصوص کیا گیا ہے' وہ مخصوص یا مستثنیٰ چیزیں یقیناً جائز اور مستحب بلکہ بعض حالات میں واجب ہوں گی۔

○ میت کے لیے دعا و استغفار: ان میں ایک دعا و استغفار ہے' یعنی فوت شدگان کے لیے مغفرت اور رفع درجات کی دعا و التجا کرنا۔ یہ احادیث سے بلکہ خود قرآن سے بھی ثابت ہے' قرآن کریم میں والدین کے لیے مغفرت وطلب رحمت کی دعا سکھلائی گئی ہے: ﴿رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا﴾ (بنی إسرآئیل ۱۷: ۲۴) ''اے اللہ ان پر اس طرح رحمت فرما' جیسے بچپن میں انھوں نے مجھے شفقت سے پالا۔''

یہ دعا صرف زندگی ہی کے لیے نہیں بلکہ جب تک انسان زندہ ہے' اسے حکم ہے کہ وہ والدین کے لیے یہ دعا کرتا رہے' اب اگر دعا کا فائدہ ہی میت کو نہ ہو تو اس دعا کے کرنے کا کیا مطلب؟ اگر فوت شدگان کے لیے دعا کی افادیت ہی نہ ہو تو قرآن کریم کا یہ حکم (نعوذ باللہ) عبث فعل قرار پائے گا۔ اسی طرح عام مومنوں کے لیے مغفرت کی دعا کرنے کا حکم ہے: ﴿رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ﴾ (الحشر ۵۹:۱۰) ''اے اللہ ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جنھوں نے ایمان لانے میں ہم سے سبقت کی۔''

اس میں تمام مومنین سابقین آ گئے' جس میں زندہ مردہ سب شامل ہیں حتی کہ صدیوں قبل کے فوت شدہ مسلمان بھی' اللہ تعالیٰ نے عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کی بابت فرمایا ہے کہ وہ اہل ایمان' ان کے آباء و اجداد اور ان کی ازواج و ذریات کے لیے مغفرت و رحمت اور دخول جنت کی دعا کرتے ہیں۔ (المؤمن ۴۰:۷) فرشتوں کی یہ دعا صرف زندہ مسلمانوں ہی کے لیے نہیں ہے بلکہ ایمان پر مرنے والے سب مسلمانوں کے لیے بھی ہے۔

قرآن کریم کی مذکورہ اور دیگر بعض آیات سے واضح ہے کہ دعا کا فائدہ جس طرح زندہ کو پہنچتا ہے' اسی طرح مردہ کو بھی پہنچتا ہے' اسی لیے سب کے لیے بلاتخصیص دعا کرنے کا حکم ہے اور فرشتے بھی سب ہی کے لیے دعا کرتے ہیں نہ کہ صرف زندہ کے لیے۔ اور حدیث میں بھی نبی ﷺ نے فوت شدگان کے لیے نہایت خلوص سے دعا کرنے کا حکم دیا ہے' نماز جنازہ بجائے خود کیا ہے؟ یہ میت کے لیے مغفرت ہی کی دعا ہے۔ قبرستان جا کر جو دعا پڑھی جاتی ہے جس کے الفاظ نبی ﷺ نے بیان فرمائے ہیں' اس میں بھی اپنے اور فوت شدگان کے لیے مغفرت' سلامتی اور عافیت کی دعا ہے' اگر دعا کا فائدہ فوت شدہ لوگوں کو نہ ہوتا تو نبی ﷺ خود یہ دعائیں پڑھتے نہ اپنی امت کو پڑھنے کی تلقین فرماتے۔ اور اسی طرح نماز جنازہ پڑھنا بھی غیر ضروری ہوتا۔ علاوہ ازیں شفاعت سے بھی مومنوں کو قیامت کے دن فائدہ ہوگا جو قرآن کریم سے ثابت ہے۔ یہ بھی از قبیل دعا ہی ہے' اس لیے فوت شدگان کے لیے دعائے مغفرت' ایک مفید عمل ہے۔

تاہم دعا کی قبولیت کے لیے ضروری ہے کہ دعا میں درج ذیل آداب و شرائط کو ملحوظ رکھا جائے:

- خلوص دل اور پوری توجہ اور نہایت الحاح وزاری سے دعا کی جائے۔
- دعا کرنے والے کا ذریعۂ آمدن حلال ہو' اس کی کمائی حرام کی نہ ہو۔
- دعا میں پہلے حمد و ثنا اور درود شریف کا اہتمام کیا جائے' وغیرہ۔

○ **انسان کے اچھے یا برے عمل کا صلہ اور صدقات جاریہ:** انسان نے زندگی میں ایسے کام کیے ہوں جن کے اثرات و فوائد اس کے مرنے کے بعد بھی جاری رہیں' ان فیوضات جاریہ کا ثواب بھی اسے پہنچتا رہے گا' اسی طرح اگر ایسے برے کام کیے ہوں گے جو محض اس کی کوششوں کی وجہ سے جاری ہوئے ہوں گے تو ان کا گناہ بھی مسلسل اس کے نامۂ اعمال میں درج ہوتا رہے گا' جیسے حدیث میں ہے کہ جو بھی قتل ناحق ہوتا ہے تو قاتل کے ساتھ ساتھ اس کا گناہ آدم علیہ السلام کے بیٹے (قابیل) کو بھی ملتا ہے جس نے سب سے پہلے اپنے بھائی (ہابیل) کو ناحق قتل کر کے اس ظالمانہ رسم کا آغاز کیا۔ (صحیح البخاري' الدیات' باب: ﴿وَمَنْ اَحْیَاھَا﴾' حدیث: ٦٨٦٧)

مشہور حدیث ہے: [إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُولَهُ] ''جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے لیکن تین چیزیں جاری رہتی ہیں: ○ صدقۂ جاریہ ○ ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جاتا رہے ○ نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔'' (صحیح مسلم' الوصیة' باب ما یلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته' حدیث: ١٦٣١)

اس حدیث کی بنیاد بھی یہی ہے کہ زندگی میں اس نے ایسے عمل کیے ہوں جس کا سلسلۂ فیض اس کے مرنے کے بعد بھی جاری رہے تو اس کا اجر بھی اسے برابر ملتا رہے گا' صدقۂ جاریہ (مسجد و مدرسہ کی تعمیر' کنواں یا پانی کی

سبیل یا پانی کی موٹر وغیرہ لگوانا) اس کا اپنا عمل ہے لیکن ایسا عمل جو مرنے کے ساتھ ہی ختم نہیں ہوا بلکہ اس کے مرنے کے بعد بھی جاری ہے۔ دینی علوم کی تعلیم و تدریس یا ان کی توضیح و تشریح اس کا اپنا عمل ہے' جب تک اس کے شاگرد یا کتابیں موجود ہیں اور ان سے لوگ فیض یاب ہو رہے ہوں گے' اسے اجر و ثواب ملتا رہے گا۔ اولاد کی صحیح تربیت کر کے انھیں صالح بنانا' اس کی کوششوں کا نتیجہ ہے' جب تک اس کی کاوشوں کی وجہ سے اولاد نیک رہے گی' نیکی کے کاموں میں حصہ لیتی رہے گی' اسے بھی اجر و ثواب ملے گا۔ اولاد کی بابت رسول اللہ ﷺ کا ایک فرمان بھی ہے' فرمایا: [إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ وَ إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ] ''سب سے پاکیزہ خوراک وہ ہے جو تم اپنی کمائی سے کھاؤ اور تمھاری اولاد بھی تمھاری ہی کمائی کا حصہ ہے۔'' (جامع الترمذي' أبواب الأحكام' باب ماجاء أن الوالد يأخذ من مال ولده' حديث:۱۳۵۸) اس لیے اولاد کی تمام نیکیوں کا اجر علی الاطلاق (ماں) باپ کو ملے گا' اولاد ان کے لیے دعا کرے یا نہ کرے۔ صحیح مسلم کی روایت میں ''دعا کرے'' کے الفاظ ترغیب کے لیے ہیں' شرط کے طور پر نہیں۔

سنن ابن ماجہ کی درج ذیل حدیث سے مذکورہ امور کی مزید وضاحت ہوتی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کو اس کی موت کے بعد اس کے اعمال اور حسنات کا جو صلہ ملتا ہے ان میں: ۞ وہ علم ہے جو اس نے لوگوں کو سکھلایا اور اسے پھیلایا۔ ۞ وہ نیک اولاد جو وہ چھوڑ گیا۔ ۞ قرآن پاک کا نسخہ کسی کو (پڑھنے کے لیے) دے گیا۔ ۞ کوئی مسجد بنا گیا۔ ۞ کوئی مسافر خانہ تعمیر کر گیا۔ ۞ کوئی نہر کھدوا گیا۔ ۞ صدقہ جو اس نے اپنی زندگی اور صحت میں دیا۔ یہ بھی اس کو اس کی موت کے بعد اس کو ملے گا۔ (سنن ابن ماجه' المقدمة' باب ثواب معلم الناس الخير' حديث:۲۴۲)

○ **صدقہ و خیرات کرنا:** مرنے کے بعد اس کے اقارب کی طرف سے ایصال ثواب کی نیت سے صدقہ و خیرات کرنا' اس میں اگرچہ مرنے والے کا کوئی حصہ نہیں ہے لیکن چونکہ یہ احادیث سے ثابت ہے' اس لیے ایصال ثواب کا یہ طریقہ بھی جائز اور مشروع ہے۔ اس میں بعض علماء نے اقارب یا صرف وارث کی شرط عائد کی ہے۔ ہمارے نزدیک یہ موقف زیادہ صحیح اور قرآن کریم کے بیان کردہ اصول: ﴿وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی﴾ کے مطابق ہے۔ اور اولاد حدیث کی رو سے خود انسان کی اپنی کمائی (کسب و سعی) ہے۔ علاوہ ازیں احادیث میں جو واقعات بیان ہوئے ہیں' وہ بھی قریبی رشتے داروں ہی کے ہیں اور یہ ایک فطری چیز ہے کہ مرنے والے کے لیے صدقہ و خیرات کا اہتمام بالعموم اقرباء ہی کرتے ہیں اور کر سکتے ہیں' اس لیے اولاد میں سے جو بھی کسی میت کے ایصال ثواب کے لیے کوئی صدقہ کرے گا' میت کو اس کا ثواب پہنچے گا (بشرطیکہ حلال و طیب مال سے ہو اور عنداللہ قبول ہو جائے)' تاہم تیجہ' ساتواں' دسواں یا چہلم وغیرہ کا ثواب نہیں پہنچے گا کیونکہ یہ بدعات ہیں جو ہندوؤں کی نقالی میں مسلمانوں نے اپنائی ہوئی ہیں اور ان میں رشتے داروں ہی کی لذت کام و دہن کا سامان ہے' صدقہ و خیرات سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

○ **صدقے کا مطلب:** صدقہ' اللہ کی رضا کے لیے بغیر کسی دن کی تعیین کے' غرباء ومساکین کی ضروریات کو پورا کرنے کا نام ہے' انھیں اگر کھانے کی ضرورت ہے تو انھیں کھانا مہیا کیا جائے' لباس کی ضرورت ہے تو ان کی تن پوشی کا اہتمام کیا جائے' وہ علاج کے ضرورت مند ہیں تو ان کے لیے دوا دارو کا انتظام کیا جائے' انھیں شادی کی ضرورت ہے تو اس میں ان کے ساتھ تعاون کیا جائے' کاروباری مشکلات ہیں تو ان میں ان کو سہارا دیں' دین کی نشر واشاعت میں حصہ لیا جائے وغیرہ۔

○ **میت کے ذمے قرض کی ادائیگی ضروری ہے:** ورثاء' یعنی اولاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ سب سے پہلے اگر میت کے ذمے قرض ہے' تو اس کی ادائیگی کا اہتمام کرے۔ اگر اولاد اس کی استطاعت نہیں رکھتی تو کوئی بھی شخص یہ کام کرسکتا ہے' احادیث میں اس کی صراحت ملتی ہے اور احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا فائدہ میت کو پہنچتا ہے ورنہ اس کی مغفرت کا معاملہ قرض کی ادائیگی تک معلق رہتا ہے' حتی کہ شہید کے ذمے بھی جو قرض ہے' جب تک اسے ادا نہ کر دیا جائے' اس کی مغفرت غیر یقینی ہے۔

○ **میت کی طرف سے روزہ رکھنے کا مسئلہ:** روزہ رکھنے کی روایات دو طرح سے مروی ہیں' ایک میں مطلقاً روزے کی بابت سوال کیا گیا' پوچھنے والے نے پوچھا کہ میت کے ذمے ایک مہینے یا پندرہ دن کے روزے ہیں؟ کیا وہ رکھے جائیں؟ نبی ﷺ نے جواب میں فرمایا: ''اگر اس کے ذمے کسی کا قرض ہوتا تو تم ادا کرتے؟'' اس نے کہا: ہاں' تو آپ نے فرمایا: ''میت کے ذمے اگر روزے ہیں تو یہ اللہ کا قرض ہیں' انھیں ادا کرنا دنیاوی قرضوں سے زیادہ اہم ہے۔'' اور بعض روایات میں ہے کہ میت کے ذمے نذر کے روزے ہیں۔ آپ نے انھیں پورا کرنے کا حکم فرمایا۔ (صحيح البخاري' الصوم' باب من مات وعليه صوم' حديث: ۱۹۵۲' ۱۹۵۳' و صحيح مسلم' الصيام' باب قضاء الصوم عن الميت' حديث: ۱۱۴۷' ۱۱۴۸)

بعض علماء نے ان احادیث کی بنا پر میت کی طرف سے اس کے قضا شدہ یا نذر کے روزے رکھنے کا جواز تسلیم کیا ہے اور بعض علماء کے خیال میں اس سے مراد صرف نذر کے روزوں کی قضا ہے' یعنی انھوں نے روزوں کی قضا سے متعلق روایت کو نذر کی صراحت والی روایت کے ساتھ خاص کر دیا ہے' چنانچہ شیخ البانی رحمہ اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت: [مَنْ مَّاتَ وَ عَلَيْهِ صِيَامٌ' صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ] ''جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمے روزے ہوں' تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزہ رکھے۔'' (صحيح البخاري' الصوم' باب من مات وعليه صوم' حديث: ۱۹۵۲)

اس حدیث کی تعلیق میں لکھتے ہیں: [وَالْأَرْجَحُ أَنَّ ذٰلِكَ فِي صَوْمِ النَّذْرِ' وَأَمَّا صَوْمُ رَمَضَانَ فَلَا] ''زیادہ راجح بات یہ ہے کہ قضا کا یہ حکم نذر کے روزوں سے متعلق ہے نہ کہ رمضان کے روزوں سے۔'' (تعليقات رياض الصالحين' ص: ۶۲۷)

شیخ البانی رحمہ اللہ کا یہ موقف زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے' اس لیے کہ روزہ بدنی عبادت ہے' اس میں نیابت جائز

نہیں' جب زندگی میں نیابت کی گنجائش نہیں ہے تو مرنے کے بعد اس کا جواز کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ اس موقف کی بنیاد پر صرف نذر کے روزے میت کی طرف سے رکھنے جائز ہوں گے کیونکہ یہ نص صریح (صحیح حدیث) سے ثابت ہیں۔

اور دوسرے علماء کے نزدیک قضا شدہ اور نذر' دونوں قسم کے روزے رکھنے جائز ہیں' تاہم ان کے نزدیک بھی صرف روزوں ہی کا جواز ہے' کوئی اور بدنی عبادت میت کی طرف سے نہیں کی جا سکتی' چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [لِأَنَّ الْأَصْلَ عَدَمُ النِّيَابَةِ فِي الْعِبَادَةِ' وَلِأَنَّهَا عِبَادَةٌ لَا تَدْخُلُهَا النِّيَابَةُ فِي الْحَيَاةِ فَكَذٰلِكَ فِي الْمَوْتِ إِلَّا مَاوَرَدَ فِيهِ الدَّلِيلُ فَيُقْتَصَرُ عَلٰى مَاوَرَدَ فِيهِ وَ يَبْقَى الْبَاقِي عَلَى الْأَصْلِ وَ هٰذَا هُوَ الرَّاجِحُ] ''بدنی عبادت میں اصل یہ ہے کہ اس میں نیابت نہیں ہو سکتی اور روزہ عبادت ہے' اس میں زندگی میں نیابت کی گنجائش نہیں ہے' اسی طرح موت میں (مرنے کے بعد) بھی نہیں ہو سکتی' سوائے اس صورت کے جس کی بابت کوئی دلیل ہو' چنانچہ جس کی بابت دلیل وارد ہو گی' نیابت اس صورت تک ہی محدود ہو گی اور باقی عبادات اپنی اصل پر باقی رہیں گی (ان میں نیابت جائز نہیں ہو گی) یہی بات راجح ہے۔'' (فتح الباري' الصوم' باب من مات و عليه صوم: ۴/۲۴۷' مطبوعة دارالسلام' الرياض)

اس اصول کی رو سے میت کی طرف سے صرف نذر کے روزے یا زیادہ سے زیادہ اس کے ذمے رمضان کے فرض روزوں کی قضا جائز ہو گی' اس کے علاوہ میت کی طرف سے کوئی اور بدنی عبادت کرنی جائز نہیں ہو گی اور یہ کہنا صحیح نہیں ہو گا کہ چونکہ ایک عبادت کا میت کی طرف سے کرنا ثابت ہے تو دوسری عبادات بھی اس کی وجہ سے صحیح ہوں گی۔ عبادات میں اس قسم کے قیاس کی گنجائش نہیں۔ عبادات توقیفی ہیں' یعنی شریعت کی طرف سے مقرر ہیں ان میں اپنی طرف سے کمی بیشی کرنا جائز نہیں ہے۔

ملحوظہ: خیال رہے کہ روزے صرف اس کی طرف سے رکھنے ضروری ہوں گے جو قدرت رکھنے کے باوجود روزے نہ رکھ سکا ہو۔ اگر شدید بیماری کی وجہ سے کسی کے فرضی روزے رہ گئے ہوں اور وہ اسی بیماری کی حالت میں فوت ہو جائے تو ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ کے تحت اللہ اس کو ویسے ہی معاف فرما دے گا۔ روزے اس کے ذمے متصور ہی نہیں ہوں گے۔ (المحلى لابن حزم' مسألة: ۷/۷۷۱' حديث: ۱/۳۹۸)

○ میت کی طرف سے حج کرنا: دوسری چیز جس کا ذکر حدیث میں ہے۔ میت کی طرف سے حج کرنے کا ہے' یعنی صاحب استطاعت ہونے کے باوجود اگر کوئی شخص کسی مجبوری کی وجہ سے حج نہیں کر سکا اور فوت ہو گیا یا اس نے حج کی نذر مانی تھی لیکن اس نے ابھی نذر پوری نہیں کی تھی کہ اس کا وقت آخر آ گیا' ان دونوں صورتوں میں میت کی طرف سے حج کرنا جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہے کیونکہ نبی ﷺ نے اسے اللہ کا ایسا حق قرار دیا جس کا قرض کی طرح ادا کرنا ضروری ہے۔ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ میری ماں نے حج کرنے کی نذر مانی تھی لیکن حج کرنے سے پہلے فوت ہو گئی' کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ

نے فرمایا: ہاں اس کی طرف سے حج کر۔ بھلا یہ بتلا اگر تیری ماں پر قرض کا بوجھ ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتی؟ (اسی طرح) اللہ کا قرض ادا کرو اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کا حق پورا کیا جائے۔" (صحیح البخاري' جزاء الصيد' باب الحج والنذور عن الميت...... مع فتح الباري: ۸۴/۴)

اسی طرح حدیث میں اس شخص کی طرف سے بھی حج کرنے کا حکم ہے جو صاحب استطاعت ہونے کے باوجود زیادہ بڑھاپے یا کسی اور عذر کی وجہ سے خود حج کرنے پر قادر نہ ہو۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ حدیث مذکور کی شرح میں لکھتے ہیں: "اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمے حج کرنا ہو تو اس کے وارث پر واجب ہے کہ اس کے مال میں سے اس کی طرف سے حج کا انتظام کرے' جیسے اس کے ذمے قرض ہو تو اسے ادا کرنا اس کے لیے ضروری ہے۔ اس پر اجماع ہے کہ آدمی کا قرض اس کے اصل مال سے ادا کرنا ضروری ہے' اسی طرح اور بھی قضا کے اعتبار سے جو اس کے مشابہ حق ہیں' (ان کی ادائیگی بھی ضروری ہے) اور حج کے ساتھ ہر وہ حق بھی اس حکم میں شامل ہوگا جو مرنے والے کے ذمے ہو' جیسے کوئی کفارہ یا نذر یا زکاۃ وغیرہ۔" (فتح الباري: ۸۵/۴)

حج ایسی عبادت ہے جو بدنی کے ساتھ ساتھ مالی عبادت بھی ہے' اسی طرح کفارہ اور زکاۃ وغیرہ بھی اسی قبیل سے ہے' یہ مالی عبادات اگر میت کے ذمے ہوں تو ان کا ادا کرنا ضروری ہے کیونکہ احادیث میں اس کی صراحت آگئی ہے' تاہم ان کے علاوہ کسی اور عبادت کا میت کی طرف سے کرنا جائز نہیں ہوگا۔

روزے اور حج کی بابت مذکورہ احادیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جس کے ذمے یہ فرائض رہ گئے ہوں' یعنی وہ اپنی زندگی میں کسی معقول وجہ سے ادا نہ کر سکا ہو۔ روزے (نذر یا بقول بعض علماء رمضان کے) رہ گئے' صحت مند یا قادر ہونے کے باوجود اس نے نہیں رکھے تو ان کا ادا کرنا ورثاء کے لیے ضروری ہوگا۔ اس سے ایک تو یہ اصول معلوم ہوا کہ میت کے ذمے کوئی فرض رہ جائے تو وہ اللہ کا ایک قرض ہے جس کی ادائیگی کا اہتمام (دوسرے قرضوں کی طرح) کیا جانا چاہیے' چنانچہ حافظ ابن حزم نے اسی بنیاد پر یہ موقف اختیار کیا ہے کہ اگر کسی نے اعتکاف کی نذر مانی تھی' لیکن وہ یہ نذر پوری کرنے سے قبل ہی فوت ہو گیا' تو اس کی طرف سے اس نذر کا پورا کیا جانا ضروری ہے۔ (المحلّٰی' کتاب الاعتکاف مسئله:۶۳۵) بلکہ ہر نذر طاعت کا پورا کرنا ضروری ہے (حوالۂ مذکور) اسی طرح امام ابن حزم رحمہ اللہ کے نزدیک اگر کسی شخص کی نماز بھول جانے یا نیند کی وجہ سے رہ گئی اور وہ اسے نہیں پڑھ سکا اور اسے موت آگئی تو یہ نماز بھی اس کے ذمے اللہ کا قرض ہے' جس کی ادائیگی کے ورثاء مکلف ہیں۔ (المحلّٰی' کتاب الصیام' مسئله:۷۷۵) تاہم نیابت کے مذکورہ اصول کی رو سے ورثاء کی یہ ذمہ داری نہیں' البتہ کفارہ اور مالی واجبات' زکاۃ وغیرہ کی ادائیگی ضروری ہے۔

دوسرا اصول یہ معلوم ہوا کہ جس کے ذمے شرعاً کوئی حق واجب نہ ہو تو ورثاء اس کی ادائیگی کے ذمہ دار نہیں ہیں' جیسے ایک شخص غربت میں فوت ہو گیا' اس پر حج فرض ہی نہیں ہوا تو اس کے ورثاء صاحب استطاعت ہونے

کے باوجود اس کی طرف سے حج کرنے کے مکلف نہیں ہیں، تاہم ایصال ثواب کے نقطۂ نظر سے حج کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ تو اس کی گنجائش ابوداود کی ایک حدیث سے معلوم ہوتی ہے جو آگے آ رہی ہے۔

○ **میت کی طرف سے قربانی کرنا:** میت کی طرف سے ایصال ثواب کے لیے قربانی کرنا کیسا ہے؟ اس میں علماء کی دو رائے ہیں' ایک رائے یہ ہے کہ یہ بھی چونکہ صدقے کی ایک صورت ہے اور میت کی طرف سے صدقہ کرنے کا ثبوت موجود ہے' اس لیے یہ جائز ہے۔ اسی لیے وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ میت کی طرف سے کی گئی قربانی کا سارا گوشت غرباء و مساکین ہی میں تقسیم کیا جائے اور اس میں سے کوئی حصہ اپنے لیے نہ رکھے' جیسے قربانی کے گوشت میں ہوتا ہے کہ انسان کچھ اپنے لیے رکھ لیتا ہے اور کچھ رشتے داروں اور ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔

اور دوسری رائے یہ ہے کہ فوت شدہ کی طرف سے قربانی کرنے کی کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔ وہ روایت بھی سنداً ثابت نہیں ہے' جس میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیشہ دو جانوروں کی قربانی کیا کرتے تھے' ایک اپنی طرف سے اور دوسری رسول اللہ ﷺ کی طرف سے' البتہ خود رسول اللہ ﷺ کا یہ عمل صحیح سند سے ثابت ہے کہ آپ نے جو قربانی کی وہ آپ نے اپنی اور اپنی امت کے ان لوگوں کی طرف سے کی جو قربانی کی استطاعت نہیں رکھتے اور بعض روایات میں دو جانور قربان کرنے کا ذکر ہے' ایک اپنے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے اور دوسرا اپنی امت کے غیر مستطیع لوگوں کی طرف سے لیکن علماء کے ایک گروہ کی رائے ہے کہ نبی ﷺ کا یہ فعل آپ کی خصوصیات میں سے ہے' جس میں امت کے لیے آپ کی اقتدا جائز نہیں۔ حافظ ابن حجر وغیرہ اسی بات کے قائل ہیں۔ محدث عصر شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسی رائے کا اظہار کیا ہے' چنانچہ وہ لکھتے ہیں: ''احادیث میں جو آیا ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی امت کے ان لوگوں کی طرف سے قربانی کی جو قربانی کی استطاعت نہیں رکھتے تھے تو یہ آپ کی خصوصیات میں سے ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری (۵۱۴/۹) میں اہل علم سے نقل کیا ہے۔ اور یہی بات صحیح ہے' اس لیے کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ نبی ﷺ کی اقتدا میں امت کی طرف سے قربانی کرے' زیادہ لائق بات یہی ہے کہ اس قربانی پر دوسری عبادات کا قیاس نہ کیا جائے' جیسے نماز' روزہ' تلاوت اور اس جیسی دیگر طاعات ہیں کیونکہ نبی ﷺ سے اس کی بابت کوئی چیز منقول نہیں' لہٰذا کوئی شخص کسی شخص کی طرف سے نماز پڑھے نہ کوئی کسی اور کی طرف سے روزہ رکھے نہ کوئی کسی دوسرے شخص کی طرف سے قرآن پڑھے' اور اس کی اصل قرآن کی یہ آیت ہے کہ ''انسان کو اسی کی جزا ملے گی جس کی اس نے کوشش کی ہوگی۔''

تاہم اس اصل سے وہ امور مستثنیٰ ہیں جن کی بابت نص میں صراحت آ گئی ہے۔ (إرواء الغليل: ۳۵۴/۴)

○ **میت کے لیے قرآن خوانی:** اب رہ گیا مسئلہ قرآن خوانی کا کہ اس طرح ایصال ثواب صحیح ہے یا نہیں؟ اس کا جواب مذکورہ دلائل کی روشنی میں واضح ہے کہ قرآن خوانی بدنی عبادت ہے' جیسے نماز' روزہ بدنی عبادات ہیں' اور عبادات' بالخصوص بدنی عبادات ایک دوسرے کی طرف سے ادا نہیں کی جا سکتیں۔ کوئی شخص نماز پڑھ کر'

روزہ رکھ کر کسی فوت شدہ کو ثواب نہیں پہنچا سکتا' اس لیے کہ اس کی کوئی دلیل نہیں ہے' محض ہمارے مفروضے پر کسی کو ثواب نہیں پہنچ سکتا' فوت شدہ کے ذمے کچھ فرائض رہ گئے ہوں تو ان کو نیابتاً ادا کرنا اور بات ہے۔ اگر اس کی ادائیگی کے لیے شرعی دلیل موجود ہے تو ان کا ادا کرنا صحیح ہوگا (جیسا کہ پہلے تفصیل گزری) لیکن محض اپنی طرف سے نیکی کے کچھ کام کر کے کسی فوت شدہ کو اس کا ثواب پہنچانا' ایک الگ صورت ہے' اس کے لیے شرعی دلیل کا ہونا ضروری ہے۔ یہ دونوں ہی صورتیں ﴿وَ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى﴾ کے خلاف ہیں' لیکن پہلی صورت کو چونکہ احادیث نے اس عموم سے مستثنیٰ کر دیا ہے' اس لیے ان کے جواز اور بعض دفعہ وجوب میں کوئی شک نہیں' لیکن دوسری صورت اس قرآنی عموم کی رو سے ممنوع ہوگی' جب تک کہ اس کے لیے کوئی صحیح دلیل شرعی موجود نہ ہو۔

اور قرآن خوانی کے لیے کوئی شرعی دلیل نہیں ہے اور قیاس سے کسی ملتی جلتی شکل کا حکم تو معلوم کیا جا سکتا ہے لیکن عبادات میں قیاس کر کے اپنے طور پر کسی کام کو ثواب کا باعث قرار نہیں دیا جا سکتا' قرآن خوانی کی حیثیت ایسی ہی ہے' اسے لوگوں نے اپنے طور پر مردوں کے لیے ثواب رسانی کا ذریعہ سمجھ لیا ہے' کسی شرعی دلیل سے اس کا اثبات نہیں ہوتا یا پھر بعض عبادات پر انھوں نے قیاس کیا ہے حالانکہ عبادات میں قیاس کی گنجائش ہی نہیں ہے۔

قرآن خوانی کی رسم قوم کو بے عمل اور بدعمل بنانے کی ایک بُری بنیاد ہے۔

قرآن خوانی کی رسم ایک تو اس لیے صحیح نہیں ہے کہ دلائل شرعیہ سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ خیر القرون (عہد رسالت' عہد صحابہ وتابعین) میں اس کا کوئی نام ونشان نہیں ملتا۔ اگر یہ کارِ خیر یا ایک جائز عمل ہوتا تو صحابہ وتابعین بھی اسے ضرور کرتے۔ اگر انھوں نے نہیں کیا اور یقیناً نہیں کیا تو اسے کسی لحاظ سے بھی مستحسن اور جائز عمل قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہ رسم قوم کو بے عمل اور بدعمل بنانے کی ایک سازش ہے' جب ایک شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ میرے مرنے کے بعد لوگ مجھے قرآن پڑھ پڑھ کر بخشیں گے جس سے میری نجات ہو جائے گی تو ظاہر بات ہے کہ وہ زندگی میں احکام وفرائض اسلام کی پابندی کو ضروری نہیں سمجھے گا' ساری زندگی قرآنی اصولوں کے خلاف گزارے گا' نماز' روزوں کا اہتمام اور اسلام کے حلال وحرام کے درمیان تمیز ہی نہیں کرے گا۔ کیا واقعی قرآن کریم مردے بخشوانے ہی کے لیے نازل ہوا تھا؟ زندوں کی رہنمائی کے لیے نازل نہیں ہوا تھا؟ قابلِ غور امر یہ ہے کہ جس شخص نے ساری عمر قرآن کریم سے رہنمائی حاصل نہیں کی بلکہ قرآنی تعلیمات سے بے نیاز ہو کر زندگی گزاری' اب مرنے کے بعد اس کے لیے قرآن خوانی کیا واقعی منفعت بخش ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو پھر قرآن کریم پر عمل کرنے کی تو کوئی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ ہر بے عمل اور بدعمل مسلمان کو مرنے کے بعد دو چار چھ قرآن پڑھ کر بخش دو۔ بس اس کی نجات کے لیے کافی ہے۔ آہ

فلیبك على الإسلام من كان باكيا

بخشش کا کتنا آسان نسخہ ہے جو عقل وقیاس کی بنیاد پر گھڑ لیا گیا ہے۔ مَالَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ.

* **بعض ضعیف احادیث سے استدلال:** دارقطنی کی دو روایات سے استدلال کر کے ہر قسم کی عبادات کا ثواب بخشنے کا جواز ثابت کیا جاتا ہے جو حسب ذیل ہیں:

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ میں اپنے والد کی خدمت ان کی زندگی میں تو کرتا ہوں' ان کے مرنے کے بعد کیسے کروں؟ فرمایا: ''یہ بھی ان کی خدمت ہی ہے کہ ان کے مرنے کے بعد تو اپنی نماز کے ساتھ ان کے لیے بھی نماز پڑھے اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لیے بھی روزے رکھے۔''

ایک دوسری روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کا قبرستان پر گزر ہو اور وہ گیارہ مرتبہ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھ کر اس کا اجر مرنے والوں کو بخش دے تو جتنے مردے ہیں' اتنا ہی اجر اسے عطا کر دیا جائے گا۔'' (تفهيم القرآن: ۲۱٦/۵)

لیکن یہ دونوں روایات سنداً ضعیف ہی نہیں' من گھڑت ہیں' علاوہ ازیں سنن دارقطنی میں یہ روایات ہمیں نہیں ملیں' اس لیے ان سے استدلال صحیح نہیں۔ اس طرح کی بعض اور روایات بھی بیان کی جاتی ہیں لیکن وہ بھی سخت ضعیف ہونے کی بنا پر نا قابل استدلال ہیں۔ مزید دیکھیے: (أحكام الجنائز للألباني' ص: ۲۴۵)

○ **ایصال ثواب کی تین صورتوں کا جواز:** البتہ اس ضمن میں ایک اور حدیث بیان کی جاتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے دادا عاص بن وائل نے زمانۂ جاہلیت میں سو اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی تھی' ان کے بیٹے ہشام بن عاص نے ان کی وفات کے بعد اپنے حصے کے پچاس اونٹ (اپنے باپ کی طرف سے) ذبح کر دیے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ (عاص کے دوسرے بیٹے) نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''اگر تمھارے باپ نے توحید کا اقرار کر لیا تھا تو تم ان کی طرف سے روزہ رکھو' یا صدقہ کرو' وہ ان کے لیے نافع ہوگا۔'' (تفهيم القرآن: ۲۲۱/۵)

یہ روایت مسند احمد کے حوالے سے نقل کی گئی ہے۔ اور سنن ابو داود میں بھی موجود ہے۔ (سنن أبي داود' الوصايا' باب ماجاء في وصية الحربي يسلم وليه' أيلزمه أن ينفذها' حديث: ۲۸۸۳)

ابو داود میں ہے کہ سو گردنیں آزاد کرنے کی انھوں نے وصیت کی تھی' چنانچہ باپ کے مرنے کے بعد ان کے ایک بیٹے ہشام نے پچاس گردنیں آزاد کر دیں اور دوسرے بیٹے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے قبول اسلام کے بعد باقی پچاس گردنیں آزاد کرنے کا ارادہ کیا تو انھوں نے اس کی بابت رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''اگر تمھارے باپ نے اسلام قبول کر لیا تھا تو تم اس کی طرف سے جو غلام آزاد کرو گے یا صدقہ کرو گے یا حج کرو گے' تو وہ اسے پہنچے گا۔''

یہ روایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے مروی ہے جس کی صحت کے بارے میں محدثین کے درمیان اختلاف ہے' تاہم اکثر محدثین نے اس کی صحت کو تسلیم کیا ہے' اس لیے یہ روایت تو یقیناً قابل استدلال

ہے لیکن اس سے صرف وہی امور ثابت ہوں گے جن کا ذکر اس حدیث میں ہے۔ اور وہ تین ہیں غلام آزاد کرنا' صدقہ کرنا اور حج کرنا۔ روزوں کا ذکر اس میں نہیں ہے اور یہ تینوں چیزیں مالی عبادات سے تعلق رکھتی ہیں جن کی اجازت صدقہ کرنے والی روایات سے بھی نکلتی ہے' علاوہ ازیں روایت میں صراحت ہے کہ نبی ﷺ نے ان تینوں کاموں کی اجازت میت کے بیٹے کو دی' اس لیے اولاد کی طرف سے میت کے ایصال ثواب کے لیے یہ تینوں کام جائز ہوں گے۔ اس سے میت کی طرف سے ہر قسم کی عبادت کرنے کا جواز ثابت کرنا صحیح نہیں۔ اس لیے کہ عبادات توقیفی ہیں' ان میں قیاس ورائے کا دخل نہیں۔

✱ **مروجہ قرآن خوانی کی قباحتیں:** بہر حال قرآن خوانی کی رسم جو بہت عام ہو گئی ہے' اس کا جواز محل نظر ہی ہے' شرعی دلائل سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ علاوہ ازیں اس کی اور بھی متعدد قباحتیں ہیں جنھیں دیکھتے ہوئے اس کا جواز تسلیم کرنا بہت مشکل ہے' مثلاً: قرآن کریم زندوں کے لیے آیا ہے کہ وہ اس سے روشنی حاصل کریں اور اس کے سانچے میں اپنی زندگی ڈھالیں' اس کے مطابق اپنا لائحہ عمل تیار کریں اور اسے اپنی زندگی کا دستور بنائیں۔ لیکن ایک مسلمان قرآن کریم کو اپنا دستور حیات تو نہ بنائے۔ اس سے ہدایت و رہنمائی تو حاصل نہ کرے بلکہ ساری زندگی اس کے اصول وضوابط کو پامال کرتے ہوئے گزار دے لیکن مرنے کے بعد اسی قرآن کو کرائے پر پڑھوا کر اس کو نجات کا ذریعہ سمجھا جائے؟ یہ قرآن کریم کا احترام ہے یا اس کے ساتھ استہزا و مذاق؟

اس طرح گویا قرآن کریم سے بے اعتنائی کا سبق دیا جاتا ہے' جب قرآن خوانی ہی کے ذریعے سے نجات ہو جائے گی تو پھر اس کے حلال و حرام کی پابندی کیا ضروری ہے؟ اس کے احکام کے مطابق زندگی گزارنے کی کیا ضرورت ہے؟ چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ قرآن خوانی کا رواج بالعموم انھی لوگوں میں زیادہ ہے جو زندگی میں قرآن کے احکام و قوانین کو ذرا اہمیت نہیں دیتے اور ساری زندگی اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے گزار دیتے ہیں۔ اس طرح لوگوں کو باور کرایا جا رہا ہے کہ قرآن کریم حیات بخش کتاب نہیں بلکہ مردہ بخش کتاب ہے' یہ زندوں کی رہنمائی کے لیے نہیں آئی بلکہ صرف مردے بخشوانے کے لیے نازل ہوئی ہے۔ یوں قرآن خوانی کی رسم سے قرآن کریم کے نزول کا اصل مقصد لوگوں کے ذہنوں سے نکالا جا رہا ہے۔

اس اعتبار سے یہ رسم مسلمانوں کو بے عمل اور بدعمل بننے اور بنانے کا ذریعہ ثابت ہو رہی ہے' اس کا یہ نتیجہ ہی اس کے غیر شرعی اور غیر صحیح ہونے کے لیے کافی ہے' تاہم مذکورہ دلائل سے بھی اس کا عدم جواز واضح ہے۔

✱ **مذکورہ مباحث کا خلاصہ:** بہر حال ایصال ثواب (فوت شدگان کو اجر و ثواب پہنچانے کی نیت سے بعض نیکی کے کام کرنا) تو احادیث سے ثابت ہے۔ لیکن اس مقصد کے لیے صرف وہی کام اسی حد تک مشروع (جائز) ہیں جس کی صراحت احادیث میں ملتی ہے' جیسے نذر کے یا بقول بعض علماء رمضان المبارک کے روزے رہ گئے۔ یا صاحب استطاعت ہونے کے باوجود کوئی حج نہیں کر سکا' یا کسی اور نیکی کے کام کی نذر مانی لیکن پوری نہ کر سکا۔ یہ تمام اعمال مرنے والے کے ذمے باقی رہ گئے۔ ان کا میت کی طرف سے ادا کرنا اسی طرح ضروری ہے' جیسے

اس کے ذمے بندوں کا قرض ہو تو اس کا ادا کرنا ضروری ہے۔

لیکن یہ ادائے فرض کی وہ صورتیں ہیں جو ادائے قرض کی طرح ہیں' ان کو اللہ کا قرض قرار دیا گیا ہے' اس لیے ان کی ادائیگی ضروری ہے۔

دوسری صورت ادائے فرض کی نہیں ہے۔ صرف میت کے ورثاء اپنے مرنے والے کو ثواب پہنچانا چاہتے ہیں جس کو ایصال ثواب کہا جاتا ہے۔ اس کے لیے آپ نفلی نماز پڑھ کر' نفلی روزے رکھ کر ان کا ثواب میت کو نہیں پہنچا سکتے' اسی طرح قرآن خوانی کے ذریعے سے ثواب نہیں پہنچا سکتے کیونکہ ان کا کوئی شرعی ثبوت نہیں ہے' البتہ میت کی طرف سے غلام آزاد کر کے صدقہ وخیرات کر کے اور حج کر کے ان کو ثواب پہنچا سکتے ہیں کیونکہ ان کا ثبوت احادیث سے ملتا ہے۔

اسی طرح مرحومین کے لیے دعائیں کی جا سکتی ہیں' اس سے بھی انھیں فائدہ پہنچتا ہے۔ اس کا ہمیں زیادہ سے زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔ وما علينا إلا البلاغ المبين. اَللّٰهم أرنا الحَقَّ حَقًّا وارزقنا اتباعه و أرِنَا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه. آمين.

(المعجم ١٠) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْوِلَايَةِ عَلٰى مَالِ الْيَتِيمِ (التحفة ٩)

باب:۱۰- یتیم کے مال کی سرپرستی کی ممانعت کا بیان

٣٦٩٧- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي سَالِمٍ الْجَيْشَانِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا أَبَا ذَرٍّ! إِنِّي أَرَاكَ ضَعِيفًا، وَإِنِّي أُحِبُّ لَكَ مَا أُحِبُّ لِنَفْسِي، لَا تَأَمَّرَنَّ عَلَى اثْنَيْنِ، وَلَا تَوَلَّيَنَّ عَلٰى مَالِ يَتِيمٍ».

۳۶۹۷- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اے ابوذر! میں تجھے کمزور سمجھتا ہوں اور میں تیرے لیے وہی کچھ پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں۔ تو دو آدمیوں کا بھی امیر نہ بننا اور نہ کسی یتیم کے مال کا سرپرست بننا۔''

فوائد ومسائل: ① یتیم کے مال کی سرپرستی چونکہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جس میں فریق ثانی کی طرف سے کسی مزاحمت یا نگرانی کا خطرہ نہیں ہوتا' لہٰذا یہ انتہائی ہمدردی' اللہ کے ڈر بلکہ ایثار کی متقاضی ہے۔ ہر آدمی

---

٣٦٩٧ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب كراهة الإمارة بغير ضرورة، ح: ١٨٢٦ من حديث عبدالله بن يزيد المقرىء به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٩٤.

اس مرتبے کا نہیں ہوتا' لہٰذا اس میں جلد بازی یا پیش کش سے روکا گیا ہے' البتہ اگر کسی پر یہ ذمہ داری مجبوراً آن پڑے تو اسے سرانجام دینی ہوگی۔ جو شخص اس کے تقاضے پورے نہ کر سکے' وہ اس سے انکار کر دے۔ ② ''کمزور'' یعنی تجھ میں امارت و سیادت اور سربراہی کے اوصاف کمزور ہیں۔ بعد کے واقعات نے اس کا ثبوت مہیا کر دیا' مثلاً: تمام صحابہ سے اختلاف رائے' خلیفہ راشد سے اختلاف' مال رکھنے اور بیت المال قائم کرنے کے مسئلے میں ان کا مسلک تمام صحابہ سے جداگانہ تھا۔ اسی بنا پر انھیں زندگی کے آخری دن ربذہ میں گزارنے پڑے۔ اگرچہ وہ انتہائی زاہد اور نیک شخص تھے مگر امارت اس سے مختلف چیز ہے۔ ضروری نہیں کہ جو شخص انتہائی نیک ہو' وہ امارت و سیادت کا بھی اتنا ہی اہل ہو' لہٰذا آپ نے انھیں امارت سے منع فرما دیا۔ ③ ''سرپرست نہ بننا'' کیونکہ جو شخص مطلقاً مال جمع رکھنے کا قائل نہ ہو' ممکن ہے وہ اسی جوش میں یتیم کا مال بھی صدقہ کر دے۔ رضي الله عنه وأرضاه.

(المعجم ۱۱) - **مَا لِلْوَصِيِّ مِنْ مَّالِ الْيَتِيمِ إِذَا قَامَ عَلَيْهِ** (التحفة ۱۰)

**باب:۱۱- جو شخص (وصیت کے نتیجے میں) یتیم کے مال کی دیکھ بھال کرے' اس کا اس میں کیا حق ہے؟**

**۳۶۹۸- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ** قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حُسَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي فَقِيرٌ لَيْسَ لِي شَيْءٌ وَلِي يَتِيمٌ، قَالَ: «كُلْ مِنْ مَّالِ يَتِيمِكَ غَيْرَ مُسْرِفٍ وَلَا مُبَاذِرٍ وَلَا مُتَأَثِّلٍ».

۳۶۹۸- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میں فقیر ہوں۔ میرے پاس کچھ نہیں' ہاں میرے پاس ایک یتیم ہے (جس کے مال کا میں سرپرست ہوں۔) آپ نے فرمایا: ''تو اپنے یتیم کے مال سے کھا سکتا ہے لیکن نہ تو فضول خرچی اور اسراف ہو' نہ (اس کا مال) ضائع کرنے والا اور نہ (اس یتیم کے مال سے) کوئی جمع پونجی بنانے والا ہو۔''

**فوائد ومسائل:** ① گویا محتاج شخص یتیم کے مال سے اپنی نگرانی اور انتظام کی اجرت لے سکتا ہے اور وہ بھی انتہائی مناسب۔ لیکن جو شخص کھاتا پیتا ہے اس کے لیے اپنی نگرانی وغیرہ کا معاوضہ نہ لینا ہی بہتر ہے۔

---

**۳۶۹۸۔ [إسناده حسن]** أخرجه أبوداود، الوصايا، باب ماجاء في ما لولي اليتيم أن ينال من مال اليتيم، ح: ۲۸۷۲ من حديث عمرو بن شعيب به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٩٥، وصححه ابن خزيمة، وابن الجارود، ح: ٩٥٢ وغيرهما.

⑩ یتیم کے مال سے تجارت اگر اس نیت سے کرے کہ اس سے حاصل شدہ منافع خود حاصل کر لے تو یہ تجارت جائز نہیں۔

٣٦٩٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو كُدَيْنَةَ عَنْ عَطَاءٍ - وَهُوَ ابْنُ السَّائِبِ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا۟ مَالَ ٱلْيَتِيمِ إِلَّا بِٱلَّتِى هِىَ أَحْسَنُ﴾ [الأنعام: ١٥٢] وَ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَٰلَ ٱلْيَتَـٰمَىٰ ظُلْمًا﴾ [النسآء: ١٠] قَالَ: اِجْتَنَبَ النَّاسُ مَالَ الْيَتِيمِ وَطَعَامَهُ، فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، فَشَكَوْا ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْيَتَـٰمَىٰ قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿لَأَعْنَتَكُمْ﴾ [البقرة: ٢٢٠].

۳۶۹۹- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب یہ آیت اتری: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ اِلَّا بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ﴾ ''اور تم یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر انتہائی اچھے انداز سے۔'' اور ﴿اِنَّ الَّذِينَ يَاْكُلُونَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا﴾ ''جو لوگ ظلم کے ساتھ ناحق یتیموں کا مال کھاتے ہیں......الخ'' تو لوگوں نے یتیموں کے مال اور کھانے پینے سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اس سے مسلمانوں کے لیے مشقت پیدا ہوئی' چنانچہ انھوں نے اس کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ...... لَاَعْنَتَكُمْ﴾ ''لوگ آپ سے یتیم بچوں (کے ساتھ رہنے) کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ کہہ دیجیے: ان کی اصلاح کرنا بہت بہتر ہے...... (اور اگر اللہ چاہتا تو) تمھیں تکلیف میں ڈال دیتا۔''

**فائدہ:** محقق کتاب نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ معجم کبیر کی حدیث اس سے کفایت کرتی ہے کیونکہ اس کی سند حسن ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ حدیث محقق کتاب کے نزدیک بھی قابل عمل اور قابل حجت ہے' نیز دیگر محققین نے بھی شواہد و متابعات کی بنا پر اس روایت کو قابل حجت قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى' شرح سنن النسائي:٣٠/١٨١).

---

٣٦٩٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الوصايا، باب مخالطة اليتيم في الطعام، ح: ٢٨٧١ من حديث عطاء به، واختلط، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٩٦، وصححه الحاكم: ٢/ ٢٧٨، ٢٧٩، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد ضعيفة عند الطبراني في تفسيره: ٢/ ٣٧١، ٣٧٢ وغيره، وحديث الطبراني في المعجم الكبير: ٤/ ١٤، ح: ٣٥٠٢ يغني عنه، وسنده حسن.

٣٧٠٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ ابْنُ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَٰلَ ٱلْيَتَٰمَىٰ ظُلْمًا﴾ قَالَ: كَانَ يَكُونُ فِي حَجْرِ الرَّجُلِ الْيَتِيمُ، فَيَعْزِلُ لَهُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَآنِيَتَهُ، فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَإِن تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَٰنُكُمْ﴾ [البقرة: ٢٢٠] [فِي الدِّينِ]، فَأَحَلَّ لَهُمْ خُلْطَتَهُمْ.

٣٧٠٠- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ......﴾ ''یقیناً جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں...... الخ'' کے بارے میں مروی ہے' انھوں نے فرمایا: یتیم جن لوگوں کے زیر سایہ پرورش پارہے تھے (یہ آیت سن کر) انھوں نے یتیم کا کھانا پینا الگ کر دیا حتی کہ برتن بھی۔ لیکن اس سے مسلمانوں کے لیے مشقت پیدا ہوئی' پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاردی: ﴿وَ إِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ﴾ ''اگر تم یتیموں کے ساتھ مل جل کر رہو تو کوئی حرج نہیں۔ وہ تمھارے (دینی) بھائی بند ہیں۔'' گویا اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ مل کر رہنا جائز قرار دے دیا۔

فائدہ: ہر معاشرے میں یتیم بچے اگر ایک دو ہوں تو وہ دوسرے گھر والوں کے ساتھ ہی رہتے ہیں۔ ان کا کھانا پینا بھی مشترکہ ہی ہوتا ہے۔ اس میں ان کا بھی فائدہ ہے۔ اگر ان کا کھانا پینا الگ ہو تو زیادہ اخراجات آتے ہیں۔ عرب میں بھی ایسے ہی تھا۔ جب یہ آیت اتری تو لوگ ڈر گئے کہ کہیں یتیم بچوں کی کوئی چیز ہمارے پیٹ میں نہ چلی جائے' لہٰذا انھوں نے بطور تقویٰ یتیم بچوں کا کھانا پینا الگ کر دیا' حالانکہ شریعت کا منشا یہ نہیں تھا۔ اس سے معاشرے میں بہت سی مشکلات پیدا ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت کے ذریعے سے صراحت فرمادی کہ نیت خیر خواہی اور ہمدردی کی ہو تو انھیں اپنے ساتھ رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اصل مقصد تو یتیموں کا بھلا ہی ہے جیسے بھی ممکن ہو۔

## (المعجم ١٢) - اِجْتِنَابُ أَكْلِ مَالِ الْيَتِيمِ (التحفة ١١)

## باب: ١٢- یتیم کا مال کھانے سے اجتناب کرنا چاہیے

٣٧٠١- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ

٣٧٠١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٣٧٠٠ـ [حسن] أخرجه ابن أبي حاتم في تفسيره: ٢/ ٣٩٥، ح: ٢٠٨١ من حديث عمران به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٤٩٧، وانظر الحديث السابق.

٣٧٠١ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب الكبائر وأكبرها، ح: ٨٩ من حديث ابن وهب، والبخاري، الوصايا، باب قول الله تعالى: ﴿إن الذين يأكلون أموال اليتامى ظلمًا . . .﴾ ح: ٢٧٦٦ من حديث سليمان بن بلال به، وهو في

قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ». قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا هِيَ؟ قَالَ: «اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سات مہلک کاموں سے بچو۔'' پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا' جادو کرنا' جس جان کو اللہ تعالیٰ نے محترم بنایا ہے اسے قتل کر ڈالنا سوائے اس کے کہ حق کے ساتھ ہو' سود کھانا' یتیم کا مال کھانا' جنگ کے دن بھاگ جانا اور پاک دامن بھولی بھالی مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔''






◀◀ الكبرى، ح: ٦٤٩٨.

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

# (المعجم ٣١) - كِتَابُ النُّحْلِ (التحفة ١٤)

## عطیہ سے متعلق احکام و مسائل

### (المعجم ١) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ نُعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ فِي النُّحْلِ (التحفة ...)

### باب:۱-عطیہ کرنے کے بارے میں حضرت نعمان بن بشیر ؓ کی روایت کے ناقلین کے لفظی اختلاف کا بیان

٣٧٠٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: سَمِعْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَنَّ أَبَاهُ نَحَلَهُ غُلَامًا، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ يُشْهِدُهُ، فَقَالَ: «أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَارْدُدْهُ».

وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ.

۳۷۰۲-حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے منقول ہے کہ میرے والد نے مجھے ایک غلام بطور عطیہ دیا' پھر وہ نبی اکرم ﷺ کو گواہ بنانے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تم نے اپنے تمام بچوں کو عطیہ دیا ہے؟'' انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر اسے بھی واپس لے لو۔''

یہ سیاق محمد بن منصور کا ہے۔ (قتیبہ بن سعید بالمعنی بیان کرتے ہیں۔)

**فوائد و مسائل:** ① باپ اور اولاد کا باہمی رشتہ بہت قریبی ہے۔ اس میں ذرہ بھر خرابی بھی بہت سے مفاسد کا موجب ہے' لہٰذا شریعت کی طرف سے ہدایت ہے کہ بچوں میں مساوات سے کام لیا جائے تاکہ کسی کو

---

٣٧٠٢ـ أخرجه مسلم، الهبات، باب كراهة تفضيل بعض الأولاد في الهبة، ح: ١٦٢٣/١١ عن قتيبة، والبخاري، الهبة، باب الهبة للولد، ح: ٢٥٨٦ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ٦٤٩٩.

احساس محرومی نہ ہو۔ صرف ایک بیٹے کو عطیہ دینا دوسرے بیٹوں میں اس بھائی اور باپ کے خلاف نفرت پیدا کرسکتا ہے جس کے نتائج خطرناک ہو سکتے ہیں' اس لیے اس سے روک دیا گیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ عطیہ دینا ہے تو سب کو دیا جائے۔ ایسی صریح روایت کی موجودگی میں احناف کا یہ کہنا تعجب خیز ہے کہ ''اولاد میں مساوات کوئی ضروری نہیں۔'' ② یہ مساوات صرف تحفہ اور عطیہ میں ہے۔ باقی رہے نفقات تو اس میں حصہ بقدر جثہ ہوگا' مثلاً: کھانے' پینے' پہننے' تعلیم' نکاح وغیرہ کے اخراجات سب کے برابر نہیں ہو سکتے۔ یہ ضرورت کے مطابق ہوں گے۔

٣٧٠٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ يُحَدِّثَانِهِ عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيرٍ: أَنَّ أَبَاهُ أَتٰى بِهِ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي غُلَامًا كَانَ لِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ؟» قَالَ: لَا، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَارْجِعْهُ».

۳۷۰۳- حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے منقول ہے کہ ان کے والد انھیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے اور کہا: میں نے اپنے اس بیٹے کو اپنا ایک غلام بطور عطیہ دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے اپنے تمام بیٹوں کو عطیہ دیا ہے؟'' انھوں نے کہا: نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر اسے بھی واپس کرو۔''

فائدہ: صحیح حدیث میں ہے کہ تحفہ دے کر واپس لینا منع ہے مگر باپ اپنی اولاد سے واپس لے سکتا ہے۔

٣٧٠٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَنَّ أَبَاهُ بَشِيرَ بْنَ سَعْدٍ

۳۷۰۴- حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے مروی ہے کہ ان کے والد حضرت بشیر بن سعد ؓ اپنے بیٹے نعمان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنے اس بیٹے کو اپنا ایک غلام بطور عطیہ دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا

---

٣٧٠٣- أخرجه البخاري، ح: ٢٥٨٦، ومسلم، ح: ١٦٢٣/ ٩ من حديث مالك به، انظر الحديث السابق، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٧٥١، ٧٥٢، والكبرٰى، ح: ٦٥٠٠.

٣٧٠٤- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٠١.

جَاءَ بِابْنِهِ النُّعْمَانِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هٰذَا غُلَامًا كَانَ لِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَكُلَّ بَنِيكَ نَحَلْتَ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَارْجِعْهُ».

تو نے اپنے سب بیٹوں کو عطیہ دیا ہے؟'' انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر اسے بھی واپس کرو۔''

٣٧٠٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ النُّعْمَانِ وَحُمَيْدَ ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ حَدَّثَاهُ عَنْ بَشِيرِ بْنِ سَعْدٍ: أَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، فَقَالَ: إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هٰذَا غُلَامًا فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُنْفِذَهُ أَنْفَذْتُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَكُلَّ بَنِيكَ نَحَلْتَهُ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَارْدُدْهُ».

٣٧٠٥- حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نعمان بن بشیر کو لے کر نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام عطیہ کیا ہے۔ اگر آپ اسے مناسب سمجھتے ہیں تو میں اس عطیے کو نافذ کر دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تو نے اپنے سب بیٹوں کو عطیہ کیا ہے؟'' میں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر اسے بھی واپس کرو۔''

٣٧٠٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَنَّ أَبَاهُ نَحَلَهُ نُحْلًا، فَقَالَتْ لَهُ أُمُّهُ: أَشْهِدِ النَّبِيَّ ﷺ عَلٰى مَا نَحَلْتَ ابْنِي، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَكَرِهَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَشْهَدَ لَهُ.

٣٧٠٦- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میرے والد نے مجھے ایک (غلام کا) عطیہ دیا۔ میری والدہ ان سے کہنے لگیں: میرے بیٹے کے عطیے پر رسول اللہ ﷺ کو گواہ بنا لیں۔ میرے والد رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور پوری بات آپ سے ذکر کی۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے اس پر گواہ بننا پسند نہیں فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① ''گواہ بنا لیں'' کہیں کل کو دوسرے بیٹے جھگڑا نہ کریں۔ ② ''پسند نہیں فرمایا'' کیونکہ یہ ظلم تھا اور ظلم پر گواہ بننا ظلم میں شرکت کے مترادف ہے۔

---

٣٧٠٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٠٢، وهو في الكبرى، ح: ٦٥٠٢. * الوليد هو ابن مسلم.

٣٧٠٦ـ أخرجه مسلم، ح: ١٦٢٣/ ١٢ من حديث هشام به، انظر الحديث المتقدم: ٣٧٠٢، وهو في الكبرى، ح: ٦٥٠٤.

٣٧٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ - يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ بَشِيرٍ: أَنَّهُ نَحَلَ ابْنَهُ غُلَامًا، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَأَرَادَ أَنْ يُشْهِدَ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: «أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ مِثْلَ ذَا؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَارْدُدْهُ».

٣٧٠٧- حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنے ایک بیٹے کو ایک غلام تحفے میں دیا۔ پھر وہ نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس آئے کہ نبی ﷺ کو اس تحفے پر گواہ بنائیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تم نے پوری اولاد کو ایسے تحفے دیے ہیں؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا' پھر اسے بھی واپس کر۔''

٣٧٠٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ بَشِيرًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ! نَحَلْتُ النُّعْمَانَ نِحْلَةً، قَالَ: «أَعْطَيْتَ لِإِخْوَتِهِ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَارْدُدْهُ».

٣٧٠٨- حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں نے نعمان کو ایک تحفہ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس کے بھائیوں کو بھی دیا ہے؟'' انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر اسے بھی واپس کر۔''

٣٧٠٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ قَالَ: اِنْطَلَقَ بِهِ أَبُوهُ يَحْمِلُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: اِشْهَدْ أَنِّي قَدْ نَحَلْتُ النُّعْمَانَ مِنْ مَالِي كَذَا وَكَذَا، قَالَ: «كُلَّ بَنِيكَ نَحَلْتَ مِثْلَ الَّذِي نَحَلْتَ

٣٧٠٩- حضرت نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا کہ مجھے میرے والد محترم اٹھا کر نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت عالیہ میں لے گئے اور عرض کیا: آپ گواہ ہو جائیے کہ میں نے نعمان کو اپنے مال سے اتنا اتنا تحفہ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تم نے اپنے ہر بیٹے کو اس طرح کا تحفہ دیا ہے جیسا نعمان کو دیا ہے؟''

---

٣٧٠٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٠٢، ٣٧٠٥، وهو في الكبرى، ح: ٦٥٠٣.

٣٧٠٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٠٥، وهو في الكبرى، ح: ٦٥٠٥. * عبدالله هو ابن المبارك.

٣٧٠٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الهبات، باب الرجل ينحل ولده، ح: ٢٣٧٥ من حديث يزيد بن زريع به، وأخرجه مسلم، ح: ١٦٢٣/ ١٧ (انظر الحديث المتقدم: ٣٧٠٢) من حديث داود بن أبي هند به، وهو في الكبرى، ح: ٦٥٠٦، وأخرجه البخاري، ح: ٢٥٨٧، ٢٦٥٠ من حديث الشعبي به.

النُّعْمَانَ؟».

٣٧١٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَامِرٍ، عَنِ النُّعْمَانِ: أَنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ النَّبِيَّ ﷺ يُشْهِدُ عَلَى نُحْلٍ نَحَلَهُ إِيَّاهُ، فَقَالَ: «أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَ الَّذِي نَحَلْتَهُ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَلَا أَشْهَدُ عَلَى شَيْءٍ، أَلَيْسَ يَسُرُّكَ أَنْ يَكُونُوا إِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً؟» قَالَ: بَلَى، قَالَ: «فَلَا إِذًا».

۳۷۱۰- حضرت نعمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے والد انھیں نبی اکرم ﷺ کے پاس لے گئے۔ ان کا مقصد آپ کو اس عطیہ پر گواہ بنانا تھا جو انھوں نے اسے دیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تو نے اپنے سب بچوں کو اس جیسا تحفہ دیا ہے؟'' انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''میں ایسی کسی چیز پر گواہ نہیں بن سکتا۔ کیا تجھے یہ بات پسند نہیں کہ وہ سب تجھ سے حسن سلوک میں برابر ہوں؟'' انھوں نے کہا: ضرور۔ آپ نے فرمایا: ''تو پھر صرف ایک کو تحفہ نہ دے۔''

٣٧١١- أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيُّ: أَنَّ أُمَّهُ ابْنَةَ رَوَاحَةَ سَأَلَتْ أَبَاهُ بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ مِنْ مَالِهِ لِابْنِهَا فَالْتَوٰى بِهَا سَنَةً، ثُمَّ بَدَا لَهُ فَوَهَبَهَا لَهُ، فَقَالَتْ: لَا أَرْضٰى حَتّٰى تُشْهِدَ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أُمَّ هٰذَا ابْنَةَ رَوَاحَةَ قَاتَلَتْنِي عَلَى الَّذِي وَهَبْتُ لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا بَشِيرُ! أَلَكَ وَلَدٌ سِوٰى هٰذَا؟» قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفَكُلَّهُمْ وَهَبْتَ لَهُمْ مِثْلَ الَّذِي

۳۷۱۱- حضرت نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان کی والدہ محترمہ بنت رواحہ نے ان کے والد محترم سے مطالبہ کیا کہ میرے بیٹے کو اپنے مال میں سے کوئی عطیہ دیں۔ وہ ایک سال تک ٹال مٹول کرتے رہے۔ آخر ان کے جی میں آیا تو انھوں نے اسے (نعمان کو) عطیہ دے دیا۔ تو اس کی والدہ کہنے لگی: میں اس وقت تک راضی نہیں جب تک تم رسول اللہ ﷺ کو گواہ نہیں بناتے۔ وہ آپ کے پاس جا کر کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! اس کی ماں بنت رواحہ (ایک سال سے) مجھ سے اس عطیے کی خاطر جھگڑتی رہی ہے جو میں نے اس (نعمان) کو دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے بشیر! کیا اس کے علاوہ بھی تیرے بچے ہیں؟''

---

٣٧١٠ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٥٠٧. * عامر هو الشعبي، وداود هو ابن أبي هند، وعبدالوهاب هو الثقفي.

٣٧١١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٠٢، ٣٧٠٣ وغيرهما، وهو في الكبرى، ح: ٦٥٠٨. * أبوحيان هو التيمي.

وَهَبْتَ لِابْنِكَ هٰذَا؟» قَالَ: لَا، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَلَا تُشْهِدْنِي إِذًا، فَإِنِّي لَا أَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ».

انھوں نے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم نے ان میں سے ہر ایک کو اس جیسا تحفہ دیا ہے جو تو نے اپنے اس بیٹے کو دیا ہے؟“ انھوں نے کہا: نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پھر مجھے (اس پر) گواہ نہ بناؤ کیونکہ میں ظلم پر گواہ نہیں بن سکتا۔“

فائدہ: ”گواہ نہ بناؤ“ یہ مطلب نہیں کہ کسی اور کو بنالو بلکہ یہ ڈانٹنے کا ایک انداز ہے کہ ایسا مت کرو جیسے کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ﴾ (الكهف ۱۸:۲۹) تبھی تو اسے ظلم کہا گیا ہے۔ اور ظلم حرام ہے۔

۳۷۱۲- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ قَالَ: سَأَلَتْ أُمِّي أَبِي بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ فَوَهَبَهَا لِي، فَقَالَتْ: لَا أَرْضٰى حَتّٰى أُشْهِدَ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: فَأَخَذَ أَبِي بِيَدِي وَأَنَا غُلَامٌ فَأَتٰى رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أُمَّ هٰذَا ابْنَةَ رَوَاحَةَ طَلَبَتْ مِنِّي بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ، وَقَدْ أَعْجَبَهَا أَنْ أُشْهِدَكَ عَلٰى ذٰلِكَ، قَالَ: «يَا بَشِيرُ! أَلَكَ ابْنٌ غَيْرُ هٰذَا؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَوَهَبْتَ لَهُ مِثْلَ مَا وَهَبْتَ لِهٰذَا؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَلَا تُشْهِدْنِي إِذًا، فَإِنِّي لَا أَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ».

۳۷۱۲- حضرت نعمان ؓ سے روایت ہے کہ میری والدہ نے میرے لیے میرے والد سے کسی عطیے کا مطالبہ کیا۔ انھوں نے مجھے عطیہ دے دیا۔ تو وہ کہنے لگیں: میں تو تب راضی ہوں گی جب رسول اللہ ﷺ کو گواہ بنایا جائے۔ میرے والد نے میرا ہاتھ پکڑا، میں ابھی بچہ تھا، اور مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! اس کی والدہ بنت رواحہ نے اس کے لیے مجھ سے کسی عطیے کا مطالبہ کیا ہے اور اس کی خواہش ہے کہ میں آپ کو اس عطیے کا گواہ بناؤں۔ آپ نے فرمایا: ”اے بشیر! کیا اس کے علاوہ تیرے اور بیٹے بھی ہیں؟“ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”تو نے انھیں بھی ایسا عطیہ دیا ہے جیسا اسے دیا ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر مجھے گواہ نہ بناؤ کیونکہ میں ظلم پر گواہ نہیں بن سکتا۔“

---

۳۷۱۲- [صحيح] انظر الحديث السابق، ح: ۳۷۰۹، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٠٩. * أبوداود هو الحراني، ويعلٰى هو ابن عبيد.

٣٧١٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ: أُخْبِرْتُ أَنَّ بَشِيرَ ابْنَ سَعْدٍ أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ امْرَأَتِي عَمْرَةَ بِنْتَ رَوَاحَةَ أَمَرَتْنِي أَنْ أَتَصَدَّقَ عَلَى ابْنِهَا نُعْمَانَ بِصَدَقَةٍ، وَأَمَرَتْنِي أَنْ أُشْهِدَكَ عَلَى ذٰلِكَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «هَلْ لَكَ بَنُونَ سِوَاهُ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَأَعْطَيْتَهُمْ مِثْلَ مَا أَعْطَيْتَ لِهٰذَا؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَلَا تُشْهِدْنِي عَلَى جَوْرٍ».

۳۷۱۳- حضرت عامر شعبی ؒ سے روایت ہے انھوں نے کہا: مجھے بتایا گیا کہ حضرت بشیر بن سعد ؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری بیوی عمرہ بنت رواحہ نے مجھے مجبور کیا ہے کہ میں اس کے بیٹے نعمان کو کوئی عطیہ دوں اور پھر آپ کو اس (عطیے) پر گواہ بھی بناؤں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کیا اس کے علاوہ بھی تیرے بیٹے ہیں؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''تو نے ان کو بھی اس جیسا تحفہ دیا ہے؟'' انھوں نے کہا: نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: ''مجھے ظلم پر گواہ نہ بناؤ۔''

٣٧١٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ؛ ح: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ زَكَرِيَّا، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ ابْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ - وَقَالَ مُحَمَّدٌ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ - فَقَالَ: إِنِّي تَصَدَّقْتُ عَلَى ابْنِي بِصَدَقَةٍ فَاشْهَدْ، فَقَالَ: «هَلْ لَكَ وَلَدٌ غَيْرُهُ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ:

۳۷۱۴- حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود ؒ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں نے اپنے بیٹے کو عطیہ دیا ہے۔ آپ گواہ ہو جائیے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا اس کے علاوہ بھی تیری اولاد ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تم نے اس کی طرح انھیں بھی عطیات دیے ہیں؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو کیا میں ظلم پر گواہ بنوں؟''

---

٣٧١٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٠٥ وغيره، وهو في الكبرى، ح: ٦٥١٠ . * عامر هو الشعبي، وإسماعيل هو ابن أبي خالد، ومحمد بن عبيد هو الطنافسي.

٣٧١٤ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٦٥١١، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٢٦٥٠ وغيره، وانظر الأحاديث السابقة.

«أَعْطَيْتَهُمْ كَمَا أَعْطَيْتَهُ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «أَأَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ؟!».

**٣٧١٥- أَخْبَرَنَا** عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ فِطْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُسْلِمُ بْنُ صُبَيْحٍ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: ذَهَبَ بِي أَبِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يُشْهِدُهُ عَلٰى شَيْءٍ أَعْطَانِيهِ، فَقَالَ: «أَلَكَ وَلَدٌ غَيْرُهُ؟» قَالَ: نَعَمْ، وَصَفَّ بِيَدِهِ بِكَفِّهِ أَجْمَعَ كَذَا: «أَلَا سَوَّيْتَ بَيْنَهُمْ».

**۳۷۱۵-** حضرت نعمان بن بشیر ؓ فرماتے تھے: میرے والد محترم مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے۔ وہ آپ کو اس عطیے پر گواہ بنانا چاہتے تھے جو انھوں نے مجھے دیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”کیا اس کے علاوہ تیری اور اولاد بھی ہے؟“ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے پوری ہتھیلی کھول کر ہاتھ کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ”تو نے ان میں برابری کیوں نہ کی؟“

**٣٧١٦- أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ فِطْرٍ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ يَقُولُ وَهُوَ يَخْطُبُ: انْطَلَقَ بِي أَبِي إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ يُشْهِدُهُ عَلٰى عَطِيَّةٍ أَعْطَانِيهَا، فَقَالَ: «هَلْ لَكَ بَنُونَ سِوَاهُ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «سَوِّ بَيْنَهُمْ».

**۳۷۱۶-** حضرت نعمان ؓ خطبے میں فرما رہے تھے: مجھے میرے والد محترم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئے۔ وہ آپ کو اس عطیے پر گواہ بنانا چاہتے تھے جو انھوں نے مجھے دیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”کیا اس کے علاوہ بھی تیرے بیٹے ہیں؟“ وہ کہنے لگے: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر ان میں برابری کرو۔“

**٣٧١٧- أَخْبَرَنَا** يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ حَاجِبِ بْنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ

**۳۷۱۷-** حضرت مفضل بن مہلب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت نعمان بن بشیر ؓ کو خطبے کے دوران میں فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

**٣٧١٥ـ [إسناده صحيح]** أخرجه أحمد: ٤/ ٢٦٨، ٢٧٦ من حديث فطر بن خليفة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥١٢.

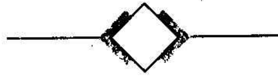
**٣٧١٦ـ [إسناده صحيح]** انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥١٣. * عبدالله هو ابن المبارك.

**٣٧١٧ـ [إسناده صحيح]** أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الرجل يفضل بعض ولده، ح: ٣٥٤٤ من حديث سليمان بن حرب به، وأصله متفق عليه، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥١٤.

الْمُهَلَّبِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ ابْنَ بَشِيرٍ يَخْطُبُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِعْدِلُوا بَيْنَ أَبْنَائِكُمْ، اِعْدِلُوا بَيْنَ أَبْنَائِكُمْ».

''اپنے بیٹوں کے درمیان انصاف کرو۔ اپنے بیٹوں کے درمیان عدل کرو۔''

**فوائد ومسائل:** ① مذکورہ بالا بعض روایات میں مطلق اولاد کا ذکر ہے۔ لفظ اولاد مذکر اور مؤنث دونوں پر بولا جاتا ہے' اس لیے اگر آدمی اپنی زندگی میں اولاد کو ہبہ کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی تمام اولاد (مذکر و مؤنث) میں برابری کرے۔ وراثت کی تقسیم میں مذکر ومؤنث کا فرق کیا جائے گا ہبہ اور عطیہ میں نہیں۔ واللہ أعلم. ② جمہور اہل علم نے بیٹوں میں برابری کو مستحب قرار دیا ہے' واجب نہیں' مگر ایسی صحیح اور صریح روایات کی موجودگی میں یہ موقف درست نہیں۔



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

# (المعجم ٣٢) - كِتَابُ الْهِبَةِ (التحفة ١٥)

# ہبہ سے متعلق احکام ومسائل

کوئی چیز بلا عوض کسی کی ملک میں دے دینا ہبہ کہلاتا ہے' چاہے اس سے ثواب مقصود نہ ہو۔ اگر ثواب مقصود ہو تو اسے صدقہ کہا جاتا ہے۔ کبھی کبھی یہ دونوں لفظ ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہو جاتے ہیں۔

## (المعجم ١) - هِبَةُ الْمُشَاعِ (التحفة ١)

٣٧١٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ أَتَتْهُ وَفْدُ هَوَازِنَ، فَقَالُوا: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّا أَصْلٌ وَعَشِيرَةٌ، وَقَدْ نَزَلَ بِنَا مِنَ الْبَلَاءِ مَا لَا يَخْفَى عَلَيْكَ، فَامْنُنْ عَلَيْنَا مَنَّ اللهُ عَلَيْكَ، فَقَالَ: «اِخْتَارُوا مِنْ أَمْوَالِكُمْ أَوْ مِنْ نِسَائِكُمْ وَأَبْنَائِكُمْ» فَقَالُوا: [قَدْ] خَيَّرْتَنَا بَيْنَ أَحْسَابِنَا وَأَمْوَالِنَا بَلْ نَخْتَارُ نِسَاءَنَا وَأَبْنَاءَنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَّا مَا

## باب:١- مشترک چیز کا ہبہ بھی جائز ہے

٣٧١٨- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ) نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ کے پاس قبیلۂ ہوازن کا وفد حاضر ہوا اور انھوں نے کہا: اے محمد! ہم ایک اصل عربی قبیلہ ہیں اور ہم پر جو مصیبت نازل ہوئی ہے آپ اس سے بخوبی واقف ہیں' لہٰذا آپ ہم پر احسان فرمائیں' اللہ تعالیٰ آپ پر احسان فرمائے۔ آپ نے فرمایا: ''تم مال لینا پسند کرلو یا اپنی عورتیں اور اپنے بچے۔'' وہ کہنے لگے: آپ نے ہمیں مال اور خاندان میں سے ایک چیز پسند کرنے کو فرمایا ہے تو ہم اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کو پسند کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو میرے اور عبدالمطلب کے خاندان

---

٣٧١٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في فداء الأسير بالمال، ح: ٢٦٩٤ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ٦٥١٥. * ابن إسحاق صرح بالسماع عند ابن الجارود، ح: ١٠٨٠ وغيره، والحديث في السيرة لابن هشام، ح: ٢٠٣ بتحقيقي.

كَانَ لِي وَلِبَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَهُوَ لَكُمْ، فَإِذَا صَلَّيْتُ الظُّهْرَ فَقُومُوا فَقُولُوا: إِنَّا نَسْتَعِينُ بِرَسُولِ اللهِ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَوِ الْمُسْلِمِينَ فِي نِسَائِنَا وَأَبْنَائِنَا» فَلَمَّا صَلَّوُا الظُّهْرَ قَامُوا فَقَالُوا ذٰلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَمَا كَانَ لِي وَلِبَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَهُوَ لَكُمْ». فَقَالَ الْمُهَاجِرُونَ: وَمَا كَانَ لَنَا فَهُوَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، وَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: مَا كَانَ لَنَا فَهُوَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ: أَمَّا أَنَا وَبَنُو تَمِيمٍ فَلَا، وَقَالَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ: أَمَّا أَنَا وَبَنُو فَزَارَةَ فَلَا، وَقَالَ الْعَبَّاسُ بْنُ مِرْدَاسٍ: أَمَّا أَنَا وَبَنُو سُلَيْمٍ فَلَا، فَقَامَتْ بَنُو سُلَيْمٍ فَقَالُوا: كَذَبْتَ مَا كَانَ لَنَا فَهُوَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَاأَيُّهَا النَّاسُ! رُدُّوا عَلَيْهِمْ نِسَاءَهُمْ وَأَبْنَاءَهُمْ، فَمَنْ تَمَسَّكَ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ فَلَهُ سِتُّ فَرَائِضَ مِنْ أَوَّلِ شَيْءٍ يُفِيئُهُ اللهُ [عَزَّ وَجَلَّ] عَلَيْنَا» وَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ وَرَكِبَ النَّاسُ، اِقْسِمْ عَلَيْنَا فَيْأَنَا، فَأَلْجَأُوهُ إِلٰى شَجَرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَاءَهُ، فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! رُدُّوا عَلَيَّ رِدَائِي، فَوَاللّٰهِ! لَوْ أَنَّ لَكُمْ شَجَرَ تِهَامَةَ نَعَمًا قَسَمْتُهُ عَلَيْكُمْ، ثُمَّ لَمْ تَلْقَوْنِي بَخِيلًا وَلَا جَبَانًا وَلَا كَذُوبًا» ثُمَّ أَتٰى بَعِيرًا فَأَخَذَ مِنْ سَنَامِهِ وَبَرَةً بَيْنَ أُصْبُعَيْهِ، ثُمَّ يَقُولُ: «هَا إِنَّهُ لَيْسَ

کے حصے میں آئے ہیں وہ میں نے تمھیں دے دیے۔ جب میں ظہر کی نماز سے فارغ ہوں تو تم کھڑے ہو کر کہنا: ہم مومنین سے اپنے بیوی بچے واپس لینے کے لیے رسول اللہ ﷺ سے مدد کے خواستگار ہیں۔'' جب لوگوں نے ظہر کی نماز پڑھ لی تو انھوں نے کھڑے ہو کر یہی بات کہی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو میرے اور عبدالمطلب کے خاندان کے حصے میں آیا ہے وہ تو تمھارا ہو گیا۔'' مہاجرین کہنے لگے: جو ہمارے حصے میں آئے ہیں ان کا اختیار بھی رسول اللہ ﷺ کو ہے۔ انصار نے بھی کہا: جو کچھ ہمارے حصے میں آیا ہے اس کا اختیار بھی رسول اللہ ﷺ کو ہے۔ اقرع بن حابس نے کہا: میں اور بنو تمیم تو کسی کو اختیار نہیں دیتے۔ عیینہ بن حصن نے کہا: میں اور (میرا قبیلہ) بنو فزارہ بھی اپنے حصے میں کسی کو اختیار نہیں دیتے۔ عباس بن مرداس نے کہا: میں اور (میرا قبیلہ) بنو سلیم بھی اختیار نہیں دیتے۔ بنو سلیم اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: تو غلط کہتا ہے۔ جو کچھ ہمارے حصے میں آیا ہے اس کا اختیار بھی رسول اللہ ﷺ کو ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! انھیں ان کی عورتیں اور بچے واپس کر دو۔ البتہ جو شخص اس غنیمت سے اپنے حصے کو برقرار رکھنا چاہے تو اسے (اس حصے کے عوض) چھ چھ اونٹ مل جائیں گے اس مال میں سے جو پہلے پہل اللہ عزوجل ہمیں عطا فرمائے گا (لیکن اب وہ اپنا حصہ چھوڑ دے)۔'' پھر آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے تو لوگ بھی سوار ہوئے (اور آپ کو گھیرے میں لے لیا) کہ ہمیں غنیمت تقسیم کر دیجیے حتی کہ انھوں نے اس دھکم پیل میں آپ کو ایک درخت تک پہنچا دیا۔ آپ کی چادر

لِي مِنَ الْفَيْءِ شَيْءٌ وَلَا هٰذِهِ إِلَّا خُمُسٌ، وَالْخُمُسُ مَرْدُودٌ فِيكُمْ» فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ بِكُبَّةٍ مِنْ شَعْرٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَخَذْتُ هٰذِهِ لِأُصْلِحَ بِهَا بَرْذَعَةَ بَعِيرٍ لِي، فَقَالَ: «أَمَّا مَا كَانَ لِي وَلِبَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَهُوَ لَكَ» فَقَالَ: أَوَ بَلَغَتْ هٰذِهِ!؟ فَلَا أَرَبَ لِي فِيهَا، فَنَبَذَهَا وَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَدُّوا الْخِيَاطَ وَالْمِخْيَطَ، فَإِنَّ الْغُلُولَ يَكُونُ عَلٰى أَهْلِهِ عَارًا وَشَنَارًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

درخت کے کانٹوں میں پھنس گئی۔ آپ نے فرمایا: ''اے لوگو! مجھے میری چادر تو واپس کر دو۔ اللہ کی قسم! اگر تمھارے لیے (میرے پاس) تہامہ کے درختوں کے برابر اونٹ ہوتے تو میں وہ سب تم میں تقسیم کر دیتا' پھر تم مجھے بخیل یا بزدل یا جھوٹا نہ پاتے۔'' پھر آپ ایک اونٹ کے پاس آئے۔ اس کے کوہان سے کچھ اون اکھاڑی اور اپنی دو انگلیوں کے درمیان پکڑ کر ارشاد فرمایا: ''سنو! اے لوگو! میرے لیے مال فے میں سے کچھ بھی نہیں' اتنا بھی نہیں' علاوہ خمس (پانچویں حصے) کے اور وہ بھی واپس تمھیں ہی مل جاتا ہے۔'' (یہ سن کر) ایک آدمی بالوں کا ایک گچھا لے کر اٹھا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنے اونٹ کا نمدہ درست کرنے کے لیے یہ گچھا لیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اس میں جو تو میرا اور عبدالمطلب کے خاندان کا حصہ تھا وہ تجھے معاف ہے (باقی کو تو جانے)۔ وہ شخص کہنے لگا: اس معمولی سی چیز کا یہ مرتبہ ہے؟ مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں اور اس نے اسے پھینک دیا۔ آپ نے فرمایا: ''اے لوگو! سوئی اور دھاگے تک (مال غنیمت) میرے پاس پہنچا دو کیونکہ خیانت قیامت کے دن خیانت کرنے والے کے لیے عیب اور عار بن جائے گی۔''

فوائد ومسائل: ① ''مصیبت نازل ہوئی ہے'' یہ غزوۂ حنین کی بات ہے۔ فتح مکہ کے بعد نبی ﷺ کو اطلاع ملی کہ بنو ہوازن وغیرہ مسلمانوں کے مقابلے کے لیے اکٹھے ہو رہے ہیں۔ آپ نے ان سے مقابلے کا فیصلہ فرمایا۔ جنگ ہوئی تو ہوازن وغیرہ کو شکست ہوئی اور ان کے بیوی' بچے' اونٹ' بکریاں غرضیکہ ہر چیز مسلمانوں کے قبضے میں آ گئی۔ آپ نے تقسیم کرنے سے چودہ دن تک احتراز فرمایا کہ اگر یہ قبیلہ مسلمان ہو کر آ جائے تو ان کا اہل و مال انھیں واپس کر دیا جائے۔ لیکن وہ ڈرتے نہ آئے۔ آخر آپ نے ان کا مال و اہل تقسیم فرما دیا۔ تقسیم

کے بعد وہ لوگ وفد کی صورت میں آئے۔ اپنے اسلام کا بھی اعلان کیا اور اپنے اہل و مال کی واپسی کی درخواست بھی کی۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے تمھارا بہت انتظار کیا۔ اگر تم پہلے آ جاتے تو سب کچھ تمھیں مل جاتا۔ مگر اب تقسیم ہو چکی ہے۔ سب کچھ واپس لینا مشکل ہوگا' لہٰذا اہل و مال میں سے ایک چیز کو پسند کر لو۔'' ② اقرع بن حابس' عیینہ بن حصن اور عباس بن مرداس اور ان کے قبیلے نومسلم تھے۔ ان میں ابھی ایمانی خصائل پوری طرح جاگزیں نہیں ہوئے تھے اور نہ انھیں رسول اللہ ﷺ کی تربیت سے فیض یاب ہونے کا موقع ہی ملا تھا' اس لیے انھوں نے اس قسم کے الفاظ استعمال کیے ورنہ مخلص صحابہ تو ایسے انداز کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ ③ ''چھ چھ اونٹ مل جائیں گے'' آپ کا مقصد یہ تھا کہ میں ان کے بیوی بچوں کی واپسی کا فیصلہ کر چکا ہوں' لہٰذا سب کو واپس کرنے پڑیں گے' البتہ جو اپنا حصہ برقرار رکھنا چاہتا ہے' اسے ہم آئندہ ملنے والی کسی غنیمت سے اس کے اس حصے کے عوض چھ اونٹ دے دیں گے۔ اب وہ ان کے بیوی بچے انھیں واپس کر دے۔ ④ ''لوگوں نے گھیر لیا'' یہ غالباً اسلامی لشکر میں شامل لوگ نہیں تھے کیونکہ انھیں تو حصہ مل چکا تھا' بلکہ یہ اردگرد کے اعراب ہوں گے جو غنیمت کی خبر سن کر دوڑے آئے ہوں گے اور بلاوجہ مانگ رہے تھے' جبکہ غنیمت تقسیم ہو چکی تھی۔ اس کے باوجود آپ نے تحمل اور صبر کا مظاہرہ کیا اور گستاخی پر ان کا مواخذہ بھی نہیں کیا۔ ﷺ۔ ⑤ ''تہامہ'' حجاز کے نشیبی علاقے کو کہتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں بالائی علاقے کو نجد کہتے ہیں۔ ⑥ ''تمھیں ہی مل جاتا ہے'' کیونکہ خمس بیت المال میں جمع ہوتا تھا۔ آپ اپنی ضروریات کے مطابق اس سے لے لیتے تھے اور باقی مسلمانوں کے مصالح ہی پر صرف ہوتا تھا۔ ⑦ ''میرا اور خاندان عبدالمطلب کا حصہ'' ان لفظوں سے باب کے مسئلہ پر دلالت ہوتی ہے کہ آپ اور خاندان عبدالمطلب کا حصہ الگ نہیں تھا بلکہ کل کے اندر ہی شامل تھا اور وہی آپ نے ہبہ یا معاف کیا ہے' لہٰذا مشترک چیز کا ہبہ کرنا جائز ہے۔ ⑧ اگر امام مسلمانوں کی مصلحت کی خاطر قیدیوں پر احسان کرتے ہوئے انھیں آزاد کر دے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

## (المعجم ٢) - رُجُوعُ الْوَالِدِ فِيمَا يُعْطِي وَلَدَهُ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِلْخَبَرِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٢)

## باب:٢- باپ کا اپنے بیٹے کو عطیہ دے کر واپس لینے کا بیان اور اس مسئلے میں ناقلین حدیث کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: یہ اختلاف سند میں ہے۔ وہ یہ کہ بعض نے اسے عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ کی مسند بنایا ہے' بعض نے ابن عمر ؓ اور بعض نے ابن عباس ؓ کی۔ پھر بعض نے موصول بیان کیا ہے اور بعض نے مرسل۔ لیکن اس اختلاف سے حدیث کی صحت متاثر نہیں ہوتی جیسا کہ پہلے کئی بار بیان ہو چکا ہے۔

٣٧١٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ عَامِرٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَرْجِعُ أَحَدٌ فِي هِبَتِهِ إِلَّا وَالِدٌ مِنْ وَلَدِهِ، وَالْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ».

۳۷۱۹- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص ہبہ کر کے واپس نہیں لے سکتا مگر والد اپنی اولاد سے واپس لے سکتا ہے۔ اور ہبہ کر کے واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو قے کر کے پھر چاٹتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوتے ہیں: ○ ہبہ میں رجوع حرام ہے۔ ○ والد کے لیے رجوع جائز ہے۔ جمہور اہل علم اسی کے قائل ہیں۔ مگر لطیفہ یہ ہے کہ احناف نے ان دونوں میں معاملہ الٹ دیا ہے۔ ان کے نزدیک ہبہ میں رجوع جائز ہے مگر باپ یا محرم رشتہ دار رجوع نہیں کر سکتا۔ دلیل یہ ہے کہ محرم رشتہ دار کا ہبہ صلہ رحمی ہے اور صلہ رحمی کو قطع کرنا جائز نہیں' بخلاف اجنبی شخص کے کہ اس کا ہبہ تو اس کی خوشی پر موقوف ہے' لہٰذا جب چاہے واپس لے سکتا ہے۔ تعجب ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی صحیح اور صریح حدیث کے خلاف کس دھڑلے سے عقلی ڈھکوسلے گھڑے جاتے ہیں' حالانکہ یوں بھی کہا جا سکتا تھا کہ جب کوئی چیز کسی کو ہبہ کر دی جاتی ہے تو وہ اس کی ملک بن جاتی ہے۔ کسی کی ملک سے کوئی چیز اس کی مرضی کے بغیر چھیننا جائز نہیں' لہٰذا ہبہ میں رجوع درست نہیں' البتہ والد اپنی اولاد کی ملک سے کسی وقت بھی کوئی چیز بلا اجازت لے سکتا ہے' لہٰذا اس کے لیے رجوع بھی جائز ہے۔ یہ عقلی توجیہ اس حدیث کے بھی موافق ہے: [أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيكَ] ''تو اور تیرا مال تیرے والد کا ہے۔'' (سنن ابن ماجه' التجارات' باب ما للرجل من مال ولده' حدیث:۲۲۹۱) (مزید دیکھیے' حدیث: ۳۷۳۲) ② ''اس کتے کی طرح ہے'' اور کتے سے مشابہت حرام ہے' لہٰذا یہ کام بھی حرام ہے۔ چونکہ احناف رجوع کو جائز سمجھتے ہیں' لہٰذا وہ کہتے ہیں کہ کتے کے لیے قے چاٹنا کون سا حرام ہے کہ رجوع حرام ہو۔ یہ تو صرف تقبیح کے لیے ہے' حالانکہ آئندہ حدیث میں صراحتاً لَا یَحِلُّ کے الفاظ ہیں۔ حدیث پر عمل کرنا ہی نجات دے گا۔ تاویلیں کسی کام نہیں آئیں گی۔ ③ ایسی چیز جو شریعت میں منع ہے اس سے نفرت دلانے کے لیے کسی قبیح چیز کی مثال دینا جائز ہے۔

---

٣٧١٩- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الهبات، باب من أعطى ولده ثم رجع فيه، ح: ٢٣٧٨ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وتابعه عبدالوارث عن عامر به، والبيهقي: ٦/ ١٧٩، وعبدالأعلى عند ابن ماجه، وهو في الكبرى، ح: ٦٥١٦. * إبراهيم هو ابن طهمان.

٣٧٢٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ حُسَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ يَرْفَعَانِ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ يُعْطِي عَطِيَّةً ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا إِلَّا الْوَالِدَ فِيمَا يُعْطِي وَلَدَهُ، وَمَثَلُ الَّذِي يُعْطِي عَطِيَّةً ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا كَمَثَلِ الْكَلْبِ أَكَلَ حَتَّى إِذَا شَبِعَ قَاءَ ثُمَّ عَادَ فِي قَيْئِهِ».

٣٧٢٠-حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی کو عطیہ دے تو پھر اس کے لیے جائز نہیں کہ اسے واپس لے مگر والد اپنی اولاد کو جو عطیہ دے اسے واپس لے سکتا ہے۔ اور جو شخص تحفہ دے کر واپس لیتا ہے وہ کتے کی طرح ہے جو کھاتا ہے حتی کہ جب ضرورت سے زیادہ سیر ہو جاتا ہے تو قے کرتا ہے' پھر اپنی قے کو چاٹنے لگتا ہے۔''

٣٧٢١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخَلَنْجِيُّ الْمَقْدِسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ - وَهُوَ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ - عَنْ وُهَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ».

٣٧٢١-حضرت ابن عباس ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہبہ کر کے واپس لینے والا کتے کی طرح ہے جو قے کرتا ہے' پھر اپنی قے چاٹنے لگتا ہے۔''

٣٧٢٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ

٣٧٢٢-حضرت طاوس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی کے لیے جائز نہیں کہ

---

٣٧٢٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية الرجوع في الهبة، ح: ١٢٩٩ من حديث محمد بن أبي عدي به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ٦٥١٧، ٦٥١٨، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٩٤، والحاكم: ٤/ ٤٦، والذهبي. * حسين هو المعلم.

٣٧٢١ـ أخرجه البخاري، الهبة، باب هبة الرجل لامرأته والمرأة لزوجها، ح: ٢٥٨٩، ومسلم، الهبات، باب تحريم الرجوع في الصدقة بعد القبض إلا ما وهبه لولده وإن سفل، ح: ١٦٢٢ من حديث وهيب بن خالد به، وهو في الكبرى، ح: ٦٥٢١.

٣٧٢٢ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٦٥٢٢، وللحديث شواهد كثيرة، منها الأحاديث السابقة. * عبدالله هو ابن المبارك.

إِبْرَاهِيمَ بْنِ نَافِعٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَّهَبَ هِبَةً ثُمَّ يَرْجِعَ فِيهَا إِلَّا مِنْ وَّلَدِهِ» قَالَ طَاوُسٌ: كُنْتُ أَسْمَعُ وَأَنَا صَغِيرٌ: عَائِدٌ فِي قَيْئِهِ فَلَمْ نَدْرِ أَنَّهُ ضَرَبَ لَهُ مَثَلًا قَالَ: «فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَأْكُلُ، ثُمَّ يَقِيءُ، ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ».

کوئی چیز ہبہ کرے پھر اسے واپس لے۔ مگر باپ اپنی اولاد سے واپس لے سکتا ہے۔'' حضرت طاوس نے کہا: جب میں بچہ تھا تو میں سنا کرتا تھا کہ ''قے چاٹنے والا'' لیکن اس وقت مجھے یہ علم نہیں تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ ایسے شخص کی مثال بیان کی ہے اور فرمایا ہے: ''جو شخص ایسے کرے' اس کی مثال کتے کی طرح ہے جو کھاتا ہے' پھر قے کرتا ہے' پھر اپنی قے چاٹتا ہے۔''

## (المعجم ٣) - ذِكْرُ الْاخْتِلَافِ لِخَبَرِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ فِيهِ (التحفة ٢) - أ

## باب: ٣- عبداللہ بن عباس ؓ کی حدیث میں اختلاف کا ذکر

وضاحت: یہ اختلاف الفاظ حدیث میں ہے جو کہ واضح ہے۔ سعید بن مسیب جن الفاظ سے بیان کرتے ہیں عکرمہ ان سے مختلف بیان کرتے ہیں۔

٣٧٢٣- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَثَلُ الَّذِي يَرْجِعُ فِي صَدَقَتِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَرْجِعُ فِي قَيْئِهِ فَيَأْكُلُهُ».

٣٧٢٣- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صدقہ (یا تحفہ) دے کر واپس لیتا ہے' وہ کتے کی طرح ہے جو اپنی قے میں لوٹ جاتا ہے' یعنی اسے کھا لیتا ہے۔''

٣٧٢٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا

٣٧٢٤- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صدقہ کر کے واپس لیتا

---

٣٧٢٣- أخرجه مسلم، الهبات، باب تحريم الرجوع في الصدقة بعد القبض ... الخ، ح: ١٦٢٢ من حديث الأوزاعي، والبخاري، الهبة، باب: لا يحل لأحد أن يرجع في هبته وصدقته، ح: ٢٦٢١ من حديث سعيد بن المسيب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٢٣.

٣٧٢٤- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٢٤.

حَرْبٌ - وَهُوَ ابْنُ شَدَّادٍ - قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيٰى - هُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ - قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو - هُوَ الْأَوْزَاعِيُّ -: أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَدَّثَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَثَلُ الَّذِي يَتَصَدَّقُ بِالصَّدَقَةِ ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا كَمَثَلِ الْكَلْبِ قَاءَ، ثُمَّ عَادَ فِي قَيْئِهِ فَأَكَلَهُ».

ہے اس کی مثال کتے کی طرح ہے جو قے کر کے اس میں لوٹ جاتا ہے یعنی اسے چاٹنے لگتا ہے۔"

۳۷۲۵- أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ مَرْوَانَ بْنِ الْهَيْثَمِ بْنِ عِمْرَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ حَدَّثَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَثَلُ الَّذِي يَرْجِعُ فِي صَدَقَتِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَقِيءُ، ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ».

۳۷۲۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص صدقہ کر کے اسے واپس لے لیتا ہے اس کی مثال کتے کی طرح ہے جو قے کر کے اسے چاٹتا ہے۔"

قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ: سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَطَاءَ ابْنَ أَبِي رَبَاحٍ بِهٰذَا الْحَدِيثِ.

امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے محمد بن علی بن حسین سے سنا وہ یہ حدیث عطاء بن ابی رباح کو بیان کر رہے تھے۔

۳۷۲۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا

۳۷۲۶- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "ہبہ کر کے رجوع

۳۷۲۵۔ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٢٥. * يحيى هو ابن حمزة.

۳۷۲٦۔ [صحيح] تقدم، ح: ۳۷۲۳، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٢٦.

شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ».

کرنے والا اپنی قے چاٹنے والے کی طرح ہے۔"

٣٧٢٧- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ».

٣٧٢٧- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تحفے میں رجوع کرنے والا اپنی قے چاٹنے والے کی طرح ہے۔"

٣٧٢٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ - وَهُوَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ، اَلْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ».

٣٧٢٨- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہمیں بری مثال کا مصداق نہیں بننا چاہیے۔ تحفہ دے کر واپس لینے والا اپنی قے چاٹنے والے (کتے) کی طرح ہے۔"

٣٧٢٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ، اَلْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ».

٣٧٢٩- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہم پر بری مثال صادق نہیں آنی چاہیے۔ ہبہ کر کے رجوع کرنے والا کتے کی طرح ہے جو اپنی قے چاٹتا ہے۔"

---

٣٧٢٧- [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٢٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٢٧.

٣٧٢٨- أخرجه البخاري، الهبة، باب: لا يحل لأحد أن يرجع في هبته وصدقته، ح: ٢٦٢٢ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٢٨.

٣٧٢٩- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٢٩، وأخرجه أحمد: ١/ ٢١٧ عن إسماعيل ابن علية به.

٣٧٣٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ، اَلرَّاجِعُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ فِي قَيْئِهِ».

۳۷۳۰- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بری مثال ہمارے لیے مناسب نہیں۔ ہبہ واپس لینے والے کی مثال کتے اور اس کی قے جیسی ہے۔''

(المعجم ٤) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى طَاوُسٍ فِي الرَّاجِعِ فِي هِبَتِهِ (التحفة ٢) - ب

باب:۴- ہبہ اور تحفے میں رجوع کرنے کے بارے میں طاوس پر اختلاف کا ذکر

٣٧٣١- أَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمَخْزُومِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَقِيءُ، ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ».

۳۷۳۱- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تحفہ دے کر واپس لینے والا کتے کی طرح ہے جو قے کرتا ہے' پھر اس قے کو چاٹنا شروع کر دیتا ہے۔''

٣٧٣٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ».

۳۷۳۲- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہبہ کر کے واپس لینے والا اپنی قے چاٹنے والے (کتے) کی طرح ہے۔''

٣٧٣٣- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ

۳۷۳۳- حضرت ابن عمر اور ابن عباس ؓ سے

---

٣٧٣٠- أخرجه البخاري، من حديث عكرمة به، كما تقدم، ح: ٣٧٢٨، وهو في الكبرى، ح: ٦٥٣٠.

٣٧٣١- [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٢١، وهو في الكبرى، ح: ٦٥٣١.

٣٧٣٢- [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٢٢، وهو في الكبرى، ح: ٦٥٣٢.

٣٧٣٣- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٣٧٢٠، وهو في الكبرى، ح: ٦٥٣٣، ٦٥٣٤.

مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ قَالَ: حَدَّثَنَا بِهِ حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يُعْطِيَ الْعَطِيَّةَ فَيَرْجِعَ فِيهَا إِلَّا الْوَالِدَ فِيمَا يُعْطِي وَلَدَهُ، وَمَثَلُ الَّذِي يُعْطِي الْعَطِيَّةَ فَيَرْجِعُ فِيهَا، كَالْكَلْبِ يَأْكُلُ حَتَّى إِذَا شَبِعَ قَاءَ، ثُمَّ عَادَ فَرَجَعَ فِي قَيْئِهِ».

روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی شخص کے لیے حلال نہیں کہ وہ عطیہ دے کر واپس لے مگر والد اپنی اولاد کو عطیہ دے کر واپس لے سکتا ہے۔ اور جو شخص عطیہ دے کر واپس لیتا ہے وہ اس کتے کی طرح ہے جو کھاتا ہے حتی کہ جب (ضرورت سے زیادہ) سیر ہو جاتا ہے تو قے کر دیتا ہے پھر دوبارہ اسے چاٹنا شروع کر دیتا ہے۔“

فائدہ: تفصیل حدیث: ۳۷۱۹ میں گزر چکی ہے۔ والد کے لیے رجوع اس لیے بھی جائز ہے کہ اسے تادیب کے لیے اس کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ اور اولاد کو ادب سکھانا عطیہ سے بہت افضل ہے۔

٣٧٣٤- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ يَهَبُ هِبَةً، ثُمَّ يَعُودُ فِيهَا إِلَّا الْوَالِدَ» قَالَ طَاوُسٌ: كُنْتُ أَسْمَعُ الصِّبْيَانَ يَقُولُونَ: يَا عَائِدًا فِي قَيْئِهِ! وَلَمْ أَشْعُرْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ضَرَبَ ذٰلِكَ مَثَلًا، حَتّٰى بَلَغَنَا أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «مَثَلُ الَّذِي يَهَبُ الْهِبَةَ، ثُمَّ يَعُودُ فِيهَا - وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا - كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَأْكُلُ قَيْئَهُ».

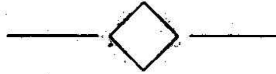
۳۷۳۴- حضرت طاوس ؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ تحفہ دے کر رجوع کرے البتہ والد کر سکتا ہے۔“ حضرت طاوس نے کہا: میں بچوں کو یوں کہتے سنتا تھا وہ کہہ رہے ہوتے: اوئے اپنی قے چاٹنے والے! لیکن مجھے یہ علم نہیں تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے بطور مثال بیان فرمایا ہے حتی کہ مجھے یہ حدیث پہنچی: ”جو شخص ہبہ کر کے واپس لے اس کی مثال کتے جیسی ہے جو اپنی قے چاٹتا ہے۔“

---

٣٧٣٤- [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٢٢، وهو في الكبرى، ح: ٦٥٣٥.

٣٧٣٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حِبَّانُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ حَنْظَلَةَ: أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُولُ: أَخْبَرَنَا بَعْضُ مَنْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَثَلُ الَّذِي يَهَبُ فَيَرْجِعُ فِي هِبَتِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَأْكُلُ فَيَقِيءُ، ثُمَّ يَأْكُلُ قَيْئَهُ».

۳۷۳۵- حضرت طاوس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ایسی شخصیت نے بتایا جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ہبہ کر کے رجوع کرتا ہے' اس کی مثال اس کتے جیسی ہے جو کھاتا ہے' پھر قے کرتا ہے' پھر اپنی قے چاٹتا ہے۔''







٣٧٣٥- [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٢٢، وهو في الكبرى، ح: ٦٥٣٦.




# رقبیٰ کا مفہوم و معنی

رقبیٰ بھی تحفہ اور عطیہ کی ایک صورت ہے۔ ایک شخص دوسرے کو کوئی چیز بطور تحفہ دے اور کہے: اگر میں تجھ سے پہلے مر گیا تو یہ تحفہ تیرے پاس ہی رہے گا اور اگر تو مجھ سے پہلے مر گیا تو یہ تحفہ واپس آ جائے گا' مثلاً: گھر وغیرہ۔ اسے رقبیٰ اس لیے کہتے ہیں کہ دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کی موت کا انتظار کرتا ہے۔ اور رقبیٰ بھی انتظار کو کہتے ہیں۔ چونکہ یہ کوئی اچھی صورت نہیں کہ دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کی موت کا انتظار بلکہ خواہش کرے' لہٰذا شریعت نے اس شرط کو باطل قرار دیا ہے۔ اب جو شخص کسی کو عطیہ کرے گا اور وہ عطیہ اس کے آخری سانس تک اس کے پاس رہے تو وہ مرنے کے بعد بھی واپس نہیں آئے گا بلکہ اس کا ترکہ شمار ہوگا اور اس کے ورثاء کو ملے گا' ہاں جو چیز کسی کو کچھ عرصے کے لیے دی جائے' مثلاً: سال' دو سال' دس سال وغیرہ' وہ وقت مقررہ کے بعد واپس آ جائے گی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## (المعجم ٣٣) - كِتَابُ الرُّقْبٰى (التحفة ١٦)

## رقبیٰ سے متعلق احکام و مسائل

### (المعجم ١) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ فِي خَبَرِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فِيهِ (التحفة ١)

### باب:۱- اس مسئلے کی بابت حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ابن ابی نجیح پر اختلاف کا ذکر

وضاحت: اختلاف یہ ہے کہ عبیداللہ بن عمرو حضرت طاوس اور زید بن ثابت کے درمیان واسطہ بیان نہیں کرتے' محمد بن یوسف فریابی درمیان میں ''کسی آدمی'' کا واسطہ بیان کرتے ہیں اور عبدالجبار بن علاء اسے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوفاً بیان کرتے ہیں' یعنی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند مضطرب ہے لیکن اس کا متن حضرت جابر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے صحیح ثابت ہے جیسا کہ آگے یہ احادیث آ رہی ہیں۔

٣٧٣٦- أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو - عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلرُّقْبٰى جَائِزَةٌ».

۳۷۳۶- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''رقبیٰ نافذ ہو جائے گا۔''

فائدہ: ''نافذ ہو جائے گا۔'' یعنی کسی بھی صورت میں دینے والے کو واپس نہیں ملے گا۔

٣٧٣٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ

۳۷۳۷- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے رقبیٰ مستقلاً اسی شخص کے لیے بنا دیا

---

٣٧٣٦ـ [حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٣٧، وفيه علل، وللحديث شواهد كثيرة.

٣٧٣٧ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ١٨٦، ١٨٩ من حديث ابن أبي نجيح به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٣٨. * سفيان هو الثوري، والرجل مجهول، وللحديث شواهد.

يُوسُفَ - قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ رَجُلٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَعَلَ الرُّقْبٰى لِلَّذِي أُرْقِبَهَا.

جسے وہ دیا گیا تھا۔

**۳۷۳۸- أَخْبَرَنَا** زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ طَاوُسٍ، لَعَلَّهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَا رُقْبٰى، فَمَنْ أُرْقِبَ شَيْئًا فَهُوَ سَبِيلُ الْمِيرَاثِ.

۳۷۳۸- شاید حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: رقبیٰ واپس نہیں آئے گا' چنانچہ جو شخص کسی کو کوئی چیز رقبیٰ دے گا تو وہ چیز اس شخص کی میراث بن جائے گی۔

**فوائد ومسائل:** ① ''رقبیٰ واپس نہیں آئے گا۔'' یعنی رقبیٰ کی رائج صورت معتبر نہیں۔ دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ رقبیٰ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ عطیہ کی اچھی صورت نہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص کرے گا تو واپسی کی شرط غیر معتبر ہوگی بلکہ جسے دے دیا گیا تھا' اس کے ورثاء کو اس کی وفات کے بعد مل جائے گا۔ ② ''شاید'' عبدالجبار بن علاء کو شک ہے۔

## (المعجم ۲) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى أَبِي الزُّبَيْرِ (التحفة ۱) - أ

## باب:۲-(اس حدیث میں) ابوزبیر پر (کیے گئے) اختلاف کا ذکر

**وضاحت:** اختلاف یہ ہے کہ بعض نے مرفوع بیان کیا ہے' بعض نے موقوف اور بعض نے مرسل۔ لیکن حدیث متصل اور مرفوع ثابت ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔

**۳۷۳۹- أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ

۳۷۳۹- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے مال رقبیٰ کی صورت میں نہ دو (کیونکہ وہ واپس نہیں ملیں گے) لیکن اگر کسی شخص نے کوئی چیز رقبیٰ کے طور پر دی تو وہ اسی کی رہے

۳۷۳۸- [حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٣٩، وللحديث شواهد.

۳۷۳۹- [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٥٠ من حديث أبي الزبير به، وللحديث شواهد، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٤٠، وللحديث شواهد.

رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُرْقِبُوا أَمْوَالَكُمْ، فَمَنْ أَرْقَبَ شَيْئًا فَهُوَ لِمَنْ أُرْقِبَهُ».

گی جس کو اس نے دی۔"

٣٧٤٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْعُمْرٰى جَائِزَةٌ لِمَنْ أُعْمِرَهَا، وَالرُّقْبٰى جَائِزَةٌ لِمَنْ أُرْقِبَهَا، وَالْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ».

۳۷۴۰- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عمریٰ اسی شخص کے لیے مستقل ہو جائے گا جسے دیا گیا۔ اور رقبیٰ بھی مستقلاً اسی شخص کو ملے گا جسے دیا گیا۔ اور ہبہ کو واپس لینے والا اپنی قے چاٹنے والے کی طرح ہے۔"

فائدہ: "عمریٰ" کی تفصیل آئندہ آ رہی ہے۔ عمریٰ اور رقبیٰ ہبہ کی دو صورتیں ہیں۔ ہبہ میں رجوع جائز نہیں، لہٰذا ان دو صورتوں میں بھی رجوع جائز نہیں۔ واپسی کی شرط باطل ہے۔

٣٧٤١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اَلْعُمْرٰى وَالرُّقْبٰى سَوَاءٌ.

۳۷۴۱- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ عمریٰ اور رقبیٰ برابر ہیں (واپس نہیں آئیں گے۔)

٣٧٤٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَا تَحِلُّ الرُّقْبٰى وَلَا الْعُمْرٰى، فَمَنْ أُعْمِرَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ، وَمَنْ أُرْقِبَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ.

۳۷۴۲- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رقبیٰ اور عمریٰ حلال نہیں۔ جسے کوئی چیز بطور عمریٰ دی گئی، وہ اسی کی رہے گی اور جس شخص کو کوئی چیز بطور رقبیٰ دی گئی، وہ بھی اسی کی رہے گی۔

فائدہ: "حلال نہیں۔" یعنی رائج صورت میں۔ ویسے بھی یہ عطیہ کی کوئی اچھی صورت نہیں۔ دیکھیے، حدیث: ۳۷۳۸۔

---

٣٧٤٠- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٤١.

٣٧٤١- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٤٢.

٣٧٤٢- [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٣٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٤٣.

٣٧٤٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَا تَصْلُحُ الْعُمْرٰى وَلَا الرُّقْبٰى، فَمَنْ أَعْمَرَ شَيْئًا أَوْ أَرْقَبَهُ فَإِنَّهُ لِمَنْ أُعْمِرَهُ وَأُرْقِبَهُ حَيَاتَهُ وَمَوْتَهُ.

۳۷۴۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عمریٰ اور رقبیٰ درست نہیں۔ جس شخص کو عمریٰ دیا گیا یا رقبیٰ دیا گیا' وہ اسی کے پاس رہے گا جسے عمریٰ یا رقبیٰ دیا گیا۔ اس کی زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔ (یعنی اس کے ورثاء کو منتقل ہو جائے گا)۔

أَرْسَلَهُ حَنْظَلَةُ.

اس حدیث کو حنظلہ بن ابی سفیان جمحی نے مرسل بیان کیا ہے۔

٣٧٤٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حِبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ حَنْظَلَةَ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَحِلُّ الرُّقْبٰى، فَمَنْ أُرْقِبَ رُقْبٰى فَهُوَ سَبِيلُ الْمِيرَاثِ».

۳۷۴۴- حضرت طاوس رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رقبیٰ حلال نہیں۔ جس شخص کو رقبیٰ دیا جائے گا تو اس میں وراثت جاری ہوگی (اور وہ واپس نہیں آئے گا)۔''

٣٧٤٥- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ عَنْ وَكِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْعُمْرٰى مِيرَاثٌ».

۳۷۴۵- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ وراثت بن جائے گا۔''

٣٧٤٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ، عَنْ زَيْدٍ

۳۷۴۶- حضرت زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ ورثاء کو مل جائے گا' (دینے والے کو واپس نہیں ملے گا)۔''

---

٣٧٤٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٣٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٤٤.

٣٧٤٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٣٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٤٥.

٣٧٤٥ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٤٦، وتقدم طرفه، ح: ٣٧٣٦.

٣٧٤٦ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٤٧، وانظر الحديث الآتي. وهذا طرف منه.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْعُمْرٰی لِلْوَارِثِ».

٣٧٤٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْكُوفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْعُمْرٰی جَائِزَةٌ».

٣٧٤٧- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ مستقلاً نافذ ہو جائے گا۔''

٣٧٤٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْعُمْرٰی لِلْوَارِثِ».

٣٧٤٨- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ وارثوں کو مل جائے گا۔''

فائدہ: یعنی جس کو عمریٰ دیا گیا تھا' اس کی وفات کی صورت میں اس کے ورثاء کو ملے گا' دینے والے کو واپس نہیں ملے گا۔

٣٧٤٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْعُمْرٰی لِلْوَارِثِ» وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

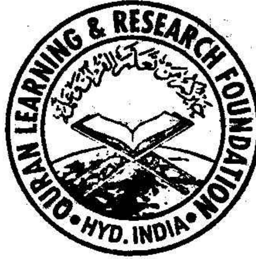
٣٧٤٩- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ وارثوں کو مل جائے گا۔'' واللّٰہ أعلم.



٣٧٤٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الرقبى، ح: ٣٥٥٩ من حديث طاوس به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٤٨، وصححه ابن حبان، وهو مخرج في مسند الحميدي، ح: ٣٩٩ بتحقيقي.

٣٧٤٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٤٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٤٩.

٣٧٤٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٤٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٥٠.




## عمریٰ کا مفہوم ومعنی

عمریٰ بھی ہبہ کی ایک صورت ہے جس میں عمر کی قید لگائی جاتی ہے۔ عطیہ دینے والا کہتا ہے: میں نے یہ چیز تجھے عمر بھر کے لیے دی۔ کبھی کبھار یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب تو مر جائے گا تو واپس مجھے مل جائے گی۔ لیکن چونکہ یہ شرط شریعت کے خلاف ہے' لہٰذا غیر معتبر ہے کیونکہ جو چیز کسی شخص کے پاس زندگی بھر آخری سانس تک رہی' وہ اس کا ترکہ شمار ہوگی اور اس کے ورثاء کو ملے گی۔ اس کی واپسی کی شرط غلط ہے اور غلط شرط فاسد ہوتی ہے' نیز یہ ہبہ ہے اور ہبہ میں رجوع کرنا شرعاً حرام ہے۔ اس لحاظ سے بھی یہ شرط ناجائز ہے۔ یہ جمہور اہل علم کا مسلک ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

## (المعجم ٣٤) - كِتَابُ الْعُمْرٰى (التحفة ١٧)

## عمریٰ سے متعلق احکام و مسائل

### (المعجم ١) - [بَابٌ: «اَلْعُمْرٰى لِلْوَارِثِ»] (التحفة ١)

### باب:۱-(اس کا بیان کہ) عمریٰ ورثاء کے لیے ہوگا

٣٧٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ طَاوُسًا يُحَدِّثُ عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْعُمْرٰى هِيَ لِلْوَارِثِ».

۳۷۵۰-حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عمریٰ ورثاء ہی کو ملے گا۔''

٣٧٥١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ طَاوُسًا يُحَدِّثُ عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْعُمْرٰى لِلْوَارِثِ».

۳۷۵۱-حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عمریٰ (معمرلہ کے) ورثاء کو ملے گا۔''

---

٣٧٥٠- [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٤٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٥١.

٣٧٥١- [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٤٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٥٣.

٣٧٥٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضٰى بِالْعُمْرٰى لِلْوَارِثِ.

۳۷۵۲- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ عمریٰ ورثاء کو ملے گا۔

٣٧٥٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضٰى بِالْعُمْرٰى لِلْوَارِثِ.

۳۷۵۳- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ عمریٰ (معمر لہ کی وفات کے بعد اس کے) ورثاء کو مل جائے گا۔

٣٧٥٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِاللهِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّهُ عَرَضَ عَلَيَّ مَعْقِلٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَعْمَرَ شَيْئًا فَهُوَ لِمُعْمَرِهِ مَحْيَاهُ وَمَمَاتَهُ، وَلَا تُرْقِبُوا، فَمَنْ أُرْقِبَ شَيْئًا فَهُوَ لِسَبِيلِهِ».

۳۷۵۴- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کوئی چیز بطور عمریٰ دی تو وہ اسی کی ہوگی جس کو دی گئی۔ زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔ اور رقبیٰ نہ دیا کرو۔ جس شخص کو کوئی چیز بطور رقبیٰ دی گئی تو اپنے راستے ہی پر جائے گی' (یعنی جسے دی گئی اسی کی ہو جائے گی' واپس نہیں آئے گی)۔''

٣٧٥٥- أَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ الْحَجُورِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ

۳۷۵۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ نافذ ہو جائے گا (واپس نہیں آئے گا)۔''

---

٣٧٥٢_[صحيح] تقدم، ح: ٣٧٤٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٥٢.

٣٧٥٣_[صحيح] تقدم، ح: ٣٧٤٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٥٤.

٣٧٥٤_[صحيح] تقدم، ح: ٣٧٤٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٥٥.

٣٧٥٥_[صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٥٦. وانظر الحديث السابق.

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْعُمْرٰی جَائِزَةٌ».

٣٧٥٦- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ - هُوَ ابْنُ بَشِيرٍ - عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْعُمْرٰی جَائِزَةٌ».

۳۷۵۶- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”عمریٰ نافذ ہو جائے گا۔“

٣٧٥٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَكْحُولٌ عَنْ طَاوُسٍ: بَتَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَلْعُمْرٰی وَالرُّقْبٰی.

۳۷۵۷- حضرت طاوس رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمریٰ اور رقبیٰ کو قطعی قرار دیا ہے (وہ واپس نہیں ہوں گے)۔

## (المعجم ٢) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ جَابِرٍ فِي الْعُمْرٰی

(التحفة ١) - ألف

## باب:۲- عمریٰ کے بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ناقلین کے اختلاف الفاظ کا ذکر

وضاحت: یہ اختلاف سند اور متن دونوں میں ہے۔ سند میں اختلاف یہ ہے کہ بعض نے اسے متصل بیان کیا ہے اور بعض نے مرسل' نیز بعض نے اسے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مسند بنایا ہے اور بعض نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی۔ لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مسند بنانا درست نہیں۔ متن میں اختلاف واضح ہے کہ مختلف راویوں نے مختلف الفاظ بیان کیے ہیں۔ لیکن یہ اختلاف نقصان دہ نہیں کیونکہ مفہوم سب روایات کا ایک ہی ہے۔ وہ یہ کہ عمریٰ اور رقبیٰ نہیں دینا چاہیے' لیکن اگر دے دیا گیا تو واپس نہیں ہوگا بلکہ دینے والے ہی کا ہو جائے گا۔ اور اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء کو ملے گا۔

٣٧٥٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

۳۷۵۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

---

٣٧٥٦- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٦٥٥٧.

٣٧٥٧- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٥٥٨.

٣٧٥٨- أخرجه البخاري، ح: ٢٦٢٦ من حديث عطاء بن أبي رباح به، كما سيأتي، ح: ٣٧٦٠، وهو في الكبرى، ح: ٦٥٥٩.

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِسْطَامُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَطَبَهُمْ يَوْمًا فَقَالَ: «اَلْعُمْرٰى جَائِزَةٌ».

رسول اللہ ﷺ نے ایک دن انھیں خطبہ ارشاد فرمایا جس میں فرمایا: ''عمریٰ نافذ ہو جائے گا۔''

٣٧٥٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْعُمْرٰى وَالرُّقْبٰى، قُلْتُ: وَمَا الرُّقْبٰى؟ قَالَ: يَقُولُ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ: هِيَ لَكَ حَيَاتَكَ، فَإِنْ فَعَلْتُمْ فَهُوَ جَائِزَةٌ.

٣٧٥٩- حضرت عطاء سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمریٰ اور رقبیٰ سے منع فرمایا ہے۔ میں نے کہا: رقبیٰ کیا ہوتا ہے؟ انھوں نے فرمایا: کوئی شخص دوسرے شخص سے کہے: یہ چیز تیری زندگی تک تیرے لیے ہے۔ ویسے اگر تم عمریٰ یا رقبیٰ کرو گے تو وہ نافذ ہو جائیں گے۔

فائدہ: ''تیری زندگی تک'' یہ عمریٰ کی تفسیر ہے نہ کہ رقبیٰ کی۔ یہ دونوں تحفے کی اچھی صورتیں نہیں' لہٰذا ان سے روکا گیا ہے۔

٣٧٦٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْعُمْرٰى جَائِزَةٌ».

٣٧٦٠- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ جاری ہو جائے گا (واپس نہیں آئے گا)۔''

٣٧٦١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ

٣٧٦١- حضرت عطاء رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کو کوئی چیز زندگی بھر کے لیے دی گئی' وہ اسی کی ہے۔ زندگی میں بھی اور

---

٣٧٥٩- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٦١. * عبيدالله هو ابن موسٰى.

٣٧٦٠- أخرجه مسلم، الهبات، باب العمرٰى، ح: ١٦٢٥/ ٣٠ عن محمد بن المثنٰى، والبخاري، الهبة، باب ما قيل في العمرٰى والرقبٰى، ح: ٢٦٢٦ من حديث عطاء بن أبي رباح به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٦٠. * محمد هو ابن جعفر، لقبه غندر، وهو رواية شعبة.

٣٧٦١- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٦٢، وله شواهد كثيرة جدًا.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أُعْطِيَ شَيْئًا حَيَاتَهُ، فَهُوَ لَهُ حَيَاتَهُ وَمَوْتَهُ».

موت کے بعد بھی (یعنی اصل شخص کی موت کے بعد اس کے ورثاء کی ہوگی)۔''

٣٧٦٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُرْقِبُوا وَلَا تُعْمِرُوا، فَمَنْ أُرْقِبَ أَوْ أُعْمِرَ شَيْئًا فَهُوَ لِوَرَثَتِهِ».

۳۷۶۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رقبیٰ اور عمریٰ نہ دو۔ جس شخص کو کوئی چیز بطور عمریٰ یا رقبیٰ دی گئی' وہ (اس کی وفات کے بعد) اس کے ورثاء کی ہوگی۔''

٣٧٦٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ: أَخْبَرَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا عُمْرٰى وَلَا رُقْبٰى، فَمَنْ أُعْمِرَ شَيْئًا أَوْ أُرْقِبَهُ فَهُوَ لَهُ حَيَاتَهُ وَمَمَاتَهُ».

۳۷۶۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ اور رقبیٰ نہیں لوٹیں گے' لہٰذا جس شخص کو کوئی چیز بطور عمریٰ یا رقبیٰ دی گئی' وہ اسی کی ہے۔ زندگی میں بھی' مرنے کے بعد بھی۔''

٣٧٦٤- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ حَبِيبِ ابْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ - وَلَمْ يَسْمَعْهُ مِنْهُ - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا عُمْرٰى وَلَا رُقْبٰى، فَمَنْ أُعْمِرَ شَيْئًا أَوْ أُرْقِبَهُ فَهُوَ لَهُ حَيَاتَهُ وَمَمَاتَهُ». قَالَ عَطَاءٌ:

۳۷۶۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عمریٰ اور رقبیٰ مناسب نہیں۔ جس شخص کو کوئی چیز بطور عمریٰ یا رقبیٰ دی گئی' وہ اسی کی ہے۔ زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔'' عطاء کہتے ہیں کہ یہ دوسرے شخص (جسے عمریٰ یا رقبیٰ کے طور پر کوئی چیز دی گئی ہے اس) کے لیے ہے۔

---

٣٧٦٢ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب من قال فيه ولعقبه، ح: ٣٥٥٦ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٦٣، وصححه ابن حبان وغيره، وله طرق عند مسلم وغيره، انظر الحديث المتقدم: ٣٧٦٠.

٣٧٦٣ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٦٤.

٣٧٦٤ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٦٥.

«هُوَ لِلْآخَرِ».

٣٧٦٥- أَخْبَرَنِي عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الرُّقْبٰى، وَقَالَ: «مَنْ أُرْقِبَ رُقْبٰى فَهُوَ لَهُ».

۳۷۶۵- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رقبیٰ سے منع فرمایا ہے' نیز فرمایا: ''جس شخص کو کوئی چیز بطور رقبیٰ دی گئی' وہ اسی کی رہے گی۔''

٣٧٦٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أُعْمِرَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ حَيَاتَهُ وَمَمَاتَهُ».

۳۷۶۶- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کو کوئی چیز بطور عمریٰ دی گئی' وہ زندگی اور موت ہر حال میں اسی کی رہے گی۔''

٣٧٦٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ صُدْرَانَ عَنْ بِشْرِ بْنِ الْمُفَضَّلِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: حَدَّثَنَا جَابِرٌ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! أَمْسِكُوا عَلَيْكُمْ - يَعْنِي أَمْوَالَكُمْ - لَا تُعْمِرُوهَا، فَإِنَّهُ مَنْ أَعْمَرَ شَيْئًا فَإِنَّهُ لِمَنْ أُعْمِرَهُ حَيَاتَهُ وَمَمَاتَهُ».

۳۷۶۷- حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے جماعت انصار! اپنے مال اپنے پاس رکھو۔ انھیں بطور عمریٰ نہ دو کیونکہ جو شخص کوئی چیز بطور عمریٰ دے گا (وہ اسے واپس نہیں ملے گی بلکہ) وہ اسی شخص کی رہے گی جسے دی گئی۔ زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔''

---

٣٧٦٥ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٦٦.

٣٧٦٦ـ أخرجه مسلم، الهبات، باب العمرٰى، ح: ١٦٢٥/ ٢٨ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٦٧.

٣٧٦٧ـ أخرجه مسلم، ح: ١٦٢٥/ ٢٧ من حديث الحجاج الصواف به (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٦٨.

٣٧٦٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَمْسِكُوا عَلَيْكُمْ أَمْوَالَكُمْ وَلَا تُعْمِرُوهَا؛ فَمَنْ أُعْمِرَ شَيْئًا حَيَاتَهُ فَهُوَ لَهُ حَيَاتَهُ وَبَعْدَ مَمَاتِهِ».

٣٧٦٨- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے مال اپنے پاس رکھو اور انھیں بطور عمریٰ نہ دو کیونکہ جس شخص کو کوئی چیز عمر بھر کے لیے دی گئی' وہ اسی کی رہے گی۔ زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔''

٣٧٦٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلرُّقْبٰى لِمَنْ أُرْقِبَهَا».

٣٧٦٩- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رقبیٰ اسی کا ہے جسے دیا گیا۔''

٣٧٧٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ دَاوُدَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْعُمْرٰى جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا، وَالرُّقْبٰى جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا».

٣٧٧٠- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ اس کے پاس رہے گا جسے دیا گیا اور رقبیٰ بھی اسی کے پاس رہے گا جسے دیا گیا۔''

## (المعجم ٣) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِيهِ (التحفة ١) - ب

## باب:٣- اس حدیث میں امام زہری پر اختلاف کا ذکر

وضاحت: یہ اختلاف الفاظ کا ہے۔ امام زہری رحمہ اللہ کے شاگرد ان سے مختلف الفاظ بیان کرتے ہیں۔ کوئی عمریٰ کی ممانعت کی علت کے بغیر مطلق الفاظ بیان کرتا ہے' کوئی علت کا تذکرہ کرتا ہے' پھر کوئی علت مرفوعاً بیان کرتا ہے' کوئی مدرج اور کوئی ابوسلمہ کا قول۔ لیکن یہ اختلاف مضر نہیں۔ مفہوم سب کا ایک ہی ہے۔ اسی لیے امام

---

٣٧٦٨- [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٧٤ من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٦٩، وانظر الحديث السابق. * خالد هو ابن الحارث.

٣٧٦٩- [صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الرقبٰى، ح: ٣٥٥٨ من حديث داود بن أبي هند به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٧٠، وقال الترمذي، ح: ١٣٥١ "حسن"، وله شواهد، انظر الحديث، ح: ٣٧٦٧.

٣٧٧٠- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٧١.

مسلم ؒ نے اپنی صحیح میں یہ تمام الفاظ بیان کیے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ممانعت کی علت' حدیث میں مدرج ہے اور یہ ابو سلمہ کا قول ہے۔ واللہ أعلم.

٣٧٧١- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ قَالَ: وَأَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أُعْمِرَ عُمْرٰى فَهِيَ لَهُ وَلِعَقِبِهِ، يَرِثُهَا مَنْ يَّرِثُهُ مِنْ عَقِبِهِ».

٣٧٧١- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو کوئی چیز بطور عمریٰ دی گئی' وہ اسی کی ہے اور (اس کی وفات کے بعد) اس کی اولاد کی۔ جو بھی اس کے لواحقین میں سے اس کا وارث بنے گا' وہ اس کا مالک ہوگا۔''

٣٧٧٢- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ مُسَاوِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْعُمْرٰى لِمَنْ أُعْمِرَهَا هِيَ لَهُ وَلِعَقِبِهِ، يَرِثُهَا مَنْ يَّرِثُهُ مِنْ عَقِبِهِ».

٣٧٧٢- حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ اسی کا ہے جسے دیا گیا' (اس کی زندگی میں۔) اور (اس کی وفات کے بعد) اس کی اولاد کا ہے۔ اولاد میں سے جو اس کا وارث بنے گا' وہ عمریٰ کا وارث بھی بنے گا۔''

٣٧٧٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمٍ الْبَعْلَبَكِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ

٣٧٧٣- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ اسی کا رہے گا جسے دیا گیا۔ وہ (زندگی میں تو) اس کا ہے اور (اس کی وفات کے بعد) اس کی اولاد کا ہے۔ اس کی اولاد میں سے جو

---

٣٧٧١- [صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في العمرٰى، ح: ٣٥٥١، ٣٥٥٢ من حديث الأوزاعي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٧٢، وللحديث شواهد.

٣٧٧٢- أخرجه مسلم، الهبات، باب العمرٰى، ح: ١٦٢٥ من حديث ابن شهاب الزهري، والبخاري، الهبة، باب ما قيل في العمرٰى والرقبٰى، ح: ٢٦٢٥ من حديث أبي سلمة بن عبدالرحمن به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٧٣.

٣٧٧٣- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٧٤.

ﷺ: «اَلْعُمْرٰى لِمَنْ أُعْمِرَهَا هِيَ لَهُ وَلِعَقِبِهِ، يَرِثُهَا مَنْ يَرِثُهُ مِنْ عَقِبِهِ».

بھی اس کا وارث بنے گا' وہ اس کا بھی وارث ہوگا۔''

٣٧٧٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ الدِّمَشْقِيُّ عَنْ أَبِي [عُمَرَ] الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْمَرَ رَجُلًا عُمْرٰى لَهُ وَلِعَقِبِهِ، فَهِيَ لَهُ وَلِمَنْ يَرِثُهُ مِنْ عَقِبِهِ مَوْرُوثَةٌ».

۳۷۷۴-حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی دوسرے شخص کو کوئی چیز اس کے لیے اور اس کی اولاد کے لیے بطور عمریٰ دے دے تو وہ اس کے لیے اور اس کی اولاد کے لیے ہوگی۔ اس میں وراثت چلے گی۔''

فائدہ: اولاد کے لیے نہ بھی کہے تب بھی وہ چیز اولاد کو بطور وراثت ملے گی۔ سابقہ احادیث میں اس کی صراحت ہے۔

٣٧٧٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَعْمَرَ رَجُلًا عُمْرٰى لَهُ وَلِعَقِبِهِ، فَقَدْ قَطَعَ قَوْلُهُ حَقَّهُ، وَهِيَ لِمَنْ أُعْمِرَ وَلِعَقِبِهِ».

۳۷۷۵-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''جو شخص کسی کو کوئی چیز اس کے لیے اور اس کی اولاد کے لیے بطور عمریٰ دے تو اس کی اس بات نے اس کا حق اس چیز سے ختم کر دیا۔ اب وہ اسی کی ہوگی جسے دی گئی اور بعد میں اس کی اولاد کو ملے گی۔''

٣٧٧٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا

۳۷۷۶-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو کوئی چیز اس کے

---

٣٧٧٤ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٧٥. * أبو عمر الصنعاني هو حفص بن ميسرة.

٣٧٧٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٧٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٧٦.

٣٧٧٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٧٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٧٧.

أَسْمَعُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا رَجُلٍ أُعْمِرَ عُمْرٰى لَهُ وَلِعَقِبِهِ فَإِنَّهَا لِلَّذِي يُعْطَاهَا، لَا تَرْجِعُ إِلَى الَّذِي أَعْطَاهَا، لِأَنَّهُ أَعْطٰى عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ».

لیے اور اس کی اولاد کے لیے بطور عمریٰ دی گئی وہ اسی کے پاس رہے گی جسے دی گئی۔ دینے والے کے پاس واپس نہیں جائے گی کیونکہ اس نے ایسا عطیہ دیا ہے جس میں وراثت واقع ہو چکی ہے۔

٣٧٧٧- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ جَابِرًا أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضٰى: «أَنَّهُ مَنْ أَعْمَرَ رَجُلًا عُمْرٰى لَهُ وَلِعَقِبِهِ فَإِنَّهَا لِلَّذِي أُعْمِرَهَا، يَرِثُهَا مِنْ صَاحِبِهَا الَّذِي أَعْطَاهَا مَا وَقَعَ مِنْ مَّوَارِيثِ اللهِ وَحَقِّهِ».

٣٧٧٧- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا: ”جس شخص نے کسی کو کوئی تحفہ اس کے لیے اور اس کی اولاد کے لیے دیا' وہ اسی کے پاس رہے گا جسے اس نے دیا ہے اور اس سے آگے اس کے ورثاء میں اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ وراثت اور حق کے مطابق وراثت چلے گی۔“

٣٧٧٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضٰى فِيمَنْ أُعْمِرَ عُمْرٰى لَهُ وَلِعَقِبِهِ: «فَهِيَ لَهُ بَتْلَةٌ لَا يَجُوزُ لِلْمُعْطِي مِنْهَا شَرْطٌ وَلَا ثُنْيَا».

٣٧٧٨- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے بارے میں فیصلہ فرمایا جسے کوئی چیز اس کے لیے اور اس کی اولاد کے لیے بطور عمریٰ دی گئی: ”وہ مستقل طور پر اس کی ہو چکی۔ دینے والا اس میں نہ کوئی شرط لگا سکتا ہے نہ کوئی استثنا کر سکتا ہے۔“

قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: لِأَنَّهُ أَعْطَاهَا عَطَاءً

(راویٔ حدیث) حضرت ابوسلمہ نے کہا: اس کی وجہ

---

٣٧٧٧- [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٧٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٧٨.

٣٧٧٨- [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٧٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٧٩.

وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ، فَقَطَعَتِ الْمَوَارِيثُ شَرْطَهُ.

یہ ہے کہ اس نے ایسا عطیہ دیا ہے جس میں وراثت واقع ہوگی لہٰذا میراث نے اس کی ہر قسم کی شرط ختم کر دی ہے۔

٣٧٧٩- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْمَرَ رَجُلًا عُمْرٰى لَهُ وَلِعَقِبِهِ. قَالَ قَدْ أَعْطَيْتُكَهَا وَعَقِبَكَ مَا بَقِيَ مِنْكُمْ أَحَدٌ، فَإِنَّهَا لِمَنْ أُعْطِيَهَا، وَإِنَّهَا لَا تَرْجِعُ إِلٰى صَاحِبِهَا مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ أَعْطَاهَا عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ».

٣٧٧٩- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے کسی دوسرے شخص کو کوئی چیز اس کے لیے اور اس کی اولاد کے لیے بطور عمریٰ دی اور کہا کہ میں نے یہ چیز تجھے اور تیری اولاد کو دی جب تک تم میں سے کوئی ایک باقی ہے۔ تو وہ اسی کے پاس رہے گی جسے دی گئی اور دینے والے کو واپس نہیں ملے گی کیونکہ اس نے ایسا عطیہ دیا ہے جس میں وراثت واقع ہوگئی۔“

٣٧٨٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضٰى بِالْعُمْرٰى أَنْ يَهَبَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ وَلِعَقِبِهِ الْهِبَةَ وَيَسْتَثْنِيَ إِنْ حَدَثَ بِكَ حَدَثٌ وَبِعَقِبِكَ فَهُوَ إِلَيَّ وَإِلٰى عَقِبِي، «إِنَّهَا لِمَنْ أُعْطِيَهَا وَلِعَقِبِهِ».

٣٧٨٠- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمریٰ کے بارے میں فیصلہ فرمایا کہ جب کوئی شخص دوسرے کو اس کی اولاد تک کے لیے کوئی ہبہ کر دے اور پھر یہ استثنا کرے کہ اگر تجھے اور تیری اولاد کو کوئی حادثہ پیش آ گیا تو یہ ہبہ مجھے اور میری اولاد کو مل جائے گا (آپ نے فیصلہ فرمایا:) ”وہ ہبہ اسی کا ہے جسے دیا گیا اور اس کی اولاد کا ہے۔“

فائدہ: حدیث: ٣٧٧٣ سے اس حدیث تک عمریٰ کی یہ صورت بیان کی گئی ہے کہ یہ چیز تیرے اور تیری اولاد کے لیے ہے۔ ظاہر ہے یہ چیز تو واپس آنے سے رہی کیونکہ دینے والا خود ”اولاد“ کی صراحت کر چکا ہے۔ اس قسم کی احادیث سے امام مالک رحمہ اللہ نے استدلال فرمایا ہے کہ اگر عمریٰ دینے والا ”اولاد“ کی صراحت نہ کرے تو

---

٣٧٧٩- [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٧٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٨٠.

٣٧٨٠- [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٧٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٨١.

وہ چیز معمرلہ کی وفات کے بعد دینے والے کو واپس مل جائے گی۔ مگر یہ استدلال کمزور ہے کیونکہ اس کی صراحت نہیں کی گئی۔ صرف ان احادیث سے ایسے مفہوماً سمجھ میں آتا ہے جبکہ دیگر احادیث میں صراحتاً صرف عمریٰ کا لفظ کہنے پر بھی واپسی کی نفی کی گئی ہے۔ چاہے اس نے اولاد کا ذکر نہ بھی کیا ہو۔ جب منطوق (صراحت) اور مفہوم میں مقابلہ ہو تو منطوق (صراحت) ہی کو ترجیح دی جاتی ہے۔ تفصیل پیچھے بیان ہو چکی ہے۔

## (المعجم ٤) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَلَى أَبِي سَلَمَةَ فِيهِ (التحفة ١) - ج

## باب:۴- اس حدیث میں ابوسلمہ پر یحییٰ بن ابی کثیر اور محمد بن عمرو کے اختلاف کا ذکر

٣٧٨١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْعُمْرٰى لِمَنْ وُهِبَتْ لَهُ».

۳۷۸۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عمریٰ اسی کے پاس رہے گا جسے دیا گیا۔“

٣٧٨٢- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ نَّبِيِّ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْعُمْرٰى لِمَنْ وُهِبَتْ لَهُ».

۳۷۸۲- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”عمریٰ اسی کا ہے جسے دیا گیا (واپس نہیں آئے گا)۔“

٣٧٨٣- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ

۳۷۸۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عمریٰ (مروجہ شکل میں) درست نہیں۔ اب جسے کوئی چیز بطور عمریٰ دی گئی، وہ

---

٣٧٨١- [صحيح] تقدم، ح: ٣٧٧٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٨٢.

٣٧٨٢- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٣٧٧٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٨٣.

٣٧٨٣- [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الهبات، باب العمرٰى، ح: ٢٣٧٩ من حديث محمد بن عمرو بن علقمة الليثي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٨٤.

قَالَ: «لَا عُمْرٰى، فَمَنْ أُعْمِرَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ».

اسی کے پاس رہے گی (واپس نہیں جائے گی)۔"

٣٧٨٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسٰى وَعَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أُعْمِرَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ».

۳۷۸۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جسے کوئی چیز بطور عمریٰ دی گئی وہ اسی کی رہے گی۔"

٣٧٨٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْعُمْرٰى جَائِزَةٌ».

۳۷۸۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "عمریٰ نافذ ہو جائے گا (واپس نہیں آئے گا)۔"

٣٧٨٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَأَلَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ هِشَامٍ عَنِ الْعُمْرٰى فَقُلْتُ: حَدَّثَ مُحَمَّدُ ابْنُ سِيرِينَ عَنْ شُرَيْحٍ قَالَ: قَضٰى نَبِيُّ اللهِ ﷺ أَنَّ الْعُمْرٰى جَائِزَةٌ.

۳۷۸۶- حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سلیمان بن ہشام نے مجھ سے عمریٰ کے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا: مجھے حضرت محمد بن سیرین نے قاضی شریح سے بیان کیا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ عمریٰ مستقلاً جاری ہو جائے گا۔

قَالَ قَتَادَةُ: وَقُلْتُ: حَدَّثَنِي النَّضْرُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْعُمْرٰى جَائِزَةٌ».

قتادہ نے کہا کہ مجھے (باسند) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پہنچا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "عمریٰ نافذ ہو جائے گا۔"

---

٣٧٨٤_ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٨٥.

٣٧٨٥_ أخرجه مسلم، الهبات، باب العمرٰى، ح: ١٦٢٦ عن محمد بن المثنى، والبخاري، الهبة، باب ما قيل في العمرٰى والرقبٰى، ح: ٢٦٢٦ من حديث قتادة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٨٦. * محمد هو ابن جعفر، لقبه غندر.

٣٧٨٦_ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٨٧، وللحديث شواهد كثيرة.

قَالَ قَتَادَةُ: وَقُلْتُ: كَانَ الْحَسَنُ يَقُولُ: اَلْعُمْرٰى جَائِزَةٌ.

حضرت قتادہ نے کہا کہ حضرت حسن بصری کہا کرتے تھے: عمریٰ واپس نہیں ہوگا۔

قَالَ قَتَادَةُ: فَقَالَ الزُّهْرِيُّ: إِنَّمَا الْعُمْرٰى إِذَا أُعْمِرَ وَعَقِبُهُ مِنْ بَعْدِهِ، فَإِذَا لَمْ يَجْعَلْ: عَقِبَهُ مِنْ بَعْدِهِ كَانَ لِلَّذِي يَجْعَلُ، شَرْطُهُ.

حضرت قتادہ نے کہا کہ حضرت زہری نے کہا: عمریٰ اس وقت مستقل ہوگا جب عمریٰ اس (کی وفات کے بعد اس) کی اولاد کے لیے بھی کیا جائے۔ لیکن اگر وہ اس کے بعد اس کی اولاد کے لیے عمریٰ نہ کرے تو عمریٰ کرنے والے کے لیے اس کی شرط معتبر ہوگی۔

قَالَ قَتَادَةُ: فَسُئِلَ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ فَقَالَ: حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْعُمْرٰى جَائِزَةٌ».

حضرت قتادہ نے کہا کہ عطاء بن ابی رباح سے پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: مجھے حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عمریٰ جاری ہو جائے گا (واپس نہیں ہوگا)۔“

قَالَ قَتَادَةُ: فَقَالَ الزُّهْرِيُّ: كَانَ الْخُلَفَاءُ لَا يَقْضُونَ بِهٰذَا.

قتادہ نے کہا: حضرت زہری نے کہا کہ خلفاء اس حدیث کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے تھے۔

قَالَ عَطَاءٌ: قَضٰى بِهَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ.

حضرت عطاء نے کہا کہ خلیفہ عبدالملک بن مروان نے اس حدیث کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

فائدہ: یہ تمام اقوال حضرت قتادہ نے اس مسئلے کی تفہیم کے لیے بیان فرمائے ہیں۔ کسی خلیفہ کا صحیح حدیث کے مطابق فیصلہ نہ کرنا اس حدیث کو کمزور نہیں بناتا' البتہ ان اقوال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ لیکن صحیح بات وہی ہے جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جیسا کہ تفصیل سے بیان ہو چکا۔

## (المعجم ٥) - عَطِيَّةُ الْمَرْأَةِ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا (التحفة ٢)

## باب:٥- کیا عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر عطیہ دے سکتی ہے؟

٣٧٨٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ:

۳۷۸۷- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم

٣٧٨٧- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في عطية المرأة بغير إذن زوجها، ح:٣٥٤٦ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٥٨٩، ٦٥٩٠، وصححه الحاكم: ٢/ ٤٧، ووافقه الذهبي، وله طريق آخر عند ابن ماجه، ح:٢٣٨٨ عن عمرو بن شعيب به.

حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، ح: وَأَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ دَاوُدَ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي هِنْدٍ - وَحَبِيبِ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَجُوزُ لِامْرَأَةٍ هِبَةٌ فِي مَالِهَا إِذَا مَلَكَ زَوْجُهَا عِصْمَتَهَا». اَللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ.

سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے مال میں سے ہبہ کرے کیونکہ اس کا خاوند اس کی عصمت کا مالک ہے۔“

الفاظ محمد بن معمر کے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے مال میں سے بھی عطیہ نہیں دے سکتی۔ اگر یہ مفہوم ہوتو پھر یہ حکم استحبابی ہوگا تاکہ خاوند بیوی میں بدمزگی پیدا نہ ہو کیونکہ بہت سی احادیث صحیحہ میں خاوند کی اجازت کے بغیر عطیہ کرنے کا ذکر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے بارہا آپ کی اجازت کے بغیر اپنے مال میں تصرف فرمایا، جیسے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو بتائے بغیر اپنی لونڈی آزاد کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو بتائے بغیر بریرہ کو خریدنے کا پروگرام بنایا وغیرہ۔ یا اس روایت میں ”اپنے مال“ سے مراد خاوند کا مال ہوگا جو عورت کے تصرف میں ہوتا ہے۔ اس میں لازماً اجازت ہونی چاہیے۔ تمام دلائل کا لحاظ رکھنا ضروری ہے نہ کہ صرف ایک روایت کا۔

٣٧٨٨- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ: أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو؛ ح: وَأَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ [قَالَ]: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: لَمَّا فَتَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَكَّةَ قَامَ

٣٧٨٨- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ فتح کیا تو آپ خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے، چنانچہ آپ نے اپنے خطبے میں فرمایا: ”کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر (خاوند کے مال سے) عطیہ دے۔“

---

٣٧٨٨- [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٢٥٤١، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٩١، ٦٥٩٢.

خَطِيبًا فَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ: «لَا يَجُوزُ لِامْرَأَةٍ عَطِيَّةٌ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا».

فائدہ: محقق کتاب نے یہاں اس حدیث کی سند کو ضعیف کہا ہے۔ پیچھے حدیث: ۲۵۴۱ میں اس کی سند کو حسن اور سنن ابوداود (حدیث: ۳۵۴۷) میں مطلقاً حسن کہا ہے۔ محقق کتاب کا یہاں اس حدیث کی سند کو ضعیف کہنا سمجھ سے بالاتر ہے۔ دلائل کی رو سے راجح بات یہ ہے کہ حدیث حسن اور قابل عمل ہے۔ واللہ أعلم۔

**٣٧٨٩-** أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ هَانِيءٍ، عَنْ أَبِي حُذَيْفَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَلْقَمَةَ الثَّقَفِيِّ قَالَ: قَدِمَ وَفْدُ ثَقِيفٍ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَمَعَهُمْ هَدِيَّةٌ فَقَالَ: «أَهَدِيَّةٌ أَمْ صَدَقَةٌ؟» فَإِنْ كَانَتْ هَدِيَّةٌ فَإِنَّمَا يُبْتَغَى بِهَا وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَقَضَاءُ الْحَاجَةِ، وَإِنْ كَانَتْ صَدَقَةٌ فَإِنَّمَا يُبْتَغَى بِهَا وَجْهُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالُوا: لَا بَلْ هَدِيَّةٌ فَقَبِلَهَا مِنْهُمْ، وَقَعَدَ مَعَهُمْ يَسْأَلُهُمْ وَيَسْأَلُونَهُ حَتّٰى صَلَّى الظُّهْرَ مَعَ الْعَصْرِ.

**۳۷۸۹-** حضرت عبدالرحمٰن بن علقمہ ثقفی سے منقول ہے کہ بنو ثقیف کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کے ساتھ تحفے تحائف بھی تھے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ تحفہ ہیں یا صدقہ؟ اگر تحفے ہیں تو ان سے رسول اللہ ﷺ کی رضامندی مقصود ہوگی اور اپنا کوئی مقصد پورا کرنا مطلوب ہوگا اور اگر صدقہ ہیں تو اس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود ہوگی۔“ انھوں نے کہا: یہ تحفے ہیں۔ آپ نے ان سے تحائف قبول فرمائے اور ان کے ساتھ تشریف فرما ہو گئے۔ آپ ان سے حال احوال پوچھتے تھے‘ وہ آپ سے پوچھتے رہے‘ حتی کہ آپ نے ظہر کی نماز عصر کے ساتھ پڑھی۔

**٣٧٩٠-** أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ:

**۳۷۹۰-** حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں

---

**٣٧٨٩ـ [إسناده ضعيف]** أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٥/ ٢٥٠، ٢٥١ من حديث أبي بكر بن عياش به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٩٣. * أبوحذيفة وعبدالملك مجهولان، وأبوبكر بن عياش تقدم حاله، ح: ٧٨٠.

**٣٧٩٠ـ [صحيح]** أخرجه الحميدي، ح: ١١٥٧ من حديث محمد بن عجلان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٩٤، ومصنف عبدالرزاق: ١١/ ٦٥، ح: ١٩٩٢١. * ابن عجلان تابعه أيوب (الترمذي، ح: ٣٩٤٥)، وأبومعشر، وصححه الحاكم: ٢/ ٦٢، ٦٣ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ١١٤٥، ١١٤٦ وغيره.

حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أَقْبَلَ هَدِيَّةً إِلَّا مِنْ قُرَشِيٍّ أَوْ أَنْصَارِيٍّ أَوْ ثَقَفِيٍّ أَوْ دَوْسِيٍّ».

کسی قریشی، انصاری، ثقفی یا دوسی شخص کے علاوہ کسی سے تحفہ قبول نہیں کروں گا۔"

فوائد ومسائل: ① اس فرمان کا سبب یہ ہوا کہ ایک اعرابی نے آپ کو ایک اونٹ تحفے میں دیا۔ اس کا مقصد معاوضہ لینا تھا۔ آپ نے اسے چھ اونٹ دے دیے، پھر بھی وہ راضی نہ ہوا، اس لیے آپ نے یہ ارشاد فرمایا کیونکہ لوگوں نے آپ کو عام بادشاہوں کی طرح سمجھ رکھا تھا کہ جن سے حیلے بہانوں سے پیسے بٹورے جاتے ہیں۔ ② قریشی، انصاری، ثقفی، دوسی چونکہ آپ کے تربیت یافتہ اور آپ کی حیثیت سے واقف تھے، وہ آپ کو تحفہ تبرک کی غرض سے دیتے تھے، اس لیے آپ نے ان قبیلوں کو مستثنیٰ قرار دیا۔ ③ اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ اگر تحفہ دینے والا لالچی شخص ہو اور جو عوض دیا جائے اس پر راضی نہ ہوتا ہو تو تحفہ قبول کرنے سے انکار بھی کیا جاسکتا ہے۔ ④ تحفہ دینے والے کو اس کے تحفے کے مقابل عوض دینا جائز ہے۔

٣٧٩١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ بِلَحْمٍ فَقَالَ: «مَا هٰذَا؟» فَقِيلَ: تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ فَقَالَ: «هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ».

٣٧٩١- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گوشت لایا گیا۔ آپ نے پوچھا: "یہ کیسا ہے؟" عرض کی گئی کہ یہ گوشت بریرہ پر صدقہ کیا گیا تھا (اور اس نے اس میں سے کچھ ہمیں بھیجا ہے)۔ آپ نے فرمایا: "یہ اس کے لیے صدقہ تھا، ہمارے لیے تحفہ اور ہدیہ ہے۔"

فائدہ: اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ صدقے کے مال سے کوئی غریب شخص ہدیہ بھیج سکتا ہے۔ اور اسے ہر شخص قبول کرسکتا ہے، امیر ہو یا غریب کیونکہ اب اس کی حیثیت تحفے کی ہے، صدقے کی نہیں۔ گویا جو چیز بذات خود حرام نہ ہو تو دینے والے اور لینے والے کی نیت اور حیثیت کے لحاظ سے اس کی حیثیت بدلتی رہتی ہے۔ اس مسئلے کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے، حدیث: ٣٤٧٧.



٣٧٩١_ أخرجه البخاري، الزكاة، باب: إذا تحولت الصدقة، ح: ١٤٩٥، ومسلم، الزكاة، باب إباحة الهدية للنبي ﷺ . . . الخ، ح: ١٠٧٤ من حديث وكيع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٥٩٥.




# قسم اور نذر کا مفہوم ومعنی

عربی میں قسم کو یمین کہا جاتا ہے۔ یمین کے لغوی معنی دایاں ہاتھ ہیں۔ عرب لوگ بات کو اور سودے یا عہد کو پکا کرنے کے لیے اپنا دایاں ہاتھ فریق ثانی کے ہاتھ پر رکھتے تھے۔ قسم بھی بات کو پختہ کرنے کے لیے ہوتی ہے' اس لیے کبھی قسم کے موقع پر بھی اپنا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ پر رکھتے تھے۔ اس مناسبت سے قسم کو یمین کہا جاتا ہے۔

نذر سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص کسی ایسے فعل کو اپنے لیے واجب قرار دے لے جو جائز ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ضروری قرار نہیں دیا' وہ بدنی کام ہو یا مالی۔ دونوں کا نتیجہ ایک ہی ہے' یعنی قسم کے ساتھ بھی فعل مؤکد ہو جاتا ہے اور نذر کے ساتھ بھی' لہٰذا انھیں اکٹھا ذکر کیا' نیز شریعت نے قسم اور نذر کا کفارہ ایک ہی رکھا ہے۔ قسم اور نذر دونوں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہو سکتی ہیں ورنہ شرک کا خطرہ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

# (المعجم ٣٥) - كِتَابُ الْأَيمَانِ وَالنُّذُورِ (التحفة ١٨)

# قسم اور نذر سے متعلق احکام و مسائل

## (المعجم ١) - [بَابٌ: كَيْفَ كَانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ ﷺ] (التحفة ١)

## باب:١- نبی ﷺ کی قسم کیسے ہوتی تھی؟

٣٧٩٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرُّهَاوِيُّ وَمُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَتْ يَمِينٌ يَحْلِفُ عَلَيْهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا، وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ!».

٣٧٩٢- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ (عموماً) یوں قسم کھایا کرتے تھے: ”قسم اس ذات کی جو دلوں کو پھیرنے والی ہے! بات ایسے نہیں۔“

فوائد و مسائل: ① ان الفاظ کی مناسبت یہ ہے کہ قسم پر قائم رہنا دل کی مضبوطی اور استقامت پر موقوف ہے اور دل اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں۔ گویا قسم کے ساتھ ساتھ یہ دعا بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے دل کو قائم رکھے۔ ② معلوم ہوا کہ قسم میں لفظ اللہ ذکر ہو یا اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفات میں سے کوئی ایک صفت، دونوں برابر ہیں۔

## (المعجم ٢) - اَلْحَلْفُ بِمُصَرِّفِ الْقُلُوبِ (التحفة ٢)

## باب:٢- مُصَرِّفُ الْقُلُوب کے ساتھ قسم کھانا

٣٧٩٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ

٣٧٩٣- حضرت سالم کے والد محترم (حضرت عبداللہ

---

٣٧٩٢- أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب: كيف كانت يمين النبي ﷺ؟، ح: ٦٦٢٨ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٠٣.

٣٧٩٣- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الكفارات، باب يمين رسول الله ﷺ التي كان يحلف بها، ح: ٢٠٩٢ ◀◀

عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ أَبُو يَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ عَنْ عَبَّادِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَتْ يَمِينُ رَسُولِ اللهِ ﷺ اَلَّتِي يَحْلِفُ بِهَا: «لَا وَمُصَرِّفِ الْقُلُوبِ!».

بن عمر ؓ) نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی قسم، جو آپ عموماً اٹھایا کرتے تھے، یہ تھی: ''مجھے قسم ہے اس ذات کی جو دلوں کو پھیرنے والی ہے! معاملہ ایسے نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① ''لا'' یہ گزشتہ کلام کی نفی ہے۔ گویا یہ قسم کسی کلام کی نفی کے لیے کھائی گئی ہے۔ ممکن ہے یہ صرف تاکید کے لیے آیا ہو جیسے: ﴿لَآ أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ (القيمة ٧٥:١) میں ہے۔ اس صورت میں یہ زائد ہوگا، یعنی اس کا ترجمہ نہیں کیا جائے گا۔ البتہ تاکید حاصل ہوگی۔ ② ان الفاظ کے ساتھ قسم کھانا مستحب ہے۔ ③ اللہ تعالیٰ کے افعال کے ساتھ قسم کھانا جائز ہے۔ ④ راجح قول کے مطابق یہ روایت شواہد کی بنا پر صحیح ہے جیسا کہ محقق کتاب نے بھی کہا ہے کہ سابقہ حدیث اس سے کفایت کرتی ہے۔

## (المعجم ٣) - اَلْحَلْفُ بِعِزَّةِ اللهِ تَعَالٰى (التحفة ٣)

## باب: ٣- اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم کھانا

٣٧٩٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَمَّا خَلَقَ اللهُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ أَرْسَلَ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى الْجَنَّةِ فَقَالَ: أُنْظُرْ إِلَيْهَا وَإِلٰى مَا أَعْدَدْتُ لِأَهْلِهَا فِيهَا، فَنَظَرَ إِلَيْهَا فَرَجَعَ فَقَالَ: وَعِزَّتِكَ! لَا يَسْمَعُ بِهَا

٣٧٩٤- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے جنت اور جہنم کو پیدا فرمایا تو حضرت جبریل ؑ کو جنت کی طرف بھیجا اور فرمایا: جاؤ، جنت اور اس میں جنتیوں کے لیے بنائی ہوئی چیزوں کو دیکھو۔ انھوں نے جا کر دیکھا، پھر واپس آئے تو کہنے لگے: تیری عزت کی قسم! جو شخص بھی جنت کے بارے میں سنے گا، ضرور اس میں داخل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تو جنت کو سختیوں اور طبع کو ناگوار

◀ من حديث عبدالله بن رجاء المكي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٠٤، والحديث السابق يغني عنه.

٣٧٩٤- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، السنة، باب في خلق الجنة، ح: ٤٧٤٤، والترمذي، ح: ٢٥٦٠ من حديث محمد بن عمرو بن علقمة الليثي به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٠٢. وصححه ابن حبان، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٦، ٢٧، ووافقه الذهبي.

أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَهَا، وَأَمَرَ بِهَا فَحُفَّتْ بِالْمَكَارِهِ فَقَالَ: اِذْهَبْ إِلَيْهَا فَانْظُرْ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا أَعْدَدْتُ لِأَهْلِهَا فِيهَا، فَنَظَرَ إِلَيْهَا فَإِذَا هِيَ قَدْ حُفَّتْ بِالْمَكَارِهِ فَقَالَ: وَعِزَّتِكَ! لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ لَّا يَدْخُلَهَا أَحَدٌ قَالَ: اِذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَى النَّارِ وَإِلَى مَا أَعْدَدْتُ لِأَهْلِهَا فِيهَا، فَنَظَرَ إِلَيْهَا فَإِذَا هِيَ يَرْكَبُ بَعْضُهَا بَعْضًا، فَرَجَعَ فَقَالَ: وَعِزَّتِكَ! لَا يَدْخُلُهَا أَحَدٌ، فَأَمَرَ بِهَا فَحُفَّتْ بِالشَّهَوَاتِ فَقَالَ: اِرْجِعْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا، فَنَظَرَ إِلَيْهَا فَإِذَا هِيَ قَدْ حُفَّتْ بِالشَّهَوَاتِ فَرَجَعَ وَقَالَ: وَعِزَّتِكَ! لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ لَّا يَنْجُوَ مِنْهَا أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَهَا».

گزرنے والی چیزوں سے گھیر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اب پھر جاؤ اور دیکھو کہ میں نے جنت میں اپنے بندوں کے لیے کیا کچھ بنایا ہے۔ انھوں نے جا کر دیکھا تو جنت کے اردگرد سختیوں اور مشکلات کی باڑ لگی ہوئی تھی۔ وہ آ کر کہنے لگے: تیری عزت کی قسم! مجھے خطرہ ہے کہ کوئی شخص بھی اس میں داخل نہیں ہو (سکے) گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جاؤ آگ (جہنم) کو دیکھو اور جو کچھ میں نے اہل جہنم کے لیے تیار کر رکھا ہے۔ انھوں نے جا کر دیکھا تو آگ کے شعلے ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے۔ وہ واپس آ کر کہنے لگے: تیری عزت کی قسم! کوئی اس میں داخل نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تو اس کے اردگرد طبع کی مرغوب چیزوں کی باڑ لگا دی گئی۔ فرمایا: اب جا کر دیکھو۔ انھوں نے دیکھا تو اس کے اردگرد خوشنما چیزوں کی باڑ لگ چکی تھی۔ وہ واپس آ کر کہنے لگے: تیری عزت کی قسم! مجھے خطرہ ہے کوئی شخص اس سے نہیں بچ سکے گا۔ ضرور داخل ہو جائے گا۔"

**فوائد و مسائل:** ① اللہ تعالیٰ کی عزت اللہ تعالیٰ کی ذات سے کوئی الگ چیز نہیں بلکہ وصف لازم ہے' لہٰذا اس وصف کے ساتھ قسم کھائی جا سکتی ہے۔ ② جبریل علیہ السلام کا قسم کھا کر مندرجہ بالا تبصرے فرمانا ان کا اپنا اندازہ ہے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے بے شمار بندے جہنم سے دور رہ کر جنت میں داخل ہوں گے اور وہ مکروہات کو لذیذ سمجھ کر اپنائیں گے اور شہوات کو دشمن سمجھ کر ان سے دور رہیں گے۔ ③ جنت اور جہنم کے گرد مکروہات و شہوات کی باڑ لگائی جانی عالم بالا کی ایک حقیقت بھی ہو سکتی ہے اور محض تمثیل بھی کہ مکروہات (مثلاً: نماز' روزے اور جہاد جیسے مشکل کاموں) کو اپنائے بغیر جنت کے لذائذ حاصل نہیں کیے جا سکتے اور شہوات کو اختیار کرنے کا لازمی نتیجہ جہنم کی آگ ہے۔ واللہ أعلم. ④ جنت اور جہنم دونوں اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور حقیقتاً موجود ہیں' معتزلہ کا یہ دعویٰ کہ اللہ تعالیٰ انھیں قیامت کے دن پیدا کرے گا' بالکل درست نہیں۔

(المعجم ٤) - اَلتَّشْدِيدُ فِي الْحَلْفِ بِغَيْرِ اللهِ تَعَالَى (التحفة ٤)

باب:۴- غیر اللہ کی قسم کھانا سخت گناہ ہے

٣٧٩٥- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ - هُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ -، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلَا يَحْلِفْ إِلَّا بِاللهِ». وَكَانَتْ قُرَيْشٌ تَحْلِفُ بِآبَائِهَا فَقَالَ: «لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ».

۳۷۹۵- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص قسم کھانا چاہے وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی قسم نہ کھائے۔“ قریش اپنے آباؤ اجداد کی قسمیں کھایا کرتے تھے‘ لہٰذا آپ نے فرمایا: ”اپنے آباؤ اجداد کی قسمیں نہ کھایا کرو۔“

فوائد و مسائل: ① قسم انتہائی معظم ذات کی کھائی جاتی ہے۔ اور حقیقتاً معظم اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے‘ لہٰذا قسم اسی کے نام کی ہونی چاہیے۔ آباؤ اجداد اگرچہ قابل تعظیم ہیں مگر وہ حقیقتاً صاحب عظمت نہیں‘ لہٰذا ان کے نام کی قسم کھانا جائز نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی کسی بھی مخلوق حتی کہ انبیاء‘ ملائکہ اور کعبہ وغیرہ کی قسم بھی ممنوع ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی بھی عبادت جائز نہیں۔ گویا قسم بھی عبادت ہے۔ ② قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی مخلوقات کی قسمیں کھائی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قسم تعظیم کی خاطر نہیں ہوتی بلکہ استدلال کی خاطر ہوتی ہے‘ یعنی اللہ تعالیٰ کی مخلوقات شرعی اصولوں کی صحت و صداقت پر گواہ ہیں۔ ③ غیر اللہ کے نام پر کھائی گئی قسم کا انعقاد نہیں ہوگا کیونکہ یہ حرام ہے۔ ایسی قسم کھانے والے کو چاہیے کہ وہ اپنے رب سے استغفار کرے۔

٣٧٩٦- أَخْبَرَنِي زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِّنْ بَنِي غِفَارٍ فِي مَجْلِسِ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ سَالِمُ ابْنُ عَبْدِاللهِ سَمِعْتُ عبدَاللهِ - يَعْني ابْنَ

۳۷۹۶- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمھیں منع فرماتا ہے کہ تم اپنے آباؤ اجداد کی قسمیں کھاؤ۔“

---

٣٧٩٥- أخرجه مسلم، الأيمان، باب النهي عن الحلف بغير الله تعالى، ح:١٦٤٦/٤ عن علي بن حجر، والبخاري، مناقب الأنصار، باب أيام الجاهلية، ح:٣٨٣٦ من حديث إسماعيل بن جعفر به، وهو في الكبرى، ح:٤٧٠٥.

٣٧٩٦- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤٨/٢ عن إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرى، ح:٤٧٠٦. * رجل من بني غفار أقره سالم عليه، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

عُمَرَ - وَهُوَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ».

(المعجم ٥) - اَلْحَلْفُ بِالْآبَاءِ (التحفة ٥)

باب:۵- آباؤ اجداد کی قسم کھانا

٣٧٩٧- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ عُمَرَ مَرَّةً وَهُوَ يَقُولُ: وَأَبِي! وَأَبِي! فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ» فَوَاللهِ! مَا حَلَفْتُ بِهَا بَعْدُ ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا.

۳۷۹۷- حضرت سالم کے والد محترم (حضرت عبداللہ بن عمر ؓ) سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمر ؓ کو ایک دفعہ کہتے سنا: میرے باپ کی قسم! میرے باپ کی قسم! آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تمھیں آباؤ اجداد کے نام کی قسمیں کھانے سے منع فرماتا ہے۔“ (حضرت عمر ؓ نے فرمایا:) اللہ کی قسم! اس کے بعد میں نے کبھی بھی ایسی قسم نہیں کھائی۔ نہ اپنے طور پر‘ نہ کسی کی نقل کرتے ہوئے۔

فوائد ومسائل: ① ”اپنے طور پر“ یعنی خود قصداً قسم کھائی ہو۔ اور ”نقل کرتے ہوئے“ یعنی فلاں نے یہ قسم کھائی۔ ② حضرت عمر ؓ کو جو مقام ومرتبہ اللہ تعالیٰ نے عطا کیا وہ اسی اطاعت اور فرمانبرداری کی بنا پر تھا۔ دوبارہ کبھی اس بات کو نہ دہرایا جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرما دیا۔

٣٧٩٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ» قَالَ عُمَرُ: فَوَاللهِ! مَا حَلَفْتُ بِهَا بَعْدُ

۳۷۹۸- حضرت عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تمھیں آباؤ اجداد کی قسم کھانے سے منع فرماتا ہے۔“ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اس کے بعد میں نے کبھی ایسی قسم نہیں کھائی۔ نہ اپنے طور پر‘ نہ کسی سے نقل کرتے ہوئے۔

---

٣٧٩٧ـ أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب: لا تحلفوا بآبائكم، ح:٦٦٤٧ تعليقًا، ومسلم، الأيمان، باب النهي عن الحلف بغير الله، ح:١٦٤٦ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٧٠٧.

٣٧٩٨ـ أخرجه البخاري، ح:٦٦٤٧، ومسلم، ح:١٦٤٦/ ٢ من حديث سفيان بن عيينة به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٤٧٠٨.

ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا.

۳۷۹۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ حَرْبٍ - عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ». قَالَ عُمَرُ: فَوَاللهِ! مَا حَلَفْتُ بِهَا بَعْدُ ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا.

۳۷۹۹- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمھیں آباؤ اجداد کی قسمیں کھانے سے روکتا ہے۔" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے اس کے بعد کبھی آباؤ اجداد کی قسم نہیں کھائی۔ نہ اپنے طور پر' نہ کسی سے نقل کرتے ہوئے۔

## (المعجم ٦) - اَلْحَلْفُ بِالْأُمَّهَاتِ (التحفة ٦)

## باب:٦- ماؤں کی قسم کھانا (بھی ناجائز ہے)

۳۸۰۰- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ وَلَا بِأُمَّهَاتِكُمْ وَلَا بِالْأَنْدَادِ، وَلَا تَحْلِفُوا إِلَّا بِاللهِ، وَلَا تَحْلِفُوا إِلَّا وَأَنْتُمْ صَادِقُونَ».

۳۸۰۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نہ تم آباؤ اجداد کی قسم کھاؤ' نہ ماؤں کی اور نہ بتوں کی' بلکہ صرف اللہ کی قسم کھاؤ اور صرف اسی وقت کھاؤ جب تم سچے ہو۔"

**فوائد ومسائل:** ① لفظ "انداد" استعمال کیا گیا ہے جس سے مراد وہ چیزیں ہیں جنھیں لوگ معبود سمجھتے ہیں یا معبود جیسا سلوک کرتے ہیں' خواہ زندہ ہوں یا مردہ' جاندار ہوں یا بے جان۔ چونکہ اس وقت عام بتوں کی پوجا ہوتی تھی' اس لیے یہ معنی کیے گئے ہیں' نیز یاد رہنا چاہیے کہ بت دراصل کچھ نیک لوگوں کے مجسمے تھے ورنہ مشرک صرف پتھروں کی پوجا نہیں کرتے تھے۔ ② اگرچہ ہر غیر اللہ کی قسم کھانا منع ہے مگر بتوں یا معروف معبودوں کی

---

۳۷۹۹- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٠٩.

۳۸۰۰- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الأيمان والنذور، باب كراهية الحلف بالآباء، ح: ۳۲٤٨ عن عبيدالله ابن معاذ به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧١٠، وصححه ابن حبان، ح: ١١٧٦.

قسم کھانا تو شرک ہے' اس لیے کہ یہ مشرکین سے مشابہت ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی قسم کھانا بھی اس میں داخل ہے۔ ③ جھوٹی قسم کھانا حرام اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے جیسا کہ دوسری احادیث میں ذکر ہے۔

## (المعجم ۷) - اَلْحَلْفُ بِمِلَّةٍ سِوَى الْإِسْلَامِ (التحفة ۷)

## باب:۷- اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی قسم (بھی سخت گناہ ہے)

۳۸۰۱- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ خَالِدٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ» قَالَ قُتَيْبَةُ فِي حَدِيثِهِ: «مُتَعَمِّدًا» وَقَالَ يَزِيدُ: «كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عَذَّبَهُ اللهُ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ».

۳۸۰۱- حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جھوٹا ہونے کے باوجود عمداً اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی قسم کھائے تو وہ ایسے ہی ہوگا جیسے اس نے کہا۔ اور جس شخص نے کسی چیز سے خودکشی کر لی' اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ میں اسے اسی چیز کے ساتھ عذاب دیتا رہے گا۔''

فوائد ومسائل: ① اس قسم کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص کہے: اگر میں نے فلاں کام کیا ہو تو میں یہودی یا عیسائی وغیرہ ہو جاؤں' حالانکہ اس نے وہ کام کیا ہے اور اسے یاد بھی ہے۔ یا اگر میں یہ کام کروں تو میں یہودی یا عیسائی' جب کہ اس کی نیت وہ کام کرنے کی ہے' صرف دھوکا دہی کے لیے قسم کھاتا ہے۔ ظاہر ہے اس شخص نے یہودی یا عیسائی ہونے کو پسند کیا ہے۔ گویا وہ یہودی یا عیسائی ہی ہے۔ ② ''عذاب دیتا رہے گا'' یعنی اس کی موت سے لے کر حشر تک۔ اس کے بعد اس کے مجموعی اعمال کی بنیاد پر اس کے جنت یا جہنم میں جانے کا فیصلہ ہوگا۔ یہ اس کی قسمت ہے۔

۳۸۰۲- أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ

۳۸۰۲- حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے

---

۳۸۰۱ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب ماجاء في قاتل النفس، ح: ۱۳٦۳ من حديث يزيد بن زريع، ومسلم، الإيمان، باب بيان غلظ تحريم قتل الإنسان نفسه ... الخ، ح ۱۱۰/ ۱۷۷ من حديث خالد الحذاء به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤۷۱۱.

۳۸۰۲ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤۷۱۲.

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو عَنْ يَحْيَى، أَنَّهُ حَدَّثَهُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي ثَابِتُ بْنُ الضَّحَّاكِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ فِي الْآخِرَةِ».

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے جھوٹا ہونے کے باوجود کسی اور دین کی قسم کھائی تو وہ اسی طرح ہے جس طرح اس نے کہا۔ اور جو شخص اپنے آپ کو کسی چیز سے قتل کر ڈالے اسے آخرت میں اسی چیز کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔''

فائدہ: انسان کا نفس اس کی ملکیت نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ اس میں ایسا تصرف جائز نہیں جو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے خلاف ہو جیسا کہ اپنے آپ کو قتل کرنا یا بھوکا پیاسا رکھنا وغیرہ۔

## (المعجم ٨) - اَلْحَلْفُ بِالْبَرَاءَةِ مِنَ الْإِسْلَامِ (التحفة ٨)

## باب:٨- اسلام سے بری ہونے کی قسم (قبیح ہے)

٣٨٠٣- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ حُسَيْنِ ابْنِ وَاقِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ: إِنِّي بَرِيءٌ مِّنَ الْإِسْلَامِ: فَإِنْ كَانَ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَإِنْ كَانَ صَادِقًا لَمْ يَعُدْ إِلَى الْإِسْلَامِ سَالِمًا».

۳۸۰۳- حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کہے: (اگر میں نے فلاں کام کیا ہو تو) میں اسلام سے لاتعلق ہوں۔ اگر وہ جھوٹا ہے تو پھر وہ واقعتا اسلام سے لاتعلق ہے۔ اور اگر وہ سچا ہے تو پھر بھی وہ صحیح سالم اسلام کی طرف نہیں لوٹے گا۔''

فائدہ: ''نہیں لوٹے گا۔'' یعنی وہ الفاظ کہنے کی بنا پر گناہ گار ہوگا اور اس کے ایمان میں کمی واقع ہوگی کیونکہ یہ انتہائی قبیح الفاظ ہیں۔ گویا اس نے اسلام کو معمولی چیز خیال کیا۔ سچا ہو تب بھی ایسے لاابالی پن کی کوئی گنجائش نہیں۔

## (المعجم ٩) - اَلْحَلْفُ بِالْكَعْبَةِ (التحفة ٩)

## باب:٩- کعبہ کی قسم (درست نہیں)

٣٨٠٣- [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الكفارات، باب من حلف بملة غير الإسلام، ح: ٢١٠٠ من حديث الفضل بن موسى به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧١٣، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ٢٩٨، ووافقه الذهبي.

٣٨٠٤- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ قُتَيْلَةَ امْرَأَةٍ مِّنْ جُهَيْنَةَ: أَنَّ يَهُودِيًّا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّكُمْ تُنَدِّدُونَ وَإِنَّكُمْ تُشْرِكُونَ: تَقُولُونَ: مَا شَاءَ اللهُ وَشِئْتَ، وَتَقُولُونَ: وَالْكَعْبَةِ! فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادُوا أَنْ يَّحْلِفُوا أَنْ يَّقُولُوا: وَرَبِّ الْكَعْبَةِ! وَيَقُولُ أَحَدٌ: مَا شَاءَ اللهُ، ثُمَّ شِئْتَ.

۳۸۰۴- جہینہ قبیلے کی ایک عورت حضرت قتیلہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی شخص نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: تم بھی شرک کرتے ہو اور غیر اللہ کو معبود بناتے ہو کیونکہ تم کہتے ہو: جو اللہ تعالیٰ چاہے اور آپ چاہیں۔ اور تم کعبہ کی قسم کھاتے ہو۔ تو نبیٔ اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ جب وہ قسم کھانے لگیں تو کہیں: رب کعبہ کی قسم! اور کہیں جو اللہ تعالیٰ چاہے' پھر آپ چاہیں۔

**فوائد ومسائل:** ① کعبہ مخلوق ہے اور مخلوق کی قسم کھانا جائز نہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی مشیت میں کسی اور کی مشیت کو شریک کرنا بھی ناجائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی جگہ صحیح الفاظ سکھلا دیے۔ کعبہ کی بجائے رب کعبہ کی قسم اور شِئْتَ، کی بجائے ثُمَّ شِئْتَ، یعنی غیر اللہ کی مشیت کو اللہ تعالیٰ کی مشیت (مرضی) کے تابع اور اس سے مؤخر رکھا اور سمجھا جائے۔ ② حدیث سے پتا چلتا ہے کہ یہودیت اور عیسائیت میں بھی شرک ایک معروف جرم تھا اور وہ اس کے نقصانات سے واقف تھے مگر اس معرفت کے باوجود وہ اس میں واقع ہو گئے۔

## (المعجم ١٠) - اَلْحَلْفُ بِالطَّوَاغِيتِ (التحفة ١٠)

## باب: ۱۰- بتوں کے نام کی قسم کھانا (مشرکین سے مشابہت ہے)

٣٨٠٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ وَلَا

۳۸۰۵- حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے آباؤ اجداد اور بتوں کی قسمیں نہ کھاؤ۔''

---

٣٨٠٤- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٧١ من حديث معبد الجدلي القيسي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧١٤، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٩٧، ووافقه الذهبي. * عبدالله بن يسار هو الجهني الكوفي.

٣٨٠٥- أخرجه مسلم، الأيمان، باب من حلف باللات والعزى فليقل: "لا إله إلا الله"، ح: ١٦٤٨ من حديث هشام بن حسان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧١٥. * يزيد هو ابن هارون.

بِالطَّوَاغِيتِ».

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ٣٨٠٠

(المعجم ١١) - اَلْحَلْفُ بِاللَّاتِ

(التحفة ١١)

باب:١١- لات کی قسم کھانا

٣٨٠٦- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ: بِاللَّاتِ فَلْيَقُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ».

٣٨٠٦- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص لات کی قسم کھائے، وہ کہے: لا إله إلا الله (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں) اور جو شخص اپنے ساتھی سے کہے: آؤ میں تم سے جوا کھیلوں تو اسے صدقہ کرنا چاہیے۔''

فوائد ومسائل: ① ''لات'' ایک بت کا نام ہے جو صفا پہاڑی پر رکھا ہوا تھا۔ جو شخص جان بوجھ کر تعظیماً ''لات'' وغیرہ کی قسم کھاتا ہے وہ کافر ہے۔ اس کے کفر میں کسی کو اختلاف نہیں۔ وہ خارج از اسلام ہوگا۔ اسے تجدید ایمان کے لیے دوبارہ کلمۂ اسلام کا اقرار کرنا ہوگا۔ اور جو شخص جہالت (عدم علم) یا بھول کر قسم کھالے تو وہ لا إله إلا الله کہے۔ اس کلمے کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کے اس نقصان کی تلافی فرما دے گا۔ ② ''صدقہ کرنا چاہیے'' جوا قبیح چیز ہے جو انسان کو مادہ پرست، کنجوس، خود غرض اور پتھر دل بنا دیتا ہے، لہٰذا اس قبیح لفظ کا علاج صدقہ بتلایا گیا جو انسان کو اللہ پرست، سخی، ہمدرد اور نرم دل بناتا ہے۔ ③ صدقہ کتنا ہو؟ بعض کے نزدیک جو میسر ہو اور بعض کے نزدیک وہ رقم صدقہ کرے جس میں جوا کھیلنا چاہتا تھا۔ کم ہو یا زیادہ۔

(المعجم ١٢) - اَلْحَلْفُ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى

(التحفة ١٢)

باب:١٢- لات وعزیٰ کی قسم کھانا

٣٨٠٧- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا

٣٨٠٧- حضرت سعد ؓ سے روایت ہے، انھوں

٣٨٠٦ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿أفرأيتم اللات والعزى﴾، ح: ٤٨٦٠، ومسلم، الأيمان، باب من حلف باللات والعزى فليقل: "لا إله إلا الله"، ح: ١٦٤٧ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧١٦.

٣٨٠٧ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الكفارات، باب النهي أن يحلف بغير الله، ح: ٢٠٩٧ من حديث أبي إسحاق السبيعي به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧١٧، وانظر الحديث الآتي.

الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا نَذْكُرُ بَعْضَ الْأَمْرِ وَأَنَا حَدِيثُ عَهْدٍ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَحَلَفْتُ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى، فَقَالَ لِي أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ: بِئْسَ مَا قُلْتَ، ائْتِ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَخْبِرْهُ، فَإِنَّا لَا نَرَاكَ إِلَّا قَدْ كَفَرْتَ، فَأَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ لِي: «قُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَتَعَوَّذْ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَاتْفُلْ عَنْ يَسَارِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَلَا تَعُدْ لَهُ».

نے فرمایا: ہم ایک دفعہ کسی معاملے میں بحث کر رہے تھے۔ میرا دور جاہلیت ابھی تازہ تھا۔ میں لات وعزیٰ کی قسم کھا بیٹھا تو مجھے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کہنے لگے: تو نے بری بات کہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور آپ کو یہ بات بتاؤ۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ تو نے کلمۂ کفر کہا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو پوری بات بتائی۔ آپ نے مجھے فرمایا: ”تین دفعہ کہہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ کوئی اس کا ساجھی نہیں۔ اور تین دفعہ شیطان سے (بچنے کے لیے) اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ اور تین دفعہ اپنے بائیں طرف تھوک دے اور دوبارہ ایسی بات نہ کہنا۔“

فوائد ومسائل: ① حضرت سعد رضی اللہ عنہ بالکل ابتدائی دور کے مسلمان ہیں۔ سابقون اولون میں شامل ہیں۔ چند بزرگ ہی آپ سے قبل مسلمان ہوئے تھے۔ خود ان کے بیان کے مطابق وہ تیسرے نمبر پر مسلمان ہوئے۔ عشرۂ مبشرہ میں داخل ہیں۔ رضي الله عنه وأرضاه. ② عزیٰ بھی ایک بت تھا جس کی پوجا عام تھی۔ جاہلیت میں بتوں کی قسمیں کھانے کا رواج تھا۔ انھوں نے بھی بلاقصد عادتاً ایسی قسم کھالی۔ (تفصیل سابقہ حدیث میں دیکھیے۔) ③ کسی شخص سے گناہ ہو جائے تو اس پر استغفار کرنا واجب ہے اور دوبارہ اس گناہ کا ارتکاب بھی نہ کرے کیونکہ یہ توبہ کی شروط میں سے ہے۔

٣٨٠٨- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مُصْعَبُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: حَلَفْتُ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَقَالَ لِي أَصْحَابِي: بِئْسَ مَا قُلْتَ قُلْتَ هُجْرًا! فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرْتُ

۳۸۰۸- حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں لات وعزیٰ کی قسم کھا بیٹھا تو مجھے میرے ساتھی کہنے لگے: تو نے بہت برا کلمہ کہا اور بہت قبیح بات کی ہے۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ بات آپ سے ذکر کی۔ آپ نے فرمایا: ”تین دفعہ کہہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا

٣٨٠٨- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٤٧١٨، وصححه ابن حبان، ح: ١١٧٨، وانظر الحديث السابق.

ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، وَانْفُثْ عَنْ يَسَارِكَ ثَلَاثًا، وَتَعَوَّذْ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ، ثُمَّ لَا تَعُدْ».

کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لیے بادشاہی ہے۔ اسی کے لیے تعریف ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور تین دفعہ اپنے بائیں جانب تھوک دے اور شیطان سے بچاؤ کے لیے اللہ کی پناہ طلب کر اور پھر دوبارہ ایسی بات نہ کرنا۔"

فائدہ: گویا یہ شیطانی وسوسہ تھا جس کے لیے رسول اللہ ﷺ نے علاج تجویز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یاد رکھ اور شیطان سے نفرت کرتے ہوئے تھوک دے۔ اور زبان سے بھی أعوذ باللّٰه من الشيطان الرجيم پڑھ۔

## (المعجم ١٣) - إِبْرَارُ الْقَسَمِ (التحفة ١٣)

## باب:۱۳- کسی کی قسم پوری کرنا (بھی ضروری ہے)

٣٨٠٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِسَبْعٍ: أَمَرَنَا بِاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِي، وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ، وَإِبْرَارِ الْقَسَمِ، وَرَدِّ السَّلَامِ.

۳۸۰۹- حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا: جنازوں کے ساتھ جانا، مریض کی بیمار پرسی کرنا، چھینکنے والے کو دعا دینا، دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنا، مظلوم کی مدد کرنا، قسم کھانے والے کی قسم کو پورا کرنا اور سلام کا جواب دینا۔

فائدہ: "قسم پوری کرنا۔" یعنی اگر کسی بھائی نے تیرے بارے میں کوئی قسم کھالی ہے، مثلاً: "اللہ کی قسم! تو میرے ساتھ چلے گا۔" تو تجھے چاہیے کہ اس کے ساتھ چلے تاکہ اس کی قسم کو گزند نہ پہنچے بشرطیکہ اس کام میں گناہ یا ظلم نہ ہو۔ اگر گناہ ہے اور خوف وضرر کا اندیشہ ہے یا کسی پر ظلم ہوتا ہے تو پھر وہ کام نہیں کرنا چاہیے۔ وہ خود ہی کفارہ دے گا۔

---

٣٨٠٩- [صحيح] تقدم، ح: ١٩٤١ وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧١٩.

(المعجم ١٤) - مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ فَرَأٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا (التحفة ١٤)

باب:١٤- جو شخص ایک چیز پر قسم کھالے پھر وہ کوئی اور چیز بہتر سمجھے (تو کیا کرے؟)

٣٨١٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي السَّلِيلِ، عَنْ زَهْدَمٍ، عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا عَلَى الْأَرْضِ يَمِينٌ، أَحْلِفُ عَلَيْهَا، فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَيْتُهُ».

٣٨١٠- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میں اس زمین کی جس چیز پر بھی قسم کھالوں' پھر اس کے علاوہ کسی اور چیز کو بہتر دیکھوں تو میں وہ بہتر کام کروں گا۔''

فائدہ: زمین سے شاید اشارہ ہو کہ دنیوی چیزوں میں میرا یہ طریق کار ہے۔ باقی رہے دینی کام تو وہ سب کے سب بہتر ہوتے ہیں۔ انھیں چھوڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دنیوی کاموں میں اگر کسی غیر بہتر چیز پر قسم کھائی گئی تو اسے چھوڑ کر بہتر کام کر لینا چاہیے' قسم کا کفارہ دے دیا جائے' البتہ اگر کسی جائز کام پر فریقین کے درمیان وعدہ یا معاہدہ طے پا گیا ہے اور آدمی نے اسے پورا کرنے کی قسم کھالی ہے مگر بعد میں وہ دیکھتا ہے کہ فائدہ یا نفع فریق ثانی کے حق میں جا رہا ہے' مجھے اس میں نقصان ہے' تو اس صورت میں وہ قسم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا کیونکہ اس میں فریق ثانی کا بھی حق ہے جو مجروح ہوتا ہے۔ گویا حدیث میں مذکور طریق کار ذاتی افعال میں ہوگا نہ کہ کسی دوسرے کے حق میں' ورنہ یہ خود غرضی ہوگی۔

(المعجم ١٥) - اَلْكَفَّارَةُ قَبْلَ الْحِنْثِ (التحفة ١٥)

باب:١٥- کفارہ قسم توڑنے سے پہلے بھی دیا جا سکتا ہے

٣٨١١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ

٣٨١١- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں کچھ اشعری افراد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہم آپ سے

٣٨١٠- أخرجه مسلم، الأيمان، باب ندب من حلف يمينًا فرأى غيرها خيرًا منها ... الخ، ح:١٦٤٩/ ١٠ من حديث سليمان التيمي، والبخاري، فرض الخمس، باب: ومن الدليل على أن الخمس لنوائب المسلمين ... الخ، ح:٣١٣٣ من حديث زهدم بن مضرب به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٧٢٠. * أبوالسليل هو ضريب بن نقير.

٣٨١١- أخرجه البخاري، كفارات الأيمان، باب الاستثناء في الأيمان، ح:٦٧١٨، ومسلم، الأيمان، باب ندب من حلف يمينًا فرأى غيرها خيرًا منها ... الخ، ح:١٦٤٩ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٧٢١. * حماد هو ابن زيد.

رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي - يَعْنِي رَهْطٍ - مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ نَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ: «وَاللهِ! لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ» ثُمَّ لَبِثْنَا مَا شَاءَ اللهُ، فَأُتِيَ بِإِبِلٍ، فَأَمَرَ لَنَا بِثَلَاثَةِ ذَوْدٍ، فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ: لَا يُبَارِكُ اللهُ لَنَا، أَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ أَنْ لَّا يَحْمِلَنَا، قَالَ أَبُو مُوسٰى: فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: «مَا أَنَا حَمَلْتُكُمْ بَلِ اللهُ حَمَلَكُمْ، إِنِّي وَاللهِ! لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِينٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَّمِينِي، وَأَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ».

(جہاد کے سلسلے میں) سواریاں مانگنے آئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں تمھیں سواریاں نہیں دوں گا اور نہ میرے پاس سواریاں ہیں۔'' پھر ہم ٹھہرے رہے جتنی دیر اللہ نے چاہا کہ (بعد میں) آپ کے پاس کچھ اونٹ لائے گئے۔ آپ نے ہمیں تین اونٹ دینے کا حکم دیا۔ جب ہم اونٹ لے کر چل پڑے تو ہم نے ایک دوسرے سے کہا: اللہ تعالیٰ ہمارے لیے ان اونٹوں میں برکت نہیں فرمائے گا کیونکہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سواریاں مانگنے آئے تھے تو آپ نے قسم کھائی تھی کہ میں تمھیں سواریاں نہیں دوں گا۔ (اب شاید آپ قسم بھول گئے ہیں۔ یہ سوچ کر) ہم دوبارہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے ساری بات ذکر کی۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے تمھیں سواریاں نہیں دیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے دی ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر میں کسی چیز پر قسم کھالوں' پھر میں اس کی بجائے کوئی اور چیز بہتر سمجھوں تو میں قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں اور بہتر کام کر لیتا ہوں۔''

**فوائد و مسائل:** ① اشعر ایک قبیلہ تھا جس کی بنا پر حضرت ابوموسیٰ کو اشعری کہا جاتا تھا۔ جب یہ لوگ نبی ﷺ کے پاس پہنچے تھے تو اس وقت آپ کسی بنا پر غصے کی حالت میں تھے۔ ویسے آپ کے پاس اس وقت سواریاں تھی بھی نہیں۔ ② ''میں نے نہیں دیں'' یعنی اب اللہ تعالیٰ نے اونٹ بھیج دیے جو میں نے تم کو دے دیے۔ باقی رہی قسم تو اس کا جواب آگے ذکر ہے۔ ③ اس حدیث میں قسم توڑنے سے پہلے کفارہ دینے کا ذکر ہے۔ جمہور اس کے قائل ہیں' البتہ احناف اسے درست نہیں سمجھتے کہ جب کفارہ کا سبب ہی واقع نہیں ہوا تو کفارہ کیسے ہو سکتا ہے؟ حالانکہ جب نیت قسم توڑنے کی ہو گئی تو بہتر ہے کہ کفارہ پہلے دے دیا جائے تاکہ کفارہ لازم ہی نہ آئے اگرچہ بعد میں کفارہ ادا کرنا بھی درست ہے۔

۳۸۱۲- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

۳۸۱۲- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم رضی اللہ عنہ

---

۳۸۱۲ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲/ ۲۱۲ من حديث عبيدالله به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٢٣. ◀◀

حَدَّثَنَا يَحْيىٰ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْأَخْنَسِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ فَرَأٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا، فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَّمِينِهِ وَلْيَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ».

سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی چیز پر قسم کھائے' پھر اس کی بجائے کوئی اور چیز بہتر سمجھے تو اپنی قسم کا کفارہ دے دے اور بہتر کام کر لے۔''

٣٨١٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا حَلَفَ أَحَدُكُمْ عَلٰى يَمِينٍ فَرَأٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا، فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَّمِينِهِ، وَلْيَنْظُرِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، فَلْيَأْتِهِ».

٣٨١٣- حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی کسی کام کی قسم کھائے' پھر کوئی اور کام اس سے بہتر سمجھے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی قسم کا کفارہ دے اور جسے وہ بہتر سمجھ رہا ہے اس کام کو عمل میں لائے۔''

٣٨١٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِينٍ فَكَفِّرْ عَنْ يَّمِينِكَ، ثُمَّ ائْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ».

٣٨١٤- حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے (مجھ سے) فرمایا: ''جب تو کسی کام کی قسم کھائے (اور پھر کوئی اور کام بہتر سمجھے) تو (پہلے) اپنی قسم کا کفارہ دے دے اور بہتر کام کر لے۔''

٣٨١٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى

٣٨١٥- حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول

---

◄◄ وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ١١٨٠ وغيره.

٣٨١٣ـ أخرجه مسلم، الأيمان، باب ندب من حلف يمينًا فرأى غيرها خيرًا منها . . . الخ، ح: ١٦٥٢ من حديث المعتمر بن سليمان، والبخاري، الأيمان والنذور، باب قول الله تعالى: ﴿لا يؤاخذكم الله باللغو في أيمانكم﴾، ح: ٦٦٢٢ من حديث الحسن البصري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٢٤.

٣٨١٤ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٢٥.

٣٨١٥ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٢٦.

الْقُطَعِيُّ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلٰى - وَذَكَرَ كَلِمَةً مَّعْنَاهَا: حَدَّثَنَا - سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا، فَكَفِّرْ عَنْ يَّمِينِكَ وَائْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ».

ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تو کسی کام کی قسم کھالے' پھر تو کوئی اور کام زیادہ اچھا سمجھے تو اپنی قسم کا کفارہ دے دے اور جو کام زیادہ اچھا ہے' وہ کرلے۔''

## (المعجم ١٦) - اَلْكَفَّارَةُ بَعْدَ الْحِنْثِ (التحفة ١٦)

## باب:١٦- قسم توڑنے کے بعد کفارہ دینے کا بیان

٣٨١٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو مَوْلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، يُحَدِّثُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ فَرَأٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا، فَلْيَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَّمِينِهِ».

٣٨١٦- حضرت عدی بن حاتم ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی چیز پر قسم کھالے' پھر کسی دوسری چیز کو اس سے بہتر خیال کرے تو بہتر چیز پر عمل کرے اور اپنی قسم کا کفارہ دے دے۔''

فائدہ: سابقہ احادیث میں کفارے کا ذکر قسم توڑنے سے پہلے تھا اور اس حدیث (اور آئندہ احادیث) میں قسم توڑنے کا ذکر پہلے ہے اور کفارے کا بعد میں۔ گویا دونوں جائز ہیں۔ کسی ایک کے ضروری ہونے کی صراحت نہیں۔ اگر کوئی ایک صورت ضروری ہوتی تو آپ صراحتاً اسے اختیار کرنے کی تلقین فرما دیتے' لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا۔ بہرحال یہ مسلک جمہور اہل علم کا ہے اور یہی درست ہے۔ احادیث صحیحہ پر عمل کرنا قیاسات پر عمل کرنے سے کہیں بہتر ہے۔

---

٣٨١٦- [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٥٦، ٣٧٨ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٢٧. * عبدالله بن عمرو مستور، والحديث الآتي شاهد له.

٣٨١٧- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا، فَلْيَدَعْ يَمِينَهُ وَلْيَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَلْيُكَفِّرْهَا».

۳۸۱۷- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کوئی کام کرنے کی قسم کھائے' پھر کسی اور کام کو اس سے بہتر خیال کرے تو اپنی قسم کو چھوڑ دے اور وہ کام کرے جو بہتر ہو' البتہ کفارہ دے دے۔''

٣٨١٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رُفَيْعٍ قَالَ: سَمِعْتُ تَمِيمَ بْنَ طَرَفَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَدِيِّ ابْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى خَيْرًا مِّنْهَا، فَلْيَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَلْيَتْرُكْ يَمِينَهُ».

۳۸۱۸- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی کام کی قسم کھا لے' پھر کسی دوسرے کام کو اس سے بہتر سمجھے تو بہتر کام کرلے اور اپنی قسم چھوڑ دے۔''

٣٨١٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزَّعْرَاءِ عَنْ عَمِّهِ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ ابْنَ عَمٍّ لِي: أَتَيْتُهُ أَسْأَلُهُ فَلَا يُعْطِينِي وَلَا يَصِلُنِي، ثُمَّ يَحْتَاجُ

۳۸۱۹- حضرت ابوالاحوص اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے چچازاد بھائی کے پاس جاتا ہوں اور اس سے کچھ مانگتا ہوں تو وہ مجھے نہیں دیتا اور مجھ سے صلہ رحمی نہیں کرتا' پھر کبھی وہ میرا محتاج ہو جاتا ہے اور میرے

---

٣٨١٧ـ أخرجه مسلم، الأيمان، باب ندب من حلف يمينًا فرأى غيرها خيرًا منها . . . الخ، ح: ١٦٥١ من حديث عبدالعزيز به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٢٨.

٣٨١٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٢٩.

٣٨١٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الكفارات، باب من حلف على يمين فرأى غيرها خيرًا منها، ح: ٢١٠٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٣٠، وهو مخرج في مسند الحميدي، ح: ٨٨٥ بتحقيقي.

إِلَيَّ فَيَأْتِينِي فَيَسْأَلُنِي، وَقَدْ حَلَفْتُ أَنْ لَّا أُعْطِيَهُ وَلَا أَصِلَهُ، فَأَمَرَنِي أَنْ آتِيَ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَأُكَفِّرَ عَنْ يَّمِينِي.

پاس آ کر مجھ سے مانگتا ہے جبکہ میں قسم کھا چکا ہوں کہ میں اسے نہیں دوں گا اور اس سے صلہ رحمی نہیں کروں گا۔ فرمائیے میں کیا کروں؟ آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں وہ کام کروں جو بہتر ہے (یعنی اس سے صلہ رحمی کروں) اور اپنی قسم کا کفارہ دے دوں۔

**فوائد ومسائل:** ① اس حدیث میں احسان کی ترغیب دلائی گئی ہے کہ اگر کوئی کسی سے برائی کرے تو اسے چاہیے کہ وہ جواباً برائی کرنے والے کے ساتھ نرمی سے پیش آئے۔ ② اگر کسی نے قطع رحمی کی قسم کھائی ہے تو وہ اس کا کفارہ دے گا اور صلہ رحمی کرے گا۔

۳۸۲۰- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ وَيُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا آلَيْتَ عَلٰى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا، فَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَكَفِّرْ عَنْ يَّمِينِكَ».

۳۸۲۰- حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”جب تو کسی کام کی قسم کھالے پھر کوئی اور کام اس سے بہتر سمجھے تو بہتر کام کرلے اور اپنی قسم کا کفارہ دے دے۔“

۳۸۲۱- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ - يَعْنِي رَسُولَ اللهِ - ﷺ: «إِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا، فَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ مِّنْهَا، وَكَفِّرْ عَنْ يَّمِينِكَ».

۳۸۲۱- حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے (مجھ سے) فرمایا: ”جب تو کسی کام کو کرنے کی قسم کھالے پھر تو اس کی بجائے کوئی اور کام اس سے بہتر سمجھے تو جو کام بہتر ہے وہ کرلے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کردے۔“

۳۸۲۲- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ فِي

۳۸۲۲- حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں

۳۸۲۰- [صحيح] تقدم، ح: ۳۸۱۳، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٣١.

۳۸۲۱- [صحيح] تقدم، ح: ۳۸۱۳، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٣٢.

۳۸۲۲- [صحيح] تقدم، ح: ۳۸۱۳، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٣٣.

حَدِيثِهِ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ: قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا، فَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَكَفِّرْ عَنْ يَّمِينِكَ».

کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''جب تو کوئی کام کرنے کی قسم کھا لے' پھر تو کوئی اور کام اس سے بہتر سمجھے تو جو بہتر ہے اسے عمل میں لے آ اور اپنی قسم کا کفارہ دے دے۔''

(المعجم ١٧) - **اَلْيَمِينُ فِيمَا لَا يَمْلِكُ** (التحفة ١٧)

**باب:١٧- غیر مملوکہ چیز کے بارے میں قسم کھانا (غیر معتبر ہے)**

٣٨٢٣- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْأَخْنَسِ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا نَذْرَ وَلَا يَمِينَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ، وَلَا فِي مَعْصِيَةٍ، وَلَا قَطِيعَةِ رَحِمٍ».

٣٨٢٣- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم (حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو چیز ملکیت میں نہیں' اس میں نہ نذر مانی جا سکتی ہے' نہ قسم کھائی جا سکتی ہے۔ اور (اسی طرح اللہ تعالیٰ کی) نافرمانی اور قطع رحمی کی نذر اور قسم بھی معتبر نہیں۔''

**فوائد ومسائل:** ① ان چیزوں میں نذر اور قسم نہیں ماننی چاہیے' منع ہے۔ اور اگر کوئی ان چیزوں کے بارے میں قسم کھا لے یا کوئی نذر مان لے تو وہ پوری نہیں کرنی چاہیے کیونکہ نذر یا قسم کے ساتھ ممنوع کام جائز نہیں ہو سکتا' البتہ ایسی قسم کے کفارے کے بارے میں اختلاف ہے۔ راجح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ کفارہ ادا کرنا ہوگا کیونکہ یہ سزا ہے اس بات کی کہ اس نے اللہ تعالیٰ کا معظم ومقدس نام ایسی چیز میں کیوں استعمال کیا جو شرعاً ممنوع ہے۔ گویا اس نے اللہ تعالیٰ کے نام کی توہین کی ہے' لہٰذا ان چیزوں میں نذر اور قسم کے معتبر نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نذر اور قسم کے باوجود وہ کام جائز نہیں ہوگا بلکہ ایسی نذر یا قسم کو توڑنا واجب ہے۔ اور اس غلطی کا وہ کفارہ ادا کرے۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ ایسی نذر یا قسم منعقد ہی نہیں ہوتی' لہٰذا کفارے کی ضرورت نہیں مگر یہ بات کمزور معلوم ہوتی ہے۔ ② مباح چیزوں میں نذر ماننا جائز ہے' اللہ تعالیٰ کی معصیت میں نذر ماننا جائز نہیں۔

---

٣٨٢٣- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأيمان، باب اليمين في قطيعة الرحم، ح: ٣٢٧٤ من حديث عبيدالله بن الأخنس به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٣٤.

(المعجم ١٨) - مَنْ حَلَفَ فَاسْتَثْنَى (التحفة ١٨)

باب:۱۸- جو شخص قسم کھاتے وقت ان شاء اللہ پڑھ لے؟

٣٨٢٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَلَفَ فَاسْتَثْنَى: فَإِنْ شَاءَ مَضَى وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ غَيْرَ حَنِثٍ».

۳۸۲۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص قسم کھاتے وقت ان شاء اللہ کہہ دے' وہ چاہے تو قسم کو پورا کرے اور چاہے تو چھوڑ دے۔ اسے کوئی گناہ نہیں ہوگا۔''

فوائد و مسائل: ① ان شاء اللہ کے معنی ہیں: اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ ان لفظوں سے صاف ظاہر ہے کہ قسم کھانے والے نے حتمی قسم نہیں کھائی۔ گویا اگر یہ کام کر سکا تو کرے گا ورنہ سمجھا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں چاہا' لہٰذا یہ کام نہ ہو سکا۔ ظاہر ہے اس پر گناہ کیونکر آئے گا؟ البتہ وعدہ وغیرہ میں ان شاء اللہ کو وعدہ خلافی کے لیے بہانہ نہیں بنایا جا سکتا بلکہ صرف تبرکاً ہی پڑھنا چاہیے ورنہ وعدے کی کوئی حیثیت نہیں رہے گی۔ ② ''ان شاء اللہ'' ان الفاظ کا ظاہراً کہنا مقصود ہے۔ اگر کوئی نیت میں ''ان شاء اللہ'' کہے گا تو اس کا اعتبار نہیں کیونکہ قسم کا انعقاد ظاہری الفاظ سے ہوتا ہے نیت سے نہیں۔

(المعجم ١٩) - اَلنِّيَّةُ فِي الْيَمِينِ (التحفة ١٩)

باب:۱۹- قسم میں نیت کا اعتبار کیا جائے گا

٣٨٢٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِامْرِىءٍ مَّا نَوَى،

۳۸۲۵- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔ اور ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی' چنانچہ جس شخص کی (نیت) ہجرت (کرتے وقت) اللہ اور اس کے رسول (کی رضامندی اور حکم کی تعمیل) کے لیے ہوگی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے

---

٣٨٢٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، النذور والأيمان، باب ماجاء في الاستثناء في اليمين، ح:١٥٣١ من حديث عبدالوارث بن سعيد به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٧٣٥، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن حبان. ● أيوب تابعه كثير بن فرقد كما سيأتي، ح:٣٨٥٩.

٣٨٢٥ـ [صحيح] تقدم، ح:٧٥، وهو في الكبرٰى، ح:٤٧٣٦.

فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ».

لیے ہی سمجھی جائے گی لیکن جس شخص کی ہجرت (کا مقصود) دنیا کا حصول اور کسی عورت سے نکاح وغیرہ تھا تو اس کی ہجرت انھی چیزوں کے لیے سمجھی جائے گی جو اس کا مقصود تھیں۔"

فائدہ: یہ اصولی اور جامع حدیث ہے جس کا تعلق شرعی امور سے بھی ہے اور دنیوی امور سے بھی۔ اگر شرعی امور سے اس کا تعلق ہو تو اس کے شرعی معنی مراد ہوں گے یعنی خلوص لوجہ اللہ۔ اور اگر اس کا تعلق امور دنیا سے ہو تو اس کے لغوی معنی مراد ہوں گے یعنی قصد و ارادہ۔ قسم بھی دنیوی امور سے ہے لہٰذا جس نیت سے قسم کھائی جائے گی وہی نیت معتبر ہوگی۔ یا قسم کا مفہوم وہی معتبر ہوگا جو قسم کھانے والے کا مقصود تھا۔ (یہ حدیث اور اس کی تفصیلی بحث پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے حدیث: ۷۵)

## (المعجم ٢٠) - تَحْرِيمُ مَا أَحَلَّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ٢٠)

## باب: ۲۰- اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو حرام کر لے تو (قسم والا کفارہ دینا ہوگا)

٣٨٢٦- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: زَعَمَ عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَزْعُمُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا، فَتَوَاصَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ أَنَّ أَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَلْتَقُلْ: إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ! أَكَلْتَ مَغَافِيرَ؟ فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا، فَقَالَتْ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «لَا بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ أَعُودَ لَهُ» فَنَزَلَتْ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ ٱللَّهُ لَكَ﴾ إِلَى

۳۸۲۶- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ (اپنی ایک بیوی) حضرت زینب بنت جحش ؓ کے ہاں زیادہ دیر ٹھہرتے تھے کیونکہ آپ وہاں سے شہد پیتے تھے۔ میں نے اور حفصہ نے آپس میں اتفاق کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس نبیٔ اکرم ﷺ تشریف لائیں تو وہ کہے: بلاشبہ میں آپ سے مغافیر کی بو محسوس کر رہی ہوں۔ آپ نے مغافیر (گوند) کھائی ہے؟ آپ ہم میں سے کسی ایک کے ہاں تشریف لائے تو اس نے یہ لفظ کہہ دیے۔ آپ نے فرمایا: "نہیں، بلکہ میں نے تو زینب بنت جحش کے ہاں سے شہد پیا ہے۔ دوبارہ ہرگز نہیں پیوں گا۔" تو پھر یہ آیات اتریں: ﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ "اے نبی! آپ اس

٣٨٢٦- [صحيح] تقدم، ح: ٣٤٥٠، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٣٧.

﴿إِن تَتُوبَآ إِلَى ٱللَّهِ﴾ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ ﴿وَإِذْ أَسَرَّ ٱلنَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَٰجِهِۦ حَدِيثًا﴾ لِقَوْلِهِ: «بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا».

چیز کو کیوں حرام قرار دے رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال قرار دیا ہے؟'' آگے حضرت عائشہ اور حفصہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ﴿إِنْ تَتُوبَآ إِلَى اللّٰهِ﴾ ''اگر تم اللہ تعالیٰ کے حضور (اپنی غلطی سے) توبہ کرو (تو تمھیں لائق ہے)۔'' ﴿وَ إِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا﴾ ''جب نبی اکرم (ﷺ) نے اپنی ایک بیوی سے راز کی بات کہی'' اس میں اشارہ ہے آپ کے فرمان کی طرف کہ ''میں نے تو شہد پیا ہے' (آئندہ نہیں پیوں گا)۔''

فائدہ: کسی حلال چیز کو اپنے لیے حرام قرار دے لینا' نذر اور قسم کی طرح ہے۔ حلال کو حرام کرنا بھی صحیح نہیں' لہٰذا اس چیز کو استعمال کرنا ہوگا اور کفارہ دینا ہوگا۔ اگرچہ ظاہراً قسم یا نذر کے الفاظ نہ ہوں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۴۱۰)

## (المعجم ۲۱) - إِذَا حَلَفَ أَنْ لَا يَأْتَدِمَ فَأَكَلَ خُبْزًا بِخَلٍّ (التحفة ۲۱)

## باب:۲۱- جب کوئی شخص قسم کھائے کہ سالن استعمال نہیں کرے گا' پھر سرکے کے ساتھ روٹی کھالے تو؟

۳۸۲۷- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بَيْتَهُ فَإِذَا فِلَقٌ وَخَلٌّ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلْ، فَنِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ».

۳۸۲۷- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ آپ کے کسی گھر میں داخل ہوا تو آپ کو روٹی کے ٹکڑے اور سرکہ پیش کیے گئے۔ آپ نے مجھے فرمایا: ''کھاؤ' سرکہ بہترین سالن ہے۔''

فائدہ: سالن کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ جس چیز سے بھی روٹی تر ہو جائے یا گلے سے بآسانی گزر جائے' خواہ وہ شوربہ اور مائع کی شکل میں ہو یا جامد شکل میں جیسا کہ گوشت' انڈا وغیرہ' اسے سالن ہی کہیں گے۔ سرکہ بھی

۳۸۲۷- أخرجه مسلم، الأشربة، باب فضيلة الخل والتأدم به، ح: ۲۰۵۲/ ۱٦۷ من حديث المثنى بن سعيد به، وهو في الكبرى، ح: ٤۷۳۸.

روٹی کو تر کر کے اپنے ذائقے کی مدد سے گلے سے گزرنے میں مدد دیتا ہے بلکہ ہضم میں بھی ممد ہے۔ یہی سالن کے اوصاف ہیں' لہٰذا سرکہ بھی سالن ہے۔ سالن استعمال نہ کرنے کی قسم کھانے والا سرکہ استعمال کرے تو اسے قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا کیونکہ اس کی قسم ٹوٹ گئی۔

## (المعجم ٢٢) - فِي الْحَلْفِ وَالْكَذِبِ لِمَنْ لَمْ يَعْتَقِدِ الْيَمِينَ بِقَلْبِهِ (التحفة ٢٢)

## باب:۲۲- دلی قصد وارادے کے بغیر قسم یا جھوٹ کے الفاظ زبان سے نکل جائیں تو؟

٣٨٢٨- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ قَالَ: كُنَّا نُسَمَّى السَّمَاسِرَةَ، فَأَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ نَبِيعُ، فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ خَيْرٌ مِّنَ اسْمِنَا فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ! إِنَّ هٰذَا الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ الْحِلْفُ وَالْكَذِبُ، فَشُوبُوا بَيْعَكُمْ بِالصَّدَقَةِ».

۳۸۲۸- حضرت قیس بن ابی غرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں (تاجروں کو) دلال کہا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس (بازار میں) تشریف لائے۔ ہم خرید وفروخت کر رہے تھے۔ آپ نے ہمارے نام سے بہتر نام ہمارے لیے مقرر فرمایا۔ آپ نے فرمایا: ''اے تاجروں کی جماعت! بیچتے وقت (بسا اوقات بلاقصد) قسم اور جھوٹ صادر ہو جاتے ہیں' لہٰذا تم فروخت کے ساتھ ساتھ صدقہ بھی کیا کرو۔''

**فوائد ومسائل:** ① سَمَاسِرَه، سِمْسَارٌ کی جمع ہے۔ یہ عجمی لفظ ہے۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی چیزیں اجرت لے کر بیچتے ہیں۔ عجمی لوگ تجارت کا کام زیادہ کرتے تھے' لہٰذا یہ لفظ سب تاجروں کے لیے استعمال ہونے لگا۔ آپ نے اس لفظ کو پسند نہیں فرمایا اور اسے تجار سے بدل دیا۔ ② اس حدیث کا یہ مقصود نہیں کہ تاجر لوگ جھوٹی قسمیں کھا کر اور جھوٹ بول کر تجارت کرتے رہیں اور بعد میں کچھ صدقہ کر دیا کریں۔ اللہ اللہ خیر سلا' بلکہ امام صاحب رحمہ اللہ نے اس حدیث کا مفہوم متعین فرمایا کہ یہاں قسم اور جھوٹ سے مراد بلا ارادہ قسم اور جھوٹ کے الفاظ صادر ہونا ہے' جن کا متکلم کو احساس بھی نہیں ہوتا۔ چونکہ اس بات کا تجارت میں زیادہ امکان ہے' اس لیے صدقے کا حکم دیا ورنہ جھوٹی قسم کے ذریعے سے سامان بیچنا بہت بڑا گناہ ہے جو حقوق العباد کی ذیل میں آتا ہے۔ صدقہ بھی اسے نہیں مٹا سکتا لیکن عموماً صدقہ کرتے رہنا چاہیے کیونکہ صدقہ گناہوں کو مٹاتا

---

٣٨٢٨- [صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في التجارة يخالطها الحلف واللغو، ح:٣٣٢٧ من حديث سفيان ابن عيينة عن عبدالملك بن أعين وغيره به، وقال الترمذي، ح:١٢٠٨ "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح:٤٧٣٩، وصححه ابن الجارود، ح:٥٥٧، والحاكم: ٢/٥، ووافقه الذهبي.

ہے۔ ③ مخاطب کو اچھے نام سے پکارنا مستحب ہے۔

٣٨٢٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ وَعَاصِمٍ وَجَامِعٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ قَالَ: كُنَّا نَبِيعُ بِالْبَقِيعِ، فَأَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَكُنَّا نُسَمَّى السَّمَاسِرَةَ فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ»! فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ خَيْرٌ مِّنَ اسْمِنَا ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ هٰذَا الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ الْحِلْفُ وَالْكَذِبُ فَشُوبُوهُ بِالصَّدَقَةِ».

٣٨٢٩- حضرت قیس بن ابی غرزہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم بقیع کے بازار میں خرید وفروخت کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہمیں اس وقت سمسار (دلال) کہا جاتا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”اے تاجروں کی جماعت!“ تو آپ نے ہمارے سابقہ نام سے بہتر نام رکھا۔ پھر فرمایا: ”خرید وفروخت کرتے وقت (بلاقصد) قسم اور جھوٹ صادر ہو جاتے ہیں لہٰذا ساتھ ساتھ صدقہ بھی کیا کرو۔“

## (المعجم ٢٣) - فِي اللَّغْوِ وَالْكَذِبِ (التحفة ٢٣)

## باب: ٢٣- فضول باتوں اور (بلاقصد) جھوٹ کا حل؟

٣٨٣٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ فَقَالَ: أَتَانَا النَّبِيُّ ﷺ وَنَحْنُ فِي السُّوقِ فَقَالَ: «إِنَّ هٰذِهِ السُّوقَ يُخَالِطُهَا اللَّغْوُ وَالْكَذِبُ، فَشُوبُوهَا بِالصَّدَقَةِ».

٣٨٣٠- حضرت قیس بن ابی غرزہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم بازار میں (تجارت کر رہے) تھے۔ آپ نے فرمایا: ”اس بازار میں فضول باتوں اور جھوٹ کی آمیزش ہوتی رہتی ہے لہٰذا صدقہ کرتے رہو۔“

٣٨٣١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ قُدَامَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ قَالَ: كُنَّا بِالْمَدِينَةِ نَبِيعُ الْأَوْسَاقَ

٣٨٣١- حضرت قیس بن ابی غرزہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم مدینہ منورہ میں غلے کی خرید وفروخت کیا کرتے تھے اور اپنے آپ کو سمسار کہا کرتے تھے۔ لوگ بھی ہمیں یہی کہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ایک

---

٣٨٢٩- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٤٠.

٣٨٣٠- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٤١.

٣٨٣١- [صحيح] تقدم، ح: ٣٨٢٨، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٤٢.

وَنَبْتَاعُهَا، وَكُنَّا نُسَمِّي أَنْفُسَنَا السَّمَاسِرَةَ وَيُسَمِّينَا النَّاسُ، فَخَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ، فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ خَيْرٌ مِّنَ الَّذِي سَمَّيْنَا أَنْفُسَنَا وَسَمَّانَا النَّاسُ، فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ! إِنَّهُ يَشْهَدُ بَيْعَكُمُ الْحِلْفُ وَالْكَذِبُ، فَشُوبُوهُ بِالصَّدَقَةِ».

دن ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ نے ہمیں ہمارے اور لوگوں کے رکھے ہوئے نام سے بہترین نام دیا۔ آپ نے فرمایا: ''اے تاجروں کی جماعت! تمھارے سودوں میں (بلاقصد و ارادہ) جھوٹ اور قسموں کی ملاوٹ ہوتی رہتی ہے' لہٰذا تم اپنے سودوں کے ساتھ ساتھ صدقے کی بھی ملاوٹ کیا کرو۔''

فائدہ: امام صاحب ؒ نے اس باب سے اشارہ فرمایا کہ تجارت کے علاوہ بھی جس کام (مثلاً: کھیل وغیرہ) میں لغو' شور وغل' بلاوجہ قسموں وغیرہ کا امکان ہو تو وہاں بھی صدقہ ہونا چاہیے۔ اسی طرح جس شخص سے بلاقصد قسم صادر ہو جاتی ہو یا اسے فالتو اور لایعنی گفتگو کی عادت ہو' اسے بھی صدقہ کرتے رہنا چاہیے۔

## (المعجم ٢٤) - اَلنَّهْيُ عَنِ النَّذْرِ (التحفة ٢٤)

## باب: ۲۴- نذر ماننے کی ممانعت کا بیان

٣٨٣٢- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْصُورٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ: «إِنَّهُ لَا يَأْتِي بِخَيْرٍ، إِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ».

۳۸۳۲- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نذر ماننے سے منع کیا ہے اور فرمایا: ''اس کا کوئی فائدہ نہیں' البتہ اس کے ساتھ بخیل آدمی سے کچھ مال نکل آتا ہے۔''

فائدہ: جائز نذر ماننا گناہ اور معصیت تو نہیں مگر مستحسن چیز بھی نہیں کیونکہ اس میں صدقے اور نیکی کو مشروط کیا جاتا ہے۔ وہ اس طرح کہ اگر میں صحت یاب ہو گیا تو پھر نیکی یا صدقہ کروں گا۔ ظاہر ہے اللہ تعالیٰ سے شرطیں لگانا اچھی بات نہیں لیکن نفل نیکی یا صدقے کے لیے شرط لگانا منع بھی نہیں' لہٰذا اسے مستحسن قرار نہیں دیا گیا مگر پورا کرنا بھی ضروری قرار دیا گیا ہے۔ نذر کی بجائے صحیح طریقہ یہ ہے کہ از خود بغیر کسی شرط کے صدقہ یا نیکی کر کے اپنی حاجت کے لیے دعا مانگے کیونکہ دعا تو تقدیر کو بھی بدل سکتی ہے مگر نذر سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ سخی آدمی صدقہ کرنے میں جلدی کرتا ہے اور بغیر عوض کے صدقہ کرتا ہے جبکہ بخیل شخص ویسے صدقہ نہیں کرتا

---

٣٨٣٢ـ أخرجه مسلم، النذر، باب النهي عن النذر، وأنه لا يرد شيئًا، ح: ١٦٣٩ من حديث شعبة، والبخاري، القدر، باب إلقاء العبد النذر إلى القدر، ح: ٦٦٠٨ من حديث منصور به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٤٣.

بلکہ کسی چیز کے عوض میں صدقہ کرتا ہے اس لیے نذر مان کر اسے چار و ناچار صدقہ کرنا پڑتا ہے۔ اشارتاً معلوم ہوا نذر ماننا کنجوس اور بخیل شخص کا کام ہے۔ ظاہر ہے یہ کوئی اچھی مثال نہیں۔ بعض محققین نے کہا ہے کہ نذر ماننے سے اس لیے روکا گیا ہے کہ ہو سکتا ہے بعد میں پوری نہ ہو سکے۔ گویا دراصل یہ نذر پوری کرنے کی تاکید ہے۔ واللہ أعلم۔

٣٨٣٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ: «إِنَّهُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا إِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الشَّحِيحِ».

۳۸۳۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے نذر ماننے سے منع کیا اور فرمایا: ”نذر کسی تقدیر کو رد نہیں کرتی، البتہ اس طریقے سے کنجوس آدمی سے کچھ نہ کچھ مال نکالا جاتا ہے۔“

## (المعجم ٢٥) - اَلنَّذْرُ لَا يُقَدِّمُ شَيْئًا وَلَا يُؤَخِّرُهُ (التحفة ٢٥)

## باب: ۲۵- نذر کسی چیز کو آگے پیچھے نہیں کرتی

٣٨٣٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلنَّذْرُ لَا يُقَدِّمُ شَيْئًا وَلَا يُؤَخِّرُهُ إِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الشَّحِيحِ».

۳۸۳۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نذر کسی چیز کو آگے پیچھے نہیں کرتی، البتہ یہ ایسی چیز ہے جس کے ساتھ کنجوس آدمی سے کچھ نہ کچھ مال نکالا جاتا ہے۔“

٣٨٣٥- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ

۳۸۳۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

---

٣٨٣٣ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٤٤.

٣٨٣٤ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٤٥.

٣٨٣٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٤٢ عن سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٤٦، وأخرجه البخاري، الأيمان، باب الوفاء بالنذر، وقول الله تعالى: ﴿يوفون بالنذر﴾، ح: ٦٦٩٤ من حديث أبي الزناد به، وله طريق آخر عند مسلم، ح: ١٦٤٠/ ٧.

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَأْتِي النَّذْرُ عَلَى ابْنِ آدَمَ شَيْئًا لَمْ أُقَدِّرْهُ عَلَيْهِ وَلٰكِنَّهُ شَيْءٌ، أَسْتَخْرِجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) نذر انسان کے لیے کوئی ایسی چیز نہیں لاتی جو میں نے اس کے لیے مقدر نہ کی ہو' البتہ اس کے ذریعے سے بخیل شخص سے کچھ مال نکالا جاتا ہے۔''

**فوائد ومسائل:** ① عام لوگوں کا ذہن یہ ہے کہ نذر ماننے سے شاید تقدیر یا مصیبت ٹل جاتی ہے' حالانکہ نذر سے کچھ بھی نہیں ہوتا' نہ یہ شرعاً مستحسن ہے۔ اس کی بجائے صدقہ مصیبت کو رد کرتا ہے اور دعا بھی تقدیر کو ٹال سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ دعا کی برکت سے اپنا کوئی فیصلہ بدل سکتے ہیں۔ اسے کوئی روک سکتا ہے' نہ مجبور کر سکتا ہے اور نہ کوئی اس سے پوچھ ہی سکتا ہے۔ ﴿لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ﴾ (الأنبیآء۲۱:۲۳) وہ سب کچھ کرنے پر قادر ہے۔ لہٰذا نذر کی بجائے' صدقے' نیکی اور دعا کی طرف رغبت کرنی چاہیے۔ ② یہ حدیث' احادیث قدسیہ میں شمار کی گئی ہے۔

## (المعجم ٢٦) - اَلنَّذْرُ يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ (التحفة ٢٦)

## باب:۲۶- نذر کے ذریعے سے کنجوس شخص سے مال نکالا جاتا ہے

٣٨٣٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا تَنْذِرُوا فَإِنَّ النَّذْرَ لَا يُغْنِي مِنَ الْقَدَرِ شَيْئًا وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ [بِهِ] مِنَ الْبَخِيلِ».

۳۸۳۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''نذر نہ مانا کرو کیونکہ نذر تقدیر کو رد نہیں کر سکتی۔ اس کے ساتھ تو بخیل سے کچھ مال نکالا جاتا ہے۔''

## (المعجم ٢٧) - اَلنَّذْرُ فِي الطَّاعَةِ (التحفة ٢٧)

## باب:۲۷- اطاعت اور نیکی کی نذر (پوری کرنے) کا بیان

٣٨٣٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

۳۸۳۷- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ

---

٣٨٣٦ـ أخرجه مسلم، النذر، باب النهي عن النذر وأنه لا يرد شيئًا، ح: ١٦٤٠ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٤٧.

٣٨٣٧ـ أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب النذر في الطاعة ﴿وما أنفقتم من نفقة أو نذرتم من نذر﴾، ح: ٦٦٩٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٤٧٦، والكبرٰى، ح: ٤٧٤٨.

طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَ اللهَ فَلَا يَعْصِهِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی کسی اطاعت کی نذر مانے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی کسی نافرمانی کی نذر مانے تو وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے۔''

فائدہ: نیکی چونکہ مطلوب ہے لہٰذا وہ جس طور پر بھی ممکن ہو کرنی چاہیے۔ اگرچہ نذر ماننا اتنا اچھا کام نہیں مگر نیکی چونکہ اچھا کام ہے اس لیے وہ لازماً کی جائے۔ نیکی تو نذر کے بغیر بھی کرنی چاہیے۔ نذر کے ساتھ مزید مؤکد ہو گئی ہے۔

## (المعجم ٢٨) - اَلنَّذْرُ فِي الْمَعْصِيَةِ (التحفة ٢٨)

## باب:٢٨- نافرمانی کی نذر (پوری نہ کرنے) کا بیان

٣٨٣٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ: حَدَّثَنِي طَلْحَةُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَ اللهَ فَلَا يَعْصِهِ».

٣٨٣٨- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نذر مانے وہ اطاعت کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی نذر مانے تو وہ ہرگز نافرمانی نہ کرے۔''

فائدہ: نافرمانی ہر حال میں بہت بری ہے اور نذر مان کر نافرمانی کرنا مزید قبیح ہے۔ نذر ماننے سے کوئی برائی نیکی نہیں بن سکتی لہٰذا نذر کے بہانے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنا جائز نہ ہوگا بلکہ مزید گناہ ہوگا اس لیے نافرمانی کی نذر پوری نہ کی جائے بلکہ اس کا کفارہ دے دیا جائے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث:٣٨٢٣)

٣٨٣٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ

٣٨٣٩- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نذر مانے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ

---

٣٨٣٨- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٤٩.

٣٨٣٩- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٥٠، وقال النسائي: "طلحة ثقة ثقة ثقة".

يَقُولُ: «مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَ اللهَ فَلَا يَعْصِهِ».

کی نافرمانی کی نذر مانے تو وہ اس کی نافرمانی (بالکل) نہ کرے۔"

(المعجم ٢٩) - اَلْوَفَاءُ بِالنَّذْرِ (التحفة ٢٩)

باب:۲۹-نذر پوری کرنے کا بیان

٣٨٤٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ: سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ يَذْكُرُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «خَيْرُكُمْ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ»، فَلَا أَدْرِي أَذَكَرَ مَرَّتَيْنِ بَعْدَهُ أَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ ذَكَرَ قَوْمًا يَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ، وَيَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ، وَيَنْذِرُونَ وَلَا يُوفُونَ، وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ.

۳۸۴۰-حضرت عمران بن حصین ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے بہترین لوگ میرے دور کے ہیں' پھر جو لوگ ان کے بعد آئیں گے اور پھر جو ان کے بعد آئیں گے اور پھر جو ان کے بعد آئیں گے۔" (راویٔ حدیث نے کہا:) مجھے یاد نہیں کہ آپ نے یہ لفظ دو دفعہ فرمائے یا تین دفعہ۔ پھر آپ نے ایسے لوگوں کا ذکر فرمایا جو خیانت کریں گے حتی کہ ان کے پاس امانت نہیں رکھی جائے گی۔ گواہیاں دیں گے جبکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی۔ وہ نذریں مانیں گے مگر پوری نہیں کریں گے اور ان میں موٹاپا عام ہو جائے گا۔"

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ أَبُو جَمْرَةَ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں کہ نصر بن عمران کی کنیت ابو جمرہ ہے (ابوحمزہ نہیں)۔

**فوائد ومسائل:** ① "میرے دور کے" یعنی صحابۂ کرام ؓ امت میں سب سے افضل ہیں اور یہ بات متفق علیہ ہے کیونکہ انھیں براہِ راست نبوی فیضان حاصل ہوا ہے۔ "ان کے بعد" سے مراد تابعین اور "ان کے بعد" سے مراد تبع تابعین ہیں۔ یہ لفظ دو دفعہ ہی صحیح ہے۔ تین دفعہ صحیح نہیں کیونکہ یہ تین دور ہی مشہود بالخیر ہیں۔ ویسے بھی راوی کو تیسری دفعہ کے بارے میں شک ہے۔ اس لحاظ سے بھی وہ صحیح نہیں۔ اگر بالفرض تین دفعہ یہ لفظ ہوں تو آپ کے دور سے مراد صرف آپ کی حیاتِ طیبہ تک کا دور ہوگا اور "ان کے بعد" سے مراد صحابہ ہوں گے جو آپ کے بعد زندہ رہے۔ صحابہ ؓ کا دور ۱۱۰ھ تک رہا ہے۔ دوسرے دور سے مراد تابعین اور تیسرے

---

٣٨٤٠- أخرجه البخاري، الشهادات، باب: لا يشهد على شهادة جور إذا أشهد، ح: ٢٦٥١، ومسلم، فضائل الصحابة، باب فضل الصحابة، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم، ح: ٢٥٣٥ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٥١.

سے مراد تبع تابعین ہوں گے۔ واللہ أعلم. ③ ''گواہیاں دیں گے'' یعنی جھوٹی' تبھی تو ان سے گواہی نہیں لی جائے گی اور اگر زبردستی دیں گے تو مانی نہیں جائے گی۔ ④ ''موٹاپا عام ہو جائے گا'' یعنی اکثر لوگ موٹے ہوں گے اور موٹا ہونے کو پسند کریں گے بلکہ موٹا ہونے کی کوشش کریں گے' یعنی عیش پرست ہوں گے۔ سہل پسند ہوں گے۔ کھانے پینے اور سونے پر خوب زور دیں گے۔ پست ہمت ہوں گے۔ غرض ناکارہ بن جائیں گے کیونکہ موٹاپے کو یہ سب چیزیں لازم ہیں۔ آپ کا مقصود بھی یہی چیزیں بتانا ہے نہ کہ صرف موٹاپا۔ واللہ أعلم.
⑤ ''ابوجمرہ ہے'' امام نسائی رشٹنے نے یہ وضاحت اس لیے پیش کی تاکہ التباس کا خطرہ دور ہو جائے کیونکہ امام شعبہ رشٹنے سات ایسے آدمیوں سے روایت کرتے ہیں جن کی کنیت ابوحمزہ ہے اور ایک ایسے آدمی سے بھی روایت کرتے ہیں جن کی کنیت ابوجمرہ ہے' اس سند میں یہی آدمی ہے' اس لیے امام نسائی رشٹنے نے وضاحت فرما دی کہ یہ ان آدمیوں سے الگ شخص ہے جن کی کنیت ابوحمزہ ہے۔ اس کی کنیت ابوجمرہ ہے اور نام نصر بن عمران ہے۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ٣٠) - اَلنَّذْرُ فِيمَا لَا يُرَادُ بِهِ وَجْهَ اللهِ (التحفة ٣٠)

## باب: ۳۰- جس نذر سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود نہ ہو اسے پورا نہیں کرنا چاہیے

٣٨٤١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِرَجُلٍ يَقُودُ رَجُلًا فِي قَرَنٍ، فَتَنَاوَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَطَعَهُ قَالَ: إِنَّهُ نَذْرٌ.

۳۸۴۱- حضرت ابن عباس ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو ایک دوسرے آدمی کو رسی باندھ کر کھینچ رہا تھا۔ آپ نے وہ رسی پکڑ کر کاٹ دی۔ وہ کہنے لگا: میں نے یہ نذر مانی تھی۔

فائدہ: ایسے کام کی نذر پوری کرنا ضروری ہے جو نیکی اور تقرب والا ہو۔ اس قسم کی فضول نذر جس سے سوائے مشقت اور ذلت کے کچھ حاصل نہ ہو' نہ نذر ماننے والے کو کوئی فائدہ ہو اور نہ کسی دوسرے کو' یہ لایعنی نذر ہے۔ اسے پورا نہیں کرنا چاہیے کیونکہ بے فائدہ ہے۔

٣٨٤٢- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

۳۸۴۲- حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت ہے

---

٣٨٤١_[صحيح] تقدم، ح: ٢٩٢٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٥٢.

٣٨٤٢_[صحيح] تقدم، ح: ٢٩٢٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٥٣.

حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ، أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ - يَعْنِي بِرَجُلٍ - وَهُوَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ يَقُودُهُ إِنْسَانٌ بِخِزَامَةٍ فِي أَنْفِهِ فَقَطَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَقُودَهُ بِيَدِهِ، قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: وَأَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ، أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِهِ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ، وَإِنْسَانٌ قَدْ رَبَطَ يَدَهُ بِإِنْسَانٍ آخَرَ بِسَيْرٍ لَهُ أَوْ خَيْطٍ أَوْ بِشَيْءٍ غَيْرِ ذٰلِكَ، فَقَطَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ: «قُدْهُ بِيَدِكَ».

کہ نبی اکرم ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ اسے ایک اور انسان اس کی ناک میں نکیل ڈال کر کھینچ رہا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے اسے کاٹ دیا اور اسے حکم دیا کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے چلا۔ اس روایت میں یہ لفظ بھی آتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ طواف کے دوران میں ایک آدمی کے پاس سے گزرے جس نے اپنا ہاتھ کسی دوسرے آدمی کے ساتھ رسی یا دھاگے وغیرہ کے ساتھ باندھ رکھا تھا' چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس رسی کو کاٹ دیا اور فرمایا: ''اسے ہاتھ پکڑ کر چلا۔''

فائدہ: گلے' ناک یا ہاتھ کو رسی باندھ کر آدمی کو کھینچنا جانوروں کے ساتھ تشبیہ ہے۔ ان کے عاقل نہ ہونے کی وجہ سے ان کے گلے یا ناک وغیرہ میں رسی ڈالنی پڑتی ہے تاکہ انھیں قابو کیا جا سکے' جبکہ انسان عاقل ہے۔ اسے زبان یا زیادہ سے زیادہ ہاتھ سے سمجھایا جا سکتا ہے' لہٰذا رسی یا نکیل کی ضرورت نہیں بلکہ یہ جانوروں کے ساتھ مشابہت ہے اور انسانیت کی توہین ہے جسے دین فطرت کے آخری نبی کیسے گوارا فرما سکتے تھے؟ فِدَاهُ نَفْسِي وَ رُوحِي وَ أَبِي و أمي ﷺ. دور جاہلیت میں لوگ ایسی نذریں مان لیا کرتے تھے جن سے سوائے مشقت' تکلیف یا ذلت کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ شریعتِ اسلامیہ نے ایسی تمام نذروں کو کالعدم قرار دیا' یعنی نہ وہ مانی جائیں گی اور نہ ان پر عمل کیا جائے گا' البتہ کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

## (المعجم ۳۱) - اَلنَّذْرُ فِيمَا لَا يَمْلِكُ (التحفة ۳۱)

## باب:۳۱- غیر مملوکہ چیز میں نذر ماننا (غیر معتبر ہے)

۳۸۴۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَيُّوبُ

۳۸۴۳- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی نافرمانی

---

۳۸۴۳ـ أخرجه مسلم، النذر، باب: لا وفاء لنذر في معصية الله، ولا فيما لا يملك العبد، ح: ١٦٤١ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٥٤.

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو قِلَابَةَ عَنْ عَمِّهِ، عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ، وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ».

اور انسان کی غیر مملوکہ چیز میں نذر ماننا غیر معتبر ہے۔"

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۸۲۳.

۳۸٤٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوٰى مِلَّةِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَيْسَ عَلٰى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ».

۳۸۴۴- حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص دین اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی قسم کھائے اور ہو بھی جھوٹا تو وہ اسی طرح ہوگا جس طرح اس نے (اپنے آپ کو) کہا۔ اور جو شخص دنیا میں کسی چیز سے خودکشی کرے' قیامت کے دن اسے اسی چیز کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔ اور کسی شخص کے لیے اس نذر کو پورا کرنا جائز نہیں جو اس نے اپنی غیر مملوکہ چیز کے بارے میں مانی ہو۔"

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۸۰۱.

## (المعجم ۳۲) - مَنْ نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ إِلٰى بَيْتِ اللهِ تَعَالٰى (التحفة ۳۲)

## باب: ۳۲- جو شخص بیت اللہ تک پیدل جانے کی نذر مانے تو (اس کا حکم)؟

۳۸٤٥- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَبَا الْخَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ

۳۸۴۵- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میری بہن نے بیت اللہ تک پیدل جانے کی نذر مانی' پھر اس نے مجھ سے کہا کہ میں اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے استفسار کروں' چنانچہ میں نے اس کے لیے

---

۳۸٤٤ـ أخرجه البخاري، الأدب، باب ما ينهى من السباب واللعن، ح: ٦٠٤٧، ومسلم، الإيمان، باب بيان غلظ تحريم قتل الإنسان نفسه . . . الخ، ح: ١١٠ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٥٥.

۳۸٤٥ـ أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب من نذر المشي إلى الكعبة، ح: ١٨٦٦، ومسلم، النذر، باب من نذر أن يمشي إلى الكعبة، ح: ١٦٤٤/ ١٢ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٥٦.

عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: نَذَرَتْ أُخْتِي أَنْ تَمْشِيَ إِلَى بَيْتِ اللهِ فَأَمَرَتْنِي أَنْ أَسْتَفْتِيَ لَهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَاسْتَفْتَيْتُ لَهَا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «لِتَمْشِ وَلْتَرْكَبْ».

نبیٔ اکرم ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''پیدل بھی چلے اور سوار بھی ہو۔''

**فوائد ومسائل:** ① پیدل جانے کا کوئی فائدہ تو نہیں مگر یہ منع بھی نہیں اور پیدل جانا ممکن بھی ہے' لہٰذا یہ نذر پوری کرنی چاہیے ورنہ کفارہ ادا کرے۔ اس روایت میں کفارے کا ذکر نہیں مگر بعض دیگر روایات سے کفارے کا اثبات ہوتا ہے' مثلاً: روایت: ۳۸۴۶. ② ''پیدل بھی چلے اور سوار بھی ہو'' ایک مفہوم تو یہ ہے کہ وہ پیدل چلے جہاں تک چل سکے۔ جب عاجز آ جائے تو سوار ہو جائے۔ اور ممکن ہے آپ کا مقصود یہ ہو کہ چاہے پیدل چلے' چاہے سوار ہو' البتہ سواری کی صورت میں کفارہ دینا ہوگا۔ گویا ایسی نذر بے فائدہ ہونے کی وجہ سے پوری کرنا ضروری نہیں' کفارہ دے سکتا ہے۔ پہلے معنی کی رو سے اسے طاقت کی حد تک چلنا ضروری ہے۔ والله أعلم. ③ ایسی نذر کی صورت میں کہاں سے پیدل چلے؟ بعض فقہاء کے نزدیک گھر ہی سے پیدل چلے اور بعض کے نزدیک میقات سے احرام باندھنے کے بعد۔ پہلے معنی متبادر ہیں مگر بسا اوقات یہ ممکن نہیں' مثلاً: پاکستان والوں کے لیے۔

## (المعجم ۳۳) - إِذَا حَلَفَتِ الْمَرْأَةُ لَتَمْشِيَ حَافِيَةً غَيْرَ مُخْتَمِرَةٍ (التحفة ۳۳)

## باب: ۳۳- جب کوئی عورت ننگے پاؤں اور ننگے سر چلنے کی قسم کھالے تو؟

۳۸٤٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زَحْرٍ - وَقَالَ عَمْرٌو: إِنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ زَحْرٍ أَخْبَرَهُ - عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ عُقْبَةَ ابْنَ عَامِرٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ

۳۸۴۶- حضرت عقبہ بن عامر ؓ نے بتایا کہ میں نے نبیٔ اکرم ﷺ سے اپنی ایک بہن کے بارے میں پوچھا جس نے نذر مانی تھی کہ وہ ننگے پاؤں' ننگے سر اور پیدل جائے گی۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اسے کہو کہ سر ڈھانپے اور سوار ہو جائے اور تین دن کے روزے رکھ لے۔''

---

۳۸٤٦- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأيمان، باب من رأى عليه كفارةً إذا كان في معصية، ح: ۳۲۹۳ من حديث يحيى بن سعيد القطان عن يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٥٧، وقال الترمذي، ح: ١٥٤٤ "حسن". * عبيدالله بن زحر ضعيف، ضعفه الجمهور، وله متابعة ضعيفة عند أحمد: ٤/ ١٤٧.

أُخْتٍ لَهُ نَذَرَتْ أَنْ تَمْشِيَ حَافِيَةً غَيْرَ مُخْتَمِرَةٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «مُرْهَا فَلْتَخْتَمِرْ وَلْتَرْكَبْ وَلْتَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ».

(المعجم ٣٤) - مَنْ نَذَرَ أَنْ يَصُومَ ثُمَّ مَاتَ قَبْلَ أَنْ يَصُومَ (التحفة ٣٤)

باب:۳۴- جو روزے رکھنے کی نذر مانے مگر روزے رکھنے سے پہلے فوت ہو جائے تو؟

٣٨٤٧- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ الْعَسْكَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَكِبَتِ امْرَأَةٌ الْبَحْرَ فَنَذَرَتْ أَنْ تَصُومَ شَهْرًا، فَمَاتَتْ قَبْلَ أَنْ تَصُومَ فَأَتَتْ أُخْتُهَا النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ، فَأَمَرَهَا أَنْ تَصُومَ عَنْهَا.

۳۸۴۷- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک عورت سمندری سفر پر گئی۔ اس نے نذر مانی کہ (صحیح سلامت واپسی کی صورت میں) وہ ایک ماہ کے روزے رکھے گی۔ لیکن وہ روزے رکھنے سے قبل ہی فوت ہو گئی۔ اس کی بہن نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور یہ صورت حال آپ سے ذکر کی تو آپ نے حکم دیا کہ تو اس کی طرف سے روزے رکھ لے۔

فائدہ: معلوم ہوا میت کے ذمے نذر کے (یا فرضی) روزے ہوں تو اس کے لواحقین اس کی طرف سے روزے رکھ سکتے ہیں۔ بشرطیکہ میت کو روزے رکھنے کا موقع ملا ہو لیکن وہ رکھ نہ سکا ہو۔ احناف کے نزدیک میت کی طرف سے روزے نہیں رکھے جا سکتے بلکہ روزوں کا فدیہ دیا جائے گا۔ مگر یہ اس صریح روایت کی خلاف ورزی ہے۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کی طرف سے روزے رکھنا فرض نہیں، فدیہ بھی دیا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ٣٥) - مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ (التحفة ٣٥)

باب:۳۵- جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمے نذر باقی ہو تو؟

٣٨٤٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ

۳۸۴۸- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے

٣٨٤٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/٣٣٨ من محمد بن جعفر غندر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٥٨، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٠٥٤، وأخرجه أبوداود، ح: ٣٣٠٨ من حديث سعيد بن جبير به.

٣٨٤٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٦٨٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٥٩.

وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ، وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ [سُفيَانَ]، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اسْتَفْتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ تُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ فَقَالَ: «اِقْضِهِ عَنْهَا».

کہ حضرت سعد بن عبادہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے ایک نذر کے بارے میں پوچھا جوان کی والدہ کے ذمے تھی لیکن وہ اس کی ادائیگی سے پہلے فوت ہوگئی تھی۔ آپ نے فرمایا: ”تم اس کی طرف سے ادا کردو۔“

فائدہ: کسی روایت میں صراحت نہیں کہ وہ نذر کیا تھی؟ بعض حضرات نے ایک روایت سے استنباط کیا ہے کہ وہ نذر غلام آزاد کرنے کی تھی مگر اس روایت میں بھی صراحت نہیں کہ نذر آزاد کرنے کی تھی۔ اس میں صرف غلام آزاد کرنے کا ذکر ہے۔ ممکن ہے وہ غلام نذر کے کفارے میں آزاد کیا گیا ہو نہ کہ بطور نذر۔ بعض نے روزے کہا ہے۔ والله أعلم. بہرصورت اگر میت نذر پوری کرنے کی وصیت کر جائے تو نذر پوری کرنا ورثاء پر فرض ہوگا ورنہ مستحب۔

٣٨٤٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اِسْتَفْتَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي نَذْرٍ، كَانَ عَلَى أُمِّهِ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِقْضِهِ عَنْهَا».

۳۸۴۹- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت سعد بن عبادہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے ایک نذر کے بارے میں پوچھا جوان کی والدہ کے ذمے تھی مگر وہ اس کی ادائیگی سے پہلے فوت ہوگئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اس کی طرف سے ادا کردو۔“

٣٨٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ وَهَارُونُ ابْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ عَبْدَةَ، عَنْ هِشَامٍ - وَهُوَ ابْنُ عُرْوَةَ - عَنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ سَعْدُ بْنُ

۳۸۵۰- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت سعد بن عبادہ ؓ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: میری والدہ فوت ہوگئی ہے۔ اس کے ذمے ایک نذر تھی جسے وہ ادا نہیں کرسکی تھی۔ آپ نے فرمایا: ”تم اس کی طرف سے

٣٨٤٩- [صحيح] تقدم، ح: ٣٦٨٩، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٦٠.

٣٨٥٠- [صحيح] تقدم، ح: ٣٦٨٩، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٦١.

عُبَادَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ فَلَمْ تَقْضِهِ قَالَ: «اِقْضِهِ عَنْهَا».

ادا کردو۔"

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۳۶۹۲،۳۶۸۰۔

(المعجم ٣٦) - إِذَا نَذَرَ ثُمَّ أَسْلَمَ قَبْلَ أَنْ يَّفِيَ (التحفة ٣٦)

باب:۳۶- جب کوئی شخص نذر مانے' پھر پوری کرنے سے پہلے مسلمان ہو جائے تو؟

٣٨٥١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ [عَنْ عُمَرَ]: أَنَّهُ كَانَ عَلَيْهِ لَيْلَةٌ، نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَعْتَكِفُهَا، فَسَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَمَرَهُ أَنْ يَعْتَكِفَ.

۳۸۵۱- حضرت ابن عمر ؓ اپنے والد عمر ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے ذمے جاہلیت میں ایک رات اعتکاف بیٹھنے کی نذر تھی۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے انھیں (ایک رات) اعتکاف بیٹھنے کا حکم دیا۔

فائدہ: یہ نذر نیکی کی تھی' اس لیے آپ نے اسے پورا کرنے کا حکم فرمایا ورنہ کفر کے دوران میں احکام واجب نہیں ہوتے۔

٣٨٥٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ عَلٰى عُمَرَ نَذْرٌ فِي اعْتِكَافِ لَيْلَةٍ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، فَسَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَعْتَكِفَ.

۳۸۵۲- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا کہ حضرت عمر ؓ کے ذمے (دور جاہلیت میں) ایک رات مسجد حرام میں اعتکاف بیٹھنے کی نذر تھی۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے انھیں اعتکاف بیٹھنے کا حکم دیا۔

---

٣٨٥١ـ أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب من لم ير عليه إذا اعتكف، صومًا، ح: ٢٠٤٢، ومسلم، الأيمان، باب نذر الكافر، وما يفعل فيه إذا أسلم، ح: ١٦٥٦ من حديث نافع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٦٢.

٣٨٥٢ـ أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب ما كان النبي ﷺ يعطي المؤلفة قلوبهم . . . الخ، ح: ٣١٤٤، ومسلم، ح: ١٦٥٦/ ٢٨ (انظر الحديث السابق) من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٦٣.

٣٨٥٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ عُمَرَ كَانَ جَعَلَ عَلَيْهِ يَوْمًا يَعْتَكِفُ - فِي الْجَاهِلِيَّةِ - فَسَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَعْتَكِفَهُ.

۳۸۵۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دور جاہلیت میں ایک دن اعتکاف بیٹھنے کی نذر مانی تھی۔ (مسلمان ہونے کے بعد) انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے انھیں اعتکاف بیٹھنے کا حکم دیا۔

فائدہ: ایسی نذر جو کفر کی حالت میں مانی ہو اور اس میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہو تو اسلام قبول کرنے کے بعد بھی وہ نذر پوری کی جائے گی۔

٣٨٥٤- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ حِينَ تِيبَ عَلَيْهِ - يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَنْخَلِعُ مِنْ مَّالِي صَدَقَةً إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ».

۳۸۵۴- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ان کی توبہ قبول ہوئی تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے کل مال کو اللہ اور اس کے رسول کی مرضی کے مطابق صدقہ کرتے ہوئے اس سے لاتعلق ہونا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنا کچھ مال رکھ لے۔ یہ تیرے لیے بہتر ہوگا۔"

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: يُشْبِهُ أَنْ يَكُونَ الزُّهْرِيُّ سَمِعَ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ وَمِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْهُ. فِي هٰذَا الْحَدِيثِ الطَّوِيلِ تَوْبَةُ كَعْبٍ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ممکن ہے زہری نے یہ حدیث عبداللہ بن کعب سے بھی سنی ہو اور ان سے (ان کے بھائی) عبدالرحمٰن بن کعب کے واسطے سے بھی۔ اس لمبی حدیث میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ کا ذکر ہے۔

---

٣٨٥٣ـ أخرجه مسلم من حديث محمد بن جعفر به، انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٦٤.

٣٨٥٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الأيمان والنذور، باب من نذر أن يتصدق بماله، ح: ٣٣١٨ من حديث ابن وهب به مختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٦٥، وهو متفق عليه في حديث طويل، وصححه البيهقي وغيره.

فوائد ومسائل: ① امام زہری رحمہ اللہ یہ حدیث چار طرق سے بیان کرتے ہیں: ایک طریق میں وہ عبداللہ بن کعب سے بیان کرتے ہیں اور وہ اپنے والد کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے جیسا کہ اس حدیث کی سند میں ہے۔ دوسرے طریق میں عبدالرحمٰن بن کعب سے بیان کرتے ہیں جیسا کہ حدیث: ۳۸۵۵ میں ہے۔ تیسرے طریق میں عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب سے بیان کرتے ہیں' اور وہ اپنے والد عبداللہ بن کعب سے جیسا کہ حدیث: ۳۸۵۶ میں ہے اور چوتھے طریق میں بھی وہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب ہی سے بیان کرتے ہیں' لیکن یہاں عبدالرحمٰن آگے اپنے والد کی بجائے اپنے چچا عبیداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں جیسا کہ حدیث: ۳۸۵۷ میں ہے۔ واللہ أعلم. اس واقعے کا تعلق غزوۂ تبوک سے تھا۔ اس جنگ میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے سستی ہوگئی۔ وہ شامل نہ ہو سکے۔ ان سے بائیکاٹ کیا گیا جو پچاس دن تک جاری رہا پھر ان کی توبہ کی قبولیت کا قرآن مجید میں اعلان کیا گیا۔ رضي الله عنه وأرضاه. ② یہ حدیث مذکورہ باب سے نہیں بلکہ آئندہ باب سے متعلق ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے بہت سے مقامات پر ایسے کیا ہے۔ جب ایک باب کے تحت بہت سی احادیث ہوں تو آخر میں ایک حدیث ایسی لاتے ہیں جو آئندہ باب سے تعلق رکھتی ہے۔ شاید یہ اشارہ کرنا مقصود ہوتا ہے کہ آگے نیا باب آ رہا ہے۔ یہ اسلوب صرف امام نسائی رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے۔

## (المعجم ۳۷) - إِذَا أَهْدٰى مَالَهُ عَلٰى وَجْهِ النَّذْرِ (التحفة ۳۷)

## باب: ۳۷- جب کوئی شخص اپنا مال بطور نذر صدقے کے لیے پیش کرے تو؟

۳۸۵۵- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ قَالَ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ عَنْ حَدِيثِهِ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ قَالَ: فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِي صَدَقَةً إِلَى اللهِ وَإِلٰى رَسُولِهِ، قَالَ

۳۸۵۵- حضرت عبداللہ بن کعب سے روایت ہے کہ انھوں نے (اپنے والد محترم) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا' جب وہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ انھوں نے فرمایا: جب میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھا تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری توبہ میں سے یہ بھی ہے کہ میں اپنے مال کو اللہ اور اس کے رسول کی رضامندی کے لیے صدقہ کرتے ہوئے اپنے مال سے لاتعلق ہو جاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنا

---

۳۸۵۵- [صحيح] تقدم أطرافه، ح: ۷۳۲، ۳٤٥١-۳٤٥٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٦٦، وانظر الحديث السابق.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ» فَقُلْتُ: فَإِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِيَ الَّذِي بِخَيْبَرَ. مُخْتَصَرٌ.

کچھ مال رکھ لے۔ یہ تیرے لیے بہتر ہے۔'' میں نے کہا: میں اپنی خیبر والی جائیداد رکھ لیتا ہوں۔ یہ روایت مختصر ہے۔

**فوائد ومسائل:** ① ''آپ کے سامنے بیٹھا'' یہ اس وقت کی بات ہے جب ان کی توبہ کی قبولیت کا اعلان ہو گیا تھا اور وہ رسول اللہ ﷺ کی ملاقات وزیارت کو بے تابانہ حاضر ہوئے تھے۔ آخر پچاس دن بیت چکے تھے۔ ② ''میری توبہ میں سے ہے'' گویا انھوں نے جب توبہ کی تھی تو ساتھ نذر بھی مانی تھی کہ اگر میری توبہ قبول ہوگئی تو میں اپنا سارا مال صدقہ کر دوں گا۔ اب آپ کے سامنے ذکر کیا تو آپ نے اصلاح فرمادی کہ سارا مال صدقہ کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ کچھ مال اپنے پاس بھی رکھنا چاہیے تاکہ نذر ماننے والا محتاج ہی نہ ہو جائے۔ اس طرح یہ آئندہ کے لیے بھی دستور بن گیا کہ اگر کوئی شخص اپنا سارا مال صدقہ کرنے کی نذر مان لے تو وہ اپنی ضرورت کے مطابق مال رکھ سکتا ہے بلکہ اسے رکھنا چاہیے۔ اور اس حدیث کو مذکورہ باب کے تحت ذکر کرنے کی یہی وجہ ہے۔ واللہ أعلم.

٣٨٥٦- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثُ ابْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حَدِيثَهُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِي صَدَقَةً إِلَى اللهِ وَإِلٰى رَسُولِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمْسِكْ عَلَيْكَ مَالَكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ» قُلْتُ: فَإِنِّي أُمْسِكُ عَلَيَّ سَهْمِيَ الَّذِي بِخَيْبَرَ.

٣٨٥٦- حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے (اپنے والد محترم) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو اپنا واقعہ بیان فرماتے ہوئے سنا جب وہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ انھوں نے فرمایا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری توبہ میں سے یہ بھی ہے کہ میں اپنا مال اللہ اور اس کے رسول کے لیے صدقہ کرتے ہوئے اس سے لاتعلق ہو جاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنا کچھ مال رکھ لے یہ تیرے لیے بہتر ہوگا۔'' میں نے کہا: میں اپنا خیبر والا حصہ رکھ لیتا ہوں۔

٣٨٥٦- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٦٧.

فوائد ومسائل: ① ”اللہ اور اس کے رسول کے لیے“ کیونکہ اس موقع پر اللہ اور اس کا رسول دونوں ناراض ہو گئے تھے‘ لہٰذا دونوں کو راضی کرنا مقصود تھا۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کو راضی کرنا منع نہیں‘ مثلاً: والدین کی رضامندی کا حصول۔ ویسے بھی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی رضامندی اور ناراضی اکٹھی ہی ہوتی ہے۔ اللہ راضی تو رسول بھی راضی۔ اللہ ناراض تو رسول بھی ناراض‘ البتہ کسی عبادت‘ مثلاً: نماز‘ روزہ وغیرہ میں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا وثواب ہی مقصود ہونا چاہیے۔ ② صدقہ وصول کرنے والے کو صدقہ دینے والے کی طاقت بھی مدنظر رکھنی چاہیے‘ اس پر اتنا بوجھ ڈالا جائے جتنا وہ اٹھا سکے۔

٣٨٥٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ عَمِّهِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي كَعْبَ ابْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ إِنَّمَا نَجَّانِي بِالصِّدْقِ، وَإِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِي صَدَقَةً إِلَى اللهِ وَإِلٰى رَسُولِهِ، فَقَالَ: «أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ» قُلْتُ: فَإِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِيَ الَّذِي بِخَيْبَرَ.

۳۸۵۷- حضرت کعب بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ بولنے کی وجہ سے نجات دی ہے‘ نیز میری توبہ میں سے یہ بھی ہے کہ میں اپنا سارا مال اللہ اور اس کے رسول کی رضامندی کی خاطر صدقہ کرتے ہوئے اس سے لاتعلق ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا: ”اپنا کچھ مال رکھ لے‘ یہ تیرے لیے بہتر ہوگا۔“ میں نے کہا: ٹھیک ہے۔ میں اپنا خیبر والا حصہ رکھ لیتا ہوں۔

فوائد ومسائل: ① ”خیبر والا حصہ“ یعنی غزوۂ خیبر کی غنیمت سے جو مجھے میرا حصہ ملا تھا۔ اور وہ زمین و باغ کی صورت میں تھا۔ ② اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے دی گئی رخصت کو قبول کرنا چاہیے‘ خواہ وہ رخصت سفری نمازوں میں ہو یا دیگر معاملات میں‘ اسی میں سعادت ہے۔

## (المعجم ٣٨) - هَلْ تَدْخُلُ الْأَرَضُونَ فِي الْمَالِ إِذَا نَذَرَ (التحفة ٣٨)

## باب: ۳۸- اگر مال صدقہ کرنے کی نذر مانے تو کیا زمین بھی اس میں داخل ہوگی؟

٣٨٥٧ـ أخرجه مسلم، التوبة، باب حديث توبة كعب بن مالك وصاحبيه، ح: ٢٧٦٩/ ٥٥ من حديث الحسن بن أعين به بشطره الأخير، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٦٧.

٣٨٥٨- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَامَ خَيْبَرَ فَلَمْ نَغْنَمْ إِلَّا الْأَمْوَالَ وَالْمَتَاعَ وَالثِّيَابَ فَأَهْدَى رَجُلٌ مِنْ بَنِي الضُّبَيْبِ - يُقَالُ لَهُ: رِفَاعَةُ بْنُ زَيْدٍ - لِرَسُولِ اللهِ ﷺ غُلَامًا أَسْوَدَ يُقَالُ لَهُ مِدْعَمٌ، فَوَجَّهَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى وَادِي الْقُرَى حَتَّى إِذَا كُنَّا بِوَادِي الْقُرَى بَيْنَا مِدْعَمٌ يَحُطُّ رَحْلَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَجَاءَهُ سَهْمٌ فَأَصَابَهُ فَقَتَلَهُ، فَقَالَ النَّاسُ: هَنِيئًا لَكَ الْجَنَّةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَلَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِي أَخَذَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا» فَلَمَّا سَمِعَ النَّاسُ ذٰلِكَ جَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ أَوْ بِشِرَاكَيْنِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «شِرَاكٌ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ».

٣٨٥٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم غزوۂ خیبر والے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو ہمیں غنیمت میں صرف مال' گھریلو سامان اور کپڑے وغیرہ ہی ملے تھے۔ بنوضبیب کے ایک آدمی حضرت رفاعہ بن زید رضی اللہ عنہ نے آپ کو ایک کالا غلام بطور تحفہ دیا۔ اس کا نام مدعم تھا۔ رسول اللہ ﷺ وادئ قریٰ کی جانب چلے۔ جب ہم وادئ قریٰ میں پہنچے تو مدعم رسول اللہ ﷺ (کی سواری) کا پالان وغیرہ اتار رہا تھا کہ ایک تیر آیا۔ اسے لگا اور اسے ختم کر دیا۔ لوگ کہنے لگے: اسے جنت مبارک ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہرگز نہیں' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بلاشبہ وہ چادر جو اس نے غزوۂ خیبر کے دن (میری اجازت کے بغیر) مال غنیمت سے اٹھائی تھی' اس پر آگ بن کر بھڑک رہی ہے۔'' جب لوگوں نے یہ بات سنی تو کوئی آدمی ایک تسمہ' کوئی دو تسمے لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ایک دو تسمے بھی آگ کا سبب بن سکتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① غزوۂ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کو غنیمت میں زمینیں تو قطعاً ملی تھیں جبکہ اس حدیث میں زمین کا صراحتاً ذکر نہیں بلکہ لفظ ''اموال'' ذکر ہے۔ لازمی بات ہے کہ اموال سے مراد زمین ہی ہوگی اور یہی باب کا مقصود ہے کہ اگر مال کی نذر مانے تو زمین بھی اس میں داخل ہوگی۔ سابقہ روایات جن میں کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی نذر کا ذکر ہے' وہ بھی اس مقصود پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ ان میں مال صدقہ کرنے ہی کی نذر تھی' بعد

٣٨٥٨ـ أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب: هل يدخل في الأيمان والنذور الأرض والغنم والزرع والأمتعة؟، ح: ٦٧٠٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٤٥٩، والكبرٰى، ح: ٤٧٦٨.

میں حضرت کعب نے خیبر کی زمین کو اس سے مستثنیٰ کیا تھا۔ معلوم ہوا مال کی نذر میں زمین بھی شامل تھی۔ ④ ''جنت مبارک ہو'' بظاہر کیونکہ وہ سفر جہاد کے دوران میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت کرتے ہوئے کسی کافر کے تیر سے شہید ہوا تھا۔ ⑤ ''سبب بن سکتے ہیں'' اگر خیانت کے ساتھ حاصل کیے جائیں اور بیت المال میں جمع نہ کرائے جائیں، یعنی معمولی اشیاء میں خیانت عذاب کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

## (المعجم ٣٩) - اَلْاِسْتِثْنَاءُ (التحفة ٣٩)

## باب: ۳۹- قسم (یا نذر) میں ان شاء اللہ کہنا

٣٨٥٩- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، أَنَّ كَثِيرَ بْنَ فَرْقَدٍ حَدَّثَهُ، أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُمْ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ فَقَالَ: إِنْ شَاءَ اللهُ، فَقَدِ اسْتَثْنٰى».

۳۸۵۹- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قسم کھاتے وقت ان شاء اللہ کہہ دیا' اس نے اختیار حاصل کرلیا۔''

فائدہ: یعنی اب چاہے اسے پورا کرے یا نہ کرے جیسا کہ آگے حدیث میں آ رہا ہے۔ (تفصیل دیکھیے' حدیث: ۳۸۲۴ میں۔)

٣٨٦٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ فَقَالَ: إِنْ شَاءَ اللهُ، فَقَدِ اسْتَثْنَى».

۳۸۶۰- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قسم کھاتے وقت ان شاء اللہ کہہ دیا' اس نے قسم پورا کرنے سے استثنا حاصل کرلیا۔''

٣٨٦١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ

۳۸۶۱- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی چیز پر قسم کھائی اور ساتھ ہی ان شاء اللہ کہہ دیا تو اسے اختیار

---

٣٨٥٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه الحاكم: ٤/ ٣٠٣ من حديث ابن وهب به، وصححه، ووافقه الذهبي، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٦٩، تقدم طرفه، ح: ٣٨٢٤ من حديث نافع به، وانظر الحديث الآتي.

٣٨٦٠ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٣٨٢٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٧٠.

٣٨٦١ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٣٨٢٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٧١.

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ فَقَالَ: إِنْ شَاءَ اللهُ، فَهُوَ بِالْخِيَارِ: إِنْ شَاءَ أَمْضٰى وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ».

ہے۔ چاہے تو اسے پورا کرے' چاہے پورا نہ کرے۔"

(المعجم ٤٠) - **إِذَا حَلَفَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ إِنْ شَاءَ اللهُ، هَلْ لَهُ اسْتِثْنَاءٌ؟** (التحفة ٤٠)

**باب:۴۰- جب کوئی شخص قسم کھائے اور کوئی آدمی اسے ان شاء اللہ کہہ دے تو کیا اسے استثنا حاصل ہوگا؟**

**٣٨٦٢- أَخْبَرَنَا** عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ، مِمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ، مِمَّا ذَكَرَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ بِهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى تِسْعِينَ امْرَأَةً، كُلُّهُنَّ تَأْتِي بِفَارِسٍ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ: إِنْ شَاءَ اللهُ، فَلَمْ يَقُلْ إِنْ شَاءَ اللهُ، فَطَافَ عَلَيْهِنَّ جَمِيعًا فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ جَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ، وَايْمُ الَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَوْ قَالَ: إِنْ شَاءَ اللهُ، لَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللهِ فُرْسَانًا أَجْمَعِينَ».

**۳۸۶۲- حضرت ابو ہریرہ** رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک دفعہ حضرت سلیمان بن داود علیہ السلام نے فرمایا: میں رات کو اپنی نوے (۹۰) عورتوں کے پاس ضرور جاؤں گا۔ ان میں سے ہر ایک شہسوار جنے گی جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرے گا۔ آپ کے ساتھی نے آپ سے (بطور تلقین) کہا: ان شاء اللہ' لیکن آپ نے ان شاء اللہ نہ کہا' پھر آپ ان سب عورتوں کے پاس گئے لیکن ان میں سے کسی کو بھی حمل نہ ٹھہرا سوائے ایک عورت کے۔ اس نے بھی ناقص بچہ جنا۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اگر وہ ان شاء اللہ کہہ دیتے تو سب بچے شہسوار بن کر اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے۔"

**فوائد و مسائل:** ① باب کا مقصد یہ ہے کہ ساتھی کے "ان شاء اللہ" کہنے سے قسم کھانے والے کو استثنا کا فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ اور یہ بات حدیث سے ظاہر ہے۔ ② مولانا مودودی اور دیگر کئی حضرات نے اس روایت کو عقل کی سان پر چڑھا کر مشکوک ٹھہرایا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں نوے عورتوں کے ساتھ

---

٣٨٦٢ـ أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب: كيف كانت يمين النبي ﷺ؟، ح: ٦٦٣٩ من حديث شعيب بن أبي حمزة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٧٢.

مباشرت کیسے ممکن ہے؟ ان کا یہ اعتراض سراسر باطل ہے کیونکہ انبیاء ﷺ کو عام انسانوں سے کہیں زیادہ قوت ودیعت ہوتی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ ان کے اوقات میں بھی برکت ڈالتا ہے نیز یہ ان کا معجزہ ہی تسلیم کرلیا جائے جو واقعتاً خرق عادت ہی ہوتا ہے پھر قیاسی طور پر بھی ایسا ناممکن نہیں کیونکہ رسول اکرم ﷺ سے ایک غسل کے ساتھ تمام بیویوں سے مباشرت ثابت ہے اس لیے یہ حدیث بلا ریب صحیح ہے۔ ③ ''توے عورتوں'' بعض روایات میں ساٹھ ستر نناوے سو کا بھی ذکر ہے۔ ساٹھ بیویاں ہوں گی باقی انتالیس لونڈیاں۔ نوے میں مجموعہ سے کسر حذف کردی گئی ہے۔ سو میں کسر پوری کردی گئی ہے اور ستر سے مطلق کثرت مراد ہے کیونکہ یہ عدد کثرت کے اظہار کے لیے عموماً استعمال ہوتا ہے۔ واللہ أعلم. ④ ''ان شاءاللہ نہ کہا'' ساتھی کے کہنے کو کافی سمجھا یا کسی اور طرف توجہ تھی ورنہ قصداً اللہ کے ذکر سے غافل نہیں ہو سکتے تھے۔ کبھی کبھی امت کو مسئلہ سمجھانے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے قصداً سہو طاری کردیا جاتا ہے۔ ⑤ ''جہاد کرتے'' یہ خاص ان کے حق میں ہے ورنہ ضروری نہیں کہ ہر ان شاءاللہ کہنے والے کی قسم لازماً پوری ہو جائے۔

## (المعجم ٤١) - كَفَّارَةُ النَّذْرِ (التحفة ٤١)

## باب:۴۱- نذر کا کفارہ

٣٨٦٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَزِيرِ بْنِ سُلَيْمَانَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينَ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ كَعْبِ ابْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِمَاسَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «كَفَّارَةُ النَّذْرِ كَفَّارَةُ الْيَمِينِ».

۳۸۶۳- حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نذر کا کفارہ (وہی ہے جو) قسم کا کفارہ ہے۔''

**فائدہ:** قسم کا کفارہ قرآن مجید میں صراحتاً مذکور ہے اور وہ ہے: دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑے پہنانا یا غلام کی آزادی۔ اگر ان تینوں میں سے کسی کی طاقت نہ ہو تو پھر تین روزے رکھنا ہوں گے۔ اور یہی نذر کا کفارہ ہے۔ کفارے میں ترتیب ضروری نہیں بلکہ جو نسا عمل آسانی کا باعث ہو کیا جا سکتا ہے۔ اگر نیک کام کی نذر ہو اور اسے پورا کرنے کی استطاعت ہو تو نذر ہی پوری کرنی ہوگی۔ کفارہ اس صورت میں ہے جب نذر پوری کرنا ممکن نہ ہو یا نذر معصیت کی ہو۔

---

٣٨٦٣- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٤٧٧٣، وله طريق آخر عند مسلم، النذر، باب في كفارة النذر، ح: ١٦٤٥ عن كعب بن علقمة عن عبدالرحمن بن شماسة عن أبي الخير مرثد بن عبدالله عن عقبة به.

٣٨٦٤- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ».

۳۸۶۴- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گناہ والی نذر پوری نہیں کرنی چاہیے۔''

٣٨٦٥- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ الْيَمِينِ».

۳۸۶۵- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی نافرمانی والی نذر پوری نہیں کرنی چاہیے۔ ایسی نذر کا کفارہ قسم کے کفارے کی طرح ہے۔''

٣٨٦٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ».

۳۸۶۶- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی نافرمانی والی نذر معتبر نہیں اور اس کا کفارہ قسم والا کفارہ ہے۔''

٣٨٦٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ

۳۸۶۷- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''معصیت والی نذر پوری نہ کی جائے (بلکہ اس کا کفارہ دیا جائے) اور اس کا کفارہ قسم

---

٣٨٦٤- [صحيح] وللحديث شواهد كثيرة، منها الأحاديث الآتية.

٣٨٦٥- [صحيح] أخرجه أبوداود، الأيمان والنذور، باب من رأى عليه كفارةً إذا كان في معصية، ح: ٣٢٩١ وغيره من حديث عبدالله بن وهب به. * يونس هو ابن يزيد الأيلي، وللحديث شواهد.

٣٨٦٦- [صحيح] وانظر الحديث السابق.

٣٨٦٧- [صحيح] تقدم، ح: ٣٨٦٥.

عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ».

والا ہے۔"

٣٨٦٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ الْيَمِينِ».

۳۸۶۸- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "معصیت کی نذر معتبر نہیں اور اس کا کفارہ قسم کے کفارے کی طرح ہے۔"

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَقَدْ قِيلَ: إِنَّ الزُّهْرِيَّ لَمْ يَسْمَعْ هٰذَا مِنْ أَبِي سَلَمَةَ.

امام ابوعبدالرحمن (نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں کہ کہا گیا ہے کہ امام زہری نے حضرت ابوسلمہ سے یہ روایت نہیں سنی۔

فائدہ: اس روایت کی سند میں جیسا کہ امام صاحب نے فرمایا' انقطاع ہے لیکن شواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے۔

٣٨٦٩- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ مُوسَى الْفَرْوِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهَا كَفَّارَةُ الْيَمِينِ».

۳۸۶۹- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گناہ کی نذر پوری نہیں کرنی چاہیے (بلکہ اس میں کفارہ ہے) اور اس کا کفارہ قسم والا ہے۔"

٣٨٧٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ التِّرْمِذِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ

۳۸۷۰- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی نافرمانی والی نذر پوری

---

٣٨٦٨_[صحيح] تقدم، ح: ٣٨٦٥.

٣٨٦٩_[إسناده صحيح] تقدم، ح: ٣٨٦٥.

٣٨٧٠_[صحيح] أخرجه أبوداود، الأيمان والنذور، باب من رأى عليه كفارة إذا كان في معصية، ح: ٣٢٩٢ من حديث أيوب بن سليمان به، وقال الترمذي، ح: ١٥٢٥ "غريب"، وانظر الحديث السابق.

قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ وَمُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَرْقَمَ، أَنَّ يَحْيَى ابْنَ أَبِي كَثِيرٍ الَّذِي كَانَ يَسْكُنُ الْيَمَامَةَ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَمَةَ يُخْبِرُ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهَا كَفَّارَةُ الْيَمِينِ».

نہ کی جائے (بلکہ اس کا کفارہ دیا جائے) اور ایسی نذر کا کفارہ قسم کے کفارے جیسا ہے۔"

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: سُلَيْمَانُ بْنُ أَرْقَمَ مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، خَالَفَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (راویٔ حدیث) سلیمان بن ارقم متروک الحدیث ہے۔ واللہ أعلم. اس حدیث میں یحییٰ بن ابی کثیر کے کئی ایک شاگردوں نے اس کی مخالفت کی ہے۔

وضاحت: مخالفت یہ ہے کہ یحییٰ بن ابی کثیر کے باقی شاگرد اسے عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کی مسند بناتے ہیں جبکہ سلیمان بن ارقم نے اسے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مسند بنایا ہے۔ سلیمان بن ارقم متروک الحدیث ہے جس کی بنا پر یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن شواہد کی بنا پر صحیح اور قابل عمل ہے۔

٣٨٧١- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكِيعٍ، عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ - وَهُوَ عَلِيٌّ - عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ الْحَنْظَلِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ».

٣٨٧١- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گناہ کی نذر معتبر نہیں اور اس کا کفارہ قسم کے کفارے کے برابر ہے۔"

٣٨٧٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ:

٣٨٧٢- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت

---

٣٨٧١- [صحيح] محمد بن الزبير ضعيف جدًا، ولكن لحديثه شواهد.

٣٨٧٢- [صحيح] انظر الحديث السابق.

حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ أَبِي عَمْرٍو - وَهُوَ الْأَوْزَاعِيُّ - عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ الْحَنْظَلِيِّ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهَا كَفَّارَةُ يَمِينٍ».

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''معصیت کی نذر معتبر نہیں اور اس کا کفارہ قسم والا کفارہ ہے۔''

٣٨٧٣- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بِشْرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ الْحَنْظَلِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا نَذْرَ فِي غَضَبٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ الْيَمِينِ».

۳۸۷۳- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غصے میں آ کر مانی ہوئی نذر معتبر نہیں اور اس کا کفارہ قسم کے کفارے کی طرح ہے۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: مُحَمَّدُ بْنُ الزُّبَيْرِ ضَعِيفٌ لَا يَقُومُ بِمِثْلِهِ حُجَّةٌ، وَقَدِ اخْتُلِفَ عَلَيْهِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (راویٔ حدیث) محمد بن زبیر ضعیف ہے' ایسا شخص حجت نہیں ہوتا' ویسے بھی اس حدیث میں اس پر اختلاف کیا گیا ہے۔

٣٨٧٤- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عِمْرَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا نَذْرَ فِي غَضَبٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ الْيَمِينِ».

۳۸۷۴- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غصے کی حالت میں نذر معتبر نہیں اور اس کا کفارہ کفارۂ قسم ہے۔''

---

٣٨٧٣ـ [سنده ضعيف] انظر الحديثين السابقين.

٣٨٧٤ـ [إسناده ضعيف] تقدم طرفه، ح: ٣٨٧١.

٣٨٧٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عِمْرَانَ قَالَ: قَالَ - يَعْنِي رَسُولَ اللهِ ﷺ -: «لَا نَذْرَ فِي غَضَبٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ الْيَمِينِ» وَقِيلَ: إِنَّ الزُّبَيْرَ لَمْ يَسْمَعْ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ.

۳۸۷۵- حضرت عمران ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غصے کی حالت میں نذر درست نہیں' البتہ اس کا کفارہ قسم والا ہے۔'' کہا گیا ہے کہ زبیر نے یہ حدیث حضرت عمران بن حصین ؓ سے نہیں سنی۔

٣٨٧٦- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ قَالَ: صَحِبْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلنَّذْرُ نَذْرَانِ: فَمَا كَانَ مِنْ نَذْرٍ فِي طَاعَةِ اللهِ فَذٰلِكَ لِلّٰهِ وَفِيهِ الْوَفَاءُ، وَمَا كَانَ مِنْ نَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ فَذٰلِكَ لِلشَّيْطَانِ وَلَا وَفَاءَ فِيهِ وَيُكَفِّرُهُ مَا يُكَفِّرُ الْيَمِينَ».

۳۸۷۶- اہل بصرہ میں سے ایک شخص سے روایت ہے' اس نے کہا: میں حضرت عمران بن حصین ؓ کے پاس رہا۔ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''نذر دو طرح کی ہوتی ہے: جو نذر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بارے میں ہو' وہ تو اللہ کے لیے معتبر ہو گی اور اسے پورا کرنا چاہیے اور جو نذر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے بارے میں ہو' وہ شیطانی کام ہے۔ اسے پورا نہیں کیا جائے گا' البتہ اس کا کفارہ قسم کے کفارے کی طرح ہو گا۔''

٣٨٧٧- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ الْحَنْظَلِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّ رَجُلًا حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَأَلَ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ عَنْ رَجُلٍ نَذَرَ نَذْرًا

۳۸۷۷- ایک آدمی نے حضرت عمران بن حصین ؓ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس نے نذر مان لی تھی کہ میں اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھنے نہیں جاؤں گا۔ حضرت عمران نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''غصے کی حالت میں نذر معتبر

---

٣٨٧٥ـ [سنده ضعيف] تقدم طرفه، ح: ٣٨٧١.

٣٨٧٦ـ [صحيح] وللحديث شواهد.

٣٨٧٧ـ [إسناده ضعيف] انفرد به النسائي. * محمد بن الزبير تقدم حاله، ح: ٣٨٧١، ٣٨٧٣.

لَا يَشْهَدُ الصَّلَاةَ فِي مَسْجِدِ قَوْمِهِ فَقَالَ عِمْرَانُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا نَذْرَ فِي غَضَبٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ».

نہیں' البتہ اس کا کفارہ کفارۂ قسم ہے۔"

٣٨٧٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَلَا غَضَبٍ، وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ الْيَمِينِ».

٣٨٧٨- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "غصے اور نافرمانی کی نذر معتبر نہیں اور اس کا کفارہ قسم کے کفارے جیسا ہے۔"

٣٨٧٩- أَخْبَرَنِي هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سُلَيْمٍ - وَهُوَ عُبَيْدُ بْنُ يَحْيَى - قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ النَّهْشَلِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ الْيَمِينِ».

٣٨٧٩- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نافرمانی والی نذر درست نہیں اور اس کا کفارہ قسم کے کفارے جیسا ہے۔"

خَالَفَهُ مَنْصُورُ بْنُ زَاذَانَ فِي لَفْظِهِ.

الفاظ حدیث میں منصور بن زاذان نے محمد بن زبیر کی مخالفت کی ہے۔

٣٨٨٠- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ:

٣٨٨٠- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "انسان اس چیز میں نذر نہیں مان سکتا جس کا وہ مالک نہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کی

---

٣٨٧٨- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٤٣ من حديث سفيان الثوري به، وانظر الحديث السابق.

٣٨٧٩- [صحيح] تقدم شاهده، ح: ٣٨٦٩.

٣٨٨٠- [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٢٩ عن هشيم به، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

قَالَ - يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ - : «لَا نَذْرَ لِابْنِ آدَمَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ، وَلَا فِي مَعْصِيَةِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ».

نافرمانی کی نذر مان سکتا ہے۔"

خَالَفَهُ عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ - فَرَوَاهُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ -.

علی بن زید نے منصور بن زاذان کی مخالفت کی ہے' اس نے یہ روایت بواسطۂ حسن' حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے۔

فائدہ: البتہ اگر نذر مان لے تو دونوں صورتوں میں نذر پوری کرنا منع ہے۔ کفارہ دینا پڑے گا جس طرح پیچھے گزرا۔

٣٨٨١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ تَمِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ».

٣٨٨١- حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "نافرمانی کی نذر معتبر نہیں اور نہ اس چیز کی جس کا وہ مالک نہیں۔"

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ ضَعِيفٌ وَهٰذَا الْحَدِيثُ خَطَأٌ وَالصَّوَابُ: عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں علی بن زید ضعیف راوی ہے۔ اور (اس کی بیان کردہ) یہ حدیث خطا ہے' جبکہ درست (عبدالرحمٰن بن سمرہ کے بجائے) عمران بن حصین ہی ہے' نیز حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ایک اور سند سے بھی بیان کی گئی ہے۔

٣٨٨٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَيُّوبُ

٣٨٨٢- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نافرمانی کی نذر پوری نہ

٣٨٨١_[صحيح] انفرد به النسائي، وللحديث شواهد كثيرة.

٣٨٨٢_[صحيح] تقدم، ح: ٣٨٤٣.

قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو قِلَابَةَ عَنْ عَمِّهِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ».

کی جائے اور نہ اس چیز کی جس کا وہ انسان مالک نہیں۔"

## (المعجم ٤٢) - مَا الْوَاجِبُ عَلَى مَنْ أَوْجَبَ عَلَى نَفْسِهِ نَذْرًا فَعَجَزَ عَنْهُ؟ (التحفة ٤٢)

## باب: ۴۲- جس شخص نے کوئی نذر اپنے آپ پر واجب کر لی لیکن وہ اسے پورا کرنے سے عاجز ہے تو اس پر کیا واجب ہوگا؟

٣٨٨٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقَالَ: «مَا هٰذَا؟» قَالُوا: نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ إِلَى بَيْتِ اللهِ قَالَ: «إِنَّ اللهَ غَنِيٌّ عَنْ تَعْذِيبِ هٰذَا نَفْسَهُ، مُرْهُ فَلْيَرْكَبْ».

۳۸۸۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جسے دو شخصوں کے سہارے چلایا جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: "ایسے کیوں؟" لوگوں نے کہا: حضور! اس نے نذر مانی ہے کہ بیت اللہ تک چل کر جائے گا۔ فرمایا: "اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت کہ یہ شخص اپنے آپ کو عذاب میں ڈالے؟ اسے کہو سوار ہو جائے۔"

فائدہ: جو شخص اپنی نذر پوری کرنے سے عاجز آ جائے تو اسے کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے روایت: ۳۸۴۵۔

٣٨٨٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِشَيْخٍ يُهَادَى بَيْنَ اثْنَيْنِ فَقَالَ: «مَا بَالُ هٰذَا؟» فَقَالُوا: نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ قَالَ: «إِنَّ

۳۸۸۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک بزرگ آدمی کے پاس سے گزرے جسے دو آدمی سہارا دے کر چلا رہے تھے۔ فرمایا: "اسے کیا ہوا؟" لوگوں نے کہا: اس نے پیدل چلنے کی نذر مانی ہے۔ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کو کوئی

---

٣٨٨٣_ أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب من نذر المشي إلى الكعبة، ح: ١٨٦٥، ومسلم، النذر، باب من نذر أن يمشي إلى الكعبة، ح: ١٦٤٢ من حديث حميد الطويل به.

٣٨٨٤_ [صحيح] انظر الحديث السابق.

اللهَ غَنِيٌّ عَنْ تَعْذِيبِ هٰذَا نَفْسَهُ، مُرْهُ فَلْيَرْكَبْ». فَأَمَرَهُ أَنْ يَرْكَبَ.

ضرورت نہیں کہ یہ اپنے آپ کو عذاب میں ڈالے۔ اسے کہو سوار ہو جائے۔'' تو مخاطب نے اسے سوار ہونے کو کہا۔

٣٨٨٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أَتَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى رَجُلٍ يُهَادَى بَيْنَ ابْنَيْهِ فَقَالَ: «مَا شَأْنُ هٰذَا؟» فَقِيلَ: نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ لَا يَصْنَعُ بِتَعْذِيبِ هٰذَا نَفْسَهُ شَيْئًا». فَأَمَرَهُ أَنْ يَرْكَبَ.

٣٨٨٥- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایسے شخص پر سے ہوا جسے اس کے دو بیٹے پکڑ کر سہارے سے چلا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے کیا ہوا؟'' کہا گیا: اس نے کعبہ تک پیدل چلنے کی نذر مانی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو کوئی فائدہ نہیں کہ یہ اپنے آپ کو عذاب میں ڈالے۔'' چنانچہ آپ نے اسے سوار ہونے کا حکم دیا۔

فائدہ: ''حکم دیا'' کیونکہ وہ چلنے سے عاجز تھا۔ جو چل سکے' وہ چلے' عاجز ہو جائے تو سوار ہو جائے اور کفارہ دے۔

## (المعجم ٤٣) - اَلْاِسْتِثْنَاءُ (التحفة ٤٣)

## باب: ۴۳- قسم میں ان شاء اللہ کہنا

٣٨٨٦- أَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَقَالَ: إِنْ شَاءَ اللهُ، فَقَدِ اسْتَثْنَى».

٣٨٨٦- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قسم کھاتے وقت ان شاء اللہ کہا' وہ قسم پوری کرنے سے مستثنیٰ ہو گیا۔''

---

٣٨٨٥- [صحيح] أخرجه الترمذي، النذور والأيمان، باب ماجاء فيمن يحلف بالمشي ولا يستطيع، ح: ١٥٣٧ من حديث حميد به. * وهو متفق عليه من حديث حميد عن ثابت عن أنس به، وانظر الحديث السابق.

٣٨٨٦- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، النذور والأيمان، باب ماجاء في الاستثناء في اليمين، ح: ١٥٣٢، وابن ماجه، الكفارات، باب الاستثناء في اليمين، ح: ٢١٠٤ من حديث عبدالرزاق به، وصححه ابن حبان، ح: ١١٨٥، وله شواهد.

٣٨٨٧- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ «قَالَ سُلَيْمَانُ: لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى تِسْعِينَ امْرَأَةً، تَلِدُ كُلُّ امْرَأَةٍ مِّنْهُنَّ غُلَامًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَقِيلَ لَهُ: قُلْ: إِنْ شَاءَ اللهُ فَلَمْ يَقُلْ، فَطَافَ بِهِنَّ فَلَمْ تَلِدْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ نِصْفَ إِنْسَانٍ». فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ قَالَ: إِنْ شَاءَ اللهُ، لَمْ يَحْنَثْ، وَكَانَ دَرَكًا لِحَاجَتِهِ».

۳۸۸۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: میں رات کو نوے بیویوں کے پاس ضرور جاؤں گا۔ ان میں سے ہر ایک عورت ایسا لڑکا جنے گی جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرے گا۔ آپ سے کہا گیا: ان شاء اللہ کہیں لیکن انھوں نے نہ کہا' چنانچہ آپ ان سب کے پاس گئے لیکن صرف ایک عورت نے بچہ جنا' وہ بھی ناقص۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ ان شاء اللہ کہہ دیتے تو ان کی قسم نہ ٹوٹتی اور ان کی دلی مراد بر آتی۔''

**فائدہ:** تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۳۸۲۴ اور ۳۸۶۲۔






۳۸۸۷۔ أخرجه البخاري، النكاح، باب قول الرجل: لأطوفن الليلة علٰى نسائي، ح: ٥٢٤٢، ومسلم، الأيمان، باب الاستثناء في اليمين، ح: ١٦٥٤/ ٢٤ من حديث عبدالرزاق بن همام به.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(المعجم ...) - [كِتَابُ الْمُزَارَعَةِ] (التحفة ١٩)

## مزارعت سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ٤٤) - اَلثَّالِثُ مِنَ الشُّرُوطِ فِيهِ الْمُزَارَعَةُ وَالْوَثَائِقُ (التحفة ١)

باب:۴۴-شروط کی تیسری قسم: بٹائی پر زمین دینا اور اس کی دستاویزات

وضاحت: امام نسائی رحمہ اللہ نے قسم اور نذر کو شروط میں داخل کیا ہے کیونکہ عموماً ان میں کوئی نہ کوئی شرط ہوتی ہے۔ بٹائی پر زمین دینے میں بھی شرطیں لگائی جاتی ہیں' اس لیے بٹائی کو بھی شروط میں داخل کیا ہے اور قسم و نذر کے ذکر کے بعد تیسرے نمبر پر اسے ذکر کیا ہے۔ چونکہ شروط کی بنا پر معاملہ طویل اور پیچیدہ ہو جاتا ہے' اس لیے ایسے معاملات کی دستاویزات کے نمونے بھی پیش فرما دیے ہیں۔ جزاه الله أحسن الجزاء.

بٹائی پر زمین دینا مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ جمہور اہل علم کے نزدیک یہ جائز ہے بشرطیکہ اس میں کوئی ظالمانہ شرط نہ لگائی جائے' خصوصاً ایسی شرط جس سے مزارع کو نقصان ہو کیونکہ عموماً وہ غریب ہوتا ہے اور خطرہ ہوتا ہے کہ اس بے چارے کی سال بھر کی محنت ضائع نہ چلی جائے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بٹائی کو درست نہیں سمجھتے۔ شاید اس لیے کہ اس میں عامل کی اجرت مجہول ہوتی ہے اور الگ نہیں ہوگی۔ حالانکہ مضاربت (کہ ایک شخص کی رقم سے دوسرا شخص تجارت کرے اور منافع دونوں تقسیم کرلیں) میں بھی یہی کچھ ہوتا ہے اور مضاربت سب کے نزدیک جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بٹائی پر زمین دینا قطعاً ثابت ہے۔ جو چیز عام رائج ہو اور اس میں عموماً لوگوں کا نفع ہو' تنازعات قائم نہ ہوتے ہوں' شریعت نے ان کو جائز رکھا۔ اگرچہ ان میں تھوڑی بہت کوئی خرابی بھی ہو کیونکہ مقصد تو عوام الناس کی بھلائی ہے۔ ایسے مسائل میں مسامحت سے کام لیا جاتا ہے' مثلاً: بلی کے جوٹھے کا استعمال' کتے کا شکار وغیرہ۔ ہاں' اگر کسی رواج سے ظلم راہ پاتا ہو یا معاشرے میں مفاسد پیدا ہوتے ہوں تو اسے ممنوع قرار دیا جاسکتا ہے۔

٣٨٨٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ:

۳۸۸۸- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تو

٣٨٨٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود في المراسيل، ح: ١٨١ من حديث حماد بن أبي سليمان به. * إبراهيم هو النخعي، ولم يسمع من أبي سعيد الخدري كما في تحفة الأشراف: ٣/ ٣٢٦.

حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: إِذَا اسْتَأْجَرْتَ أَجِيرًا فَأَعْلِمْهُ أَجْرَهُ.

کسی مزدور سے مزدوری کرانا چاہے (کسی شخص کو نوکر اور ملازم رکھے) تو اسے اس کی اجرت صاف بتادے۔

٣٨٨٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ: أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يَسْتَأْجِرَ الرَّجُلَ حَتَّى يُعْلِمَهُ أَجْرَهُ.

۳۸۸۹- حضرت حسن بصری سے مروی ہے، انھوں نے ناپسند فرمایا کہ کسی شخص کو اس کی اجرت اور مزدوری بتائے بغیر مزدور رکھا جائے۔

٣٨٩٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ، عَنْ حَمَّادٍ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ -: أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا عَلَى طَعَامِهِ قَالَ: لَا حَتَّى تُعْلِمَهُ.

۳۸۹۰- حضرت حماد بن ابی سلیمان سے پوچھا گیا: کیا کسی کو نوکر رکھا جا سکتا ہے اس شرط پر کہ اسے کھانا ملے گا؟ فرمایا: نہیں مگر یہ کہ اسے بتلا دیا جائے۔

٣٨٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ حَمَّادٍ وَقَتَادَةَ: فِي رَجُلٍ قَالَ لِرَجُلٍ: أَسْتَكْرِي مِنْكَ إِلَى مَكَّةَ بِكَذَا وَكَذَا فَإِنْ سِرْتُ شَهْرًا أَوْ كَذَا وَكَذَا - شَيْئًا سَمَّاهُ - فَلَكَ زِيَادَةُ كَذَا وَكَذَا، فَلَمْ يَرَيَا بِهِ بَأْسًا وَكَرِهَا أَنْ يَقُولَ: أَسْتَكْرِي مِنْكَ بِكَذَا وَكَذَا فَإِنْ سِرْتُ أَكْثَرَ مِنْ شَهْرٍ

۳۸۹۱- حضرت حماد اور حضرت قتادہ سے منقول ہے کہ ایک شخص دوسرے سے کہے کہ میں تجھ سے مکہ تک کے لیے سواری اتنے کرایہ پر لیتا ہوں اگر پورا مہینہ یا اتنی مدت (جس کی وہ صراحت کرے) سفر میں رہا تو تجھے اتنے روپے مزید دوں گا۔ تو ان دونوں بزرگوں نے اس میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔ البتہ انھوں نے اس بات کو ناپسند کیا ہے کہ وہ کہے: میں تجھ سے یہ سواری اتنے کرایہ پر لیتا ہوں اور اگر میں ایک ماہ سے زیادہ سفر

---

٣٨٨٩ـ [إسناده ضعيف] انفرد به النسائي. *يونس هو ابن عبيد، وهو مدلس كما قال النسائي (سير أعلام النبلاء: ٧/ ٧٤)، وعنعن. عبدالله هو ابن المبارك.

٣٨٩٠ـ [إسناده حسن] انفرد به النسائي. *جرير بن حازم، رماه البيهقي: ٥/ ٢٣٠ وغيره بالتدليس، ولكنه بريء من التدليس، انظر طبقات المدلسين بتحقيقي (٧/ ١)، والله أعلم.

٣٨٩١ـ [إسناده صحيح] انفرد به النسائي.

نَقَصْتُ مِنْ كِرَائِكَ كَذَا وَكَذَا.

میں رہا تو تجھے اتنا کرایہ کم دوں گا۔

فائدہ: مقصود یہ ہے کہ سواری تیز چلی اور وقت کم لگا تو میں تجھے زیادہ رقم دوں گا اور اگر سواری تیز نہ چلی اور وقت زیادہ لگا تو میں تجھے کم کرایہ دوں گا۔ پہلی صورت اس لیے جائز ہے کہ اس میں انعام دینے کی صورت ہے۔ اور ظاہر ہے انعام دینا تو جائز ہے۔ دوسری صورت اس لیے منع ہے کہ اس میں سواری والے پر ظلم ہے۔ ایک تو وقت زیادہ لگا اور دوسرا کرایہ بھی کم۔ اور ظلم جائز نہیں۔

٣٨٩٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قِرَاءَةً قَالَ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: عَبْدٌ أُؤَاجِرُهُ سَنَةً بِطَعَامِهِ وَسَنَةً أُخْرٰى بِكَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: لَا بَأْسَ بِهِ وَيُجْزِئُهُ اشْتِرَاطُكَ حِينَ تُؤَاجِرُهُ أَيَّامًا، أَوْ آجَرْتَهُ وَقَدْ مَضٰى بَعْضُ السَّنَةِ، قَالَ: إِنَّكَ لَا تُحَاسِبُنِي لِمَا مَضٰى.

٣٨٩٢- حضرت ابن جریج نے کہا: میں نے حضرت عطاء سے پوچھا: میں ایک غلام کو ایک سال کے لیے صرف خوراک کی شرط پر اور ایک سال کے لیے اتنی (معین) رقم پر نوکر رکھتا ہوں (کیا یہ جائز ہے؟) انھوں نے فرمایا: کوئی حرج نہیں، اور نوکر رکھتے وقت جو تو شرط لگالے وہ درست ہے۔ (میں نے کہا:) اگر میں اسے نوکر رکھوں جبکہ سال کا کچھ حصہ گزر چکا ہو؟ وہ فرمانے لگے: تو گزشتہ دنوں کا حساب نہیں کرے گا۔

فائدہ: مندرجہ بالا روایات ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نوکر کی اجرت معلوم اور معین ہونی چاہیے یا تو نقد، یعنی روپے پیسے کی صورت میں، یا خوراک وغیرہ کی صورت میں، نیز کوئی ایسی شرط نہ لگائی جائے جو نوکر کے لیے نقصان دہ ہو۔ مزارعت، یعنی بٹائی میں بھی یہی صورت ہے کہ اگر مزارع کی اجرت معین ہو جائے، مثلاً: تجھے پیداوار کا نصف یا تہائی وغیرہ ملے گا اور کوئی ایسی شرط نہ لگائی جائے جو مزارع کے لیے نقصان دہ ہو تو مزارعت (بٹائی) درست ہوگی۔ ہاں اگر اجرت واضح نہ ہو یا مزارع کو نقصان پہنچایا جائے تو یہ ظلم ہوگا۔ یاد رہے پیداوار کے نصف یا تہائی وغیرہ کو مجہول اجرت نہ سمجھا جائے۔ اس طرح تو خوراک والی اجرت بھی مجہول ہوگی کیونکہ کسی کی خوراک کم ہوتی ہے کسی کی زیادہ۔ ایک ہی شخص کبھی کم کھاتا ہے کبھی زیادہ۔ اس کے باوجود یہ سب کے نزدیک جائز ہے۔

(المعجم ٤٥) - ذِكْرُ الْأَحَادِيثِ الْمُخْتَلِفَةِ فِي النَّهْيِ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَاخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِلْخَبَرِ (التحفة ٢)

باب: ٤٥- تہائی یا چوتھائی پیداوار کی شرط پر زمین بٹائی پر دینے سے ممانعت کی مختلف روایات اور اس روایت کے ناقلین کے اختلاف الفاظ کا ذکر

٣٨٩٢- [إسناده صحيح] انفرد به النسائي.

٣٨٩٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ - هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ رَافِعِ بْنِ أُسَيْدِ بْنِ ظُهَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ أُسَيْدِ بْنِ ظُهَيْرٍ: أَنَّهُ خَرَجَ إِلَى قَوْمِهِ إِلَى بَنِي حَارِثَةَ فَقَالَ: يَا بَنِي حَارِثَةَ! لَقَدْ دَخَلَتْ عَلَيْكُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا: مَا هِيَ؟ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِذًا نُكْرِيهَا بِشَيْءٍ مِّنَ الْحَبِّ قَالَ: «لَا». قَالَ: وَكُنَّا نُكْرِيهَا بِالتِّبْنِ فَقَالَ: «لَا» وَكُنَّا نُكْرِيهَا بِمَا عَلَى الرَّبِيعِ السَّاقِي قَالَ: «لَا، اِزْرَعْهَا أَوِ امْنَحْهَا أَخَاكَ».

٣٨٩٣- حضرت اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنی قوم بنو حارثہ کی طرف گیا اور انھیں کہا: اے بنو حارثہ! تم پر ایک نئی مصیبت نازل ہوگئی ہے۔ وہ کہنے لگے: وہ کیا؟ میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے زمین کرائے پر دینے سے روک دیا ہے۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم معین غلے کے عوض بٹائی پر دے سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: ہم معین توڑی کے عوض زمین کرایہ پر دیتے تھے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' (میں نے عرض کی:) ہم پانی والے نالوں کے قریب اگنے والی فصل کے عوض زمین بٹائی پر دیتے تھے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔ خود کاشت کرو یا اپنے (دینی) بھائی کو بطور عطیہ (کچھ مدت کے لیے) دے دو۔''

خَالَفَهُ مُجَاهِدٌ.

حضرت مجاہد نے حضرت رافع بن اسید کی مخالفت کی ہے۔

**فوائد ومسائل:** ① رافع بن اسید نے اسید بن ظہیر کا واقعہ بنایا ہے جبکہ مجاہد نے اسے اسید بن ظہیر کے واسطے سے رافع بن خدیج سے بیان کیا ہے، یعنی انھوں نے رافع بن خدیج کا واقعہ بنایا ہے۔ ② یہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم دیگر روایات کی روشنی میں مسئلے کی وضاحت کچھ اس طرح ہے کہ مالک اپنی زمین جیسے چاہے بٹائی یا ٹھیکے پر دے سکتا ہے۔ شریعت کے اصول اسی بات کی تائید کرتے ہیں مگر چند شرائط ہیں کہ مزارع پر ظلم نہ ہو اور معاشرے میں خرابی پیدا نہ ہوتی ہو۔ نبی ﷺ کی تشریف آوری کے وقت مدینہ منورہ کے لوگ ظالمانہ شرائط پر مزارعت کرتے تھے، مثلاً: اچھی زمین کی پیداوار اپنے لیے اور ناقص زمین کی پیداوار مزارع کے لیے۔ یا اس سے معین فصل (گندم یا جو وغیرہ کی معین مقدار) وصول کر لیتے تھے، اسے کچھ بچے یا نہ بچے۔ ظاہر ہے اس

٣٨٩٣- [إسناده ضعيف] انفرد به النسائي، والمحفوظ هو الحديث الآتي أخرجه الطبراني في الكبير: ١/ ٢١٠، ح: ٥٧١ من حديث خالد بن الحارث به مختصرًا، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٨٩. * رافع بن أسيد لم يوثقه غير ابن حبان.

طریقے سے مزارعت ظلم ہے' لہٰذا آپ نے ایسی مزارعت سے منع فرمایا ہے۔ یا بڑے جاگیرداروں کو منع فرمایا جن کے پاس فالتو زمینیں تھیں حتی کہ وہ انھیں آباد نہیں کر سکتے تھے۔ آپ نے انھیں رغبت دلائی کہ تم زائد از ضرورت زمینیں اپنے مسلمان غریب بھائیوں کو ایک دو سال کے لیے دے دیا کرو کہ وہ ان سے پیداوار حاصل کر لیں اور اپنا گزارا کر لیں۔ تمھارا گزارا تو بخوبی ہو رہا ہے۔ گویا یہ وقتی پابندی تھی جس کا حکومت کو اختیار ہوتا ہے' نیز یہ سب کے لیے نہیں تھی بلکہ صرف بڑے بڑے جاگیرداروں کے لیے تھی۔ خصوصاً جبکہ اس دور میں مدینہ منورہ میں غریب مہاجرین بکثرت تھے۔ اب بھی اگر حکومت ضرورت محسوس کرے تو بڑے جاگیرداروں پر پابندی لگا سکتی ہے کہ وہ اتنی زمین اپنے پاس رکھیں جسے وہ خود بخوبی کاشت کر سکیں۔ باقی زمین غریب مزارعین میں تقسیم کر دیں یا حکومت خود یہ کام کرے خصوصاً جبکہ یہ جاگیریں بھی حکومت وقت کی خوشامد اور ناجائز حمایت کر کے حاصل کی گئی ہوں۔ اگر ایک حکومت کسی کو جاگیر دے سکتی ہے تو بعد میں آنے والی حکومت ان جاگیرداروں کو عوام الناس کے مفاد میں ختم بھی کر سکتی ہے اور محدود بھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو کہ صحیح معنی میں ایک مجتہد خلیفہ تھے' سے ایسی مثالیں ملتی ہیں۔ اور جہاں ایسے مفاسد نہ ہوں' وہاں بٹائی یا ٹھیکے پر زمین دینا صحیح ہے۔ خیبر کا علاقہ جو آپ کے قبضے میں آ گیا تھا' یہودیوں کو بٹائی پر دیا گیا۔ زمیندار صحابہ و تابعین اپنی زمینیں بٹائی وغیرہ پر دیتے تھے' لہٰذا یہ عمل صحیح ہے۔ بہرحال آپ کا منع فرمانا یا تو زمینداروں کی ظالمانہ شرائط لگانے کی بنا پر تھا یا انتظامی طور پر وقتی حکم یا مصلحت عامہ یا فقراء کی مواخاۃ کے پیش نظر تھا۔ یہ انتہائی مناسب تطبیق ہے جس سے سب روایات پر عمل ممکن ہے۔ واللہ أعلم۔

٣٨٩٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ آدَمَ - قَالَ: حَدَّثَنَا مُفَضَّلُ بْنُ مُهَلْهَلٍ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أُسَيْدِ بْنِ ظُهَيْرٍ قَالَ: جَاءَنَا رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَاكُم عَنِ الْحَقْلِ، وَالْحَقْلُ: اَلثُّلُثُ وَالرُّبُعُ. وَعَنِ الْمُزَابَنَةِ، وَالْمُزَابَنَةُ: شِرَاءُ مَا فِي رُءُوسِ النَّخْلِ بِكَذَا وَكَذَا وَسْقًا مِّنْ تَمْرٍ.

٣٨٩٤- حضرت اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے تمھیں تہائی یا چوتھائی پر زمین بطور بٹائی دینے سے روک دیا ہے۔ اسی طرح آپ نے مزابنہ سے بھی روک دیا ہے۔ اور مزابنہ یہ ہے کہ درخت کے اوپر لگے ہوئے پھل کو خشک کھجوروں کی معین مقدار کے عوض خریدا یا بیچا جائے۔



٣٨٩٤- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في التشديد في ذلك، ح: ٣٣٩٨ من حديث منصور به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٩٠.

فائدہ: مزابنہ سے منع فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں کسی ایک فریق کو نقصان کا احتمال ہے۔ نہ معلوم درخت پر موجود پھل خشک معین پھل کے برابر ہو یا نہ۔ اس احتمال کی بنا پر اس سے منع فرما دیا گیا تا کہ کسی پر ظلم نہ ہو۔

٣٨٩٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ ظُهَيْرٍ قَالَ: أَتَانَا رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ فَقَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا، وَطَاعَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ خَيْرٌ لَكُمْ، نَهَاكُمْ عَنِ الْحَقْلِ وَقَالَ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَمْنَحْهَا أَوْ لِيَدَعْهَا» وَنَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ، وَالْمُزَابَنَةُ: اَلرَّجُلُ يَكُونُ لَهُ الْمَالُ الْعَظِيمُ مِنَ النَّخْلِ فَيَجِيءُ الرَّجُلُ فَيَأْخُذُهَا بِكَذَا وَكَذَا وَسْقًا مِّنْ تَمْرٍ.

٣٨٩٥-حضرت اسید بن ظہیر ؓ سے روایت ہے کہ حضرت رافع بن خدیج ؓ ہمارے پاس تشریف لائے اور کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں ایسے کام سے منع فرما دیا ہے جو ہمارے لیے مفید تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہی تمھارے لیے بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے تمھیں مزارعت (بٹائی) سے روک دیا ہے اور آپ نے فرمایا ہے: ”جس شخص کے پاس فالتو زمین ہے وہ کسی کو بطور عطیہ دے دے یا اسے ایسے ہی رہنے دے۔“ اسی طرح آپ نے مزابنہ سے بھی منع فرما دیا ہے۔ اور مزابنہ یہ ہے کہ ایک آدمی کے پاس بہت سے کھجور کے درخت ہوں۔ کوئی دوسرا شخص آئے اور درختوں پر لگی ہوئی کھجوروں کو معین خشک کھجوروں کے عوض خرید لے۔

فائدہ: البتہ مزابنہ کی یہ صورت غریب لوگوں کے لیے تھوڑی مقدار میں (پندرہ بیس من تک) کھانے پینے کے لیے جائز ہے کیونکہ یہ ان کی مجبوری ہے اور شریعت مجبوریوں کا لحاظ رکھتی ہے۔ لیکن تجارتی بنیاد پر کثیر مقدار میں جائز نہیں۔

٣٨٩٦- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أُسَيْدِ بْنِ ظُهَيْرٍ قَالَ: أَتَى عَلَيْنَا رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ فَقَالَ: وَلَمْ أَفْهَمْ

٣٨٩٦-حضرت اسید بن ظہیر ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رافع بن خدیج ؓ ہمارے پاس تشریف لائے اور کہا...... لیکن میں (ممانعت کی وجہ) نہیں سمجھ سکا...... رسول اللہ ﷺ نے تمھیں ایسے کام سے منع فرما

٣٨٩٥ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٩١.

٣٨٩٦ـ [إسناده صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٩٢.

فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَاكُمْ عَنْ أَمْرٍ كَانَ يَنْفَعُكُمْ، وَطَاعَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ خَيْرٌ لَكُمْ مِمَّا يَنْفَعُكُمْ، نَهَاكُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْحَقْلِ، وَالْحَقْلُ: اَلْمُزَارَعَةُ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ فَمَنْ كَانَ لَهُ أَرْضٌ فَاسْتَغْنَى عَنْهَا، فَلْيَمْنَحْهَا أَخَاهُ أَوْ لِيَدَعْ، وَنَهَاكُمْ عَنِ الْمُزَابَنَةِ، وَالْمُزَابَنَةُ: اَلرَّجُلُ يَجِيءُ إِلَى النَّخْلِ الْكَثِيرِ بِالْمَالِ الْعَظِيمِ فَيَقُولُ: خُذْهُ بِكَذَا وَكَذَا وَسْقًا مِّنْ تَمْرِ ذٰلِكَ الْعَامِ.

دیا ہے جو تمھارے لیے مفید تھا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اس مفید کام سے تمھارے لیے بدرجہا بہتر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تمھیں حَقْل سے روک دیا ہے۔ اور حَقْل سے مراد زمین کو تہائی یا چوتھائی حصے کے عوض بٹائی پر دینا ہے' لہٰذا جس شخص کے پاس فالتو زمین ہے' جس کی اسے ضرورت نہیں تو وہ اپنے کسی (مسلمان غریب) بھائی کو دے دے یا پھر چھوڑ دے۔ اسی طرح آپ نے مزابنہ سے بھی منع فرمایا ہے۔ اور مزابنہ یہ ہے کہ ایک شخص کھجور کے بہت سے درختوں کے پاس بہت سی خشک کھجوریں لے کر آئے اور کہے: یہ اتنے اتنے (یعنی معین) وسق کھجوروں کے عوض لے لے۔

٣٨٩٧- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أُسَيْدُ بْنُ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قَالَ رَافِعُ ابْنُ خَدِيجٍ: نَهَاكُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا، وَطَاعَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنْفَعُ لَنَا قَالَ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا، فَإِنْ عَجَزَ عَنْهَا فَلْيُزْرِعْهَا أَخَاهُ»

۳۸۹۷- حضرت رافع بن خدیج ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمھیں (یعنی بڑے زمیندار انصار کو) ایک ایسے کام سے روک دیا ہے جو ہمارے لیے فائدہ مند تھا مگر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہمارے لیے ہر چیز سے بڑھ کر مفید ہے۔ آپ نے فرمایا: ''جس شخص کے پاس زمین ہو وہ اسے خود کاشت کرے' اگر وہ خود کاشت نہ کر سکے تو اپنے کسی مسلمان بھائی کو (بلاعوض) کاشت کے لیے (وقتی طور پر) دے دے۔''

خَالَفَهُ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ مَالِكٍ.

عبدالکریم بن مالک نے سعید بن عبدالرحمٰن کی مخالفت کی ہے۔

**فوائد و مسائل:** ① ظاہری طور پر تو دونوں حدیثوں کی سندوں میں کوئی اختلاف نظر نہیں آتا کیونکہ اس

---

٣٨٩٧_[إسناده صحيح] تقدم، ح: ٣٨٩٤، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٩٣.

روایت میں بھی ابن ابی رافع، رافع بن خدیج سے بیان کر رہا ہے اور آئندہ حدیث میں بھی۔ تحفۃ الاشراف میں اس حدیث کی سند اس طرح ہے: أسيد بن (أخي) رافع بن خديج' قال: قال رافع بن خديج یعنی درمیان میں "أخي" کے لفظ کا اضافہ ہے۔ اور یہی بات صحیح ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا تبصرہ: خالفه عبدالكريم بن مالك بھی اسی صورت میں صحیح بنتا ہے' ورنہ مخالفت نظر نہیں آتی۔ اس صورت میں گویا سعید بن عبدالرحمن بواسطہ مجاہد' رافع بن خدیج کے بھتیجے اسید سے بیان کرتے ہیں اور وہ رافع بن خدیج سے۔ جبکہ عبدالکریم بن مالک' رافع بن خدیج کے بھتیجے سے نہیں بلکہ بیٹے سے بیان کرتے ہیں اور وہ اپنے باپ رافع سے۔ بہر حال صحیح بات یہ ہے کہ رافع بن خدیج سے ان کا بیٹا ہی بیان کرتا ہے بھتیجا نہیں کیونکہ عبدالکریم بن مالک زیادہ ثقہ اور اثبت ہیں۔ والله أعلم. ④ "دے دے" یعنی اگر اس کے پاس فالتو ہے ورنہ اگر وہ خود غریب ہے اور کسی عذر کی بنا پر کاشت نہیں کر سکتا (مثلاً وہ بیمار ہے یا بیوہ یا یتیم ہے وغیرہ) تو بلا ریب بٹائی پر کاشت کے لیے دے سکتا ہے۔

٣٨٩٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللهِ - يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو - عَنْ عَبْدِالْكَرِيمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: أَخَذْتُ بِيَدِ طَاوُسٍ حَتَّى أَدْخَلْتُهُ عَلَى ابْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، فَحَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ فَأَبَى طَاوُسٌ فَقَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ لَا يَرَى بِذٰلِكَ بَأْسًا.

٣٨٩٨- حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت طاوس کا ہاتھ پکڑا اور انھیں حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے کسی بیٹے کے پاس لا کھڑا کیا تو اس نے انھیں اپنے والد کے واسطے سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین بٹائی پر دینے سے منع کیا ہے۔ لیکن حضرت طاوس نے تسلیم نہ کیا۔ وہ فرمانے لگے: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خود سنا ہے' وہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

وَرَوَاهُ أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: قَالَ عَنْ رَافِعٍ. مُرْسَلًا.

یہ روایت ابو عوانہ نے ابو حصین سے' انھوں نے مجاہد سے اور مجاہد نے ابو رافع سے مرسل بیان کی ہے۔

فائدہ: گویا رسول اللہ ﷺ کا حضرت رافع کو منع فرمانا ان جیسے بڑے زمینداروں یا ظالمانہ شرائط پر زمین بٹائی پر دینے والوں کے ساتھ خاص تھا' عام نہ تھا' ورنہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی وفات کے بعد زمین بٹائی پر نہ دیتے۔ اور یہ صحیح استدلال ہے۔

---

٣٨٩٨ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب الأرض تمنح، ح:١٥٥٠ من حديث مجاهد به، وهو في الكبرى، ح:٤٥٩٤.

٣٨٩٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: قَالَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ: نَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا، وَأَمْرُ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى الرَّأْسِ وَالْعَيْنِ، نَهَانَا أَنْ نَتَقَبَّلَ الْأَرْضَ بِبَعْضِ خَرْجِهَا.

تَابَعَهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُهَاجِرٍ.

۳۸۹۹- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک ایسے کام سے منع فرما دیا جو ہمارے لیے مفید تھا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کا فرمان سر اور آنکھوں پر (بسروچشم تسلیم کیا ہے۔) آپ نے ہمیں منع فرمایا کہ ہم زمین کو اس کی کچھ پیداوار کے عوض کرایہ پر دیں۔

ابراہیم بن مہاجر نے (ابوحصین کی) متابعت کی ہے (اسی طرح حکم اور عبدالملک نے بھی)۔

فائدہ: ابراہیم بن مہاجر کی یہ متابعت مرسل بیان کرنے میں ہے۔

٣٩٠٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أَرْضِ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ قَدْ عَرَفَ أَنَّهُ مُحْتَاجٌ فَقَالَ: «لِمَنْ هٰذِهِ الْأَرْضُ؟» قَالَ: لِفُلَانٍ، أَعْطَانِيهَا بِالْأَجْرِ فَقَالَ: «لَوْ مَنَحَهَا أَخَاهُ» فَأَتَى رَافِعٌ الْأَنْصَارَ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَاكُمْ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَكُمْ نَافِعًا وَطَاعَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنْفَعُ لَكُمْ.

۳۹۰۰- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ایک انصاری آدمی کی زمین کے پاس سے گزرے۔ آپ جانتے تھے کہ وہ شخص محتاج ہے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ زمین کس کی ہے؟'' اس نے کہا: فلاں کی ہے۔ اس نے مجھے کرائے (بٹائی یا ٹھیکے) پر دی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اگر وہ اپنے اس (غریب) بھائی کو (وقتی طور پر عطیے کے طور پر) دے دیتا (تو کیا ہی خوب ہوتا)۔ تو حضرت رافع انصار کے پاس آئے اور کہنے لگے: رسول اللہ ﷺ نے تمھیں ایسے کام سے منع فرما دیا ہے جو تمھارے لیے مفید تھا لیکن رسول اللہ ﷺ کی اطاعت تمھارے لیے ہر چیز سے بڑھ کر مفید ہے۔

---

٣٨٩٩ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب من المزارعة، ح: ١٣٨٤ من حديث أبي حصين به، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٩٥، وانظر، ح: ٣٨٩٧. * مجاهد سمعه من أسيد.

٣٩٠٠ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٩٦.

٣٩٠١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْحَقْلِ.

۳۹۰۱- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مزارعت سے منع فرمایا ہے۔

٣٩٠٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ خَالِدٍ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: حَدَّثَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ قَالَ: خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَنَهَانَا عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا فَقَالَ: «مَنْ كَانَ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ يَمْنَحْهَا أَوْ يَذَرْهَا».

۳۹۰۲- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمیں ایسے کام سے منع فرما دیا جو ہمارے لیے نفع مند تھا۔ آپ نے فرمایا: ”جس شخص کے پاس زمین ہو وہ اسے خود کاشت کرے یا کسی بھائی کو بطور عطیہ (کاشت کے لیے) دے دے یا پھر پڑی رہنے دے۔“

فائدہ: ”پڑی رہنے دے“ یہ اظہار ناراضی ہے نہ کہ اختیار واجازت۔

٣٩٠٣- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنِي شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ وَطَاوُسٍ وَمُجَاهِدٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَنَهَانَا عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا، وَأَمْرُ رَسُولِ اللهِ ﷺ خَيْرٌ لَنَا قَالَ: «مَنْ كَانَ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيَذَرْهَا، أَوْ لِيَمْنَحْهَا»

۳۹۰۳- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور ہمیں ایسے کام سے منع فرمایا جو ہمارے لیے مفید تھا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہی ہمارے لیے سب سے بڑھ کر بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا: ”جس شخص کے پاس (فالتو) زمین ہو وہ اسے خود کاشت کرے یا پڑی رہنے دے یا کسی بھائی کو بطور وقتی عطیہ کے دے دے۔“

---

٣٩٠١_[صحيح] تقدم، ح: ٣٨٩٩، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٩٧.
٣٩٠٢_[صحيح] تقدم، ح: ٣٨٩٩، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٩٨.
٣٩٠٣_[صحيح] تقدم، ح: ٣٨٩٩، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٩٩.

وَمِمَّا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ طَاوُسًا لَمْ يَسْمَعْ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ رَافِعٍ.

یہ حدیث (۳۹۰۴) دلالت کرتی ہے کہ طاوس نے یہ حدیث حضرت رافع سے نہیں سنی۔

٣٩٠٤- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: كَانَ طَاوُسٌ يَكْرَهُ أَنْ يُؤَاجِرَ أَرْضَهُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا يَرٰى بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ بَأْسًا فَقَالَ لَهُ مُجَاهِدٌ: اِذْهَبْ إِلَى ابْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ فَاسْمَعْ مِنْهُ حَدِيثَهُ فَقَالَ: إِنِّي وَاللّٰهِ! لَوْ أَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْهُ مَا فَعَلْتُهُ وَلٰكِنْ حَدَّثَنِي مَنْ هُوَ أَعْلَمُ مِنْهُ، اِبْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِنَّمَا قَالَ: «لَأَنْ يَمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ أَرْضَهُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا خَرَاجًا مَعْلُومًا».

۳۹۰۴-حضرت عمرو بن دینار بیان کرتے ہیں کہ حضرت طاوس اپنی زمین سونے چاندی (یعنی رقم) کے عوض ٹھیکے پر دینا ناپسند کرتے تھے لیکن تہائی یا چوتھائی پیداوار کے عوض بٹائی پر دینا جائز سمجھتے تھے۔ حضرت مجاہد نے ان سے کہا: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے ہاں جائیے اور ان سے ان کی حدیث سنیے۔ انھوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر مجھے علم ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے تو میں ہرگز یہ کام نہ کرتا لیکن مجھے ان سے بڑے عالم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تو صرف یہ فرمایا تھا: ”تم میں سے کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی کو اپنی (فالتو) زمین بطور عطیہ کے دے دے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے بجائے اس بات کے کہ وہ اس سے مقررہ پیداوار وصول کرلے۔“

وَقَدِ اخْتُلِفَ عَلٰى عَطَاءٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ، فَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ رَافِعٍ، وَقَدْ تَقَدَّمَ ذِكْرُنَا لَهُ، وَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ.

اس حدیث میں عطاء پر اختلاف کیا گیا ہے (عطاء کے شاگردوں نے اس پر اختلاف کیا ہے اور وہ اس طرح کہ) عبدالملک بن میسرہ نے (جب بیان کیا تو) کہا: عن عطاء، عن رافع. اس کا ذکر ہم سابقہ حدیث میں کر آئے ہیں۔ اور عبدالملک بن ابی سلیمان نے (جب بیان کیا تو) کہا: عن عطاء، عن جابر.

---

٣٩٠٤ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب الأرض تمنح، ح: ١٥٥٠ من حديث حماد بن زيد، والبخاري، الحرث والمزارعة، باب(١٠)، ح: ٢٣٣٠ من حديث عمرو بن دينار به، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٠٠.

فوائد ومسائل: ① حضرت طاؤس مقررہ رقم کے ٹھیکے کو شاید اس لیے ناپسند فرماتے ہوں گے کہ اس میں مزارع کے نقصان کا احتمال ہے۔ مالک زمین نے تو مقررہ رقم وصول کر لی۔ زمین میں اتنی فصل ہو یا نہ ہو۔ البتہ بٹائی میں ایک فریق کے نقصان کا خطرہ نہیں۔ نقصان ہوگا تو دونوں کا، نفع ہوگا تو دونوں کا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ مزارع کے لیے بٹائی ٹھیکے سے بہتر ہے، البتہ ٹھیکہ بھی مجبوری کی بنا پر جائز ہے۔ ٹھیکہ دراصل زمین کا کرایہ ہے۔ جب دوسری چیزوں کا کرایہ جائز ہے تو زمین کا کرایہ بھی جائز ہے، نیز بٹائی میں تنازع کا امکان ہے۔ ایک دوسرے کے بارے میں بدگمانی بھی ہو سکتی ہے، جبکہ ٹھیکہ کی صورت میں تنازع اور بدگمانی کا خطرہ نہیں رہتا۔ ② ''مقررہ پیداوار'' یعنی نصف یا تہائی یا چوتھائی وغیرہ، نہ کہ وزن کے لحاظ سے معین کیونکہ یہ تو قطعاً جائز نہیں۔ ③ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے خیال کے مطابق یہ آپ نے بطور ہمدردی نصیحت فرمائی ہے نہ کہ شرعی قانون بیان فرمایا ہے۔ اور یہ صحیح بات ہے۔

٣٩٠٥- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا، فَإِنْ عَجَزَ أَنْ يَزْرَعَهَا فَلْيَمْنَحْهَا أَخَاهُ الْمُسْلِمَ وَلَا يُزْرِعْهَا إِيَّاهُ».

٣٩٠٥- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کے پاس (فالتو) زمین ہو، وہ اسے خود کاشت کرے۔ اگر وہ خود کاشت نہ کر سکتا ہو تو اپنے مسلمان بھائی کو بطور وقتی عطیہ کے دے دے۔ بٹائی یا ٹھیکے پر نہ دے۔''

٣٩٠٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيَمْنَحْهَا أَخَاهُ وَلَا يُكْرِيهَا».

٣٩٠٦- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کے پاس زمین ہو، وہ اسے خود کاشت کرے یا اپنے کسی بھائی کو وقتی طور پر بطور عطیہ دے دے لیکن اسے کرایہ (بٹائی یا ٹھیکے) پر نہ دے۔''

تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ.

اس حدیث کو (عن عطاء عن جابر سے) بیان

---

٣٩٠٥_ أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح: ١٥٣٦/ ٩١ من حديث عبدالملك بن أبي سليمان به، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٠١.

٣٩٠٦_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٠٢.

کرنے میں عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی نے عبدالملک بن ابی سلیمان کی متابعت کی ہے۔

فائدہ: "وقتی عطیہ" یعنی ایک دوسال کے لیے اسے دے دے تاکہ وہ پیداوار حاصل کرلے۔ زمین اصل مالک ہی کی رہے گی۔ مقررہ مدت گزرنے پر مالک اسے واپس لے لے گا۔

٣٩٠٧- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ لِأُنَاسٍ فُضُولُ أَرَضِينَ يُكْرُونَهَا بِالنِّصْفِ وَالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ يُزْرِعْهَا أَوْ يُمْسِكْهَا».

٣٩٠٧- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں کے پاس فالتو زمینیں تھیں۔ وہ انھیں نصف یا تہائی یا چوتھائی پیداوار کے عوض بٹائی پر دیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کے پاس فالتو زمین ہو' وہ اسے خود کاشت کرے یا کسی اسلامی بھائی کو بلا معاوضہ کاشت کے لیے دے دے یا پھر سنبھالے رکھے۔"

وَافَقَهُ مَطَرُ بْنُ طَهْمَانَ.

مطر بن طہمان نے اس (اوزاعی) کی موافقت کی ہے۔ (مطر نے بھی اپنی روایت میں عن عطاء عن جابر کہا ہے' نہ کہ عن ابن عباس۔)

٣٩٠٨- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ - وَهُوَ أَبُو عُمَيْرِ بْنُ النَّحَّاسِ - وَعِيسَى بْنُ يُونُسَ - هُوَ الْفَاخُورِيُّ - قَالَا: حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ عَنِ ابْنِ شَوْذَبٍ، عَنْ مَطَرٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: خَطَبَنَا

٣٩٠٨- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا: "جس شخص کے پاس (فالتو) زمین ہو' وہ اسے خود کاشت کرے یا کسی کو بلا معاوضہ کاشت کے لیے دے دے۔ اسے کرایہ پر نہ دے۔"

---

٣٩٠٧ـ أخرجه البخاري، الحرث والمزارعة، باب ما كان من أصحاب النبي ﷺ يواسي بعضهم بعضًا في الزراعة والثمر، ح: ٢٣٤٠، ومسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح: ١٥٣٦/ ٨٩ قبل، ح: ١٥٤٤ من حديث الأوزاعي به، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٠٣.

٣٩٠٨ـ أخرجه مسلم، ح: ١٥٣٦/ ٨٨، انظر الحديث السابق، من حديث مطر بن طهمان الوراق به، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٠٤. * عطاء هو ابن أبي رباح المكي، وابن شوذب هو عبدالله، وضمرة هو ابن ربيعة.

رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيُزْرِعْهَا وَلَا يُؤَاجِرْهَا».

٣٩٠٩- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ يُونُسَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مَطَرٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ رَفَعَهُ: نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ.

۳۹۰۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ (رسول اللہ ﷺ نے) زمین کو کرایہ پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

وَافَقَهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جُرَيْجٍ عَلَى النَّهْيِ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ.

زمین کرائے یا ٹھیکے پر دینے کی ممانعت کے مسئلے میں عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج نے مطر بن طہمان کی موافقت کی ہے۔ واللہ أعلم.

فائدہ: کرایہ کی دو صورتیں ہیں: مقررہ رقم‘ یا پیداوار میں سے مقرر حصہ‘ مثلاً: نصف‘ تہائی یا چوتھائی وغیرہ۔ پہلی صورت کو عرف عام میں ٹھیکہ اور دوسری صورت کو بٹائی کہتے ہیں۔ منع کا مفہوم شروع میں بیان ہو چکا ہے۔

٣٩١٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ وَأَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَبَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يُطْعَمَ إِلَّا الْعَرَايَا.

۳۹۱۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مخابرہ‘ مزابنہ‘ محاقلہ اور کچے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا ہے مگر عرایا کی بیع ہو سکتی ہے۔

تَابَعَهُ يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ.

یونس بن عبید نے ابن جریج کی متابعت کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① مخابرہ بٹائی پر زمین دینے کو کہا جاتا ہے۔ منع کی تفصیل پیچھے بیان ہو چکی ہے۔ ② مزابنہ‘

---

٣٩٠٩ـ أخرجه مسلم، ح: ١٥٣٦/ ٨٧ (انظر الحديثين السابقين) من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٠٥.

٣٩١٠ـ أخرجه البخاري، المساقاة، باب الرجل يكون له ممر أو شرب في حائط أو في نخل، ح: ٢٣٨١، ومسلم، البيوع، باب النهي عن المحاقلة والمزابنة، وعن المخابرة . . . الخ، ح: ١٥٣٦/ ٨١، ٨٢ بعد، ح: ١٥٤٣ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٠٦.

درخت پر لگے ہوئے پھل کی بیع معین مقدار میں خشک پھل کے عوض کرنا اور محاقلہ کھیت میں اُگی ہوئی فصل کی بیع معین مقدار میں خشک غلے کے عوض کرنا۔ (ان دو کی ممانعت کی وجہ دیکھیے' فائدہ حدیث: ۳۸۹۴ میں۔) ④ کچے پھل کی بیع اس لیے منع ہے کہ اس کے پکنے تک کئی آفات نازل ہو سکتی ہیں۔ بعد میں جھگڑے کا احتمال ہے' نیز اس میں خریدار کو نقصان کا قوی احتمال ہے جبکہ بیچنے والا اپنی رقم لے چکا۔ ہو سکتا ہے پھل ضائع ہو جائے۔ خریدار رقم کہاں سے اور کیوں دے گا؟ ⑤ عرایا' عریۃ کی جمع ہے۔ یہ مزابنہ سے استثنا ہے۔ عریہ سے مراد وہ درخت ہے جو کوئی باغ والا کسی غریب آدمی کو بطور تحفہ دے دیتا ہے کہ اس سال اس درخت کا پھل تو استعمال کر۔ درخت اصل مالک ہی کا رہتا ہے' جبکہ پھل کی دیکھ بھال اور نگہداشت وغیرہ کے لیے اس غریب شخص کو باغ میں آنا جانا پڑے گا۔ ممکن ہے اس کے آنے جانے سے باغ والے کو تکلیف ہو یا وہ غریب شخص اتنی دیر تک پھل کے پکنے کا انتظار نہ کر سکتا ہو' لہٰذا شریعت نے فریقین کی مجبوری کو مدنظر رکھتے ہوئے اجازت دی ہے کہ وہ اس درخت پر موجود پھل کی بیع خشک معین پھل کے ساتھ کر لیں۔ اس غریب شخص کو خشک پھل مل جائے گا۔ درخت پھل سمیت باغ والے کو واپس چلا جائے گا۔ یہ بھی مزابنہ ہی ہے مگر غریب شخص کے لیے تھوڑی مقدار میں (تقریباً بیس من تک) اس کی خصوصی اجازت دی گئی ہے۔

٣٩١١- أَخْبَرَنِي زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ حُسَيْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ، وَالْمُزَابَنَةِ، وَالْمُخَابَرَةِ، وَعَنِ الثُّنْيَا إِلَّا أَنْ تُعْلَمَ.

۳۹۱۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے محاقلہ' مزابنہ' مخابرہ اور مجہول استثنا کرنے سے منع فرمایا ہے' ہاں استثنا معلوم ہو تو کیا جا سکتا ہے۔

وَفِي رِوَايَةِ هَمَّامِ بْنِ يَحْيَى كَالدَّلِيلِ عَلَى: أَنَّ عَطَاءً لَمْ يَسْمَعْ مِنْ جَابِرٍ حَدِيثَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ «مَنْ كَانَ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا».

ہمام بن یحییٰ کی روایت گویا دلیل کی طرح ہے اس پر کہ عطاء نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی نبی ﷺ سے بیان کردہ یہ حدیث نہیں سنی: ''جس کی زمین ہو اسے چاہیے کہ وہ خود اسے کاشت کرے۔''



٣٩١١- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في النهي عن الثنيا، ح: ١٢٩٠ عن زياد بن أيوب به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٠٧.

**فوائد ومسائل:** ① لیکن امام صاحب کا یہ تبصرہ محل نظر ہے کیونکہ صحیح بخاری ومسلم میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔ اس میں بھی عطاء جابر ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ جو سیدنا جابر ؓ سے ان کے سماع کی صریح دلیل ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الحرث والمزارعة، حديث: ٢٣٤٠، و صحيح مسلم البيوع، حديث: ١٥٣٦، بعد حديث: ١٥٤٣) ② ''مجهول استثنا'' مثلاً: کوئی شخص باغ کا پھل فروخت کرتے وقت کہے کہ اس میں سے دس پودوں کا پھل میں لوں گا۔ مگر پودے معین نہ کرے۔ اس قسم کا مجہول استثنا بعد میں جھگڑے کا سبب بنتا ہے اس لیے منع ہے، نیز خریدار پر ظلم کا بھی خطرہ ہے کہ باغ کا مالک بہترین پودے اپنے لیے خاص کرلے، البتہ اگر پودے شروع ہی میں متعین کر دیے جائیں تو پھر کوئی حرج نہیں کیونکہ سودا واضح ہے۔

**٣٩١٢- أَخْبَرَنِي** أَحْمَدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ: سَأَلَ عَطَاءٌ سُلَيْمَانَ بْنَ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَ جَابِرٌ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيُزْرِعْهَا أَخَاهُ وَلَا يُكْرِيهَا أَخَاهُ».

٣٩١٢- حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کے پاس (فالتو) زمین ہو وہ اسے خود کاشت کرے یا اپنے کسی بھائی کو بلا معاوضہ کاشت کے لیے دے دے لیکن اسے کرایہ پر نہ دے۔''

وَقَدْ رَوَى النَّهْيَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ يَزِيدُ بْنُ نُعَيْمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ.

محاقلہ سے ممانعت (کی حدیث) یزید بن نعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت کی ہے۔

**٣٩١٣- أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ ابْنُ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ نُعَيْمٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْحَقْلِ وَهِيَ الْمُزَابَنَةُ.

٣٩١٣- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حقل سے منع فرمایا ہے اور اس سے مراد مزابنہ ہے۔

---

٣٩١٢- أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح: ٩٢/١٥٣٦ من حديث همام به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٠٨.

٣٩١٣- أخرجه مسلم، ح: ١٠٣/١٥٣٦ بعد، ح: ١٥٤٤ (انظر الحديث السابق) من حديث أبي توبة الربيع بن نافع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٠٩.

خَالَفَهُ هِشَامٌ، وَرَوَاهُ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ.

ہشام بن ابی عبداللہ نے معاویہ بن سلام کی مخالفت کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① معاویہ بن سلام' یحییٰ بن ابی کثیر اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے درمیان یزید بن نعیم کا واسطہ ذکر کرتے ہیں اور ہشام بن ابی عبداللہ ابوسلمہ کا واسطہ بیان کرتے ہیں۔ لیکن یہ اختلاف مضر نہیں۔ صحیح مسلم میں یہ حدیث ان دونوں طرق سے مروی ہے۔ ② حقل کے یہ معنی معروف نہیں۔ پیچھے (حدیث: ۳۸۹۴، ۳۸۹۵ میں) گزر چکا ہے کہ حقل سے مراد زمین بٹائی پر دینا ہے۔ البتہ حقل کو محاقلہ کے معنی میں لیں تو یہ معنی بن سکتے ہیں کیونکہ محاقلہ اور مزابنہ ایک ہی چیز ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ محاقلہ کھیتی میں ہوتا ہے اور مزابنہ پھلوں میں۔ ویسے دونوں منع ہیں۔

۳۹۱۴- أَخْبَرَنَا الثِّقَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَاضَرَةِ وَقَالَ: اَلْمُخَاضَرَةُ: بَيْعُ الثَّمَرِ قَبْلَ أَنْ يَزْهُوَ وَالْمُخَابَرَةُ: بَيْعُ الْكَرْمِ بِكَذَا وَكَذَا صَاعًا.

۳۹۱۴- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے مزابنہ اور مخاضرہ سے منع فرمایا ہے۔ اور مخاضرہ یہ ہے کہ پھل پکنے سے قبل اس کی بیع کی جائے۔ اور مخابرہ یہ ہے کہ درخت پر لگے انگوروں کی بیع مقررہ وزن کے منقیٰ (خشک انگوروں) سے کی جائے۔

خَالَفَهُ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ فَقَالَ: عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

عمر بن ابوسلمہ نے یحییٰ بن ابوکثیر کی مخالفت کی ہے کہ انھوں نے عن أبيه عن أبي هريرة کہا ہے (جبکہ یحییٰ نے عن أبي سلمة عن جابر کہا ہے۔)

فائدہ: مخاضرہ اور مخابرہ کی تفسیر درست نہیں بلکہ مخاضرہ سے مراد کچی کھیتی کا سودا ہے اور مخابرہ سے مراد بٹائی پر زمین دینا ہے۔

۳۹۱۵- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

۳۹۱۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

---

۳۹۱٤ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦١٠، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

۳۹۱٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٨٤ عن عبدالرحمٰن بن مهدي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦١١. * سفيان هو الثوري، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ.

رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا۔

خَالَفَهُمَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو فَقَالَ: عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ.

محمد بن عمرو لیثی نے یحییٰ بن ابوکثیر اور عمر بن ابوسلمہ کی مخالفت کی ہے۔ اور اسے ابوسلمہ کے واسطے سے ابوسعید سے روایت کیا ہے۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۳۹۱۰.

٣٩١٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ آدَمَ - قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ.

۳۹۱۶- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا۔

خَالَفَهُمُ الْأَسْوَدُ بْنُ الْعَلَاءِ فَقَالَ: عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ.

اسود بن علاء نے ان (تینوں، یعنی محمد بن عمرو، عمر بن ابوسلمہ اور یحییٰ بن ابوکثیر) کی مخالفت کی ہے۔ اور (اس نے اپنی سند میں) کہا ہے: عن أبي سلمة، عن رافع ابن خديج.

وضاحت: محمد بن عمرو، عمر بن ابوسلمہ اور یحییٰ بن ابوکثیر نے بالترتیب ابوسعید خدری، ابوہریرہ اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم کا نام لیا ہے جبکہ اسود بن علاء نے ان مذکورہ کے بجائے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہا ہے۔

٣٩١٧- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ:

۳۹۱۷- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت

---

٣٩١٦- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٦٧ من حديث محمد بن عمرو الليثي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦١٢.
* عبدالرحيم هو ابن سليمان.

٣٩١٧- [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦١٣.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ حُمْرَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ. رَوَاهُ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا۔

یہ روایت قاسم بن محمد نے بھی حضرت رافع بن خدیج سے بیان کی ہے۔

وضاحت: امام نسائی ؒ نے یہ بات اسود کی بیان کردہ روایت کی تائید میں فرمائی ہے۔

٣٩١٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُرَّةَ قَالَ: سَأَلْتُ الْقَاسِمَ عَنِ الْمُزَارَعَةِ، فَحَدَّثَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: مَرَّةً أُخْرٰى.

٣٩١٨-عثمان بن مرہ نے کہا کہ میں نے قاسم (بن محمد) سے مزارعت (مضاربت) کے متعلق پوچھا تو انھوں نے حضرت رافع بن خدیج ؓ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ؒ نے ایک دوسری بار یوں فرمایا۔

**فوائد ومسائل:** ① مرة أخرى کے بارے میں دو احتمال ہیں: ایک یہ کہ یہ امام نسائی ؒ کے شاگرد کا قول ہے اور وہ امام صاحب ؒ کے بارے میں بتا رہے ہیں کہ انھوں نے ہمیں دوبارہ بیان کیا۔ اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ امام نسائی ؒ کا اپنا قول ہے اور وہ اپنے استاد عمرو بن علی کے بارے میں بتا رہے ہیں کہ انھوں نے ہمیں دوبارہ بیان کیا۔ سنن الکبریٰ کے الفاظ دوسرے مفہوم پر دلالت کرتے ہیں۔ اس کی عبارت ہے: [أخبرنا عمرو بن علي مرة أخرى] یہاں ترجمہ پہلے مفہوم کے مطابق کیا گیا ہے۔ دونوں ممکن ہیں۔ والله أعلم. مزید دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ١٤٣/٣١) ② راویوں کا اختلاف بیان کیا جا رہا ہے۔ کسی نے کسی صحابی کا نام لیا، کسی نے کسی کا۔ ممکن ہے سب سے روایت آتی ہو۔

---

٣٩١٨_[إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦١٤. * القاسم هو ابن محمد بن أبي بكر الصديق، وأبو عاصم هو الضحاك بن مخلد.

٣٩١٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ أَبُو عَاصِمٍ: عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَأَلْتُ الْقَاسِمَ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ فَقَالَ: قَالَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ.

٣٩١٩- حضرت عثمان بن مرہ نے کہا کہ میں نے حضرت قاسم سے زمین کرائے پر دینے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کو کرائے (بٹائی یا ٹھیکے) پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

وَاخْتُلِفَ عَلٰى سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فِيهِ.

اس حدیث میں سعید بن میتب پر اختلاف کیا گیا ہے۔

وضاحت: ''اختلاف کیا گیا ہے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت سعید بن میتب کے شاگردوں نے ان پر اختلاف کیا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ سعید نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا ہے' کوئی کہتا ہے کہ سعد بن ابی وقاص کا ذکر کیا ہے۔ کوئی شاگرد سعید کی مرسل روایت بیان کرتا ہے کہ سعید نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے بیان کی ہے' کسی صحابی کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔ اور کسی شاگرد نے عن سعید بن المسیب عن رافع بن خدیج کہا ہے۔ یہ ساری تفصیل ان مذکورہ احادیث کی اسناد دیکھنے سے واضح طور پر معلوم ہو جاتی ہے۔ الفاظ کا اختلاف واضح ہے۔ واللہ أعلم.

٣٩٢٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْخَطْمِيِّ - وَاسْمُهُ عُمَيْرُ بْنُ يَزِيدَ - قَالَ: أَرْسَلَنِي عَمِّي وَغُلَامًا لَهُ إِلٰى سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَسْأَلُهُ عَنِ الْمُزَارَعَةِ، فَقَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَرٰى بِهَا بَأْسًا حَتّٰى بَلَغَهُ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ حَدِيثٌ فَلَقِيَهُ، فَقَالَ رَافِعٌ: أَتَى النَّبِيُّ ﷺ بَنِي حَارِثَةَ فَرَأٰى زَرْعًا فَقَالَ:

٣٩٢٠- حضرت ابو جعفر عمیر بن یزید خطمی سے روایت ہے کہ میرے چچا نے مجھے اور اپنے ایک غلام کو حضرت سعید بن میتب رحمہ اللہ کے پاس بٹائی کے بارے میں پوچھنے کے لیے بھیجا۔ تو وہ فرمانے لگے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے حتی کہ ان کے پاس حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی حدیث پہنچی تو وہ ان سے جا کر ملے۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ بنو حارثہ کے ہاں تشریف لائے تو

---

٣٩١٩ـ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦١٥.

٣٩٢٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في التشديد في ذلك، ح: ٣٣٩٩ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦١٦.

«مَا أَحْسَنَ زَرْعَ ظُهَيْرٍ» فَقَالُوا : لَيْسَ لِظُهَيْرٍ فَقَالَ : «أَلَيْسَ أَرْضُ ظُهَيْرٍ؟» قَالُوا : بَلٰى وَلٰكِنَّهُ أَزْرَعَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «خُذُوا زَرْعَكُمْ وَرُدُّوا إِلَيْهِ نَفَقَتَهُ» . قَالَ : فَأَخَذْنَا زَرْعَنَا وَرَدَدْنَا إِلَيْهِ نَفَقَتَهُ .

آپ نے ایک کھیت دیکھا۔ آپ نے فرمایا: ''ظہیر کی کھیتی کس قدر اچھی ہے؟'' لوگوں نے کہا: یہ کھیتی ظہیر کی نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا یہ ظہیر کی زمین نہیں؟'' لوگوں نے کہا: ضرور یہ زمین اسی کی ہے مگر اس نے آگے کرائے پر دے رکھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی کھیتی لو اور اسے اس کا خرچہ واپس کر دو۔'' حضرت رافع نے فرمایا: ہم نے اپنی کھیتی (فصل) لے لی اور مزارع کو اس کا خرچہ اور محنت واپس کر دی۔

وَرَوَاهُ طَارِقُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيدٍ، وَاخْتُلِفَ عَلَيْهِ فِيهِ .

طارق بن عبدالرحمٰن نے اس روایت کو سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے لیکن راویوں نے اس حدیث میں اُن پر اختلاف کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① اس مسئلے کی تفصیلات پیچھے گزر چکی ہیں۔ (دیکھیے حدیث: ۳۸۹۳) ② ''خرچہ واپس کر دو'' گویا اس فاسد عقد کی بنا پر یہ ایسے ہو گیا جیسے کسی کی زمین بلا اجازت کاشت کر دی۔ اور بلا اجازت کاشت کا یہی حکم ہے کہ زمین زمین والے کی اور بلا اجازت کاشت کرنے والے کو اس کا خرچہ واپس کیا جائے گا۔

۳۹۲۱- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ طَارِقٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ : نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَقَالَ : «إِنَّمَا يَزْرَعُ ثَلَاثَةٌ : رَجُلٌ لَهُ أَرْضٌ فَهُوَ يَزْرَعُهَا ، أَوْ رَجُلٌ مُنِحَ أَرْضًا فَهُوَ يَزْرَعُ مَا مُنِحَ ، أَوْ رَجُلٌ اسْتَكْرٰى أَرْضًا بِذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ»

۳۹۲۱- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔ حضرت سعید نے فرمایا: کاشت کار تین قسم کے ہوتے ہیں: ایک تو وہ جس کی اپنی زمین ہے اور وہ اس میں کاشت کرتا ہے۔ دوسرا وہ شخص جسے کچھ عرصے کے لیے زمین کاشت کے لیے (بطور عطیہ) دے دی جاتی ہے اور وہ اس میں کاشت کرتا ہے۔ تیسرا وہ جو زمین سونے چاندی کے عوض کرائے (ٹھیکے) پر لیتا ہے۔

۳۹۲۱- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، ح: ۳۴۰۰، انظر الحديث السابق، وابن ماجه، الرهون، باب المزارعة بالثلث والربع، ح: ۲۴۴۹ من حديث أبي الأحوص به، وهو في الكبرٰى، ح: ۴۶۱۷ . * طارق هو ابن عبدالرحمٰن، وثقه الجمهور .

مَيَّزَهُ إِسْرَائِيلُ عَنْ طَارِقٍ فَأَرْسَلَ الْكَلَامَ الْأَوَّلَ، وَجَعَلَ الْأَخِيرَ مِنْ قَوْلِ سَعِيدٍ.

(امام نسائی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ) اسرائیل نے اس روایت کو طارق سے سن کر جدا کیا' چنانچہ اس نے پہلے کلام کو مرسل کیا اور آخری کلام (إنما یزرع ثلاثة......) کے متعلق کہا کہ یہ حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ کا قول ہے' حدیث رسول نہیں۔

فائدہ: "سونے چاندی کے عوض" ٹھیکے اور بٹائی میں کوئی فرق نہیں۔ دونوں جائز ہیں بلکہ بٹائی ٹھیکے کے مقابلے میں مزارع کے لیے زیادہ مفید ہے۔ جس میں مزارع کو صرف کام کرنا پڑتا ہے' جبکہ ٹھیکے میں رقم بھی پہلے دینی پڑتی ہے اور فصل پر خرچ بھی کرنا پڑتا ہے۔ گویا ٹھیکہ امیروں کا کام ہے اور بٹائی غریبوں کا۔ اور شریعت غریبوں کی حامی ہے۔

٣٩٢٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ طَارِقٍ، عَنْ سَعِيدٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ، قَالَ سَعِيدٌ: فَذَكَرَهُ نَحْوَهُ.

٣٩٢٢- حضرت سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ سے منع فرمایا ہے۔ سعید نے کہا...... اور آگے اس (سعید) نے اسی (مذکورہ روایت) کی طرح ذکر کیا (یعنی إنما یزرع ثلاثة)۔

رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ طَارِقٍ.

سفیان ثوری نے بھی طارق سے یہ حدیث روایت کی ہے (جس طرح کہ اسرائیل نے طارق سے روایت کی ہے)۔

٣٩٢٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ - وَهُوَ ابْنُ مَيْمُونٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ طَارِقٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: لَا يُصْلِحُ الزَّرْعَ

٣٩٢٣- حضرت طارق سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سعید بن مسیب کو فرماتے سنا کہ کاشتکاری تین قسم ہی کی ہو سکتی ہے: اپنی مملوکہ زمین میں کاشت کی جائے۔ وقتی عطیے کے طور پر ملی ہوئی زمین میں کاشت کی

---

٣٩٢٢ـ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦١٨.

٣٩٢٣ـ [إسناده حسن] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦١٩. * سفيان هو الثوري، ومحمد هو ابن يوسف الفريابي.

غَيْرُ ثَلَاثٍ: أَرْضٍ يَمْلِكُ رَقَبَتَهَا، أَوْ مِنْحَةٍ، أَوْ أَرْضٍ بَيْضَاءَ يَسْتَأْجِرُهَا بِذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ.

جائے یا خالی زمین سونے چاندی (یعنی روپے پیسے) کے عوض ٹھیکے پر لے کر کاشت کی جائے۔

وَرَوَى الزُّهْرِيُّ الْكَلَامَ الْأَوَّلَ عَنْ سَعِيدٍ فَأَرْسَلَهُ.

زہری نے کلام اول کو سعید بن مسیب سے روایت کیا اور اس نے اسے مرسل بیان کیا ہے۔

٣٩٢٤- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ.

٣٩٢٤- حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔

وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ لَبِيبَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ: عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ.

محمد بن عبدالرحمٰن بن لبیبہ نے اسے سعید بن مسیب سے روایت کیا اور انھوں نے کہا کہ یہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

٣٩٢٥- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِكْرِمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ لَبِيبَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ الْمَزَارِعِ يُكْرُونَ فِي زَمَانِ

٣٩٢٥- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں فالتو زمین رکھنے والے اپنی زمینیں پانی کے نالوں کے قریب اگنے والی فصل کے عوض بٹائی پر دیا کرتے تھے۔ پھر (بسا اوقات) لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر اس کی بابت آپس میں لڑتے جھگڑتے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان

---

٣٩٢٤ـ [صحيح] وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٢٥، والكبرٰى، ح: ٤٦٢٠، ٤٦٢١، وللحديث شواهد، منها الحديث المتقدم: ٣٩٢١.

٣٩٢٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في المزارعة، ح: ٣٣٩١ من حديث إبراهيم بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٢٢، وللحديث شواهد كثيرة، انظر الحديث السابق. * عم عبيدالله هو يعقوب بن إبراهيم ابن سعد، ومحمد بن عكرمة هو ابن عبدالرحمٰن بن الحارث بن هشام، ولم يوثقه غير ابن حبان.

رَسُولِ اللهِ ﷺ مَزَارِعَهُمْ بِمَا يَكُونُ عَلَى السَّاقِي مِنَ الزَّرْعِ، فَجَاءُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَاخْتَصَمُوا فِي بَعْضِ ذٰلِكَ، فَنَهَاهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُكْرُوا بِذٰلِكَ، وَقَالَ: «أَكْرُوا بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ»

کو اس طرح بٹائی پر دینے سے منع کر دیا اور فرمایا: ''سونے چاندی (روپے پیسے) کے عوض ٹھیکے پر دیا کرو۔''

وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ سُلَيْمَانُ عَنْ رَافِعٍ، فَقَالَ: عَنْ رَجُلٍ مِنْ عُمُومَتِهِ.

سلیمان نے رافع سے یہ حدیث بیان کی تو کہا: عن رجل من عمومته (ان کے چچاؤں میں سے ایک صاحب سے)۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' لیکن شواہد کی بنا پر حدیث میں مذکورہ مسئلہ صحیح ہے۔ محقق کتاب نے بھی اس کے شواہد کا ذکر کیا ہے' نیز سنن ابی داود کی حدیث: ۳۳۹۱ کی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم ابوداود ہی کی حدیث: ۳۳۹۵ اس سے کفایت کرتی ہے۔ لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔ واللہ أعلم. ② ''منع فرما دیا'' کیونکہ اس قسم کی بٹائی سے مزارع کو نقصان ہوتا ہے۔ محنت وہ کرتا مگر اچھی اچھی فصل مالک زمین لے جاتا اور اس کو ردی فصل پر گزارا کرنا پڑتا تھا' لہٰذا آپ نے اس سے منع فرما دیا۔ البتہ اگر مطلقاً حصہ (مثلاً: کل پیداوار کا نصف یا تہائی وغیرہ) کی بنیاد پر بٹائی ہو تو نہ جھگڑا پیدا ہوگا نہ مزارع پر ظلم ہوگا' اس لیے بٹائی کی یہ صورت جائز ہے۔ ٹھیکہ بھی جائز ہے۔

٣٩٢٦- أَخْبَرَنِي زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: كُنَّا نُحَاقِلُ بِالْأَرْضِ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَنُكْرِيهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالطَّعَامِ الْمُسَمّٰى، فَجَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ رَجُلٌ مِنْ عُمُومَتِي فَقَالَ: نَهَانِي

۳۹۲۶- حضرت رافع بن خدیج ﷺ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اپنی زمینیں پیداوار کی تہائی یا چوتھائی یا مقررہ مقدار میں غلے کے عوض بٹائی پر دیا کرتے تھے۔ ایک دن میرے چچاؤں میں سے کوئی صاحب آئے اور کہنے لگے: رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایسے کام سے روک دیا ہے جو ہمارے لیے بہت مفید تھا' جبکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ

٣٩٢٦ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض بالطعام، ح:١٥٤٨/ ١١٣ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٦٢٣، وأخرجه البخاري من حديث رافع به، كما سيأتي، ح:٣٩٢٩.

رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا، وَطَوَاعِيَةُ اللهِ وَرَسُولِهِ أَنْفَعُ لَنَا، نَهَانَا أَنْ نُحَاقِلَ بِالْأَرْضِ، وَنُكْرِيهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالطَّعَامِ الْمُسَمّٰى، وَأَمَرَ رَبَّ الْأَرْضِ أَنْ يَّزْرَعَهَا، أَوْ يُزْرِعَهَا، وَكَرِهَ كِرَاءَهَا وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ».

کی اطاعت ہمارے لیے ہر چیز سے بڑھ کر مفید ہے۔ آپ نے ہمیں زمینیں پیداوار کے تہائی یا چوتھائی حصے یا معین غلے کے عوض بٹائی پر دینے سے منع فرمادیا ہے۔ اور آپ نے زمین کے مالک کو حکم دیا ہے کہ وہ خود کاشت کرے یا کسی (مسلمان بھائی) کو بلامعاوضہ کاشت کے لیے دے دے۔ آپ نے بٹائی ٹھیکے وغیرہ کو سخت ناپسند فرمایا ہے۔

أَيُّوبُ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ يَعْلٰى.

ایوب نے یعلی بن حکیم سے یہ حدیث نہیں سنی۔

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رافع بن خدیج ؓ نے یہ حدیث خود رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنی بلکہ اپنے کسی چچا کے واسطے سے سنی ہے۔ کبھی چچا کا ذکر نہیں بھی کیا۔ ممکن ہے بعد میں خود بھی جا کر رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لیا ہو۔ واللہ أعلم.

٣٩٢٧- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ يَعْلَى بْنُ حَكِيمٍ أَنِّي سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: «كُنَّا نُحَاقِلُ الْأَرْضَ نُكْرِيهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالطَّعَامِ الْمُسَمّٰى»

٣٩٢٧- ایوب بیان کرتے ہیں کہ یعلی بن حکیم نے مجھے لکھا کہ میں نے سلیمان بن یسار سے سنا' وہ حضرت رافع بن خدیج سے حدیث بیان کرتے تھے کہ حضرت رافع بن خدیج ؓ نے فرمایا: ہم اپنی فالتو زمینیں پیداوار کی تہائی یا چوتھائی یا معین غلے کے عوض بٹائی پر دیا کرتے تھے۔

رَوَاهُ سَعِيدٌ عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ.

سعید نے یہ روایت یعلی بن حکیم سے بیان کی ہے۔

فائدہ: تہائی یا چوتھائی کے عوض بٹائی پر زمین دینا تو جائز ہے' البتہ معین مقدار غلہ کے عوض جائز نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے اس زمین میں اتنا غلہ پیدا ہی نہ ہو۔ ہاں' مقررہ رقم لی جاسکتی ہے کیونکہ رقم زمین سے الگ چیز ہے۔

٣٩٢٨- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ

٣٩٢٨- حضرت رافع بن خدیج ؓ سے مروی ہے

---

٣٩٢٧ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٢٤.

٣٩٢٨ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٢٥.

قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ قَالَ: كُنَّا نُحَاقِلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَزَعَمَ أَنَّ بَعْضَ عُمُومَتِهِ أَتَاهُمْ فَقَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا، وَطَوَاعِيَةُ اللهِ وَرَسُولِهِ أَنْفَعُ لَنَا، قُلْنَا: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا، أَوْ لِيُزْرِعْهَا أَخَاهُ، وَلَا يُكَارِيهَا بِثُلُثٍ وَلَا رُبُعٍ وَلَا طَعَامٍ مُسَمًّى».

کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں زمین بٹائی پر دیا کرتے تھے۔ پھر میرے ایک چچا آئے اور کہنے لگے: مجھے رسول اللہ ﷺ نے اس کام سے روک دیا ہے جو ہمارے لیے مفید تھا۔ لیکن اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہمارے لیے ہر چیز سے بڑھ کر مفید ہے۔ ہم نے پوچھا: وہ کون سا کام ہے؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جس شخص کے پاس زمین ہو' وہ اسے خود کاشت کرے یا اپنے کسی بھائی کو (بطور تحفہ) کاشت کے لیے دے دے اور اسے پیداوار کے تہائی یا چوتھائی یا معین غلے کے عوض کرایہ پر نہ دے۔''

رَوَاهُ حَنْظَلَةُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ رَافِعٍ فَاخْتَلَفَ عَلَى رَبِيعَةَ فِي رِوَايَتِهِ.

اس حدیث کو حنظلہ بن قیس نے حضرت رافع ؓ سے روایت کیا ہے (اور حنظلہ سے ربیعہ نے روایت کیا ہے) تو ربیعہ پر اس حدیث کی روایت میں (اس کے شاگردوں کی طرف سے) اختلاف کیا گیا ہے۔

فائدہ: ربیعہ کے شاگردوں میں سے جب ان کے شاگرد لیث بیان کرتے ہیں تو وہ رافع بن خدیج کے بعد ان کے چچا کا ذکر کرتے ہیں اور مرفوعاً بیان کرتے ہیں۔ جب اوزاعی ربیعہ سے بیان کرتے ہیں تو وہ رافع سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں لیکن رافع کے بعد "عمہ" کا ذکر نہیں کرتے۔ مالک بھی اوزاعی کی طرح ہی بیان کرتے ہیں لیکن انھوں نے متن میں اوزاعی کی مخالفت کی ہے جیسا کہ حدیث: ۳۹۳۱ میں ہے۔ سفیان ثوری جب ربیعہ سے بیان کرتے ہیں تو وہ رافع سے موقوفاً بیان کرتے ہیں اور ان کے چچا کا ذکر نہیں کرتے۔ لیکن یہ اختلاف مضر نہیں کیونکہ مرفوع بیان کرنے والے راوی ثقہ ہیں اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہوتی ہے' لہٰذا اس روایت کا مرفوع ہونا راجح ہے۔ رہا رافع بن خدیج کے چچا کا مسئلہ' تو ممکن ہے پہلے انھوں نے چچا سے سنا ہو' پھر نبیٔ اکرم ﷺ سے براہ راست سن لیا ہو۔ اسی لیے صحیحین میں یہ حدیث دونوں طرح مروی ہے۔ صحیح بخاری (حدیث: ۲۳۳۹) میں "عمہ" کے ذکر کے ساتھ ہے اور صحیح مسلم (حدیث: ۱۵۴۸) میں "عمہ" کے ذکر کے ساتھ بھی اور "عمہ" کے ذکر کے بغیر بھی۔ واللہ أعلم.

٣٩٢٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ رَافِعِ ابْنِ خَدِيجٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي: أَنَّهُمْ كَانُوا يُكْرُونَ الْأَرْضَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِمَا يَنْبُتُ عَلَى الْأَرْبِعَاءِ وَشَيْءٍ مِّنَ الزَّرْعِ يَسْتَثْنِي صَاحِبُ الْأَرْضِ، فَنَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، فَقُلْتُ لِرَافِعٍ: فَكَيْفَ كِرَاؤُهَا بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ؟ فَقَالَ رَافِعٌ: لَيْسَ بِهَا بَأْسٌ بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ.

٣٩٢٩- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہتے ہیں کہ مجھے میرے چچا نے بیان فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں نالوں کے قریب اگنے والی کھیتی یا متعین غلہ جسے زمین والا خود مستثنیٰ کرتا تھا' کے عوض زمین کرائے پر دیتے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس کام سے منع فرما دیا۔ (راوی کہتا ہے:) میں نے حضرت رافع سے پوچھا: دینار اور درہم (روپے پیسے) کے عوض ٹھیکے پر زمین دینا کیسا ہے؟ تو حضرت رافع نے فرمایا: سونے چاندی (روپے پیسے) کے عوض ٹھیکے پر دینے میں کوئی حرج نہیں۔

خَالَفَهُ الْأَوْزَاعِيُّ.

امام اوزاعی رحمہ اللہ نے اس (لیث) کی مخالفت کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① "اوزاعی نے مخالفت کی ہے۔" یہ مخالفت اس طرح ہے کہ لیث اور اوزاعی دونوں ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے بیان کرتے ہیں' ربیعہ بیان کرتے ہیں حنظلہ بن قیس سے اور وہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے' لیکن لیث اپنی روایت میں حضرت رافع کے چچا کا ذکر کرتے ہیں جیسا کہ اوپر ذکر ہوا' جبکہ اوزاعی اپنی روایت میں "چچا" کا ذکر نہیں کرتے۔ ② "کوئی حرج نہیں۔" حرج تو بٹائی میں بھی کوئی نہیں اگر اس میں کوئی ظلم والی شرط نہ ہو' البتہ فالتو زمین والے کے لیے بہتر ہے کہ وہ فالتو زمین ٹھیکے یا بٹائی کی بجائے کسی غریب بھائی کو سال دو سال کے لیے ویسے ہی کاشت کرنے کے لیے دے دے۔

٣٩٣٠- أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ

٣٩٣٠- حضرت حنظلہ بن قیس انصاری سے روایت

---

٣٩٢٩ـ أخرجه البخاري، الحرث والمزارعة، باب كراء الأرض بالذهب والفضة، ح: ٢٣٤٦، ٢٣٤٧ من حديث الليث بن سعد، ومسلم، البيوع، باب كراء الأرض بالذهب والورق، ح: ١٥٤٧/ ١١٥ بعد، ح: ١٥٤٨ من حديث ربيعة الرأي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٢٦.

٣٩٣٠ـ أخرجه البخاري، ح: ٢٣٤٦ من حديث ربيعة، ومسلم، ح: ١٥٤٧/ ١١٦ من حديث عيسى بن يونس به (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٢٧.

الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسٰى - وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ - قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ رَبِيعَةَ ابْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالدِّينَارِ وَالْوَرِقِ؟ فَقَالَ: لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ، إِنَّمَا كَانَ النَّاسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يُؤَاجِرُونَ عَلَى الْمَاذِيَانَاتِ وَأَقْبَالِ الْجَدَاوِلِ فَيَسْلَمُ هٰذَا وَيَهْلِكُ هٰذَا وَيَسْلَمُ هٰذَا وَيَهْلِكُ هٰذَا، فَلَمْ يَكُنْ لِلنَّاسِ كِرَاءٌ إِلَّا هٰذَا، فَلِذٰلِكَ زُجِرَ عَنْهُ، فَأَمَّا شَيْءٌ مَعْلُومٌ مَضْمُونٌ فَلَا بَأْسَ بِهِ.

ہے کہ میں نے حضرت رافع بن خدیج ؓ سے سونے چاندی (روپے پیسے) کے عوض زمین کرائے پر دینے سے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں۔ اصل بات یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں لوگ اپنی زمینیں نالوں کے ساتھ ساتھ اور نالوں (موگھوں) کے سامنے اگنے والی فصل کے عوض بٹائی پر دیتے تھے۔ کبھی اس حصے کی فصل محفوظ رہتی اور دوسرے حصے کی ضائع ہو جاتی۔ کبھی دوسرے حصے کی فصل محفوظ رہتی اور اس حصے کی فصل ضائع ہو جاتی۔ اس وقت زمین کے کرائے کی یہ شکل ہی رائج تھی' اس لیے آپ نے اس سے منع فرما دیا۔ لیکن کوئی اور معلوم اور معین چیز (رقم) مقرر کر لی جائے جس کا کوئی ضامن بھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔

وَافَقَهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَلٰى إِسْنَادِهِ، وَخَالَفَهُ فِي لَفْظِهِ.

مالک بن انس نے اس (اوزاعی) کی سند میں موافقت کی ہے اور اس (اوزاعی) کے الفاظ میں اس کی مخالفت کی ہے۔

**فوائد ومسائل:** ① "موافقت کی ہے۔" اس سند میں موافقت اس طرح سے ہے کہ جس طرح امام اوزاعی نے اپنی سند میں رافع بن خدیج کے چچا کا ذکر نہیں کیا اسی طرح امام مالک بن انس نے بھی سند میں رافع بن خدیج کے چچا کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن دونوں کے الفاظ حدیث میں کچھ فرق ہے اگرچہ الفاظ کے اس فرق کی وجہ سے حدیث کے معنی اور مفہوم میں کوئی فرق یا اثر نہیں پڑتا۔ واللہ أعلم۔ ② گویا منع فرمانے کی وجہ وہ ظالمانہ شرائط تھیں جن کی بنا پر مزارع کو سراسر نقصان ہوتا تھا کہ زمین میں سے اچھے حصوں کی فصل مالک اپنے لیے خاص کر لیتے تھے اور ناکارہ حصوں کی فصل پر مزارع کو ٹرخا دیا جاتا تھا۔ چونکہ یہ ظلم تھا' لہٰذا شریعت نے اس سے منع فرما دیا۔ اگر کوئی ظالمانہ شرط نہ ہو تو بٹائی میں بھی کوئی حرج نہیں۔ (دیکھیے' حدیث: ۳۹۲۵)

٣٩٣١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ رَبِيعَةَ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ؟ فَقَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ، قُلْتُ: بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ قَالَ: لَا، إِنَّمَا نَهٰى عَنْهَا بِمَا تُخْرِجُ الْأَرْضُ مِنْهَا، فَأَمَّا الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ فَلَا بَأْسَ.

٣٩٣١- حضرت حنظلہ بن قیس سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے زمین کرائے پر دینے کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے زمین کرائے (بٹائی) پر دینے سے منع فرمایا ہے۔ میں نے کہا: سونے چاندی (دینار' درہم یعنی روپے پیسے) کے ساتھ بھی؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے تو صرف زمین کی پیداوار کے عوض دینے سے منع فرمایا تھا۔ سونے چاندی کے عوض تو کوئی حرج نہیں۔

رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَبِيعَةَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

سفیان ثوری رحمہ اللہ نے بھی یہ روایت ربیعہ سے بیان کی ہے' لیکن انھوں نے اسے مرفوع بیان نہیں کیا۔ (لیکن اس کا کوئی نقصان نہیں ہے کیونکہ اکثر لوگوں نے اسے مرفوع بیان کیا ہے۔)

٣٩٣٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ وَكِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ الْبَيْضَاءِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ؟ فَقَالَ: حَلَالٌ لَا بَأْسَ بِهِ، ذٰلِكَ فَرْضُ الْأَرْضِ.

٣٩٣٢- حضرت حنظلہ بن قیس سے مروی ہے' کہتے ہیں کہ میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے خالی زمین سونے چاندی کے عوض ٹھیکے پر دینے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: جائز ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ منع تو تب ہے جب زمین کی پیداوار کے حصے کے عوض دی جائے۔

رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ وَرَفَعَهُ، كَمَا رَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ رَبِيعَةَ.

یحییٰ بن سعید نے بھی یہ روایت حنظلہ بن قیس سے بیان کی ہے اور انھوں نے اسے مرفوع بیان کیا ہے۔

---

٣٩٣١_ أخرجه مسلم من حديث مالك به، انظر الحديث المتقدم: ٣٩٢٩، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٧١١، والكبرٰى، ح: ٤٦٢٩.

٣٩٣٢_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٣٠.

جس طرح کہ امام مالک بن انس رحمہ اللہ نے ربیعہ سے مرفوع بیان کیا ہے۔

فائدہ: معلوم یوں ہوتا ہے کہ سونے چاندی کے عوض جائز قرار دینا حضرت رافع بن خدیج کا اپنا اجتہاد ہے جیسا کہ آئندہ حدیث سے واضح ہو رہا ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ نے جس انداز سے بٹائی سے منع فرمایا ہے اس انداز کے مطابق تو سونے چاندی کے عوض بھی درست نہ ہونا چاہیے کیونکہ آپ نے غرباء سے ہمدردی کے طور پر بٹائی سے روکا ہے جیسا کہ سابقہ احادیث میں صراحت ہے' لہٰذا سونے چاندی کے عوض بھی منع ہونا چاہیے کیونکہ یہ بھی غریب سے ہمدردی کے خلاف ہے بلکہ غریب کے لیے بٹائی ٹھیکے سے بہتر ہے۔ (دیکھیے' حدیث: ۳۹۲۱)

٣٩٣٣- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ كِرَاءِ أَرْضِنَا، وَلَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ ذَهَبٌ وَلَا فِضَّةٌ، فَكَانَ الرَّجُلُ يُكْرِي أَرْضَهُ بِمَا عَلَى الرَّبِيعِ وَالْأَقْبَالِ وَأَشْيَاءَ مَعْلُومَةٍ. وَسَاقَهُ.

۳۹۳۳- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اپنی زمینیں بٹائی پر دینے سے منع فرمایا۔ ان دنوں سونے چاندی کے عوض زمین دینے کا رواج نہ تھا بلکہ آدمی اپنی زمین نالوں کے قریب اگنے والی فصل اور معین غلے کے عوض بٹائی پر دیتا تھا' پھر راوی نے پوری حدیث بیان کی۔

رَوَاهُ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، وَاخْتُلِفَ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِيهِ.

یہ حدیث سالم بن عبداللہ بن عمر نے رافع بن خدیج سے بیان کی ہے اور اس حدیث میں امام زہری پر اختلاف کیا گیا ہے۔ (زہری کے شاگردوں نے اختلاف کیا ہے۔ زہری کی بیان کردہ روایات کو دیکھنے سے یہ بات سمجھ میں آ جاتی ہے۔)

---

٣٩٣٣- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٣١.

٣٩٣٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ عَنْ جُوَيْرِيَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، وَذَكَرَ نَحْوَهُ.

تَابَعَهُ عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ.

۳۹۳۴- حضرت سالم بن عبداللہ نے بھی یہ حدیث اسی طرح بیان فرمائی ہے۔

عقیل بن خالد نے اس (امام مالک) کی متابعت کی ہے۔

فائدہ: یہ روایت امام زہری سے بیان کرنے والے کئی لوگ ہیں' مثلاً: امام مالک' عقیل بن خالد اور شعیب بن ابوحمزہ وغیرہ۔ امام مالک اور عقیل بن خالد دونوں نے یہ روایت موصول بیان کی ہے' جبکہ شعیب بن ابوحمزہ نے اسے مرسل بیان کیا ہے۔ لیکن اس اختلاف سے حدیث کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ موصول بیان کرنے والے راوی ثقہ ہیں۔ واللہ أعلم.

٣٩٣٥- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ ابْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ: أَخْبَرَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُكْرِي أَرْضَهُ حَتَّى بَلَغَهُ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ كَانَ يَنْهَى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ، فَلَقِيَهُ عَبْدُ اللهِ فَقَالَ: يَا ابْنَ خَدِيجٍ! مَاذَا تُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي كِرَاءِ الْأَرْضِ؟ فَقَالَ رَافِعٌ لِعَبْدِ اللهِ:

۳۹۳۵- حضرت سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ اپنی زمین بٹائی پر دیتے تھے حتی کہ انھیں معلوم ہوا کہ حضرت رافع بن خدیج ؓ بٹائی سے روکتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر ان سے ملے اور کہا: اے ابن خدیج! زمین کی بٹائی کے متعلق آپ رسول اللہ ﷺ سے کیا بیان کرتے ہیں؟ تو حضرت رافع نے کہا: میں نے اپنے دو چچاؤں سے سنا ہے اور وہ دونوں بدری صحابی تھے' وہ اپنے گھر والوں کو بتا رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کرائے پر دینے

---

٣٩٣٤- أخرجه البخاري، المغازي، باب(١٢)، ح: ٤٠١٢، ٤٠١٣ عن عبدالله بن محمد بن أسماء به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٣٢، والموطأ(يحيى): ٢/ ٧١١، وهو متفق عليه من حديث الزهري به، وانظر الحديث الآتي.

٣٩٣٥- أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح: ١٥٤٧/ ١١٢ عن عبدالملك بن شعيب به، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٣٣، انظر الحديث السابق.

سَمِعْتُ عَمَّيَّ وَكَانَا قَدْ شَهِدَا بَدْرًا، يُحَدِّثَانِ أَهْلَ الدَّارِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ، قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَلَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّ الْأَرْضَ تُكْرٰى، ثُمَّ خَشِيَ عَبْدُ اللهِ أَنْ يَكُونَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَحْدَثَ فِي ذٰلِكَ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ يَعْلَمُهُ، فَتَرَكَ كِرَاءَ الْأَرْضِ.

سے منع کیا ہے جبکہ میں جانتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں زمینیں بٹائی پر دی جاتی تھیں (اور آپ منع نہیں فرماتے تھے)۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کو خدشہ محسوس ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں کوئی حکم جاری فرمایا ہو مگر مجھے پتا نہ چلا ہو اس لیے انھوں نے زمین بٹائی پر دینی چھوڑ دی۔

أَرْسَلَهُ شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ.

شعیب بن ابوحمزہ نے اس روایت کو مرسل بیان کیا ہے۔

فائدہ: بارہا گزر چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت کی مروجہ بٹائی سے روکا تھا جس میں معاوضہ مخصوص مقامات کی فصل یا معین مقدار میں غلہ طے پاتا تھا۔ یا آپ نے بڑے بڑے زمینداروں کو ازراہ ہمدردی مفت زمین دینے کی رغبت دلائی تھی ورنہ بٹائی صحیح شرائط کے ساتھ آپ کے دور میں جاری تھی۔ خیبر کو آپ نے خود بٹائی پر دیا۔ خلفائے راشدین کے دور میں ایسے ہوتا رہا۔ بڑے بڑے مجتہد صحابہ بٹائی پر دیتے رہے لہٰذا محقق بات یہی ہے کہ بٹائی پر زمین دینا درست ہے۔

٣٩٣٦- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: بَلَغَنَا أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ عَمَّيْهِ وَكَانَا - يَزْعُمُ - شَهِدَا بَدْرًا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ.

٣٩٣٦- حضرت رافع بن خدیج ؓ بیان فرماتے ہیں کہ میرے دو چچا جو بدری صحابی تھے بیان فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

رَوَاهُ عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعَيْبٍ، وَلَمْ يَذْكُرْ عَمَّيْهِ.

(جس طرح بشر بن شعیب نے یہ روایت اپنے باپ شعیب سے بیان کی ہے اسی طرح) عثمان بن سعید نے (بھی) یہ روایت شعیب سے بیان کی ہے۔ لیکن (بشر

٣٩٣٦ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٣٤.

کے برعکس) اس (شعیب) نے رافع بن خدیج کے دو چچاؤں کا ذکر نہیں کیا۔

٣٩٣٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعَيْبٍ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: كَانَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: لَيْسَ بِاسْتِكْرَاءِ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ بَأْسٌ، وَكَانَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ ذٰلِكَ.

٣٩٣٧- حضرت زہری سے روایت ہے کہ حضرت ابن مسیب فرماتے تھے کہ سونے چاندی کے بدلے میں زمین کرائے پر دینا منع نہیں لیکن حضرت رافع بن خدیج ؓ بیان فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

وَافَقَهُ عَلٰى إِرْسَالِهِ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ الْحَارِثِ.

(امام زہری کے شاگردوں میں سے) عبدالکریم بن حارث نے اس (شعیب بن ابوحمزہ) کی موافقت میں اس حدیث کو مرسل بیان کیا ہے۔ (اور شعیب کی طرح عبدالکریم نے بھی امام زہری اور حضرت رافع بن خدیج ؓ کے درمیان حضرت سالم کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔)

٣٩٣٨- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو خُزَيْمَةَ عَبْدُ اللهِ بْنُ طَرِيفٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ. فَسُئِلَ رَافِعٌ بَعْدَ ذٰلِكَ، كَيْفَ كَانُوا يُكْرُونَ الْأَرْضَ؟ قَالَ: بِشَيْءٍ مِنَ الطَّعَامِ

٣٩٣٨- حضرت ابن شہاب زہری سے روایت ہے کہ حضرت رافع بن خدیج ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔ ابن شہاب (امام زہری) نے کہا کہ اس کے بعد حضرت رافع سے پوچھا گیا کہ اس دور میں لوگ زمین کرائے پر کیسے دیتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: یا تو معین غلے کے عوض یا یہ شرط لگاتے تھے کہ جو فصل پانی کے نالوں کے ساتھ ساتھ یا پانی کے موگھے کے سامنے

---

٣٩٣٧_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٣٥.

٣٩٣٨_ [صحيح] تقدم، ح: ٣٩٣٦ وغيره، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٣٦.

مُسَمًّى، وَيُشْتَرَطُ أَنَّ لَنَا مَا تُنْبِتُ مَاذِيَانَاتُ الْأَرْضِ وَأَقْبَالُ الْجَدَاوِلِ.

سامنے اگے گی وہ ہماری ہوگی۔

رَوَاهُ نَافِعٌ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، وَاخْتُلِفَ عَلَيْهِ فِيهِ.

یہ روایت نافع نے حضرت رافع بن خدیج ؓ سے بیان کی ہے اور اس حدیث میں نافع پر اختلاف کیا گیا ہے۔

**فوائد ومسائل:** ① ''اختلاف کیا گیا ہے۔'' وہ اختلاف - واللہ اعلم - یہ ہے کہ حضرت نافع کے کئی شاگردوں نے ان سے یہ روایت بیان کی، مثلاً: موسیٰ بن عقبہ، ابن عون، ایوب، کثیر بن فرقد، عبیداللہ بن عمر اور جویریہ بن اسماء وغیرہ۔ لیکن ان تمام شاگردوں میں سے کوئی تو اپنے استاد حضرت نافع سے یہی روایت بیان کرتے ہوئے "عمومته" کے الفاظ بیان کرتا ہے اور کوئی "بعض عمومته" کے، جب کہ کوئی ان الفاظ کے بغیر ہی یہ روایت بیان کرتا ہے۔ ② یہ صورتیں تو قطعاً منع ہیں کیونکہ ایسی شرائط صریح ظلم ہیں اور ان میں مزارع کا واضح طور نقصان ہے جسے شریعت جائز قرار نہیں دے سکتی تھی، البتہ زمین عام بٹائی پر دینا جائز ہے۔

٣٩٣٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا فُضَيْلٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ أَخْبَرَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ: أَنَّ عُمُومَتَهُ جَاؤُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، ثُمَّ رَجَعُوا فَأَخْبَرُوا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ، فَقَالَ عَبْدُاللهِ: قَدْ عَلِمْنَا أَنَّهُ كَانَ صَاحِبَ مَزْرَعَةٍ يُكْرِيهَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، عَلَى أَنَّ لَهُ مَا عَلَى الرَّبِيعِ السَّاقِي الَّذِي يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْمَاءُ، وَطَائِفَةٌ مِّنَ التِّبْنِ لَا أَدْرِي كَمْ هِيَ؟

٣٩٣٩- حضرت رافع بن خدیج ؓ نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کو بتایا کہ میرے چچا رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔ پھر واپس آئے تو انھوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کرائے پر دینے سے منع فرما دیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر فرمانے لگے: ہم قطعاً جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں زمین والا پانی کے نالوں، جہاں سے پانی فصل کو لگتا تھا، کے قریب اگنے والی فصل کے عوض یا معین توڑی وغیرہ کے عوض بٹائی پر دیتا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ اس (معین توڑی) کی مقدار کتنی تھی۔ (اور آپ نے اسی سے منع فرمایا ہے نہ کہ عام بٹائی سے۔)

رَوَاهُ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ فَقَالَ: عَنْ بَعْضِ

یہ روایت ابن عون نے حضرت نافع سے بیان کی

---

٣٩٣٩ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٣٩٣٤، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٣٧. * فضيل هو ابن سليمان اليمزي.

عُمُومَتِهِ.

ہے تو انھوں نے "عن بعض عمومته" کے الفاظ ذکر کیے ہیں۔

فائدہ: امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس حدیث میں بیان کردہ بٹائی کی صورت کو جائز سمجھتے تھے اور اس پر عمل بھی کرتے تھے کیونکہ ان کو نہی کا علم نہ تھا' بعد میں ان کو حضرت رافع بن خدیج نے نہی کے بارے میں بتایا تو وہ اس سے رک گئے۔ جیسا کہ حدیث: ۳۹۳۵ میں ذکر ہے۔

٣٩٤٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَأْخُذُ كِرَاءَ الْأَرْضِ، فَبَلَغَهُ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ شَيْءٌ، فَأَخَذَ بِيَدِي فَمَشٰى إِلٰى رَافِعٍ وَأَنَا مَعَهُ، فَحَدَّثَهُ رَافِعٌ عَنْ بَعْضِ عُمُومَتِهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ فَتَرَكَ عَبْدُ اللهِ بَعْدُ.

۳۹۴۰- حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما زمین کا کرایہ لیا کرتے تھے' پھر انھیں حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے کوئی روایت پہنچی تو انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور حضرت رافع کے پاس چلے گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ حضرت رافع نے انھیں اپنے کسی چچا کے حوالے سے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے' پھر اس کے بعد حضرت عبداللہ نے کرایہ لینا چھوڑ دیا۔

٣٩٤١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُ كِرَاءَ الْأَرْضِ، حَتّٰى حَدَّثَهُ رَافِعٌ عَنْ بَعْضِ عُمُومَتِهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ فَتَرَكَهَا بَعْدُ.

۳۹۴۱- حضرت نافع سے منقول ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما زمین کا کرایہ لیا کرتے تھے حتی کہ انھیں حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے اپنے کسی چچا سے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کا کرایہ لینے سے منع فرمایا ہے۔ اس کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کرایہ لینا چھوڑ دیا۔

رَوَاهُ أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ رَافِعٍ، وَلَمْ

یہ روایت ایوب نے بھی نافع عن رافع کی سند

---

٣٩٤٠ـ أخرجه مسلم، ح:١٥٤٧/ ١١١ (انظر الحديث المتقدم: ٣٩٢٦، ٣٩٣٥) من حديث يزيد بن هارون به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٦٣٨.

٣٩٤١ـ أخرجه مسلم من حديث عبدالله بن عون به، انظر الحديث السابق. وهو في الكبرٰى، ح:٤٦٣٩.

يَذْكُرْ عُمُومَتَهُ.

سے بیان کی ہے لیکن انھوں نے "عمومته" یعنی حضرت رافع رضی اللہ عنہ کے چچا کا ذکر نہیں کیا۔

٣٩٤٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُكْرِي مَزَارِعَهُ حَتَّى بَلَغَهُ فِي آخِرِ خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ، أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يُخْبِرُ فِيهَا بِنَهْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَتَاهُ وَأَنَا مَعَهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْهٰى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ، فَتَرَكَهَا ابْنُ عُمَرَ بَعْدُ، فَكَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْهَا قَالَ: زَعَمَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْهَا.

٣٩٤٢- حضرت نافع سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی زمین بٹائی پر دیا کرتے تھے حتی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری دنوں میں ان کو معلوم ہوا کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے نہی بیان کرتے ہیں' چنانچہ وہ ان کے پاس گئے' میں بھی ان کے ساتھ تھا' اور ان سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ زمینوں کے کرائے سے منع فرماتے تھے' اس لیے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے بعد یہ کام چھوڑ دیا۔ پھر جب ان سے اس کے متعلق پوچھا جاتا تھا تو وہ فرماتے تھے کہ رافع بن خدیج کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا تھا۔

وَافَقَهُ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَكَثِيرُ بْنُ فَرْقَدٍ وَجُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ.

عبیداللہ بن عمر' کثیر بن فرقد اور جویریہ بن اسماء نے اس (ایوب) کی موافقت کی ہے۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جس طرح ایوب نے حضرت رافع رضی اللہ عنہ کے "کسی چچا" کا ذکر نہیں کیا اسی طرح اس کی موافقت کرتے ہوئے مذکورہ تینوں حضرات نے بھی چچے کا ذکر نہیں کیا۔

٣٩٤٣- أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِاللهِ ابْنِ عَبْدِالْحَكَمِ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا

٣٩٤٣- حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما زمینیں کرائے پر دیا کرتے تھے۔

---

٣٩٤٢- أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح:١٥٤٧/١٠٩ من حديث يزيد بن زريع، والبخاري، الحرث والمزارعة، باب ما كان من أصحاب النبي ﷺ يواسي بعضهم بعضًا في الزراعة والثمر، ح:٢٣٤٤ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٦٤٠.

٣٩٤٣- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٤٦٤١.

شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقَدٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُكْرِي الْمَزَارِعَ، فَحُدِّثَ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يَأْثُرُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ، قَالَ نَافِعٌ: فَخَرَجَ إِلَيْهِ عَلَى الْبَلَاطِ وَأَنَا مَعَهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: نَعَمْ نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ، فَتَرَكَ عَبْدُ اللهِ كِرَاءَهَا.

انھیں بتایا گیا کہ حضرت رافع بن خدیج ؓ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ حضرت نافع نے کہا کہ حضرت ابن عمر بلاط میں ان کے پاس گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ آپ نے ان سے (اس کے متعلق) پوچھا تو انھوں نے کہا: ہاں' واقعتاً رسول اللہ ﷺ نے زمینوں کا کرایہ لینے سے منع فرمایا ہے' اس لیے حضرت عبداللہ نے زمینوں کا کرایہ لینا چھوڑ دیا۔

فوائد ومسائل: ① کرائے کی دو صورتیں ہیں: ایک زمین کی پیداوار کا حصہ' دوسری رقم۔ اگر زمین پیداوار کے حصے کے عوض دی جائے تو اسے بٹائی کہتے ہیں اور اگر رقم کے عوض کاشت کے لیے دی جائے تو اسے ٹھیکہ کہتے ہیں۔ عربی زبان میں دونوں کو کراء کہتے ہیں۔ ② بلاط، مسجد نبوی اور بازار کے درمیان ایک جگہ کا نام تھا جہاں لوگ اکٹھے ہوتے تھے۔

٣٩٤٤- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ رَجُلًا أَخْبَرَ ابْنَ عُمَرَ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يَأْثُرُ فِي كِرَاءِ الْأَرْضِ حَدِيثًا فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ أَنَا وَالرَّجُلُ الَّذِي أَخْبَرَهُ حَتّٰى أَتٰى رَافِعًا، فَأَخْبَرَهُ رَافِعٌ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ، فَتَرَكَ عَبْدُ اللهِ كِرَاءَ الْأَرْضِ.

٣٩٤٤- حضرت نافع سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کو بتلایا کہ حضرت رافع بن خدیج ؓ زمین کرائے پر دینے کے متعلق ایک حدیث نقل فرماتے ہیں۔ میں اور وہ آدمی جس نے آپ کو یہ بتایا تھا' آپ کے ساتھ چلے حتی کہ آپ حضرت رافع ؓ کے پاس آئے تو انھوں نے آپ کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کرائے پر دینے سے روکا ہے۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ ؓ نے زمین کرائے پر دینا چھوڑ دی۔

٣٩٤٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

٣٩٤٥- حضرت نافع سے منقول ہے کہ حضرت

---

٣٩٤٤ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٤٢.

٣٩٤٥ـ أخرجه البخاري، الإجارة، باب: إذا استأجر أرضًا فمات أحدهما، ح: ٢٢٨٦ من حديث جويرية بن◄◄

يَزِيدَ الْمُقْرِئُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ حَدَّثَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ.

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے زمینیں کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

٣٩٤٦- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُكْرِي أَرْضَهُ بِبَعْضِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، فَبَلَغَهُ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يَزْجُرُ عَنْ ذٰلِكَ، وَقَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، قَالَ: كُنَّا نُكْرِي الْأَرْضَ قَبْلَ أَنْ نَّعْرِفَ رَافِعًا، ثُمَّ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلٰى مَنْكِبِي حَتّٰى دُفِعْنَا إِلٰى رَافِعٍ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ: أَسَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ؟ فَقَالَ رَافِعٌ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَا تُكْرُوا الْأَرْضَ بِشَيْءٍ».

۳۹۴۶-حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی زمین اس کی کچھ پیداوار کے عوض بٹائی پر دیا کرتے تھے۔ ان کو معلوم ہوا کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ اس سے روکتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے: ہم تو رافع کو پہچاننے سے بھی پہلے زمین بٹائی پر دیا کرتے تھے۔ پھر انھوں نے اپنے دل میں شک سا محسوس کیا اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھا حتی کہ ہم حضرت رافع کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت عبداللہ انھیں کہنے لگے: کیا آپ نے نبی اکرم ﷺ کو زمین بٹائی پر دینے سے منع فرماتے سنا ہے؟ حضرت رافع نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''زمین کو کسی بھی چیز کے عوض کرائے پر نہ دو۔''

٣٩٤٧- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ وَنَافِعٍ أَخْبَرَاهُ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ.

۳۹۴۷-حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

---

﴿﴿ أسماء به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٤٣.

٣٩٤٦ـ[صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٤٤. * حفص بن غياث عنعن، تقدم، ح: ١٦٦٢، وللحديث شواهد.

٣٩٤٧ـ[صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٤٥.

رَوَاهُ ابْنُ عُمَرَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، وَاخْتُلِفَ عَلَى عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ.

اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (اور عبداللہ بن عمر سے عمرو بن دینار بیان کرتے ہیں) تو عمرو بن دینار پر اختلاف کیا گیا ہے۔

فائدہ: عمرو بن دینار سے یہ حدیث بیان کرنے والے اس کے کئی ایک شاگرد ہیں' مثلاً: سفیان بن عیینہ' ابن جریج' حماد بن زید اور محمد بن مسلم۔ کسی شاگرد نے حدیث بیان کرتے ہوئے عمرو بن دینار عن ابن عمر کہا ہے' کسی نے عمرو بن دینار عن جابر کہا ہے اور کسی نے دونوں حدیثوں کو ملا دیا ہے اور عمرو بن دینار عن ابن عمر و جابر کہہ دیا ہے۔ واللہ أعلم.

٣٩٤٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: كُنَّا نُخَابِرُ وَلَا نَرٰى بِذٰلِكَ بَأْسًا، حَتّٰى زَعَمَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُخَابَرَةِ.

۳۹۴۸- حضرت عمرو بن دینار نے کہا: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا کہ ہم زمین بٹائی پر دیا کرتے تھے اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے حتی کہ رافع بن خدیج نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بٹائی سے منع فرمایا ہے۔

٣٩٤٩- أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ يَقُولُ: أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ وَهُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْخِبْرِ فَيَقُولُ مَا كُنَّا نَرٰى بِذٰلِكَ بَأْسًا، حَتّٰى أَخْبَرَنَا عَامَ الْأَوَّلِ ابْنُ خَدِيجٍ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَنْهٰى عَنِ الْخِبْرِ.

۳۹۴۹- حضرت عمرو بن دینار بیان کرتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا' جبکہ ان سے بٹائی کے بارے میں پوچھا گیا تھا: ہم اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے حتی کہ رافع بن خدیج نے ہمیں پہلے سال بتلایا کہ انھوں نے نبی اکرم ﷺ کو بٹائی سے منع فرماتے سنا ہے۔

وَافَقَهُمَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ.

حماد بن زید نے ان دونوں (سفیان بن عیینہ اور

---

٣٩٤٨ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح:١٠٧/١٥٤٧ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرى، ح:٤٦٤٦.

٣٩٤٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:٤٦٤٧. * حجاج هو ابن محمد الأعور.

ابن جریج) کی موافقت کی ہے۔

**فوائد و مسائل:** ① ”موافقت کی ہے۔“ وہ موافقت اس طرح سے ہے کہ جس طرح حضرت سفیان بن عیینہ اور ابن جریج نے اپنی روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بجائے کہا ہے کہ عمرو بن دینار نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے‘ اسی طرح حماد بن زید نے بھی‘ اس روایت میں جابر کے بجائے کہا ہے کہ عمرو بن دینار نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے۔ ② ”پہلے سال“ حدیث: ۳۹۴۲ میں گزر چکا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری دنوں کی یہ بات ہے‘ لہٰذا یہاں پہلے سال سے مراد یہ ہو سکتا ہے کہ یزید کی حکومت کا پہلا سال ہو یا حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی حکومت کا۔ واللہ أعلم.

٣٩٥٠- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: كُنَّا لَا نَرٰى بِالْخِبْرِ بَأْسًا، حَتّٰى كَانَ عَامَ الْأَوَّلِ، فَزَعَمَ رَافِعٌ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْهُ.

۳۹۵۰- حضرت عمرو بن دینار سے منقول ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا کہ ہم بٹائی میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے حتی کہ (یزید یا حضرت ابن زبیر کی خلافت کا) پہلا سال ہوا تو رافع کہنے لگے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

خَالَفَهُ عَارِمٌ فَقَالَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرٍ.

عارم نے اس (یحییٰ بن حبیب) کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے: عن حماد‘ عن عمرو‘ عن جابر.

**فائدہ:** اس کی وضاحت یہ ہے کہ اس سے پہلے یہ بات بیان ہوئی تھی کہ حماد بن زید نے اپنی روایت میں سفیان اور ابن جریج کی موافقت کی ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بجائے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا ہے‘ جبکہ اس روایت میں حضرت جابر کا ذکر کیا گیا ہے۔ دراصل یہ اختلاف حماد کے شاگردوں میں ہے۔ یحییٰ بن حبیب اور عارم دونوں حماد کے شاگرد ہیں۔ یحییٰ بن حبیب جب بیان کرتا ہے تو ابن عمر کا ذکر کرتا ہے‘ اور عارم‘ ابن عمر کے بجائے حضرت جابر کا ذکر کرتا ہے۔ واللہ أعلم.

٣٩٥١- حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ

۳۹۵۱- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے زمین کرایہ پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

---

٣٩٥٠- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٤٨.

٣٩٥١- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٣٨، ٣٣٩ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٤٩.

النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ.

تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ الطَّائِفِيُّ.

محمد بن مسلم طائفی نے اس (حماد بن زید) کی متابعت کی ہے۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جس طرح سابقہ روایت میں "حماد بن زید عن عمرو بن دینار عن جابر بن عبداللہ" ہے اسی طرح اس روایت میں بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بجائے حضرت جابر ہی مذکور ہے۔ الفاظ یہ ہیں:
محمد بن مسلم عن عمرو بن دينار عن جابر. والله أعلم.

٣٩٥٢- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا [شُرَيْحٌ] قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُخَابَرَةِ، وَالْمُحَاقَلَةِ، وَالْمُزَابَنَةِ.

٣٩٥٢- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے مخابرہ، محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا۔

جَمَعَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ الْحَدِيثَيْنِ فَقَالَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ.

سفیان بن عیینہ نے (دونوں صحابہ کی) دو حدیثوں کو جمع کر دیا ہے اور کہا ہے: "عن ابن عمر و جابر۔"

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ٣٩١٠.

٣٩٥٣- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا [ابْنُ الْمِسْوَرِ] قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ

٣٩٥٣- حضرت ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پھل کی فروخت سے منع فرمایا ہے حتی کہ وہ پک جائے۔ اور آپ نے مخابرہ سے بھی منع فرمایا ہے کہ زمین کو پیداوار کے تہائی یا چوتھائی حصے کے عوض بٹائی پر دیا جائے۔

---

٣٩٥٢- [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٥٠، وله شواهد كثيرة، انظر، ح: ٣٩٤٨ وغيره. * شريح هو ابن النعمان.

٣٩٥٣- أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح: ١٥٣٦/ ٩٣ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٥١، ٤٦٥٢. * عبدالله بن محمد بن عبدالرحمٰن بن المسور بن مخرمة يروي عن سفيان بن عيينة كما في الكبرٰى وتحفة الأشراف، وقوله: "ثنا ابن المسور" خطأ، فليصحح.

وَنَهٰى عَنِ الْمُخَابَرَةِ، كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ.

رَوَاهُ أَبُو النَّجَاشِيِّ عَطَاءُ بْنُ صُهَيْبٍ وَاخْتُلِفَ عَلَيْهِ فِيهِ.

اسے ابوالنجاشی عطاء بن صہیب نے روایت کیا ہے اور اس حدیث میں اس پر اختلاف کیا گیا ہے۔

**فوائد ومسائل:** ① ''اختلاف کیا گیا ہے۔'' اختلاف یہ ہے کہ یحییٰ بن ابوکثیر جب ابوالنجاشی سے بیان کرتے ہیں تو وہ اس روایت کو رافع بن خدیج کی مسند بناتے ہیں' لیکن اوزاعی جب ابوالنجاشی سے بیان کرتے ہیں تو وہ اسے رافع کے چچا ظہیر بن رافع کی مسند بناتے ہیں جیسا کہ آئندہ روایت میں ہے۔ دونوں طرح صحیح ہے جیسا کہ پیچھے ذکر ہو چکا ہے۔ یہ حدیث صحیحین میں دونوں طرح مروی ہے۔ ② کچے پھل کی فروخت سے روکنے کی وجہ حدیث: ۳۹۱۰ میں ذکر ہو چکی ہے' البتہ وہ پھل اس حکم سے مستثنیٰ ہیں جنھیں استعمال ہی کچا کیا جاتا ہے۔ ③ پکنے سے مراد بھی بالکل کھانے کے لیے تیار ہو جانا نہیں بلکہ رنگ بدل جانا مراد ہے' یعنی جو پھل زرد ہو جائیں' اور جو سرخ ہو کر پکتے ہیں' وہ سرخ ہو جائیں اور جو رنگ نہیں بدلتے' وہ کچھ نرم ہو جائیں۔ واللہ أعلم.

**٣٩٥٤-** أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الطَّبَرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بَحْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو النَّجَاشِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي رَافِعُ ابْنُ خَدِيجٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِرَافِعٍ: «أَتُؤَاجِرُونَ مَحَاقِلَكُمْ»؟ قُلْتُ: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللهِ! نُؤَاجِرُهَا عَلَى الرُّبُعِ وَعَلَى الْأَوْسَاقِ مِنَ الشَّعِيرِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَفْعَلُوا، اِزْرَعُوهَا أَوْ أَعِيرُوهَا أَوْ أَمْسِكُوهَا»

**۳۹۵۴-** حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ''کیا تم اپنی فالتو زمینیں بٹائی پر دیتے ہو؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں' اے اللہ کے رسول! ہم انھیں پیداوار کے چوتھائی حصے یا چند وسق جو کے عوض بٹائی پر دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے نہ کرو' خود کاشت کرو یا کسی کو ایک دو سال کے لیے (عاریتاً) بلا معاوضہ کاشت کے لیے دے دو' ورنہ رکھے رکھو۔''

---

**٣٩٥٤-** أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض بالطعام، ح: ١٥٤٨/ ١١٤ من حديث أبي النجاشي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٥٣.

خَالَفَهُ الْأَوْزَاعِيُّ فَقَالَ: عَنْ رَافِعٍ، عَنْ رَافِعٍ، عَنْ ظُهَيْرِ بْنِ رَافِعٍ.

اوزاعی نے اس (یحییٰ بن ابو کثیر) کی مخالفت کی ہے اور اس نے کہا ہے: عن رافع عن ظهير بن رافع.

فائدہ: ''مخالفت کی ہے۔'' یہ مخالفت مسند بنانے میں ہے جیسا کہ پچھلی حدیث میں بیان ہوا ہے۔ دیکھیے، حدیث: ۳۹۵۳ کا فائدہ: ۱.

۳۹۵۵- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ أَبِي النَّجَاشِيِّ عَنْ رَافِعٍ قَالَ: أَتَانَا ظُهَيْرُ بْنُ رَافِعٍ فَقَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا رَافِقًا قُلْتُ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: أَمْرُ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ حَقٌّ، سَأَلَنِي كَيْفَ تَصْنَعُونَ فِي مَحَاقِلِكُمْ؟ قُلْتُ: نُؤَاجِرُهَا عَلَى الرُّبُعِ وَالْأَوْسَاقِ مِنَ التَّمْرِ أَوِ الشَّعِيرِ، قَالَ: «فَلَا تَفْعَلُوا، اِزْرَعُوهَا أَوْ أَزْرِعُوهَا أَوْ أَمْسِكُوهَا».

۳۹۵۵- حضرت رافع سے روایت ہے کہ ہمارے پاس حضرت ظہیر بن رافع آئے اور فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے کام سے روک دیا ہے جو ہمارے لیے مفید تھا۔ میں نے کہا: وہ کیا؟ وہ فرمانے لگے: اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہی صحیح اور برحق ہے۔ آپ نے مجھ سے پوچھا: ''تم اپنی (زائد) زمینوں کو کیا کرتے ہو؟'' میں نے کہا: ہم انھیں پیداوار کے تہائی یا چوتھائی حصے اور چند وسق کھجوروں یا جو کے عوض بٹائی پر دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو ایسے نہ کرو' انھیں خود کاشت کرو یا کسی کو بلامعاوضہ کاشت کے لیے دے دو یا اسی طرح رہنے دو۔''

رَوَاهُ بُكَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ رَافِعٍ فَجَعَلَ الرِّوَايَةَ لِأَخِي رَافِعٍ.

یہ روایت بکیر بن عبداللہ بن اشج نے اسید بن رافع سے بیان کی ہے تو اسے (حضرت رافع بن خدیج کے بجائے) حضرت رافع ؓ کے بھائی کی روایت بتایا ہے۔ (دیکھیے آئندہ روایت)

فائدہ: ''وسق'' ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع سوا دو کلو کا ہوتا ہے۔ گویا وسق تقریباً تین من پندرہ کلو کا ہوتا ہے اور یہ وزن نہیں بلکہ پیمانہ تھا۔ مد اور صاع دو برتن تھے جن میں وہ غلہ ماپتے تھے۔

---

۳۹۵۵- أخرجه مسلم، ح: ۱۵۴۸/ ۱۱۴، انظر الحديث السابق من حديث يحيى بن حمزة، والبخاري، الحرث والمزارعة، باب ما كان من أصحاب النبي ﷺ يواسي بعضهم بعضًا في الزراعة والثمر، ح: ۲۳۳۹ من حديث الأوزاعي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٥٤.

۳۹۵۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ لَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنِي بُكَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّ أَخَا رَافِعٍ قَالَ لِقَوْمِهِ: قَدْ نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ اَلْيَوْمَ عَنْ شَيْءٍ كَانَ لَكُمْ رَافِقًا، وَأَمْرُهُ طَاعَةٌ وَخَيْرٌ. نَهٰى عَنِ الْحَقْلِ.

۳۹۵۶- (حضرت رافع بن خدیج ؓ کے بیٹے) اسید سے روایت ہے کہ (والد محترم) رافع کے بھائی نے اپنی قوم سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے آج ایک ایسی چیز سے روک دیا ہے جو تمھارے لیے مفید تھی۔ ویسے آپ کے حکم ہی کی اطاعت کی جائے گی اور وہی سب سے بہتر ہے۔ آپ نے زمین بٹائی پر دینے سے روک دیا ہے۔

۳۹۵۷- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ: سَمِعْتُ أُسَيْدَ بْنَ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ الْأَنْصَارِيَّ يَذْكُرُ أَنَّهُمْ مَنَعُوا الْمُحَاقَلَةَ، وَهِيَ أَرْضٌ تُزْرَعُ عَلٰى بَعْضِ مَا فِيهَا.

۳۹۵۷- حضرت عبدالرحمٰن بن ہرمز نے کہا: میں نے اسید بن رافع بن خدیج انصاری کو یہ ذکر کرتے سنا کہ ان کو محاقلہ سے روک دیا گیا تھا۔ اور محاقلہ سے مراد یہ ہے کہ زمین اپنی پیداوار کے کچھ حصے کے عوض کاشت کے لیے دے دی جائے۔

رَوَاهُ عِيسَى بْنُ سَهْلِ بْنِ رَافِعٍ.

یہ روایت عیسیٰ بن سہل بن رافع نے بیان کی ہے۔

فائدہ: محاقلہ کے ایک معنی حدیث: ۳۹۱۰ میں بیان کیے گئے ہیں۔ دوسرے معنی اس حدیث میں بیان کیے گئے ہیں۔ حقل کے معنی بھی یہی ہیں۔

۳۹۵۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حِبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ أَبِي شُجَاعٍ قَالَ: حَدَّثَنِي

۳۹۵۸- حضرت عیسیٰ بن سہل بن رافع بن خدیج نے بیان کیا کہ میں یتیم تھا اور اپنے دادا محترم حضرت رافع بن خدیج کے ہاں پرورش پا رہا تھا۔ میں بالغ ہوا تو ان

---

۳۹۵۶۔[إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٥٥. * الليث هو ابن سعد.

۳۹۵۷۔[إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٥٦.

۳۹۵۸۔[إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في التشديد في ذلك، ح: ٣٤٠١ من حديث سعيد بن يزيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٥٧، ولأصل الحديث شواهد. * عيسى وثقه ابن حبان وحده.

عِيسَى بْنُ سَهْلِ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: إِنِّي لَيَتِيمٌ فِي حَجْرِ جَدِّي رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَبَلَغْتُ رَجُلًا وَحَجَجْتُ مَعَهُ، فَجَاءَ أَخِي عِمْرَانُ بْنُ سَهْلِ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ فَقَالَ: يَا أَبَتَاهُ إِنَّهُ قَدْ أَكْرَيْنَا أَرْضَنَا فُلَانَةً بِمِائَتَيْ دِرْهَمٍ، فَقَالَ: يَا بُنَيَّ! دَعْ ذَاكَ، فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ سَيَجْعَلُ لَكُمْ رِزْقًا غَيْرَهُ، إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ.

کے ساتھ حج کو گیا۔ میرا بھائی عمران بن سہل آیا اور کہنے لگا: ابا جان! ہم نے اپنی فلاں زمین دو سو درہم کے عوض کرائے پر دے دی ہے۔ وہ کہنے لگے: بیٹا! اسے چھوڑ دو! اللہ تعالیٰ تمھیں اس کی بجائے اور جگہ سے رزق عطا فرمائے گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

٣٩٥٩- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي الْوَلِيدِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قَالَ زَيْدُ ابْنُ ثَابِتٍ: يَغْفِرُ اللهُ لِرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، أَنَا وَاللهِ! أَعْلَمُ بِالْحَدِيثِ مِنْهُ، إِنَّمَا كَانَا رَجُلَيْنِ اقْتَتَلَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْ كَانَ هٰذَا شَأْنُكُمْ فَلَا تُكْرُوا الْمَزَارِعَ». فَسَمِعَ قَوْلَهُ: «لَا تُكْرُوا الْمَزَارِعَ».

٣٩٥٩- حضرت زید بن ثابت ؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت رافع بن خدیج ؓ کو معاف فرمائے' اللہ کی قسم! اس حدیث (یعنی بٹائی سے متعلقہ حدیث) کو میں ان سے زیادہ جانتا ہوں۔ بات یہ تھی کہ دو آدمی (مالک زمین اور مزارع) جھگڑ پڑے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمھارا یہ حال ہے تو زمینیں کرائے پر مت دو۔'' حضرت رافع نے صرف اتنی بات سنی کہ ''زمینیں کرائے پر مت دو۔''

**فوائد ومسائل:** ① گویا اس دور کی مروجہ بٹائی کو روکنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ یہ تنازعات کا باعث تھی۔ اور آپ جھگڑے کو سخت ناپسند فرماتے تھے' لہٰذا اگر بٹائی کی ایسی صورت ہو جو تنازع اور جھگڑے کا سبب نہ بنے تو کوئی حرج نہیں جیسا کہ آج کل بٹائی کا رواج ہے۔ اور یہی بات صحیح ہے۔ ② امام نسائی ؒ نے بٹائی کے بارے میں حضرت رافع بن خدیج ؓ کی روایت کو مختلف اسانید کے ساتھ تفصیل سے نقل فرمایا ہے تا کہ تمام

---

٣٩٥٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في المزارعة، ح: ٣٣٩٠ من حديث عبدالرحمن بن إسحاق المدني به، وهو في الكبرى، ح: ٤٦٥٨.

جزئیات معلوم ہو جائیں۔ ان تمام روایات کو پڑھنے سے وہی نتیجہ نکلتا ہے جو کتاب المزارعة کے شروع میں ہے' نیز احادیث: ۳۸۹۲، ۳۸۹۳، ۳۸۹۸، ۳۹۰۴، ۳۹۲۱، ۳۹۲۵، ۳۹۳۳، ۳۹۴۳ اور ۳۹۴۳ میں متفرق طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اگرچہ بعض مختصر احادیث غلط فہمی کا موجب بنتی ہیں مگر یہ مسلمہ ضابطہ ہے کہ فتویٰ کی بنیاد کوئی ایک آدھ روایت نہیں بن سکتی بلکہ اس مسئلے سے متعلق تمام واردشدہ احادیث کو ملا کر نتیجہ نکالا جائے اور پھر اس کی روشنی میں مختلف روایات کو حل کیا جائے۔ ④ سابقہ تفصیلی روایات سے یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت جو اس باب میں مدار ہے' سخت اضطراب کی حامل ہے۔ سند کے لحاظ سے بھی اور متن کے لحاظ سے بھی لیکن تطبیق ممکن ہے' لہٰذا روایت اصلاً صحیح ہے۔ اضطراب اس وقت روایت کی صحت کے خلاف ہوتا ہے جب اس کا حل ممکن نہ ہو۔

## (بٹائی کی دستاویز)

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: كِتَابَةُ مُزَارَعَةٍ عَلٰى أَنَّ الْبَذْرَ وَالنَّفَقَةَ عَلٰى صَاحِبِ الْأَرْضِ، وَلِلْمُزَارِعِ رُبُعُ مَا يُخْرِجُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهَا.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ مزارعت کا معاملہ لکھنا اس شرط پر ہو کہ بیج اور دیگر اخراجات' زمین کے مالک کے ذمے ہوں اور مزارع کے لیے پیداوار کا چوتھا حصہ ہو۔

هٰذَا كِتَابٌ كَتَبَهُ فُلَانُ بْنُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ فِي صِحَّةٍ مِّنْهُ وَجَوَازِ أَمْرٍ، لِفُلَانِ بْنِ فُلَانٍ إِنَّكَ دَفَعْتَ إِلَيَّ جَمِيعَ أَرْضِكَ الَّتِي بِمَوْضِعِ كَذَا فِي مَدِينَةِ كَذَا مُزَارَعَةً، وَهِيَ الْأَرْضُ الَّتِي تُعْرَفُ بِكَذَا، وَتَجْمَعُهَا حُدُودٌ أَرْبَعَةٌ يُحِيطُ بِهَا كُلِّهَا، وَأَحَدُ تِلْكَ الْحُدُودِ بِأَسْرِهِ لَزِيقُ كَذَا وَالثَّانِي وَالثَّالِثُ وَالرَّابِعُ، دَفَعْتَ إِلَيَّ جَمِيعَ أَرْضِكَ هٰذِهِ الْمَحْدُودَةِ فِي هٰذَا الْكِتَابِ، بِحُدُودِهَا الْمُحِيطَةِ بِهَا، وَجَمِيعِ حُقُوقِهَا وَشِرْبِهَا وَأَنْهَارِهَا وَسَوَاقِيهَا، أَرْضًا بَيْضَاءَ فَارِغَةً

یہ وہ تحریر ہے جو فلاں بن فلاں بن فلاں نے فلاں بن فلاں کے لیے اپنی صحت اور اختیار کی حالت میں لکھی ہے۔ تو نے فلاں شہر میں فلاں جگہ واقع اپنی پوری زمین بٹائی کے طور پر میرے سپرد کر دی ہے اور یہ زمین فلاں نام سے مشہور ہے اور اس کی یہ حدود اربعہ ہیں جنھوں نے اس کو گھیر رکھا ہے۔ اس کی ایک حد پوری کی پوری فلاں جگہ سے ملی ہوئی ہے۔ اسی طرح دوسری' تیسری اور چوتھی۔ تو نے اپنی وہ تمام زمین جس کی یہاں حدود بیان کر دی گئی ہیں' تمام حقوق سمیت میرے سپرد کر دی ہے جن میں اس کے پانی کی باری' نہر نالے اور رہٹ وغیرہ داخل ہیں۔ یہ خالی زمین ہے جس میں نہ کوئی درخت ہے اور نہ فصل۔ مکمل سال کے لیے جس کی ابتدا

لَا شَيْءَ فِيهَا مِنْ غَرْسٍ وَلَا زَرْعٍ، سَنَةً تَامَّةً أَوَّلُهَا مُسْتَهَلُّ شَهْرِ كَذَا مِنْ سَنَةِ كَذَا، وَآخِرُهَا انْسِلَاخُ شَهْرِ كَذَا مِنْ سَنَةِ كَذَا، عَلٰى أَنْ أَزْرَعَ جَمِيعَ هٰذِهِ الْأَرْضِ الْمَحْدُودَةِ فِي هٰذَا الْكِتَابِ، الْمَوْصُوفُ مَوْضِعُهَا فِيهِ، هٰذِهِ السَّنَةَ الْمُؤَقَّتَةَ فِيهَا مِنْ أَوَّلِهَا إِلٰى آخِرِهَا، كُلَّ مَا أَرَدْتُ وَبَدَا لِي أَنْ أَزْرَعَ فِيهَا مِنْ حِنْطَةٍ وَشَعِيرٍ وَسَمَاسِمَ وَأُرْزٍ وَأَقْطَانٍ وَرِطَابٍ، وَالْبَاقِلٰى وَحِمَّصٍ وَلُوبِيَا وَعَدَسٍ وَمَقَاثِي وَمَبَاطِيخَ وَجَزَرٍ وَشَلْجَمٍ، وَفُجْلٍ وَبَصَلٍ وَثُومٍ وَبُقُولٍ وَرَيَاحِينَ، وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ جَمِيعِ الْغَلَّاتِ، شِتَاءً وَصَيْفًا، بِبُزُورِكَ وَبَذْرِكَ، وَجَمِيعُهُ عَلَيْكَ دُونِي، عَلٰى أَنْ أَتَوَلّٰى ذٰلِكَ بِيَدِي وَبِمَنْ أَرَدْتُ مِنْ أَعْوَانِي وَأُجَرَائِي وَبَقَرِي وَأَدَوَاتِي وَآتِي [إِلٰى] زِرَاعَةِ ذٰلِكَ وَعِمَارَتِهِ وَالْعَمَلِ بِمَا فِيهِ نَمَاؤُهُ وَمَصْلَحَتُهُ، وَكِرَابُ أَرْضِهِ وَتَنْقِيَةُ حَشِيشِهَا، وَسَقْيِ مَا يُحْتَاجُ إِلٰى سَقْيِهِ مِمَّا زُرِعَ وَتَسْمِيدِ مَا يُحْتَاجُ إِلٰى تَسْمِيدِهِ، وَحَفْرِ سَوَاقِيهِ وَأَنْهَارِهِ، وَاجْتِنَاءِ مَا يُجْتَنٰى مِنْهُ، وَالْقِيَامِ بِحَصَادِ مَا يُحْصَدُ مِنْهُ، وَجَمْعِهِ وَدِيَاسَةِ مَا يُدَاسُ مِنْهُ، وَتَذْرِيَتِهِ، بِنَفَقَتِكَ عَلٰى ذٰلِكَ كُلِّهِ دُونِي، وَأَعْمَلَ فِيهِ كُلِّهِ بِيَدِي وَأَعْوَانِي دُونَكَ، عَلٰى أَنَّ لَكَ

فلاں سال کے فلاں مہینے سے ہوگی اور اس کا اختتام فلاں سال کے فلاں ماہ کے گزرنے پر ہوگا۔ میں اس تمام زمین کو جس کا حدود اربعہ اور مقام ومحل اس دستاویز میں بیان کر دیا گیا ہے' اس مقررہ سال میں اول سے آخر تک کاشت کروں گا۔ جو کچھ بھی میں مناسب سمجھوں گا' اس میں گندم' جو' تل' چاول' روئی (کپاس)' چارہ' باقلا' چنے' لوبیا' مسور' ککڑیاں' تربوز' گاجریں' شلجم' مولی' پیاز' لہسن اور دیگر سبزیاں' پھول اور سردیوں' گرمیوں کے تمام غلے کاشت کروں گا۔ ان کے بیج وغیرہ کے اخراجات تیرے ذمے ہوں گے مجھ پر نہیں' خواہ یہ کام میں خود سر انجام دوں یا اپنے ساتھیوں' نوکروں سے کرواؤں۔ بیل اور کاشت کاری کے آلات مہیا کرنا میری ذمہ داری ہوگی۔ میں کاشت بھی کروں گا' زمین کو آباد بھی کروں گا اور ہر وہ کام کروں گا جس سے فصل کی پرورش اور اصلاح ہو۔ زمین میں ہل چلاؤں گا' گھاس پھوس صاف کروں گا اور کاشت شدہ رقبے میں جسے پانی لگانے کی ضرورت ہوگی' پانی لگاؤں گا اور جہاں راکھ و گوبر ڈالنے کی ضرورت ہوگی' وہ بھی ڈالوں گا۔ پانی کے نالے' نالیاں کھودوں گا اور پھل توڑنے کے وقت پھل توڑوں گا۔ اور کٹائی کے وقت کٹائی کروں گا۔ پھر فصل کو اکٹھا کروں گا اور اس کی گہائی کروں گا اور صفائی واڑائی کروں گا لیکن ان کاموں کے تمام اخراجات تیرے ذمے ہوں گے' میرے ذمے نہیں۔ میں یہ تمام کام بذات خود یا اپنے ساتھیوں کی مدد سے کروں گا۔ تیرے ذمے کچھ نہ ہوگا۔ اور پھر اس مقررہ مدت میں جو اس تحریر میں بیان کر دی گئی ہے' اول سے آخر تک اللہ تعالیٰ

مِنْ جَمِيعِ مَا يُخْرِجُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ فِي هٰذِهِ الْمُدَّةِ الْمَوْصُوفَةِ فِي هٰذَا الْكِتَابِ مِنْ أَوَّلِهَا إِلَى آخِرِهَا، فَلَكَ ثَلَاثَةُ أَرْبَاعِهِ بِحَظِّ أَرْضِكَ وَشِرْبِكَ وَبَذْرِكَ وَنَفَقَاتِكَ، وَلِيَ الرُّبُعُ الْبَاقِي مِنْ جَمِيعِ ذٰلِكَ بِزِرَاعَتِي وَعَمَلِي وَقِيَامِي عَلٰى ذٰلِكَ بِيَدِي وَأَعْوَانِي، وَدَفَعْتَ إِلَيَّ جَمِيعَ أَرْضِكَ هٰذِهِ الْمَحْدُودَةِ فِي هٰذَا الْكِتَابِ بِجَمِيعِ حُقُوقِهَا وَمَرَافِقِهَا، وَقَبَضْتُ ذٰلِكَ كُلَّهُ مِنْكَ يَوْمَ كَذَا، مِنْ شَهْرِ كَذَا مِنْ سَنَةِ كَذَا، فَصَارَ جَمِيعُ ذٰلِكَ فِي يَدِي لَكَ لَا مِلْكَ لِي فِي شَيْءٍ مِّنْهُ وَلَا دَعْوٰى وَلَا طِلْبَةَ، إِلَّا هٰذِهِ الْمُزَارَعَةَ الْمَوْصُوفَةَ فِي هٰذَا الْكِتَابِ فِي هٰذِهِ السَّنَةِ الْمُسَمَّاةِ فِيهِ، فَإِذَا انْقَضَتْ فَذٰلِكَ كُلُّهُ مَرْدُودٌ إِلَيْكَ وَإِلٰى يَدِكَ، وَلَكَ أَنْ تُخْرِجَنِي بَعْدَ انْقِضَائِهَا مِنْهَا، وَتُخْرِجَهَا مِنْ يَدِي وَيَدِ كُلِّ مَنْ صَارَتْ لَهُ فِيهَا يَدٌ بِسَبَبِي، أَقَرَّ فُلَانٌ وَفُلَانٌ، وَكُتِبَ هٰذَا الْكِتَابُ نُسْخَتَيْنِ.

جو پیداوار فرمائے گا' اس تمام میں سے تجھے تیری زمین' تیرے پانی' تیرے بیج اور دیگر اخراجات کرنے کی وجہ سے تین چوتھائی حصہ ملے گا اور مجھے اپنی کاشت کاری' کام کاج' اپنے ہاتھوں اور اپنے ساتھیوں کی مدد سے ان تمام انتظامات کے عوض ایک چوتھائی حصہ ملے گا۔ تو نے اپنی وہ تمام زمین جس کی حدود اس تحریر میں بیان کر دی گئی ہیں' اس کے تمام حقوق و منافع سمیت میرے سپرد کر دی ہے اور میں نے اس تمام زمین پر فلاں سال کے فلاں مہینے کی فلاں تاریخ کو قبضہ کر لیا ہے۔ اب یہ تمام زمین میرے قبضے میں ہے' البتہ میں اس کے کسی حصے کا بھی مالک نہیں۔ نہ میرا کوئی دعویٰ یا مطالبہ ہو گا سوائے کاشت کاری کے جو فلاں سال کے لیے اس دستاویز میں بیان کر دیا گیا ہے۔ جب یہ سال پورا ہو جائے گا تو یہ تمام تجھے واپس کر دی جائے گی۔ تیرے قبضے میں ہو گی اور تجھے حق ہو گا کہ یہ مدت ختم ہونے کے بعد مجھے اس زمین سے نکال دے اور اس زمین کو میرے قبضے سے یا ہر اس شخص کے قبضے سے جسے میری وجہ سے قبضہ حاصل ہوا ہو' نکال لے۔ فلاں (مالک زمین) اور فلاں (مزارع) ان تمام باتوں کا اقرار کرتے ہیں' نیز اس تحریر کے دو نسخے (ایک زمین کے مالک کے لیے اور دوسرا مزارع کے لیے) تیار کیے گئے ہیں۔

فائدہ: مذکورہ بالا دستاویز اس صورت میں ہے جب بیج اور اخراجات مالک زمین کے ذمے طے کر لیے گئے ہوں اور پیداوار میں ۱:۳ کی نسبت طے کر لی گئی ہو لیکن ضروری نہیں کہ ہر بٹائی میں ایسے ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بیج اور اخراجات دونوں کے ذمے ہوں اور حصہ نصف نصف ہو جیسے کہ ہمارے یہاں رواج ہے۔ یا بیج اور اخراجات سب مزارع کے ذمے ہوں اور اس کا حصہ پیداوار میں مالک زمین سے زیادہ ہو۔ غرض وہ جن شرائط پر بھی اتفاق کر لیں' وہی معتبر ہو گی بشرطیکہ ان میں کسی ایک فریق پر ظلم یا دباؤ نہ ہو۔

(المعجم ٤٦) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ الْأَلْفَاظِ الْمَأْثُورَةِ فِي الْمُزَارَعَةِ (التحفة ٣)

باب:۴۶-مزارعت (بٹائی) کے بارے میں منقول الفاظ کے اختلاف کا بیان

٣٩٦٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ: كَانَ مُحَمَّدٌ يَقُولُ: اَلْأَرْضُ عِنْدِي مِثْلُ مَالِ الْمُضَارَبَةِ، فَمَا صَلُحَ فِي مَالِ الْمُضَارَبَةِ صَلُحَ فِي الْأَرْضِ، وَمَا لَمْ يَصْلُحْ فِي مَالِ الْمُضَارَبَةِ لَمْ يَصْلُحْ فِي الْأَرْضِ، قَالَ: وَكَانَ لَا يَرٰى بَأْسًا أَنْ يَدْفَعَ أَرْضَهُ كُلَّهَا إِلَى الْأَكَّارِ، عَلٰى أَنْ يَعْمَلَ فِيهَا بِنَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَأَعْوَانِهِ وَبَقَرِهِ، وَلَا يُنْفِقَ شَيْئًا، وَتَكُونَ النَّفَقَةُ كُلُّهَا مِنْ رَبِّ الْأَرْضِ.

۳۹۶۰-حضرت محمد بن سیرین فرماتے تھے کہ میرے نزدیک زمین مضاربت کے مال کی طرح ہے۔ جو کچھ مال مضاربت میں درست ہے وہ زمین میں بھی درست ہے اور جو مال مضاربت میں درست نہیں وہ زمین میں بھی درست نہیں۔ اور وہ اس بات میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ زمین مزارع کے سپرد کر دے اور وہ (مزارع) اس میں خود یا اپنی اولاد اور اپنے ساتھیوں اور اپنے بیلوں وغیرہ کے ساتھ کام کرے اور خرچ کچھ نہ کرے بلکہ اخراجات سب کے سب مالک زمین کی طرف سے ہوں۔

فائدہ: حضرت ابن سیرین ؒ کا مزارعت (بٹائی) کو مضاربت پر قیاس کرنا بالکل صحیح ہے۔ دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ مضاربت میں ایک شخص دوسرے کو رقم حوالے کرتا ہے کہ اس کے ساتھ تجارت کرو۔ وقت مقررہ کے بعد اس کا نفع فلاں نسبت سے تقسیم کر لیں گے اور مزارعت میں ایک شخص اپنی زمین دوسرے کے سپرد کرتا ہے کہ اس میں کاشت کاری کرو۔ پیداوار کو فلاں نسبت سے تقسیم کر لیں گے۔ اصل رقم اور زمین مالکوں کو واپس مل جاتی ہے۔ دونوں میں سر مو فرق نہیں البتہ حضرت ابن سیرین کا یہ فرمانا کہ ''مزارع صرف کام کرے اخراجات سب کے سب مالک زمین کے ذمہ ہوں'' ضروری نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے ایسی شرائط صراحتاً مذکور نہیں لہٰذا فریقین جو بھی طے کر لیں جائز ہونا چاہیے البتہ کسی پر ظلم نہ ہو۔ (دیکھیے سابقہ حدیث)

٣٩٦١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - يَعْنِي

۳۹۶۱-حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خیبر کے یہودیوں کو خیبر کی کھجوریں

٣٩٦٠ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٦٢.

٣٩٦١ـ أخرجه مسلم، المساقاة، باب المساقاة والمعاملة بجزء من الثمر والزرع، ح: ١٥٥١/ ٥ من حديث الليث ابن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٦٣.

ابْنَ غَنَجٍ - عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَفَعَ إِلٰى يَهُودِ خَيْبَرَ نَخْلَ خَيْبَرَ وَأَرْضَهَا عَلٰى أَنْ يَعْمَلُوهَا مِنْ أَمْوَالِهِمْ، وَأَنَّ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ شَطْرَ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا.

(درخت) اور زمین اس شرط پر سپرد کر دی تھیں کہ وہ اپنے مال سے ان درختوں اور زمین میں کام کریں گے اور رسول اللہ ﷺ کو کل پیداوار کا نصف (بطور مالک زمین) ملے گا۔

فوائد ومسائل: ① ''اپنے مال سے'' معلوم ہوا کہ یہودی اپنے اخراجات سے زمین میں کاشت کرتے تھے اور پیداوار برابر تقسیم ہوتی تھی۔ ② ''سپرد کر دی تھی'' گویا خیبر فتح کرنے کے بعد زمین کے مالک رسول اللہ ﷺ اور مسلمان تھے اور یہودی مزارع۔ اور یہ بٹائی کے جواز کی صریح دلیل ہے۔ بعد میں یہودیوں کو وہاں سے نکالا گیا تو ان کو زمینوں کا معاوضہ نہیں دیا گیا کیونکہ وہ مالک نہیں مزارع تھے۔ [نُقِرُّكُمْ مَا أَقَرَّكُمُ اللّٰهُ] ''جب تک ہماری مرضی ہوگی، ہم تمھیں رکھیں گے۔'' یہ صریح حدیث ہے۔ مالکان کو تو ایسے نہیں کہا جاتا، لہٰذا جن لوگوں نے بٹائی کو ممنوع قرار دینے کے لیے خیبر کی زمین کے بارے میں تاویلات کی ہیں، وہ تارِ عنکبوت سے بھی کمزور ہیں۔

٣٩٦٢- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَفَعَ إِلٰى يَهُودِ خَيْبَرَ نَخْلَ خَيْبَرَ وَأَرْضَهَا عَلٰى أَنْ يَعْمَلُوهَا مِنْ أَمْوَالِهِمْ، وَأَنَّ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ شَطْرَ ثَمَرَتِهَا.

٣٩٦٢- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے خیبر کے یہودیوں کو خیبر کی زمین اور کھجوروں کے درخت اس شرط پر دیے تھے کہ وہ اپنے مالوں کے ساتھ ان میں کام کریں گے اور رسول اللہ ﷺ کو (بحیثیت مالک ہونے کے) اس زمین کا نصف پھل ملے گا۔

فائدہ: کھجوروں یا کسی بھی پھل کے درخت کسی شخص کے سپرد کر دیے جائیں کہ وہ انھیں پانی لگائے، درختوں کی دیکھ بھال اور خدمت کرے حتی کہ جب وہ پھل دیں گے تو نصف (یا کوئی اور حصہ) پھل اسے مل جائے گا۔ اسے عربی زبان میں مُسَاقَات کہتے ہیں۔ اور اگر کسی کو خالی زمین دے دی جائے کہ وہ اس میں کاشت کرے محنت کرے اور پیداوار کا ایک معین حصہ (مثلاً تہائی، چوتھائی یا نصف) اسے ملے گا، اسے مُخَابَرَت یا مُزَارَعت

---

٣٩٦٢- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٦٤. * محمد بن عبدالرحمٰن هو ابن غنج.

یا بٹائی کہا جاتا ہے۔ گویا آپ ﷺ نے یہودیوں سے مساقات بھی کی اور مزارعت بھی۔ اور یہ دونوں جائز ہیں۔ بعض لوگ جو بٹائی کو جائز نہیں سمجھتے' وہ مساقات کو جائز سمجھتے ہیں اور مساقات کے بالتبع مزارعت کو بھی' یعنی اگر کھجور یا کسی بھی پھل دار درختوں والی زمین بھی درختوں کے ساتھ دے دی جائے اور وہ درختوں کی خدمت اور نگہبانی کے ساتھ ساتھ اس زمین میں کاشت بھی کرے تو اسے پھلوں کے ساتھ ساتھ فصل سے بھی حصہ دیا جا سکتا ہے' حالانکہ مساقات اور مزارعت میں کوئی فرق نہیں۔ اگر جائز ہیں تو دونوں جائز ہیں ورنہ دونوں ناجائز۔ کسی ایک کو دوسرے کے بالتبع جائز قرار دینا بھی عجیب بات ہے۔ اگر بٹائی ناجائز ہے تو مساقات کے بالتبع کیونکر جائز ہوگئی؟ دراصل دونوں جائز ہیں۔ اکٹھے بھی اور الگ الگ بھی۔ ہر مسلک کے محقق علماء اسی کے قائل ہیں۔ محدثین تو تمام کے تمام جائز سمجھتے ہیں۔ والحمد لله على ذلك.

٣٩٦٣- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: كَانَتِ الْمَزَارِعُ تُكْرٰى عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلٰى أَنَّ لِرَبِّ الْأَرْضِ مَا عَلٰى رَبِيعِ السَّاقِي مِنَ الزَّرْعِ وَطَائِفَةً مِّنَ التِّبْنِ لَا أَدْرِي كَمْ هُوَ.

۳۹۶۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں زمینیں کرائے پر دی جاتی تھیں۔ اس شرط پر کہ پانی کے نالوں کے قریب اگنے والی فصل اور کچھ معین توڑی' نہ معلوم وہ کتنی ہوتی تھی' مالک زمین کو ملے گی (اور باقی مزارع کو)۔



فائدہ: روایت مختصر ہے' یعنی آپ نے بٹائی کی اس صورت سے منع فرما دیا کیونکہ اس میں ناجائز شرط ہے کہ اچھی زمین کی فصل مالک لے جائے گا اور ردی زمین کی فصل مزارع کو ملے گی' نیز مالک تو معین مقدار میں توڑی لے جائے گا' مزارع کو اتنی بچے یا نہ بچے یا بالکل ہی نہ بچے۔ یہ مزارع پر ظلم ہے' لہٰذا آپ نے اس قسم کی خاص صورت سے منع فرمایا ہے نہ کہ عام بٹائی سے۔ (اس حدیث کا دوسرا مفہوم حدیث: ۳۹۳۹ کے فائدے میں دیکھیے۔)

٣٩٦٤- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ

۳۹۶۴- حضرت عبدالرحمٰن بن اسود نے فرمایا کہ میرے دو چچا تہائی یا چوتھائی حصے کے عوض کاشت کیا

٣٩٦٣ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٦٥، انظر الحديث السابق، وسيأتي طرفه، ح: ٤٦١١.

٣٩٦٤ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٦٦٦، أبوإسحاق، تقدم، ح: ٩٦، وشريك تقدم، ح: ١٠٩٠ عنعنا.

الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: كَانَ عَمَّايَ، يَزْرَعَانِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَأَبِي شَرِيكَهُمَا، وَعَلْقَمَةُ وَالْأَسْوَدُ يَعْلَمَانِ فَلَا يُغَيِّرَانِ.

کرتے تھے اور میرے والد بھی ان کے ساتھ شریک ہوتے تھے اور حضرت علقمہ اور اسود اس بات کو جانتے تھے لیکن روکتے نہیں تھے۔

٣٩٦٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ مَعْمَرًا عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ قَالَ: قَالَ سَعِيدُ ابْنُ جُبَيْرٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ خَيْرَ مَا أَنْتُمْ صَانِعُونَ، أَنْ يُؤَاجِرَ أَحَدُكُمْ أَرْضَهُ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ.

٣٩٦٥-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بہترین طریق کار یہ ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی (زائد) زمین سونے چاندی (رقم) کے عوض ٹھیکے پر دے دے۔

فائدہ: پیچھے گزر چکا ہے کہ غریب آدمی کے لیے ٹھیکے کی بجائے بٹائی پر زمین لینا زیادہ مفید ہے اگرچہ زمین دینے والے کے لیے ٹھیکہ مفید رہتا ہے۔ اور شریعت غریبوں کی حامی ہے۔ (دیکھیے حدیث: ٣٩٢١)

٣٩٦٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ: أَنَّهُمَا كَانَا لَا يَرَيَانِ بَأْسًا بِاسْتِئْجَارِ الْأَرْضِ الْبَيْضَاءِ.

٣٩٦٦-حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت سعید بن جبیر سے منقول ہے کہ وہ خالی زمین کو کرائے (بٹائی یا ٹھیکے) پر دینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

٣٩٦٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: لَمْ أَعْلَمْ شُرَيْحًا كَانَ يَقْضِي فِي الْمُضَارِبِ إِلَّا بِقَضَاءَيْنِ، كَانَ رُبَّمَا قَالَ لِلْمُضَارِبِ: بَيِّنَتَكَ عَلَى مُصِيبَةٍ تُعْذَرُ بِهَا،

٣٩٦٧-حضرت محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق حضرت قاضی شریح مضارب کے بارے میں دو فیصلے فرماتے تھے: کبھی تو وہ مضارب سے کہتے کہ تجھے پہنچنے والی مصیبت پر کوئی گواہ یا دلیل پیش کرو تاکہ تمھیں معذور قرار دیا جائے اور کبھی مال

---

٣٩٦٥_[إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٤٦٦٧.

٣٩٦٦_[إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٤٦٦٩.

٣٩٦٧_[إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٤٦٧٠.

وَرُبَّمَا قَالَ لِصَاحِبِ الْمَالِ: بَيِّنَتَكَ أَنَّ أَمِينَكَ خَائِنٌ، هُوَ وَإِلَّا فَيَمِينُهُ بِاللهِ مَا خَانَكَ.

والے کو کہتے کہ تم دلیل اور گواہ پیش کرو جس کے پاس تم نے امانت رکھی ہے' اس نے خیانت کی ہے ورنہ اس سے قسم لی جائے گی کہ اس نے تجھ سے خیانت نہیں کی۔

فوائد ومسائل: ① ایک شخص دوسرے کو کچھ رقم دے کر کہے کہ تم اس سے کاروبار کرو' نفع ہم دونوں تقسیم کر لیں گے۔ اسے مضاربت کہتے ہیں۔ رقم دینے والا تو مالک مال ہے اور لینے والے کو مضارب کہتے ہیں جو اس رقم سے کاروبار کرتا ہے۔ اگر مضارب آ کر کہہ دے کہ جناب! اصل مال سب یا کچھ چوری ہو گیا یا گم ہو گیا تو کیا فیصلہ ہو گا؟ مذکورہ حدیث میں یہ مسئلہ زیر بحث ہے۔ قاضی شریح جو کہ خلفائے راشدین کے دور کے قاضی القضاۃ تھے' کے سامنے ایسا مسئلہ پیش ہوتا تھا تو وہ اندازہ لگاتے تھے کہ مضارب مشکوک ہے یا نہیں۔ اگر وہ مشکوک نظر آتا تو اسے کہتے: اپنی بات کا ثبوت پیش کرو ورنہ تمھاری بات نہیں مانی جائے گی اور اگر وہ بے گناہ نظر آتا تو مالک مال سے فرماتے کہ تم اس کی خیانت کا ثبوت پیش کرو' ورنہ اس کا حلفیہ بیان تسلیم کر لیا جائے گا۔ گویا وہ کبھی اسے مدعی قرار دیتے اور کبھی مدعی علیہ کیونکہ اس لحاظ سے کہ وہ نقصان کا دعوی کر رہا ہے' مدعی بن سکتا ہے اور اس لحاظ سے کہ مالک مال نے اسے عدالت میں پیش کیا ہے کہ یہ میرا مال نہیں دیتا' مدعی علیہ بھی بن سکتا ہے۔ حالات کے تقاضے کے مطابق کہ کسی فریق پر زیادتی نہ ہو' اسے دونوں میں سے کوئی ایک بنایا جا سکتا ہے۔ ② مزارعت کے باب میں اس حدیث کا تعلق یہ ہے کہ مزاعت بھی مضاربت کی طرح ہے اور اسی پر قیاس ہے' لہٰذا اگر مالک زمین اور مزارع کے درمیان کوئی جھگڑا پیدا ہو جائے تو عدالت قاضی شریح رحمہ اللہ کے انداز فیصلہ سے رہنمائی حاصل کر سکتی ہے' یعنی مزارع کو مدعی بھی بنایا جا سکتا ہے اور مدعی علیہ بھی۔

٣٩٦٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ طَارِقٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: لَا بَأْسَ بِإِجَارَةِ الْأَرْضِ الْبَيْضَاءِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ.

٣٩٦٨- حضرت سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ کوئی حرج نہیں کہ صاف زمین سونے چاندی (نقد رقم) کے عوض کرائے (ٹھیکے) پر دے دی جائے۔

(مضاربت کی دستاویز)

وَقَالَ: إِذَا دَفَعَ رَجُلٌ إِلَى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا، فَأَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ عَلَيْهِ بِذٰلِكَ

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے کو کچھ مال بطور مضاربت دے اور اس کی

٣٩٦٨- [إسناده ضعيف] شريك القاضي تقدم، ح: ١٠٩٠. * طارق هو ابن عبدالرحمٰن الأحمسي، وهو حسن الحديث.

كِتَابًا، كَتَبَ :

هٰذَا كِتَابٌ كَتَبَهُ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ طَوْعًا مِّنْهُ فِي صِحَّةٍ مِّنْهُ وَجَوَازِ أَمْرِهِ لِفُلَانِ بْنِ فُلَانٍ، أَنَّكَ دَفَعْتَ إِلَيَّ مُسْتَهَلَّ شَهْرِ كَذَا مِنْ سَنَةِ كَذَا عَشْرَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ وُضْحًا جِيَادًا وَزْنَ سَبْعَةٍ قِرَاضًا، عَلٰى تَقْوَى اللهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ، عَلٰى أَنْ أَشْتَرِيَ بِهَا مَا شِئْتُ مِنْهَا كُلَّ مَا أَرٰى أَنْ أَشْتَرِيَهُ، وَأَنْ أُصَرِّفَهَا وَمَا شِئْتُ مِنْهَا فِيمَا أَرٰى أَنْ أُصَرِّفَهَا فِيهِ مِنْ صُنُوفِ التِّجَارَاتِ، وَأَخْرُجَ بِمَا شِئْتُ مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُ، وَأَبِيعَ مَا أَرٰى أَنْ أَبِيعَهُ مِمَّا اشْتَرِيهِ بِنَقْدٍ رَأَيْتُ أَمْ بِنَسِيئَةٍ وَبِعَيْنٍ رَأَيْتُ أَمْ بِعَرْضٍ، عَلٰى أَنْ أَعْمَلَ فِي جَمِيعِ ذٰلِكَ كُلِّهِ بِرَأْيِي، وَأُوَكِّلَ فِي ذٰلِكَ مَنْ رَأَيْتُ، وَكُلُّ مَا رَزَقَ اللهُ فِي ذٰلِكَ مِنْ فَضْلٍ وَرِبْحٍ بَعْدَ رَأْسِ الْمَالِ الَّذِي دَفَعْتَهُ - الْمَذْكُورِ - إِلَيَّ، اَلْمُسَمّٰى مَبْلَغُهُ فِي هٰذَا الْكِتَابِ، فَهُوَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ نِصْفَيْنِ، لَكَ مِنْهُ النِّصْفُ بِحَظِّ رَأْسِ مَالِكَ وَلِيَ فِيهِ النِّصْفُ تَامًّا بِعَمَلِي فِيهِ، وَمَا كَانَ فِيهِ مِنْ وَضِيعَةٍ فَعَلٰى رَأْسِ الْمَالِ، فَقَبَضْتُ مِنْكَ هٰذِهِ الْعَشْرَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ الْوُضَحَ الْجِيَادَ مُسْتَهَلَّ شَهْرِ

تحریر لکھنا چاہے تو اسے یوں لکھنا چاہیے۔ (لکھنے والا وہ شخص ہوگا جسے مال مضاربت دیا جائے۔)

یہ وہ تحریر ہے جو فلاں بن فلاں نے اپنی خوشی سے صحت اور اختیار کی حالت میں فلاں بن فلاں کے لیے لکھی ہے۔ تو نے مجھے فلاں سال کے فلاں مہینے کے آغاز میں صحیح (کھرے) اور عمدہ دس ہزار درہم بطور مضاربت سپرد کیے ہیں۔ جس میں ہر دس درہم (وزن کے لحاظ سے) سات مثقال کے برابر ہوتے ہیں۔ اس شرط پر کہ میں ظاہری اور پوشیدہ معاملات میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہوں گا اور بہر صورت امانت ادا کروں گا، نیز میں ان کے ساتھ جو چیز خریدنا مناسب سمجھوں گا، خریدوں گا اور جس قسم کی تجارت میں بھی ان کو صرف کرنا بہتر سمجھوں گا، صرف کروں گا۔ اور میں جہاں کا سفر مناسب سمجھوں گا، کروں گا اور ان سے خریدی ہوئی اشیاء میں سے جو چیزیں بیچنا مناسب سمجھوں گا، انھیں نقد یا ادھار اور رقم کے عوض یا سامان کے عوض بیچوں گا۔ میں ان تمام معاملات میں اپنی رائے پر عمل کروں گا۔ اور اگر میں مناسب سمجھوں تو کسی بھی شخص کو وکیل بناؤں گا اور اصل مال جو تو نے مجھے دیا ہے اور جس کی مقدار اس تحریر میں بیان کر دی گئی ہے کے علاوہ جو بھی اللہ تعالیٰ اس میں اضافہ اور نفع عطا فرمائے گا، وہ میرے اور تیرے درمیان برابر تقسیم ہوگا۔ نصف تجھے ملے گا کیونکہ اصل مال تیرا ہے اور باقی نصف مجھے اپنی محنت اور کام کی وجہ سے ملے گا۔ اور اگر (اللہ نہ کرے) اس کاروبار میں نقصان ہوا تو وہ اصل مال سے شمار ہوگا۔ تو میں نے تجھ

كَذَا فِي سَنَةِ كَذَا، وَصَارَتْ لَكَ فِي يَدِي قِرَاضًا عَلَى الشُّرُوطِ الْمُشْتَرَطَةِ فِي هٰذَا الْكِتَابِ.

سے یہ دس ہزار صحیح (کھرے) اور عمدہ درہم فلاں سال کے فلاں مہینے کے شروع میں وصول کر لیے ہیں اور یہ تیری رقم میرے پاس بطور مضاربت ہے۔ ان شرائط کے مطابق جو اس تحریر میں لکھ دی گئی ہیں۔

أَقَرَّ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُطْلِقَ لَهُ أَنْ يَشْتَرِيَ وَيَبِيعَ بِالنَّسِيئَةِ كَتَبَ. وَقَدْ نَهَيْتَنِي أَنْ أَشْتَرِيَ وَأَبِيعَ بِالنَّسِيئَةِ.

فلاں (رقم لینے والا) اور فلاں (رقم دینے والا) اس تحریر کا اقرار کرتے ہیں۔ اور اگر مال کا مالک ادھار خرید وفروخت کی اجازت نہ دینا چاہتا ہو تو تحریر میں یوں لکھا جائے گا اور تو نے مجھے ادھار خرید وفروخت سے روک دیا ہے۔

**فوائد ومسائل:** ① مزارعت کے ساتھ چونکہ مضاربت کا گہرا تعلق ہے اور دونوں ایک سے ہیں' اس لیے مزارعت کے ساتھ مضاربت کا ذکر فرمایا۔ ② امام نسائی رحمہ اللہ نے مضاربت کے لیے لفظ ''قراض'' استعمال فرمایا ہے کیونکہ مضاربت میں قراض پایا جاتا ہے۔ ③ مضاربت پر دیا گیا مال مضارب (کاروبار کرنے والا) کے ہاتھ میں بطور امانت رہے گا۔ اگر وہ مال ...... اللہ نہ کرے ...... چوری ہو جائے یا ضائع ہو جائے' مثلاً: گم ہو گیا یا آگ لگ گئی وغیرہ تو مضارب ذمہ دار نہ ہوگا' البتہ اس سے ثبوت یا حلفیہ بیان (جو بھی مناسب ہو) لیا جائے گا۔ ④ اگر کاروبار میں خسارہ ہو جائے تو وہ اصل مال سے منتصور ہوگا۔ مضارب کو حصہ نہ دینا پڑے گا۔ مالک کا مال گیا اور مضارب کی محنت گئی۔ اللہ اللہ خیر سلا۔

## (المعجم ...) - شِرْكَةُ عِنَانٍ بَيْنَ ثَلَاثَةٍ (التحفة ٤)

## باب: ...... تین اشخاص کے درمیان شرکت عنان (کی دستاویز)

هٰذَا مَا اشْتَرَكَ عَلَيْهِ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ فِي صِحَّةِ عُقُولِهِمْ وَجَوَازِ أَمْرِهِمْ، اِشْتَرَكُوا شَرِكَةَ عِنَانٍ لَا شَرِكَةَ مُفَاوَضَةٍ بَيْنَهُمْ، فِي ثَلَاثِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ وُضْحًا جِيَادًا وَزْنَ سَبْعَةٍ، لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ عَشَرَةُ آلَافِ دِرْهَمٍ، خَلَطُوهَا جَمِيعًا فَصَارَتْ

یہ وہ تحریر ہے جس میں فلاں' فلاں اور فلاں صحت عقل اور اختیار کے ساتھ شریک ہیں۔ وہ تینوں صحیح (کھرے) اور عمدہ تیس ہزار درہم میں آپس میں شرکت عنان کے طور پر نہ کہ شرکت مفاوضہ کے طور پر شریک ہیں۔ ان دراہم میں سے ہر دس درہم سات مثقال کے وزن کے برابر ہیں۔ ہر ایک شخص نے دس دس ہزار

هٰذِهِ الثَّلَاثِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ فِي أَيْدِيهِمْ مَخْلُوطَةً بِشَرِكَةٍ بَيْنَهُمْ أَثْلَاثًا، عَلٰى أَنْ يَعْمَلُوا فِيهِ بِتَقْوَى اللهِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ مِنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ إِلٰى كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ، وَيَشْتَرُونَ جَمِيعًا بِذٰلِكَ وَبِمَا رَأَوْا مِنْهُ اشْتِرَاءَهُ بِالنَّقْدِ، وَيَشْتَرُونَ بِالنَّسِيئَةِ عَلَيْهِ مَا رَأَوْا أَنْ يَّشْتَرُوا مِنْ أَنْوَاعِ التِّجَارَاتِ، وَأَنْ يَّشْتَرِيَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ عَلٰى حِدَتِهِ دُونَ صَاحِبِهِ بِذٰلِكَ، وبِمَا رَأٰى مِنْهُ مَا رَأٰى اشْتِرَاءَهُ مِنْهُ بِالنَّقْدِ وَبِمَا رَأٰى اشْتِرَاءَهُ عَلَيْهِ بِالنَّسِيئَةِ، يَعْمَلُونَ فِي ذٰلِكَ كُلِّهِ مُجْتَمِعِينَ بِمَا رَأَوْا، وَيَعْمَلُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مُّنْفَرِدًا بِهِ دُونَ صَاحِبِهِ بِمَا رَأٰى، جَائِزٌ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فِي ذٰلِكَ كُلِّهِ عَلٰى نَفْسِهِ وَعَلٰى كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ صَاحِبَيْهِ، فِيمَا اجْتَمَعُوا عَلَيْهِ وَفِيمَا انْفَرَدُوا بِهِ مِنْ ذٰلِكَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ دُونَ الْآخَرِينِ، فَمَا لَزِمَ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فِي ذٰلِكَ مِنْ قَلِيلٍ وَمِنْ كَثِيرٍ فَهُوَ لَازِمٌ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ صَاحِبَيْهِ، وَهُوَ وَاجِبٌ عَلَيْهِمْ جَمِيعًا، وَمَا رَزَقَ اللهُ فِي ذٰلِكَ مِنْ فَضْلٍ وَرِبْحٍ عَلٰى رَأْسِ مَالِهِمُ الْمُسَمّٰى مَبْلَغُهُ فِي هٰذَا الْكِتَابِ، فَهُوَ بَيْنَهُمْ أَثْلَاثًا، وَمَا كَانَ فِي ذٰلِكَ مِنْ وَضِيعَةٍ وَتَبِعَةٍ فَهُوَ عَلَيْهِمْ أَثْلَاثًا عَلٰى قَدْرِ رَأْسِ مَالِهِمْ، وَقَدْ كُتِبَ هٰذَا الْكِتَابُ ثَلَاثَ نُسَخٍ مُتَسَاوِيَاتٍ

درہم شامل کیے ہیں' چنانچہ اس طرح یہ تیس ہزار درہم ہو گئے اور وہ ان میں تہائی تہائی کے شریک ہیں۔ اس شرط پر کہ وہ اس میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے کام کریں گے۔ اور ان میں سے ہر ایک شخص دوسرے کو اس کی امانت ادا کرے گا۔ اس رقم کے ساتھ وہ جو چیز چاہیں گے' نقد خریدیں گے اور جو چاہیں گے' ادھار خریدیں گے۔ اور جس قسم کی تجارت وہ مناسب سمجھیں' کریں گے۔ اور ان تینوں میں ہر ایک اپنے ساتھیوں کے بغیر جو مناسب سمجھے گا' خریدے گا۔ چاہے نقد' چاہے ادھار۔ اس میں وہ چاہیں تو اکٹھے مل کر کام کریں اور چاہیں تو الگ الگ کریں۔ مگر دونوں صورتوں میں جو بھی وہ کام کریں گے' وہ سب پر نافذ ہوگا۔ کرنے والے پر بھی اور دوسروں پر بھی۔ اور جو چیز ایک کو لازم ہوگی' تھوڑی ہو یا زیادہ' وہ اس کے دوسرے ساتھیوں کو بھی لازم ہوگی اور ان سب پر واجب ہو گی۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے اس رأس المال (اصل مال) جس کی تفصیل اس تحریر میں بیان کر دی گئی ہے' جو اضافہ اور نفع عطا فرمائے گا' وہ ان تینوں میں برابر تقسیم ہوگا۔ اور جو اس میں نقصان اور تاوان ہوگا' وہ بھی ان تینوں کے ذمے ان کے اصل مال کے مطابق ہوگا۔ اس تحریر کے بعینہٖ انھی الفاظ کے ساتھ تین نسخے تیار کیے گئے ہیں اور مذکورہ تینوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک نسخہ دے دیا گیا ہے جو ہر ایک کے لیے سند رہے گا۔

بِأَلْفَاظٍ وَّاحِدَةٍ، فِي يَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ فُلَانٍ وَفُلَانٍ وَفُلَانٍ وَاحِدَةٌ وَثِيقَةٌ لَهُ.

أَقَرَّ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ.

فلاں فلاں اور فلاں اس تحریر کا اقرار کرتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① چند اشخاص مل کر کاروبار کریں تو اسے شرکت کہا جاتا ہے۔ جمہور فقہاء نے اس کی چار قسمیں بنائی ہیں: ① شرکت عنان۔ ② شرکت مفاوضہ۔ ③ شرکت صنائع۔ ④ شرکت وجوہ۔ یہاں شرکت عنان کی بحث ہے۔ اس میں ہر شریک دوسرے کا وکیل تو ہوتا ہے کفیل نہیں۔ اس شرکت میں وسعت ہے۔ سب شرکاء کا مال برابر بھی ہوسکتا ہے کم وبیش بھی۔ اسی طرح منافع میں بھی برابری ضروری نہیں خواہ مال برابر بھی ہو۔ اسی طرح مال برابر نہ ہو تب بھی منافع میں برابری ہوسکتی ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک کے دینار ہوں دوسرے کے درہم۔ باقی تفصیلات مذکورہ دستاویز میں ذکر ہیں۔ البتہ یہ یاد رہے کہ شرکت دو افراد میں بھی ہوسکتی ہے اگرچہ مذکورہ دستاویز میں اتفاقاً تین افراد کا ذکر ہے۔ ② شرکت مفاوضہ جس کا ذکر آئندہ دستاویز میں ہے اس شرکت عنان سے خاص ہے۔ اس میں ہر شریک دوسرے کا وکیل بھی ہوتا ہے کفیل بھی یعنی ایک کے ذمے میں مال دوسرے سے بھی طلب کیا جا سکتا ہے نیز اس میں سب شرکاء اصل مال تصرف اور قرض وغیرہ میں برابر ہوتے ہیں۔ دستاویز میں چار شرکاء کا ذکر ہے مگر یہ شرکت دو افراد میں بھی ہوسکتی ہے۔

(المعجم . . .) - شِرْكَةُ مُفَاوَضَةٍ بَيْنَ أَرْبَعَةٍ عَلٰى مَذْهَبِ مَنْ يُجِيْزُهَا (التحفة ٥)

باب: ..... چار افراد کے درمیان شرکت مفاوضہ کی دستاویز اس شخص کے مذہب کے مطابق جو اسے جائز سمجھتا ہے

قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَوْفُوا۟ بِٱلْعُقُودِ﴾ [المآئدة: ١]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَوْفُوا۟ بِٱلْعُقُودِ﴾ ”اے ایمان والو! باہمی عہد و پیمان پورے کیا کرو۔“

هٰذَا مَا اشْتَرَكَ عَلَيْهِ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ بَيْنَهُمْ شَرِكَةَ مُفَاوَضَةٍ فِي رَأْسِ مَالٍ جَمَعُوهُ بَيْنَهُمْ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ وَنَقْدٍ وَاحِدٍ، وَخَلَطُوهُ وَصَارَ فِي أَيْدِيهِمْ مُمْتَزِجًا لَا يُعْرَفُ بَعْضُهُ مِنْ بَعْضٍ، وَمَالُ

یہ وہ دستاویز ہے جس کی رو سے فلاں فلاں فلاں اور فلاں باہم بطور شرکت مفاوضہ شریک ہیں۔ ان سب نے ایک ہی قسم اور ایک ہی نقدی جمع کر لی ہے اور وہ اصل مال ان سب کے ہاتھ میں ملا جلا ہے۔ کسی کے مال کا کوئی الگ امتیاز نہیں۔ ان میں سے ہر فرد اصل

كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فِي ذٰلِكَ وَحَقُّهُ سَوَاءٌ، عَلٰى أَنْ يَّعْمَلُوا فِي ذٰلِكَ كُلِّهِ وَفِي كُلِّ قَلِيلٍ وَكَثِيرٍ، سِوَاهُ مِنَ الْمُبَايَعَاتِ وَالْمُتَاجَرَاتِ نَقْدًا وَنَسِيئَةً بَيْعًا وَشِرَاءً، فِي جَمِيعِ الْمُعَامَلَاتِ وَفِي كُلِّ مَا يَتَعَاطَاهُ النَّاسُ بَيْنَهُمْ مُجْتَمِعِينَ بِمَا رَأَوْا، وَيَعْمَلَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ عَلَى انْفِرَادِهِ بِكُلِّ مَا رَأٰى وَكُلِّ مَا بَدَا لَهُ جَائِزٌ أَمْرُهُ فِي ذٰلِكَ عَلٰى كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ، وَعَلٰى أَنَّهُ كُلُّ مَا لَزِمَ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ عَلٰى هٰذِهِ الشَّرِكَةِ الْمَوْصُوفَةِ فِي هٰذَا الْكِتَابِ مِنْ حَقٍّ وَمِنْ دَيْنٍ، فَهُوَ لَازِمٌ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ مِنْ أَصْحَابِهِ الْمُسَمَّيْنَ مَعَهُ فِي هٰذَا الْكِتَابِ، وَعَلٰى أَنَّ جَمِيعَ مَا رَزَقَهُمُ اللهُ فِي هٰذِهِ الشَّرِكَةِ الْمُسَمَّاةِ فِيهِ، وَمَا رَزَقَ اللهُ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فِيهَا عَلٰى حِدَتِهِ مِنْ فَضْلٍ وَرِبْحٍ، فَهُوَ بَيْنَهُمْ جَمِيعًا بِالسَّوِيَّةِ، وَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ نَّقِيصَةٍ فَهُوَ عَلَيْهِمْ جَمِيعًا بِالسَّوِيَّةِ بَيْنَهُمْ، وَقَدْ جَعَلَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْ فُلَانٍ وَفُلَانٍ وَفُلَانٍ وَفُلَانٍ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ الْمُسَمَّيْنَ فِي هٰذَا الْكِتَابِ مَعَهُ وَكِيلَهُ فِي الْمُطَالَبَةِ بِكُلِّ حَقٍّ هُوَ لَهُ وَالْمُخَاصَمَةِ فِيهِ وَقَبْضِهِ، وَفِي خُصُومَةِ كُلِّ مَنِ اعْتَرَضَهُ بِخُصُومَةٍ وَكُلِّ مَنْ يُّطَالِبُهُ بِحَقٍّ وَجَعَلَهُ وَصِيَّهُ فِي شَرِكَتِهِ مِنْ بَعْدِ

مال اور حقوق میں برابر ہے۔ اس شرط پر کہ وہ سب اس میں کام کریں گے اور اس کے علاوہ دوسرے چھوٹے بڑے لین دین اور تجارت کریں گے' خواہ نقد کریں یا ادھار خریدیں یا بیچیں۔ جس طرح لوگ کرتے ہیں' پھر خواہ وہ اکٹھے ہو کر کام کریں' اگر مناسب سمجھیں یا الگ الگ۔ جیسے وہ مناسب سمجھیں اور جو ان کے جی میں آئے۔ اس صورت میں بھی ہر شخص کا تصرف دوسرے شرکاء پر نافذ ہوگا اور اس شرکت میں' جس کی وضاحت اس تحریر میں ہو چکی ہے' جو حق یا قرض وغیرہ ایک کو لازم آئے گا' وہ اس کے شرکاء جن کا نام اس تحریر میں بیان کیا جا چکا ہے' میں سے ہر ایک کو لازم آئے گا' نیز اللہ تعالیٰ اس شرکت میں جو اضافہ یا نفع ان سب کو یا ان میں سے کسی ایک کو الگ طور پر عطا فرمائے گا' وہ ان سب میں برابر تقسیم ہوگا۔ اسی طرح اگر کمی آ جائے تو وہ بھی ان سب کے ذمے برابر ہوگی۔ اور فلاں' فلاں' فلاں اور فلاں میں سے ہر ایک نے دوسرے شرکاء' جن کا اس تحریر میں نام لے کر ذکر کیا گیا ہے' میں سے ہر ایک کو اپنا وکیل بنایا ہے کہ وہ اس کی طرف سے اس کے کسی حق کا مطالبہ کرے اور اس کے حق کے بارے میں مقدمہ بازی کرے اور اسے قبضے میں لے۔ اور اگر کوئی دوسرا شخص اس سلسلے میں کوئی جھگڑا کرے تو وہ اسے اس کی طرف سے جواب دے۔ یا جو شخص اس کا مطالبہ کرے' اس کو مناسب جواب دے۔ اسی طرح ہر شخص نے اپنے ہر شریک کو اپنی وفات کے بعد اس شرکت میں اپنا وصی مقرر کیا ہے کہ وہ اس کے قرضے ادا کرے اور اس کی وصیت کو کماحقہ نافذ کرے' نیز ان میں سے ہر ایک نے

وَفَاتِهِ وَفِي قَضَاءِ دُيُونِهِ وَإِنْفَاذِ وَصَايَاهُ وَقَبِلَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ مِنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ مَا جَعَلَ إِلَيْهِ مِنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ.

دوسرے شریک پر جو ذمہ داری ڈالی ہے تو ہر شریک اس ذمہ داری کو قبول کرتا ہے۔

أَقَرَّ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ

فلاں، فلاں، فلاں اور فلاں اس تحریر کا اقرار کرتے ہیں۔

فائدہ: شرکت مفاوضہ کی اجمالی تعریف تو سابقہ حدیث کے تحت ذکر کر دی گئی ہے اور اس کی تفصیل اس دستاویز میں بیان کی گئی ہے۔ شروع میں آیتِ کریمہ ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ چند افراد آپس میں جو عہد کر لیں اسے وہ پورا کریں۔ اور یہ شرکت مفاوضہ بھی ایک عہد اور وعدہ ہے۔ اسے بھی پورا کرنا چاہیے بشرطیکہ کوئی شرکت شریعت کی نصوص کے خلاف نہ ہو۔ امام صاحب کا مقصد یہ ہے کہ شرکت مفاوضہ یا اور بھی شرکت میں کوئی حرج نہیں لہٰذا جن فقہاء نے شرکت مفاوضہ کو درست قرار نہیں دیا' ان کا موقف کمزور ہے۔ ان کا خیال ہے کہ ہر شخص اپنا خود ذمہ دار ہے۔ ایک کے قرض کا مطالبہ دوسرے سے کیسے کیا جا سکتا ہے؟ ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى﴾ (بني إسرآئيل ١٧:١٥) مگر باہمی معاہدے کے بعد کوئی حرج نہیں۔ البتہ یہ شرکت صرف مالی معاملات میں ہوگی۔

## (المعجم ٤٧) - بَابُ شِرْكَةِ الْأَبْدَانِ (التحفة ٦)

## باب: ۴۷-شرکت ابدان

٣٩٦٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: اِشْتَرَكْتُ أَنَا وَعَمَّارٌ وَسَعْدٌ يَوْمَ بَدْرٍ فَجَاءَ سَعْدٌ بِأَسِيرَيْنِ وَلَمْ أَجِيءْ أَنَا وَلَا عَمَّارٌ بِشَيْءٍ.

۳۹۶۹- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بدر کے دن میں' عمار اور سعد شریک بن گئے۔ سعد دو قیدی لائے' جبکہ میں اور عمار کوئی قیدی نہ لا سکے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' تاہم شرکت ابدان کی وضاحت کچھ اس طرح ہے کہ دو (یا زیادہ) آدمی ایک

---

٣٩٦٩- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الشركة على غير رأس مال، ح:٣٣٨٨ من حديثه يحيى بن سعيد القطان به. * أبوعبيدة لم يدرك أباه كما تقدم، ح: ٦٢٣، وفيه علة أخرى.

کام مل کر کریں اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی آپس میں برابر تقسیم کر لیں اگرچہ ممکن ہے ایک آدمی زیادہ کام کرے دوسرا کم' جیسے مذکورہ روایت میں ذکر ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو دو غلام ملے' دوسرے دو کو کچھ نہ مل سکا مگر انھوں نے دو قیدی تینوں میں برابر بانٹ لیے۔ (یعنی ان کی قیمت یا ان کا فدیہ) اسی طرح دو مستری یا مزدور یا دو درزی اکٹھے کام کریں اور مزدوری برابر بانٹ لیں۔ اسے شرکت صنائع بھی کہتے ہیں۔ شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ اس کی بنیاد ہمدردی اور مروت ہے کہ کوئی بھائی کمزور ہونے کی بنا پر معیشت سے محروم نہ رہے۔

٣٩٧٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ: فِي عَبْدَيْنِ مُتَفَاوِضَيْنِ كَاتَبَ أَحَدُهُمَا قَالَ: جَائِزٌ إِذَا كَانَا مُتَفَاوِضَيْنِ يَقْضِي أَحَدُهُمَا عَنِ الْآخَرِ.

٣٩٧٠- حضرت زہری سے مروی ہے کہ جن دو غلاموں نے آپس میں شرکت مفاوضہ کر رکھی ہو اور ان میں سے ایک اپنے آقا سے آزادی کا معاہدہ کرے تو دوسرا بھی اس کی طرف سے ادائیگی کرے گا۔

فائدہ: شرکت مفاوضہ میں دو شخص اپنے تمام مال اور فوائد و منافع میں شریک ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کے وکیل اور کفیل ہوتے ہیں حتی کہ ایک کے قرض کا مطالبہ دوسرے سے کیا جا سکتا ہے' لہٰذا ایسی صورت میں جب ایک اپنی آزادی کی قیمت اپنے مالک سے طے کرے تو دوسرا بھی اس کے ساتھ تعاون اور حصہ داری کرے گا۔

## (المعجم . . .) - بَابُ تَفَرُّقِ الشُّرَكَاءِ عَنْ شِرْكَتِهِمْ (التحفة ٧)

## باب:...... شرکاء کے شراکت ختم کرنے کی دستاویز

هٰذَا كِتَابٌ كَتَبَهُ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ بَيْنَهُمْ وَأَقَرَّ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ الْمُسَمَّيْنَ مَعَهُ فِي هٰذَا الْكِتَابِ، بِجَمِيعِ مَا فِيهِ فِي صِحَّةٍ مِّنْهُ وَجَوَازِ أَمْرٍ، أَنَّهُ جَرَتْ بَيْنَنَا مُعَامَلَاتٌ وَمُتَاجَرَاتٌ وَأَشْرِيَةٌ وَبُيُوعٌ وَخُلْطَةٌ وَشَرِكَةٌ

یہ تحریر فلاں، فلاں، فلاں اور فلاں نے (مشترکہ طور پر) لکھی ہے اور ان میں سے ہر ایک اس تحریر میں ذکر کیے گئے افراد میں سے ہر ایک کے لیے اپنی صحت و اختیار کی حالت میں ان تمام باتوں کا اقرار کرتا ہے جو اس تحریر میں ذکر کی گئی ہیں۔ شراکت کے دوران میں ہمارے درمیان معاملات (لین دین)' تجارت' خرید و

٣٩٧٠- [إسناده صحيح] انفرد به النسائي.

فِي أَمْوَالٍ وَفِي أَنْوَاعٍ مِّنَ الْمُعَامَلَاتِ، وَقُرُوضٌ وَمُصَارَفَاتٌ وَوَدَائِعُ وَأَمَانَاتٌ وَسَفَاتِجُ وَمُضَارَبَاتٌ وَعَوَارِي وَدُيُونٌ وَمُؤَاجَرَاتٌ وَمُزَارَعَاتٌ وَمُؤَاكَرَاتٌ، وَإِنَّا تَنَاقَضْنَا عَلَى التَّرَاضِي مِنَّا جَمِيعًا بِمَا فَعَلْنَا، جَمِيعَ مَا كَانَ بَيْنَنَا مِنْ كُلِّ شَرِكَةٍ وَمِنْ كُلِّ مُخَالَطَةٍ كَانَتْ جَرَتْ بَيْنَنَا فِي نَوْعٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْمُعَامَلَاتِ، وَفَسَخْنَا ذٰلِكَ كُلَّهُ فِي جَمِيعِ مَا جَرٰى بَيْنَنَا فِي جَمِيعِ الْأَنْوَاعِ وَالْأَصْنَافِ، وَبَيَّنَّا ذٰلِكَ كُلَّهُ نَوْعًا نَوْعًا، وَعَلِمْنَا مَبْلَغَهُ وَمُنْتَهَاهُ، وَعَرَفْنَاهُ عَلٰى حَقِّهِ وَصِدْقِهِ، فَاسْتَوْفٰى كُلُّ وَاحِدٍ مِّنَّا جَمِيعَ حَقِّهِ مِنْ ذٰلِكَ أَجْمَعَ وَصَارَ فِي يَدِهِ، فَلَمْ يَبْقَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنَّا قِبَلَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ الْمُسَمَّيْنَ مَعَهُ فِي هٰذَا الْكِتَابِ، وَلَا قِبَلَ أَحَدٍ بِسَبَبِهِ وَلَا بِاسْمِهِ حَقٌّ وَلَا دَعْوٰى وَلَا طِلْبَةٌ، لِأَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنَّا قَدِ اسْتَوْفٰى جَمِيعَ حَقِّهِ وَجَمِيعَ مَا كَانَ لَهُ مِن جَمِيعِ ذٰلِكَ كُلِّهِ، وَصَارَ فِي يَدِهِ مُـوَفَّرًا.

فروخت، مالی طور پر اور لین دین، قرض، بیوع، عہد، امانت، ہنڈی، مضاربت، ادھار، کرایہ جات، مزارعت اور ٹھیکے وغیرہ میں شراکت رہی ہے۔ اب ہم نے باہمی رضامندی سے ہر اس شراکت کو ختم کر دیا ہے جو ہمارے درمیان مالی معاملات اور لین دین میں جاری تھی اور ہر قسم کی شراکت کو فسخ (ختم) کر دیا ہے جو ہمارے درمیان رائج تھی۔ اور ہم نے تفصیل کے ساتھ اس کی تمام اقسام کا اوپر اس تحریر میں ذکر کر دیا ہے۔ ہم اس کی مدت اور اس کی انتہا کو جانتے ہیں۔ اور ہم نے اس کا صحیح صحیح کماحقہ حساب کر لیا ہے۔ اور ہم میں سے ہر شخص نے اس میں سے اپنا پورا پورا حق وصول کر لیا ہے اور اپنے قبضے میں کر لیا ہے، چنانچہ ہم میں سے کسی کا اس تحریر میں ذکر کردہ ساتھیوں میں سے کسی کے ذمے کچھ بھی باقی نہیں، اور نہ ان میں سے کسی کی وجہ سے کسی اور شخص پر کوئی حق یا دعویٰ یا مطالبہ ہوگا کیونکہ ہم میں سے ہر شخص نے اس تمام کاروبار سے اپنا پورا پورا حق وصول کر لیا ہے اور وہ صحیح سلامت اس کے قبضے میں جا چکا ہے۔

أَقَرَّ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ.

فلاں، فلاں، فلاں اور فلاں اس تحریر کا اقرار کرتے ہیں۔

## (المعجم . . .) - بَابُ تَفَرُّقِ الزَّوْجَيْنِ عَنْ مُزَاوَجَتِهِمَا (التحفة ٨)

## باب: ...... خاوند اور بیوی کی رشتۂ ازدواج سے علیحدگی کی دستاویز

قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: ﴿وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَأْخُذُوا۟ مِمَّآ ءَاتَيْتُمُوهُنَّ شَيْـًٔا إِلَّآ أَن يَخَافَآ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ ٱللَّهِ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ ٱللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا ٱفْتَدَتْ بِهِۦ﴾ [البقرة: ٢٢٩].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ لا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ﴾ ''تمھارے لیے جائز نہیں کہ تم نے جو کچھ اپنی بیویوں کو دے رکھا ہے اس میں سے کوئی چیز واپس لو الا یہ کہ ان دونوں (میاں بیوی) کو خطرہ ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے۔ ایسی صورت میں کوئی حرج نہیں کہ عورت مہر (پورا یا کچھ) واپس کر کے اپنے آپ کو (نکاح کی قید سے) آزاد کرا لے۔''

هٰذَا كِتَابٌ كَتَبَتْهُ فُلَانَةُ بِنْتُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ فِي صِحَّةٍ مِّنْهَا وَجَوَازِ أَمْرٍ، لِفُلَانِ ابْنِ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ، إِنِّي كُنْتُ زَوْجَةً لَّكَ وَكُنْتَ دَخَلْتَ بِي فَأَفْضَيْتَ إِلَيَّ ثُمَّ إِنِّي كَرِهْتُ صُحْبَتَكَ وَأَحْبَبْتُ مُفَارَقَتَكَ عَنْ غَيْرِ إِضْرَارٍ مِّنْكَ بِي وَلَا مَنْعِي لِحَقٍّ وَّاجِبٍ لِي عَلَيْكَ، وَإِنِّي سَأَلْتُكَ عِنْدَ مَا خِفْنَا أَنْ لَّا نُقِيمَ حُدُودَ اللهِ أَنْ تَخْلَعَنِي فَتُبِينَنِي مِنْكَ بِتَطْلِيقَةٍ بِجَمِيعِ مَا لِي عَلَيْكَ مِنْ صَدَاقِي، وَهُوَ كَذَا وَكَذَا دِينَارًا جِيَادًا مَثَاقِيلَ، وَبِكَذَا وَكَذَا دِينَارًا جِيَادًا مَثَاقِيلَ أَعْطَيْتُكَهَا عَلٰى ذٰلِكَ سِوٰى مَا فِي صَدَاقِي، فَفَعَلْتَ الَّذِي سَأَلْتُكَ مِنْهُ، فَطَلَّقْتَنِي تَطْلِيقَةً بَائِنَةً بِجَمِيعِ مَا كَانَ بَقِيَ لِي عَلَيْكَ مِنْ صَدَاقِي الْمُسَمّٰى مَبْلَغُهُ فِي

یہ وہ دستاویز ہے جسے فلانہ بنت فلاں بن فلاں نے فلاں بن فلاں بن فلاں (اپنے خاوند) کے لیے صحت اور اختیار کی حالت میں لکھا ہے۔ میں تیری بیوی رہی۔ تو نے مجھے اپنے گھر بسایا اور مجھ سے جماع وغیرہ بھی کرتا رہا۔ اب میں تیرے ساتھ رہنا نہیں چاہتی بلکہ تجھ سے جدا ہونا چاہتی ہوں کہ تو نے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچایا' اور نہ میرا کوئی حق' جو تجھ پر واجب تھا' مجھے دینے سے انکار کیا۔ جب ہمیں اس بات کا خطرہ پیدا ہو گیا کہ ہم (خاوند بیوی کی حیثیت سے) اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود قائم نہیں رکھ سکیں گے تو میں نے تجھ سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ مجھے خلع دے دو' یعنی اس مہر کے عوض جو تیرے ذمہ واجب الادا ہے' ایک طلاق دے کر مجھے علیحدہ کر دو۔ وہ مہر اعلیٰ قسم کے اتنے دینار ہیں اور وزن کے لحاظ سے ان میں سے سات مثقال دس درہم کے برابر ہوتے ہیں۔ مزید میں تجھے اتنے اسی قسم کے اعلیٰ

هٰذَا الْكِتَابِ، وَبِالدَّنَانِيرِ الْمُسَمَّاةِ فِيهِ سِوٰى ذٰلِكَ، فَقَبِلْتُ ذٰلِكَ مِنْكَ مُشَافَهَةً لَكَ عِنْدَ مُخَاطَبَتِكَ إِيَّايَ بِهِ، وَمُجَاوَبَةً عَلٰى قَوْلِكَ مِنْ قَبْلِ تَصَادُرِنَا عَنْ مَنْطِقِنَا ذٰلِكَ، وَدَفَعْتُ إِلَيْكَ جَمِيعَ هٰذِهِ الدَّنَانِيرِ الْمُسَمّٰى مَبْلَغُهَا فِي هٰذَا الْكِتَابِ الَّذِي خَالَعْتَنِي عَلَيْهَا وَافِيَةً سِوٰى مَا فِي صَدَاقِي، فَصِرْتُ بَائِنَةً مِّنْكَ مَالِكَةً لِّأَمْرِي بِهٰذَا الْخُلْعِ الْمَوْصُوفِ أَمْرُهُ فِي هٰذَا الْكِتَابِ، فَلَا سَبِيلَ لَكَ عَلَيَّ وَلَا مُطَالَبَةَ وَلَا رَجْعَةَ، وَقَدْ قَبَضْتُ مِنْكَ جَمِيعَ مَا يَجِبُ لِمِثْلِي مَا دُمْتُ فِي عِدَّةٍ مِّنْكَ، وَجَمِيعَ مَا أَحْتَاجُ إِلَيْهِ بِتَمَامِ مَا يَجِبُ لِلْمُطَلَّقَةِ الَّتِي تَكُونُ فِي مِثْلِ حَالِي عَلٰى زَوْجِهَا الَّذِي يَكُونُ فِي مِثْلِ حَالِكَ، فَلَمْ يَبْقَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنَّا قِبَلَ صَاحِبِهِ حَقٌّ وَلَا دَعْوٰى وَلَا طِلْبَةٌ، فَكُلُّ مَا ادَّعٰى وَاحِدٌ مِّنَّا قِبَلَ صَاحِبِهِ مِنْ حَقٍّ وَمِنْ دَعْوٰى وَمِنْ طِلْبَةٍ بِوَجْهٍ مِّنَ الْوُجُوهِ فَهُوَ فِي جَمِيعِ دَعْوَاهُ مُبْطِلٌ، وَصَاحِبُهُ مِنْ ذٰلِكَ أَجْمَعَ بَرِيءٌ، وَقَدْ قَبِلَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنَّا كُلَّ مَا أَقَرَّ لَهُ بِهِ صَاحِبُهُ، وَكُلَّ مَا أَبْرَأَهُ مِنْهُ مِمَّا وُصِفَ فِي هٰذَا الْكِتَابِ، مُشَافَهَةً عِنْدَ مُخَاطَبَتِهِ إِيَّاهُ قَبْلَ تَصَادُرِنَا عَنْ مَنْطِقِنَا، وَافْتِرَاقِنَا عَنْ مَجْلِسِنَا الَّذِي جَرٰى بَيْنَنَا فِيهِ.

دینار مہر کے علاوہ اپنی طرف سے دوں گی۔ تو نے میرا مطالبہ پورا کر دیا۔ اور مجھے میرے باقی ماندہ مہر کی رقم جس کی تفصیل اس تحریر میں ذکر کی گئی ہے اور اس کے علاوہ دوسرے دینار جن کا ذکر بھی کیا گیا ہے کے عوض ایک بائن طلاق دے دی۔ اور جب تو نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے طلاق دی تو میں نے اسے بالمشافہ قبول کیا پہلے اس سے کہ ہم کوئی اور بات شروع کریں۔ اور میں نے تجھے یہ دینار جن کا ذکر اس تحریر میں کیا گیا ہے اور جن پر تو نے مجھے خلع دیا ہے مہر کے علاوہ پورے کے پورے ادا کر دیے ہیں اور اب میں تجھ سے الگ ہو چکی ہوں۔ اور اس خلع کی بنا پر جس کی تفصیل اس تحریر میں بیان کر دی گئی ہے اپنے معاملات کی خود مالک بن چکی ہوں۔ اب تیرا مجھ پر کوئی اختیار نہیں رہا اور نہ تجھے کسی مطالبے یا رجوع کا حق حاصل ہے۔ اور میں نے تجھ سے وہ سب وصول کر لیا ہے جو دوران عدت میں مجھ جیسی (خلع والی) عورت کے لیے واجب ہے۔ یا جس کی مجھ جیسی مطلقہ کو تجھ جیسے خاوند سے ضرورت پڑ سکتی ہے۔ اب ہم دونوں میں سے کسی کا کسی کے ذمے کوئی حق یا دعویٰ یا مطالبہ باقی نہیں رہا۔ اب اگر ہم دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کے خلاف کسی حق دعویٰ یا مطالبے کا تقاضا کرے تو وہ جھوٹا ہوگا اور فریق ثانی اس قسم کے ہر تقاضے سے بری ہوگا۔ ہم میں سے ہر ایک نے اس بات کو قبول کیا ہے جس کا فریق ثانی نے اس کے لیے اقرار کیا ہے یا جس سے اس کو بری کیا ہے۔ جس کی تفصیل اس تحریر میں ذکر کر دی گئی ہے۔ جبکہ ہم

اس معاملے میں ایک دوسرے سے بالمشافہ بات کر رہے ہیں۔ پہلے اس سے کہ ہم یہ بات ختم کریں یا مجلس برخاست کریں' جو اس سلسلے میں ہمارے درمیان منعقد ہوئی تھی۔

أَقَرَّتْ فُلَانَةُ وَفُلَانٌ.

فلانہ (بیوی) اور فلاں (خاوند) نے اس تحریر کا اقرار کیا۔

فوائد ومسائل: ① یہ تحریر خلع کی ہے جس میں بیوی اپنے خاوند سے کچھ دے دلا کر طلاق طلب کرتی ہے۔ تفصیل پیچھے کتاب الطلاق میں گزر چکی ہے۔ ② جمہور اہل علم کے نزدیک خاوند خلع میں مہر کے علاوہ کوئی چیز عورت سے نہیں لے سکتا جیسا کہ آیت کریمہ سے واضح ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ شاید مہر کے علاوہ بھی عورت سے اس کا ذاتی مال لینے کے قائل ہوں گے۔ تبھی تحریر میں زائد رقم کا بھی ذکر ہے۔

## (المعجم ٤٨) - اَلْكِتَابَةُ (التحفة ٩)

## باب: ۴۸-غلام کا مالک سے معاہدۂ آزادی

قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَٱلَّذِينَ يَبۡتَغُونَ ٱلۡكِتَٰبَ مِمَّا مَلَكَتۡ أَيۡمَٰنُكُمۡ فَكَاتِبُوهُمۡ إِنۡ عَلِمۡتُمۡ فِيهِمۡ خَيۡرًاۖ﴾ [النور: ٣٣].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا﴾ ''تمھارے مملوکوں میں سے جو مکاتبت کرنا چاہیں تو ان سے مکاتبت کر لو اگر تمھیں ان کے اندر بھلائی محسوس ہو۔''

هٰذَا كِتَابٌ كَتَبَهُ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ فِي صِحَّةٍ مِّنْهُ وَجَوَازِ أَمْرٍ، لِفَتَاهُ النُّوبِيِّ الَّذِي يُسَمّٰى فُلَانًا وَهُوَ يَوْمَئِذٍ فِي مِلْكِهِ وَيَدِهِ، إِنِّي كَاتَبْتُكَ عَلٰى ثَلَاثَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ وُضَّحٍ جِيَادٍ وَزْنِ سَبْعَةٍ مُّنَجَّمَةٍ عَلَيْكَ سِتَّ سِنِينَ مُتَوَالِيَاتٍ أَوَّلُهَا مُسْتَهَلُّ شَهْرِ كَذَا مِنْ سَنَةِ كَذَا، عَلٰى أَنْ تَدْفَعَ إِلَيَّ هٰذَا الْمَالَ الْمُسَمّٰى مَبْلَغُهُ فِي هٰذَا الْكِتَابِ فِي

یہ تحریر فلاں بن فلاں نے اپنی صحت اور اختیار کی حالت میں اپنے حبشی غلام' جس کا نام فلاں ہے' کے لیے لکھی ہے اور وہ اس وقت اس کی ملکیت اور قبضے میں ہے۔ میں نے تجھ سے تین ہزار صحیح (کھرے) اور عمدہ درہم پر آزادی کا معاہدہ کیا ہے جن میں سے ہر دس وزن کے لحاظ سے سات مثقال کے برابر ہوں گے جو تجھ سے قسط وار پے در پے چھ سالوں میں وصول کیے جائیں گے۔ اس مدت کی ابتدا فلاں سال کے فلاں

نُجُومِهَا، فَأَنْتَ حُرٌّ بِهَا، لَكَ مَا لِلأَحْرَارِ وَعَلَيْكَ مَا عَلَيْهِمْ، فَإِنْ أَخْلَلْتَ شَيْئًا مِنْهُ عَنْ مَحِلِّهِ بَطَلَتِ الْكِتَابَةُ، وَكُنْتَ رَقِيقًا لَا كِتَابَةَ لَكَ، وَقَدْ قَبِلْتُ مُكَاتَبَتَكَ عَلَيْهِ عَلَى الشُّرُوطِ الْمَوْصُوفَةِ فِي هٰذَا الْكِتَابِ قَبْلَ تَصَادُرِنَا عَنْ مَنْطِقِنَا، وَافْتِرَاقِنَا عَنْ مَجْلِسِنَا الَّذِي جَرٰى بَيْنَنَا ذٰلِكَ فِيهِ.

مہینے سے ہوگی' اس شرط پر کہ تو یہ مقرر شدہ رقم جس کی مقدار اس تحریر میں بیان کر دی گئی ہے' مقررہ قسطوں میں مجھے ادا کر دے گا تو تو ان کے عوض آزاد ہوگا۔ تجھے آزاد لوگوں کے حقوق حاصل ہوں گے اور تجھ پر انھی جیسے فرائض لاگو ہوں گے۔ اور اگر تو نے بروقت قسطیں ادا نہ کیں تو آزادی کا معاہدہ باطل ہو جائے گا اور تو غلام رہے گا۔ تجھے اس معاہدے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اور میں نے اس مقصد کے لیے منعقد ہونے والی مجلس میں' مجلس کے برخاست ہونے اور کوئی نئی بات شروع ہونے سے پہلے تیرے معاہدۂ آزادی کو ان شروط کے مطابق جو اس تحریر میں بیان کر دی گئی ہیں' قبول کر لیا ہے۔

أَقَرَّ فُلَانٌ وَفُلَانٌ.

فلاں (مالک) اور فلاں (غلام) نے اس معاہدے کا اقرار کیا۔

فائدہ: شریعت اسلامیہ غلامی کو اچھا نہیں سمجھتی بلکہ اسے ختم کرنے کی رغبت دلاتی ہے' اس لیے شریعت نے غلاموں کو آزاد کرنا افضل عمل گردانا ہے۔ بہت سے شرعی مسائل میں غلام کی آزادی کو کفارے کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔ جو غلام کمائی کے قابل ہو اور وہ اپنی کمائی سے اپنی آزادی کی قیمت ادا کر سکتا ہو' اس کے مالک کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ اس سے آزادی کا معاہدہ کرے جیسا کہ مذکورہ بالا آیت سے واضح ہوتا ہے۔ ﴿فكاتبوهم﴾ (النور ٢٤:٣٣) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو اپنے مالدار غلام حضرت سیرین رحمہ اللہ سے معاہدۂ آزادی پر مجبور کیا تھا بلکہ انکار پر سزا دی تھی۔ اس معاہدے میں طے شدہ رقم اس غلام سے بیک وقت وصول نہیں کی جائے گی بلکہ قسطیں مقرر کی جائیں گی تاکہ وہ آسانی سے ادا کر سکے۔ اس مدت کے دوران میں مالک کو یہ حق نہیں ہوگا کہ اس غلام کو بیچے' الا یہ کہ غلام خود چاہے۔

(المعجم ٤٩) - تَدْبِيرٌ (التحفة ١٠)

## باب:۴۹- غلام یا لونڈی کو مدبر بنانے کی دستاویز

هٰذَا كِتَابٌ كَتَبَهُ فُلَانُ بْنُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ لِفَتَاهُ الصَّقَلِّيِّ الْخَبَّازِ الطَّبَّاخِ الَّذِي يُسَمّٰى

یہ تحریر فلاں بن فلاں بن فلاں نے اپنے صقلی (صیقل گر) غلام کے لیے لکھی ہے جو کہ روٹیاں اور سالن

فُلَانًا وَهُوَ يَوْمَئِذٍ فِي مِلْكِهِ وَيَدِهِ، إِنِّي دَبَّرْتُكَ لِوَجْهِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَرَجَاءِ ثَوَابِهِ، فَأَنْتَ حُرٌّ بَعْدَ مَوْتِي لَا سَبِيلَ لِأَحَدٍ عَلَيْكَ بَعْدَ وَفَاتِي إِلَّا سَبِيلَ الْوَلَاءِ، فَإِنَّهُ لِي وَلِعَقِبِي مِنْ بَعْدِي، أَقَرَّ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ بِجَمِيعِ مَا فِي هٰذَا الْكِتَابِ طَوْعًا فِي صِحَّةٍ مِّنْهُ وَجَوَازِ أَمْرٍ مِّنْهُ، بَعْدَ أَنْ قُرِیءَ ذٰلِكَ كُلُّهُ عَلَيْهِ بِمَحْضَرٍ مِّنَ الشُّهُودِ الْمُسَمَّيْنَ فِيهِ، فَأَقَرَّ عِنْدَهُمْ أَنَّهُ قَدْ سَمِعَهُ وَفَهِمَهُ وَعَرَفَهُ وَأَشْهَدَ اللهَ عَلَيْهِ وَكَفَى بِاللهِ شَهِيدًا، ثُمَّ مَنْ حَضَرَهُ مِنَ الشُّهُودِ عَلَيْهِ أَقَرَّ فُلَانٌ الصَّقَلِّيُّ الطَّبَّاخُ فِي صِحَّةٍ مِّنْ عَقْلِهِ وَبَدَنِهِ أَنَّ جَمِيعَ مَا فِي هٰذَا الْكِتَابِ حَقٌّ عَلٰى مَا سُمِّيَ وَوُصِفَ فِيهِ.

پکانے کا کام کرتا ہے اور اس کا نام فلاں ہے اور وہ آج اس کی ملکیت اور قبضے میں ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے حصول کے لیے اور اس کے ثواب کی امید کرتے ہوئے تجھے مدبر کرتا ہوں' لہٰذا تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔ میری وفات کے بعد کسی کا تجھ پر کوئی اختیار نہیں ہوگا' البتہ حق ولا مجھے اور میری اولاد کو تجھ پر حاصل رہے گا۔ میں' فلاں بن فلاں نے اپنی خوشی کے ساتھ صحت اور اختیار کی حالت میں اس تحریر کے مندرجات کا اقرار کیا ہے' جبکہ یہ ساری تحریر فلاں فلاں گواہوں کی موجودگی میں مجھے پڑھ کر سنائی گئی تو میں نے ان کے سامنے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ میں نے اسے سن کر سمجھ لیا ہے اور اس کا مفہوم اچھی طرح جان لیا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کو اس پر گواہ بناتا ہوں' اور اللہ تعالیٰ کافی گواہ ہے' پھر حاضرین کو اس پر گواہ بناتا ہوں۔ فلاں صقلی باورچی (غلام) نے اپنی بدنی اور عقلی صحت کی حالت میں اقرار کیا ہے کہ جو کچھ اس تحریر میں لکھا گیا ہے' وہ بالکل درست اور صحیح ہے۔

**فوائد ومسائل:** ① مدبر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مالک اپنے کسی غلام یا لونڈی کو فی الوقت نہیں بلکہ اپنی وفات کے بعد کے لیے آزاد کرے۔ جونہی مالک فوت ہوگا' غلام آزاد ہو جائے گا۔ ایسے غلام کو مدبر کرنے کے بعد بیچا نہیں جا سکتا ورنہ عہد کی خلاف ورزی ہوگی اور عہد کی خلاف ورزی کبیرہ گناہ ہے' الا یہ کہ کوئی خاص حقیقی وجہ ہو' مثلاً: اس غلام کے علاوہ مالک کی کوئی اور جائیداد نہ ہو اور وہ مرتے وقت مدبر کرے کیونکہ مرض الموت میں غلام کو مدبر کرنا وصیت کے مرتبے میں ہے اور وصیت صرف تہائی مال میں ہو سکتی ہے' لہٰذا اس کا یہ فعل درست نہ ہوگا۔ ایسے غلام کو بیچا جا سکتا ہے۔ عام حالات میں مدبر کو فروخت کرنے کی اجازت نہیں۔ یہی محقق مسلک ہے۔ واللہ أعلم. ② ''صحت واختیار کی حالت میں'' یہ الفاظ ہر دستاویز میں لکھے جاتے ہیں۔ معلوم ہوا یہ دونوں چیزیں صحت اور اختیار ہر مالی عقد کے لیے شرط ہیں۔ بیماری کی حالت میں' جب وہ مرض الموت کی

حالت میں ہو مالی معاملات میں کامل اختیار نہیں رہتا۔ اختیار سے مراد اپنی مرضی ہے یعنی اس سلسلے میں مجھ پر کوئی جبر نہیں۔

(المعجم ٥٠) - عِتْقٌ (التحفة ١١)

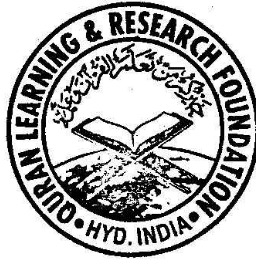
باب: ٥٠ - غلام کی آزادی کی دستاویز

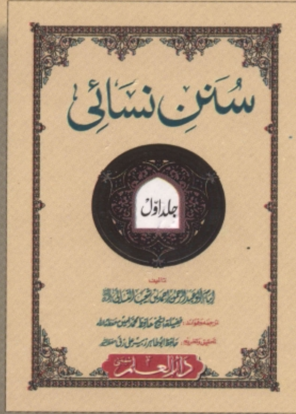
هٰذَا كِتَابٌ كَتَبَهُ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ طَوْعًا فِي صِحَّةٍ مِّنْهُ وَجَوَازِ أَمْرٍ، وَذٰلِكَ فِي شَهْرِ كَذَا مِنْ سَنَةِ كَذَا، لِفَتَاهُ الرُّومِيِّ الَّذِي يُسَمّٰى فُلَانًا وَهُوَ يَوْمَئِذٍ فِي مِلْكِهِ وَيَدِهِ، إِنِّي أَعْتَقْتُكَ تَقَرُّبًا إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَابْتِغَاءَ لِجَزِيلِ ثَوَابِهِ، عِتْقًا بَتًّا لَا مَثْنَوِيَّةَ فِيهِ وَلَا رَجْعَةَ لِي عَلَيْكَ، فَأَنْتَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللهِ وَالدَّارِ الْآخِرَةِ لَا سَبِيلَ لِي وَلَا لِأَحَدٍ عَلَيْكَ إِلَّا الْوَلَاءَ، فَإِنَّهُ لِي وَلِعَصَبَتِي مِنْ بَعْدِي.

یہ تحریر فلاں بن فلاں نے خوشی کے ساتھ اپنی صحت اور اختیار کی حالت میں اپنے رومی غلام کے لیے جس کا نام فلاں ہے فلاں سال کے فلاں مہینے میں لکھی ہے۔ وہ آج اس کی ملکیت اور قبضے میں ہے۔ میں نے اللہ عزوجل کا قرب حاصل کرنے کے لیے اور اس کے عظیم ثواب کی غرض سے تجھے آزاد کردیا ہے۔ اس میں نہ کوئی استثنا ہے اور نہ مجھے تجھ پر رجوع کا حق ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور آخرت کی نیکی کی غرض سے آزاد ہے۔ اب مجھے یا کسی اور کو تجھ پر کوئی اختیار نہیں رہا' البتہ مجھے اور میرے بعد میرے عصبہ کو تجھ پر حق ولا حاصل ہے۔



فوائد ومسائل: ① ''استثنا'' یعنی کوئی شرط نہیں لگائی تھی۔ تو غیر مشروط طور پر آزاد ہے۔ شرط کو استثنا بھی کہا جا سکتا ہے۔ ② ''حق ولا'' آزاد کرنے والے شخص کو آزاد کردہ غلام پر اس کی آزادی کے بعد جو حق حاصل ہوتا ہے' اسے حق ولا کہا جاتا ہے۔ یہ ایک نسبت ہے۔ آزاد کردہ غلام کو اس کا مولیٰ کہا جاتا ہے۔ اس نسبت میں تبدیلی کبیرہ گناہ ہے' بعینہٖ اسی طرح جیسے کوئی اپنے اصل باپ کو چھوڑ کر کسی اور کو باپ کہنا شروع کر دے۔ نسبت کے علاوہ آزاد کرنے والے کو وراثت کا حق بھی حاصل ہو جاتا ہے بشرطیکہ آزاد کردہ غلام کا کوئی نسبی رشتہ دار وارث موجود نہ ہو۔ ③ آزاد کرنے والے کو حق ولا لازماً حاصل ہوگا' خواہ اس نے ثواب حاصل کرنے کے لیے غلام کو آزاد کیا ہو یا معاوضہ لے کر' خواہ فوراً آزاد کیا ہو' خواہ مدبر کیا ہو۔ ④ ''مولیٰ'' آزاد کردہ غلام کو بھی کہا جاتا ہے اور آزاد کرنے والے کو بھی۔ گویا دونوں ایک دوسرے کے مولیٰ ہیں' البتہ آزاد کرنے والا ''مولیٰ اعلیٰ'' ہے اور آزاد کردہ غلام ''مولیٰ اسفل۔''


QURAN LEARNING & RESEARCH FOUNDATION
• HYD. INDIA •











DARUL ILM
PUBLISHERS & DISTRIBUTORS

242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel,: (+91-22) 2308 8989, 2308 2231
fax :(+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

₹2100/-